خمار جانم
تحریر: ایس مروہ مرزا

اک دبنگ لیکن بہت پیارے سے جناب ہیں پہلے ان سے ملیے ! یہ ہیں ہمارے ارمان شیرازی دا میل میتھ پروفیسر جنکی پوری کلاس میں صرف ایک لڑکی پائی جاتی ہے کیونکہ انھیں عورتوں کے بیچ ان کمفرٹیبل ہونے کی بیماری ہے، جو اپنی دادو سے بھی آج تک بس ماتھے پر بوسہ لے کر جوان ہوئے کیونکہ ہی از ناٹ ہگ کس پرسن، اب وہ ایک لڑکی اس لیے انکی کلاس میں ہے کیونکہ وہ انکے لاڈلے یار کی کزن ہے جسکا میتھ میرے اور آپکے بالوں سے بھی کمزور ہے، پرسنل ہو گیا یارا۔

چلو کوئی نہیں، جب انکی کوئی کلاس نہیں ہوتی تب ایکسٹرا فرما بردار پروفیسر صاحب فری وقت میں اسائمنٹس چیک کرتے ہوئے کافی انجوائے کرتے ہیں کیونکہ انکے حصے نالائقوں کا جُھنڈ آچکا تھا اور بیچ بھی نیا تھا، بس تب ہی ارمان کو مسکراتا دیکھا جاسکتا تھا کیونکہ انکی کلاس کے ہونہار بچے اپنے اپنے فارمولے ایجاد کرنے میں پی ایچ ڈی کر کے آئے تھے۔

اف ارمان! تمہاری مسکراہٹ پانا تو پورے سر میں گم ہوئی اکلوتی جُوں ڈھونڈنے سا ہے۔ (میں بھی ناں، الٹے محاورے بول رہی ہوں، مجھ پر بھی غصہ آسکتا ہے ہمارے کُولڈ مین کو)

جی کُولڈ مین، کَسے جبڑے، تنی بَل والی صبیح پیشانی اور ایسے غصے والے تاثرات جیسے بات کرتے ہی سامنے والے کو ٹھوک ڈالے گا، پوری یونی کے بدمعاش ترین لونڈے جب انکی کلاس میں آتے تو کنگ شرافت بن

جاتے اور یہ سہرا ابھی ہمارے ارمان شیرازی دا اینگری برڈ کے سر تھا، یہ سامنے والے سے آنکھیں ملا کر بات کرنے سے گریز کیے ہمیشہ نظریں ہاتھ میں موجود کسی نہ کسی چیز پر پُر اعتمادی سے رکھ کر خود کو لوگوں سے بچاتا تھا لیکن ایک پرابلم تھا، ان ساری آدم بیزار بیماریوں کہ ،ہی ازان لوو۔۔اب ایک لڑکی انکی کلاس میں تھی، اس سے آپ سب سمجھ تو گئے ہوں گے۔

اب وہ بچاری کون قسمت کی ماری ہے، آگے بتاتی ہوں لیکن وہ قسمت کی ماری کسی سے کم بھی نہیں ہے، آفت ہے اس کہانی کی۔

اچھا اب پرابلم ارمان شیرازی میں نہیں تھی، اسکی زندگی کی سیڈ سٹوری میں تھی۔

جو میں بعد میں سناوں گی، تنگ نہیں ہونا اچھے بچو، اس بعد والی گردان سے، کیونکہ یہ سٹوری ہو گی کچھ الگ۔

اب پروفیسری تو انکا شوق تھا لیکن پیشے کے اعتبار سے یہ جناب سافٹویئر میکر تھے اور انکی فرم "جاوا میلوڈی" کا ڈائرکٹ برازیل کی بہت بڑی سافٹویئر کمپنی سے کنکشن تھا۔

یہاں اسی کمپنی کے لیے سافٹویئر بنتے تھے اور ارمان کا اس بزنس میں اک ممتاز نام تھا اور اس میں جناب کا ساتھ دیتے تھے آئی ٹی ماسٹر انکے لنگوٹی یار ذیشان ملک، جو دنیا جہاں کے لیے ماڈلنگ کا ایک بڑا نام سہی، سینسیبل ،ڈی سنٹ بزنس آئی کن پر یاری کے معاملے میں ایک نمبر کے مزاحیہ مین جنکی زندگی کا مقصد ارمان شیرازی کی کولڈنس کو کل کرنا بھی تھا، جنکو لگتا

تھا ارمان کے دل میں گھسنے کے بعد اس سے اظہار کروانے کے لیے کئی سالوں کا چِلہ کاٹنا مقصود ہے۔

اف یہ زیشان ملک عرف زیشو بھی ناں! کچھ کچھ آہکی رائٹر جیسا ہے، بہت پیارا۔ اہمم اہمم۔

اب گزشتہ دِنوں کچھ خطرناک معاملہ ہوا تھا، یہی سوچتے ہوئے زیشان صاحب ہاتھ میں اپنا موت نامہ لیے اپنے اور ارمان کی فرم جاوا کی آفس بلڈنگ میں سج دھج کر آچکے تھے، یونیورسٹی میں دو کلاسیز کے بعد وہ اپنی اسی دنیا میں پایا جاتا تھا۔

اب باری آتی ہے زیشو صاحب کی، وہ بلاشبہ بے حد ہنڈسم تھا، اسکی بھرے بھرے کندھے، کسرتی چوڑا سینہ، بھوری کرسٹل آنکھیں، چھ فٹ سے

نکلتا قد، مینٹین فگر، اور ہلکے سے سنہرے مائل سر کے کرل بال اسے سب سے حسین بناتے تھے، وہ بلاشہ بہت خوبصورت اور پُرکشش تھا لیکن ارمان شیرازی سے کم کیونکہ ان جناب کے حسن میں اک لافانی اضافہ انکی سنجیدگی لاتی، انکا ایٹیوڈ لاتا، انکا کبھی نہ مسکراتا چہرہ لاتا۔

اب یہ موت نامہ جو ذیشان ملک آج لائے تھے، کیا تھا، ملاحظہ کریں۔

وہ آفس کے سٹاف کی ستائشی نظروں کے آگے انڈیگو شرٹ اور وائیٹ جینز میں، کلاسی جیکٹ جمائے، میسی کرل بالوں میں ہاتھ پھیرتا ادائیں چھلکاتا، لڑکیوں کو سمائیل پاس کرتا جہاں جا رہا تھا وہ جلے بھنے جناب پہلی فرصت میں اسکی یہی بتیسی پھوڑتے۔

"ہیلو مائی جانو۔۔۔"

دروازہ بنا ناک کیے ہی زیشو کا آفس کے اندر گھسنا، ارمان کے ماتھے پر بل لایا جو ایک کلائنٹ سے لائیو کال پر میٹنگ پر تھا، ارمان کی گرے آنکھیں سلگیں تو ذیشان نے شرافت سے کرسی سنبھالی اور شوز اٹھا کر جیسے ہی میز پر رکھنے چاہے، ارمان نے اپنے کلائنٹ کو بائے کہتے ہی لیپ ٹاپ سکرین گراتے ہی میز پر رکھے نیک ہولڈر کو اٹھا کر سیدھا زیشان پر برسایا۔

کتنی بار کہا ہے یہ گلی کے آوارہ مستنڈوں کی طرح حرکتیں مت کیا"
"کر، کیوں صبح صبح ٹپکا ہے وہ بھی اتنا سج کر

ارمان نے تپے لہجے کو کافی کنٹرول کرتے سوال کیا پر ذیشان نے بس شرافت سے کارڈ اسکے سامنے رکھ دیا۔

آپکو مسئلہ میرے آنے پر ہے یا سجنے پر، جلتے ہی رہنا میرے حسن سے کہ "کہیں تم سے زیادہ نہ دیکھائی دے جاؤں۔۔۔ لیجئے"

ذیشان کی زبان کو پٹ کے ہی آرام آتا تھا یہ اس بچارے کے مقدر میں درج تھا، خشونت بھری ارمان کی نگاہیں سہہ گیا وہ دلیر، پر اب آئی تھی اصل موت کی گھڑی، وہ گوپی بہو والا یہاں میوزک چلنے لگا، کیونکہ سچویشن ایسی تھی۔

"یہ کیا ہے؟ انیہ اور تیری شادی کا کارڈ؟"

رولنگ چیئر پر بیٹھا ارمان کارڈ پر نظر پڑتے ہی سامنے والے پر دھاڑتا اٹھا جیسے گرم توے پر مکئی کا دانہ اُچھلتا ہے، ذیشان نے معصوم سی مسکراہٹ میں زہر بھری شرم ملاتے آنکھیں پٹپٹاتے

اپنی موت کو للکارا، کیونکہ اس پر کہاں شرم سج سکتی تھی، وہ تو پرو بے شرم آدمی تھا، ہمارے ارمان جی کے بقول۔

"جی جانو! میری شادی پر آوگے ناں؟"

ذیشان نے بھی ہولے ہولے کرسی سے اٹھتے دروازے کی طرف رخ پھیرا کیونکہ ارمان اس پر ٹیبل کی کوئی بھی چیز مار سکتا تھا، اتنا خونخوار بھیڑیا بن چکا تھا۔

ارمان نے وہ کارڈ مٹھی میں بھینچتے قہر آلود نگاہوں سے ذیشان کو دیکھا جو ابھی بھی ڈھیٹ بنا مسکرا رہا تھا۔

لعنت ہو تیرے جیسے دوست پر۔ خبیث، کمینے، بے شرم۔ تجھے کیڑے "
پڑیں"

ارمان کے ہاتھ سچ میں جو آیا سب ذیشان ملک پر برسایا پر اس کی قسمت اچھی
کہ سب بروقت کیچ ہوتا گیا۔

ارمان کسی جنگلی ریچھ سا ہر شے اٹھائے دے مار

رہا تھا، جیسے آج اس سجے دھجے کا جنازہ نکال ڈالے گا۔

کیڑے پڑیں تیرے منہ میں جس سے اتنے سال "

سے انیہ کو یہ نہ کہنے ہو آئی لو یو۔ اب مجھے کیا

"کہتا ہے، بی جی کا فیصلہ ہے یہ۔

ذیشان نے گویا صفائی دینے کی کوشش کی پر پہلے جو چنگاری لگائی وہ مقابل پر بجلی بنے گری۔

تیری بی جی کو میں بعد میں دیکھتا ہوں۔"

مجھ سے محبت کا دم بھرتی وہ انیہ سیلمان تجھ

"سے شادی پر تیار کیسے ہوئی؟

ارمان نے تشدد روک کر رولنگ چئیر پیچھے دھکیل کر خونخوار انداز میں ذیشان کا گریبان دبوچا۔

جو آگے سے ہنسی روکتا اور جلتی پر پٹرول چھڑک گیا پر پھر مسکین سا مسکایا۔

"جانو ویر! حسن۔ میرے حسن پر مر گئی۔ ویسے بھی تجھ سے زیادہ وہ میری دوست ہے منہ دھو نکل ادھر سے"

اپنے گریبان کو چھڑوائے ذیشان نے بھی سینہ تان کر پنگے لینے کا کھلم کھلا آغاز کیا۔

"سہاگ رات پر ہی مرے گا تو۔ ان شاءاللہ۔ وہ بھی بنا اسے چھوئے۔ نکل ادھر سے۔ تجھے دیکھ لوں گا آستین کے سانپ"

ارمان اس سے پہلے شوز اتار کر اس خچر کی کھوپڑی پر برساتا، ذیشان ملک سر اور دھڑ کی سلامتی لیے گدھے کی طرح آفس سے نکل کر بھاگا۔

پر ارمان شیرازی پر مانو سانس تنگ ہو گیا اور اسی کیفیت میں اس نے اس زور سے گلاس میز پر ہاتھ کا پنج بنا کر مارا کہ ٹیبل کے موٹے گلاس میں چڑ کی آواز سے دڑار پڑی، بلکل ویسے جیسے اس وقت ارمان کے دل کی حالت تھی۔

ملک حویلی "اسلامہ آباد کی ٹھنڈی میٹھی پر فضا جگہ بنا سبزے، خوبصورتی" اور زیبائش سے لبریز گھر جہاں سچ میں رونقیں اور خوشیاں بستی تھیں، اور ان رونقوں اور خوشیوں کی وجہ تھی انیہ سلیمان اور ذیشان ملک، یہاں کی کرتا دھرتا مہرین ملک کے دو بگھڑے لاڈلے۔

"اے! اب چھڈ دے اداسی پتر۔ اس کُولڈ مین سے ویاہ کر کے ناں تو نے اظہار کے لیے ترس جانا تھا۔ اپنا زیشو (زیشان) کتنا پیارا ہے۔ خوش رکھے گا میری انیہ کو۔۔ پھر دوجی گل تم دو ساتھ پلے بڑھے ہو"

جب سے شادی کے کارڈز آئے تھے، انیہ بس اس شخص کے کسی ری ایکشن کے انتظار میں بولائی بولائی پھر رہی تھی کہ شاید وہ کچھ بولے پر اب تو امید ٹوٹ سی گئی، امیہ جان جو در اصل انیہ کی نانی اور ذیشان ملک کی

دادی تھیں، اسکے لٹکے چہرے کو تکے پان دان سے پان لگاتیں لاپرواہی سے بولتی سمجھانے لگیں جو ہالہ جان سے اپنی چوٹی گندھوا رہی تھی۔

"امیہ جان! زیشو تو اپنا ویرو ہے۔ میں کیسے ایڈجسٹ کروں گی۔ شادی کے لیے صرف دوستی یا انڈرسٹینڈنگ ضروری نہیں۔ پیار بھی لازم ہے"

انیہ نے بال کھینچنے پر ہالہ جان جو اسکی اور زیشان دونوں کی آیا تھیں، ان سے رحم طلب انداز میں اپنے بال بنا بندھوائے ہی چھڑوا گئی تو وہ ماتھا چومے معذرت کرے اٹھ گئیں، انیہ بھی اٹھ کر نانو کے پاس ہی میٹرس پر آبیٹھے انکی گود میں سر رکھے کاوچ پر لیٹی۔

"تجھے وہ خولق دے گا پیار؟ جسکا دو عورتوں کے بیچ بی پی ہائی ہو جاتا ہے، جو اپنی دادی سے اک پاری لیتے ہچکچاتا ہے۔ بس کر دے انیہ وہ جما ہوا ہی

نہیں، برف کا مینار ہے۔ ترستی رہے گی تو اس سے دو پیار کے لفظ سننے کو۔۔اوپر سے میتھ پروفیسر بن کر تو اپنی رہی سہی خوش مزاجی پر بھی کالک لگوالی۔"

مہرین صاحبہ جو انیہ کی امیہ جان اور زیشان کی بی جی تھیں، ارمان سے سخت خائف لگ رہی تھیں، انیہ تو اس شخص کا ذکر سن کر ہی مسکرا دیتی تھی، اب بھی اسکی کالی آنکھیں خمار سے بھر گئیں۔

"اور زیشو جتنے لفظ کہے گا فرق نہ پڑے گا۔ میں تو اسی کولڈ پروفیسر اور اینگری برڈ پر پگھلی ہوئی ہوں عرصہ دراز سے امیہ جان۔ ویسے آپس کی بات ہے یہ سارے شادی سے پہلے والے کولڈ لونڈے ہی بعد میں عمران ہاشمی بنتے ہیں۔ مجھے وہ کولڈ دیں ناں یار۔ ویسے بھی میں اتنی ہاٹ تو ہوں کہ پتھر پگھلا دوں۔۔" زیشو تو آل ریڈی پگھلا ہوا ہے۔۔ کیا پگھلانا اس فلرٹی کو

انیہ کی بے باک گفتگو سنے مہرین صاحبہ کے کان سے دھواں نکلا، آنکھیں پتھرا گئیں، بچاری پہلے ہی کو ایجوکیشن کے خلاف تھیں اور اب اثر بھی دیکھ رہی تھیں، اتنے سارے لڑکوں میں واحد وہ لڑکی ہماری یہی انیہ صاحبہ تھیں، دی لیجنڈ!

"مر گئی ہے تیری شرم کھوتیے!۔ تیرے ماں باپ تیری نایاب سوچ سنیں تو پھڑک کر مر جائیں اور پکڑ لیں مجھے کہ یہ تربیت کی ہماری اولاد کی۔ دیکھ میں نے بڑے چاؤ سے تجھے اور زیشو کو تم دو کے والدین سے لیا تھا، کہ میں پالوں گی کیونکہ تیرے نانا کے بعد میں اس ملک حویلی میں بہت کلی (اکیلی) ہو گئی تھی سو اپنی پتری عیشاء سے تجھے لے لیا اور پتر باران سے زیشو کو۔ ادھر وہ زیشو کھوتے کا بچہ اچھے بھلے بزنس کو دیکھتا دیکھتا ماڈل بن گیا ہے، حالانکہ کتنا کامیاب بزنس ہے کیا ضرورت تھی اس شعبے میں

جانے کی، کوتر سوکڑیاں اسکی سہیلیاں ہیں اور ادھر تو میرے سر میں خاک ڈالنے کے پلین بنارہی ہے۔ بھول جا ارمان کو۔ کارڈز آچکے ہیں، ہفتے بعد شادی ہے۔ دونوں شادی کرو اور نکلو ملک حویلی سے۔ میں باز آئی مزید "تیری اور زیشو کی کفالت سے۔۔۔ توبہ کروادی مجھ معصوم کی دونوں نے

مہرین کی خفت پر وہ گودی سے اٹھے نانو کے دونوں گال زور سے چومتی ہنسی، پھر ہاہیں پر ولیں جس پر مہرین صاحبہ دم گھٹنے کی لازوال ایکٹنگ کرے مجھے بھی حیران کر گئیں، حالانکہ میں نے ہی تو لکھا ہے انکو۔ ہی ہی۔

"میں زیشو کو بتاوں گی آپ نے اسے کھوتے کا بچہ کہا"

انیہ نے آنکھیں پٹپٹائیں، زہر لگی وہ اس وقت۔

تجھے میں نے پوری کھوتی کہاوہ یادرکھ۔ چل اٹھ اور خبردارارمان کے "
بارے سوچا۔پتر کل کو زیشو کی ہو جائے گی۔ گناہ ملتا ہے دل میں کوئی اور
رکھ کے کسی اور کی زندگی میں جانا۔ارمان نے جو زندگی جی ایسے لوگ صدا
کلے (اکیلے) ہی رہتے ہیں،اور خدانخواستہ کوئی ساتھ نمانی آکے جڑھ بھی
جائے تو ساری عمر روتی ہے۔ تیرے نانا کی مثال ہے تیرے پاس، یہ دو جو
بچے ہوئے تھے میرے یہ بھی اللہ بھلا کرے میری کوششوں سے۔ میں
ماضی دہرانا نہیں چاہتی میرے کلیجے۔اس لیے سنبھل جا اور زیشو کے
بارے سوچ۔۔ کھوتے کا بچہ ہو پر تجھے بہت خوش رکھے گا۔ ہسدے
" کھیڈدے حیاتی لنگ جانی اور کی چاہی دا

وہ نانو کی ہمیشہ کی تقریر سنے چڑ کر اٹھ بیٹھی، کیونکہ اسے سیدھی سی زندگی
نہیں چاہیے تھی، اسے ارمان شیرازی ہی درکار تھا، وہ پاگلوں کی طرح

چاہتی تھی اسے، اسکے ہر دکھ درد کا احساس رکھتی تھی، اسے سنبھالنا چاہتی تھی۔

"اگر۔۔ یار اسی میں تو مزہ ہے۔ نانا کو بہکانے کے جتن کرتی تھیں ناں آپ؟ بنا بہکائے شوہر آپ پر آ کر ٹوٹ پڑے تو سب کتنا بورنگ ہو جائے گا امیہ جان۔ پر آپ نہیں سمجھیں گی۔ زیشو میرے لیے بڑی ہے، ویر وہے، میرا کرائم پارٹنر بھی ہو سکتا ہے لیکن میری خواہش اور طلب نہیں۔۔۔ وہ صرف ارمان ہیں اور وہی رہیں گے۔ کل کو میرا دل آباد نہ دیکھ کر شکوہ مت کیجیئے گا۔ اور اگر زیشو کو خوش نہ رکھ سکی تو شکائیت مت کیجئے گا کہ میں نے آپکے ہنستے بستے لاڈلے پوتے کو رول دیا۔ پھر خود ہی آنسو صاف کیجئے گا" اسکے

انیہ لاکھ جتن کرتی پر اب تو فیصلہ ہو چکا تھا، انیہ اٹھ کر گئی تو مہرین صاحبہ پان منہ میں ڈال کر چبائے اپنا سر پیٹ گئیں کیونکہ اس پوتے اور اس نواسی نے انکی ناک میں دم کرر کھا تھا۔

لیکن اب معاملہ بے حد سنگین ہو چکا تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

وہ جب سے شیرازی ہاوس آیا بی پی شوٹ ہونے کے دہانے پر تھا، خود فائزہ شیرازی پریشان تھیں کہ وہ خوامخواہ گارڈز پر برس رہا تھا حالانکہ گیڈ سے بس اک مانگنے والا زبردستی گھس آیا تھا۔

لگتا ہے کسی نے اسکی دکھتی رگ چھیڑ دی۔ خود تو اسکے ماں باپ مر گئے "مجھے پتا نہیں یہ کیا چیز دے گئے پالنے کو، ایک یہ برف کا توڑا دوسری وہ ہوائی مخلوق پوتی جو اس خچر مامے کے ساتھ پتا نہیں کوریا میں کیا کیا گل کھلا رہی ہے۔ شازمہ سر درد کی گولی لا کر دے پھر ہی میں ارمان کے سامنے جاوں گی "

یہ تھیں فائزہ شیرازی، ارمان شیرازی کے ساتھ ساتھ ایک اور پراسرار مخلوق کی پیاری دادی جنکی نظریں کمرے کی ونڈو سے گیڈ پورچ کی طرف جلاد کی طرح ملازموں پر برستے ارمان پر تھیں تبھی ہڑبڑا کر اپنی دکھ سکھ کی ساتھی شازمہ کو ہولتے دل سے پکارا جو پہلے ہی پینا ڈال نکالے گلاس لیے بوتل کے جن کی طرح سر پر کھڑی تھی۔

فائزہ شیرازی نے پھونکیں مارتے جلدی سے ٹیبلٹ نگلی، ہائے ایک اور دادی جو پوتے پوتی کے کرتوتوں اور حرکتوں کی ستائی تھی۔

"میں تو پہلے ہی کہا ویاہ ہی حل ہے اب آخری۔ارمان بابو کے سنور نے کا۔ قتل و غارت دیکھ دیکھ ،اپنی ماں کی خودکشی۔پھر بابا کا دوسری بیوی دیکھنا، پھر اسی کے ہاتھوں قتل، اپنے سے کئی سال چھوٹی سوتیلی ناپسند بہن کی کفالت، پھر جب اسے پال پال جوان کیا تو اسکی کسٹڈی کا اسکے مامے کو ملنا۔ایسے حالات نچوڑ ڈالتے ہیں چنگے بلے مردوں کو بھی بی بی سرکار۔ارمان کو درکار ہے تو اک سوہنی جی بیوی"

شازمہ کی باتیں سنے فائزہ نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا اور گلاس اسکے ہاتھ پکڑی ٹرے میں پٹخا۔

میں کرڑی کا نام لیتی ہوں تو کرڑوے کریلے سامنہ بنا کر نکل لیتا ہے۔ "شادی کا نام لیا تو ہوائی فائروں سے شیر ازی ہاوس اڑا دے گا۔ تو اپنا مشورہ پاس رکھ"

فائزہ کے سینہ سہلا کر بڑبڑانے پر شازمہ کے ملکے سے دانت نکلے جبکہ اب فائزہ صاحبہ میں تھوڑی ہمت آگئی کہ جا کر بپھرے شیر کا سامنا کرتیں تبھی کمرے سے نکلیں، شازمہ بھی سائے سی پیچھے ہی دوڑی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ اب کس نے غصہ دلا دیا میرے بچے کو؟"

جب تک فائزہ نیچے پہنچیں، وہ بھی اپنا کافی غصہ ملازموں پر نکالے دندناتا ہوا گھر میں داخل ہوئے سیدھا کمرے کی طرف ہی لپک رہا تھا جب دادو کے پکارنے پر چاروناچار رکا، صبیح ماتھے پر شکنیں اتریں تو لب بھینچ گئے۔

"سب ٹھیک ہے دادی جان! ڈونٹ وری"

اپنی طرف سے بات ختم کیے وہ دوبارہ سے آگے بڑھا ہی کہ فائزہ نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

"سب ٹھیک ہوتا تو مجھے تجھ سے بات کرنے سے پہلے پیناڈال نہ پھونکنی پڑتی،اور شکل دیکھ کیسے جلادی بنی ہے جیسے خون پیتے وقت یہ بھی نہ سوچے گا کہ سامنے دادی ہے۔"

شازمہ تو ارمان کی غصیلی نظروں کی تاب نہ لاتے اِدھر اُدھر ہوئی جبکہ فائزہ شیرازی کو مطمئین کرنا ارمان کے نزدیک اسکی زندگی کا مشکل ترین کام تھا۔

"سٹریس فیل ہو رہا تھا۔ غرا اور دھاڑ کر نکال لیا، ناو آئی ایم گڈ۔ اب میں جاوں؟"

فائزہ کو اسکے بھاگنے والے کام ہی تپ چڑھاتے۔

"کمرے میں بھینسیں باندھی جنکا دودھ نکالنا ہے تجھے، ٹک کر دو گھڑی دادی کے پاس بیٹھنا عذاب لگتا ہے ناں۔ میں مر گئی جب پھر قدر آئے گی میری"

فوراً سے ملکہ جذبات بنے وہ اپنا مخصوص ہتھیار چلا گئیں کیونکہ بس یہی ارمان کو پگھلا سکتا تھا۔

"میرے ساتھ پچھلے تیستیس چونیتس سالوں سے رہنے کے باوجود آپ اب تک فٹ اور صحت مند ہیں، آگے بھی آپکو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے دادی جان! پلیز"

بنا کوئی مروت دیکھائے وہ دادی کو چپ لگاتا وہاں سے چلا گیا تو فائزہ نے ٹھنڈی سانس بھرتے خود کو صوفے ہر لڑھکا دیا، شکر کہ گولی پھونک لی ورنہ اس وقت دوپٹہ سر پر باندھے وہ دہائیاں دیتی نظر آتیں۔

کمرے میں پہنچ کر پہلے تو اپنے غصے کو لگام ڈالنے کے لیے ارمان نے اے سی اون کیا، پھر کھڑکیوں کے پردے بے دردی سے دائیں کھینچ کر بند کیے جو شازمہ ہمیشہ کھول جاتی تھی تاکہ کمرے کو ہوا لگے۔

واپس پلٹ کر گردن سے طوق کی طرح لپٹی ٹائی کھینچ تان کر نکالتے زمین پر دے مارے ارمان نے کسی کا نمبر ملایا، آخر دسویں بار کال ملانے پر اس سوئے وجود میں جنبش ہو ہی گئی۔

وہاں کا وقت پاکستان سے چار گھنٹے آگے تھا تب بھی وہ لڑکی گدھوں کی طرح سوئی پڑی تھی، خوبصورت لائیٹ پنک تھیم والا وہ کمرہ کافی سوفٹی لک دے رہا تھا، جبکہ تکیے میں منہ دیے وہ کندھوں تک آتے بالوں والی کوئی نازک سی لڑکی کسمسائی۔

"یار کون ہے۔ سونے نہیں دیتے مجھے"

زالے نے سخت موت پڑتے انداز میں فرش پر ہیڈ فون وائر سے لٹکا فون پکڑ کر جب کروٹ بدلتے جمائی لی تو ایک بار پھر کال بند ہو گئی تھی جبکہ اوپر دس مس کالز دیکھے وہ لڑکی ساری نیند جھٹک کر سیدھی کروٹ کیے اٹھ بیٹھی۔

"لالہ کی اتنی مس کالز؟ خدا خیر کرے"

جلدی سے کال بیک کرنے کو انگلیاں ہلائیں ہی کہ دوبارہ سے فون پر ارمان لالہ لکھا جگمگایا۔

"لالہ! کیا ہو گیا؟"

فون لگتے ہی زالے نے تشویش عیاں کی۔

"کہاں مری تھی تم، مجھے لگا جنازہ بھی اٹھ گیا جو کال نہیں پک کر رہی ہو"

فون لگتے ہی ارمان کی گرم سلگتی آواز سنے وہ مست مسکرائی کیونکہ تسلی ہوئی اسکے لالہ جان بلکل ٹھیک ہیں، اگر وہ آرام سے بولتا تب یہ زالے کے لیے تشویشناک تھا۔

ہائے لالہ ! ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔ ابھی میرا جنازہ نہیں ڈولی اٹھنی ہے۔ ہی ہی۔"

لحاف پرے کرے وہ اٹھتی زرا کمرے سے ملحقہ بالکونی میں آرکی جہاں پورا شہر جاگا تھا سوائے زالے کے جسکی اپنی ہی دنیا تھی۔

"بکواس بند کرو۔پہلی فلائیٹ لے کر پہنچو اسلامہ آباد۔اور یہ حکم ہے ریکوسٹ نہیں۔اگر تم کل تک نہ پہنچی تو لوگ بھیجوں گا تمہیں اٹھوا کر لائیں گے لیکن پھر تمہارے اس آلین نامی لگتے کو اچھا نہیں لگے گا میری ایسی جرت کرنا"

ارمان کا غصہ گزشتہ دو سالوں میں شاید اس لیے بھی آتش فشانی بن چکا تھا کہ وہ اب تک زالے کے چھن جانے کو برداشت نہ کر سکا تھا پھر محبت ہو یا نفرت،وقت نے اسے اظہار کرنے کے سلیقے بھلا دیے تھے۔

"اوکے ماموں سے پرمیشن لیتے ہی آتی ہوں۔ آپ جانتے ہیں میرے لیے

وہ بہت حساس ہیں۔"

زالے نے سر جھکاتے بے بسی سی عیاں کی جس پر ارمان نے گہرا سانس لیتے

اپنے غصے کو قابو کیا۔

"ہاں تمہاری آنکھیں بس اسی کی حساسیت دیکھتی ہیں، باقی سب کے لیے تو

اندھی ہو تم۔ خیر میں کسی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔ فورا پہنچو

یہاں۔"

ارمان نے مزید کچھ کہنے کے بجائے حتمی فیصلہ سنائے کال کاٹ دی تو زالے

جو کچھ کہنے لگی تھی، خاموش سی ہو کر رہ گئی۔

آئی نو آپ میرے چھیننے پر اب تک ہرٹ ہیں لیکن ایسے مجھ سے نفرت سے بات کرنا نہ آپکے دکھ کو کم کرے گا نہ میرے لالہ۔ماموں بھی اپنی جگہ ٹھیک ہیں،انہوں نے اپنی بہن کھوئی تھی اور آپ بھی ٹھیک ہیں کہ آپ نے پورا جہاں کھو دیا تھا"

وہ نا چاہتے ہوئے بھی اداس ہو جاتی تھی،یہ جانتے ہوئے کہ ارمان بر حق ہے،اس وقت اسے پریشانی یہ تھی کہ ارمان نے پچھلے دو سالوں میں ایسے زبردستی کبھی آنے کا نہیں کہا تھا۔

"آج جاگنے کا پلین نہیں میرے لاڈو کا؟"

آلین جاہ کمرے کا دروازہ کھولے اندر جھانکا تو زالے نے فورا اسے چہرے پر مسکراہٹ سجائی اور اٹھ کر روم میں آتے ماموں تک آرکی،جو دیکھنے میں

پینتیس کا لگتا تھا پر تھا بیالیس کا لیکن خود کو کافی گروم کر کے رکھتا تھا، ساوتھ کوریا کے کئی شہروں کی بھاگ دوڑ آلین جاہ کے ہاتھ تھی۔

وہ ایک جانا مانا ڈرگ ڈیلر تھا اسکے ساتھ ساتھ کوریا کے کئی نائیٹ کلبز کا مالک۔

"کیا ہوا؟اداس ہے میرا بچہ ؟"

آلین نے فوراسے زالے کی پریشانی بھانپی، بازو اپنی بیس سالا بھانجی کے اطراف حصارے۔

لالہ بلا رہے ہیں پاکستان، مجھے لگ رہا ہے کسی بڑی ٹنشن میں ہیں۔آئی نو" آپ کو ان لوگوں پر ٹرسٹ نہیں لیکن یہ بات سچ ہے ماموں کہ لالہ یاد ادو

نے کبھی مجھے کسی چیز کا قصور وار نہیں کہا نہ سمجھا۔ تو اگر آپ پرمیشن دیں

"میں ایگزامز سے پہلے ایک ویک کے لیے پاکستان سے ہو آوں؟

زالے کی اداسی آلین کبھی برداشت نہیں کر پاتا تھا لیکن وہ سچ میں ان لوگوں سے ڈرتا تھا کہ وہ اس سے زندگی کی واحد خوشی چھین لیں گے اور آلین کے پاس صرف زالے بچی تھی۔

"تم کسے بہلا رہی ہو زالے؟ وہ دونوں ہی ابراہیم شیرازی کی موت کا تمہیں ذمہ دار سمجھتے ہیں، مانا غلطی آپی کی تھی کہ ایک شادی شدہ بچے والے آدمی سے پیار کر بیٹھیں پر ایسے جذبات پر زور نہیں ہوتا، ارمان کی ماں کی خودکشی میں زینیہ آپی قصور وار نہیں تھیں وہ تو مناہل شیرازی کے ساتھ مل کر رہنا چاہتی تھیں۔ آپی تو انکے نزدیک ہے ہی ابراہیم شیرازی کی قاتل سیدھی سیدھی۔ جس طرح وہ ارمان تمہارے ساتھ بات کرتا

ہے، نفرت چھلکتی ہے اسکے لب و لہجے سے۔ بہت مشکل سے تم دو سال پہلے مکمل واپس ملی تھی، اٹھارہ سال انتظار کیا میں نے تمہاری کسٹڈی ملنے کے لیے، میں بہت خوفزدہ ہوں ان نفرت سے بھرے لوگوں سے۔ اگر تم گئی تو وہ تمہیں آلین جاہ کے پاس واپس نہیں آنے دیں گے کیونکہ انکو لگتا ہے میں زہر ہوں تمہارے لیے۔ لیکن حقیقت تم جانتی ہو کہ میں نے اپنی "سیاہ ذات اور دنیا دونوں سے کوسوں دور رکھا ہے آج تک تمہیں

آلین کی جذباتیت پر وہ فوراً اسے ماموں سے لپٹی، وہ سچ ہی ڈرتا تھا اسکے لیے کیونکہ زالے کے دل میں اپنے بھائی کی محبت، اس ماموں سے تمام تر ارمان کی سنگدلی کے زیادہ تھی۔

"آپکو صفائیاں دینے کی ضرورت نہیں، آپ کیسے ہیں میں جانتی ہوں اور یہ کافی ہونا چاہیے۔ میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں میری ہر منزل آلین جاہ کی پناہ ہے۔ میں آپکو کبھی نہیں چھوڑنے والی"

وہ اسکے سینے لگی تھی تو آلین مسکرایا، اسکا سر چومتے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے جاو، اجازت دے رہا ہوں۔ لیکن میں تمہیں انکے پاس مکمل جانے دے سکتا۔ میرا تمہارے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ تم بیس سال کی ہو گئی ہو، سو کی بھی ہو جاو، میری ہو اور میری لاڈلی ہی رہو گی"

وہ روبرو ہوئی تو بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

"میں تو لڑکیاں کڈنیپ کر کر تھک گئی، آپ ہی اک دن سے زیادہ ٹکنے نہیں دیتے میری کسی ممانی کو اور اپنے کلبز میں سپیلائے کر دیتے ہیں۔ لیکن اب پاکستان جا رہی ہوں تو وہاں کوئی خرانٹ سی لڑکی اٹھوالاوں گی آپکے لیے۔ بچ جائیں"

دونوں ہی اس درجہ خطرناک پلاننگ پر ہنسے۔

"اے بس کر۔۔ آجاو نیچے۔ میں بور ہو رہا ہوں۔ صبح کی سوئی پڑی ہو نشئی۔"

آلین نے اس آفت سے اسکی گال دباتے جان چھڑوائی اور دم دبا کر تاکیدیں جھاڑتا بھاگا جبکہ وہ مسکراتی مسکراتی کب اداس ہو گئی، خبر ہی نہ

ہوئی لیکن جو بھی تھا دو سال بعد واپس جانے کی خوشی اسے اس وقت بہت شدت سے جذباتی کر رہی تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"کچھ دن میں مہمان آنے شروع ہو جائیں گے، تم نے کچھ کیا ہے میرے لیے زیشو یا اپنی منحوس سہیلیوں سے ہی فرصت نہیں ملی"

کمرے میں بنا اجازت گھستی انیہ نے جب غصہ دیکھاتے زبان بند کی تو ذیشان جو روم سے ملحقہ جیم میں پنچنگ بیگ پر ٹوٹ پڑتے انداز میں ہٹ کر رہا تھا، پانی کی بوتل اٹھاتا روم میں آیا۔

"تمہارے لیے اپنے جگری یار سے بہت بڑا پنگاہ لے توچکا ہوں انیہ،اب کیا گردن کٹوادوں تمہاری دوستی میں۔مجھے تو ڈر ہے کسی کو میری قتل کی سپاری نہ دے آئے،اتنا غصے میں تھا وہ۔صلاح دیتا ہوں کہ اب یونیورسٹی جانے کی غلطی مت کرنا،گئی بھی تو اسکی کلاس بنک کر دینا"

پانی کی بوتل منہ سے لگا کر پانی پیے وہ انیہ پر چڑھ دوڑتا جا کر کاوچ پر بیٹھا تو وہ گھبرائی سی پاس ہی آ کر سامنے میز پر بیٹھے دونوں ہاتھ زیشو کے گھٹنوں پر ٹکا گئی،لگ یہی رہا تھا ابھی رو دے گی۔

"تم نے کہا تھا وہ میرے لیے فیلنگ رکھتے ہیں،کیوں میرا دماغ خراب کیا تم نے انکا یہ راز کھول کر۔نہ بتاتے تو چپ چاپ کر لیتی ناں تم سے شادی۔اب عین ٹائم پر تم بھی مجھ پر غصہ ہو رہے ہو۔کیا تم میرے لیے

واقعی کچھ نہیں کروگے زیشو۔امیہ جان کی مان کر چپ چاپ ایسی لڑکی سے شادی کرلوگے جو کسی اور پر مر چکی ہے بچپن سے مر چکی ہے۔۔۔ بولو"

ذیشان نے بے تاثر نگاہوں سے انیہ کو دیکھا جسکی پلکوں پر آنسو آن ٹکے تھے۔

"میں تمہارا یعنی بیوی کا محتاج نہیں ہوں، ہاں شادی کے بعد تم ضرور ہو جاو گی میری کیونکہ تمہاری میری طرح گرل فرینڈز نہیں ہیں جانی جبکہ ذیشان ملک کے پاس آنکھیں اور جسم سیکنے کو بہت سامال موجود ہے۔اس لیے زیادہ مسائل تمہیں یوں گے میڈم۔مجھے تم سے شادی کرنے پر خاص فرق نہیں پڑے گا۔میں نے اپنی طرف سے بڑا رسک لیا ہے تم سے شادی کی ہامی بھر کر یہ جانتے بوجھتے کہ تم میرے اس عزیز یار کے دل میں بستی ہو،ارمان میری شکل دیکھنے سے انکاری ہے،میرا نمبر تک بلاک کر دیا۔اور

کیا کروں میں تمہارے لیے ؟اب جو کرنا ہے ارمان کو کرنا ہے یار۔۔۔میں زبردستی اسے تمہارا نہیں بنا سکتا"

ذیشان بھی اپنی جگہ ٹھیک تپا تھا، جبکہ انیہ نے ہاتھ ہٹائے اور اپنے آنسو رگڑتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے فائن۔ تم کرلو مجھ سے شادی۔ کردو مجھے اپنا محتاج۔یہی صلہ ڈیزرو کرتی تھی میں زیشو۔ بچپن سے تمہیں ہر بار امیہ جان کے غضب سے بچاتی تھی، تمہارا ماڈلنگ کے فیصلے میں پورے خاندان کے مخالف میں نے ساتھ دیا تھا، تمہارے کرتوتوں پر پردہ ڈالتی رہی۔ تم تو اپنے بچپن کے دوست کے لیے کچھ نہیں کر سکے، میں کیوں امید رکھوں"

ذیشان کا دماغ لمحے میں گھوما، اٹھ کر انیہ کو بازو سے دبوچ کر اپنے سامنے پلٹایا۔

"ہو گیا تمہارا دورے کا فلاپ ڈرامہ؟"

ذیشان نے آئبر واچکا کر اس ڈرامے باز ن کو گھوری دی۔

اب تم اپنی سرکس شروع کر لو، گن پوائنٹ پر انھیں میرا نہیں کر سکتے" "تم نکمے

سوں سوں کرے آنسو پونچھے ساتھ بھیگی سانسیں سنبھالتے شکوے پہ شکوے کرتی گئی۔

"انیہ! خدا کا نام لے یار۔اس نے جو تجھ سے محبت کی ہے وہ اسکے عیاں ہونے پر ڈرتا ہے۔میں نے یہ بات تجھے بس اس لیے تب بتائی تھی کہ تو پیاری ہے مجھے۔میں نے تمہارے ساتھ اپنا بچپن جس عیاشی سے جیا شاید ہی سگے بہن بھائیوں کے ساتھ جی پاتا۔مجھے فکر تھی لیکن کیا پتا تھا بی جی ہمیں ہی ساتھ جوڑ دیں گی۔بی جی کو کہا تھا مت کریں، ایک ہی دھمکی کے گھر سے نکال دیں گی۔میں مر کر بھی اس گھر سے جانا نہیں چاہتا۔مجھے یہی دہلیز راس ہے۔پھر بھی میں نے ارمان کو خوب اکسا دیا ہے، اب اگر اسے تم سے واقعی پیار ہوا وہ مجھے اور تمہیں ایک ہونے سے روکنے کی ہر کوشش کرے گا۔سویٹ اینڈ واچ۔اور خدا کہ لیے بی جی ملکہ جذبات کم ہیں کہ تم بھی شروع ہو گئی۔۔۔پاگل"

وہ ساری تفصیل بہت پیار سے سمجھانے کے بعد اختتام تک جیسے اسکے آنسو صاف کر رہا تھا، یہی لگا جیسے وہ یک جان ہوں۔

"ا۔۔اور اگر انہوں نے کوئی کوشش نہ کی زیشو؟"

وہ ہچکی سے بھر گئی، آنسو اب بھی آنکھوں میں جھولے۔

"تو میں نکاح کے وقت منع کر دوں گا، بھلے بی جی سے جوتے پڑیں۔اس لیے ٹنشن مت لے۔"

وہ کچھ تسلی میں آئی پر سخت پریشان تھی کہ تسلی بھی اسے اس آزردہ کیفیت سے نکالنے میں ناکام تھی۔

"میں کل یونی جا کر لازمی کلاس لوں گی، دیکھتی ہوں کیسے نظریں ملاتے ہیں وہ مجھ سے۔ سنگدل کہیں کے"

وہ بچوں کی طرح اپنے انتقامی ارادے بنا کر ذیشان کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"میرا اپنے رسک پر سوئٹ۔ ایسا نہ ہو تم پر بھی برسات کردے چیزوں کی۔ میرا تو جبڑا سوجھتے سوجھتے بچا۔ ویسے اسکی جانورانہ حالت دیکھ کر مجھے اتنا تو یقین ہو گیا کہ اسکا دل تکلیف میں تھا ہماری شادی کا کارڈ دیکھ کر۔ باقی تیری قسمت بچہ۔ میں اسکے بلاک کرنے کے دکھ میں تب سے سیڈ سانگز سن رہا ہوں۔ اب جاؤ میرے روم سے مجھے ڈسٹرب نہ کرو۔۔۔ میں غم میں ہوں، میرے آنسو پھنسے ہیں"

ذیشان نے فوراً سے اٹھتے چلتا کرے واپس اپنے پنچنگ بیگ کو لچائی نظروں سے دیکھا تو انیہ نے کاوچ کے دونوں کشن اٹھا کر اس ہاتھی پر پیچھے سے برسائے۔

تم سے شادی اسی کی ہو گی بیٹا جسے سخت شراپ لگا ہو گا۔ ہائے وہ بچاری پتا "نہیں کون ہو گی۔ منا اپنا غم۔ میں خود نمٹ لوں گی اپنے محبوب سے

پیر پٹخے وہ بھی دروازے کی طرف بڑھی۔

میرے بنا شادی تو کر لو گی، میرے اکسائے بنا وہ تمہیں کس نہیں کرے "گا میری مغرور بیٹی

ذیشان کی بک بک پر انیہ پلٹی اور اپنی چپل اتاری۔

"لکھ دی لعنت تیرے اُتے"

سیدھی چپل روانہ کی پر وہ گلاس ڈور بروقت بند کرے شیشے کے پار سے چڑاتا ہوا انیہ کا پارہ بھی ہائی کر گیا، لپک کر قریب آتی اپنی دروازے کے پاس لگ کر گری چپل اٹھائے لعنت کا اشارہ کرنا نہ بھولی جبکہ اندر وہ کمینہ پیٹ پکڑے ہنس رہا تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

زالے نے رات تک سارا وقت آلین جاہ کے لیے وقف کیا، وہ انکے ساتھ پارٹی پر گئی، بہت سا مسکرائی کیونکہ جانتی تھی جہاں جا رہی ہے وہ ملک، وہ

گھر وہ لوگ اسکی آنکھوں میں آنسو اور دل میں درد جگائیں گے، رات سوئی بھی وہ آلین کے کمرے میں اسکی گود میں سر رکھے اور جہاں وہ اداس تھی، آلین بھی خوفزدہ تھا۔

وہیں ارمان شیرازی کی رات کانٹوں پر بسر ہوئی، انیہ کروٹیں بدلتی بے آرام رہی اور وہ زیشو، سب کے سامنے مستیاں کرنے والا رات کے پہر اپنا فون کھولے بیٹھا غم زدہ ہو رہا تھا کہ اس نے اپنے جگری یار کے دل پر انجانے میں گہرا وار کر دیا لیکن پھر خود کو قائل کیا کہ یہ ارمان کی بہتری ہے بس تبھی نیند ان اداس آنکھوں تک آسکی۔

اک خاموش پر طوفانوں کو اپنے اندر چھپائی رات بیت چکی تھی، انیہ، امیہ جان کے منع کرنے کے باوجود یونی نکل چکی تھی حالانکہ انہوں نے لاکھ سمجھایا کہ شادی طے ہونے کے بعد دلہن باہر نکلے تو روپ نہیں آتا پر اسکی

لڑکی لے روپ کے سارے موسم تو ارمان سے جڑے تھے، مگر یونی پہنچ کر پہلی ہی کلاس ارمان کی تھی اور اپنی کلاس میں پانچ عدد لڑکیاں رکھے اسے آج کا پہلا صدمہ لگا۔

ارمان اپنے مخصوص بارعب انداز میں اپنا ڈیسک سائیڈ کیے وائیٹ بورڈ کے سامنے کھڑا تمام سٹوڈنس کی طرف دیکھ کر انھیں چیپٹر کھولنے کا کہہ رہا تھا جب انیہ صدمے کی کیفیت میں کلاس کی لڑکیوں کو گھورتی اندر گھسی۔

ارمان نے اسکے اجازت مانگنے پر بس سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا اور یہ ہمیشہ کی طرح آج بھی ہر ٹنگ تھا۔

"تو اب سے میں کلاس میں اکیلی لڑکی نہیں رہی پروفیسر ارمان؟"

سامنے وہ جو لیکچر شروع کر چکا تھا، اس فیشن کی دکان پر نظر ڈالنی بھی گوارا نہ کی، انیہ نے ان پانچ نئ سٹوڈنٹس کو سوتنوں کی مانند گھورا۔

تو کیا ہمیشہ اکلوتا لاڈلہ رہنا تھا تم نے؟ کیا باقی پڑھنا لکھنا چھوڑ دیں کہ انیہ " صاحبہ لڑکوں کے اس ٹولے میں شان سے چمک سکیں "

مارکر سے وائیٹ بورڈ پر لکھنے کے بیچ زبان بھی جناب نے پوری چلائی۔

چکر ہو گا اسکا پروفیسر ارمان کے ساتھ یقینا" گھوریاں سہنے والی لڑکی نے " غلطی یہ کی کہ اونچا بڑبڑا بیٹھی، انیہ نے ہاتھ میں پکڑا رجسٹر سیدھا اس لڑکی کو دے مارا، جسکے کراہنے پر ارمان بھی کرنٹ کھائے گھوما، لمحہ لگا صبیح بے داغ پیشانی پر بل پڑنے میں۔

"اگر یہاں پڑھنے کے بجائے دنگل مچانا ہے تو دونوں نکل جاو کلاس سے"

ارمان کے دھاڑنے پر وہ دوسری لڑکی تو چپ چاپ باہر نکل گئی پر انیہ کے پیر پتھر کے ہو گئے۔

"میری غلطی نہیں ہے،اس نے بدتمیزی کی تھی"

بنا کسی کا لحاظ کیے انیہ جا کر اپنی جگہ پر بیٹھی جبکہ ارمان نے اس سے بعث کرنے کے بجائے بھینچی سانس کھینچتے اپنا لیکچر شروع کیا،انیہ پوری کلاس کے بیچ گم صم اور چپ تھی،نہ اس نے کوئی کو سچشن کیا نہ لیکچر لیا۔

کلاس اور رہوئی تو ارمان نے سبکو کلاس سے جانے کا اشارہ کیا جبکہ خود کچھ کام کی وجہ سے ابھی تک رکا تھا، تبھی نظر سرسری سی اٹھانے پر اسے سامنے ہی انیہ خونخوار نظروں سے گھورتی ملی۔

"ساری کلاس میں تم بھی شامل ہو، تشریف لے جاو"

وہ ڈیسک کے پاس رکے وہاں رکھی اسائمنٹس کلیکٹ کر رہا تھا تبھی انیہ نے اپنی نوٹ بک بیگ میں ٹھوسی اور بیگ کندھے پر لٹکائے اٹھ کر ڈیسک کے پاس آرکی، ارمان اسکے پرفیوم کی اتنے قریب پھیلتی خوشبو پر بری طرح ڈسٹرکٹ ہوا اوپر سے انیہ کی ٹھہری ہوئی خود پر فوکسڈ ظالم نظریں۔

آپ کو پتا تو چل گیا ہو گا کہ میری شادی ہو رہی ہے۔۔وہ بھی آپکے بیسٹ " فرینڈ ذیشان حیدر ملک سے۔

شادی پر آئیں گے ارمان شیرازی ؟۔آفٹر آل میں آپکی سب سے پیاری سٹوڈنٹ ہوں"

جب ضبط و برداشت ختم ہوئی تو وہ ارمان کا دل سالم نگلنے پر اتر آئی،ارمان کے حرکت کرتے ہاتھ تھمے۔

"مرے وہ بھی اور تم بھی ساتھ مرو۔اور کچھ نہیں سننا تو گیٹ آوٹ۔۔ورنہ!"

ارمان نے اسے دیکھے بنا چلانے کی کوشش کی پر

جب انیہ نے اسکا جبڑا نرمی سے دبوچا، وہ آگے بولنے لائق نہ رہا۔ ارمان نے دیکھا تو سہی پر یوں کہ وہ تاب سہنے والی نہ تھی۔

"دوبارہ مجھے چھونے کی ہمت مت کرنا، سمجھ آئی۔ بدتمیز لڑکی"

اسکے ہاتھ کو بے دردی سے پرے جھٹکے وہ اسائنمنٹس وہیں چھوڑتا اپنا فون اٹھائے نکلا۔

"یہ اسائنمنٹس میرے آفس پہنچاو"

باہر نکلتے ہی ارمان نے کسی سٹوڈنٹ کو کہا جبکہ انیہ اپنے جھٹکے ہاتھ کو بھیگی آنکھوں سے دیکھتی اس سٹوڈنٹ کے آنے پر چہرہ دوسری طرف پھیر گئی تاکہ کوئی اسکی اذیت نہ دیکھ لے۔

"آ گئی سمجھ مسٹر ارمان ! میں ہی منحوس اس زیشو کی باتوں میں آ کر آپ سے امید لگا بیٹھی۔ یک طرفہ محبت کی اذیت ہی بہتر تھی، یہ تو اس سے کڑوڑ درجے ہر ٹنگ ہے۔ اب میں مر جاوں گی پر زیشو سے شادی ضرور کروں گی۔ ایسے بھلا پیار کرنے والے ہاتھ جھٹکتے ہیں؟"

رہ رہ کر آنسو پلکوں کی باڑ پر آ رکتے اور پھر بہہ نکلتے، ارمان کا تو پتا نہیں پر انیہ کا دن سخت برا گزرا، اور جب وہ یونی کے گیڈ سے نکل کر ملک حویلی کے ڈرائیور کی لائی گاڑی میں پیچھے آ کر بیٹھی تو پہلی کال ذیشان کو کی جو اپنے کسی ماڈلنگ شوٹ میں بزی تھا۔

آس پاس جانی مانی ماڈلز تھیں اور وہ سب چاہتی تھیں کہ ذیشان ریمپ واک پر انکا پارٹنر بنے اور وہ اسکے ساتھ فیشن سکرین پر آنے کی طلب گار تھیں۔

اک واحد انیہ تھی جسکی کال وہ شوٹ کے بیچ بھی اٹھاتا تھا،اور آج بھی یہی کیا۔

تمہیں نکاح پر انکار کی ضرورت نہیں زیشو،اور پہلی فرصت میں خود کو دو" چپیڑیں لگاو کیونکہ تم بھی غلط فہمی میں مارے گئے۔ارمان کو مجھ سے نہ تو محبت ہے نہ مرتے دم تک ہو گی۔میں تم سے وفادار رہنے کی کوشش کروں گی،اور ہاں ہم اس ٹاپک پر دوبارہ بات نہیں کریں گے۔اٹس اوور "زیشو

وہ نارمل ہرگز نہ تھی،اسکی سانس اٹک رہی تھی،بھیگی تھی،ذیشان نے میک آپ آرٹس کو اشارے سے خود سے پرے کیا اور وہاں سے جب نکلا تو پروڈوسر بیگ نے اسکی بازو دوچے روکا۔

"کہاں جانی! ریمپ واک ہے دس منٹ میں"

وہ بیگ سخت پریشان تھا۔

"مجھے ابھی جانا ہو گا"

ذیشان کی بات سنے بیگ کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

ہوش میں ہے تو؟ کڑوروں کا نقصان ہو گا یار۔ کیوں میری روزی روٹی" کے پیچھے پڑا ہے۔ آج تیرے جلووے ہمیں ونر بنا دیں گے، رحم کھا میرا "بہت پیسہ لگا ہے

بیگ ترلے منتوں پر اترا پر ذیشان کے دماغ مفلوج تھا۔

دیکھ بیگ ! تیرا تو کڑوروں کا نقصان ہے۔ میں نہ گیا تو میرا شاید زندگی بھر" کا خسارہ ہو جائے۔ یار اپنی لگی پڑی ہے سمجھ ناں۔ میں لڑکا بھیجتا ہوں چکنا سا، میرا ہی سٹوڈنٹ ہے۔ ونرنہ سہی سیکنڈ تو پکا ہے۔اور دوسرے نمبر پر آنے کا انعام بھی اس سے ڈبل جو تو نے اس فیشن ویک پر لگایا ہے۔ چل نکلتا "ہوں۔۔۔

بیگ کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا جبکہ ذیشان وہاں سب حسیناؤں کو اداس کرے جلووے بکھیرتا سب کو بائے کہے نکل گیا، وہ حسین تھا، وہ مغرور تھا تبھی یہ لوگ اسکے نخرے بھی فخر سمجھ کر اٹھاتے تھے، بیگ نے دانت پیس کر اپنا غصہ باقیوں پر دھاڑ کر نکالا جبکہ پارکنگ سے گاڑی نکال کر سیدھی روڈ پر

ڈالے زیشواس وقت فٹنس کلب روانہ تھا کیونکہ اس وقت ارمان وہیں پایا جاتا تھا۔

وہاں پہنچا تو ارمان کی موجودگی کا معلوم ہوئے تھوڑی تسلی ہوئی مگر ارمان اسکو دیکھ کر غصہ ہوا۔

"اگر یہ یہاں رہے گا تو میں جا رہا ہوں"

ارمان فٹ بال ٹیم کو کچھ پریکٹس سٹپ کروا رہا تھا مگر جب یہ بولا تو زیشان اہانت محسوس کرتے انداز کے سنگ ارمان کو دیکھتا رہ گیا۔

"سر پلیز انکا میچ ہے آپ انھیں کچھ ٹپس دیں میں کرتا ہوں زیشو سر سے بات۔۔"

علی نے بڑی مشکل سے ارمان کو بپھرنے اور بگھڑے سے روکا مگر ذیشان اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو سلگتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"منحوس تجھ سے بات کروں کہاں، نمبر تو نے میرا بلاک کیا ہے انسان۔ دیکھ ہمارا بات کرنا ضروری ہے ورنہ ساری عمر پچھتائے گا"

علی کو پکڑ کر سائیڈ دھکیلے ذیشان بنا کسی کی پروا کیے ٹھیک ارمان کے سامنے جا تنا جس نے ایک ہی دھکے سے ذیشان کو خود سے پرے کیا۔

"علی۔۔ میں جاوں کیا؟"

ارمان کی دھاڑ پورے کلب میں گونجی جبکہ ذیشان کی آنکھوں میں بے یقینی چھا چکی تھی، اک پل لگا جیسے اس نے پوری دنیا کھو دی ہو۔

"خبردار اگر کسی نے مجھے چھوا سمجھے، چل تو کمینے"

ذیشان نے قریب آتے علی کو مکا سا بناتے ڈرایا جس پر وہ اور اسکے دونوں ہیلپر لونڈے جو ارمان اور ذیشان کے سامنے چوزے لگ رہے تھے، ڈر کر دور ہو گئے جبکہ ارمان نے ذیشان کا بازو پکڑنا برداشت نہ کرتے ایک ہی جھٹکے سے جھٹکا اور ذیشان کو گردن سے دبوچتے پلر سے لا جوڑا، ارمان کی گرے آنکھوں میں غضب کا ابال تھا تو دوسری جانب وہ بھوری آنکھیں اس سلوک پر دکھی۔

مر گیا تو میرے لیے ذیشان حیدر ملک !اس لیے دوبارہ اگر مجھ سے بات" کرنے کی کوشش کی تو سیدھا اوپر پہنچاوں گا تجھے۔اب نکل یہاں سے۔میں "نہیں جانتا تجھ سے آستین کے سانپ کو

ارمان جتنی بھی نفرت یا غصہ جتا لیتا،اسکی ذیشان کی گردن کے اطراف گرفت مہربان تھی،ذیشان اسکے سامنے بولنے لائق نہیں بچا تھا پر اسے بتانے کا طلب گار ضرور تھا کہ انیہ نے کیا کہا لیکن پتا نہیں کیوں کچھ بولا نہ جا سکا۔

واہ جانو! بچپن کی یاری ایک ہوا کے جھونکے سے ہل گئی۔مجھے تو بڑا امان تھا" "کہ ہم یک جان ہیں

ذیشان کے لہجے سے کرب و طنز ساتھ ٹپکا۔

"نہیں تو اور وہ یک جان ہو، میں کسی کو نہیں جان سکا۔ رہی بات اس ہوا کے جھونکے کی تو دیکھ سب کچھ جلا گیا وہ میرا اور تیرا کچھ نہیں گیا۔ میں تجھ سے بات کرنا نہیں چاہتا۔ مر یا جی میری طرف سے بھاڑ میں جا"

اسی طرح گردن سے دبوچے ہی ارمان نے اسے کلب کے انٹرنس کی طرف دھکیلا تو ذیشان نے گردن مسلتے سر ہلاتے ہوئے ارمان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑیں۔

"ٹھیک ہے جانو! بعد میں روتا ہوا میرے پاس نہ آنا وارننگ دے رہا ہوں۔ تو بھی بھاڑ میں جا اب منحوس سالہ۔۔ سن تو لے کیا کہنے آیا ہوں پر اچھا ہے تیری یہ اکڑ نکلے اور دماغ سیٹ ہو اپنی محبوبہ کا ولیمہ کھا کر۔۔۔"

ذیشان نے بھی اگلنے میں حد کی، وہ وہاں سے گیا تو ارمان پیچھے سے دھاڑا۔

"!رک کمینے"

ارمان کی پکار کو رتی برابر اہمیت دیے بنا وہ بھاگ کر کلب سے نکل گیا، ارمان نے بھی اپنی شرٹ اٹھائی اور پیچھے ہی دوڑا پر جب تک وہ کلب سے باہر آیا، ذیشان کی گاڑی کلب کا پارکنگ ایریا کراس کیے نکل چکی تھی۔

"Damn It"

بے بسی سے بڑبڑاتا ہوا ارمان کسی کال پر چونکا تو خود کو کمپوز کیے کال ریسو کیے پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی تک پہنچا۔

یہ کوریا کا مال یہاں کیا کر رہا ہے ارمان پتر؟ یہ کیوں آئی ہے یہاں۔ اسکا ماما" "خیر سے ٹپک تو نہیں گیا ناں

شیرازی ہاوس میں زالے کی آمد پر فائزہ شیرازی کو ہول اٹھ رہے تھے کیونکہ انہوں نے دو سال پہلے ہی زالے پر فاتحہ پڑھ لی تھی یہ سوچ کر کہ اب وہ انھیں کبھی واپس نہیں ملے گی، خود تو وہ زالے سے نہیں ملی تھیں پر شازمہ کو بھیجا تھا کہ وہ اسے اسکا روم دیکھائے اور لنچ کروادے۔

وہ اب یہیں رہے گی ہمارے ساتھ، صدمے سے نکل آئیں دادی" "جان!۔ آدھے گھنٹے تک پہنچ رہا ہوں گھر

اپنی سرسری سی بات مکمل کرے ارمان نے سنجیدہ تاثرات کے سنگ کال کاٹ دی جبکہ خود بھی اک غائبانہ نگاہ گیڈ کی طرف ڈالے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھا اور گاڑی پوری سپیڈ کے سنگ کلب سے نکل گئ۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"دادی جان مجھ سے نہیں ملیں گی شازمہ بوا؟ کیا وہ مجھ سے ناراض ہیں"

زالے فریش ہوئی تو شازمہ نے اسکے سوٹ کیس سے اسکی سنپل سی بلیک کرتی اور جینز نکال کر پریس کر دی تھی، اور اب اسکے لیے فیورٹ بیریز جوس بنا کر لائی تھیں جو زالے ہمیشہ فریش ہونے کے بعد پیتی تھی اور آج بھی شازمہ کو یاد تھا۔

"ناراض نہیں پتری، صدمے میں ہیں۔ تجھے واپس امید نہیں کیا تھا انہوں نے۔ دو سال پہلے تیری جدائی پر سارا رو بیٹھی ہیں بس اس لیے۔ تو دل چھوٹا مت کر، صدمے سے نکلتے ہی تجھے دل سے لگائیں گی۔ یہ تیرا جوس"

شازمہ کی شفقت نے ان حلق میں دبے آنسووں میں کمی لائی جو زالے کو محسوس ہو رہے تھے کہ کبھی بھی آنکھوں سے پھوٹ آئیں گے، بلاشبہ وہ بہت حساس تھی پر خود کو اتنی ہی مضبوط رکھنے کی بھی عادی۔

"آپکو یاد تھا بوا؟"

جوس کا گلاس لیے وہ جب مسکرائی تو اسکی آنکھیں زرا دھندلا گئیں، شازمہ نے اسکی مسکراہٹ کا درد بھانپا تبھی زالے کا ملائم ہاتھ پکڑ کر چوما۔

"دو سال ہوئے ہیں پتری، دو صدیاں بھی بیت جاتیں تو میں تجھ سے جڑی کوئی چیز نہ بھولتی نہ اس گھر کے وہ دو فرد ایسا کر سکتے ہیں۔ یقین رکھ اس بات پر"

شازمہ نے اس بچی کے تڑپے دل کو ڈھارس تو دی پر وہ سخت اداس تھی، گلاس سائیڈ میز پر رکھے زخمی سا مسکرا کر واپس شازمہ کے روبرو آ رکی۔

"دادی جان تو نہیں بھولی ہوں گی شائد پر لالہ! انہوں نے مجھے کہاں مس کیا ہو گا۔ میں یاد کرنے والی چیز نہیں ہوں۔ میں آپکے گلے ل۔۔لگ سکتی ہوں"

اس آخری حسرت بھرے جملے نے جہاں شازمہ کا کلیجہ زخمی کیا وہاں دروازے کی اوٹ میں کھڑی فائزہ شیرازی کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں۔

"تو میرے کلیجے کا ٹکرا ہے، کیوں نہیں لگ سکتی تو گلے۔ یہاں آ میرا لاڈلہ بچہ۔ کسی اور کا پتا ہو یا نہیں پر میں نے تجھے بہت یاد کیا"

شازمہ نے اس بچی کو اپنے سینے سے جب لپٹایا تو زالے کی نظر اپنے ڈور روم کی جانب موجود کسی کے سائے پر گئی، زالے کا دل مزید بھر آیا لیکن وہ کسی کے سامنے روتی نہیں تھی، ابھی بھی سنبھل گئی۔

شازمہ نے روبرو کرتے اسکا ماتھا چوما، دو سال میں وہ دگنی پیاری ہو کر لوٹی تھی، پر چہرے کی معصومیت اب بھی برقرار تھی، وہی بڑی بڑی آنکھیں، خوبصورت شباہت اور نازک سے خدوخال، لمبی ترنگی تو وہ پہلے

بھی تھی اب زرا دوشیزہ بن گئی تھی، بال تواب بھی کندھوں تک تھے جتنے دوسال پہلے تھے۔

"میری شیزادی۔اب تو تھوڑا ریسٹ کرلے پھر آجا میں کھانا لگاتی ہوں"

اسکی گال سہلاتے شازمہ کمرے سے چلی گئیں توان کے پلٹنے سے پہلے ہی زالے نے اس سائے کو ہٹتے دیکھا اور وہیں بیڈ کی پائنتی کی جانب جا بیٹھی، اپنے کمرے کو دیکھتے مسکرائی، جیسے چھوڑ کر گئی وہ اب تک ویسا تھا بس کرٹلرز نئے تھے اور قالین بدل دیا گیا تھا، جبکہ وال پر ایک دو پیٹنگز کا اضافہ ہوا تھا۔

ارمان گھر پہنچا تو پہلے سیدھا اپنے روم میں آیا اور شاور لیا، کھانا اس نے بھی کھانا تھا شازمہ بوا جب پوچھنے آئیں تو زالے کے ساتھ ہی لگوانے کا کہا، مگر

اس سے پہلے وہ ریڈی ہو کر روم سے نکلتا، وہ خود ہی مسکراتی ہوئی ارمان کے روم میں آئی۔

ارمان کی آنکھوں میں اچانک یوں نرمی آئی جیسے سورج کے سامنے بادل آتے ہوں لیکن یہ نہایت مختصر لمحہ تھا، ارمان کے پتھریلے تاثرات کو لمحہ لگا چہرے کے خدوخال میں گھلنے میں۔

"میں باہر ہی آرہا تھا"

ارمان نے دو قدم اسکی طرف بڑھائے جو کئی قدم اٹھائے ارمان کے سامنے آرکی، وہ خوبصورت مسکرا رہی تھی۔

"میں سب کے سامنے آپ سے نہیں مل سکتی تھی، آئی مس یو لالہ "

زالے نے اس سے گلے لگتے لگتے رک کر بس دیکھ کر کہا، جبکہ وہ جیسے گلے لگنے سے خود کو روک چکی تھی وہ ارمان کے دل کو مٹھی میں لے کر مسل گیا، شاید وہ ارمان کے گزشتہ دو سالا دگنے ہو جاتے سخت مزاج کے سبب خوفزدہ تھی۔

ہمم۔۔۔اب آگئی ہو تو پہلے کام کی بات کرتے ہیں۔ ہیو آ سیٹ۔ پھر کھانا" "کھاتے ہیں

ارمان نے نظریں اس سے پھیریں اور جا کر سٹنگ آفس ٹائپ ایریا کی طرف بنے گلاس ڈور کے پاس پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ دیے جا رکا، وہ گھر میں بھی ہمیشہ آرگنائزر ہتا تھا، اس وقت بھی ڈیسنٹ لگ رہا تھا، ایک اچھے

پر وقار فگر کے ساتھ وہ بہت زیادہ بارعب بھی تھا، اسکی شخصیت کا چارم بولتا تھا۔

"اوکے۔ تو بتائیں بھئی مجھے دو سال بعد اتنا سپیشل یاد کرنے کی وجہ کہ سیدھا سیدھا پاس ہی بلالیا۔ یقیناً مجھے مس کر کر تھک گئے ہوں گے"

وہ فرصت سے کرسی کی بیک سے لگتی ارمان کو دیکھنے لگی کیونکہ شدت سے جاننے کو منتظر تھی اس بلاوے کی وجہ۔

"تمہیں ذیشان ملک کو عین اسکی شادی کے دن نکاح سے پہلے اپنے لوگوں کے ساتھ مل کر کڈنیپ کرنا ہے۔ وہی چار مسٹنڈے لوگ جو تم کوریا سے آلین جاہ کی سوغات کی صورت ساتھ لائی ہو"

زالے جو مسکرا رہی تھی، ایسے تقاضے پر ساکن رہ گئی۔

"لالہ؟"

زالے کی دبی آواز اسکے کمرے میں حیرت و افسوس سے گونجی، پر اس چھ فٹ تین انچ کے آدمی کی اکڑ، فیصلے اور نفرت میں کمی نہ ہو سکی کیونکہ وہ اپنے فیصلوں پر پہاڑ سا ڈٹا آدمی تھا۔

"زالے یہ میرا آخری فیصلہ ہے، تم ذیشان ملک کو اپنے لوگوں کے ساتھ مل کر اٹھواو گی وہ بھی ٹھیک اسکی شادی کے دن، نکاح سے پہلے۔"

ایک بار پھر ہاتھ پشت پر باندھے اس مغرور ارمان شیرازی کے اکڑے وجود میں کوئی جنبیش ہوئے بنا لب ہلے تھے۔

زالے شیرازی کے لیے کسی کو اٹھوانا مشکل نہ تھا پر ذیشان ملک کے معاملے میں وہ پریشان تھی کیونکہ وہ اسکے لالہ کا سب سے پیارا دوست تھا۔

"لیکن آپ کی جان بستی تھی ناں اس میں، میں دو سال کے لیے کور یا کیا گئی، انقلابات آ گئے۔ ویسے بھی لالہ جان، یہ برے کام چھوڑ دیے میں نے"

اپنے الجھے بکھرے بالوں کو سمیٹنے کی کوشش میں ناکام زالے تھپ سے بڑے آرام دہ صوفے پر بیٹھی۔

"تمہیں یہ آخری برا کام کرنا ہو گا سمجھی؟"

ارمان کی پلٹ کر دھاڑ پر وہ سرد نگاہوں سے اپنے کھڑوس بھائی کو گھوری۔

" کبھی کبھی لگتا ہے میں آپکی سوتیلی بہن ہوں "

ہمیشہ کا شکوہ، بسورے منہ کے ساتھ۔

"اور یہی سچ ہے۔جو تم بھول جاتی ہو"

وہ بھی بدلحاضی کے سنگ ہتھے سے اکھڑا۔

"لیکن آپ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں"

وہ بھی تو ازل کی ڈھیٹ تھی، آنکھیں پیپٹاتے ذو معنی معصومیت کی انتہا کرے ارمان کا دل جلایا۔

"اسی خوش فہمی میں مرجانا میری سیریل کڈنیپر بہن"

ارمان شیرازی کے دل میں بھانبڑ جلا تھا، جس سے زالے ناواقف تھی، تبھی کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔

ہنہ! ٹھیک ہے کرتی ہوں کڈنیپ آپکے بیسٹو کو پر اس دلہن کا کیا جسکی "آئی بارات اس دلہے کے بنا ویران ہو جائے گی؟

وہ ہاتھ جھاڑتی آخر ارمان کی ضد کے آگے ہتھیار ڈال کر اٹھتی اس باوقار آدمی کے روبرو آن جمی۔

"تمہیں جو کہا ہے وہ کرو۔ میری ذاتیات میں مت گھسو۔ تین چار دن تک تمہیں اپنے لوگوں کو یہ ہدایت کرنی ہے کہ اسکے بارے اسکے خاندان کا کوئی فرد نہ جان سکے۔ علاقے کی پولیس کو میں سنبھال لوں گا۔اور اگر ایٹ دی اینڈ جیل جانا پڑا تمہیں تو اٹس اوکے۔ تمہارا تو وہ دوسرا گھر ہے۔ تمہاری ماں جب ہمارے بابا کو مار کر بھاگی تھی تو تم تشریف لانے والی تھی، شکر کرو تمہاری پیدائش جیل نہیں ہونے دی، اور یہی احسان اتارنے کی تم پابند ہو تاعمر میرے کہے کو ماننے پر مجبور رہو "کرتا

ارمان نے خاندانی شجرہ کھولا تو وہ ہنس کر ارمان کے گال دبوچ گئی، اور ایسی حرکت پر ارمان کا دل کرتا اسے زندہ زمین میں گاڑ دے۔ وہ آدمی جو اپنے لباس پر سلوٹ برداشت نہ کرتا تھا، جسے چھونے سے اریٹیشن تھی، چاہ کر

بھی زالے کے معاملے میں بے بس ہو جاتا کیونکہ یہ سچ تھا اس نے زالے کو بچوں کی طرح پالا تھا۔

"اف لالہ! وہی گھسی پٹی خاندانی سٹوری۔۔۔ مما بھی مر گئیں ناں مجھے پیدا کر کے۔ بابا کی قاتل مر گئی۔ حساب برابر چل کیا کریں۔ کیوں اپنا خون جلا جلا کر وقت سے پہلے بڈھے ہونے کا ارمان ہے آپکو ارمان جی۔ آپکا وہ بیسٹو عین نکاح سے پہلے زالے شیرازی کی حراست میں ہو گا۔"

ہاتھ جلدی سے گھوری پر ہٹائے وہ سلوٹ مارتی ہوئی حکم کی تعمیل کا یقین دلاتے پلٹی ہی کہ ارمان کی پکار پر رکی۔

"تمہیں مار ڈالوں اگر تم اس پر لٹو ہوئی ہی از ڈیم ہنڈسم"

وہ پلٹ کر خوش فہمیوں کے پہاڑ پر بیٹھے لالہ پر قہقہہ مارے ہنسی۔

"کوریا کے ایک سے ایک چکنے لونڈے کو چھوڑ آئی ہوں۔ پنجابی لڑکے اب میری وش لسٹ سے اوٹ ہو گئے۔ ڈونٹ وری"

اپنے بال ادا سے بکھرتی، لہراتی وہ یہ جا وہ جا جبکہ اسکے جاتے ہی ارمان شیرازی کے چہرے کے تنے نقوش اک پر اسراری کی کیفیت میں متبسم ہوئے تھے، ہائے اسکا مسکرانا۔

"تمہیں ہمیشہ اپنے پاس روکنے کے لیے میرے پاس اور کوئی حل نہ تھا"

ارمان نے زالے کے پرفیوم کی اپنے پورے روم میں پھیلتی مہک پر آزردہ ہوئے سوچا، کیا تھا آخر اس پیچھے ارمان کا مقصد؟ خدا جانے۔

اگلے چار پانچ دن خیر و عافیت سے گزر گئے، زالے اپنے فرض کو نبھا کر واپس آلین جاہ کے پاس جانے کا سوچ کر مطمئین تھی اور ماموں کو بھی کر چکی تھی، اب اصل کہانی تب شروع ہوئی جب زیشان نے جان بوجھ کر نکاح کو مہندی سر منی پر رکھنے کا فیصلہ لیا، ملک حویلی پچھلے چار پانچ دنوں سے کھچا کھچ مہمانوں سے بھری تھی۔

مہرین ملک کے دو ہی بچے تھے، بیٹی عیشاء جسکی شادی ایک بزنس مین سلیمان منصور سے ہوئی تھی اور انکے آگے دو بچے تھے، بیٹا فہد جو شادی شدہ تھا اور دو بچوں کا باپ تھا جبکہ چھوٹی انیہ جسکی شادی خانہ آبادی ہو رہی تھی۔

وہیں بیٹا باران ملک جسکی شادی منیہا سے ہوئی تو اور انکے تین بچے تھے، بڑی حرا اور اس سے چھوٹا منان اور سب سے چھوٹے جناب زیشان، اب یہاں بھی زیشان کے بڑے دونوں بہن بھائی شادی شدہ اور بچوں والے تھے، انیہ اور زیشان سب سے چھوٹے اور لاڈلے پیں ہونے کی وجہ سے یہاں ملک حویلی مہرین ملک کے پاس رہ گئے اور بچپن سے نانی دادی نے انکو اپنے بچوں سا پالا سو چونکہ دونوں کی شادی تھی تو پورا ٹبر جمع تھا، زیشان اور انیہ اپنی اپنی جگہ غصے میں تھے سو دونوں ہی ضد میں مبتلا اس شادی کو کرنے کے فیصلے کو سنجیدگی سے سوچ چکے تھے، آج مہندی تھی اور

جب یہ خبر ارمان تک پہنچی کہ مہندی میں نکاح ہے تو زالے کو آج ہی ذیشان کو اٹھوانے کا کہا جو ویسے بھی اس سب کے لیے ریڈی تھی۔

"اسے اٹھوا کر تم بھی سر منی میں پہنچ آنا، کسی کو شک نہ ہو۔اب میں مطمئین ہو سکتا ہوں؟"

سب ہی شام کے فنکشن کی تیاریوں میں لگے تھے، شازمہ اور فائزہ شیرازی بھی مدعو تھے تو تیاری شروع تھی جبکہ زالے اس وقت لالہ کے ساتھ باہر لان میں پول کے پاس واک کر رہی تھی، فورا رک کر اسے دیکھتی مسکرائی۔

"ایک دم۔ویسے گستاخی معاف مگر چار پانچ دن سے ایک سوال دماغ میں گھوم رہا ہے لالہ۔اگر پوچھوں تو غصہ کریں گے یا جواب دے دیں گے؟"

وہ رک کر ارمان کے روبرو ہوئی اور ہوا سے اڑتے بالوں کو سنبھالتے ہوئے جواب کی شدت سے منتظر بھی تھی۔

"پوچھو"

وہ اتنا مہربان نہیں تھا، زالے صدماتی سا ہنسی۔

یا اللہ میں مرنے والی تو نہیں، میرے لالہ نے بنا چڑے جواب دیا۔ ہی" ہی (ارمان کی سرد نگاہ پر وہ فوراً لائن پر واپس آئی)۔۔ سوری۔۔ تو پوچھنا یہ تھا کہ ایسا کیا کر دیا ذیشان ملک نے کہ آپ اس سب پر مجبور ہوئے۔ مطلب کڈنیپنگ کے بعد میں اسکے ساتھ کمفرٹیبل تبھی ہو سکتی ہوں ناں جب مجھے معاملے کا علم ہو۔ آئی پرامسس یہ سیکرٹ رہے گا"

زالے نے سینے پر بازو لپیٹے ہچکچانے کی بھرپور کوشش کے باوجود پوچھ لیا۔

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں، نہ ہی اسکے ساتھ کمفرٹیبل ہونے کی ضرورت ہے۔جب میں کہوں اسے ویسے ہی چھوڑ دینا، تمہارا کام ختم"

ارمان نے بات ہی مکا دی، زالے نے منہ ہی منہ میں خود کو کوسا کہ جب پتا ہے لالہ کا تو ایسے سوال کرنے پر کونسا کیڑا اکساتا ہے۔

ابھی وہ منہ ہی بسور رہی تھی جب شازمہ کے پکارنے پر فورا پلٹی۔

"بی بی سرکار بلا رہی ہیں تمہیں زالے، آج کی مہندی اور نکاح سرمنی پر تم کیا پہنو گی وہی بتانا چاہ رہی ہیں"

شازمہ کی طرف دیکھتی زالے حیران مسکرائی، پچھلے کئی دنوں سے وہ دادی جان سے بات کرنے کی کئی کوششیں کر چکی تھی پر وہ یا تو وہاں سے چلی جاتیں یا کسی کام میں خود کو گم کر لیتیں تبھی آج انکے خود بلانے پر زالے کا دل تڑپ سا گیا۔

"م۔۔میں آئی"

شازمہ شفقت سے مسکائے پلٹ گئیں تو زالے کی کپکپاتی سی آواز ارمان سن چکا تھا، تبھی اس سے پہلے وہ شازمہ کے پیچھے ہی جاتی، ارمان کے پکارنے پر فوراً پلٹی۔

"کچھ چاہیے تمہیں؟"

وہ حیرت وخوشی سے ارمان کے چہرے کو تکنے لگی، ہلکی سی آنکھیں دھندلائی تھیں، وہ کچھ نہ بولی بس ارمان کے بازو اور اسکا مضبوط سینہ دیکھ کر پھیکا سا مسکرائی، کہہ نہیں سکتی تھی کہ گلے لگنا چاہتی ہے، شاید اس میں ہمت نہیں تھی۔

نہیں، میرے پاس سب کچھ ہے۔ میں دادی جان کی بات سنتی"

"ہوں۔ بہت مزے دار شام ہونے والی ہے آج۔ سی یو

وہ جلدی سے کہہ کر تیز تیز قدموں کے سنگ وہاں سے فرار ہوئی تو ارمان کی گہری آنکھیں آزردگی سے کافی دیر اسکو ہی دیکھتی رہیں اور تبھی فون رِنگ کرنے پر وہ اپنے خیالات سے نکلا۔

اسے امید نہیں تھی انیہ اسے کال کرے گی وہ بھی آج، جو پچھلے پانچ دن سے قبل از وقت اپنے اجڑنے کے ماتم میں تھی، نہ یونی گئی دوبارہ نہ کسی کو مسکراتی نظر آئی، ایون سب نے نوٹ بھی کیا پر وہ پھر آنکھوں میں دھول جھونک کر ہنس دیتی تھی تو کسی کا شک اب تک یقین میں نہ بدلا تھا، ایون اسکے اپنے پیرنٹس کا بھی نہیں۔

"یہ مجھے کیوں کال کر رہی ہے؟"

ارمان کی حالت یوں تھی کہ ہاتھ کانپ سا رہا تھا، صرف سکرین پر انیہ سلیمان لکھا ہونا بھاری تھا پھر جو وہ اسے اپنے مقدر میں لکھنے کی کوشش کر رہا تھا وہ کتنی زیادہ بھاری ہونے والی تھی۔

جبکہ دوسری طرف ابھی اسے سب ٹبر نے بس اس لیے اکیلا چھوڑا تا کہ وہ ڈریس بدل لے، ورنہ چاروں طرف رشتہ داروں کا ایسا میلہ لگا تھا کئی دن سے کہ اسکا دل چاہ رہا تھا خودکشی کر لے۔

وہ آئینے کے سامنے نکاح اور مہندی کے جوڑے میں تھی، ابھی بس ڈریس ہی بدلا تھا، آنکھیں سوگوار تھیں تو ہتھیلوں پر مہندی کا نام ونشان نہ تھا۔

ارمان نے کچھ دیر اس لڑکی کے صبر سے کھیلا اور جب انیہ تھک کر کال بند کرنے لگی تو کال ریسو کر لی، انیہ کا کال ڈسکنکٹ کرتا ہاتھ تھما۔

انگلیوں میں جیسے جان نہ رہی ہو۔

"بدتمیز لڑکی کی کال کیوں پک کی؟"

اپنی ٹوٹتی کانپتی آواز پر بھرپور قابو پائے خاموشی کا وہ ارتعاش توڑا جو ارمان پر گراں تھا۔

"مجھے لگا کچھ اہم ہو گا، خیریت؟"

وہ اتنا ظالم نجانے کیسے بن لیتا تھا، انیہ کی آنکھ سے اک آنسو اسکی گال تک رینگ آیا۔

"پوچھنا تھا کہ ایسا کیا کرنا ہو گا کہ آپ مجھے بھی ہر جگہ سے بلاک کر دیں"

اپنے آنسو کو رگڑ کر سفاکیت چھلکتے لہجے میں پوچھا، ارمان کے لب بھینچ گئے۔

"ابھی کر دیتا ہوں۔اور کچھ ؟"

سنگدلی برقرار رکھی،اسکے دل کا تو علم نہیں پر آنکھیں گرے کے بجائے لال محسوس ہو رہی تھیں۔

"ک۔کچھ نہیں۔آئی ہیٹ یو۔اتنی نفرت کرتی ہوں کہ ساری زندگی آپکی شکل نہیں دیکھنا چاہتی۔یونی بھی چھوڑ دوں گی کیونکہ آپ جیسا انسان دیکھنے لائق بھی نہیں رہا۔"

وہ غصے سے پھٹ پڑی،ارمان کے چہرے کے تاثرات پتھریلے ہوئے۔

میں جاب چھوڑ دوں گا۔ویسے بھی جابز کی کمی نہیں ہے مجھے۔تم سی" نالائق کو ہر بار اچھی یونیورسٹی میں ایڈمیشن ملے، مشکل ہو جائے گا۔اور کچھ؟"

انیہ نے پھر سے آنسو رگڑے اور خود کو مضبوط کیا، کہ اب کبھی اک آنسو بھی اس فرعون کے لیے نہیں بہانا۔

"آئی ہیٹ یو کا جواب بھی دیں"

مضبوط آواز میں حکم آیا تھا۔

"تھینکیو ویری مچ"

ہزار ڈھیٹ مرے ہوں گے تو یہ آدمی دنیا میں آیا ہو گا، وہ کہنا تو بہت کچھ چاہتی تھی پر اب ارمان کے رویے کی پھانس محسوس کیے چپ رہنے کا فیصلہ لیا۔

"زیشو کو ان بلاک کریں، پیچ آپ ود ہیم اور اسکی شادی کے ہر ایونٹ میں اسکے ساتھ رہیں۔ جب آپکو کوئی ایشو نہیں میری اور اسکی شادی سے تو اسکے ساتھ آپکا یہ برارویہ لوگوں کو خوامخواہ شک میں ڈالے گا اور مجھے الجھن میں۔"

وہ تھک ہار کر بیڈ کی پائنتی کی جانب بیٹھی، جبکہ ارمان نے ہاتھ کو مٹھی کی صورت تکلیف اور غصے سے بھینچا۔

"اوکے"

وہ بس اتنا ہی بولا، نجانے کس ضبط سے گزرا کہ چہرہ سرخیاں چھلکا گیا جبکہ اس اوکے نے تیر کی طرح انیہ کی گردن میں گڑھنے سی تکلیف دی تھی۔

"اوکے؟ سیریسلی ارمان شیرازی؟"

نجانے کتنی اذیت تھی انیہ کے اس سوال میں کہ اتنے دور ارمان کا حلق دباو و درد میں آگیا۔

"انجوائے یور ویڈنگ"

تین لفظ کسی پھانسی کے پھندے سے کہے وہ کال بند کر گیا تو انیہ نے کٹ جاتی کال پر سکرین دیکھتے فون پوری قوت سے دیوار پے دے مارا۔

اس آ۔۔آدمی کو دیکھائی نہیں دیا کہ میں مر رہی ہوں۔ یااللہ مجھے ہمت " دیں۔ میں بہت درد میں ہوں۔ یا مجھے موت دے دیں یا اس منحوس آدمی کو میرے دل سے نکال دیں۔۔۔۔ پلیز ہیلپ می"

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر روئی، دروازے پر ہوتی دستک پر جلدی سے اٹھ کر اٹیچ واش روم میں گھسی اور دروازہ لاک کیا کیونکہ سارا ٹبر، مما دادی جان اور بھابھیوں کے سامنے وہ اداس بھی ہوتی تو لیکچر شروع ہوتے اور ایسا انیہ میں سٹیمنا ہر گز نہ بچا تھا۔

ارمان نے گہرا سانس اس نم سی شام کی فضا میں بھرا اور ساتھ ہی ذیشان کو ہر جگہ سے انبلاک کر دیا، انبلاک کرنے کی دیر تھی، وہ جو سیلون بابا بھائی اور کزنز کے پریشر پر چلا آیا تھا، نوٹیفیکیشن ملتے ہی غصے سے میسج ٹائپ کیا۔

"اچھا کیا انبلاک کر کے، تجھے سہاگ رات کی پکچرز بھیجوں گا آفٹر آل تو میرا جانو ہے۔"

ذیشان کے اس میسج میں اسکا پانچ دن کا غصہ بولا تھا، ارمان نے بس سین کرتے ہی میسج پر سمائلی فیس کا ری ایکٹ کر دیا۔

"منحوس، کمینے، خدا تجھے بخشے گا نہیں اس پر۔ سمائلی ری ایکٹ کرنا تُو میری موت کی خبر پر۔ یا پھر انیہ کے ماں بننے پر تو کسی والا کرنا ری ایکٹ آخر کو تایا بنے گا ناں"

ذیشان کی آنکھیں گوشوں تک لال ہو گئیں پر دوسرے میسج پر بھی ارمان کے چہرے کے تاثرات وہی پتھریلے تھے۔

"پاگل ہو گیا ہے یہ "ارمان نے فون کا انٹرنیٹ ہی آف کر دیا کیونکہ مزید کوئی ایک میسج پڑتا تو دماغ کی کوئی رگ پھٹ جاتی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"بہت خوبصورت جوڑے ہیں پر ہیوی ہے دادی جان، میں سنبھال نہیں سکوں گی۔ کیا میں یہ والا پہن لوں؟"

کمرے میں اس وقت تین چار جوڑے پھیلائے فائزہ، اس سے جاننا چاہتی تھیں پسند پر زالے نے سب سے ہلکا اور سنپل بلیک اینڈ گولڈن کرتی پاجامہ چنا جس کے ساتھ باریک کریب کا بہت خوبصورے دوپٹہ تھا۔

جو پسند آئے پہن لے، شازمہ۔۔اسکے کمرے میں رکھ آسارے "
"جوڑے۔ٹھیک ہے جاب تُو

فائزہ نے اسی سابقہ لہجے میں بات کی،شازمہ فرمابرادی سے جوڑے سمیٹے نکلیں تو زالے جاتے جاتے رکی، فائزہ کی نظریں اسی پر تھیں، جب وہ رکیں تو فوراہٹائیں، وہ اپنے جوڑے کے ساتھ کچھ سونے کے زیورات دیکھ رہی تھیں جو زیادہ او ورنہ ہوں، زالے پلٹ کر انکے قدموں میں آبیٹھی۔

میں نے کہنا تھا کہ آپ مجھ سے کب تک خفا رہیں گی دادی جان ؟کچھ دن "
میں واپس چلی جاوں گی۔آپ کا ایک بھی لمس نہیں ہو گا میرے پاس، مجھے
"دکھ ہو گا

فائزہ نے کرب کے سنگ اسکی طرف دیکھا اور پھر نظریں ہٹائے اپنی جیولری میں سے اک ہلکا سا سیٹ نکالا اور زالے کے ہاتھ میں دیا۔

"مجھے یہ سب نہیں چاہیے"

وہ تڑپ کر انکار کرتی دادی جان کو دیکھنے لگی، فائزہ نے سب سے زیادہ ہیروں کا سیٹ نکالا تھا جو بیش قیمتی تھا۔

لیکن تُو شیرازی خاندان کا حصہ ہے، تیرا وقار یہ زیور بڑھائیں گے۔ نیکلس مت پہننا بھلے، ائیر رنگز پہن لینا۔ اب جا"

وہ انکی جانے کی رٹ پر ہرٹ ہوئی اور وہ باکس اٹھا کر سائیڈ میز پر رکھ دیا۔

نہیں دادی جان، مجھے اپنا وقار بڑھانے کے لیے ان ہیرے موتیوں کی" ضرورت نہیں۔ وہ اپنے وقت پر بڑھے گا۔ میں اسکے لیے کوشش نہیں کروں گی۔ مجھے انکی نہیں، آپکی ضرورت ہے۔ میں نے ماں کو ٹھیک سے محسوس نہیں کیا لیکن آپکو اور لالہ کو بہت زیادہ کیا ہے۔ مجھ سے سب چھین "لیں، اپنا آپ نہیں۔

وہ ہچکی سی بھر گئی تو فائزہ نے سب زیورات اک طرف کرے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیا۔

تُو پھر چلی جائے گی تبھی ہمت نہیں پڑ رہی کہ پھر سے خود کو تیری عادت "ڈالوں۔

فائزہ کی آواز کانپی تو زالے کا دل کٹ سا گیا، فوراً سے انکا ہاتھ چہرے سے ہٹائے تھام کر چوما۔

"میں آلین جاہ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی، ان سے مما کی خوشبو آتی ہے۔"

وہ مجبور تھی۔

"ہمیں چھوڑ دیا، ہم سے بھی تو ابراہیم شیرازی کی خوشبو آتی ہے"

فائزہ کا اعتراض برحق تھا، زالے نے آنکھیں جھکا لیں کیونکہ پلکوں پر شبنم اٹکی تھی۔

شاید میں مما کی بیٹی زیادہ اچھی ہوں، کیونکہ انکو ڈیفینڈ کرنے والے "صرف ماموں ہیں۔ میں انکو اکیلا نہیں دیکھ سکتی اس خونی جنگ میں جبکہ بابا کو ڈیفینڈ کرنے کو آپ دو اور آپکا پورا خاندان ہے۔ آئی ایم سوری دادی جان۔ ماموں کہتے ہیں ہمیشہ وہ مت کرو جو ٹھیک ہو، کبھی کبھی اپنے ٹھیک اور غلط ہونے کے پیمانے دنیا سے بدل کر بھی چلنا چاہیے۔ میرے ماموں بہت بُرے ہوں گے، وہ کریمنل ہیں، ڈرگ ڈیلر ہیں لیکن وہ ایک اچھے ماموں ہیں، میری دو ماوں جتنے پاور فُل۔"

وہ اپنی بات ٹوٹی پھوٹی ہی سہی پر سمجھاتی اٹھی تو فائزہ بھی اسکے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"ارمان تجھ سے دستبردار ہوتے ہی دگنا وحشی ہو گیا زا لے، جیسے کسی بچے سے اسکا من پسند کھلونا چھین لیا جائے اور وہ پوری دنیا سے روٹھ جائے۔ تجھے یقین نہیں آرہا میری بات پر؟"

وہ دادی جان کی باتوں پر جب مسکرائی تو وہ آخری جملہ کہنے پر مجبور ہوئیں۔

"آرہا ہے۔ میں انکار نہیں کر رہی۔ لیکن میرا فیصلہ اٹل ہے۔ میں آلین جاہ کے بنا نہیں رہ سکتی"

وہ بہت زیادہ بے بس تھی۔

"اور ہمارے بنا رہ سکتی ہے؟"

فائزہ نے اسے جذباتی کرنے کی کوشش کی پر زالے نرم سا مسکرائی اور دادو کی گال پیار سے چومی۔

"رہنے کی عادت ڈال لی ہے، اور میں عادتیں نہیں بدل سکتی۔ جا کر ریڈی ہوتی ہوں۔"

وہ رسان سے کہہ کر پلٹی تو فائزہ کی پکار پر رکی جو اسے وہ جیولری کیس اٹھا کر تھما رہی تھیں۔

"یہ تیری ماں کا ہی ہے، کم از کم اپنے حق لینے سیکھ۔ اب چھوٹی نہیں رہی تُو۔ میں تیری ماں کو اپنی اکلوتی اولاد کا قاتل مانتی ہوں پر میری اولاد بھی کسی سے کم خراب نہ تھی۔"

فائزہ اسے سکتے میں مبتلا کرے وہاں سے گئیں تو کتنی دیر زالے ہل نہ سکی، لگا جیسے ماموں کی ساری باتیں ایک ہی پل میں سچی ہو گئی ہوں، لیکن ابھی اسے ان سب جذبات کو پرے جھٹکنا تھا کیونکہ ابھی اسے فرض نبھانا تھا، یا شاید لالہ کے احسانوں کا قرض۔۔۔جوزالے شیرازی کی زندگی کو یکسر بدلنے والا تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"نکاح سے پہلے کا سٹریس تو لڑکیوں کو ہوتا ہے، تُو نے کیوں بوتھی لٹکا رکھی ہے سمجھ سے باہر ہے۔اچھا سن ہم نکل رہے ہیں، فورا پہنچ ہمارے پیچھے۔"

منان جو ذیشان سے چار سال بڑا تھا، وہ بھی ذیشان کی سوجھی شکل بھانپ چکا تھا۔

"آتا ہوں یار۔ جائیں آپ"

ذیشان نے اکتائے انداز میں جان چھڑوائی اور اپنی تیاری پر سرسری نگاہ ڈالے گروم روم میں جا کر شلوار سوٹ پہنے نکلا، اسکے پر وقار کسرتی وجود پر ہاف وائیٹ ڈیزائنر شلوار سوٹ انتہا کی فٹنگ کے ساتھ سج رہا تھا، جبکہ اوپر بلیذر تھا، پیروں میں شوز پہنے آج ذیشان ملک کی لُکس ہی الگ تھیں، ہاں پہلی بار ایسے ڈریس میں اپنا آپ بھی اچھا لگا لیکن جب سوچا یہ تیاری کس لیے تو دل سڑ کر سوا ہوا، خیر بھائی تو نکل لیا تبھی وہ کچھ بیس منٹ بعد خود بھی سیلون سے نکلا۔

اسکی گاڑی وہیں پارکنگ میں کھڑی تھی جسے آکر ان لاک کرے وہ اندر سوار ہوا اور گاڑی ملک حویلی کی طرف بھگائی، زالے اپنے تین لوگوں کے ہمراہ شیرازی ہاوس کے بجائے گارڈز کی اپنی ارینج کی گاڑی میں پیچھے ہی آرہی تھی، چوتھا آدمی اس جگہ سب کا منتظر تھا جس گھر میں ذیشان کو کڈنیپ کر کے رکھنا تھا جو ایک ہفتے کے لیے ارمان نے رینٹ پر لیا تھا۔

ذیشان نے گاڑی میں اونچا سا میوزک آن کر رکھا تھا تبھی اسکا دھیان ادھر ادھر کے بجائے ڈرائیونگ پر تھا مگر پھر ملک حویلی ہی کے راستے کی جانب جاتے جب زرا سنسان مین روڈ شروع ہوئی تو زالے نے ساتھ بیٹھے آدمی کو گاڑی کی سپیڈ بڑھا کر کراس کرنے کا اشارہ کیا اور خود کیپ کے ساتھ ماسک منہ پر چڑھاتی پچھلے آدمی کی طرف ہاتھ پھیلا گئی جس نے فوراً سے زالے کے ہاتھ میں گن دی۔

ذیشان کواچانک سے جب اپنے پیچھے آتی گاڑی کا احساس ہوا تو اس نے میوزک سلو کیا مگر اسی لمحے گاڑی ٹھیک ذیشان کی گاڑی کے سامنے آ رکی، ذیشان چونکہ ینمس تھا تبھی ہمیشہ سے ایسے حادثوں کی سیکورٹی کے لیے گن پاس رکھتا مگر ابھی جب کیبنٹ کھولا تو وہاں گن نہ تھی، دماغ جھنجھلا گیا کیونکہ گن وہ کل رات روم میں لے گیا تھا کیونکہ اسکی بلٹس جناب نے ہوائی فائرز کے بیچ ختم کر دی تھیں، اور پھر دوبارہ اسے واپس گاڑی میں رکھنا بھول گیا۔

جب تک ذیشان یہ ساری صورت حال سمجھ پاتا اسکی گاڑی کو گھیر لیا گیا، جبکہ زالے نے گن لیے اسکے سائیڈ ڈور پر آتے شرافت سے گاڑی کھولنے کا اشارہ کیا، اس سے پہلے زیشان گاڑی اسٹارٹ کر کے بھاگتا، اسکی گاڑی کے ٹائیر کو زالے نے ہی شوٹ کیا جس سبب بھاگنے کا کوئی راستہ نہ پائے زیشان چارو ناچار ڈور اوپن کرے باہر نکلا۔

"کون ہو تم لوگ؟"

ان سب کے خلیے ایک سے تھے پر ایک نسوانی وجود ہے یہ پہچاننا مشکل نہ تھا۔

"انکو گارڈز۔ تمہارے ایکسٹرا اسسرالی ہیں ہم ڈئیر، گاڑی میں ڈالوانھیں سرپرائز سسرال کی سیر کروانی ہے"

زالے کی آواز سنے تو جیسے شک بھی جاتا رہا، ذیشان اگر اکیلی یہ لڑکی ہوتی تو قابو کر بھی لیتا پر تینوں گارڈز کے پاس لوڈ گن تھی۔

"میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں تم جو بھی ہو"

ذیشان نے انگلی ہوا میں لہراتے زالے کو خونخوار نظروں سے گھورتے دھمکایا تو وہ مسکرائی، یہ اسکی آنکھوں سے ہی معلوم ہوا ورنہ چہرہ تو ڈھکا تھا۔

کام ہوتے ہی میں خود چھوڑ دوں گی۔اب زیادہ منمناؤ مت ڈئیر ورنہ " میرے گارڈز کو زبردستی تمہیں کلوروفام سونگھانا پڑے گا،

And you have no idea it smells like shit.So cooperate with me"

زالے نے گن کی نلی ذیشان کے تازہ تازہ شیوڈ گال سے جوڑی جبکہ غصے سے وہ بھوری آنکھیں لال کیے گھور رہا تھا کیونکہ دو گارڈز نے اسے مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

"میرا نکاح اور مہندی ہے، کیا چاہتی ہو تم مجھ سے؟ ویٹ میری کوئی چھپی عاشق ہو کیا۔۔۔دیکھو مل بیٹھ کر معاملہ حل کرتے ہیں، میں ایک دو راتیں دے دوں گا اپنی تمہیں بخشش سمجھ کر اپنی پر ابھی جانے دو۔ میرا جانا بہت ضروری ہے"

زالے کا دماغ ایک سیکنڈ میں گھوما۔

"ویٹ آمنٹ؟ راتیں کس لیے؟"

ذیشان اسکے سوال پر ٹھٹکا۔

سمتھنگ سمتھنگ۔۔۔ تمہارا جو ٹھرک ابل رہا اسے ٹھنڈا کر دوں"

"گا۔ گلی گلی میں میری عاشقہ پڑی ہے۔ تم بھی انہی میں سے ہو گی

بات کا مفہوم سمجھتے ہی زالے نے اپنا ہاتھ اس زور سے ذیشان کی گردن پر مارا کے پٹاکے کی آواز خود ذیشان کو بوکھلا گئی جبکہ ذیشان تھپڑ کے بجائے اس عجیب تشدد پر گردن لگتی یہ الجھن بھول کر اس لڑکی کو گھورنے لگا۔

گلی گلی میں کتے ہوتے ہیں، عاشق نہیں۔ تمہیں تو بندہ رکھ رکھ کر چپڑیں"

"مارے، کتنا شریف سمجھتی تھی میں تمہیں

زالے کے منہ سے یہ جو سلپ ہوا اب بچاری برا پھنسی۔

کیا تم مجھے جانتی ہو، بتاؤ کون"

"ہو۔ٹینا۔لیلی۔نرمین۔۔۔ساریہ۔۔۔مہک۔۔۔میرا۔۔ریما

اتنے نام سن کر بچاری زالے نے کراہت سے جھرجھری لی۔

"ان سب کا ابلتا ٹھرک مٹا چکے ہو؟"

وہ آئبرو اچکائے گھوری تو وہ ڈھیٹ فخریہ مسکرایا۔

"الحمداللہ"

زالے نے اس بار اپنا ہاتھ زیشان کی گردن کے گرد لپیٹا۔

"بس اب اس لائق نہیں بچو گے تم ٹھر کی آدمی۔ لے کر چلو گارڈز اسے، اب میں اسے بتاتی ہوں ٹھر کی کیڑوں کو کیسے تلف کیا جاتا ہے۔ پہلے تو میں فرض نبھا رہی تھی پر اب اسکے کیڑوں کا بندوبست بھی کرنا ہو گا۔ اور منہ میں کچھ ٹھوس پر ٹیپ لگوا اسکے۔ مجھے اسکی آواز آئی تو تم دو گئے میرے ہاتھوں سے"

زالے غراتی شیرنی کی طرح حکم کرتی خود بھی جا کر بیٹھی، پیچھے دو گارڈز نے بچارے نئے نویلے دلہے کو واقعی بولنے سے محروم کر دیا جبکہ فرنٹ مرر سے وہ دونوں کی سلگتی آنکھیں ایک دوسرے کو سالم نگلنے کا کام کرتی رہیں، تیسرے گارڈ نے جیسے ہی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، گاڑی اس مین روڈ پر فراٹے بھرتی ہوئی نظر آئی۔

دلہا کدھر رہ گیا۔ نکاح خوان بھی آ چکے ہیں۔ کوئی کال کر و اس نکمے "
"کو۔ ہمیشہ پنگے کرتا ہے

فائنلی مہمانوں سے ملک حویلی بھر چکی تھی، خود ارمان بھی فائزہ اور شازمہ کے سنگ پہنچ چکا تھا پر یہ وہ آواز تھی جسے سن کر جناب کے انگ انگ میں سرور پھیلا، وہیں انیہ نکاح کی دلہن بنی آس پاس میلے کے بیچ جس طرح آنسو روکے بیٹھی تھی بس وہی جانتی تھی یا اسکا اللہ، کہتے ہیں دل تکلیف میں ہو تو باہر جتنے میلے اور چراغاں ہوں سب بیکار، دلہن کی طرح سجی ملک حویلی اسے ڈنگ رہی تھی، زیورات، لباس، چمک دمک سب لہو سلگا رہے تھے اور جب سے ارمان کی آمد کا سنا تھا وہ گیلی لکڑی کی طرح دھواں چھوڑ رہی تھی۔۔

"یہ زیشو کہاں چلا گیا؟انیہ تمہیں کچھ بتا کے گیا ہے ؟"

حرا جو انیہ کی اکلوتی نند تھی، باہر ذیشو کی غیر موجودگی پر اندر آئی تاکہ انیہ سے پوچھے، پیچھے پیچھے مہرین بھی آئیں،انیہ نے غائب دماغی سے اسے دیکھا کیونکہ وہ کچھ سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔

"اسے تو پتا نہیں کونسا صدمہ لگا ہے۔میں خود ہی کال کرتی ہوں"

انیہ نے کرب سے سانس کھینچتے چہرہ موڑا تو مہرین سے نظریں ملیں۔

سچ سچ بتا کیا کھچری بنائی تم دو نکموں نے۔دیکھ انیہ اگر تم دو نے میرے سر میں آج کھے ڈالنے کی کوشش کی تو گچھیاں دبا دوں گی۔فون کر اس کھوتے "کو۔نکاح خواں منتظر ہیں

امیہ جان کی ڈپٹ پر وہ روہانسی ہوئی۔

"میرا فون ٹوٹ گیا امیہ جان"

انیہ نے چہرہ جھکاتے افسوس سے اطلاع دی، مہرین صاحبہ کا پارہ چڑھا، بچاری تپی دادی اور نانی نے سینہ پیٹ لیا۔

"یا میرے اللہ مجھے صبر دے"

وہ بچاری ہانپتی باہر نکلیں تو انیہ نے حوصلے کے سنگ آئینے میں خود کے توبہ شکن روپ کو دیکھا، پورے وجود میں سرد لہر سرائیت کی۔

"کیا وہ جان بوجھ کر چھپ گیا؟"

انیہ کو اک ڈھارس سی ملی مگر اگلے ہی لمحے باہر مچتے شور پر وہ اپنا ڈریس سنبھالتی باہر بھاگی جہاں کوئی لیٹر ملا تھا ذیشان کے کمرے سے، ہر کوئی اب باہر لان میں جمع تھا، ارمان کی تماشائی محظوظ نگاہیں جب دلہن بن کر باہر آتی انیہ پر گئیں تو تھم گئیں، وہ سرخ، پیلے اور ہرے لہنگے میں جان کو آتی حسین لگ رہی تھی کہ ارمان شیرازی اسے اس روپ میں دیکھ کر کتنی دیر نہ نظر ہٹا سکا نہ سانس بھر سکا جبکہ شازمہ چپکے سے ارمان کے پاس آئی اور اس نوابی انداز میں کرسی پر بیٹھے ارمان کے کان کے پاس جھکی جس پر وہ زرا پرے ہوا، عورتوں کے سائے تک سے جناب پرہیز برتتے تھے حالانکہ شازمہ نے بچوں کی طرح پالا تھا اسے۔

"میں نے آپ کے کہے کے مطابق وہ کاغذ، ذیشان بچے کے کمرے میں رکھ دیا پتر۔ٹھیک ہے ناں؟"

شازمہ بھولی دیہاتن کہیں کی سرگوشی کیے سیدھی ہوئیں تو ارمان نے انکی طرف دیکھے رسمی مسکراہٹ اچھالی جیسے کہہ رہا ہو گزارے لائق کام کیا ہے۔

"بہت شکریہ۔اب آپ جاکر دادی جان کے پاس بیٹھ جائیں منہ پر قفل لگا کر۔ سمجھ گئیں؟ قفل یعنی تالا"

شازمہ نے ارمان کی دھمکانہ ٹون پر مسکین سی مسکراہٹ دی اور فوراً غائب ہوئی اور اب شروع ہوا تھا ارمان شیرازی کا مندپسند کھیل۔

کیونکہ لیٹر پڑھا جارہا تھا۔

"مجھے معاف کردیں آپ سب لیکن میں اس انیہ چڑیل کو ساری عمر جھیل نہیں سکتا، یہی میری بیوی بنی تو میں ستاوں گا کسے۔ میں اپنا کرائم پارٹنر کسے کھوں گا۔ میں جارہا ہوں سو پلیز انیہ کو اسکی محبت کے حوالے کریں۔ارمان

شیرازی مستحق ہے اس چڑیل کا، وہی بھگت سکتا ہے اسے۔ جب یہ نکاح ہو جائے گا میں آجاوں گا واپس اور تب تک نہ پانی پیوں گا نہ کھانا کھاوں گا اور گندی سی لڑکی دیکھ کر اسے ہگ بھی کر دوں گا۔ سو زیادہ بہتر یہی ہے کہ ماحول اور رسم کے مطابق آج ہی ان دو کا نکاح کر دیا جائے ورنہ پھر میں آپکو بھوکا پیاسا کسی گلی میں ڈھانچے سا پڑا ملوں گا۔ آئی ایم ڈیم سیریس۔ بائے بائے"

یہ سب عنان نے پڑھا جبکہ مہمان سارے ایک طرف تھے اور یہ لیٹر بس فیملی کے لوگوں نے سنا اور جیسے ہی انیہ کے پورے ٹبر نے رحم طلب نگاہوں سے گردنیں گما کر ارمان کو ارمان والے انداز میں دیکھا وہ کمینہ بدمعاش کہیں کا فوراً اپنے فون میں بزی ہوا، مہرین نے تو اپنا سر پیٹ لیا، اب سارے مہمانوں کو نکاح کا بتا بھی دیا گیا تھا سو فائزہ کو پاس بلوا کر یہ سب جب ڈسکس ہوا تو انکی تو باچھیں کھل اٹھیں جبکہ انیہ خونخوار نظروں سے ارمان کو دیکھتی رہی، کہیں سے بھی لیٹر کی ہینڈ رائٹنگ اسے زیشو کی

نہیں لگی کیونکہ اسے اچھے سے پتا تھا وہ نہایت گندا لکھتا تھا پر یہ رائٹنگ بہت پیاری تھی اور ارمان کی اسے اچھے سے پتا تھا ہینڈ رائٹنگ کا کیونکہ وہ اسکا بدقسمتی سے ٹیچر تھا۔

خیر کچھ دیر کی مشاورت کے بعد سب نے ارمان کو کہلوا کر اندر ملک حویلی کے مین سٹنگ ایریا بلوایا گیا،انیہ منہ پھلا کر اک کونے میں کاوچ سنبھالے بیٹھی تھی۔

ارمان کو جب نکاح کا کہا گیا تو اسکی ڈرامے بازی نے بڑوں بڑوں کو پیچھے چھوڑا۔

"واٹ؟ذیشان ہاتھ لگے میرے۔کس قسم کی حرکت ہے یہ؟"

ارمان کے جواب پر انیہ نے اسی کی نقل اتارے شکل بسوری۔

ہزار ڈرامے باز مرے ہوں گے تب یہ دنیا میں آئے ہوں گے۔اچھے "سے سمجھ رہی ہوں میں آپکی نوٹنکی۔لیکن ایک بات یاد رکھیں ساری عمر "تگنی کا ناچ نا کروایا میں نے تو میرا نام انیہ نہیں

کہیں دل میں خوشی کے لڈو تو پھوٹ رہے تھے پر ارمان پر رج کر تپی تھی، اوپر سے پورے ٹبر نے ارمان کو جیسے گھیر رکھا تھا اس پر انیہ کو الگ غصہ آرہا تھا۔

اوکے ٹھیک ہے میں آپکی عزت رکھ لیتا ہوں لیکن اس لڑکی کو سمجھا دیں" "مجھ سے بدتمیزی کرنے کی کوشش نہ کرے۔

ارمان نے فائنلی تھوڑی منتوں کے بعد فیصلہ دیا اور انیہ نے مٹھیاں بھینچ لیں، بس وہ اس آدمی کو اکیلے میں ملنے کی طلب گار تھی تاکہ اسکو اٹھا کر پھینکے پر جب اسکے جُسے کو دیکھا تو بچاری کو الٹا پیاس کا احساس ہونے لگا، گلا اس شخص کے بھرے کسرت کیے جسم کو دیکھے سوکھ کر بنجر ہوا لیکن اس نے اپنے غصے کی آگ بجھنے نہ دی۔

خیر نکاح ہوا اور انیہ نے غصے کو بھرپور قابو کیے رکھا، زالے ابھی تک پہنچی نہیں تھی تبھی ارمان نے پلین کامیاب ہوتے ہی زرامبار کباد دہندہ افراد سے کنارہ کرتے سائیڈ پر آتے اسکو کال کی جو اپنے لوگوں کے ساتھ اس گھر

تھی اور ذیشان کو کرسی پر رسیوں سے باندھنے کے بعد اسکے چلتے منہ سے

پریشان ہو رہی تھی۔

مجھے جانے دو، میرا نکاح ہونا ہے۔زور کی کس آرہی ہے جو مجھے اپنی وائفی"

"کو کرنی ہے۔نہ کی تو میرے پیٹ میں درد ہونے لگے گا

ذیشان کی بکواسیات سن سن وہ لڑکی اتنی پک گئی کہ بھول ہی گئی تھی کہ

ارمان نے اسے کام ہوتے ہی ملک حویلی پہنچنے کا بولا تھا۔

"مطلب تم صرف ایک کس کے لیے نکاح کر رہے تھے ؟"

زالے نے کیپ تو ہٹادی پر ماسک اب بھی اسکے چہرے پر تھا۔

ہاں۔۔زور کی آرہی ہے جب سے نکاح والی فیلنگ خود پر حاوی کی۔اب"

"بتاو اگر میری دلہن کوئی اور چرا لے گیا تو میرا ٹھرک کون مٹائے گا؟

ذیشان نے فوراً سے مسکین بنے پوچھا جبکہ زالے اپنے بال نوچ ڈالتی اگر

اسکا فون نہ بجتا۔

اف! کیسا آدمی ہے تُورے۔۔۔خدا کی پناہ۔اسکی بولتی بند کرو"

گارڈز،ورنہ میرے کانوں سے خون نکل آئے گا۔میں زرا کال سن لوں بیٹا

"پھر تیرا اٹھر ک مٹاتی ہوں۔۔تُورک

زالے نے لالہ کا نام دیکھتے اپنا غضب کنٹرول کیا تو زیشان فورا دانت

دیکھاتے ہنسا۔

"سچ میں مٹاو گی۔۔۔پلیز کم فاسٹ"

بنا کسی شرم غیرت کے ذیشان نے اپنا منہ جب پاوٹ کی طرح بنایا تو گارڈ

نے ایک ہی جھٹکے سے اسکے انہی پھولے لپس پر کس کر ٹیپ لپیٹی،بچارا

کرسی پر بیٹھا پھڑ پھڑا اٹھا۔

"جی لالہ۔کیسی منحوس چیز کنڈنیپ کرنے دی۔؟"

وہ جب دروازے سے نکلی تو ذیشان اس لالہ پر ٹھٹکا اور رہی سہی کسر تب

پوری ہوئی جب زالے نے باہر جاتے ہی اپنا ماسک کھینچ کر اتارا،ذیشان ملک

جو مزاحمت کر رہا تھا،اس کو دیکھتے ہی تھم گیا،شک تو اسے تھا کہ ایسی

حرکت بس ارمان کر سکتا ہے پر اپنی کورین لاڈلی ہی بھیج ڈالے گا یہ سچ میں شاکنگ تھا۔

وہ اسے ہمیشہ سے بچی سمجھتا تھا، یہاں تک کہ کہتا بھی گڑیا رہا تھا۔کب سوچا تھا دو سال کوریا میں رہ کر جب وہ لوٹے گی تو کسی آپسراہ میں بدل جائے گی، وہ اب تک ہزاروں خوبصورت لڑکیوں سے ڈیل کر چکا تھا، ایز آٹاپ میل ماڈل ہر سپر ماڈل اسکے ساتھ کام کر چکی تھی، وہ دنیا کا نور نظر ذیشان حیدر ملک آج پہلی بار کسی پر دل سمیت رکا تو وہ زالے شیرازی تھی، اسکی کڈنیپر! جسے وہ ان نظروں سے دیکھ رہا تھا جو سراسر فدا تھیں۔

"اب اسے چھوڑ دو کام ہو گیا ہے۔مزید اسکی منحوسیت برداشت کرنے کی ضرورت نہیں"

ارمان نے فورا اسے تاکیدا کہا پر زالے آگے سے خفا ہوئی۔

"ہیں! اتنی جلدی؟ اسکی دلہن اس سے تو بچ گئی پر وہ کسی اور جانور کے ہتھے تو نہیں لگ گئی ناں؟

اپنے آپ کو جانور سنے ارمان کے چہرے پر رنگ سے لہرائے، بچارے کے تاثرات شدید بوکھلائے تھے۔

"جو کہا وہ کرو"

ارمان نے چڑ کر ڈانٹا۔

سوری لالہ! اسے میں کل ہی چھوڑوں گی کیونکہ اب معاملہ بدل گیا۔اس" نے جو مجھے کہہ کہہ کر تپایا اسکے بدلے میں اسے اپنی سگنیچر سزا دیے بنا نہیں چھوڑنے والی۔لال بیگ چھوڑوں گی اسکی قمیص میں سو مجھے صبح تک "کی پرمیشن دیں، اٹس آ ہمبل ریکوسٹ

ارمان نے مسکراہٹ بمشکل روکتے محظوظ انداز میں سر کو ہلایا۔

اچھا ٹھیک ہے پر اسے انسکٹ الرجی ہے، سزا بدل لو۔بد زبان ہے لیکن" "بھولو مت میرے لیے کیا ہے وہ۔

ارمان کے لہجے سے نرمی چھلکی تو زالے فورا مسکرائی۔

"اسکی ٹنڈ کر دوں؟"

زالے کی شوخ سرگوشی پر اندر بیٹھے خوابوں خیالوں میں کھوئے جناب بھی تڑپ گئے۔

"ٹنڈ تو میں تمہارے اس کمینے، لفنگے، قبضہ مافیا اور منحوس لالہ کی کروں گا"

اپنے ہاتھ جھٹکے سے چھڑوائے منہ سے ٹیپ ہٹاتا وہ اندر سے غرایا تو زالے ڈر کر پلٹی اور فون بھی ہاتھ سے چھوٹا، ذیشان نے سکرین پر ارمان دیکھا تو فوراً زالے کو انگلی دیکھا کر پرے رہنے کا کہے فون اٹھا کر سپیکر پر ڈالا۔

"دیکھ! زالے کو کچھ مت کہنا۔ یہ سب میرے کہنے پر کیا اس نے"

ارمان نے مزید پورچ کی طرف جاتے معاملے کی سنگینی ہر زرا منت سماجت کی، زالے بچاری اپنا اعتماد واپس لائے گارڈ کو آنکھوں سے گن کا اشارہ کر رہی تھی۔

"وہاں کا سین بھونک پہلے؟ انیہ سے نکاح کر لیا۔۔۔ بول خبیث؟"

ذیشان حلق کے بل دھاڑا۔

"ہاں۔۔۔ اب ٹھنڈا ہو جا"

ارمان نے اسے قابو کرنا چاہا۔

"ٹھنڈی ہوتی ہے میری جوتی، سمجھا۔ یہ واہیات طریقہ ہی سوجھا تھا تجھے ہیں۔ نہ ہے کیا تُو ارمان شیرازی۔ تیری اکڑ اب میری بچی انیہ نکالے گی۔ ان شاءاللہ ساری عمر منہ نہ لگائے اس پر۔ مجھے آنے دے واپس تُو زرا، انیہ کے کان اتنے بھروں گا کہ سوچ تیری۔۔۔اب تیری زالے گئ بیٹا۔ بول کیا کروں تیری اس سستی کڈنیپر کے ساتھ؟"

زالے نے آخری جملے پر حلق سا تر کیا کیونکہ ذیشان اسے کھا جاتی نظروں سے گھور رہا تھا اور ادھر ارمان کو اپنا کیا اب الٹا ہوتا صاف دیکھائی دے رہا تھا۔

"د۔۔ دیکھ! اس کو ٹچ بھی مت کرنا۔ ایسی لات اٹھا کر مارتی ہے کہ تیرا اُٹھنا دس دن ایکسپریشن سے محروم ہو جائے گا، میری مان تو فون دے اسے اور چپ چاپ اسکی سزا سہہ جو تو نے اسکے کانوں میں ابلا سیسہ انڈیلا ہے اسکی پاداش۔۔۔۔ یہ شرافت سے تجھے چھوڑ دے گی"

ارمان نے بہت فکر سے سارے معاملات سے آگاہ کیا پر ذیشان تھا تو جذباتی، اس سے پہلے فون لیے ہی پھنکارتا ہوا زالے کی طرف بڑھتا، وہ بوکھلائی اور اسی گھبراہٹ میں زالے نے اپنا شوز والا پیر اٹھا کر سیدھا ذیشان کے نازک مقام پر جا مارا۔

اب ذیشان جو کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا، ایسے حملے پر چراغوں میں روشنی نہ رہی اور زالے، یہ کارنامہ کرے جلدی سے جان بچا کر باہر دوڑی۔

"کمینے! یہ تو بتا دیتا کہ لات کہاں مارتی ہے۔۔ مر گیا میں۔۔۔۔۔ آہ۔۔اب صبح تک میں ویسے بھی ملنے جوگا نہیں رہا۔ تجھے کیڑے پڑیں ارمان۔ اللہ کرے تجھے کس کرنی نہ آئے، آمین۔ تیرے منہ سے پیازوں سی بدبو چھوٹ پڑے۔ تجھے لرزا آجائے، میری آہ لگے، کنوارہ ہی تڑپتا رہ جائے۔۔۔ یا اللہ مجھ معصوم کی فریاد سن لیں"

بچارا وہیں سے پلٹا اور فون پھینکتا جا کر میٹرس پر اوندھا گر پڑا جبکہ گارڈز خود ذیشان کے تکیہ اپنے بہت نیچے دبا کر کراہنے پر ہنستے ہوئے شرافت سے کمرے سے نکلے اور ارمان اکیلا ہی ہنس پڑا۔

جبکہ زالے بھی دوڑ کر کمرہ ڈھونڈتی خود کو لاک کر گئی اور اداس سی اپنے بوٹ کو دیکھنے لگی۔

کیا یار۔اتنی غلط جگہ اتنے زور سے ہٹ نہیں کرتے زالے۔اف اسکا" درد۔۔۔میں فیل کر سکتی۔بچارا۔لیکن لال بیگ کے برابر والی سزا تھی۔۔۔ہاہا چس آگئی۔

مجھ سے پنگے لے گا تو ایسا تو ہو گا۔چل زالے اب اسکے درد کے کم ہومے "تک ویٹ کر، پھر اسکا حال پوچھوں گی تو تھما دوں گی آزادی کا پروانہ

زالے نے خود کو تھوڑی ملامت کی پر جب یاد آیا اس آدمی نے کیا کیا باتیں کیں، اپنے آپ کو تھپکتی جا کر کاوچ پر لام لیٹ ہوئی جبکہ بچارا ذیشان، ٹکور کرنے جوگا بھی نہ رہا تھا۔

فائنلی مہندی کا فنکشن زرا نارمل طریقے سے شروع تھا پر کہیں نہ کہیں سبکو ذیشو کی فکر تھی، اور اسی لیے فنکشن جلدی بھی نمٹا دیا گیا، مہمان گئے تو بس فیملی والے ہی بچ چکے تھے، سب ارمان کا شکریہ کرتے نہ تھک رہے تھے جبکہ لڑکیاں ارمان کو انیہ سے ملوانے کے پلین بنا رہی تھیں، کیونکہ خود انیہ اس آدمی کا ایک بات گریبان دبوچ کر اس سے اس سب ڈرامے کا مقصد پوچھنا چاہتی تھی۔

انیہ سے مل لیں۔ آفٹر آل آپ اسکی محبت ہیں۔ میں کسی کو نہیں بتاوں "

" گی۔

حرا نے ارمان کے ساتھ گھر کے اندر آتے انیہ کے روم کی طرف اشارہ کیا جس پر ارمان نے رسمی سا سر ہلایا تو حرا وہیں سے پلٹ گئی۔

"مشکل ہے اسکا سامنا۔ واپس جاتا ہوں۔"

ارمان نے بہت کوشش کی قدم بڑھانے کی پر نجانے کیا ہوا کہ پیر اٹھنے سے قاصر تھے۔

ملنے میں حرج نہیں، اسکے غصے کی شدت دیکھ لیتا ہوں۔ جائز ہے اسکا"

"غصہ۔ ہاں کونسا وہ مجھے کھا جائے گی

اپنا بلیذر اتار کر گھبراہٹ میں وہیں لاونج کے صوفے پر رکھے ارمان نے زرا شرٹ کا اک بٹن کھولتے گردن پر آئی نمی پر ہاتھ پھیرا، وہ نروس تو نہیں تھا لیکن حالت کچھ لڑکیوں سی تھی۔

کھا بھی سکتی ہے۔ سالم نگل بھی سکتی ہے۔ اف ارمان بیوی ہے اب وہ"

"تمہاری۔

آخر ٹوٹتی ہمت یکجا کرے وہ چل پڑا، انیہ جو آئینے کے سامنے کھڑی اپنے دوپٹے کو نوچ رہی تھی، دروازے میں رکتا ارمان شیرازی جو کچھ دیر پہلے تک اسکے سامنے سے گھبرا رہا تھا، لپک کر اس تک پہنچا اور اسکے دوپٹے میں اٹکی پن نکال کر سنگار میز پر اچھالی جس سبب وہ اپنے بالوں کو خوامخواہ کھینچ رہی تھی، اپنے عقب میں ارمان کو دیکھتے انیہ کا حلق خشک ہو کر رہ گیا مگر وہ اس پر غصہ ہے یہ یاد آتے ہی پلٹ کر پھنکاری، ارمان جسکا ہاتھ اسکے بکھرے بالوں کی طرف بڑھ رہا تھا، رک گیا۔

"کیا تماشا باہر کم پڑ گیا جو یہاں آ گئے دیکھنے۔ جائیں یہاں سے"

غصے، تکلیف اور بربریت میں لپٹی وہ ناراضگی سے بولی، آواز سنبھالنے کے جتن کے باوجود ٹوٹ گئی۔

مجھے لگا تم تھینکیو کہو گی۔ آفٹر آل تم جیسی بدتمیز جھگڑالو کو نکاح میں لینا" آسان نہیں تھا، لیکن میں بھول گیا تم تو بے مروت بھی ہو۔ اٹس

"اوکے۔ رخصتی کے بعد تمہیں تمیز اور سلیقہ سیکھا دوں گا

ارمان نے بہت مشکل سے انیہ کو دیکھنے سے خود کو روکتے رخ موڑا پر قدم

انیہ کی باری سانسوں پر رک گئے، وہ بہت پاس آکر رک گئی۔

کمرے کی خاموش فضا میں انیہ کی بھاری ناراض سانسیں گونج رہی تھیں

اور ارمان کے دل کی دھڑکن اسکے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔

رخصتی تو آخری سانس تک نہیں ہونے دوں گی یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا"

"لیں۔ بد تمیز، جھگڑالو۔۔اور بھی کچھ ہوں تو اگل دیجئے

وہ پشت کر کے کھڑے ارمان کے عقب میں رکے دبا سا چینخی۔

اوکے جیسا تم چاہو۔ مزید اگلنے کے لیے رخصتی کا آپشن تھا۔ تمہیں نہیں"

"چاہیے تو میں چپ ہی بہتر ہوں

ارمان نے پلٹ کر نہایت سکون سے کہا، انیہ کا اس وقت دماغ پھٹنے کے

دہانے پر تھا۔

کس قسم کے نفسیاتی انسان ہیں، میری زندگی کے ساتھ ایسا مزاق کرتے"

شرم آنی چاہیے تھی آپکو۔ مجھے بتائیں زیشو کہاں ہے۔ وہ لیٹر اسکا لکھا نہیں

ہو سکتا۔ کیا کیا ہے آپ نے زیشو کے ساتھ۔ مار کر پھینک دیا؟ بولیں

"ارمان؟

وہ اسکی شرٹ کا گریبان دبوچ کر اس بار چلا اٹھی، یہ تو روم کا ڈور بند تھا

ورنہ آواز سیدھی باہر جاتی۔

ابھی یا پھر کل تک آجائے گا، کچھ نہیں ہوا اسے۔ اور ایک بات، دوبارہ"

"میرا نام اپنی زبان سے مت لینا۔ انجام تمہاری سوچ سے بھی بھیانک ہو گا

ارمان نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر گریبان سے ہٹائے مگر دونوں انیہ کے

ہاتھ اپنے ہاتھوں میں محسوس ہونے کی دیر تھی کہ اسکے پورے وجود کو اس

لڑکی کے جسم کی حرارت نے تڑپا دیا اوپر سے جو کہہ بیٹھا اس پر انیہ کی

آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔

میں آپکا نام ن۔۔ نہیں لے سکتی۔ تو مجھ پر مسلط کیوں ہوئے ہیں؟ زیشو"

سے شادی کرنے پر خود کو تیار کر چکی تھی۔ نفرت بھی کر لی تھی آپ

سے۔ پھر یہ سب ؟ کونسا منحوس جذبہ ہے وہ جس کے ہاتھوں مجبور ہو کر

"آپ مجھ پر یہ ظلم ڈھاتے جارہے ہیں۔

اب بھی وہ آنکھیں بھیگی تھیں، ارمان نے فوراً سے نظریں اس پر سے ہٹا کر ہاتھ چھوڑے، اور دروازے کی طرف اس سے پہلے جاتا، انیہ نے اسکو بازو سے گھسیٹے پوری قوت لگاتے واپس پلٹایا مگر اپنا توازن برقرار نہ رکھتے میٹرس پر جا گری تو ارمان کا بازو اور دوسرے ہاتھ کی گریبان پر پکڑ جمنے پر وہ بھی اس پر آگرا، کیونکہ توازن اسکا بھی بگھڑ گیا تھا۔

انیہ کے ہونٹوں کا ارمان کی سانسوں سے بے دھیانی میں لپٹنا ان دونوں میں اپنی اپنی طرز کی کپکپاہٹ لایا، وہ مضبوط حواس کا مالک چہرہ فوراً پیچھے کر گیا کیونکہ انیہ کا اسکے وزن اور اس غیر مناسب حادثے سے سانس تھم سا گیا تھا، وہ پوری کچھ بوجھ اور کچھ ارمان کی قربت کے سبب مرنے والی لگ رہی تھی۔

اس سے پہلے وہ اسی بوکھلائی حالت میں اپنا وزن انیہ سے ہٹاتا، وہ اسکا گریبان دبوچتی خود پر واپس جھکا گئی، ارمان کے چہرے کی رنگت دونوں کے چہروں کے بے حد قریب رکنے پر بدلی، ہاتھ جو اسکے دائیں بائیں ٹک کر فاصلہ بنانے میں لگے تھے، جم سے گئے۔

پہلی اور آخری بار پوچھوں گی آپ سے یہ سوال، پھر کبھی نہیں ملوں گی"

"آپکو ارمان۔ڈو یو لو وی؟

بہت مان تھا اس لڑکی کی بھیگی آنکھوں میں، وہ ہانپتی سانسیں ارمان کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔

وہ حواس سے کھو چکا تھا، انیہ کا ڈریس بری طرح چبھ رہا تھا، وہ لڑکی جان کو آ رہی تھی، ارمان نے اسکا ہاتھ جھٹکا اور فوراً اسے اس پر سے ہٹے اٹھ کر بیٹھا، پر وہ اب بھی ویسے ہی لیٹی تھی، اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا جیسے دباو کے سبب درد اٹھا ہو۔

"دوبارہ ایسی حرکتیں کرنے سے پرہیز کرنا جو ہمیں بے وقت اتنا قریب لے آئیں، مجھے نہ کچھ کہنا ہے نہ بتانا ہے۔ رخصتی ہو جائے تب ہو گی اس پر بات۔"

وہ اٹھا اور انیہ کو دیکھنا بھی ضروری نہ سمجھا، انیہ کو پتا تھا وہ سرد مزاج ہے پر اتنا ٹھنڈا ہو گا یہ جان کر تو وہ صدمے میں چلی گئی تھی۔

مطلب اتنا بڑا موقع تھا ارمان کے پاس، ایک بے خود بہکا لمس انکے بیچ کی ساری کرواہٹ نگل سکتا تھا پر وہ آدمی ایسے بھاگا جیسے وہ پیار نہیں، کوئی وائرس ہو۔

"رخصتی نہیں ہو گی۔ اپنا منہ تیزاب سے دھو لیجئے گا، میرے منہ لگنے کو مچل کر آپکو پریشان نہ کرنے لگ جائے کہیں۔ گڈ بائے"

اٹھ کر اپنا ڈریس سنبھالتی وہ اٹیچ واش روم جا بند ہوئی جبکہ اس لڑکی کے مشورے پر ارمان نے لب بھینچے۔

"یہ لڑکی!"

ارمان، بچاری انیہ کے ارمان خاک کرے وہاں سے نکل گیا اور انیہ اندر باتھ بیسن کے پاس کھڑی خوامخواہ اپنے ہونٹوں کو رگڑتی انکا ناس مار چکی تھی حالانکہ وہ اک حادثاتی سا بے ضرر اور اک پل کا لمحہ تھا، غصے اور اہانت سے انیہ کا پورا چہرہ سرخ ہو رہا تھا لیکن ستم کہ وہ اس آدمی کے لیے آنسوؤں کو بھی آنکھوں میں آنے کی اجازت نہ دے رہی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"آپ نے مجھ سے کیا کروا دیا بچے"

وہ سب بھی واپس شیرازی ہاؤس آئے تو ارمان جو کچن میں اپنے لیے کافی بنانے آیا، شازمہ بوا کی دہائی پر چونکا، جو گھبرائی پریشان سی سامنے کھڑی تھیں۔

"کیا کروایا؟"

ارمان نے آئبرو اچکائے۔

"وہ خط۔۔"

وہ ڈرتے ہوئے منمنائیں۔

بھول جائیں پلیز۔ آپ اور دادی جان شادی چاہتی تھیں ناں میری، ہو

"گئی۔ ناو انجوائے۔ اور دوبارہ یہ بات نہیں ہونی چاہیے۔ جا کر سو جائیں

وہ کٹھور پن سے بولا جبکہ شازمہ نے پوری کہانی فائزہ کو بتادی تھی تبھی جب فائزہ نے اسکے عقب میں آتے شازمہ کو چلتا ہونے کا اشارہ کیے خود آگے بڑھ کر ارمان کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ جلدی سے پرے ہٹ کر پلٹا۔

"دادی جان! کیوں جاگ رہی ہیں۔"

ارمان نے تشویش سے پوچھا۔

انیہ سے پیار کرتا ہے؟ مجھے کیوں نہیں بتایا۔اور ذیشو کو کہاں پھنکوایا" ہے۔مجھے شازمہ نے خط کا بتادیا کہ وہ تُو نے دیا تھا رکھنے کو"

ارمان کے ماتھے پر پھر سے شکنیں نمودار ہوئیں۔

"ایک تو میں آپکی اس چمچی سے بہت تنگ ہوں"

ارمان کے بدلحاضی دیکھانے پر فائزہ سرد مہری سے گھوریں۔

ارمان! تمیز سے پتر۔مجھے بتاورنہ سر پھٹ جائے گا درد سے۔کیا ذیشو" معاف کرے گا تجھے اس پر۔؟اور کہاں ہے زالے؟گھر کیوں نہیں آئی"

فائزہ کی فکریں،درد بنتی محسوس کیے ارمان دو قدم مزید انکے پاس رکا۔

"ابھی آجائے گی زالے میرے کام سے کہیں بزی ہے۔۔۔ڈونٹ وری وہ اب بچی نہیں رہی کہ اسکے گھر نہ آنے پر آپ اپ سیٹ ہو رہی ہیں، جبکہ شادی کو لے کر ذیشان بھی یہی چاہتا تھا بس گھر والے زبردستی دونوں کی شادی کروانے پر تُلے تھے۔میں نے دونوں کو بچایا اک زبردستی کے رشتے سے۔"

ارمان نے پوری تفصیل کے بیچ اک لمحہ بھی آنکھیں مستقل نہ ملائیں۔

"پتر میں تیری دادی ہوں۔میرے آگے تو چوزا ہے ابھی۔اگر بعد میں کوئی اور بات نکلی اس کھچڑی کے پیچھے، پھر دیکھنا فائزہ شیرازی کا غضب۔اب یہ کالی کافی کیوں پینی ہے تجھے، جا کر سو جاناں"

دادی جان کسی جگے پہلوان سے کم نہ تھیں ،ارمان نے مگ واپس رکھتے کافی جار بھی شیلف میں اٹکا دیا اور پلٹ کر یوں دیکھنے لگا جیسے کہہ رہا ہو اب خوش۔

"شادی ہو گئی ناں۔اب تھوڑی پپیاں اور جپھیاں سیکھ تاکہ مجھے بھی مرنے سے پہلے پَر پوتے یا پوتی کا منہ دیکھنے کی کوئی امید حاصل ہو۔ادھر آ۔۔۔"

فائزہ نے فوراً سے شرارت بھرا مسکراتے جب بازو کھولیں تو ارمان آنکھیں چراتا بھاگا۔

"مجھے بہت نیند آرہی ہے ،یہ سب آپ زالے کو دیں تو زیادہ بہتر ہے"

ارمان کے فرار پر فائزہ پھیکا سا مسکرائیں کیونکہ زالے کا نام ہی انھیں اداس کر گیا۔

ارمان کمرے میں واپس تو آگیا پر کہیں بھی سکون ملنا مشکل ہو گیا تھا، رہ رہ کر انیہ سے ہوئی ملاقات دماغ خراب کرنے میں پیش پیش تھی۔

وہ اک لمحہ تو جان لیوا تھا ہی، انیہ کی آنکھیں نظروں سے ہٹ ہی نہ رہی تھیں، اسکی گردن سے لگے بال جنھیں ہٹانے کی حسرت ادھوری تھی اب ارمان کی انگلیوں کی پوروں میں درد جگا رہی تھی، پھر اسکی خوشبو، اسکی مخملی تیز تیز لی بھیگی سانسوں کا ارتعاش اس آدمی کو اپنی سانسوں کے ساتھ الجھا محسوس ہو رہا تھا۔

تھک ہار کر ارمان میٹرس پر جا بیٹھا، چہرہ اضطراب سے لبریز تھا۔

سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اٹھا کر انیہ کی چیٹ کھولی پر وہ شام سے آف لائن تھی۔

کیونکہ اسکا فون ٹوٹ چکا تھا، بھائی نے اپنا ایکسٹرا فون دیا تھا پر وہ اب تک فون سرہانے آف کر کے رکھے کروٹ بدل کر آنسو بہا رہی تھی۔

سارا رولے انیہ۔ کیونکہ آج کے بعد تو اس آدمی کو سوچے گی بھی "
" نہیں، رونا تو بہت دور کی بات ہے۔ زیشو۔۔۔۔ پتا نہیں کہاں ہو گا

انیہ نے جلدی سے اٹھتے فون کو اٹھا کر آن کیا، ذیشان کچھ دیر پہلے ہی گھر کے ٹیرس پر آیا تھا، گارڈز نے اسے فون بھی دے دیا تھا اور جانے کی پرمیشن بھی پر وہ زالے سے حساب لیے بنا یہاں سے جانے پر آمادہ نہ تھا۔

انیہ کی کال پر ذیشان نے فوراً سے قمیص کی جیب سے فون نکالا تو انیہ کا نام دیکھے مزید اداس ہو گیا۔

وہاں دوسری طرف ارمان نے انیہ کو کال ملائی تو اسکا نمبر بزی دیکھ کر مانو پورے وجود کو آگ لگی، ساتھ ہی ارمان نے ناجانے کیا سوچ کر جب ذیشان کا نمبر ملایا تو وہ بھی بزی تھا، بس یہیں تھی اسکے غصے کی حد، فوراً سے اٹھا اور کہیں جانے کو گاڑی کی چابی لیتا باہر نکل گیا۔

"تم نے مجھے جلاد کے حوالے کر دیا ذیشو۔ میں تو مر جاوں گی"

وہ رو پڑی تھی اور ذیشان ابھی خود سخت اداس تھا۔

مرنے نہیں دیتا وہ بس سنگدل ہے، دیکھ انیہ میری بات سن۔اسے اسکے"
کیے کی دگنی سزا دینی ہے تجھے۔ہرٹ نہیں ہونا۔وہ کوشش جو میں کئی
سالوں سے اسے ٹھیک کرنے کو کر رہا ہوں اب تجھے کرنی ہے پر اس طرح
"کہ تیرا وقار مجروع نہ ہو۔سمجھ رہی ہے ناں میری بلورانی

وہ ذیشو کے لاڈ پر اور روہانسی ہوئی۔

"تمہیں کچھ کہا تو نہیں انہوں نے؟ تم ٹھیک ہو؟"

انیہ کی آواز اب بھی بھیگی تھی۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔چلو سو جاو تم۔دفع کرو اسے ابھی۔ویسے بھی کافی"
"سٹریس فل دن تھا۔میں بھی دیکھتا ہوں،موڈ بنتا ہے تو آتا ہوں

انیہ نے فرمابرداری سے آنسو رگڑے اور کال آف کی، ذیشان نے ٹیرس پر کھڑے تاحد نگاہ پھیلے اندھیرے پر اک سرسری نگاہ ڈالی۔

زالے پانی پینے اٹھی اور کمرے سے نکلی تو مطلوبہ کمرے میں چاروں گارڈز سوئے پڑے خراٹے بھر رہے تھے پر ذیشان کہیں نہ تھا تبھی اسے یہی لگا شاید وہ چلا گیا۔

"میں کیوں رہوں پھر یہاں۔ جاتی ہوں۔۔۔"

زالے نے بھی گھر سے باہر نکلتے جب گاڑی کا ڈور کھولا تو نظر ٹیرس پر کھڑے ذیشان ملک پر گئی، چہرے کے تاثرات یکدم بدلے۔

"اتنی زور کی پڑی تب بھی کتنا پر سکون ہے، ہنہ۔ خود چلا جائے گا، میں نکلتی ہوں"

زالے نے گارڈز کو ایک میسج ارسال کیا اور گاڑی میں بیٹھتے ہی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، گاڑی کی ہیڈ لائیٹس آن ہونے پر ذیشان کی توجہ نیچے گئی۔

"اوئے بگھوڑی! ڈر کر بھاگ رہی ہو؟ کہ کہیں میں تم سے بدلہ نہ لے لوں۔ ڈرپوک بزدل سستی کڈنیپر"

زالے نے گاڑی جو سٹارٹ کی فورا بند کی اور کار ڈور کھول کر نکلتی پٹخ کر بند کر گئی اور گردن اٹھا کر ذیشان کو گھوری۔

"اپنی زبان کو لگام لگائیں آپ"

زالے نے تنبیہہ کی تو وہ پلٹ گیا، زالے نے اترے چہرے سے یہ اہانت سہی اور اس سے پہلے واپس گاڑی میں سوار ہوتی، اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ پر دوبارہ پلٹی جہاں وہ نیچے آچکا تھا۔

"اور تم اپنی حرکتوں کو لگاو، لالہ سے پیار کا مطلب یہ ہے کہ اسکی ہر بات مانتی چلی جاو۔ اس آدمی کی ڈبل گیم تم نہیں سمجھ رہی چینی کا کی"

چینی کا کی پر وہ بھڑک کر ذیشان کی طرف آئی۔

"کیا مطلب ڈبل گیم؟"

وہ سچ میں سمجھ نہ پائی۔

"جس سے میری شادی ہو رہی تھی، اس سے تمہارے لالہ جناب نے نکاح کیا ساتھ ساتھ تمہیں مجھ سے ایسی سچویشن میں ملوایا۔ مجھے اٹھوانے کے لیے وہ اپنے دو پہلوان گارڈ بھی بھیج دیتا تو وہ مجھے قابو کر لیتے لیکن نہیں اس نے تمہیں کوریا سے بلوایا۔ مانا بیس سال کی ہو پر تھوڑی عقل تو ہو گی تم میں۔"

ذیشان کے سپاٹ لہجے اور باتوں پر زالے کے چہرے کی رنگت سی بدلی، آنکھیں دھندلائیں۔

"مجھے تم جیسے بے شرم اور اریٹیٹنگ آدمی سے ایسے ملوانے کے پیچھے کیا مقصد ہے ان کا؟"

غصہ زالے کو اس وقت پوری دنیا پر تھا۔

"اب یہ زیادہ ہو رہا ہے گڑیا"

ذیشان نے قہرناک نظروں سے دیکھتے وارننگ دی۔

"خبردار مجھے گڑیا کہا"

وہ غرائی۔

ہمم۔۔اسکا مقصد تمہیں مجھ سے جوڑنا ہے اور ہمیشہ کے لیے خود کے "
"پاس روکنا ہے۔ عقل کیا گٹوں میں ہے تمہاری؟

اس بار ذیشان کا غصہ سوانیزے پر گیا، حالانکہ وہ بہت کم غصہ کرتا تھا۔

"تم سے جڑتی ہے میری چپل، اگر ایسا ہے تو کل ہی واپس چلی جاوں گی۔۔۔۔ ویٹ ! یہ بھی تو ہو سکتا ہے تم مجھے لالہ کے خلاف بھڑکا کر اپنی انسلٹ کا بدلا لینا چاہ رہے ہو؟"

زالے کی عقل مندی کو ذیشان ملک اکیس توپوں کی سلامی دینا چاہتا تھا، سیریل کڈنیپر تو بن گئی تھی پر اب بھی ویسی ہی بیوقوف تھی۔

"میں اس کمینے سے بدلا لینے کے لیے کسی کمزور سیڑھی کا سہارہ لوں گا کیا؟ ابھی ذیشان ملک پر اتنے برے دن بھی نہیں آئے۔ مجھ میں سب کے سامنے اسکا گریبان پکڑنے اور منہ سیکنے کی پوری جرت ہے۔ سمجھی تم"

ذیشان نے تڑختے ہوئے سچویشن واضح کی۔

"میں چلی جاوں گی واپس"

وہ آنکھیں جھکا کر دبا سا بولی کہ آواز سرگوشی میں ڈھلی،اور ذیشان کو یہ خیال چبھا۔

گاڑی کے ہارن پر دونوں ہی متوجہ ہوئے، چوکیدار نے دروازہ کھولا تو ارمان کی گاڑی پاس رکتی دیکھے جہاں زیشان نے آستینیں چڑھائیں وہیں زالے بھی شاکی نظروں سے گاڑی کھول کر باہر نکل کر انکی طرف آتے لالہ کو دیکھنے لگی۔

"فون دے ادھر"

ارمان نے قریب آتے ہی وحشیوں کی طرح ذیشان کی قمیص کی جیب سے فون جھپٹا،ذیشان خود حیرت زدہ تھا،ارمان نے کال لوگ دیکھتے ہی سلگ کر ذیشان کو دیکھا۔

"کیوں کی کال تونے انیہ کو۔؟"

ارمان کے سوال پر ذیشان نے ایک ہی جھٹکے سے فون واپس لیا۔

اب تو جلے گا مجھ سے منحوس۔رو رہی تھی وہ۔پتا نہیں کیا سلوک کر کے "
"آیا ہے

ذیشان نے تپ کر جواب دیا تو ارمان نے اسکا گریبان دبوچا۔

"وہ روئے، تڑپے تیری ہمت کیسے ہوئی اسے تسلیاں دینے کی۔"

ارمان کی ٹون پر زالے نے اپنے قدم وہاں سے موڑے کیونکہ وہ سخت دکھی تھی۔

میری بچی جیسی ہے وہ، ٹھنڈا ہو جا۔فی الحال وہ معاملہ سنبھال بیٹا جو تیری "زیادہ جان پر بنے گا

ذیشان نے اشارتاً پیچھے دھیان دلوایا جہاں وہ گاڑی کی طرف جا رہی تھی۔

"!زالے"

ارمان پلٹ کر پکارا تو وہ بھی رکی۔

"کیا آپ مجھے ذیشان ملک سے باندھ کر ہمیشہ کے لیے یہاں روک کر آلین جاہ سے چھیننا چاہتے تھے؟ اگر جھوٹ بولا تو میں کل کی جاتی ابھی واپس کوریا چلی جاوں گی"

وہ بھیگی آنکھوں سے سوال کر رہی تھی، ارمان نے گھبرا کر جب زیشان کو دیکھا تو وہ اسے دبا دبا انتقامی دیکھ کر مسکرایا جیسے کہہ رہا ہو اسے کہتے ہیں میرے بھائی لیول کا انتقام۔

ارمان کا دل چاہا ذیشان کی یہیں قبر کھود دے۔

"اور اگر سچ بولا تو؟"

ارمان نے اسے واپس دیکھتے اک آزردہ سوال کیا تو وہ پھر سے ارمان کے پاس آر کی۔

"تو میں آپکی تھوڑی کوشش ضرور کامیاب کرتی اگر آپ نے کوئی انسان چنا ہوتا میرے لیے، اس ڈنگر کو آپ تھوڑا تھوڑا اسکی گرل فرینڈز اور فینز میں بانٹ دیں۔ لیکن کہہ دیں مجھ سے سوفٹ دور رہے۔ جا رہی ہوں گھر۔۔"

دونوں کو پتھرایا بت بنائے وہ خود ہی گاڑی بھگا لے گئی جبکہ ارمان کا قہقہہ بس نکلنے کے دہانے پر تھا جب ذیشان نے اسکی گردن دبوچ کر اسی کی گاڑی کے بونٹ سے ارمان کو لگایا۔

"دانت نکل رہے ہیں تیرے خبیث!"

ارمان مسکراتا ہوا وحشی بنے ذیشان کو دیکھے اور تپا گیا۔

"میں تو تجھے اپنا سالا بنانے کے پورے ارادے رکھتا تھا پر دیکھ تیری اجڑی قسمت ذیشو"

ارمان کا مزاق اڑانا اس وقت ذیشان کے تلووں لگا سر پر بجھا، مزید اس منحوس کی گردن دبوچی تو ارمان کا سچ میں دم گھٹا۔

"بیٹا یہ اجڑی قسمت اب تو ہی آباد کرے گا"

ذیشان ملک کی آنکھوں میں جنونیت تھی، ارمان ٹھٹکا۔

"مطلب؟"

ارمان نے فوراپوچھاتوذیشان نے اسے واپس اوپر اٹھایاپر گریبان ابھی بھی پکڑرکھاتھا۔

مطلب یہ کہ دل آگیاہے تیری کوریاپلٹ لاڈلی پر،اینڈآئی وانٹ ہر فار"
"لائیف ٹائم۔اگرتونے یہ نہ کیاتو۔۔۔۔

ذیشان کی دھمکی سے پہلے ہی ارمان نے اپناگریبان چھڑوایا۔

"ایک شرط ہے میری۔اسے کوریاواپس نہ جانے دینا۔"

ارمان کی سنگدلی پر ذیشان نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"لیکن اگر کوریا واپس جانا اسکی خوشی ہوئی، آلین جاہ کی جدائی سہہ نہ پائی وہ پھر؟"

ذیشان کے سوال سے زالے کی فکر کا ٹپکنا ارمان کی آنکھوں میں نرمی لایا۔

"یہی تو شرط ہے۔تجھے وعدہ کرنا ہو گا کہ تو اسے واپسی کا راستہ بھلا دے گا۔بس تبھی میں اسے تیرے حوالے کروں گا۔اگر تو نے یہ وعدہ توڑا، ہماری بچپن کی یہ دوستی ختم"

ذیشان نے اس دوستی ختم ہونے کے حوالے پر آزردگی سے اس سوداگر کو دیکھا۔

"تیرے لیے رشتے ختم کرنا اور دو گھڑ کی اپنی مسجد آباد کرنا بہت آسان ہو گا ارمان پر میرے لیے نہیں ہے۔ تُو زالے کے پر کاٹنا چاہتا ہے ؟ اس پر اسکے ماموں کا بھی تیرے جتنا حق ہے"

ذیشان نے اسے سمجھانا چاہا پر اس معاملے میں وہ بہت ضدی تھا۔

"کسی کا حق نہیں ہے زالے پر، اسے میں نے پالا تھا"

ارمان کی آنکھوں میں غصے کا پہاڑ تھا پر اس پہاڑ کے پیچھے اک درد کا جہاں بھی تھا جو صرف ذیشان کو نظر آتا تھا۔

"لیکن تو حق ایسے جما رہا ہے جیسے پیدا کیا ہو اسے"

ذیشان کے طنز پر وہ جبڑے بھینچ گیا۔

"دفع ہوا گر منظور نہیں ہے میری شرط"

ارمان نے پرے جھٹکا۔

"بڑی منحوس چیز ہے تُو ارمان شیرازی۔ میری کمزوری جان کر وار کیا تُو نے مجھ پر اپنا کانڈا کہیں کے کیونکہ تجھے اچھے سے پتا تھا میرا دل کورا کاغذ ہے اور مجھے کیسی لڑکیاں امپریس کر سکتی ہیں اور صرف تُو جانتا تھا زالے دو سال میں بلکل ویسی ہی ہو چکی ہے۔ ٹھیک ہے مجھے شرط منظور ہے۔ اب اسے کب کرے گا میرا؟"

ذیشان کی بے قراری پر ارمان نے اسکی طرف واپس زرا غصے سے آزاد نگاہیں مرکوز کیں۔

"اسکے ہاں کرتے ہی کیونکہ ابھی تو وہ تجھ پر لعنت بھیجنا بھی پسند نہیں کرے گی، اپنا وعدہ مت بھولنا ذیشو، ورنہ میں ساری تمیز اور حدیں بھول جاوں گا۔ چل حویلی ڈراپ کر دوں تجھے"

ارمان اس سے پہلے پلٹتا، ذیشان نے اسے بازو سے دبوچتے روکا۔

"اتنا پیار کرتا ہے تو زالے سے، کل کو اگر اس پر میرا حق بھی تجھ سے برداشت نہ ہوا؟"

یہ سوال کرنے میں ذیشان بھیانک حد تک درست تھا،ارمان نے جبڑے بھینچتے نظریں چرائیں۔

"تو شاید میں تجھ سے بھی اسکی جان چھڑوا دوں۔"

ارمان کے جواب سے زیشان ملک دکھی ہوا۔

"یہ پیار ابنارمل نہیں۔۔؟وہ بھی سوتیلی بہن سے"

وہ دکھی ہو کر بولا تو ارمان اذیت سے مسکرایا۔

"کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں جن میں سوتیلا سگا کبھی بیچ میں آتا ہی نہیں،وہ بہن نہیں ہے۔بیٹی سے بڑھ کر ہے میرے لیے۔اٹھارہ سال تک میں نے

اسے سنبھالا تھا، پالا تھا۔اسے اتنی سی عمر میں اتنا میچور میں نے بنایا، اسے دنیا سے لڑنا سیکھایا، اسے نفرت اور غصے کے باوقار جواب دینے سیکھائے، اسے خود سے پیار کرنا سیکھایا، اسے مضبوط رہنا سیکھایا۔اور وہ اتنی آسانی سے مجھے چھوڑ کر اس آلین کے پاس چلی گئی؟ میں دو سال سے یہ سہہ رہا تھا لیکن اب برداشت ختم ہو گئی ذیشان۔۔۔اور جب میری برداشت ختم ہو جائے تو سبکو ڈرنا چاہیے"

ارمان کے اک اک حرف میں درد تھا، ذیشان کا سارا غصہ مانوریت کی جھاگ بنا۔

"انیہ کے بارے کیا کہے گا؟ تُو نے خود کہا تھا مجھ سے کہ تو اس سے بے انتہا پیار کرتا ہے۔یہ پیار تھا تیرا کیا کہ وہ اتنے خوشی کے دن بچوں کی طرح رو رہی تھی ارمان، یہ دن جسکی حسرت اس نے ہوش سنبھالتے ہی شروع کر

دی تھی؟ کیوں بدزن کر رہا ہے تُو اسے۔ انیہ کی ضد بہت بری ہے، میں نے دیکھی ہوئی ہے۔ تبھی پناہ مانگ رہا ہوں اس لمحے سے جب تجھے دیکھنی پڑے گی"

ارمان نے منہ پھیر لیا، ذیشان کی باتیں اسکے سینے کو کاٹ گئیں۔

"دو میں زالے کو آج تک نہیں کہہ سکا وہ میرے لیے میری بیٹی جیسی ہے، سال پہلے جب اس نے مجھ سے پوچھا کہ لالہ میں چلی جاوں، مجھ سے دو لفظ نہ کہے جا سکے کہ مت جاو، یہی مسئلہ انیہ کے ساتھ ہے، میں اسے کبھی نہیں کہہ پاوں گا۔ میں تجھے سب کہہ سکتا ہوں۔ میں تیری جان بھی لے سکتا ہوں، میں تیرے لیے جان داو پر بھی لگا سکتا ہوں کیونکہ میں پوری دنیا میں بس تیرے سامنے بے بس نہیں ذیشو۔ چلتے ہیں"

ارمان نے کہہ کر اپنے قدموں کا رخ گاڑی کی طرف کیا تو ذیشان سرد سانس ہی بھر کر رہ گیا اور پھر چار و ناچار اپنے قدم پیچھے ہی بڑھا دیے۔

حویلی تک پہنچنے تک دونوں کے بیچ بات نہ ہوئی۔

"انیہ کو آئس کریم کھلانے لے جاوں؟"

زیشو نے گردن گما کر ارمان کو دیکھا۔

"میرے ساتھ بھیج سکتا آئس کریم کھانے؟"

ارمان کے سوال پر وہ دھیما سا مسکرایا۔

"کوشش کر سکتا ہوں۔ لیکن ایک شرط ہے۔"

ذیشان نے خرافاتی نگاہوں میں یار کو لیا تو ارمان سمجھ گیا یہ مطلبی کوئی بکواس ہی کرنے لگا ہے۔

"بھونک"

ارمان نے عاجز آتے کہا۔

"زالے کو جلدی منائے گا"

ارمان ایسے ہی کسی مطالبے کی امید میں تھا۔

"ہمم۔۔اوکے۔ بھیج انیہ کو۔بلکہ لا کر یہاں بٹھا کر جا اپنی جگہ"

ارمان کی تڑپ پر زیشو نے اسکی طرف لپکتے زور سے ماتھا چوما جس پر ارمان نے بے اختیار زور کی چپیڑ ذیشان کے منہ پر سیکی، بہن گردن سیک چکی تھی اور بھائی نے سیدھا منہ۔

"خبردار یہ حرکت دوبارہ کی تُو نے۔"

ارمان نے انگلی دیکھائی۔

"یہ برادرانہ پیار تھا پر تجھے کیا لگے پیار کی پ تک سے بھی۔ ہنہ۔کمینے یہ تو دیکھ لیتا تازہ تازہ شیو کی ہے۔نشان آیا تو میں ایسا ہی تیرے پچھواڑے پر بناوں گا۔"

جاتے جاتے جیسے وہ لڑاکو جنانیوں کی طرح گیا، ارمان کی وہ مسکراہٹ منظروں کو پاگل کرنے سامنے لے آیا جو بس عرصہ دارز بعد ہی اسکے ہونٹوں پر چمکتی تھی۔

سب دس بجے ہی سو چکے تھے تبھی ذیشو سیدھا انیہ کے کمرے میں آیا، دستک دی تو وہ فوراً اسے کروٹ بدل کر ذیشان کو دیکھتی اٹھ کر اسکے پاس آرکی۔

"ذیشو۔۔"

اسے دیکھتے ہی وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔

"بس بس! رو نہیں۔ تجھے پتا ہے میرا دل تجھے روتا نہیں دیکھ سکتا۔ آئس کریم کھائے گا میرا روندو بچہ وہ بھی اس کڑوے کریلے کے ساتھ؟"

انیہ نے فوراً اسے دم سا دھا۔

"میں شکل بھی نہیں دیکھنی ان کی۔"

انیہ نے غصے سے کہا۔

"شکل مت دیکھ اس نمونے کی پر جیب ڈھیلی کرواناں۔ تیرا حق ہے انیہ۔ خوب سارا لوٹ اسے۔ میرے لیے بھی آتے ہوئے میرا فیورٹ پیزا لانا بہت بھوک لگ رہی ہے پر اسکے پیسوں سے۔ میں تب تک نہا کر فریش

ہوتا ہوں۔ چل جاناں۔۔۔ کلاس لی ہے اسکی میں نے۔ یہ مت بھول وہ پاگلوں کی طرح چاہتا ہے تجھے"

بس یہ آخری جملہ اس لڑکی کا دل موم کر گیا ورنہ وہ فیصلہ کر چکی تھی۔

اگر مجھ سے کوئی الٹی بات کی انہوں نے تو اپنے اور انکے پیار کو آگ لگا "آوں گی سن لو انکے پیچھے کہیں کے۔

انیہ نے وارننگ دیتے ذیشان کو باور کروایا اور کبرڈ سے اپنی چادر نکال کر ارد گرد اوڑھے فون اٹھاتی کمرے سے نکل گئی جبکہ ذیشان بھی مسکراتا ہوا پیچھے ہی باہر نکلا۔

انیہ گیڈ سے نکلی تو کارڈور اوپن دیکھتے ہی بنا ارمان پر نظر ڈالے اسکے ساتھ آکر بیٹھی، ارمان نے نظر اس پر ڈالی جو فون پر نوٹس کھولے لسٹ بنا رہی تھی، ارمان نے اسکی حرکات و سکنات دیکھتے اس سے پہلے اسے پکارنا چاہا، ارمان کے فون پر میسج موصول ہوا۔

"آئس کریم کے ساتھ یہ سب چیزیں چاہیں مجھے، اور واپسی پر پیزا بھی۔ وہ بھی ایکسٹرا لارج سائز"

ارمان ہلکا سا لسٹ دیکھتا مسکرایا، دنیا جہاں کی چاکلیٹس، چپس کے نام تھے لسٹ میں۔

"ٹھیک ہے"

ارمان نے فون ڈیش بورڈ پر رکھے گاڑی اسٹارٹ کی تو انیہ نے اپنے طرف کی ونڈو زراڈاون کر دی کیونکہ اس آدمی کی موجودگی انیہ کو گرمی کا احساس دلا رہی تھی، وہ اس سے بات تو نہیں کر سکا پر وہ انیہ کو وہ سب دلا چکا تھا جو اس نے کہا، وہ خود بھی اس سے مخاطب ہونے کے بجائے اپنی چیزیں خریدنے میں مگن رہی، پیزا بھی پیک کروائے وہ فائنلی واپس حویلی کی طرف گامزن تھے، ارمان نے اسے دیکھا تھا، اتنا جس قدر وہ دیکھ سکتا تھا۔

وہ لوگ ایک گھنٹے تک واپس آچکے تھے، انیہ اب گاڑی سے نکل کر پیچھے رکھی چیزیں اٹھا کر بنا گردن موڑے گھر میں گھسنے کا پلین ترتیب دے رہی تھی پر وہ دونوں گاڑی رکنے کے دو منٹ گزرنے کے بعد بھی خاموش تھے اور کم از کم انیہ یہ خاموشی برداشت کرنے کی اہل نہیں تھی۔

"یہ تمہارے لیے"

انیہ نے حیرت سے گردن گمائی جہاں ارمان کے ہاتھ میں ایک بہت پیاری پنک لپ سٹک تھی ،اس لپ سٹک کے نیچے چھوٹا سا اسی لپ سٹک شیپ کا پنک پرفیوم اٹیچ تھا جسکی خوشبو کچھ کچھ انیہ جیسی تھی جبکہ اس لپ سٹک کے بیس کو جس پرفیوم سے بنایا گیا تھا وہ ارمان کا فیورٹ پرفیوم تھا اور یہ لپ سٹک آرڈر پر بنوائی گئی تھی ،اسکے کیپ پر سیک چھوٹا سا ڈائمنڈ نسب تھا۔

وہ نا چاہتے ہوئے بھی اتنے پیارے سے تحفے پر مسکرائی لیکن پھر مسکراہٹ کو ہونٹوں سے ہٹا بھی دیا۔

" تھینکیو "

انیہ نے اسکے ہاتھ سے جیسے ہی وہ میسٹری ٹائپ چیز لینی چاہی، ارمان نے اپنی ہتھیلی میں آتا اسکا ہاتھ اس گفٹ سمیت پکڑ لیا، انیہ کانپ سی گئی۔

ارمان نے اسکی طرف نظریں پھیریں، جب من پسند مرد کا ہاتھ اپنی من پسند عورت کو چھوتا ہے تو وہ ساری اکڑ، انا، غرور اور ضد خاک میں ڈال کر مرد کی خواہشات کا حاصل بن جاتی ہے، جیسے اس وقت انیہ جسے یاد ہی نہیں رہا وہ کتنا سنگدل ہے۔

ارمان نے اسکا ہاتھ آزاد کیا تو وہ فوراً سے اس لپ سٹک+پرفیوم کو اچکتی خود بھی نظریں پھیر گئی۔

انیہ نے اسے کھول کر دیکھا تو ارمان سے آتی خوشبو بہت پاس سے محسوس ہونے پر وہ اسے سونگنے پر مجبور ہوئی اور اس طلسم کو ارمان نے خود توڑا۔

"گڈ نائیٹ"

ارمان نے گاڑی ان لاک کی اور خود بھی باہر نکلا تو انیہ بھی گاڑی میں پچھلی اس ظالم کے جسم اور کلون کی مہک میں گہرا سانس بھرے باہر نکلی جہاں وہ تمام شاپنگ بیگز جو اسکے مطابق انیہ کے لیے اٹھائے جا سکتے تھے نکال کر اسکے حوالے کیے۔

انیہ نے پھر سے ارمان کے ہاتھ سے ہاتھ مس ہونے پر گھبراہٹ کا مظاہرہ کیا پر جلد سنبھل کر حویلی کے گیڈ کی طرف بڑھی پر جاتے جاتے پلٹی جہاں وہ اب بھی وہیں کھڑا تھا۔

دونوں کی آنکھوں میں غائبانہ لڑے جھگڑے، خاموش شکوے شکائیت کیے بھی بہت سی ناراضگی تھی۔

"اس سب کے بعد بھی آئی ہیٹ یو"

آنکھیں پھر بھرتے ہی وہ جلدی سے اندر چلی گئی تو ارمان نے گردن پر ہاتھ پھیرتے خود بھی واپس راہ لی اور گاڑی میں بیٹھا ہی کہ نظرانیہ کے بریسلٹ پر گئی جو کھل کر اسکی بازو سے اتر کر وہیں سیٹ پر رہ گیا تھا۔

ارمان نے اسے فوراً سے مٹھی میں لیا اور ساتھ ہی گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"آئی مس یو سو مچ ماموں"

وہ بیڈ پر آ کر سونے لیٹی ہی کہ آلین کی کال پر فوری ریسیو کرتے ہی اٹھ بیٹھتے روئی سی آواز میں منمنائی جس پر اپنے آفس میں کام کرتا آلین بھی متفکر ہوا۔

"آئی مس یو ٹو۔ میرا بچہ ٹھیک ہے؟"

آلین کی نرم سی یقین دہانی پر وہ اپنی آنکھ سے بہتے آنسو جلدی سے پونجھ گئی، اگر ماموں کو بتاتی وہ کیوں اداس ہے تو آلین فوراً اسے واپس لینے آ جاتا۔

جی ماموں۔ ٹھیک ہوں بس دو سال سے کبھی آپ سے اتنے دن دور"
نہیں رہی تو گھبرا گئی ہوں،

You are my bad habit"

اب تک زالے کا لہجہ بھیگا تھا جبکہ آلین نے رولنگ چیئر سے اٹھتے اوپن ونڈو
کے پاس آرکتے سمائیل دی۔

"Yes I am..

بتاو کب آرہی ہو واپس۔ تمہیں پتا ہے ایک ویک تک تمہارے ایگزامز
ہیں۔اس لیے جلدی کام ختم کرو اور واپس آجاو۔ میں خود بھی بہت اداس
"ہوں تمہارے بنا

ماموں کی باتیں زالے کو اور رلا رہی تھیں، کیونکہ کہیں نہ کہیں وہ اب بھی ارمان سے سب سے زیادہ پیار کرتی تھی، بس تکلیف اس بات کی تھی کہ اس شخص نے روکنے کے لیے آج بھی غلط حربہ چنا تھا۔

"ماموں! میں آپ سے بھلے وقتی دور ہو بھی گئی، میں آپکو کبھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔ تو آپ مجھ سے ایک پرامس کریں"

اس کی تمہید آلین کے لیے سننی اور سہنی دونوں مشکل تھی۔

"کیوں میرا دل دہلا رہی ہو؟ ارمان پھر سے تمہیں مجھ سے چھیننا چاہتا ہے کیا"

آلین کے اندازے پر زالے کی آنکھیں انگارہ ہوئیں۔

"کسی کو یہ حق نہیں دیا ماموں کہ کوئی مجھے آپ سے چھینے۔ کوئی کچھ بھی چاہے اور کرے، میں آپکے بنا نہیں رہ سکتی۔ ٹھیک ہے ناں۔ آپ کبھی بھی میرے لیے انسکیور نہیں ہوں گے۔ پرامس"

وہ آج ڈرانے والی تمہیدیں باندھ رہی تھی اور اگر آلین اپنے کسی ڈر یا تکلیف کا ذکر کرتا تو اسکی لاڈلی اور پریشان ہوتی تبھی اسکی مان لی۔

"میری جان! یہ انسکیور ہونے کا معاملہ بس میں نہیں لیکن میں کوشش کروں گا۔ تمہیں پتا ہے مجھے وعدے کرنے پسند نہیں۔ جلدی سے واپس آ کر میرے سینے لگو تا کہ یہ جو میرا دل ڈرا دیا ہے یہ بہتر ہو۔ اب سو جاو میرا بچہ۔ اپنی ساری ٹنشنز مجھے دے کر"

وہ روہانسی ہوتی سر ہلا گئی، آلین سے بات کر کے دل اور کمزور ہو گیا تبھی فون سائیڈ میز رکھے وہ لیٹ کر کروٹ بدل گئی اور تبھی ارمان اسکے کمرے میں آیا، اسے کروٹ پر سویا دیکھے وہ چلتا ہوا زالے کے پاس آر کا، آہٹ پر وہ پلٹی تو ارمان کو دیکھ کر حیران سی اٹھ کر بیٹھی۔

جو فوراً سے واپس پلٹ گیا، اسکے منہ پھیرنے پر زالے کو اور رونا آیا لیکن یہ تو ارمان جانتا تھا زالے سے منہ پھیرنا کتنا مشکل ہے۔

"میں دیکھنے آیا تھا کہ تم سو رہی ہو یا نہیں"

ارمان نے لہجے کو مضبوط کیا تو وہ اذیت سے ہاتھوں کو آپس میں مسلتی مسکرائی۔

"سو جاوں گی۔"

زالے سپاٹ تھی، ارمان نے واپس زرا رخ پھیرا اور پھر ہمت کیے اسکے پاس ہی بنا نظر اس پر ڈالے بیٹھا، زالے نے آنکھیں اٹھا کر لالہ کو دیکھا، جو سامنے غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"I can't live without him..

میں یہاں سے جب گئی تھی بہت شدید ڈپریشن کا شکار تھی، آپکو اور دادی جان کو خبر بھی نہیں ہونے دی۔ میرا اماموں کے ساتھ جانے کا فیصلہ بھی اس لیے تھا کہ میں ابھی مرنا نہیں چاہتی تھی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ دو سال انکو

اور انکے ڈاکٹر کو مجھے ٹھیک کرنے پر لگ گئے۔اور آپ چاہتے ہیں میں پھر یہاں آجاوں۔مارنا چاہتے ہیں؟"

وہ سب سہہ گیا لیکن زالے کے آخری تین لفظ ارمان کی آنکھوں میں سرخی اتار لائے،وہ گردن گما کر اسے دیکھنے لگا۔

تمہیں مارنا ہوتا تو تمہاری اس قاتلہ ماں کی کوکھ میں ہی مار دیتا۔تم میری وجہ سے ڈپریشن کا شکار تھی لیکن دادی جان نے تو سینے سے لگا کر پیار کیا ہمیشہ۔کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی تھی اٹھارہ سال تمہیں میں نے،پھر کس چیز کا ڈپریشن تھا تمہیں؟"

وہ خطرناک حد تک حقیقت پسند تھا جبکہ زالے بس تاسف سے ارمان کو ہی دیکھتی رہ گئی۔

"آپ نے نہ کبھی میرا ماتھا چوما نہ کبھی گلے لگایا۔ صرف میری ضرورتیں اور خواہشیں پوری کرنا کافی نہیں تھا۔ میں شکائیت نہیں کر رہی لالہ بس وہ پوائنٹ سمجھانے کی کوشش کی ہے جو میرے لیے زندگی اور موت کی طرح ہو گیا تھا۔ میں دو سال پہلے تک ماموں کو نہ جانتی تھی نہ ان سے ملی تھی لیکن پہلی ہی ملاقات میں انہوں نے میرا آدھا ڈپریشن بھگا دیا۔ مجھے ڈر لگتا ہے اس تنہائی سے جو میں نے اٹھارہ سال اس کمرے میں کاٹی ہے۔ فوبیہ سمجھ لیں"

وہ اپنی بات پہلے تو کہنے کی ہمت ہی نہیں رکھتی تھی لیکن آج اس نے سب باآسانی کہہ دیا۔

"ذیشان۔ وہ تنہائی فیل نہیں ہونے دے گا تمہیں۔ مجھے نہیں پتا تم دو کی آج ملاقات کس حد تک سنگین رہی لیکن وہ میرے لیے اگر خاص ترین انسان ہے دنیا کا تو تمہیں اسکے لیے فیصلہ لینے کے بارے سوچنا چاہیے"

وہ لالہ کے جواب پر روہانسی ہوئی۔

"جو خلاء آپ سے جڑا ہے، اسے کوئی ایرا غیرا پورا نہیں کر سکتا۔ ویسے بھی مجھے شادی کے بارے ابھی سوچنا بھی نہیں ہے۔ مجھے ڈاکٹر بننا ہے"

وہ منہ پھیر گئی۔

"وہ ایرا غیرا نہیں زالے، نہ ہی تمہارے آلات جراحی چرا لے گا۔"

وہ ارمان کے تپ جانے پر آنکھیں رگڑتی منہ پھیر گئی۔

"کب تک آخر لالہ، میرے اندر اپنی کمی دوسرے غیر ضروری لوگوں اور چیزوں سے پوری کرتے رہیں گے؟ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ اور ویسے بھی آپکا وہ دوست دو سال پہلے تک بہت مہذب تھا لیکن معاف کریں اب وہ کسی لائق نہیں ہے۔ مجھے ایسے لوگ شدید برے لگتے ہیں۔ میں کل واپس جا رہی ہوں۔ آپکا کام تو ہو گیا۔ کر لیا آپ نے نکاح۔۔۔ خدا جانے اس بیچاری لڑکی کا کیا ہو گا"

زالے نے ارمان کا غصہ بھڑکا دیا، اور اٹھا تو زالے دم سادھ گئی۔

"تم کہیں نہیں جا رہی سمجھ گئی؟"

ارمان کی آواز غرّانے سی ہوئی توزالے نے آنکھوں میں اٹکی شبنم گالوں پر سرکنے سے پہلے رگڑ کر بھیگی سی سانس لی۔

"کس حق سے روکیں گے؟"

وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

مجھے اپنے حق کا پرچار کرنے کی ضرورت نہیں،ذیشان سے ملو۔اسکی" اصل نیچر جانو۔دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا جو اتنے اچھے لڑکے کو ری جیکٹ کر رہی ہو۔تمہارے لیے وہ آلین جاہ چراغ لے کر بھی ڈھونڈے تو "ذیشان جیسا لڑکا نہیں ملے گا

ارمان کی ساری طرف داری اپنے یار کی طرف تھی یہ دیکھ کر زالے اور جل رہی تھی۔

"اس جیسا ڈھونڈنا بھی کیوں ہے۔ معاف کریں لیکن اسکے نزدیک شادی کا مقصد بس ایک کس ہے۔ رہی بات لڑکے کی میرے یونی فیلیوز سے مل کر آپ کو اپنے کہے پر پچھتانا پڑے گا۔ ساوتھ کوریا کے امیر ترین اور خوبصورت لڑکے ماموں کی جیب میں پڑے ہیں"

زالے کی تکرار پر ارمان طنزیہ مسکرایا۔

"اچھا وہ خوبصورتی جس میں پلاسٹک سرجری کا بڑا عمل دخل ہے؟ خوبصورتی اور دولت تو لے آئے گا وہ آلین جاہ لیکن کردار اور سیرت کیا خود ٹرانسفر کرے گا ان چکنے لونڈوں میں تمہارے لیے؟"

ارمان کے اس درجہ صاف گو ہونے پر وہ لحاف پرے کرتی اٹھ کر اسکے سامنے آئی۔

"کردار اور سیرت؟ یہ دو آپکے بیسٹو کے اندر سے بھی ناپید ہے۔ تو پھر کیا فرق رہ گیا۔ چلیں مانا کورئین لڑکے پلاسٹک سرجری کرواتے ہیں اور آپکا دوست رئیل پیارا ہے۔۔۔ شکل کو کیا چاٹوں گی میں؟ مجھے تو صدمہ اس بات کا تھا کہ وہ اتنا بے شرم، بدتمیز اور بے باک آدمی اب تک آپکا دوست ہے کیسے؟"

زالے کے دم دار اعتراض پر لمحہ بھر ارمان چپ ہوا جیسے کوئی پُر اثر لفظ ڈھونڈ رہا ہو۔

تمہاری عمر کی لڑکیاں شکل اور اچھی اپیرئنس کو پریفر دیتی ہیں زالے، تم" "کہاں سے بڈھی روح پلے پڑ گئی ہمارے؟

جب کچھ پُراثر نہ ڈھونڈ سکا تو بوکھلاہٹ میں یہی بڑبڑا گیا، لمحے میں زالے کا موڈ بدلا۔

میں اپنے لائف پارٹنر کو آپ اور ماموں جیسا امیجن کرتی ہوں۔ بے" وقت زرا بھی بے باک نہ ہو، کیئرنگ ہو۔ اسے اپنے کہے ہر ہر لفظ پر اختیار ہو۔ بہت سا سافٹ ایٹیٹیوڈ ہو، اپنی اہمیت میرے دل میں اپنے عمل سے جگائے۔ وہ پوری دنیا سے مجھے اک الگ جگہ پر رکھے۔ وہ مجھ سے بولے تو میں ان کمفرٹیبل محسوس نہ کروں۔۔ لیکن آپکے دوست کے ساتھ ایسا کچھ "فیل نہیں کیا اور نا ہی کر پاؤں گی

ارمان کی چڑ لمحے میں نرمی بنی۔

"وہ ایسا ہی ہے۔ آج جس ذیشان سے تم ملی وہ اسکا وہ روپ تھا جسکو وہ دنیا کے لیے آن رکھتا ہے۔ تبھی کہہ رہا ہوں ملواس سے۔ تبھی کھلے گا وہ تم پر۔"

ارمان کی نرم سی ہدایت پر وہ دھیما سا مسکرائی۔

"مجھے کلک ہی نہیں کیا وہ، میں اسکے ٹائپ کی نہیں۔ مجھے اپنے پاس روکنے کے لیے آپکو ایسی کسی محنت اور جتن کی ضرورت نہیں۔"

وہ واپس میٹرس پر جا بیٹھی۔

"ک۔۔کیسے رکو گی؟"

وہ نظریں پھیرے اجنبیت سے بھرے انداز میں بولا پر زالے کی آنکھوں میں تیرگی اتر آئی۔

میرا ماتھا چوم کر گلے لگا کر کہیں کہ زالے میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں "اس لیے مجھ سے دور مت جاو۔میرے پاس رہ جاو"

زالے نے مسکراتی حسرت کے سنگ شرط تو بتائی پر ارمان نے اسے یوں دیکھا جیسا کچا چبا جائے گا۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے تبھی ایسی فضول بکواس کی تم نے۔مجھے تم" سے کوئی پیار نہیں۔ صرف اک ذمہ داری ہو جسے طوق کی طرح گلے میں " لٹکانے کی عادت ہو چکی ہے۔اور میں ٹھہرا عادت کا مارا۔

ارمان مزید کچھ کہنے کے بجائے وہاں سے چلا گیا تو زالے پھیکا سا مسکرا کر وہیں لیٹی۔

اگر آپ یہ کہہ دیں تو خود غرض بننے کو تیار ہوں۔آپکے اس نمونے" دوست سے شادی بھی کرلوں گی اور آپکے پاس لوٹ بھی آوں گی۔ہاں ماموں کو نہیں چھوڑوں گی۔آدھی آپکی آدھی آلین جاہ کی۔۔وہ میری "خوشیوں کے لیے کمپرومائز کرنا جانتے ہیں

دروازے میں ارمان کے قدم تھمے تھے، وہ پلٹا مگر پھر بنا کوئی جواب دیے باہر چلا گیا اور دروازہ بھی ٹھک کر کے بند کیا۔

زالے کی پلاننگ اپنی جگہ پر یہ نہ تو زالے جانتی تھی نہ ارمان کہ ذیشان کا ایک بار حق مسلط ہوا تو وہ زالے کو اپنے سوا کسی کا نہیں چھوڑے گا۔نہ آلین کا نہ ارمان کا۔پھر وہ پوری ذیشان حیدر ملک کی ہو گی۔

اپنے روم میں رت جگے کی شروعات میں پھنسا ذیشان کچھ ایسی ہی لایعنی سوچوں میں غرق تھا۔

یونی وہ گھر کے ٹبر سے جان چھڑوائے آئی اور آتے ہی ان نے سبکو بتانا شروع کیا کہ وہ ارمان شیرازی کی وائف ہے، کچھ سٹوڈنس حسرت میں ڈوبے، کچھ حیرت اور کچھ حسد، کئی نے یہ پرینک سمجھا پر انیہ کا انداز ایسا تھا کہ کوئی بھی سوچنے پر مجبور ہو جاتا۔

یونیورسٹی کے میتھ پروفیسر نے محترمہ کو اک لپ سٹک دی تھی، شوہر بن کر ایز آمنہ دیکھائی جبکہ منہ لگانا تو بھول گئے تھے، پھر بھی وہ وہی لپ سٹک لگا کر پوری یونیورسٹی کے سائنس اور میتھ ڈیپارٹمنٹ میں ڈھنڈورا پیٹ چکی تھی کہ وہ مسیز ارمان شیرازی ہے۔

"یہ کیا ڈھنڈورچی کی طرح بدنام کر رہی ہو مجھے؟"

وہ غصہ تھا، صبح صبح اسے اپنے آفس بلایا تھا۔

"یہ تو مجھ سی شوخی سے دھوکہ دہی کے سنگ شادی کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا ارمان سر"

وہ بے باک تھی، بے جا جھکنا تو آتا ہی نہ تھا۔

"یہ جو ہر بات دل پر لگا لیتی ہو، کبھی مجھے لگا کر دیکھو تو مزہ آ جائے"

ارمان کے اندر کا کیڑا جو چاہت کر رہا تھا، ارمان کا دل چاہا زمین کھود کر اندر سما جائے۔

"کونسا دھوکہ؟ سب کے سامنے بھینسوں کی طرح ہاں کرے سر تم نے ہی ہلایا تھا"

وہ اپنی چئیر سے اٹھتا اسکے مقابل رکا تو انیہ زرا دو قدم پیچھے ہوئی، آج تو خود بھی ہونٹوں سے اس شخص کی خوشبو چپکائے پھر رہی تھی تبھی ناک سے بھی اسے محسوس کر نا دگنا رسک تھا، جبکہ ارمان کی ٹائیٹ شرٹ جو اسکے مسلز کو عیاں کر رہی تھی،انیہ کو سخت بری لگی حالانکہ وہ بلکل چپکی بھی نہیں تھا پر بہت اچھی فٹنگ میں تھی، بلیزر بھی اپنے آفس میں اس نے اتار رکھا تھا۔

ہاں تو اچھا تھوڑی لگتا ہے، نکاح خواں معززاور عمر میں بڑے تھے مجھ " سے۔جب انہوں نے پوچھا تو مجھے انکار کرنا بدتمیزی لگی "

ہاتھ دونوں اپنے پیچھے باندھ کر معصومیت کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑ دیتے بتایا تو ارمان سر تا پیر گھوم کر رہ گیا۔

"ہمم۔ خیر اب تم نے ہر طرف دھوم مچادی ہے تو بات سنو۔ ویسے بھی نکاح پر کافی لوگوں نے تمہارے بارے باتیں بنائیں کیونکہ تمہاری اور ذیشان کی شادی کے کارڈز بٹ چکے تھے۔ اس لیے ان سب کی زبانیں بند کرنے کے لیے میں رخصتی کروا رہا ہوں۔ گیٹ ریڈی۔ شام تک ہم آئیں گے ملک حویلی اسی سلسلے میں"

ارمان نے انیہ پر آفس کی چھت گراتے رخ واپس پلٹا۔

"رخصتی کے بعد جو کرتے ہیں اس سے تو آپکا دور دور تک واسطہ نہیں مسٹر تو پھر صرف دکھاوے کے لیے مجھے قید کرنے سے کونسی چس ملے گی آپکو۔ آزاد پنچھی ہضم نہیں ہو رہی اس ظالم دنیا کو میں"

غصے، ڈر اور صدمے میں آتی وہ کیا بک گئی اسکا اندازہ اسے ارمان کے پلٹ کر قہرناک گھورنے پر ہوا۔

"م۔۔ میرا مطلب ہے مجھے آرمی والی ٹریننگ جیسا محسوس ہوگا آپکے ساتھ۔ پیار نہیں ہے آپکو مجھ سے۔ پھر ہم ساتھ رہ کر ایک دوسرے کو ٹارچر اور اریٹیٹ کریں گے۔ دنیا کی باتوں سے مت ڈریں، اپنا اور میرا کمفرٹ دیکھیں"

وہ ارمان کو دیکھتے جلدی سے گڑبڑاہٹ میں مبتلا ہوتے بولی تو وہ اسکی طرف بڑھا، انیہ کو وہ اپنی طرف آتا نظر آیا تو اسکی ہتھیلیوں میں نمی پھوٹنے لگی۔

"مجھے پیار نہیں پر تمہیں تو مجھ سے ہے پیار۔ تم ہمارے ساتھ کو اریٹیشن اور ٹارچر کیسے بننے دے سکتی ہو۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟"

ارمان کے لہجے سے انیہ کو لگا ابھی وہ صدمے میں گر پڑے گی کیونکہ وہ معنی خیز تھا۔

" بلکل غلط، مجھے کوئی پیار نہیں آپ سے، کل بتایا تھا آئی ہیٹ یو "

وہ گھبرا کر دو قدم مزید دور ہوئی تو ارمان نے مزید فاصلے کو سمیٹنا ترک کیے رک کر دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ارسائے۔

"اچھا پھر تم نے لپ سٹک کیوں یوز کی؟"

ارمان کی گہری نظریں اوپر وہ گرے آنکھیں ویسے ہی مساموں سے دھوئیں خارج کروا سکتی تھیں اور اب تو ان میں مطلبی سا رنگ چھلک رہا تھا۔

"کیونکہ مجھے شوخیاں مارنی تھیں۔ میری کلاس ہے میں جا رہی ہوں"

وہ جلدی سے پلٹی مگر ارمان کے پکارنے پر رکی۔

"شام کو ہم آرہے ہیں، اٹس فائنل۔"

وہ یاد دہانی کروا رہا تھا، انیہ نے تھوک نگلتے اپنا سوکھتا حلق تر کیا۔

"آپکے دوست کا گھر ہے، آپکو کون روک سکتا ہے۔ میں شام اپنی دوستوں کے ساتھ پیزا پارٹی کا پلین بنالوں گی۔ سو میری طرف سے بائے"

مزید کچھ کہے بنا وہ آفس کا ڈور پش کرے باہر نکل گئی اور انداز ایسا تھا جیسے ارمان اسے دبوچ لے گا، جبڑے بھینچتے ارمان نے ڈور کی طرف دیکھا اور پھونک مارے پلٹا، اپنے آرگنائزڈ بالوں میں ہاتھ پھیرے انکو بے ترتیب کر دیا۔

"یہ تو میرے ہاتھ آ ہی نہیں رہی لومڑی کہیں کی"

ارمان نے خود کی نااہلی پر بھی بچاری کو کوسا اب ان جناب کو کون بتائے کہ ہاتھ میں لانے کے لیے جتن بھی انسانوں والے کرنے پڑتے ہیں، اکڑ تو عورت سہہ ہی نہیں سکتی، وہ بھی من پسند مرد کی، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دس بجے تک زالے اٹھی تو شازمہ نے اسکے لیے ناشتہ لگایا لیکن اسکا موڈ تھوڑا قریب کے پارک تک جاگنگ کا تھا تبھی بس جوس کا گلاس لیتی ہی وہ شیرازی ہاوس سے نکلی مگر جیسے ہی گیڈ سے باہر نکلی، نظر جم سوٹ میں سنیکرز جمائے رف مگر اچھے خلیے میں لپٹے ذیشان پر پڑی جو سٹریٹ کے پاس ایک چھوٹی سی بچی کو اسکے پاس ہی دوزانو بیٹھے چاکلیٹ دے رہا تھا اور مسکرا بھی رہا تھا۔

"بچے آپکی مما نے نہیں بتایا کہ اجنبیوں سے کچھ لے کر نہیں کھاتے؟"

زالے جو خود بھی فل بلیک جم سوٹ میں جاگرز اور ائیر بڈز کانوں میں لگائے ٹیل پونی لیے جاگنگ کے موڈ میں تھی، جان بوجھ کر زیشان کو ٹیس کرنے کو بولی تو وہ بچی حیرت سے پیچھے گھومی، ذیشان کی نظر بھی زالے پر گئی

جو اپنے فون پر لگا سانگ آف کرکے فون واپس جیب میں گھسا چکی تھی، ایک ائیر بڈ بھی اتار دیا۔

"یہ اسی کی چاکلیٹ تھی، گر گئی تھی۔ جاؤ تم"

ذیشان نے دانت پیس کر جتایا تو زارا ذرا سی گھبرائی پر پھر فوراً خود کو کمپوز کیا، وہ بچی فوراً سے بھاگ گئی۔

جہاں تک مجھے یاد ہے، شیرازی ہاؤس کے آس پاس تو کوئی جاگنگ پلیس "نہیں۔ تو پھر کیا کر رہے ہیں آپ یہاں؟"

اک نیا اعتراض تیار تھا، ذیشان بھی اٹھ کر اسکے مدمقابل آیا، وہ خفیف سا بے چین دیکھائی دی۔

مجھے یہاں آنے سے کوئی نہیں روک سکتا، یہ بھی میرا گھر ہے۔ میرے"
"بڑی کا گھر ہے

ذیشان نے سینہ تان کر جواز دیا۔

"بڑی سے اسکی موجودگی میں ملنے آیا کریں"

وہ حکم دے رہی تھی۔

اتنی تپی ہوئی کیوں ہو؟ حالانکہ غصہ مجھے ہونا چاہیے تھا۔ تمہیں تو میرا شکر"
"گزار ہونا چاہیے کہ تمہیں اندھیرے سے نکالا میں نے۔

ذیشان کو اسکی بے مروتی ہرٹ کر رہی تھی۔

"کیا پتا آپ نے یہ نیکی کرنے کے چکر میں پہلے سے زیادہ تاریکی میں جھونک دیا ہو مجھے"

وہ حد درجہ حساسیت کے سنگ ذیشان کو لاجواب کر گئی۔

"تم دو سال میں کیا سے کیا بن گئی ہو؟ مجھے یاد ہے تمہاری تو آواز بھی نہیں نکلتی تھی۔ تم دو لوگوں کے بیچ بیٹھنا نہیں پسند کرتی تھی۔ خود پر دھیان نہیں دیتی تھی۔ صرف پڑھائی۔ دو سال میں تم اتنی گہری باتیں کرنا کہاں سے سیکھ گئی۔ اک بلکل الگ زالے بن گئی ہو؟"

اتنا غور و فکر تو خود زالے نے بھی کبھی خود پر نہ کیا تھا۔

"ان گہری باتوں کے لیے گہرے زخم کھانے پڑے، آپ کو کیا پتا ذیشان حیدر ملک۔ آپ کے لیے تو زندگی اک گیم ہے۔ موج مستی، کھانا پینا سونا۔ عیاشی۔ دنیا پر حکمرانی۔۔ آپ کسی کے لیے مدتوں تڑپے نہیں ہوں گے، آپ نے کسی کی توجہ کے لیے آنسو نہیں بہائے ہوں گے۔ آپ نے دیواروں سے باتیں نہیں کی ہوں گی۔ آپ نے مما بابا کی تکلیف نہیں سہی ہو گی"

وہ ایسے دردناک حوالے دے کر زیشان کو عجیب سی تکلیف کا شکار کر گئی۔

"میں نے واقعی زندگی میں کوئی تکلیف نہیں سہی لیکن میں تمہارے یہ سب درد بانٹ ضرور سکتا ہوں زالے"

وہ جانے لگی مگر زیشان اسکے سامنے پہاڑ کی مانند آ جما، جیسے کہیں جانے نہ دینا چاہتا ہو، اسکے راستوں کو خود سے بند کر دینا چاہتا ہو۔

"میرے درد وہی بانٹ سکتا ہے جس نے خود یہ ساری اذیت جھیلی ہو۔ آپ بہت خوش باش انسان ہیں۔ آپ سے نہیں ہو گا ذیشان حیدر ملک"

وہ بے مروت بنی نظریں پھیر گئی لیکن ذیشان نے اسکی پھیری آنکھوں میں بہت سا درد دیکھا جو اک لمحے میں ہی زیشان کو اسکے ہر درد سے آگاہ کر گیا۔

"تم سے اتیج میں بہت بڑا ہوں، اس کے علاوہ تھوڑی بکواس زیادہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ کوئی اعتراض؟"

وہ آنکھیں واپس زیشان پر جمائے تلخ مسکرائی۔

"آپ شادی بس کس کے لیے کرنے والے انسان ہیں"

زالے نے جتایا، ذیشان بے اختیار مسکرایا، ہاں وہ مسکراتے ہوئے دنیا کے دھندے کچھ پل روک سکتا تھا۔

سیریسلی زالے! تمہیں ٹیس کر رہا تھا کیونکہ شک تھا کہ تم ارمان کی بھتیجی" کارندی ہو ورنہ کسی میں جرت کہاں مجھے کڈنیپ کرنے یا کروانے کا رسک لے۔اور دیکھو اصلیت کیسے جانی کل پھر میں نے۔اس کے لیے تم مجھ پر "نامناسب تشدد بھی کر چکی ہو اگر تمہیں یاد ہو تو

وہ پر اعتماد تھی پر اس حملے کا سوچ جلدی سے آنکھیں زیر ک کر گئی، ہاں اسکے لیے وہ تھوڑی شر مندہ تھی۔

"ہاں وہ سچ میں نامناسب تھا، آئی ایم سوری۔"

وہ اسے شر مندہ نہیں کرنا چاہتا تھا بس اک جنزل بات کی تھی۔

اٹس اوکے۔ پھر بتاو کیا کروں کہ تم مجھے یا میرے ہونے کو کنسیڈر" "کرو؟

زالے اسکے سوال پر واپس اسکو دیکھنے لگی۔

"میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی، ایک ویک تک میرے ایگزامز ہیں میں واپس کوریا چلی جاوں گی۔ اگر اس بیچ لالہ کی رخصتی ہوتی ہے تو ٹھیک ورنہ میں شاید انکی شادی پر بھی نہ آسکوں۔ ہیو آ گڈ ڈے"

وہ اپنا فیصلہ سنا کر ساتھ سے گزر گئی مگر ذیشان اسے پکار بیٹھا۔

"ایسے مت کرو۔ مجھے اپنا ہمدرد بنالو۔ آئی پرامس تمہیں میرے ہوتے آلین جاہ کو کبھی چھوڑنا نہیں پڑے گا۔ ایون میں تو سوچ رہا ہوں آپن بھی تمہارے ساتھ کوریا نکل لوں گا۔ کیسا؟"

وہ بے اختیار پلٹی، یہ جانتے ہوئے کہ وہ مزاق کر رہا ہے وہ اسکے بہت پاس آ رکی، زالے کی آنکھوں میں بے یقینی سرخی لے آئی۔

"کھائیں میری قسم؟"

وہ بنا سوچے بول پڑی، ذیشان نے یہ سچ میں مزاق کیا پر زالے کی آنکھیں دیکھ کر اسکا دل چاہا اس مزاق کو سچ کر دے۔

"نہیں کھا سکتے ناں؟ آئی نو۔۔۔آپ میرے لیے اپنا ماڈلنگ کیریئر، اپنا اتنا بڑا بزنس چھوڑ کر اک نئے ملک نہیں جا سکتے۔نہ ایسا کبھی لالہ ہونے دیں گے۔تو پلیز میری زندگی بہت مشکل سے اک سیدھی لائن پر آئی ہے۔مجھے پھر سے غلط فہمیوں اور حسرتوں کے پہاڑ پر چڑھانے کی کوشش مت کریں۔میں وہی زالے ہوں جسے آپ بچہ سمجھتے اور کہتے تھے۔

I am not your wife material,I am simple girl...

جو شاید ابھی کسی چمکتی چیز کی طرح آپکو اٹریکٹ کر بھی لے پر جلد بور کر دے گی۔آپ گلیمر کی دنیا کے عادی ہیں، آپکو میری سادگی کھا جائے گی۔"

بہت سا درد تھا زالے کی آنکھوں میں کہ ذیشان اسے اس بار جانے سے روک نہ سکا لیکن جب وہ چلی گئی تو وہ بے اختیار مڑ کر اسکو جاتا دیکھنے لگا، وہ بیس سال کی چھوٹی سی لڑکی بتیس سال کے ذیشان حیدر ملک کو کہیں کا نہ چھوڑے جا رہی تھی اور وہ پتھرایا ہوا اسے بس جاتے دیکھ رہا تھا، اسکے حواس مفلوج تھے، وہ زالے کے ایسے سحر میں جکڑا جا چکا تھا جسکی اسے خود بھی امید نہ تھی۔

"وہ لوگ تیرا ڈولا لے کر جانے کی تاریخ لینے آرہے ہیں اور تجھے اپنی یاری بیلنیوں کی فکر ہے۔ تو کہیں نہیں جارہی۔ ٹک کر گھر بیٹھ"

انیہ کا اوٹنگ کا پلین سنے مہرین بپھری ہوئیں اسکے کمرے میں آئیں جو مزے سے کالے جوڑے کے ساتھ میچنگ نیٹ کا دوپٹہ لہرا لہرا کر اپنا جلوہ آئینے میں دیکھ رہی تھی۔

"امیہ جان! یار بیلی لڑکوں کے ہوتے ہیں یار خدا دا خوف کرو۔ میری تو سہیلیاں اور مکھنیاں ہیں۔ ویسے بھی بڑی مشکل سے سب کا موڈ بنا ہے تو میں نہ

گئی سبکے ٹھنے سمجھ جائیں گے سو آپ اور آپکا ٹبر ہے ناں، میرے سسرالیوں
"کو سنبھال لے گا

انیہ نے بلکل ہی لاپرواہی برتی تبھی تو مہرین سکتے میں تھیں۔

بات سن! تجھے واقعی ارمان سے پیار ویار تھا یا بس ٹھرک تھے تیرے"
"وہ؟

نانو کے سوال پر انیہ ہونق رہ گئی۔

"امیہ جان! میں یہی سوال آپ سے نانا کو لے کر پوچھوں تو؟"

انیہ کو برا لگا۔

"تے میں چپیڑ مار کے تیرے سارے دند توڑ دوں"

مہرین تو دہشت گردی پر اتر آئیں تبھی توانیہ نے منہ بسورا۔

"ابھی میں ارمان کو اپنی قدر کروانے کے مشن میں ہوں یار آپ تو سمجھا کریں۔ وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں ناں کہ آسمان سے سیدھی انیہ انکی گودی میں پکے پھل سی آ گری ہے۔ یار آپ تو سب فیس کر چکی ہیں۔ آپ نے نانا جان کو ساری عمر بہکا کر بس دو کارنامے کیے، میں دس تو پکے کروں گی"

اب یہ کارنامے بچوں کا ذکر تھا یہ سمجھتے امیہ کا دماغ چکرا گیا، انیہ کی زہریلی مسکراہٹ الگ پارہ چڑھا گئی۔

"دس بچے چاہیں تجھے ؟اتنی جان ہے تیرے میں۔پتا ہے تجھے ایک بچہ بننے سے دنیا میں اسکے آنے تک عورت کتنی تکلیف سہتی ہے۔باتیں سن لو اسکی پھنے خان والی۔ایک کر کے ہی تجھ سی نازک آپسرا نے کان ناک تک توبہ نہ کی تو میرا نام مہرین ملک نہیں"

امیہ جان کی ڈپٹ پر وہ مسکراتی ان سے لاڈ سے لپٹی۔

"آپ نے ارمان کو غور سے دیکھا ہے امیہ جان! نانا سے ہزار درجے ہینڈسم اور پرکشش ہیں۔اب اتنا پیارا اور ڈیشنگ بندہ ہو تو مجھے اپنی تکلیف تھوڑی ناں نظر آئے گی۔آئی پرامسس کم از کم چار بار تو یہ نواسی آپکو پرنانی بنائے گی۔۔۔"

اس لڑکی کی یہ بے باک گفتگو بچاری نانی کے گال سرخ کر گئی پر اسے شرم نہ آئی۔

"منہ ابھی اس ٹھنڈے فرتج نے لگایا نہیں تجھے اور چار بچوں کا خیالی پلاؤ اسکا پک کر تیار بھی ہو گیا میرے مالکا۔ یا میرے اللہ مجھے صبر دے۔۔ جا دفع ہو جا تیری ایسی باتیں سن کر کان سے دھوئیں نکلوانے سے بہتر تو اپنی مکھیوں کے پاس ہی چلی جا۔"

امیہ جان کی اجازت وہ آفت کی پر کالہ ایسے ہی تو لیتی تھی، مکھیوں پر تو اس سمیت نانی جان کی بھی بتیسی کھلر کر باہر نکلی۔

"مکھیاں نہیں امیہ جان ! مکھنیاں"

جاتی نانی کو اصلاح کا درس دینے پر انکی طرف سے لعنت کا اشارہ کھا کر ہی انیہ کو سکون ملا۔

جبکہ ہنستی ہوئی اس سے پہلے وہ فون لیے نکلتی، ارمان کے میسج پر اس سمیت اسکی ساری دنیا رکی۔

بے تابیوں کا جہاں بنے انیہ نے فورا میسج اوپن کیا۔

"اگر تم کہیں فرار ہوئی تو جان لے لوں گا تمہاری"

انیہ نے بار بار آنکھیں مسل کر ملیں پر رزلٹ ایک سا تھا، ارمان عرف نانی کے بقول ٹھنڈے فریج نے جان لینے کی ہاٹ بات ہی کی تھی۔

"آپ نے کونسا ویڈنگ نائیٹ منانی ہے آکر میرے ساتھ جو میرا گھر ہونا

ضروری ہے۔"

انیہ یہ والی ہمت میسج پر تو اب ڈنکے کی چوٹ پر کر سکتی تھی جبکہ دوسری جانب شاور لیتے ارمان کو اس وقت بھی چین نہیں تھا، شاور آف کرے وہ زرا سائیڈ آئے شیلف سے فون اٹھا کر دیکھتے لمحہ بھر سکتے میں چلا گیا، جناب ایک تو خلیے میں ایسے تھے کہ آس پاس آگ لگی تھی دوسرا جب تپتا تھا تو اور جان کو آنے لگتا۔

"اس بکواس کے پیسے لیتی ہو یا مفت میں ایسی آلودگی پھیلانا پسند ہے

تمہیں؟"

ارمان کے سلگتے جواب پر انیہ کے گال پھولے۔

"آلودہ ہوں گے آپ۔"

چڑ کر غصے والے دس ایموجیز کے ساتھ جواب دیا جس پر کچھ لمحے میں ارمان نے اپنی سلیفی بھیجی جس میں ٹاول گردن میں لٹکائے وہ غصے والے پوز میں بھیگے بھیگے خلیے میں نظر آتے ہی انیہ کی سٹی گم کر گیا، فون ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرا تو انیہ کا دل باہر آیا کہ اگر یہ بھی ٹوٹ گیا تو۔۔۔پر اس سے بڑا صدمہ ارمان کو ایسے نہانے کے بعد دیکھنے کا تھا اور ظالم نے تو جی بھر کر دیکھنے بھی نہ دینا تھا بس یہ لومڑی کو قابو کرنے کی اک مشکل کوشش تھی۔

خیر جھک کر انیہ نے اپنے بکھرے حواس سنبھالتے فون اٹھایا تو وہ انیہ کی طرح ڈھیٹ تھا، ٹوٹا ہی نہیں۔

"تم سے کہیں زیادہ صاف ستھرا ہوں"

پکچر ڈیلیٹ کر دی گئی تھی، کیونکہ یہ کر کے ارمان کو کافی برا بھی لگا اور عجیب سی فیلنگ بھی آئی کہ کیسی کرنج حرکت کر بیٹھا ہے پر وہ جانتا نہیں تھا اسکے انٹروورٹ ہونے کی یہ لڑکیاں دھجیاں بکھیرنا شروع ہو چکی تھی۔

انیہ کا دل چاہا جا کر ارمان کے بال نوچ لے اس حرکت پر۔

"پکچر کیوں ڈیلیٹ کی۔ جب اتنی بے شرمی سرزد ہو ہی گئی تھی تو قائم رہتے ناں۔ ڈرپوک کہیں کے۔ میں نے تو دیکھی بھی نہیں تھی، میں کیسے مان لوں آپ صاف ستھرے ہیں"

انیہ بھی کسی سے کم نہ تھی، ارمان کو چیلنج کیا تھا، جو روم میں آچکا تھا، ابھی بھی شرٹ لیس ہی تھا۔

"کہو تو سر سے پیر تک بھیج دوں پکچر اپنے صاف ستھرے ہونے کا ثبوت دینے کے لیے؟"

ارمان کے اگلے میسج پر انیہ کی ٹانگیں کپکپا گئیں، جلدی سے فون میٹرس پر پھینکا جیسے وہ سچ میں بھیج دے گا جبکہ ارمان نے پھر سے اپنے بھیجے میسج پر لاحول پڑھا، سمجھ نہ آیا یہ کیسی بات کر گیا لیکن اب ڈیلیٹ کرتا تو رعب کم ہو جاتا۔

"ان میں کونسا تھرڈ کلاس عمران ہاشمی گھس آیا۔ یا اللہ میں کسی سستے نشے کے اثر میں تو نہیں"

انیہ نے اپنے دونوں گال مدھم تھپڑوں سے تھپکے پر ہوش میں ہی تھی وہ تبھی تو زیادہ پریشانی ہوئی۔

"کیا پی رکھی ہے؟"

ڈرتے ڈرتے انیہ نے میسج ٹائپ کیا اور آدھے میٹرس پر حاوی ہوتی لام لیٹ ہوئی۔

ارمان اپنی کبرڈ سے ڈارک براون شرٹ نکالتا مسکرایا۔

اگر تم کہیں گئی آج تو تمہیں پی اور کھا دونوں جاوں گا بنا کسی کو خبر" ہوئے۔"

ارمان نے بات ہی سمیٹ دی جبکہ انیہ نے جلدی سے چیٹ ڈیلیٹ کی اور مسکراتی ہوئی فون لیتی کمرے سے نکلی کیونکہ اسکی دوستیں اسے پک کرنے آچکی تھیں۔

"اب مجھے انتظار ہے آپکے مجھے کھانے اور پینے کا۔میں تو چلی ہی ہی"

گھر سے نکلتی انیہ اس وقت چلتا پھرتا شعلہ ہی محسوس ہوئی، ایسا جو ارمان کے جذبات بھڑکانے کی پوری تیاری میں لگ چکی تھی۔

ملک حویلی کے مہمان ابھی تک حویلی میں موجود تھے اور شام ارمان، شازمہ، فائزہ اور زالے کی آمد اور رخصتی کی متوقع بات پر ہر کوئی آمادہ ہی تھا کیونکہ کارڈز تقسیم ہونے کی وجہ سے خاندان اور برادری میں کافی باتیں ہو رہی تھیں اور جب ذیشان نے سب سے ان لوگوں کے آنے سے پہلے بات کی کہ آج ارمان کی فیملی رخصتی کے لیے آرہی ہے تو سب کو کہیں نہ کہیں تسلی ملی۔

انیہ اپنے کہے کی پکی جب سے یونی سے آئی تھی، اپنی دوستوں کے ساتھ نکلی تھی اور امیہ جان کے لاکھ منع کرنے کے باوجود ابھی تک نہ لوٹی تھی، ارمان کے عتاب کو وہ دہکا چکی تھی اور اب ارمان سے بچنا مشکل تھا۔

سٹنگ لاونج سارا افراد خانہ سے بھرا تھا جبکہ بچوں نے بھی ادھم مچار کھا تھا جنکو ہینڈل کرنے کی ذمہ داری بچارے ذیشان پر تھوپی گئی تھی، اسے بچے

اچھے لگتے تھے پر ان گھر کی آفتوں سے وہ ناک تک عاجز آیا محسوس ہو رہا تھا۔

چونکہ ڈنر کی تیاری ہو رہی تھی تو ہالہ کک کے سنگ تیاریوں میں لگی تھیں اور ذیشان نے سب بچہ پارٹی کو اپنے روم میں گھسا کر اپنی وڈیو گیمز چلانے کی پرمیشن دے کر قابو کر رکھا تھا۔

دو بچے انیہ کے بڑے بھائی فہد کے تھے، بلال اور مونا۔۔ جبکہ ذیشان کے بھائی اور بہن دونوں کی ابھی ایک ایک ہی اولاد تھی۔ حرا کی بیٹی مدیحہ اور عنان کا بیٹا ایان۔۔ مطلب کل ملا کے چار آفت قسم کے بچوں نے بچارے ذیشان کے کمرے کو اجڑا کھنڈر بنا رکھا تھا۔

زالے لاونج میں سب بڑوں کی باتوں سے بور ہوئی کیونکہ وہ سب بس چار دن بعد رخصتی کی ڈیٹ اور تیاریوں کی گفتگو کر رہے تھے تبھی وہ ریسٹ روم یوز کرنے کے بہانے وہاں سے اٹھ گئی۔

کچن کا رخ کیا تو ہالہ نامی ذیشان اور انیہ کی بوا نے نثار نگاہوں سے انیہ کو کچن میں بلایا، کچن اپنی طرز کی لاونج کی شکل میں تھا اور ہر طرف سے خوشبوؤں کے جھونکے اٹھ رہے تھے۔

"تم تو بہت ہی پیاری ہو گئی میرا بچہ، کو ریا راس آگیا ہمارے بچے کو"

بوا نے بادام والی رس ملائی ڈال کر دی جسے زالے نے فورا تھاما کیونکہ وہ زیادہ مزیدار لگ رہی تھی۔

"کوریا کا پتا نہیں، ماموں بہت راس آئے۔ آپ بتائیں کیسی ہیں؟"

زالے نے وہ سوئیٹ ڈش یوں کچن میں آ کر پہلے ہی ہتھیائی تو اس پر اسے بہت اچھا لگا کیونکہ وہ اپنی بوریئت ہمیشہ میٹھا کھا کر بھگاتی تھی۔

میں بالکل مزے میں۔ نادیہ پتر پہلے یہ سینڈوچ زرا ذیشو کے کمرے میں "پہنچا تا کہ اس بچہ پارٹی کا رولا کم ہو۔ میرا پتر ان رولوں کو چپ کرا کرا باولا ہو جائے گا"

نادیہ نامی کک اپنے کام میں بہت مصروف تھی تبھی زالے نے فوراً سے اٹھتے ٹرے تھامی۔

میں دے آتی ہوں، ویسے بھی بور ہو رہی ہوں۔اسے ڈھانپ دیں میں آ" "کر کھاتی ہوں یہ بہت یمی ہے

زالے نے تو دونوں کا کام آسان کر دیا تھا، ہالہ نے شفقت بھری سمائیل دی۔

"ٹھیک ہے میرا بچہ "

ہالہ کہہ کر خود بھی کام لگیں تو زالے وہ سینڈوچ ٹرے جس میں چار عدد برینڈڈ جوسیز پیک بھی تھے لیے ذیشان کے کمرے کی طرف بڑھی، پاس جاتے ہی بچوں کی آوازیں سنے وہ مسکراتی ہوئی پیر سے دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی۔

"سبکو ہائے"

زالے کو دیکھتے وہ چاروں بچے زرا وڈیو گیم سے سر نکال کر اسکی طرف دیکھنے لگے اور پھر سب نے ہی مسکرا کر زالے کے ہائے کا جواب دیا جو مسکراتی ہوئی قریب آ کر ٹرے میز پر رکھ واپس اٹھی۔

"تم سبکے لیے سینڈوچ ود جوس۔ لاو جوئے سٹک مجھے تھماو۔ تب تک تم سب اپنے سینڈوچ فنش کرو"

زالے کی سب بچوں نے فورا مانی جس پر زالے جوائے سٹک لے کر وہیں سٹنگ کشن میں الٹی پالتی مارے بیٹھی ہی کہ دوسرا کنٹرول ذیشان نے آ کر سنبھالتے جب اسکے ساتھ ہی بیٹھ کر کندھا مس کیا تو زالے نے گھبرا کر گردن موڑی، چاروں بچے اپنے اپنے سینڈوچ اور جوس کو پکڑے دونوں

کے کندھوں پر جھول آئے، کیونکہ اب سکرین پر دو گاڑیاں تھیں اور ریس ہونے والی تھی۔

"تو گائیز آپکے ماموں اور چاچو کو ہرا دوں کیا؟"

زالے نے عقب میں مسکراتے چاروں باشندوں کو دیکھ کر اپنی گھبراہٹ پر مہارت سے قابو پایا تو چاروں نے ایک ساتھ ہوٹنگ کی۔

"ہنہ! خوش فہمی۔ اس گیم میں ذیشان ملک پرو ہے۔"

ذیشان نے فخریہ کالر جھاڑے تو زالے مزید پرجوش ہوئی۔

"آہاں! تو دیکھ لیتے ہیں ابھی۔ کیوں بچو؟"

زالے نے اپنے کنٹرول سنبھالتے چاروں کی طرف دیکھا تو وہ سب بچارے ذیشان کو چھوڑے زالے کے لیے ہوٹنگ کرنے لگے اور ذیشان کو زندگی میں پہلی بار ایسی طوطا چشمی پر عجیب سی راحت ہوئی۔

خیر گیم سٹارٹ ہوئی اور زالے نے سچ میں اتنی پروفیشنلی گاڑی چلائی کہ خود ذیشان کو لگا پر وہ نہیں یہ لڑکی ہے۔

دوسرا چار شیطانی بچوں کا کراوڈ بھی تو آج زالے کی طرف تھا۔

"ویسے تم نے نوٹ کیا ہے؟"

زیشان مدھم ساز زالے کے کان میں بولا تو وہ حیرت سے مسکرائی۔

"کیا؟"

اس نے بھی سرگوشی میں ہی پوچھا۔

"تم میرے روم میں پہلی بار آئی ہو"

ذیشان کے اس جملے پر زالے کے گھبراہٹ کے مارے جوئے سٹک پر کنٹرول ڈھیلا پڑا اور سپیڈ میں آتی گاڑی بری طرح ٹھوکر پر الٹی تو جناب ذیشان پاس سے شوں کر کے گزرے۔

زالے نے گردن گما کر اس چیٹر کو دیکھا جسکے چہرے پر فتحمندانہ شرارت تھی جبکہ چاروں بچے بھی اب لیڈ کرتے ذیشان کے لیے ہوٹنگ کر رہے تھے۔

"آپ ایک نمبر کے چیٹر ہیں"

دوبارہ سے اپنی رپئیر گاڑی کو ٹریک پر ڈالے زالے نے بری طرح منہ بسورا، ذیشان کی آنکھیں اسکے ساتھ مسکرائیں۔

تم آوناں ایمانداری سیکھادو۔"

I need a teacher like you."

ایک تو وہ بار بار کندھے سے ٹچ ہوتا دوسرا اسکی سر گوشیاں زالے کو ان کمفرٹیبل کر رہی تھیں۔

"میں خود بھی چیٹنگ کر لیتی ہوں کبھی کبھی سو آپ سچ میں کسی ایماندار کو ڈھونڈیں"

زالے نے بات ہی سمیٹ دی جبکہ ذیشان اس سے اب بھی جیت رہا تھا اور زالے کی گاڑی بار بار ٹریک سے نکل رہی تھی جو اسکے گھبراہٹ میں ہونے کی نشانی تھی۔

"تم نے صبح جو کچھ کہا۔۔۔"

اس سے پہلے ذیشان وہ سب دہراتا وہ بھی یوں بچوں کے بیچ، وہ اونہوں کیے روک گئی۔

"وقت مناسب نہیں"

وہ رسان سے روک گئی تو وہ پھر سے کان کی اور جھکا۔

"کہو تو ان چاروں کو چلتا کروں؟"

زالے نے جوئے سٹک پر اس بار بلکل کنٹرول کھویا تو گاڑی اس بار بری طرح کریش ہوتے ہوتے بچی، ذیشان نے زالے کے کانپتے ہاتھ فیل کیے تو دور ہوا اور کندھا بھی الگ کر لیا۔

"آئی ایم ڈن۔۔۔۔کون کھیلے گا؟"

زالے نے جوائے سٹک پیچھے کو لہرائی تو مونا نے جلدی سے اُچکی اور آگے آ کر بیٹھی تو باقی تین بھی ساتھ آ جمے ،زالے جلدی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی تو ذیشان نے اپنی جوئے سٹک بھی رایان کو تھمائی اور زالے کی طرف لپکتا اسکا ہاتھ پکڑے روم سے ملحقہ ٹیرس پر لے گیا۔

زالے نے اسکے ہاتھ پکڑنے پر بری طرح خفا ہوتے اپنے ہاتھ چھڑوایا مگر تب تک وہ ٹھنڈے ٹیرس کے کنارے آ چکے تھے۔

"دوبارہ میرا ہاتھ پکڑنے کی کوشش مت کیجئے گا۔مسئلہ کیا ہے آپکا؟"

وہ سخت غصہ تھی لیکن ذیشان بلکل پر سکون تھا۔

"میں جو ہو سکا تمہارے لیے کروں گا، آئی پرامس۔"

زالے نے سر جھٹک کر نظریں تاحد نگاہ پھیلی شام پر جمائیں۔

"اور اس جو میں کیا کیا شامل ہے؟"

وہ غیر مرئی نقطوں کو کھوجتی بولی، اتنی لاتعلق تھی نہیں جتنی لگ رہی تھی۔

"وہ جو تم سوچ بھی نہیں سکتی۔"

وہ اسے گردن گھما کر دیکھتے اذیت سے ہنسی۔

آپکو پتا نہیں ہے کہ میری سوچ کے لیول کیا ہیں تو یہ مت کہیں۔ میں "
"بہت کچھ ایسا سوچ سکتی ہوں جو نارمل انسان کے لیے پاسیبل نہیں

وہ اسے چیلنج کر رہی تھی، وہ مبہم سا مسکرایا۔

"خوش باش آدمی، اور دکھی سی لڑکی۔۔ کہتے ہیں یہ پرفیکٹ کپل بنتا ہے"

وہ اسکی شرارت بھری جتانے کی گستاخی پر گھوری۔

"میں دکھی نہیں ہوں"

وہ اپنا دفاع غلط بندے کے آگے کر بیٹھی۔

"نہیں رہو گی۔"

ناجانے کیا تھا ذیشان کے ان تین جتاتے لفظوں میں کہ زالے اس پر سے نظریں نہ ہٹا سکی۔

"میں سب کے پاس جاتی ہوں"

وہ کچھ سمجھ نہ پاتے پلٹی پر عقب میں پھیلے سناٹے پر رک گئی کیونکہ اکثر قہر، سناٹوں کے بعد ہی برپا ہوتے ہیں۔

"تم سب کے پاس چلی بھی جاو، مجھ سے دور نہیں جا سکو گی اب"

زالے کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسنی اتری، وہ گہرے الفاظ کو سمجھتی تھی اور اس جملے سے ذیشان نے اسے بھرپور جکڑنے کی کوشش کی تھی۔

"آپ کس۔۔۔"

اس سے پہلے وہ پلٹ کر کچھ کہتی وہ سوچ سے زیادہ نزدیک آرکا۔

"میں تم سے کس کے لیے شادی نہیں کروں گا اسکی گارنٹی دیتا ہوں۔جب تک تم خود نہ چاہو ہمارے بیچ کوئی قربت نہیں آئے گی۔اور تمہارے ساتھ کوریا جاکر بسنا تو میرے لیے واقعی ناممکن ہے لیکن نیسکٹ ویک تمہیں خود لے کر جا سکتا ہوں اگر تم مجھے ایز آ ہسبنڈ قبول کرتی ہو۔تمہارے ایگزامز کے بیچ میں تمہیں اچھی کمپنی دے سکتا ہوں۔میرے جو کس میرے

فرینڈز سرکل میں کافی فینس ہیں اور ایگزامز وہ بھی میڈیکل فیلڈ کے کتنے بورنگ ہیں مجھے پتا ہے"

وہ اسکے ہر ہر لفظ پر سن ہوتی گئی، جیسے کوئی لفظ نہ بچہ ہو، کوئی رد عمل باقی نہ ہو۔

بس خفیف سی آنکھیں دھندلائیں۔

"آ۔۔آپ یہ سب ہمدردی میں کریں گے؟"

وہ روہانسی ہوئی، جتنی بھی بڑی بن جاتی تھی تو معصوم سی۔

"میں یہ سب ابھی خوشی میں کروں گا۔"

وہ متجسس اور بے قرار تھی۔

"اور بعد میں ؟"

زالے کا سوال اسکی طرح دلچسپ تھا۔

"بعد کی بعد میں دیکھیں گے۔ کہو تو نیچے چل کر انگیجمنٹ کار ولا ڈالوں ؟"

وہ بھوری آنکھیں مسکرا کر مسکراہٹ دینے میں کامیاب تھیں۔

"نہیں"

وہ یکدم ہی ساری خوش چھن جانے پر سنجیدہ ہوا۔

اگر مجھے آپکے جوکس پسند نہ آئے تو میں آپکو وریا سے نکلوا بھی سکتی"

"ہوں۔

زالے نے پلٹ کر کہا تو ذیشان اسکے لہجے کی آمادگی پر مسکرایا اور اسکو پکڑ کر اپنے سامنے کیا تو زالے کے چہرے کے رنگ سے اڑے۔

تمہارا پلو پکڑ لوں گا تاکہ تم ساتھ نکلو میرے۔ جہاں سے بھی نکالا"

"جاوں، یہ دربدری تم میرے ساتھ بانٹو

وہ ڈھیٹ حد تک ضدی تھا، زالے نے نظریں جھکالیں۔

"میں نے لالہ سے کچھ منوانا ہے آپ سے شادی کرنے کے بدلے"

جھکی نظروں سے ہی وہ بے بسی سے منمنائی۔

"کیا؟"

ذیشان کو شدید تجسس ہوا۔

"فارہیڈ کس اور ہگ"

وہ بولی تو آواز سی کانپی۔

"ٹھیک ہے منوالو۔ میں اس میں تمہارے ساتھ ہوں"

ذیشان نے اسکی ٹھوڑی پکڑے چہرہ اٹھایا تو وہ آنسوؤں کو بمشکل سنبھال رہی تھی۔

"آپ ان سے کہیں کہ آپ میرے بنا مر جائیں گے، تھوڑا پریشر ڈالیں۔ باقی میں ڈالتی ہوں۔ ورنہ لالہ کے پاس کئی الٹرنیٹ طریقے آجائیں گے گھی انگلی ٹیڑی کر کے نکالنے کے"

یہ سب کہے وہ ہچکچا رہی تھی اور ذیشان من ہی من میں زالے کا مزید دیوانہ ہو رہا تھا۔

"کیا پتا میں تمہارے بنا واقعی مر جاؤں"

زالے کی آنکھیں دھندلائیں، وہ مزاق ہی سمجھی پر یہ مزاق تھوڑا دل دہلانے والا تھا۔

"یہ ممکن نہیں۔"

وہ نظریں پھیر گئی۔

"ہمم۔ تم ارمان کو الٹرنیٹ طریقہ ڈھونڈنے دو۔ میں تمہارا ماتھا چوم کر گلے لگاوں گا"

وہ نفی میں گردن گما گئی، آنکھیں بھیگی تھیں۔

"مجھے یہ آپ سے تو نہیں چاہیے"

وہ سادگی سے گھٹی آواز میں سمجھا گئی اور ذیشان کتنی دیر کچھ بول نہ سکا۔

"جب تم میری طرف سے یہ ایکسپر ئنس کروگی تو تمہاری سوچ ضرور بدلے گی۔ باقی میں ارمان پر پورا پریشر ڈالتا ہوں۔اس لیے رونے کی کوشش مت کرنا"

وہ اسکی دھمکانہ ٹون پر آنسو آنکھوں میں واپس اتار گئی تبھی تو اسکی خوبصورت آنکھیں لال لال ہو گئیں۔

"اگر لالہ نے یہ کر دیا تو میں آپ سے خوشی کے ساتھ شادی کروں گی"

زالے کچھ دیر بعد بولنے کی ہمت کی، وہ نرم مسکرایا۔

"اور نہ کیا تو؟"

ذیشان کے لہجے میں بے قراری تھی۔

"تو دکھ کے ساتھ کروں گی کہ کوئی فائدہ تو ہوا ہی نہیں شادی کا"

وہ منہ پھلا کر اس درجہ صاف گوئی سے کہہ بیٹھی کہ ذیشان اپنی اس قدر بے قدری پر تھم گیا۔

"چلو ہر صورت تم شادی کرنے پر تو آمادہ ہوئی۔ کافی ہے"

وہ اس میں بھی اپنے مطلب کا پہلو نکال لایا تو زالے کی گھبراہٹ بڑھی اور اس سے پہلے وہ جاتی ذیشان نے اسکا ہاتھ پھر سے یوں پکڑا کہ زالے اسکے ہاتھ کے قوی، نرم اور مضبوط لمس پر حیرت سے اسکے ہاتھ کو دیکھنے کے بعد ذیشان کو دیکھنے لگی۔

"تمہیں پتا ہے تم مجھے اپنا ہمدرد نہ سہی، رازدان بنا چکی ہو۔"

ذیشان کے ان الفاظ کی تمازت کے بدلے وہ بدحواس سی ہوئی۔

"ک۔۔کیسے؟"

وہ ہکلائی۔

اپنے بہت سے سیکرٹ بتا کر۔ کچھ صبح اور کچھ ابھی۔ سو تم اب مجھ سے "
"چھٹکارہ نہیں پا سکتی۔ زندگی بھر

وہ آخری حرفوں پر سہمی۔

زندگی بھر ساتھ کون چلتا ہے، جیسے لوگ بوڑھے ہوتے ہیں، تعلق کی "
"بھی ایسے ہی عمر بڑھتی ہے اور وہ بوسیدہ ہو جاتے ہیں

وہ ذیشان کو ایسی باتوں سے ہلا دیتی تھی۔

تمہارے مفروضے، سوچیں، خیالات، اور یقین سب بدلوں گا۔ ساتھ "
چلنے والے کہنے سے زیادہ کرنے پر یقین رکھتے ہیں، تم نے ابھی ذیشان حیدر
"ملک کو رئیل دیکھا ہی کہاں ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں تمہیں پسند آئے گا

وہ خود کے لیے اترا اتنا اچھا لگتا ہے، جیسے سچ میں کوئی تو بات ہو گی اس میں۔

"مجھ سے شادی کرنے کے بعد آپ کسی لڑکی کو چھو دور، دیکھ بھی نہیں سکیں گے۔ تو ابھی بھی بھاگ کر بچ نکلنے کا چانس ہے۔ بعد میں یہ بورئیت کا جہاں ہی دیکھائی دے گا۔ پھر آپکے اندر جو لڑکیوں کے لیے کریوئنگ ہو گی اسے مٹانے والا بھی کوئی نہ ہو گا۔"

وہ دھمکانے پر اتر آئی۔

"تمھیں کیا لگتا ہے میں اتنا ٹیچ ہوں ان ایری غیری لڑکیوں سے کہ انکی کریوئنگ ہو گی؟"

وہ ذیشان کے سنجیدہ سوال پر کندھے اچکا کر معصومیت کا جہاں لگی۔

"کل آپ نے ہی اپنے کرتوت بتائے گلا پھاڑ پھاڑ کر"

وہ چنگاری تھی، چلتی پھرتی۔

"میرے ہاتھوں کو دیکھ، میں جسٹ ایک ماڈل ہوں۔ ہم ساتھ ریمپ واک کرتے ہیں، عشق معشوقی نہیں۔ خیر میں بھی کسے صفائیاں دینے بیٹھ گیا"

ذیشان نے خود ہی ہاتھ جوڑتے ہار مانی۔

پر آپ تو کھڑے ہیں، اچھے سے بیٹھ کر صفائی دیں کیونکہ آپ کا ٹیرس "کافی دھول مٹی سے اٹا ہے۔ میں تو چلی۔

مزے سے کہے وہ پلٹ کر روم کی طرف بڑھی کہ ذیشان کے پکارنے پر دبا دبا مسکراتی رکی۔

"ول یو میری می لٹل گرل؟"

وہ اسی مسکراتے انداز میں پلٹی جہاں ذیشان کیکٹس کا چھوٹا سا گملا لیے پرپوز کر رہا تھا، وہ بے اختیار ہنسی۔

"پہلے اسکی جگہ بلیک روز لائیں پھر پراپر جواب دوں گی"

کہہ کر وہ کمرے سے ہوتی بچوں کو بائے کرے چلی گئی اور ذیشان اپنے ہاتھ میں کانٹے دار کیکٹس کو دیکھے خود ہی ہنس پڑا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

زالے تو نیچے آگئی پر بچوں کو وڈیو گیمز میں غرق کرے ذیشان بھی نیچے آیا تو نظر سب کے بیچ بھی بس زالے پر گئی تھی۔

سب رخصتی کی ڈیٹ پر خوش تھے، مگر ذیشان کے لیے ابھی سب ادھورا تھا۔

"مجھے کچھ کہنا ہے آپ سب سے"

سب اہل خانہ کی نظریں بیک وقت سب کے بیچ اٹھ کر کھڑے ذیشان کی طرف گئیں۔

"اب یہ کھوتے کا بچہ کیا شوشہ چھوڑے گا۔ یا اللہ رحم"

مہرین نے تو ذیشو کو کبھی اتنا سنجیدہ نہ دیکھا تبھی پہلے ہی گھبرا گئیں جبکہ زالے کے چہرے کے رنگ سے اڑے۔

"آپ سب میری پیاری فیملی پچھلے کئی سالوں سے مجھے شادی کے لیے مناتے تھک چکے ہوں گے، غصہ بھی آتا ہو گا کہ یہ کیا بڈھا ہو کر شادی کرے گا۔ کیوں نہیں کر رہا۔ تو پہلی بات اب اور بڈھا کیا ہونا یار۔

اول تو سب زیشو نے منہ پھلانے پر ایک ساتھ مسکرائے، ارمان کی بس آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

"بڈھے ہوں تیرے دشمن"

ماں فورا بولی، بابا بھی تیج دیکھانے لگے تو ذیشان نے قہقہہ مارا۔

بس تو آج خوشی کا موقع ہے، ہماری انیہ چڑئیل خیر سے میرے جگرو کے پلے پڑنے والی ہے۔ ویسے اس پر ہم پارٹی کریں گے مل کر جب وہ رخصت ہو کر میری جان چھوڑے گی۔۔ ہک ہاہ! بچپن سے بہت ستا چکی ہے مجھے۔ آفت کہیں کی"

ذیشو کی مستی بھری باتیں سب انجوائے کر کے ہنس رہے تھے، زالے مسکرا رہی تھی۔

"وہ بھی جان ہے ہماری"

سب بیک وقت بولے توانیہ جو واپس آچکی تھی وہیں لاونج کے باہر رک کر زیشو کو مسکرا کر تکنے لگی، اندر جانے کا حوصلہ نہ ہوا کیونکہ اب تھوڑی غیرت فیل ہو رہی تھی، ہاں کسی نے دیکھا ہو نہ ہو ارمان کی نظر اس بندری پر پڑ گئی۔

"جی جی جان۔ تو آج سب جمع ہیں تو میں بھی آپ سبکو اپنے دل کی خبر دینا چاہتا ہوں۔ ہاں اسی دل کی جو کسی لڑکی کو دیکھ کر دھڑکنے سے الرجک تھا

اب سب کی باری تھی تھمنے کی، خود زالے کے چہرے کا رنگ اڑا، ارمان کی وہ توجہ جوانیہ تک تھی واپس ذیشان پر گئی۔

مطلب؟ تم بھی سیریس ہو؟ کون ہے وہ لڑکی۔ بتاو۔ کیا تم شادی کے" لیے تیار ہو"

ایسے کئی سوال ہر طرف سے بلند ہوئے لیکن بس ارمان اور زالے کو جواب پتا تھا، ایون انیہ بھی دم سادھ چکی تھی۔

یہ بریکنگ نیوز ہونے والی تھی۔

مجھے کوریا پلٹ چھوٹی سی لڑکی پسند آئی ہے، وہ بہت ہی کول ہے میری" طرح۔ میں اسے ان فیوچر اچھالگ سکتا ہوں اس میں شک بھی نہیں۔ اسے

دیکھ کر ذیشان ملک کے اندر گھنٹی بجی۔ہاں اب آپ کہیں گے وہ دو سال پہلے بھی یہیں ہی تھی میرے آس پاس۔ لیکن میں نے کہیں پڑھا تھا کچھ ہجرتیں انسان کو سر سے پیر بدل دیتی ہیں۔ سو مجھے اسکے اس ہجرتی روپ نے جکڑ لیا۔ سو آپ سب اگر مجھے بڈھا ہوتا نہیں دیکھنا چاہتے تو میری ابھی اس سے چھوٹی سی منگنی کر دیں۔ وہ پھر ہاتھ نہیں آئے گی، کوریارہ کر تیز ہو گئی ہے"

اب کی بار سبکی نظریں زالے پر تھیں جسکا زمین میں گڑنے کا دل چاہ رہا تھا، ہر کوئی لمحہ بھر ساکن ہو چکا تھا۔

"انگوٹھی تیار ہے"

انیہ جلدی سے اندر آئی اور امیہ جان کی جیولری سے وہ رنگ نکال لائی جو انہوں نے زیشو ہی کی دلہن کے لیے بنوائی تھی۔

سب ہونق ہو کر انیہ اور اسکے ہاتھ میں موجود رنگ دیکھنے لگے، مہرین کا دل چاہا ان دونمونوں پر سر پیٹ لیں لیکن سب جمع تھے تو بچاریں گھوریاں ہی دے سکیں اور دونوں کے ماں باپ تو خوشی سے پھولے تھے تو مہرین کو لگا جیسے جو ہو رہا ہے ہونے دیں، انیہ کی نظر جب ارمان سے ملی تو بچاری کا حلق سوکھا وہ ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اٹھا کر منہ میں ڈال لے گا۔

"جی او میری چیتی"

ذیشان نے ہنس کر اس سے رنگ لی اور وہ تھی بھی بہت پیاری اور چھوٹی سی۔

"زالے؟ بتا پتر؟"

فائزہ نے سہمی زالے کو دیکھا جسے زیشان ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔

"جیسا آپ کہیں دادی جان"

وہ کچھ سمجھ نہ آیا تو یہی بڑبڑائی۔

اور پھر سب کی باری باری مرضی کے بعد ذیشان نے اپنے اینگری برڈ یار سے آنکھوں آنکھوں میں اشارتاً اجازت لی اور اجازت ملتے ہی وہ زالے کے پاس آیا اور اپنا ہاتھ بڑھایا۔

بہنوں بھائیوں بھابیوں نے پر جوش ہو کر ہوٹنگ کی ایون انیہ اور زیشان کے اماں ابا بھی بچوں سا شور مچا رہے تھے۔

وہ ہچکچائی پھر اپنا ہاتھ زیشان کے ہاتھ میں دیا جسے وہ پکڑے اٹھا کر اپنے سامنے کھڑا کیے مسکرا کر آنکھ ونک کر گیا جیسے کہہ رہا ہو، منگنی کا رولا ڈالا ہی نہیں کر بھی لی زالے۔

"آپ چیٹر ہیں"

زالے کی انگلی میں وہ رنگ ایک دم فٹ آئی پر وہ اس سب سے سخت گھبرائی لگ رہی تھی۔

"تمہیں لگا ہوں تو شاید ہوں گا۔"

وہ لاجواب کر رہا تھا۔

"اب لالہ کیسے مانیں گے؟"

وہ روہانسی ہوتی سرگوشی کر رہی تھی۔

"تم مجھ پر چھوڑ دو۔انجوائے کرو بس میرا ساتھ"

وہ کہہ کر سسکی طرف واپس گھوما،انیہ بھی مزے سے امیہ جان سے لپٹ کر بیٹھ تو گئی پر وہ اس پر غصہ تھیں۔

میں زالے سے ان دو کی مہندی پر ہی نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ فائزہ"

"آنٹی؟ ارمان۔۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

نکاح پر تو زالے خود شاک ہوئی، گردن گما کر خاموش رحم طلب نظروں سے زیشان کو دیکھا۔

تم سے اچھا لڑکا میری پوتی کو مل بھی نہیں سکتا تھا۔ جیسے تم بچے راضی" ویسے کر لیتے ہیں۔ بس خوش رہو اور یہ ساتھ عمر بھر کا ہو۔ سب سے اہم "بات ایک دوسرے سے کبھی بے وفائی نہ کرنا

فائزہ نے اٹھ کر دونوں کو اپنے گلے لگایا، ہاں انکی آخری بات میں جو اذیت تھی وہ ہر فرد نے فیل کی۔

ڈنر ہوا تو سب نے مسکرا کر مزید سب فائنل کر لیا، انیہ کچن میں ہی تھی کیونکہ دوستوں کے ساتھ بہت کچھ ٹھوس چکی تھی سو سب کے لیے چائے چڑھا دی اور ارمان کے لیے کوفی بنا رہی تھی۔

سب ڈنر سے فری ہو کر واپس سٹنگ لاونج میں داخل ہوئے تو ارمان کو زیشو گھسیٹ کر سائیڈ لایا۔

"بات سن! تو اسے فارہیڈ کس اور ہگ کرے گا ناں؟"

زیشان کے سوال پر ارمان نے آئبرو اچکائے۔

"کسے؟"

ارمان نے پتھرائے لفظ کہا۔

"زالے کو؟ جب اسکا مجھ سے نکاح ہو گا۔ پر امس کر لے پلیز"

ذیشان کی بات ارمان کو عجیب سا درد دے گئی۔

"کوشش کروں گا۔"

ارمان نے نظریں چرائیں۔

" گلے تو لگ۔ تیری بہن کا گھر والا بن رہا ہوں"

زیشان نے اس ٹھنڈے آدمی سے ہگ بھی مانگ لیا پر خود اسے شرم نہ آئی۔

"بنے گا پھر لگوں گا۔ ہٹ"

ارمان نے ہری جھنڈی دیکھائی تبھی ذیشان نے اسکا راہ روکا۔

"انیہ کچن میں ہے۔ جا کوفی لینے کے بہانے کس کر دے اسے"

ذیشان کے تقاضے پر ارمان نے آگے سے سانڈ سا گھورا۔

"شکل دیکھی ہے اس نے اپنی؟"

انیہ جو باہر دونوں کی گھسر پھسر سن رہی تھی، یہ برداشت نہ ہوا تو باہر جھانکی۔

"کیوں جی۔ کیا ہے میری شکل کو۔ایسے کونسے موتی ستارے ہیں جو آپکی شکل پر ہیں اور میری پر نہیں۔ سمجھا لے زیشو اپنے چھ فٹ اور کچھ انچ کے جگر و کو یہ میرے حسن پر کوئی حملہ نہیں کریں۔اپنی ساری مکھنیوں سہیلیوں میں سب سے پیاری ہوں میں"

کوفی کا مگ نہ تھاما ہوتا تو دونوں ہاتھ جھلا کر یہ درس دیتی۔

زیشان نے یہ ذاتی معاملہ سمجھتے کوفی انیہ کے ہاتھ سے اچکی اور وہاں سے بھاگ گیا جبکہ انیہ کو پھر سے اس سڑے ٹیلے کے لیے کافی بنانی ہو گی یہ سوچ

کر موت پڑی اور رہی سہی کسر تب پوری ہوئی جب وہ انیہ کی طرف بڑھا جس سبب وہ کچن کے اندر پیچھے کو دھکیلی گئی۔

ہالہ اور کک بھی باہر ہی تھے اور ڈائنگ سے کھانا وغیرہ سمیٹ رہے تھے۔

"تمہیں منع کیا تھا کہیں مت جانا۔"

انیہ پیچھے سرکتی جا کر کچن کے مڈ میں بنے کچن کاونٹر سے جا لگی تو ارمان زرا فاصلے پر رکا۔

"وجہ بھی پوچھی تھی کہ کیوں نہ جاوں۔ مجھ سے ضد لگائیں گے تو بدلے میں ضد بھی پائیں گے۔"

وہ ڈری نہیں تھی، کک کو آتے دیکھ کر وہ اسے ارمان کے زرا نظر پھیرنے پر گھوری کہ وہ بچاری فورا دروازے سے مسکراتی پلٹ گئی،ارمان کی چند پل چرائی نظر واپس انیہ پر جا جمی۔

"فائن"

اس سے پہلے وہ پلٹتا،انیہ جلدی سے اسکی راہ میں حائل ہوئی تو وہ رکا۔

"کھانا پینا نہیں ہے مجھے؟"

آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے پوچھا گیا،ارمان کی خفگی زرا زائل ہوئی۔

"آتا نہیں ہے مجھے"

ارمان نے دونوں ہاتھ جینز کی پاکٹس میں دیے اطلاح دی تو انیہ نے ڈرتے ڈرتے دونوں ہاتھ ارمان کے سینے پر رکھے، وہ اسکی شرٹ کے بٹن سے انگلیوں کو الجھائے اسے بند کر رہی تھی جو اسکے چوڑے سینے کے سبب زرا بیٹھنے کے سبب ٹائیٹ ہو کر آدھا کھلنے والا تھا، ارمان نے گردن نیچے کرتے انیہ کے ہاتھوں پر سرسری نظر ڈالی۔

"میں سیکھا دوں گی آپکو۔ تھوڑی لوز شرٹ پہنا کریں ابھی یہ کھلنے لگا تھا بٹن، آپکی راعنائیاں عیاں ہونے کو تھیں۔ وہ پکچر اچھی تھی بائے دا وے۔۔ دیکھی تھی وہ بھی غور سے"

نظریں ہنوز جھکائے ہی وہ اس سے پہلے دبادبا مسکرا کر ہاتھ پیچھے کرتی ارمان نے ایک ہاتھ جیب سے نکالتے دونوں انیہ کے ہاتھوں کو اپنے سینے پر ہی

ہاتھ میں دبائے لاک کیا، وہ بے اختیار اسکی گرے آنکھوں میں جھانک بیٹھی۔

"تم مجھے کیوں تنگ کرتی ہو؟"

اف اس آدمی کا یوں سوال کرنا انیہ کے اندر حشر جگا چکا تھا۔

"کیونکہ آپ نہیں کرتے ناں مجھے تنگ۔ کسی کو تو کرنا ہوگا۔"

وہ مان سے بھری ہوئی لڑکی تھی بس زرا پاگل تھی، اسکا یہی پاگل پن تو ارمان کی زندگی کی رونق تھا جسے وہ چھپا کر رکھے ہوئے تھا کہ نظر نہ لگ جائے۔

"ہمم۔۔ سزا ملے گی بہر حال آج میری بات نہ ماننے کی"

ارمان نے اسکے ہاتھ آزاد کیے تو وہ اسکے پھر مزید سامنے آئی۔

"کیا؟"

وہ متجسس و بیقرار ہوئی۔

"ابھی نہیں بتاوں گا۔ کوفی بنا کر دو"

وہ اس سے دور جانے کو بے قرار تھا پر وہ راہ میں حائل تھی۔

"اچھا ایک سوال۔ منہ دھویا تھا تیزاب سے؟"

وہ سراسر شرارت پر اتری اس وقت قہر لگ رہی تھی، ارمان نے غصے سے دیکھا تو بچاری کی جان سی نکلی۔

"تم سن مت لینا اب مجھ سے"

جناب کو وہ لمحہ سوچ کر ہی آگ لگی۔

"کچھ کچھ ہوا تھا آپکو؟"

ڈر کے آگے جیت ہے یہ سوچ کر انیہ نے پھر سے ارمان کی طرف کھسکتے پوچھا جو اسکے قریب ہونے پر پیچھے ہوا تو انیہ کا منہ بنا، لمحہ لگا تھا ارمان کے پیچھے ہٹنے پر اسکا موڈ خراب ہونے میں۔

"میرے ساتھ ہوش میں رہ کر بات کیا کرو سمجھی"

قہرناک وارننگ نے توانیہ کا مزید موڈ تپا یا۔

"آپ بھلے اپنی وہ والی پکس بھیج کر میرے اندر کی محبوبہ پلس بیوی کو جگاتے پھریں۔اب بدلہ لوں گی۔میں بھی بھیجوں گی پکچر"

انیہ نے بازو سینے پر باندھ کر جب ضد باندھی تو ارمان کا سر چکرایا، اس لڑکی کا دماغی توازن مانو خراب لگا، جتنی دوری بنائی اسکی بازو سے دبوچ کر اپنے قریب کھینچ کر ساری ختم کر دی۔

انیہ نے لہراتے ہوئے ارمان کے سینے سے لگتے گھبرا کر آنکھیں اٹھائیں۔

فون کو خود سے دور رکھنا۔ اگر تم نے ایسی ویسی پکچر لی تو گلا دبا دوں گا"
"تمہارا۔ ایون تم پکچرز ہی نہیں لو گی اب سے۔ فون دو اپنا

ارمان نے اسے خود سے لگائے ہی عقب میں رکھا انیہ کا فون جلدی سے قبضے میں لیا جو بچاری بھیگی آنکھوں سے اپنا فون ارمان کی جیب میں جاتا دیکھے اسے حسرت سے تک رہی تھی۔

م۔۔ میں سلیفیز کیسے لوں گی شادی پر ارمان۔ پلیز دے دیں بھائی سے "
مشکل سے ملا تھا پہلی بار آئی فون۔ میرا والا تو ٹوٹ گیا۔ میں مزاق کر رہی
" تھی۔ تنگ کر رہی تھی۔ پلیز

وہ باقاعدہ رونا ڈال چکی تھی، ارمان کی پینٹ کی جیب تک ہاتھ مار رہی تھی کسی طرح پہنچ ہو پر ارمان نے اسکے دونوں بے قابو بازو دبوچ کر روکا تو وہ دم سادھ گئی۔

"اب تمہیں جو سیلفیز لینی ہوئیں میرے ساتھ ہی لینا۔ بند کرو رونا۔"

وہ اسے ڈانٹ بھی رہا تھا، انیہ کو فون کا شدید صدمہ لگ چکا تھا، آنسو برسات بنے آنکھوں سے ٹپک رہے تھے۔

"ن۔۔ نہیں کروں گی۔ خود کیوں بھیجی تھی پکچر۔ میں بس مزاق کر رہی تھی۔ کیا ایسی لگتی ہوں آپکو کہ آپکی توجہ کے لیے ایسے سٹنٹ کروں گی"

وہ بازو چھڑوا رہی تھی پر چھڑوانا مشکل تھا۔

"توتم کہنا چاہتی ہو میں نے وہ اپنی شرٹ لیس پکچر تمہیں، تمہاری توجہ پانے کے لیے بھیجی؟"

وہ شدید عتاب میں استفسار کر رہا تھا، اور انیہ ضد میں، اسے ارمان کے عتاب سے دگنا دکھ تھا۔

"ہ۔۔ہاں۔۔۔"

وہ آنسو ضبط کرے دانت پیس کر غرائی، ارمان کی آنکھیں لمحے میں مسکرائیں، خود انیہ کو لگا پوری کائنات تھم گئی ان گرے مسکراتی آنکھوں کے حسن پر، وہ جن بازووں کو دبوچے کھڑا تھا انہی سے انیہ کو اپنے نزدیک

سر کا یا کہ دونوں کے چہرے بے حد نزدیکی پر آ گئے، سانسوں کی حرارت باآسانی فیل ہو رہی تھی، انیہ اتنی نزدیکی میں سانس روکے ہوئے تھی۔

ٹھیک لگتا ہے تمہیں۔ لیکن تمہیں توجہ کے لیے کچھ کرنے کی ضرورت " " کبھی نہیں پڑے گی۔ میری توجہ تمہاری طرف ہی ہے

ارمان نے اسکے کان میں جھک کر کہتے بازو آزاد کرے فاصلہ سمیٹا اور جیب میں پھنسا محترمہ کا ہتھیایا ہوا آئی فون نکال کر اسکی طرف بڑھائا۔

وہ سارے آنسوؤں کو پی جاتی جلدی سے فون چھپٹ گئی اور منہ بھی ناراضگی سے پھیرا۔

لیکن پھر ارمان کی توجہ والی بات پر دباد با مسکرائی اور واپس اسے دیکھنے لگی جو اب نرم سنجیدگی میں مبتلا تھا۔

"کوفی ملے گی؟"

وہ نفی میں سر ہلاتی مسکرائی۔

"کوفی ایک ہی بنا کر تھک جاتی ہوں"

ارمان اسے دیکھ کر ہی رہ گیا، اعلی پائے کی کام چور تھی یہ لڑکی۔

تو دھیان رہے آئیندہ سے وہ ایک کپ کوفی صرف میرے لیے ہونی چاہیے اور مجھ تک پہنچنی بھی چاہیے"

ارمان کے لہجے کی جنونیت پر عجیب سی تسکین ملی تھی انیہ کو۔

"ذیشونے پی، آپ نے پی ایک ہی بات۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی، ارمان نے اسکی ٹھوڑی پکڑتے چہرہ اوپر اٹھائے دیکھ کر ہی چپ لگادی۔

"میرے نزدیک یہ ایک بات ہے۔ تمہارے نزدیک نہیں ہونی چاہیے۔ رخصتی کی تیاری پکڑو۔ سب کچھ سٹارٹ سے سیکھنا ہوگا تمہیں۔"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑتی مٹھی میں لیے دباتی ہٹا گئی تو ارمان نے بے اختیار آنکھیں نیچی کیں جہاں وہ اسکے ہاتھ کو پیار سے اپنے ہاتھ میں پکڑے دبائے ہوئے ارمان کے مجمند احساسات کو لو بخش رہی تھی۔

"بہت کچھ آپ کو بھی سیکھنا ہوگا۔مجھے بھی اجازت ملے گی سیکھانے کی؟"

انیہ کا مان،ارمان کی راہ کی رکاوٹ تھا۔

"تم پہلے اپنی اصل جگہ آجاو،اجازتیں خود بخود مل جائیں گی تمہیں۔"

وہ ہاتھ چھڑوانا چاہتا تھا پر وجود میں اٹھتی طلب کی پُر زور من مانی چاہ رہی تھی وہ ایسے ہی اسکے ہاتھ کو پکڑے رکھے،اپنے ہاتھ کی گرم تپش،ارمان

کے ہاتھ میں منتقل کرتی رہے، تب تک جب تک اس لڑکی کا سحر ارمان کے پورے وجود پر حاوی نہ ہو جائے۔

"ساری؟"

وہ شوخ ہو کر ارمان کی ساری تاریکیوں کو مٹی میں ملا گئی۔

"ہوپ سو۔ کیا میرا ہاتھ چھوڑ سکتی ہو؟"

وہ ہاتھ چھڑوانا مشکل جانتے جلدی سے سوال کر گیا، انیہ کو شرارے سوجھی۔

"ناں چھوڑوں تو؟"

اسے ارمان سے ڈر کے بجائے پیار محسوس ہوا، اتنا کہ وہ ساری جھجک اک طرف کر گئی۔

"مجھے چھڑوانا آتا ہے"

بلا کا یقین تھا ان فتنہ گر آنکھوں میں۔

"دیکھائیں چھڑوا کر"

وہ ہاتھوں کو دیکھنے لگی جن میں ارمان کا ہاتھ زبردست قید تھا، ارمان نے اپنے ہاتھ کو ایک ہی جھٹکے سے ان مخملی ہاتھوں سے آزاد کروایا تو انیہ نے بے اختیار نظر اس سنگدل پر ڈالی۔

جو ایسے محبوب ہستی کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوالیں، انکے لیے دامن "چھڑوانا بھی آسان ہوتا ہے" ارمان

انیہ کو دکھ دیا تھا اس نے، اور وہ جانتا بھی تھا۔

"تمہیں کیوں لگا تم محبوب ہستی ہو؟"

وہ حیرت کا شکار تھا۔

"نہیں ہوں تو دیں طلاق"

انیہ کے اس واہیات تقاضے پر ارمان نے ایک لمحے میں اسکے بالوں پر نرم پکڑ جماتے انیہ کا چہرہ اپنے قریب کیا۔

"اگر تم نے دوبارہ یہ لفظ کہا تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا۔"

وہ ارمان شیرازی کے قہر سے زرا بھی خوفزدہ نہ تھی۔

"ہاتھ چھڑوا کر نیض تو کاٹ دی، زبان بھی کاٹ دیں گے تو کیا انوکھا ہو جائے گا"

وہ اب کے غصے میں نہیں تھی، ٹوٹ گئی تھی۔

"میں نے ہاتھ کیوں چھڑوایا۔ تم سچ میں نہیں سمجھی؟"

وہ اسکے بالوں کو سہلاتا اس بار زخمی لہجے میں بولا تو انیہ نے نظریں زیر ک
کیں۔

ہم لڑکیوں کی سمجھ، اپنے محبوب لوگوں کے معاملے میں کام نہیں"
کرتی۔ ہم پہلیاں نہیں بھانپ پاتیں۔ ہم الجھنا برداشت نہیں کر
"سکتیں۔ رخصتی سے پہلے بتادیں کیا ہے انیہ آپ کے نزدیک

وہ حق پر تھی، ہاں وہ اپنی بات کہہ دینے کے معاملے میں نڈر تھی جبکہ وہ
شخص چاہ کر بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔

"بیوقوف"

وہ کہہ کر اس سے دور ہوئے پلٹا تو انیہ کا دل چاہا کچھ اٹھا کر اس بندے کے سر میں مار دے۔

"آئی ہیٹ یو"

وہ پیچھے سے چینخی جبکہ ارمان کی برداشت جیسے دم توڑ چکی تھی۔

"بٹ آئی لو و یو میڈ گرل"

وہ بھی پلٹ کر چینخا، جبکہ دونوں اپنی اپنی جگہ پتھر کے بت بن کر رہ گئے، انیہ نے لڑکھڑاتے ہوئے کاونٹر کا کارنر تھاما جبکہ ارمان نے اس بکواس بے خود بات پر دو سیکنڈ کے اندر وہاں سے چہرہ چھپا کر واک آوٹ کیا، انیہ

صدمے کی سی کیفیت میں وہیں نیچے بیٹھتی چلی گئی، ایک بار پھر دونوں ہاتھ تھپرانہ انداز میں گالوں پر مارے۔

"نہیں نہیں۔ انیہ آئی لو و یو نہیں کہا۔ آئی کل یو کہا ہو گا۔ میرے ہی کانوں کو دھکے لگے جو ایسا سنائی دیا۔ وہ ایسا مر جائیں گے پر نہیں کہیں گے۔ میں ہی مری جا رہی ان کے لیے۔ اب دیکھنا ویڈنگ نائیٹ پر منہ بھی نہیں لگانا۔ ایک تو میں انکے سامنے ہوش گنوا بیٹھتی یار، وہ آئی کل یو کہہ گئے اور مجھ منحوس کو اپنے مطلب کی ہی بات سنائی دی۔ یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ"

انیہ وہیں سر پکڑے بیٹھی سوچ رہی تھی جبکہ باہر سب کے بیچ آکر بیٹھتے ارمان کا رنگ اڑا بس ذیشان نے بھانپا پر پوچھا نہیں کیونکہ وہ آفت کا پرکالہ اپنی والی کی گھوریاں انجوائے کرنے میں بزی تھا۔

خیر خوبصورت سی ایوننگ ختم ہوئی تو ارمان پہلے ہی دادی جان کو لیے نکل گیا اور پھر یاد آیا بہن کو تو ہر بڑاہٹ میں وہیں چھوڑ آیا تبھی ذیشان کو کال کی جو پہلے ہی زالے کو لے کر پیچھے ہی نکل چکا تھا۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا"

زالے خاموی توڑے آخر بول ہی پڑی۔

"سب کو دیکھا تم نے، میری شادی کے لیے کتنے ترسے تھے۔ بھلا ہو رہا ہے ہونے دو۔ تمہیں پرپوز بلیک روز سے ہی کروں گا"

ذیشان مزے سے ڈرائیونگ کر رہا تھا اور زالے کو بنا ماموں کو بتائے انگیجمنٹ کرنے پر رونا آ رہا تھا تبھی وہ رِنگ کو دیکھے جا رہی تھی۔

"اور اگر میں نے پرپوز کرنے پر منع کرنے کا سوچا ہوا ہو تو؟"

وہ سرسری سا زالے کو دیکھ کر واپس سامنے دیکھنے لگا۔

"ایسا نہیں کر سکتی تم۔ میں نے اب مائینڈ بنا لیا زالے۔"

وہ بے چین ہوا تو وہ گردن گھما کر ذیشان کو دیکھنے لگی۔

شادی کے فیصلے مائینڈ نہیں دل بنانے سے ہوتے ہیں۔ آپ نے جھوٹ کہا" کہ مجھے دیکھ کر گھنٹی بجی۔ آپ صرف میری ہلپ کر رہے ہیں۔ میری

محرومی دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔آپ کو مجھ سے خدانخواستہ پیار تھوڑی ہے "

وہ سخت مضطرب تھی۔

"یہ سب سائیڈ کرو۔اصل ٹنشن بتاوزالے؟"

وہ گاڑی سائیڈ لگاتے فکر سے اسکی طرف رخ کیے بیٹھا۔

"ماموں کو بتایا تو وہ ہرٹ ہوں گے۔وہ میری مما اور میرے بابا دونوں ہیں۔انکے بنا انگیجمنٹ؟"

وہ رونے لگی تو ذیشان نے اسکے دونوں ہاتھوں کو نرمی سے اپنے خوبصورت ہاتھوں میں لے کر دبایا، وہ خوش تھا کہ وہ اس منگنی کو سچ میں اہمیت دے رہی ہے۔

کہنا ذیشان تھوڑا پاگل ہے۔ اگر پھر بھی ہرٹ ہوئے تو میں جا کر منا لاوں گا۔"

وہ بھیگی سانس کھینچتی حیرت سے اسے تکنے لگی۔

"س۔۔ سچی؟ آپ ایسا کریں گے؟"

آنسو ان سرمئی آنکھوں میں اب بھی اٹکے تھے۔

"تمہیں اب بھی لگتا ہے میں ایسا کچھ ہے جو نہیں کر سکتا زالے۔ایسے اتنی چھوٹی سی بات پر اتنا سارا کون روتا ہے۔میری ہو کر تو تمہیں ان آنسوؤں سے ناطہ توڑنا ہو گا۔"

وہ فوراسے نظریں جھکا گئی اور اس نے ذیشان کے ہاتھوں پر مخملی سی پکڑ بھی بنائی جو اس شخص کو مسرور کر گیا۔

"آپکو نہیں لگتا ہم ایک دوسرے پر زبردستی اور بہت جلدی سوار ہو رہے ہیں؟"

یہ کہتے وہ تھوڑی پریشان تھی۔

"تم کچھ مت سوچو۔ماموں سے بات کرو۔مان گئے تب تو مزے اور سیڈ فیل ہوں تو مجھے ایک میسج کر دینا۔میرا ویسے بھی اوٹ آف کنٹری وزٹ ہے۔کوریا جانا مشکل نہیں ہو گا۔اب سمائیل کرو۔تمہارے سبب اس ڈائمنڈ رِنگ کی قسمت جاگ گئی۔ہم دونوں کی نہ سہی،اسی کی خوشی میں مسکرا لو"

وہ روتوں کو ہنسانے کا ہنر رکھتا تھا۔

"ذیشان۔پلیز آپ خود کے ساتھ زبردستی مت کریں۔پسند کے راستے نہ ہوں تو پیروں کو مشکل میں ڈال دیتے ہیں"

وہ اسکے نام لینے پر بے قرار ہوا،یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ یہ راستہ جو ذیشان نے چنا وہ کہیں سے بھی ناپسند نہیں ہے۔

اور پسند کے راستے ہوں تو پیر خود بخود دل کی اس دنیا کی جانب اٹھتے "
ہیں، میرے قدم اپنی طرف آتے محسوس کرو۔ کچھ بھی میری مرضی کے
" خلاف نہیں زالے۔ مرضی کے بنا تو میں کسی کو سلام نہ کروں۔

وہ اسے ہی دیکھتی رہ گئی، وہ بھلے شوخ اور بے باک تھا لیکن سچ کہتا تھا زالے
اسکے اس روپ سے تواب مل رہی تھی۔

"ٹھیک ہے"

وہ مان گئی تو دونوں نے ہاتھوں کو ایک دوسرے سے الگ کیا۔

" مجھے ذیشان ہی بلانا۔ سب زیشو کہتے ہیں۔ تم منفرد رہنا۔ "

وہ واپس گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا جبکہ اسکے تقاضے نے عجیب آلوہی سی مسکان زالے شیرازی کے ان لبوں پر بکھیر دی جو بہت کم مسکرائے تھے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"واٹ ! شادی۔۔۔زالے تم مزاق کر رہی ہو ؟"

رات جب وہ سب لوگ واپس آئے تو زالے نے ماموں کو وڈیو کال کی تاکہ ان سے پرمیشن لے سکے مگر آلین کا ردعمل حیرت میں ڈوبا تھا۔

"نہیں ماموں، مزاق نہیں کر رہی بس آپ آجائیں۔ یہ سچویشن میں ہینڈل نہیں کر پا رہی۔ آئی نیڈ یو"

زالے کی پلکوں پر اٹکے آنسوؤں پر آلین نے مشکل سی سانس کھینچتے لاڈلی کو دیکھا۔

"Look at me Zaaly"

ماموں کی بات پر وہ بمشکل رونا سنبھال پائے انکو دیکھنے لگی۔

"میں تمہیں اچھے سے ان دو سالوں میں جان گیا ہوں، تم کوئی فیصلہ بلا وجہ نہیں کرتی۔ خود کے لیے سوچنا تو تمہیں بلکل نہیں آتا۔ تو بتاو مجھے اس فیصلے کے پیچھے کون ہے۔ کس کی خوشی کا خیال رکھ رہی ہو بتاو؟"

وہ ماموں کو آس سے تکنے لگی، شاید وہ انکے گلے لگ کر بہتر سمجھا سکتی تھی۔

"لالہ کے بیسٹ فرینڈ ہیں، انکی باتیں مجھے الجھا گئی ہیں۔ پتا نہیں کیوں لیکن مجھے لگتا ہے صرف وہی مجھے ایسے طریقے سے لالہ واپس لوٹا سکتے ہیں کہ مجھے آپکو چھوڑنا نہ پڑے۔ میں آپکے بنا نہیں رہ سکتی ماموں"

وہ بھیگی آنکھیں لیے آلین کا دل کاٹ رہی تھی۔

"کیا وہ ذیشان ملک تمہیں پسند ہے ؟ کیا تم ساری زندگی گزار لو گی اس کے ساتھ ؟ ایسی کیا خاص بات ہے اس میں کہ تم اتنی جلدی اسکے حق میں فیصلہ کر بیٹھی"

آلین ابھی بھی مطمئین نہ تھا۔

"انہوں نے مجھے آپ سے کبھی نہ چھیننے کا وعدہ کیا ہے"

وہ روہانسی ہوئی۔

"تمہیں نہیں پتا زالے، ہر وعدہ پورا نہیں ہوتا۔ مجھے پتا ہے بیٹیوں کو اک دن رخصت کرنا پڑتا ہے لیکن میں تمہیں اتنی جلدی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اگر تم سمجھتی ہو وہ سچا ہے تو میں آ جاتا ہوں۔"

آلین کے آنے کی آمادگی پر وہ بھیگی آنکھوں سے ہی مسکرائی۔

"مطلب آپکے لیے لڑکی ڈھونڈ کر رکھوں؟"

وہ فورا رونا بھولے شرارت پر اتری، آلین نے آئبرو اچکائے۔

مجھے اپنی بیٹی، لاڈو کی ہر دم مسکراتی آنکھیں چاہیں۔یہ میری زندگی آباد" ہونے سے کئی گنا ضروری اور افضل ہے زالے۔تمہارے نکاح پر ملتا "ہوں۔

وہ ماموں کے عین وقت پر آنے کا سن کر پریشان ہوئی۔

"پہلے نہیں آئیں گے؟"

وہ آس میں مبتلا تھی۔

"جتنی دیر میں یہاں ساوتھ کوریا سے اوٹ رہوں گا، نقصان ہوتا رہے گا۔ اچھے سے پتا ہے تمہیں جاناکہ میں چھوڑ نہیں سکتا زیادہ دیر یہ جگہ۔ صرف دو گھنٹوں کے لیے آوں گا وہ بھی صرف تمہارے اور زیشان کے نکاح کے لیے۔ میرا پاکستان میں پہلا وزٹ کافی گندا تھا، ہوپ سو یہ اچھا ہو۔ اور ہاں تم دو کی پراپر شادی یہاں کوریا میں ہو گی۔ اس بارے کچھ نہیں سننے والا اور وہ بھی تمہارے ایگزامز کے بعد۔ پڑھائی پر نو کمپرومائز"

وہ ماموں کے رعب پر مسکراتی انھیں محبت سے تکنے لگی، ہاں مل کر ان سے پوچھنا ضرور چاہتی تھی کہ پہلا وزٹ کیوں گندا تھا، کیونکہ آلین نے اسے

ماضی کے بارے کبھی کچھ کلئیر نہیں بتایا سوائے اسکے کہ زینیہ کی ابراہیم سے شادی ہوئی اور پھر انکی پہلی بیوی کی خودکشی کے بعد ابراہیم نے زینیہ پر الزام لگا کر لڑنا شروع کر دیا کہ اسکی وجہ سے انکی پیاری بیوی، انکے وارث کی ماں مر گئی اور اسی فرسٹریشن میں ان دو کے بیچ جھگڑا ہوا اور بات ایک دوسرے پر گن اٹھانے تک آ گئی، ہاں اسکے بعد کیسے گولی ابراہیم کو لگی، ذینیہ کا کتنا قصور تھا، یہ سب آلین نے کبھی نہیں بتایا تھا۔

"اوکے باس۔ میں آپکا انتظار کر رہی ہوں۔ آپکے پاکستان کے اس دوسرے وزٹ کو خوبصورت بنانا میرا کام ہے۔ آئی لو یو سو مچ ماموں"

وہ آخری جملے پر پھر روہانسی ہوئی۔

"آئی لو یو ٹو"

وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

"چلو آرام کرو اور دیکھو اپنے ان کے خواب۔۔ ہنہ۔ مجھے اب کون لفٹ کروائے گا"

آلین کی معصومانہ جیلسی پر وہ کھلکھلا دی۔

"ساری لفٹ میرے ماموں کی ہے، آلین جاہ کی ملکیت۔ آپکے اپنے بچے بھی آ گئے تب بھی میں نے قبضہ مافیہ بن کر آپ پر مسلط رہنا ہے اور یہ اعلان کرتی رہوں گی کہ آپ میرے ہیں"

وہ بھی ذرا ہر فکر سے آزاد ہوئے حق جمانے لگی۔

"نہیں چاہیں اپنے بچے ؟ خدا نہ کرے۔ اول فول مت بولا کرو۔ مجھے۔۔ میرا بچہ صرف تم ہو، تم ہی رہو گی۔ چلو آرام کرو اب۔ جلدی ملتا ہوں اپنے دلہن بنتے بچے سے"

وہ پیار سے سکرین پر کس کرتی مسکرائی تو آلین بھی ہنستے ہوئے کال ڈسکنٹ کر گیا لیکن زالے مطمئین ہو کر سونے لیٹی پر آلین دم سا گھٹنے پر اپنے روم سے نکل کر ٹیرس پر آ رکا۔

خیالات کسی بھٹکتے سفر پر نکلے۔

"آلین! تم اسے کیوں اسکے اپنوں سے چھینا چاہتے ہو؟ دیکھو میں تم سے ایسے شادی نہیں کروں گی۔ تمہارا دھیان اور ساری محبت تو تمہاری بھانجی

میں اٹکی ہے۔ کبھی کبھی لگتا ہے وہ تمہارے لیے مجھ سے بھی اہم ہے۔ مجھے تو وہ ابھی سے اپنی سوتن لگتی ہے۔ جب اٹھارہ کا ہوتے وہ تمہیں ملے گی پھر میری یا ہمارے ہونے والے بچے دیوار سے لگ جائیں گے۔ تم اتنے پاگل ہو اپنی بہن کی بیٹی کے لیے"

وہ بہت پیار کرتا تھا علیحہ بدر سے، وہ اسکی یونیورسٹی میں پڑھتی تھی لیکن آلین کی زالے سے محبت وہ پتھر تھا جو علیحہ کو جب جب چبھتا وہ آلین کے دل کو بھی لہولہان کرتی تھی لیکن یونیورسٹی کے وہ آخری دن تھا جب اس لڑکی نے آلین کا اخیر ضبط آزمایا تھا۔

"میں تو سوچ رہا ہوں اپنے بچے کرنے کی بھی ضرورت نہیں، ہم زالے کا ویٹ کریں گے۔ وہی ہماری اولاد ہو گی۔"

اس روز آلین نے اپنی محبت، جسے وہ کالج سے چاہتا آیا تھا، یہ جواب دے کر اپنے اور اسکے رشتے پر پہلی ضرب لگائی تھی۔

میں نے بہت محبت کی تھی تم سے آلین، لیکن تم نے آج ثابت کر دیا کہ "
تم صرف اپنی مری ہوئی بہن کی امانت کے ہو کر رہ چکے ہو۔ فائن۔ بریک آپ کرتے ہیں۔ کیونکہ تم سے بچھڑنے کا دکھ آسان ہے اس اذیت سے جو زالے نامی خنجر مجھے تاعمر دے گا۔ ویسے بھی میرا پرپوزل آیا ہے۔ تم سنبھالو "اپنے فرض اور اپنی محبت اور خوشی پر خاک ڈالو

اس روز علیحہ بے حد روئی تھی، مانو اسکی جان نکل رہی ہو لیکن آلین پتھر بنا بس سن رہا تھا۔

وہ ذینیہ یعنی اپنی بہن سے ماں کی طرح پیار کرتا اور پھر مرنے سے کچھ دن پہلے ذینیہ نے اپنی کوکھ میں پلتتی بچی آلین کے پاس امانت دی تھی، گویا اسے جینے کا مقصد دیا تھا۔

"ڈال دی خاک علیحہ بدر۔ شادی مبارک ہو۔ مجھ سے محبت کرنے والی عورت کو میرے دل میں بسی میری بیٹی زالے کو بھی قبول کرنا ہو گا۔ وہ میرے جسم کا حصہ ہے جو جیتے جی تو مجھ سے جدا نہیں ہو گی۔ ہاں مجھے اسکے لیے تم سی ہزار بھی قربان کرنی پڑیں تو میں کر گزروں گا"

وہ یہ کہہ کر چلا گیا، مڑ کر خبر نہ لی علیحہ کی اور یونیورسٹی کے اینڈ کے دو ماہ بعد خبر آئی کہ وہ سچ میں شادی کیے ساوتھ کوریا سے چلی گئی۔

اور اسے بھولنے میں آلین کو سالوں لگ گئے، پھر وہ زخم دو سال پہلے یوں ہو گیا جیسے تھا ہی نہیں جب زالے اسے واپس ملی، وہ سارے دکھ بھول گیا کہ زالے کا ملنا ماں جیسی بہن زینیہ کی موت کا مرہم تھا، آلین کے بہت سے خساروں کی تلافی تھی اور آج وہ اس مقام پر تھا کہ خود کو بے وقعت محسوس کر رہا تھا۔

اس نے تو زالے کا ایسا بچھڑنا کبھی سوچا ہی نہ تھا۔

"تم خوش رہو گی تو تمہارے ماموں بھی خوش رہنے کی کوشش کریں گے۔ میں صرف اس سے ڈرتا ہوں کہ کوئی تمہارا وہ دل نہ دکھا دے جس سے آلین جاہ کو بے پناہ پیار ہے۔ آہ زالے! تم اتنی جلدی کیوں بڑی ہو گئی۔ میں تو تمہیں ہمیشہ اپنی بیٹی بنا کر پاس رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن تم نے تو بہت عجلت میں اپنا راستہ چن لیا"

وہ ریلنگ پر دونوں ہاتھ ٹیکے زرا سا جھک کر تاریک رات سے ہمکلام تھا، اداسی چار سو رقصاں تھی پر اب تو یہ آلین کے وجود کا حصہ بن چکی تھی جسے جھٹکنا ناممکن ہو چکا تھا مگر یہ سچ ہے علیحہ بدر آج بھی اسکے دل کے اک چھوٹے سے حصے پر پوری شان سے قابض تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

اگلے دن سے ہی جہاں ارمان اور انیہ کی شادی کی تیاریاں چلتی نظر آئیں وہیں زالے اور ذیشان کے نکاح کو بھی ان دو کی مہندی پر رکھا گیا کیونکہ زالے نے ابھی صرف نکاح کی خواہش کی تھی جسے فائزہ اور ارمان دونوں

نے مناسب سمجھتے قبول بھی کیا کیونکہ اسے لگتا تھا وہ شادی اور دلہن بننے کے لیے ابھی تیار نہیں ہے۔

اب ذیشان ملک نے بلیک روز پاکستان کے چپے چپے سے اونلائن پتا کروا لیے پر کہیں سے بھی سٹاک میں نہ تھے، پھر اسے ایک ترکش فلاورر ائیل سٹور پر پیور بلیک روز ملے لیکن انکو وہاں سے خود جا کر پک کرنا تھا۔

تبھی وہ پہلی فلائیٹ پکڑے استنبول نکلا اور وہاں پہنچ کر اس نے زالے کو کال کی اور یہ مہندی سے دو دن پہلے کی بات تھی۔

"اگر میں تمہیں نکاح کے بعد بلیک فلاور دوں تو چلے گا؟"

وہ اس وقت دادی جان کے ساتھ مال آئی تھی کیونکہ انکی ضد تھی زالے نکاح کا ڈریس خود لے کیونکہ وہ یہاں کے روائیتی نکاح کے جوڑے نہیں چاہتی تھی۔

"کیوں مل نہیں رہے کیا؟"

وہ رک کر فکر مندی سے بولی جبکہ فائزہ اس بوتیک میں داخل ہو گئیں۔

"ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے۔ تم وہ بتاو جو پوچھا۔"

ذیشان نے تو اسے لاجواب ہی کر دیا۔

"امم او کے۔"

وہ فوری مان گئی۔

تھینکیو۔ خیر میں تین دن کے لیے ایک فیشن ویک کے لیے استنبول آیا"

"ہوں۔ نکاح تک پہنچوں گا واپس۔ تمہارا بلیک روز لے کر۔

وہ دھیما سا مسکرائی۔

"لڑکیاں بھی ہیں؟"

زالے نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا اور دوسری جانب وہ ایک بہت ہی

خوبصورت فلاور شاپ کے باہر کھڑا تھا جہاں وہ تین دن بعد کے لیے ان

خاص گلابوں کا آرڈر دے چکا تھا۔

"ہاں بہت ہاٹ ہاٹ لیکن میں انکو دیکھ بھی نہیں پا رہا اس بار، چھونا تو دور ہے"

وہ اسے ڈھکے لفظوں میں اسکی اہمیت بتا رہا تھا اور وہ روہانسی ہو کر رہ گئی، وہ فل بلیک میں نک سک تیار کافی چارمنگ لگ رہا تھا۔

"اس بار ایسا کیا ہے؟"

وہ اسکے منہ سے اہمیت سننا چاہتی تھی۔

"اس بار میں ایک چھوٹی سی لڑکی کے سحر مبتلا ہوں، جس نے ہیرے جوہرات اور تاروں کو چھوڑ کر زیشان حیدر ملک سے کالے پھول کی

فرمائش کی۔اچھا سنو نکاح کے لیے بلیک ڈریس لینا۔مائی فیورٹ کلر۔میں
"بھی بلیک ہی پہنوں گا۔سب بلیک ہو گا تو بہت پیارا لگے گا

وہ شدید حسین مسکرائی۔

"ابھی وہی لینے آئی ہوں دادی جان کے ساتھ"

وہ فوری بولی۔

چلو میری طرف سے گفٹ ہو گا ڈریس۔میں کریڈٹ بھیجتا ہوں۔دادی"
"جان کے پیسے بچا لو

وہ کچھ بول نہ پاتی تھی ایسے۔

"ا۔ ابھی نہیں۔ نکاح کے بعد لے لوں گی گفٹ۔ ابھی مناسب نہیں

پلیز"

وہ بے چین تھی اور ذیشان اسکی بے چینیاں ہی تو مٹانے کا خواہش مند تھا۔

"ڈن۔ چلو تین دن بعد ملتے ہیں۔"

وہ کال کاٹتے کاٹتے رکا۔

"پلیز صرف ایک روز لیجیئے گا۔ آئی نو وہ بہت ایکسپینسیو ہوتا ہے۔"

زالے کی تمہید پر وہ استنبول کی خوبصورتی سے زیادہ پیارا آدمی دلفریب مسکرایا۔

"تمہاری ایک لمحے کی سمائیل کی قیمت ایک کالا پھول۔۔ چلو کام کرنے دو مجھے اب۔ تین دن تک اویلیبل نہیں ہوں۔ لیکن اسکے بعد ہمیشہ کے لیے سر پر سوار رہوں گا سو تین دن کی آخری موج مبارک"

وہ خود تو مہربان موسموں کی طرح مسکراتا ہی تھا، اب زالے کی مسکراہٹ بھی اسکے لیے اہم تھی۔

ہاں زالے نے اسکی فرمائش مانی، بلیک گاؤن ڈریس لیا حالانکہ فائزہ کو پسند نہ آیا لیکن وہ لاڈ کر کے منا چکی تھی۔

ہاں اگلے تین دن اس نے خوامخواہ بنا کسی جذبے کے بھی ذیشان کو مس کیا تھا، اچانک سے وہ محبت نہ سہی وہ پیارا لگنے لگا۔

جہاں انیہ اور ارمان کی مہندی کا دن آیا وہیں زالے اور ذیشان کے نکاح کی شام بھی آ پہنچی تھی۔

اور یہ سب ایونٹ ملک حویلی میں رکھے گئے کیونکہ دو الگ الگ جگہ ایونٹ رکھ کر مہمان بھی ڈسٹرب ہوتے اور دونوں کپلز بھی۔

دن تو گزر گئے اور چونکہ انیہ یونی بھی نہ جا سکی اس لیے ارمان کے رابطہ نہ کرنے اور اس کنفوژن کے زیر اثر پریشان رہی اور اندر کا کیڑا اب آرام کرتا رہا کہ ایک بار ارمان سے پوچھ لے کہ اس نے واقعی آئی کل یو کہا تھا، چونکہ دو دن سے وہ مایوں بیٹھی تھی اور ارمان سے وہ مہندی سے پہلے ملنا چاہتی تھی تبھی اپنے چاروں چھٹکے بھانجے بھتیجوں کے ساتھ آئس کریم کا پلین بنایا، اب ڈرائیور نے ان پانچوں کو لیا اور نکل گیا جبکہ انیہ نے بڑی چالا کی سے چاروں بچوں کو ورغلایا اور زالے سے کام کا کہے خود کو شیرازی ہاوس ڈراپ کروائے انکو ڈرائیور کے ساتھ آئس کریم کھانے روانہ کیا۔

اب چوکیدار نے تو اسے دیکھتے ہی دروازہ خوش دلی سے کھول دیا جبکہ وہ مبہوت تو شیرازی ہاوس کی سجاوٹ پر ہو گئی، ارمان وہیں بیک یارڈ کی طرف کوئی کال سننے گیا تھا جبکہ فرنٹ یارڈ کی طرف بھاری لائٹنگ کا کام ہو رہا تھا، انیہ جو مایوں کے شرارے میں ہی ملبوس پورے ہاوس کو سراہتی

مسکراتی نظروں سے دیکھ رہی تھی، ارمان کی جیسے ہی کال بند کر کے مڑتے اس پر نظر پڑی، اسکی بازو کھینچے بیک یارڈ کی طرف گھسیٹ کر لایا جو اس اچانک افتاد پر ہانپ سی گئی۔

"آج مہندی ہے ہماری، تم کیا کر رہی ہو یہاں انیہ ؟"

پہلا شاک انیہ کا یہاں آنا دوسرا مایوں کی دلہن بن کر آنا، ارمان کے لیے حسیں مفلوج ہونے سا معاملہ تھا۔

وہ میں ایک کنفوژن کلئیر کرنے آئی ہوں آپکے پاس پروفیسر ارمان "شیرازی"

وہ اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھے سہارہ لیے، ہیلز میں اٹکے پیروں کو زرا آرام دینے لگی۔

"کہو اور نکلو"

وہ اس کے توبہ شکن سراپے سے نظریں ہٹانا دو بھر محسوس کیے جان چھڑواتے انداز میں بولا۔

"اس دن آپ نے مجھے آئی لو ویو کہا تھا یا آئی کل یو۔۔۔؟"

نہایت اہم معاملہ تھا جسکے لیے وہ چھپ کر کئی رشتہ دار نامی سرحدیں پار کیے پہنچی تھی۔ ارمان کے چہرے کے رنگ بدلے، اس نکمی سے یہی

امید تھی اسے۔

"آئی کل یو کہا تھا"

ارمان نے نظریں سی چراتے اسکا ہاتھ ہٹایا تو وہ توازن برقرار نہ رکھتے اس سے پہلے گرتی، ارمان نے اسے سنبھالا، بازووں میں اٹھایا، لمحہ بھر انیہ کے چہرے کا رنگ اڑا، دونوں بازو ارمان کے کاندھوں کے گرد حمائل کیے حالانکہ وہ اسے گراتا، ایسا ممکن نہیں تھا پھر بھی فطری احتیاط آڑے آئی، جبکہ انیہ سے دگنا تو اسکے شرارے کا وزن تھا۔

"آئی کل یو کہا پر پھر میرا دل اب تک کیوں تیز دھڑک رہا ہے"

وہ اسے ہی نہیں، ارمان کی پوری دنیا کو اپنے آگے ڈھیر کرنے پر تُل چکی تھی.

"میں مل رہا ہوں ناں تمہیں، اس خوشی میں پاگل ہو گئی ہو"

ارمان نے اب بھی اپنے ارمانوں کو جگاتی اس آپسراہ کو بہلا دیا جو دل سمیت اسکی بازووں کی گرفت میں تھی کہ وہ اسکے دھڑکتے دل کے

شور سے بدحواس ہوا اوپر سے انیہ کا اسکی آنکھوں میں مسلسل دیکھنا۔

مجھ سا شعلہ! ایک ڈیزرونگ کولڈ مین کو مل رہا ہے۔ پاگل تو ہونا بنتا ہے۔ اس سے پہلے آپ مجھے گھبرا کر گرادیں، نیچے اتار دیں۔ یہاں سسرال

"میں میری تھوڑی عزت ہے

آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے وہ ارمان کا دل مٹھی میں لیے اب چاہ رہی تھی وہ اسے جانے دے، ناممکن!

"نہ اتاروں تو؟"

ارمان کے ضدی انداز پر وہ گردن میں حمائل بازو جکڑتی ارمان کے قریب ہوئی تو دونوں کی آنکھیں دھیما سا مسکرائیں۔

"تو آپکے بہکنے کا خطرہ ہے، کیونکہ میں بہت پیاری لگ رہی ہوں"

اسے خود پر بلا کا رشک تھا اور ٹھیک بھی تو تھا، وہ گیندے کا پھول ہی تو بنی تھی، گلابی چہرہ اسکے حسن پر عطر چھڑک رہا تھا۔

"اس دن میں نے واقعی آئی کل یوہی کہا تھا"

ارمان نے اسی وارفتگی سے دوبارہ صفائی دی، انیہ نے پچھلے کچھ دن بہت خود کو اس میں الجھایا لیکن اس وقت جب ارمان نے یقین دلانا چاہا تو اس لڑکی کو وہ یقین مل گیا کہ اس روز سچ میں اس شخص کے ہونٹوں سے اقرار ہی چھلکا ہے۔

ورنہ اتنے دن وہ انیہ سے بھاگتا کیوں۔۔۔

"پتا ہے۔ آئی لو ویو کہنا آپ پر سوٹ بھی کہاں کرے گا۔"

انیہ نے اسکا مان رکھ لیا تاکہ وہ نظریں نہ چرائے، ہاں وہ ارمان کی ہر طرح کی سرد مہری کے باوجود اس کے لیے موم جیسی تھی۔

"ہمم۔۔ کس کے ساتھ آئی ہو"

ارمان نے اسے نیچے اتارتے نرمی سے پوچھا۔

"بچہ پارٹی کے ساتھ۔ وہ آ چکے ہوں گے باہر آئس کریم لے کر۔۔اس سے پہلے کسی کو پتا چلے، میں نکلتی ہوں۔ میرا کام ہو گیا جو کرنے آئی تھی"

انیہ کے اپنا توازن برقرار کیا تو ارمان نے اسکے پیروں کی طرح نظر ڈالی۔

"تمہارے لیے کمفرٹیبل ہیلز بھیجواتا ہوں۔ جاتے ہی اسے اتار کر پھینکو۔"

ارمان کو ایسا لگا جیسے انیہ کے پیروں کو وہ ہیلز درد دے رہی ہیں، انیہ نے بے انتہا خوشی کی کیفیت میں ارمان کو دیکھا، وہ اسکی فکر کر رہا تھا، اس پر یقین کرنا مشکل ہوا۔

"مجھے ڈریس بھی بھاری لگ رہا ہے۔ مہندی والا تو اس سے دگنا ہے۔ اسے بھی پھینک دوں؟"

انیہ کی آنکھوں میں صاف صاف شرارت تیر رہی تھی، ارمان نے آئبرو اچکائے تو وہ اسکے قریب سرکتی اسکے ہاف وائیٹ لائنگ کرتے کی لکیروں پر نادیدہ انگلی پھیرتے پھر سے پلکیں اٹھا کر اسے تکنے لگی۔

"آپکو اچھا لگا؟ میرا آنا؟"

ارمان اسکی کوشش سراہنا چاہتا تھا پر یوں تھا جیسے کسی ڈر کے بیچ میں حائل ہونے نے اسے روک رکھا ہو۔

"نہیں"

ارمان کے یک لفظی جواب پر وہ گلاب چہرہ مرجھایا۔

"مجھے کل تمہارا آنا چاہیے بس"

اس سے پہلے وہ نین پانیوں میں ڈوب جاتے،ارمان کی لفظی کوشش انیہ کو دلاسے سی اپنی آغوش میں بھر گئی۔

"تو یہ کہیں کہ آپکو میرا ابھی آ کے جانا برا لگ رہا ہے"

وہ سب سمجھ کر کہہ بھی دیتی تھی،ارمان نے ارد گرد نظر گمائی کہ کوئی اس آفت کو دیکھ نہ لے۔

"کہوں تو کیا کر لو گی؟"

وہ آگے سے اکڑا تو انیہ نے جلدی سے اسکی گال پر اپنے ہونٹوں کو رکھتے آنکھیں موند لیں۔

ارمان کی اکڑ، چڑ سب مانو کہیں دور جا مفقود ہوئی، اسکا مضبوط بازو انیہ کے اطراف حائل ہوا تو وہ اسکے سینے میں سمٹ گئی۔

"آپ مجھے میری کسی فیلنگ کا ڈھنگ سے جواب نہیں دیتے، آپ جیسے بھی ہیں۔ میں آپکی فکر دل سے مر کر بھی نہیں نکال سکتی۔ میں نے یہ کس اس لیے کی ہے کہ آپکو بتا سکوں میں خوش ہوں۔ بھلے آپ بار بار کہیں کہ یو ول کل می۔ تب بھی ہوں۔ اور میں جب جب خوش ہوں گی آپکو کس کروں گی تو مجھے اس کے بعد گھورنا یا ڈانٹنا نہیں ہے۔ میں لاڈ کیے بنا، محبت و فکر جتائے بنا نہیں جی سکتی۔ میرا دم گھٹ جائے گا"

وہ اسکے کان میں یہ سب بول کر اسکے سامنے ہونے کی ہمت مانگ رہی تھی اور ارمان نے بس اسے کچھ دیر یہیں رکھنے کو دوسرا بازو بھی اسکے گرد لپیٹا

اور اپنا معمولی بیر ڈ والا رخسار بھی انیہ کے ملائم گال سے سہلایا جس پر وہ مدہوش سا مسکراتی ارمان میں مزید سمٹنے لگی۔

گاڑی کے گیٹ کے پار ہارن پر وہ ارمان سے نہ صرف دور ہوئی بلکہ اسے دیکھے بنا بھاگ گئی، ارمان کے ہاتھ میں اسکے جاتے ہی اسکا پیچھے رہتا آنچل ہتھیلی سے سرکتا ہوا گیا۔

وہ گیٹ سے نکلی ہی کہ آگے ڈرائیور انکل موجود تھے، جلدی سے جاکر پیچھے بیٹھی سب بچوں کو دیکھتے مسکرائی لیکن پھر گلاس ونڈو کی طرف دیکھتے اس نے اپنی گال کو چھوا، پورے وجود میں مانو حرارت جاگ اٹھی ہو، ارمان جو وہیں کھڑا تھا، زالے کے گلا کھنکھانے پر جلدی سے گھبرا کر پلٹا۔

"تم۔۔۔؟"

ارمان کی اڑی رنگت دیکھتے وہ لالہ کی طرف سرکی۔

"دیکھا انیہ کو۔ڈونٹ وری کسی کو نہیں بتاوں گی"

ارمان نے نظریں سی چرائیں توزالے کچھ دیر لالہ کو دیکھتی رہی پھر پلٹنے لگی جب ارمان نے اسکا ہاتھ پکڑا، وہ آنکھوں میں نمی لیے پلٹی۔

"تم خوش ہو؟"

ارمان نے اسے اسی ہاتھ سے پکڑے اپنے پاس سرکایا توزالے نے جلدی سے سر ہلایا، ہاں وہ ارمان کے ہاتھ پکڑنے کا بتارہی تھی، اسے تو یاد ہی نہیں رہا کہ لالہ اس سے نکاح کا پوچھ رہے ہیں۔

"سچ بتاو"

ارمان نے اسکا ہاتھ آزاد کیے اسی ہاتھ کو زالے کی گال سے جوڑے فکرو پریشانئ سے پوچھا تو زالے نے جلدی سے ارمان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"نکاح کے لیے ہاں کہنے کی ہگ اینڈ فار ہیڈ کس ڈیمانڈ برقرار ہے میری لالہ"

وہ اپنی حسرتوں کو چھپانا نہیں چاہتی تھی۔

"جاو ریڈی ہو جاو۔"

ارمان نے نرمی سے کہا اور وہاں سے فرنٹ یارڈ کی طرف چلا گیا جبکہ زالے نے اپنی گال پر ہاتھ رکھتے ارمان کو جاتے دیکھ کر سمائیل دی۔

"انیہ ہی پگھلائے گی اس سخت لونڈے کو۔ میں صدقے"

وہ صرف اتنی سی شفقت پر اچھلنے کودنے پر آمادہ نظر آئی، اور یہ سچ تھا اب وہ اس نکاح کے لیے سچ میں خوش تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

فائنلی ایک لمبی فلائیٹ لیے آلین جاہ پاکستان کے شہر اسلامہ آباد کی زمین پر قدم رکھ چکا تھا اور زالے کے کہے کے مطابق خود ذیشان انھیں پک کرنے

ائیر پورٹ پہنچا کیونکہ بیس منٹ پہلے ہی اسکا جہاز بھی لینڈ ہوا تھا، گاڑی اس نے حویلی سے پہلے ہی منگوالی تھی اور وہ گلاب بھی اس وقت بیک سائیڈ پڑے تھے، ڈائیور کو ذیشان نے کیپ لے کر حویلی بھگایا جبکہ خود ہی وہ ڈرائیونگ لیے آلین جاہ کو سیدھا ملک حویلی ہی لے کر جانے والا تھا۔

آلین کو ذیشان سے مل کر اچھا لگا، پھر اس نے آلین کے لیے کار ڈور بھی اوپن کیا۔

"اتنے پروٹوکول کی ضرورت نہیں، یہاں کا ایک معمولی بندہ ہی ہوں"

آلین نے تکلف نہ برتنے کی نرم سرزنش کی تو ذیشان نے سر مسکرا کر ہلایا اور دوسری طرف آکر سیٹ سنبھالی تبھی آلین کی نظر بیک سائیڈ بلیک روز بکے پر گئی۔

"یہ زالے کے لیے؟"

آلین کے سوال پر ذیشان نے انکی طرف دیکھا۔

"اسکے سوا کون کر سکتا ہے یہ انوکھی فرمائش۔ ذینیہ آنی کی ڈیتھ پر اور زالے کی پیدائش پر دیکھا تھا آپکو بیس سال پہلے، تب بارہ سال کا تھا میں اور آپ اچھے خاصے نوجوان تھے، اچھے سے یاد ہے مجھے۔ لیکن آپ اب بیس سال بعد بھی اتنے ہنڈسم اور فٹ۔ یہ دیکھ کر مجھے اپنی فکر پڑ گئی جناب"

ایسے کئی حوالے کر ڈالے تھے ذیشان نے کہ آلین کی نرم مسکراہٹ بھی غائب ہو گئی۔

"بارہ سال بڑے ہو تم زالے سے، کیا یہ کچھ زیادہ نہیں ذیشان۔ بھلے وہ اپنی عمر سے دگنی میچور ہو لیکن بچی ہے وہ ابھی میری۔ اسے لگتا ہے تم واحد ہو جو اسے مجھ سے نہیں چھینو گے۔ اگر تم نے اسکا اعتبار یا دل توڑا تو جانتے ہو آلین جاہ کم سے کم کیا سزا دے گا؟"

گاڑی ابھی تک سٹارٹ نہیں ہوئی تھی، کچھ باتیں اہم تھیں جنھیں آلین ابھی کلیئر کرنا چاہتا تھا۔

"جانتا ہوں۔ کوریا کا فینس کرمنل مجھے کسی کو پتا لگوائے بنا غائب کروا دے گا۔ مار بھی سکتا ہے"

ذیشان کے جواب پر آلین نے جبڑے بھینچتے سامنے نظریں جمائیں۔

"ڈائورس۔۔۔۔"

زیشان نے گردن گمائی، آلین جاہ اس وقت کسی نرمی کے موڈ میں نہ تھا۔

میں اس سزا کو بھول گیا تھا، پر یہ سننے میں بھی بہت تکلیف دہ سزا ہے"
آلین جاہ۔اسے سائیڈ کر دیں پلیز۔میں نے اگر زالے کا دل دکھایا تو آپ
"جان لے سکتے ہیں۔کیا یہ فیور ملے گا؟

ذیشان کے لہجے میں تاسف تھا۔

نہیں ملے گا ذیشان ملک۔زالے کو دکھ دینے والوں کی سزائیں میں بنا فیور"
کے طے کرتا ہوں۔جیسے ارمان شیرازی اور فائزہ شیرازی کی طے
"کی۔۔اب چلنا چاہیے۔میرے پاس زیادہ وقت نہیں

آلین نے منہ پھیر لیا تو ذیشان نے بنا برا منائے گاڑی سٹارٹ کی لیکن ذیشان کو ایسا ضرور محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اور زالے عنقریب ارمان اور آلین کے بیچ سینڈوچ سے پسنے والے ہیں، خیر وہ لوگ ملک حویلی پہنچنے تو زالے کے ماموں کے طور پر ہر کسی نے آلین کو خوش دلی سے ویلکم کیا، آلین کو ذیشان کے گھر والے بھی اچھے لگے، وہ سب مہمان نواز تھے۔

پھر چونکہ نکاح کی تیاری بس مکمل تھی تو شیرازی والے بھی پہنچے، ارمان اور فائزہ کی طرف سے آلین کے لیے سرد مہری ہی دیکھی گئی اور یہ یک طرفہ تھی مگر زالے، آلین کو دیکھ کر جی اٹھی۔

وہ بھی زالے کی خوشی میں خوش نظر آیا، اور پھر سب کی رضامندی کے بعد یہ خوبصورت نکاح کی تقریب ہوئی، ذیشان نے وہ بکے رازداری سے نہ

صرف اپنے روم میں پہنچا دیا بلکہ اپنے روم اور ٹیرس کو بھی پہلے ہی سجوا دیا تھا کیونکہ وہ نکاح کے بعد زالے سے ایک خوبصورت سی ملاقات چاہتا تھا۔

زالے کا نکاح، اسے بھی جذباتی کرنے کا سبب بنا اور آلین کو بھی اور ارمان نے بھی اس نکاح کی دلہن کو گلے تو لگایا لیکن بس ڈرتے ڈرتے، ماتھا بھی چوما لیکن بس ایسے جیسے وہ زالے کے کھو جانے کے ڈر میں کھویا ہوا ہو اور اس سے محبت و شفقت لٹائی نہ جا رہی ہو، لیکن زالے کے لیے یہ بھی بہت تھا، وہ تو اس چھاوں کے لیے بھی ترسی تھی بھلے پھر گرم جوشی نہ ملتی، لیکن ذیشان کو ارمان پر شدید افسوس تھا کہ وہ جذبات کو کتنی بے دردی سے روند گیا، وہ زالے پر بھی آزردہ تھا جو اس ربوٹک فارہیڈ کس اور ہگ پر ہی بہل گئی تھی۔

آلین بس ایک گھنٹہ رکا وہ بھی زالے کے پاس، اس کو جلدی واپس آنے کا کہا اور چونکہ اسکی واپسی کی فلائیٹ پہلے ہی کنفرم تھی تو بنا مہندی کا فنکشن اٹینڈ کیے ہی وہ اجازت لیے نکل گیا، ہاں وہ انیہ ارمان، اور زالے ذیشان کے لیے کچھ گفٹس لایا تھا، انیہ اور ارمان کو ایک کئی کرڑور کی مالیت کا فرنیشڈ وہیں اسلامہ آباد میں بنا فارم ہاوس گفٹ کیا جسکی کیز اور تمام ڈاکومنٹس اس نے انیہ کو دیے جبکہ ذیشان کے لیے پانچ کرڑور کی BMW_17 لی تھی، جو خود ذیشان کو بہت پسند بھی آئی۔

جبکہ وہ پورا زالے کے لیے خود ہی گفٹ تھا، اسکے لیے ذیشان کو قبول کیا تھا، دل و جان سے، ذیشان اور زالے خود ہی آلین کو ائیرپورٹ ڈراپ کرنے گیے اور باقی مہندی کا فنکشن انکے واپس آنے کے بعد سٹارٹ ہونا تھا، اور آج ائیرپورٹ پر آلین کئی سالوں بعد علیحہ بدر سے ملنے والا تھا۔

فلائیٹ کچھ لیٹ تھی تبھی آلین بے زار سے چہرے کے سنگ ویٹنگ ایریا میں بیٹھا فون سکرول کر رہا تھا اور تبھی سر سری سی نظریں اٹھا کر واپس فون پر جمائیں لیکن اسکے فون پر حرکت کرتے ہاتھ تھمے، دوبارہ سے نظریں اٹھائیں تو کچھ ہی فاصلے پر سامنے اک اسی کی ہم عمر بہت ہی خوبصورت میچور لیڈی فی میل سوٹ میں ہینڈ بیگ لیے کھڑی تھی، جسکی آنکھیں آلین جاہ کو پندرہ سال بعد بھی پہچان چکی تھیں۔

آلین اٹھا تو علیحہ نے اپنی آنکھیں چرائیں اور اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتی، آلین پیچھے ہی لپکا۔

وہ تیزی سے ائیر پورٹ سے باہر نکل رہی تھی، آلین نے لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر نکلتے ہی اسکے سامنے آر کتے اسے روکا جو آلین کو بری طرح دھکیل کر جلدی سے پارلنگ کی طرف ڈوری۔

"علیحہ ! پلیز رکو"

وہ پیچھے دوڑا لیکن تب تک وہ اپنی گاڑی میں بیٹھے وہاں سے جا چکی تھی، بیک سیٹ پر ہانپ کر بیٹھتی روتی علیحہ اسے دیکھ کر ہچکیوں کی زد میں آگئ کہ اسکا ڈرائیور بھی پریشان ہوا۔

آلین نے فلائیٹ کو بھاڑ میں بھیجا اور وہیں سے ٹیکسی پکڑے وہ علیحہ کا پیچھا کرنے لگا۔

"سب ٹھیک ہے علیحہ بی بی؟"

ڈرائیور نے جب اسکی ہچکیوں کو دردناک ہوتے محسوس کیا تو وہ گاڑی چلاتے نرمی سے فرنٹ مرر سے دیکھتے بولا تبھی علیحہ نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے۔

بس اک پرانا زخم تازہ ہو گیا شافو بابا۔ گاڑی گھر لے کر جلدی چلیں۔ آئی "
"نیڈ ریسٹ

علیحہ نے اپنی بھاری سانسوں کو گہرا سانس بھرے سنوار اور ونڈو سے باہر پھیلتی رات تکتی خاموشی سے رونے لگی، ان پندرہ سالوں میں اس لڑکی پر جو جو اذیت بیتی آج اس پر لگے ہر مرہم کو اس شخص کے دیکھائی دینے نے پھر رستے زخموں میں بدل دیا، وہ اسے پاکستان میں امید نہیں کر رہی تھی۔

"بی بی جی کوئی ٹیکسی ہمارا پیچھا کر رہی ہے"

شافو کی پکار پر جب علیحہ نے پیچھے دیکھا تو واقعی کوئی پیچھے آ رہا تھا، اسے اور رونا آیا۔

"کرنے دیں شافو بابا، آپ گھر چلیں"

وہ گہرا سانس کھینچ کر واپس ونڈو میں تکنے لگی۔

"آجاو آلین، بہت سے حساب باقی ہیں۔ میرے دل کو اجاڑنے والے گناہ
گار ہو تم، تمہیں بھی وہ سب جھیلنا چاہیے جو علیحہ بدر نے جھیلا"

وہ اسکے آنے کو آلین کی تباہی کہہ رہی تھی اور خود آلین سمجھ نہ پایا وہ اسکا پیچھا اب اتنے سالوں بعد کیوں کر رہا ہے، ہاں اسکا جواب اسے علیحہ کی چوکھٹ پر ہی ملنے والا تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"ماموں کے پاس لے جاوں گا۔اداس مت ہو۔"

ذیشان اور زالے بھی واپس ملک حویلی ہی جارہے تھے، زالے خاموش اور اداس تھی تبھی ذیشان نے اس چپ کو خود ہی توڑا۔

"نہیں ہوں۔ بس ایسے ہی"

وہ جبراً سا مسکرائی۔

"مہندی کا فنکشن تو ہے حویلی میں لیکن کیا تم تھوڑی دیر میرے روم میں چلو گی اس سے پہلے"

ذیشان نے سرسری سا زالے کی طرف دیکھا جو روم کا سنے زرا فطری پریشان ہوئی۔

"و۔۔وہاں کیا ہے؟"

زالے نے بال کان کے پیچھے اڑساتے گھبرا کر سوال کیا تو ذیشان کے لبوں میں دبی سی مسکراہٹ جگی۔

"تمہاری منہ دیکھائی۔"

وہ ایک ہاتھ میں سٹیرنگ کا کنڑول سنبھالے دوسرا خوبصورت ہاتھ زالے کے آگے پھیلاتے فسوں خیزی کے سنگ مسکراتے بولا۔

"اسکی کیا ضرورت تھی"

وہ ذیشان کے ہاتھ کو تکتی ادھر ادھر نگاہیں گمانے لگی۔

"ہاتھ صاف ہے میرا زالے"

وہ جلدی سے اپنی عقل کو کوسے اپنے دونوں ہاتھ جب ذیشان کے ہاتھ میں رکھ گئی تو جناب دل تک مسرور ہوتے دونوں ہاتھوں کو دبا گئے۔

"میں چلوں گی روم میں لیکن کیکٹس والا پرینک نہیں پلیز"

وہ ڈرا ڈرا لہجہ ذیشان کو بھا گیا، وہ کھل کر ہنسا اور گاڑی ملک حویلی کے پورچ میں انٹر کرتے روکی، مہندی کی ابتدائی رونق سج چکی تھی، ڈھول ڈھمکا بھی شروع تھا۔

چلواس سائیڈ سے اندر چلتے ہیں ورنہ باہر لان میں ہی سب نے روک لینا" ہے ہمیں۔ ویسے بھی کالے جوڑے پہن کر ہم ویسے ہی تباہیاں لگ رہے "ہیں۔ آجاو

اپنی تعریف کرتے جناب کی بات پر وہ ہنستی ہوئی اسکا ہاتھ پکڑے حویلی میں انٹر ہوئی اور دونوں ادھر ادھر دیکھتے رازداری سے زینے چڑھے ،زالے تھوڑی گھبرا رہی تھی پر ذیشان کے ہاتھ پکڑنے میں جانے کیسی طاقت تھی کہ پراعتماد محسوس ہوئی۔

وہ لوگ ساتھ روم میں انٹر ہوئے، چونکہ ذیشان کا صرف نکاح تھا تبھی روم ڈیکوریٹ نہیں تھا بلکہ بس ٹیرس پر خوبصورت لائٹنگ اور سجاوٹ تھی۔

"پلیز ڈور مت بند کریں"

زالے نے بچوں کی طرح ذیشان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تو جناب مسکرا کر دروازہ بس زرا سا آگے کر گئے کیونکہ اس وقت ملک حویلی کباب کی ہڈیوں سے بھری ہوئی تھی۔

وہ ٹیرس کے دروازے کے سامنے جما کھڑا تھا، زالے اسکے پاس آرکتی پراعتماد مسکرانے کی کوشش میں تھی۔

"آپکو نکاح مبارک ہو"

جب کچھ سمجھ نہ آیا تو زالے کو یہی جملہ سمجھ آیا بیچ کی چپ ختم کرنے کو۔

"تمہیں بھی۔ تمہارے لیے کچھ ہے زالے"

وہ سنجیدہ تھا اور پھر کہتے ہی وہ سامنے سے ہٹا تو زالے کی نظر ٹیرس پر گئی، وہاں رکھی چھوٹی سی ٹیبل پر بلیک روز پر یزرو پھولوں کے بکے کو دیکھتی وہ بے تاب سے ٹیرس میں دوڑی، اور وہاں جا کر اس نے میز سے اس خود جتنے اس گلدستے کو بڑی مشکل سے اٹھایا، آنکھیں بھیگیں، وہ پھولوں کو اٹھائے بھیگی سی آنکھوں سے مسکرائی۔

وہ واحد ایسی لڑکی تھی جس نے منہ دیکھائی میں صرف اک کالا گلاب مانگا تھا، تین دن لگے تھے ذیشان حیدر ملک کو، ان سیاہ گلابوں کو اپنے اس پھول کے لیے لانے میں، کیونکہ یہ سیدھے ترکیہ سے آئے تھے پیور بلیک جن میں کسی اور رنگ کی آمیزیشن نہ تھی، ایون ہلکی سی عنابی جھلک تک نہ تھی۔

بیس ہزار کا وہ صرف ایک پھول تھا اور ذیشان نے اسکے لیے چالیس پھولوں والا بکے بنوایا تھا۔

جسے دیکھ کر زالے مسکرائی ہی نہیں تھی، اس نے زیشان کو ان محبت بھری نظروں سے دیکھا تھا جسکی اس شخص کو طلب تھی۔

اوپر سے جو ذیشان نے اسکے لیے ٹیرس سجایا تھا وہ الگ، وہ ان پھولوں کے بکے کو دیکھتی روہانسی ہوئے جا رہی تھی جب ذیشان نے ٹیرس کے انٹرنس سے قدم ٹیرس پر نکالے، وہ جلدی سے آہٹ پر پلٹی۔

"یہ میری لائف کا سب سے خوبصورت گفٹ ہے۔ پر اتنے سارے۔ میں نے تو بس ایک کہا تھا"

ذیشان مسکرایا کیونکہ وہ بلیک گاون ڈریس میں آج کندھوں تک آتے بال سٹریٹ کیے، ہیلز میں تباہی لگ رہی تھی اور پھولوں کا گلدستہ اس سے بڑا لگ رہا تھا، پھر سب سے خوبصورت تو وہ زالے کی آنکھیں تھیں جن میں اہم ہونے کا رشک ہلکورر ہا تھا۔

مجھے ڈر تھا ایک پھول کی خوبصورتی تو تمہارے آگے دیکھائی ہی نہ دے گی" سو تمہارے برابر تک پھول لگوانے پڑے اس بکے میں تا کہ برابر نہ سہی یہ "تم جتنا خوبصورت لگنے کی کوشش تو کرے

وہ بھی آج بلیک قمیص شلوار میں بہت ہی ہینڈسم اور پرکشش لگ رہا تھا، اسکی یہ آرگنائزڈ لک زالے کی خوبصورتی سے مل کر ارد گرد نادیدہ آگ لگا رہی تھی۔

"مجھے آج سے پہلے کسی نے اتنا خوبصورت ثابت نہیں کیا"

وہ پھولوں کو تکتی یہی سوچ رہی تھی انکو دیکھے یا ذیشان حیدر ملک کو۔

"کورھ مغز لوگوں میں بستی رہی ہو اب تک"

زالے اسکے زرا ان لوگوں پر غائبانہ برہم ہونے پر ہنسی اور بکے کو ساتھ سے گزرتے اندر روم میں لے جاتے ڈریسنگ ٹیبل پر سجایا۔

"یہ تمہارا ہے۔ یہاں کیوں رکھ رہی ہو؟"

وہ بھی پیچھے ہی چلا آیا۔

"یہاں سب کچھ میرا نہیں کیا؟"

وہ مسکرا کر پلٹی تو ذیشان کتنے ہی لمحے کچھ بول نہ سکا اور پھر اپنا خوبصورت ہاتھ زالے کی طرف پھیلایا۔

"ہو گئی منہ دیکھائی؟ اب آو تمہارا ماتھا چوم کر گلے لگاوں"

زالے کے ڈریسنگ میز پر پھولوں کے سراپوں سے مس ہوتے ہاتھوں کے ساتھ اسکا دل بھی اس تقاضے پر کانپ گیا، وہ آنکھیں اٹھا کر ذیشان کو دیکھنے لگی، آنسو سے آنکھوں میں ابھرنے لگے۔

"لالہ نے کیا ناں۔۔"

وہ روہانسی ہوئی، ذیشان نے جبڑے کسے۔

"اس کمینے نے بس جان چھڑوائی، دیکھا تھا میں نے تمہارے فار ہیڈ کو ٹھیک سے اسکے لپس تک ٹچ نہیں ہوئے تھے، پتا نہیں اتنا عجیب کیوں ہو گیا ہے۔اس پر میں اسے معاف نہیں کروں گا۔یہاں آو تمہارے دل کو ٹھنڈا کروں"

وہ ہنوز بازو کھولے تھا، زالے کو ایسا لگا اسکے پیر زنجیر ہو گئے ہیں، وہ ہل نہ پا رہی تھی تبھی زیشان خود اس تک آیا، زالے گھبرا کر ڈریسنگ میز سے جڑی اور ماہی آب سی پلکیں لرزا کر بمشکل ذیشان کو دیکھ سکی۔

"م۔۔میرا دل ان پھولوں کو دیکھ کر ٹھنڈا ہو گیا ہے آئی سوئیر۔نیچے سب لوگ مہندی کی تیاریاں کر رہے ہوں گے۔چلتے ہیں۔"

وہ دودھ میں گھلے روح افزاء جیسی شفاف جب گھبرا رہی تھی تو چہرہ ہزاروں طرز کے سرخی مائل تاثرات میں لپٹا دیکھائی دے رہا تھا، زیشان نے اتنے رنگ تو دھنک میں نہ دیکھے تھے جتنے زالے کی آنکھوں سے چہرے تک کھوج لیے تھے۔

"اس مہندی کے فنکشن سے ہمارا وہ تعلق نہیں جواب ایک دوسرے سے ہے۔تمہیں سیووائبز نہیں آرہیں مجھ سے؟"

ذیشان نے اپنا اک ہاتھ اٹھا کر زالے کی ٹھوڑی پر انگوٹھے اور انگشت شہادت کی پکڑ جمائی تو وہ ذیشان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال گئی۔

"آ رہی ہیں"

وہ اسکا دل نہیں توڑ سکی۔

"تو فیل کرو کہ میں کیسے دل ٹھنڈا کر رہا ہوں۔"

"We are now happy soulmates"

وہ چاہ کر بھی اپنی گھبراہٹ دور نہ کر پا رہی تھی تبھی ذیشان نے یونہی چہرہ ہولڈ کیے اسکے ماتھے پر جھک کر گردن کو اوپر کی طرف خم دیا تو وہ زور سے آنکھیں میچ کر دونوں ہاتھوں سے ذیشان کے اطراف سے قمیص مٹھیوں میں دبوچ گئی پر جب ذیشان نے اسکے ماتھے کو چوما تو اس لڑکی کی آنکھوں کی

شدید میچی سلوٹیں بحال ہوئیں اور زالے کی دونوں مٹھیاں کھل کر اسکے ہاتھ ذیشان کے اطراف سرکتے ہوئے رکے، وہ خود بھی زندگی میں پہلی بار ایسے خوبصورت لمحے سے ملا جسکی دلکشی ذیشان کو ہلا کر رکھ گئی تھی۔

اوپر سے زالے کے ہاتھوں کی نرمی ذیشان کو اپنے وجود پر محسوس ہو رہی تھی، اس لڑکی کی موجودگی الگ ہی طرز کا سکون انسٹال کرنے لگی۔

وہ دور ہوا تو زالے نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں، دونوں کی آنکھوں میں خمار سے لبریز بادل بے حد دلفریب تھے اور موہنی سی مبہم مسکراتی کیفیت۔

"ہوا دل ٹھنڈا؟"

وہ مسکراتا ہوا بولا تو وہ بھی سر ہلاتی مسکرائی۔

"فریز ہو گیا ہے"

زالے کی گھبراہٹ ہوا میں جا گم ہوئی، ذیشان بے اختیار ہنسا اور اس سے پہلے زالے اپنے دونوں ہاتھ اسکی کمر سے ہٹاتی وہ انکو پکڑے خود کے گرد باندھتا اسے پکڑ کر اپنے گلے لگا کر بھینچ گیا، زالے کی سانس اسکے حلق میں دب سی گئی، اس نے اپنے دل کی ہر دھڑکن سے ذیشان کو لپٹتا ہوا محسوس کیا، جیسے وہ اسے اپنے وجود میں چھپا چکا ہو، اپنی گرم جوشی عطا کر کے نڈھال کر دینا چاہتا ہو، بتانا چاہتا ہو کہ وہ اسکے لیے خاص ہے۔

"زالے! تم پتا نہیں کیوں پر پیاری لگ رہی ہو جب سے واپس آئی ہو۔ آئی مین پہلے بھی مجھے بہت عزیز تھی کیونکہ تم ارمان کی بہن نہیں اسکی بیٹی ہو

لیکن اس بار تم آئی تو مجھے الگ سی پسند آئی ہو۔میں تمہیں سنبھال لوں گا۔کسی کی طرف حسرت سے مت دیکھنا۔بس چپ چاپ میرے پاس آجانا۔میں اتنا برا بھی نہیں ہوں کہ تمہاری آنکھوں میں اپنے ہوتے کسی حسرت کی رمق رہنے دوں"

وہ اسکے گلے لگی پوری دنیا بھول گئی، وہ نہیں جانتی تھی اتنا خوبصورت گلے لگانا بھی اس دنیا میں موجود ہے، اسے لگا جیسے زیشان کا دل اس میں اتر گیا ہے اوراب اسی کے جسم کا حصہ رہے گا۔وہ محبت کو نہ جانتی تھی نہ سمجھتی تھی پر وہ ذیشان کے یوں گلے لگانے پر سچ میں بہت پر سکون تھی، وہ اسکی حسرت کو سچ میں مارنے پر اتر آیا تھا۔

"ب۔۔بس۔۔پلیز"

وہ طوالت سہہ نہ سکی تو ذیشان نے اسے فوری اپنی بازوؤں سے آزاد کیا، وہ آبدیدہ آنکھیں چرا کر واپس کالے پھولوں کو دیکھنے لگی۔

"ہے۔۔ تم رو گی نہیں"

کچھ دیر ذیشان نے اسے پھولوں کو دیکھنے دیا پھر اسکے پاس رکے زالے کا چہرہ اپنی طرف پھیرا جواب تک رو رہی تھی۔

"ٹشو ملے گا"

وہ آنسو سنبھال نہ پا رہی تھی تبھی ذیشان نے بمشکل مسکراہٹ روکتے میٹرس کے سرہانے پڑی اپنی شال اٹھائی اور اسکے پاس آیا۔

"ذیشان! یہ شال ہے۔مجھے نوزی بھی صاف کرنی ہے"

وہ شال دیکھ کر رونا بھول گئی۔

دیکھو رونا تو بھول گئی تم۔اب نوزی چلی جائے گی خود ہی جہاں سے " "آئی۔ہاں تم آنسو پونچھ سکتی ہو اس سے

زالے کو اسکی آفر پر شرارت سوجھی،فوراسے شال لے کر آنسو صاف کرے نوزی بھی رگڑی حالانکہ یہ بس شرارت تھی،ذیشان نے برا سامنہ بنایا تو وہ روتے روتے ہنس دی۔

"میری گڑیا تم بس ایسے ہی ہنستی رہو۔اب چلتے ہیں نیچے "

وہ اسکے لاڈ پر پھر روہانسی ہوئی۔

"گڑیا نہیں ہوں میں"

وہ سنجیدہ ہوا۔

"پھر کیا کہہ کر پکاروں تمہیں؟"

زیشان نے یہ معاملہ بھی زالے پر چھوڑا۔

"زالے۔ زالے ذیشان حیدر"

وہ چمکتی آنکھیں ذیشان کو مسرور کر گئیں۔

"زالے ذیشان حیدر! ڈن۔۔۔۔"

وہ اپنا خوبصورت ہاتھ پھر پھیلا گیا تو زالے نے جلدی سے اپنا مخملی ہاتھ ذیشان کے ہاتھ میں تھمایا جسے زیشان نے محبت سے اپنے ہونٹوں کے پاس لائے چھوما تو وہ چھوئی موئی سی ہوئی۔

"لٹس گو"

خود ہی مزید یہ ملاقات طویل نہ کرے وہ اسکا ہاتھ پکڑے ہی روم کے دروازے کی طرف بڑھتا کمرے سے نکل گیا۔

"آنے دیں اسے"

علیحہ اپنی گاڑی سے اترے گھر میں داخل ہوئی تو پیچھے اس نے چوکیدار کو تاکیدا کہا جس نے آلین جاہ کے لیے گیٹ کھولا۔

"علیحہ"

وہ جو گھر کی روش پار کرنے والی تھی، آلین کی پکار پر رکی۔

"کون علیحہ ؟"

وہ پلٹی اور ٹھیک آلین جاہ کے سامنے آرکی، آنکھوں میں اجنبیت کی دھول تھی، چوکیدار گیٹ بند کیے اپنی کوارٹر میں جا چکا تھا اور ڈرائیور نے گاڑی پارک کر دی تھی۔

"تم علیحہ۔۔۔۔ایکس وائے زی۔۔"

وہ طنزمارنانہ بھولا کیونکہ اسکے ایکس وائے زی کہنے کا مقصد وہ لڑکی اچھے سے بھانپ گئی تھی، آلین کی آنکھوں میں درد تھا جبکہ وہ لڑکی سرتا پیر آبلہ!۔

"!علیحہ بدر"

اس نے سختی سے اپنے نام کو دہرایا تو آلین اس سے پہلے اسکی طرف بڑھتا، علیحہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں رک جانے کا کہا، پندرہ سال گزر گئے پر وہ اب بھی ویسی ہی پر کشش، پیاری اور حسین تھی بس زرا بڑی بڑی لگنے لگی تھی، کندھوں تک آتے بال کمر تک بڑھا لیے تھے، شوخ رنگوں کے بجائے آج اسکے وجود بھی ہلکا رنگ تھا۔

جبکہ ایسی ہی سوچ میں وہ بھی تھی، وہ تو دن بدن جوان اور ہنڈسم ہوتا جا رہا تھا، بس اب سنگل پسلی نہیں رہا تھا یونی کے وقت کی طرح بلکہ مسلز میچور مین بن گیا تھا لیکن چہرے اور دل تو وہی تھے، عمر بڑھتی ہے پر دل میں اٹکے موسم بدلنا تو بچھڑنے کے لمحے ہی بند ہو جاتے ہیں۔

"تم نے تو شادی کر لی تھی، اسکا نام ساتھ نہیں لگاتی؟"

آلین نے دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں اڑساتے علیحہ کو غضبناک کرنے کی کوشش کی پر وہ کیا جانتی وہ پچھلے پندرہ سال میں رقابت کی کس سنگین آگ میں جلتا رہا تھا کہ اسکی محبت کو جانے کون چھوتا ہے، کون اسکے حسن کو سراہتا ہے، کون اسے سکون دیتا ہے، کون اسکی تعریفیں کرتا ہے، کون اسے گلے لگا کر سنبھالتا ہے۔

"جب وہی ساتھ نہیں لگا، اسکا نام کیا کرتی ساتھ لگا کر؟"

علیحہ کی سپاٹ نگاہوں کے آگے آلین پتھرا گیا۔

"مطلب؟"

آلین نے اپنی حد توڑتے قریب رک کر دونوں بازووں سے علیحہ کو ہولڈ کیا تو وہ اسکی جرت پر سہمی۔

"مجھے چھونے کی ہمت کیسے کی تم نے۔"

غصے سے وہ اسکو جھٹکنے لگی پر آلین کی گرفت پتھر تھی تو نظریں شعلہ۔

"شادی ہوئی تھی ناں۔۔۔سچ بتاو مجھے علیحہ"

آلین کی آواز بھاری اور سخت ہوئی۔

"جاننا چاہتے ہو سچ میں۔اوکے اندر آو"

وہ اسکے نرم پڑنے پر سر ہلاتا ساتھ ہی گھر میں داخل ہوا، گھر خوبصورت اور پیارا تھا مگر تاریک تھا، ویران اور خاموش تھا۔

وہ ڈیڈ کے دوست کا بہت اچھا اور شریف بیٹا تھا، کاظم۔۔اور اسکی" شرافت کا پہلا قصہ سنو کہ اس نے سہاگ رات پر ہی اپنی ہوس مٹا کر کسی "استعمال شدہ مہنگی مگر بے کار چیز سا سمجھے کسی اور کے آگے بیچ دیا۔

علیحہ کی آواز کانپی اور آلین کی آنکھیں سرخی میں مانو ڈوبنے لگیں۔

"علیحہ۔۔"

وہ آزردگی سے آگے بڑھا پر اس نے قطعیت سے اس ظالم کو خود سے دور رہنے کی تنبیہہ کی۔

اور سنو آلین ! جسکے آگے بیچا اسکی ماں نے بیٹے کے ہاتھ لگنے سے پہلے مجھے "
ایک کال گرل سپلائر کمپنی میں بیچ دیا کہ بیٹا تو بس ہوس مٹاتا اپنی، یوں انکو
"بے شمار پیسہ مل گیا۔ میرا پہلا گاہک۔۔۔

اس سے پہلے وہ مزید بولتی آلین نے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا، اسکی گردن میں ہاتھ لپیٹے مزید اک حرف نہ کہنے کی آنکھوں سے تنبیہہ کی پر وہ ضدی تھی۔

"پلیز علیحہ۔۔"

وہ یہ سب سننے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا، علیحہ نے اسکا ہاتھ اچھوت کی طرح پرے جھٹکا۔

سنو آلین۔ تمہیں سننا ہو گا۔پہلے گاہک کے ہاتھ لگنے سے پہلے ہی میں "
اسکے سر پر واس مار کر بھاگ نکلی۔اور ایک بہت بڑے ڈان کے ہتھے لگ
گئی۔نیک دل تھا وہ کیونکہ بہن نہیں تھی اسکی اور میں اجڑی، جیتے جی مر چکی
لڑکی اسے ہوس مٹانے لائق بھی نہیں لگی، یا شاید میری کوئی نیکی کام آئی
کہ اسے مجھ میں بہن نظر آئی، پہلے تو میری کہانی سن کر اس نے کاظم کو زندہ
زمین میں دفن کیا پھر، اپنی ماں کی دیکھ بھال کے لیے مجھے نرس بنا کر کینڈا
سے پاکستان لے آیا۔ایک ہفتے پہلے وہ جل بسیں سو میت انکی کینڈا لے جائی
گئی تو انہی کی آخری رسومات میں شریک ہو کر آ رہی ہوں۔وہ میری چودہ
سال کی ریاضت کے بدلے میرے نام یہ گھر اور اپنے کچھ پلازہ لگا
گئیں، میرے سگوں سے بہتر ہی تھیں جنہوں نے پلٹ کر نہ دیکھا کہ انکی
علیحہ کہاں جا گم ہوئی، کہاں دفن ہوئی۔میری زندگی پھر رک گئی۔اور اب
تم آ گئے پھر سے ہلچل مچانے۔۔۔اور ہاں ایک مزے کی بات تو رہ ہی

گئی۔ جو کاظم نے ایک رات گزاری تھی میرے ساتھ، اسکا نقصان سن کر تمہیں بہت اچھا لگنے والا ہے کیونکہ شاید میں کبھی ماں نہیں بن سکتی، سمجھ جاو کیا کیا ہو گا اس نے میرے ساتھ۔ ناو ہیپی۔۔ میری کہانی سن لی اب وہ دروازہ ہے چلے جاو۔ جہاں سے اس طرف آ نکلے ہو"

اذیت سے اپنا غبار نکالتی وہ منہ پھیر گئی تو آلین نے اک نظر دروازے پر ڈالی پھر علیحہ پر۔

"تم واپس میرے پاس کیوں نہیں آئی؟"

علیحہ نے قہقہہ مار کر گردن گمائی، یہ کہہ کون رہا تھا جس نے ایک لمحے میں علیحہ بدر کی جان لے لی تھی۔

تمہارے پاس واپس آنا،اس تکلیف سے زیادہ دردناک تھاجو میں سہہ رہی" تھی۔اب تو وہ سب بہت پیچھے رہ گیا آلین جاہ اب میں بقیہ زندگی اس گھر میں عیش کروں گی اور اک دن یہیں مر کر دفن ہو جاوں گی، میں بھی اس گھر میں آتے ہی نئ علیحہ بن گئی۔پرانی پیچھے ہی کہیں مار کر پھینک آئی۔تم تو مزے میں ہو گے یقینا۔مل گئی تھی ناں دو سال پہلے تمہیں تمہاری زالے نامی جنت۔پھر پاکستان کیوں؟ کہیں وہ پھر سے چھن تو نہیں گئی آلین جاہ سے جو میرے پیچھے ایسے دوڑ آیا آج۔۔۔بڑے غرور سے کہا تھا تم نے، مجھ جیسی ہزار قربان۔تو سچ میں بہت اچھا قربان کرتے ہو تم اپنی محبت "کو۔۔۔تالیاں بجنی چاہیں تمہارے حوصلے پر

وہ اسکے حوصلے سے برا کھیل رہی تھی،آلین نے ضبط کیا اور پلٹ کر دروازے کی طرف من وزنی قدم لیے بڑھا۔

"تمہارے ساتھ جو ہوا اس میں میرا کہاں قصور ہے علیحہ؟"

وہ رک کر پلٹا تو وہ چلتی ہوئی اس تک آئی اور آلین کا گریبان مٹھیوں میں بھرا۔

"تمہارے ہوتے ہوئے میں در در کی خاک چھانتی رہی، تڑپتی رہی۔ سسکتی رہی۔ روتی رہی۔ چینختی رہی۔ کیا یہ کم قصور ہے آلین۔ تم نے جب مجھے چھوڑا، یہ تو سوچتے کہ محبت میں پڑی عورت رسوا ہو جاتی ہے۔ وہ کسی اور لائق نہیں بچتی۔ میں نے کاظم کو بس اتنا کہا میں آلین سے پیار کرتی ہوں۔ اور اس نے مجھے کس کس بدنام راستے میں پائمال کیا سوچ ہے تمہاری۔"

وہ اختتام تک خود ہی اسکے گریبان پر گرفت ڈھیلی کر گئی، اسکی آواز بلکل دھڑکن کی طرح تھم گئی۔

"مت بتاتی اسے۔اپنی رسوائی کو پر خود لگوائے تم نے۔اور مام ڈیڈ تمہارے؟ بیاہا تھا یا بیچا تھا کہ پلٹ کر خبر نہ لی تمہاری؟"

وہ اپنے سوا سب پر غصہ تھا یہی تو علیحہ کے لیے رونے کا مقام تھا۔

"کاظم نے انکو کہا میں کھائی میں گر گئی۔میری فاتحہ پڑھ کر صبر کیے انھیں بھی سالوں گزر گئے۔کیسے پلٹتے؟ جب میں ہی کسی کا پلٹنا نہیں چاہتی تھی۔"

وہ تاسف سے منمنائی، آواز بلکل گلہ دکھنے سے بیٹھے جا رہی تھی۔

"تم بتاو کتنی شادیاں کیں دا گریٹ آلین جاہ نے،فیمس کرمنل آف کوریا۔۔۔ کتنی عورتوں کے منہ لگے جناب۔۔۔؟"

وہ چپ تھا تو وہ اسکا جگر چھلنی کرنے پر اتر آئی۔

"گنتی یاد نہیں۔مجھے جانا چاہیے"

وہ اسکے ہاتھ گریبان سے پکڑ کر ہٹائے مڑ گیا تو وہ عقب سے اذیت سے مسکرائی۔

"آئے ہی کیوں تھے بکواس آدمی؟تم مر کیوں نہیں جاتے۔مر جاو تاکہ میں خود کے ساتھ اپنی محبت پر فاتحہ پڑھنے کے بعد خود بھی کوئی اپنی قبر چن

لوں۔ تم دفع ہو گئے تھے تو دفع رہتے ناں۔ کیوں میرے پیچھے جونک کی طرح آئے ہو۔ مر جاؤ تم آلین۔۔۔۔"

وہ بالوں کو مٹھیوں میں بھرتی ہیجانی انداز میں چینخی تو آلین کے قدم زنجیر ہوئے، جانتا تھا پلٹ گیا تو یہیں کا ہو جائے گا پھر بھی وہ پلٹا اور علیحہ تک پہنچے اسکے ہاتھ اسکے بالوں سے آزاد کیے، اس بیچ وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔

"ہاں میں نے خود غرضی دیکھا کر اچھا نہیں کیا لیکن میں نے تمہارا برا نہیں چاہا، پلیز یہاں بیٹھو۔ خود کو پریشان مت کرو علیحہ"

اسے سہارہ دے کر کاوچ پر بیٹھائے وہ خود بھی ساتھ بیٹھا تو علیحہ نے اسکی گرفت جھٹک کر منہ پھیرا۔

"چلے جاو"

وہ منہ پھیرے ہی بولی۔

"میری فلائیٹ تو نکل گئی ہو گی۔ نیکسٹ فلائیٹ لینی پڑے گی۔ کہو تو رک جاوں تب تک تمہارے پاس؟"

علیحہ نے کوئی رد عمل نہ دیا، آلین نے بھی ناں سمجھ کر اٹھ جاتے اک آخری بار اس لڑکی کو دیکھا۔

"کس رشتے سے تم ٹھہرنا چاہتے ہو اب میری زندگی میں؟ بولو"

اس لڑکی کے سوال میں درد تھا۔

"تم ماں نہیں بن سکتی، زالے بھی ہے میرے پاس۔ تو شادی کر لیتے ہیں۔ یہاں اکیلی کیا کرو گی۔ چلو میرے ساتھ کوریا"

وہ یکدم اٹھ کر آلین کے سامنے آئی۔

"میرے ماں نہ بن پانے کی کتنی خوشی ہے تمہیں۔"

وہ شدید دکھ میں تھی۔

"ہاں، تم یہی سمجھ لو۔ میں زالے کے سوا اپنی شفقت اور محبت کسی کو نہیں دینا چاہتا۔ تب بھی یہی کہا اور تم چلی گئی۔ آج بھی فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ آنا چاہو تو آ جاو۔"

وہ اپنا ہاتھ پھیلا رہا تھا جسے علیحہ نے اذیت سے دیکھا۔

"لیکن اگر میں کہوں کہ مجھے ماں بننا ہے اور تم مجھے میرا یہ سکھ کیسے بھی کر کے لوٹاو گے تو؟"

وہ بھی آج پیچھے نہ ہٹی، برابری کا تقاضا کیا، آلین نے ہاتھ جیسے ہی پیچھے کیا، علیحہ نے اسکا گریبان جکڑا۔

"تم مرد اتنے ظالم کیوں ہوتے ہو۔ایک عورت کو ماں بننے نہ دینا اسکے قتل سے بڑا گناہ ہے۔جاو آلین جاہ! دوبارہ کبھی مت آنا۔اب کے میں یہی سمجھوں گی تم مر گئے ہو"

علیحہ نے اسکے گریبان کو آزاد کیا پر وہ پیچھے نہ ہو سکی، آلین کے ہاتھ نے اسکی کمر میں حائل ہو کر روک لیا تھا۔

"میرے ساتھ چلو علیحہ۔ پلیز"

وہ اخیر بے بسی کی کیفیت میں ہی بس ایسے دباو دیتا تھا۔

"نہیں جا رہی"

وہ ضد پر ڈٹی تھی۔

"میں اٹھا کر لے جاوں گا"

وہ بھی زرا رعب جمانے لگا۔

"یو سٹل لوو می؟"

علیحہ کی توجہ اسکی خوبصورت آنکھوں پر تواب گئی۔

"آئی ڈونٹ نو۔ لیکن میرے ساتھ رہو۔۔۔میں اپنی غلطی سدھارنے کی کوشش کروں گا"

آلین کی آواز زرا ابھاری پڑی تو علیحہ نے نظریں سی زیرک کیں۔

"اب بھی وہی پرفیوم لگاتے ہو۔"

وہ اسکے حصار سے آزاد ہوئے نرم سی سرگوشی میں بولی۔

"اب بھی وہی آلین جاہ جو ہوں۔"

وہ اسے لاجواب کر گیا تو وہ پھیکا سا مسکرائی۔

چلوں گی تمہارے ساتھ۔ فلائیٹ کا پتا کراوو۔ میں ریڈی ہو کر آتی"
ہوں"

وہ کہہ کر جلدی سے اپنے روم کی طرف لپک گئی۔

جبکہ آلین نے مسکراتے ہوئے اپنا فون نکالا اور کوئی کال ملاتا گھر سے نکل
گیا.

مہندی کا فنکشن شروع تھا، سب بہت حسین تھا، خاص کر زالے کے لیے کیونکہ جس قسم کی اہمیت وہ چاہتی تھی اب سے ذیشان کی نظروں میں ہمہ وقت تھی، ارمان اور انیہ نرم سی سنجیدگی میں مبتلا مہندی فنکشن کے وی آئی پی نفوس تھے، جن پر آج الگ ہی حسن اترا تھا، زالے نے لالہ کی طرف اک بار بھی شکوہ کناں نگاہوں سے نہ دیکھا، وہ ارمان کی اتنے سالوں بعد کی اس کوشش پر بھی راضی تھی بھلے یہ ذیشان کے دباو کا ہی اثر کیوں نہ ہو، وہ اب خود کو ارمان کی محبت سے محروم تو نہیں کہہ سکتی تھی۔

انیہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی، وہ خوش تھی، اسے ارمان کے دل میں اپنے ہونے کا یقین شام کی ملاقات نے بخش دیا سو اب وہ اداس نہ ہونے کا تہیہ کر چکی تھی۔

وہ جانتی تھی وہ ارمان کے لیے اہم ہے اور اب یہ وہم نہ رہا تھا، وہ اسکے ساتھ بیٹھا بھلے لاتعلق لگ رہا ہو لیکن اسکے دل میں جتنی دھڑکنیں تھیں سب کی توجہ پہلو میں بیٹھی انیہ کی طرف تھی، وہ جانتی تھی ارمان نے کیسا برا بچپن گزارا، وہ ڈرتا تھا کہ وہ محبت کی بھیانک شکلوں کو دیکھ کر بڑا ہوا تھا، اسے لگتا تھا محبت کا یقین تو بے یقین لوگ دلاتے ہیں، وہ بھی بابا کے منہ سے مما کے لیے محبت بھرے جملے سنتا تھا، پھر اک روز بابا ایک کورئین لڑکی بیاہ لائے، ارمان اس ہلچل کو کیسے سہتا، اسکا یقین ٹکرے ہو گیا کہ جو محبت کا یقین دلاتے ہیں، باوفا رہنے کے عہد کرتے ہیں وہیں سب سے بڑے

ہر جائی ہیں، اور انیہ اسکے چھپائے ہر درد سے واقف تھی، وہ آج تک تبھی تو محبت کے اس سفر میں بس آگے بڑھی تھی، کبھی کسی لمحے پیچھے ہٹنے کا خیال پر انیہ کا چھو کر نہ گزرا، اور اب جب وہ اسکی ملکیت میں تھا تو وہ اسکے ساتھ بس ارمان کو اظہار سیکھانے کے طریقے سوچ رہی تھی، اس نے اپنی بیٹھی ماں کی موت دیکھی تھی، اسکی ماں صرف اس لیے ڈپریشن میں گئی کہ اسکے بابا انھیں بھول گئے، نظرانداز کرنے لگے، محبت کے اظہار سے محروم کر دیا اور ارمان کو ڈر لگتا کہ اگر وہ بھی بابا جیسا نکل آیا، اس نے بھی کسی جیتی جاگتی لڑکی کو زندگی سے بدزن کر دیا تو کیا ہو گا۔

بابا تو اپنے کیے ظلم میں جکڑ کر مر گئے، اگر وہ مر بھی نہ سکا تو، سو ارمان کو ہاتھ تھامنے سے ڈر لگتا کہ اگر اس سے وہ ہاتھ چھوٹ گیا تو اسکی جان سامنے والے کی جان سے پہلے جائے گی۔

وہ خاموش تھا لیکن اسکا یہ مطلب نہیں وہ خوش نہیں تھا، اسے انیہ پوری دنیا سے پیاری تھی۔

"پیر ٹھیک ہیں؟"

وہ خیالات سے چونکی، مہندی کا ایونٹ ختم ہو گیا تھا، مہمان جا رہے تھے، زالے اور ذیشان بھی مہمانوں کو سی آف کر رہے تھے، سب ذیشان اور زالے کو دوبارہ سے دعائیں دے کر جا رہے تھے، جبکہ زالے نے بس صدا سہاگن رہو کی دعا سمیٹی باقی سب ذیشان کے حوالے کر دیں۔

"جی۔ آپ نے جو ہیلز بھیجیں وہ بہت سوفٹ تھیں۔ ارمان آپ مسکراتے کیوں نہیں ہیں۔ اگر میری شادی کی پکس خراب کیں ناں اپنے اس سڑو ایکسپریشن سے تو ساری زندگی رونا ڈالے رکھوں گی"

وہ آفت ہے یہ اس نرم سوال کے اتنے بڑے جواب سے ثابت بھی کیا۔

"میری سنجیدگی، تمہاری کھی کھی سے زیادہ پر کشش ہے"

ارمان نے اکڑتے کہا تو انیہ لبوں میں دبی مسکان لیے اپنے اینگری برڈ کو کتنی دیر محبت سے تکتی رہ گئی۔

"اب اٹھ جاوں میں؟ ایسا فیل ہو رہا ہے دو گھنٹے سے سولی چڑھا ہوں۔"

ارمان نے انگڑائی سی لیتے جب بے دھیانی میں بڑبڑانے کے بیچ زرا گردن پھیری تو انیہ دونوں ہاتھوں سے خود کو ہوا دیتی یہ دیکھا رہی تھی کہ جناب کی انگڑائی سخت لگی ہے، ارمان نا چاہتے ہوئے بھی بہت مبہم مسکرایا۔

میرے ساتھ بیٹھنا اتنا مشکل ہے تو ساری زندگی کیسے جیئیں گے۔پوری" زندگی چھوڑیں۔اتنی لمبی راتیں میری موجودگی میں کاٹنا مشکل نہیں ہو گا "ارمان سر؟

ارمان نے اٹھ کھڑا ہوتے اک سرسری سی نظر انیہ پر ڈالی جو خود بھی اپنا ملٹی کلر لہنگا سنبھالتی اٹھ کر ارمان کے حواس اڑانے روبرو آ چکی۔

"تو کیا اگر کہوں مشکل ہے تو راتیں لائف سے نکال دو گی؟"

ارمان نے اپنے بالوں میں ہاتھ سا پھیرتے دوسرے ہاتھ میں جھک پر اپنا ٹیبل پر رکھا فون اٹھایا۔

"ہاں۔میں فائزہ دادو یا زالے کے ساتھ ایزیلی سوجایا کروں گی"

انیہ نے اپنی پیاری سی سیلفی لی تو ارمان کا غصے والا فیس بھی کیپچر کیے ہنسی، وہ منہ پھلا کر زیادہ ہاٹ لگتا تھا۔

"ہے سپیشل ونز! تو کیسا رہا ایونٹ۔۔۔کیا فیلنگ تھی بھئی"

ارمان کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا کیونکہ ذیشان، زالے کے ساتھ سٹیج پر ہی ٹپک آیا۔

اسکی فیلنگ اچھی تھی، اسی سے پوچھو۔میں تھک گیا ہوں۔دادی جان کو" "لے کر نکل رہا ہوں۔تم زالے کو ڈراپ کر دینا

ارمان نے اسی سڑے انداز میں کہا اور وہاں سے چلا گیا پر انیہ کو زرا شرم نہ تھی کیونکہ وہ تو سلیفیاں لینے میں مگن تھی۔

"اس آدمی کا کچھ کرنا پڑے گا۔"

ارمان کے اتنے سوکھے سے رویے پر ذیشان نے زرا سٹیج سے چھلانگ مار کر اترتے سوچا اور پھر جناب کے چہرے پر اگلے ہی پل خرافاتی مسکراہٹ اتری، انیہ کو چاروں بچہ پارٹی نے جکڑا تو زالے جان چھڑواتی خود بھی سٹیج سے اتر کر ذیشان کے پاس آئی۔

"ہے! تم پھول گھر لے کر جاو گی۔ گاڑی میں رکھواوں؟"

ذیشان جلدی سے اپنی پلاننگ کے خیالات سے نکلا تو زالے کو دیکھتے ہی چہرہ نکھر گیا۔

سوچ لیں۔ پھر آپ کے روم میں آنے کا کوئی سولڈ بہانہ نہیں ہوگا"

"میرے پاس۔

زالے کا جواب ذیشو کی توقع کے سراسر الٹ تھا تبھی جناب کی سنجیدگی غائب ہوئی۔

"بہانہ کیوں چاہیے؟ کیا تم مالک نہیں ہو میری؟"

دو الگ الگ نوعیت کے سوال تھے، ذالے کو لگا پورا وجود دوسرے والے پر ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔

"م۔۔مالک۔۔"

وہ بولتے ہکلا گئی۔

"ہاں کہتے ہیں مرد جس عورت کا راضی خوشی ہو وہ اسکی مالک کہلاتی ہے، تم نے مجھے جن بھی حالات اور دباو میں قبول کیا ہو وہ الگ معاملہ۔ لیکن میری طرف سے کوئی زبردستی نہیں تھی، سو تم بہانہ مت کرنا۔ بس آجانا۔"

زالے نے جلدی سے زیشان پر سے نظر ہٹائی، وہ لوگ کچھ دیر لان میں ہی کھڑے سب فیملی کے بیچ رہے اور پھر زالے بھی تھک گئی تو زیشان اسے بھی لیے شیرازی ہاوس نکلا۔

فنکشن اینڈ ہوتے کافی دیر ہو گئی تھی، فضا میں سردپن حائل تھا، جبکہ زالے کو اپنے باریک ڈریس میں سردی کا احساس محسوس ہوا کیونکہ وہ ہمیشہ ونڈو کھول کر ہی کار میں بیٹھتی تھی ورنہ اسکا دم گھٹتا تھا تبھی سرد تیز ہوا اندر کراس ہو رہی تھی۔

"یہ شال اوڑھ لو۔"

زالے جو اپنی بازووں کو سہلاتی خود کو ہیٹ دینے کی کوشش کر رہی تھی، ذیشان نے اپنی شال اتار کر اسکے حوالے کی۔

"یہ وہی ہے کیا؟"

زالے مسکرائی۔

"نہیں۔اسے تو میوزیم میں رکھواؤں گا۔اتنی قیمتی ہو گئی تمہارے آنسوؤں

اور نوزی سے۔یہ دوسری ہے۔"

زیشان سراسر شرارت کے موڈ میں تھا،زالے نے فوراسے وہ مردانہ شال

اپنے گرد اوڑھی تو جیسے یکدم ہی حدت کا احساس گھیر گیا۔

"ذیشان!"

وہ ونڈو سے باہر ہی دیکھ کر پکاری، تیز ہوا سے بال چہرے اور گردن سے بار

بار چپک رہے تھے۔

"جی"

ذیشان نے شاید زندگی میں یہ حرف کسی کے لیے اتنی محبت سے پہلی بار کہا۔

"آپ کے گلے لگانے اور ماتھا چومنے نے مجھے بہت خوشی دی،ایسی خوشی میں نے ماموں سے بھی نہیں پائی جو آپ سے ملی۔یہ الگ اور خوبصورت کیوں ہے؟میں جانتی ہوں آپ کو بہت عزیز ہوں۔کیونکہ لالہ میں آپکی جان بستی ہے اور میں ان سے جڑی ہوں۔آپکے اندر میرے لیے یہ محبت اور نرمی فطری ہے لیکن پھر بھی۔۔۔۔"

وہ آخری جملے پر ذیشان کی طرف گھومی تھی،وہ اسکی مسکراہٹ دیکھ رہی تھی جو ڈرائیونگ کرنے کے بیچ ذیشان کے ہونٹوں پر رقص کر رہی تھی۔

"تمہیں محبت اور اپنائیت سے غرض ہونی چاہیے، اس کے پیچھے کی وجہ پر مت سوچو۔ تم بے فکر رہو، تمہاری عمر سنجیدہ جذبات کے لیے مناسب نہیں۔"

وہ ذیشان کو ہی دیکھ رہی تھی، اس سے ایسے جواب کو پا کر خود بھی مسکرائی۔

"آپ مجھے پرسوں جب کوریا چھوڑنے جائیں گے، پھر واپس آجائیں گے؟ یا میرے ایگزامز تک واقعی رکیں گے۔ وہ جو کس والا یاد ہے ناں۔۔۔"

وہ اس بار سنجیدہ ہوا۔

"تم کہو گی تو رک جاوں گا۔ ہمیشہ کے لیے"

زالے سے ذیشان پر سے نظر نہ ہٹائی جا سکی، وہ پھر نظر جھکا گئی، وہ جانتی تھی وہ رک جائے گا پر وہ یہ ظلم اس پر کسی صورت نہیں ڈھا سکتی تھی۔

"آپ واپس آجانا۔ میں نہیں روکوں گی۔ آپکی پرسنل اور پروفیشنل لائف ڈسٹرب نہیں ہو گی کبھی۔ ویسے بھی آپ ہوئے ساتھ تو مجھے مسکرانے سے فرصت نہیں ملنی۔ پڑھائی کیسے کر پاؤں گی"

وہ پھر سے دوسری طرف دیکھنے لگی، وہ اقرار کر چکی تھی کہ وہ ذیشان کے ساتھ بس مسکراتی ہے یہ اس شخص کے لیے بہت قیمتی لمحہ تھا۔

"میری پرسنل لائف اب بس تم سے جڑی ہے۔ تم حاکم ہو میری یہ کبھی مت بھولنا۔ دل چاہا کہ روکوں تو روک لینا۔ جبر سے آزاد رہنا بس یہ چاہتا ہوں۔"

وہ پیار سے اسے سمجھا چکا تھا، اسکے بعد بیچ میں فسوں خیز چپ حائل رہی، گاڑی شیرازی ہاوس کے پورچ میں انٹر ہوتے رک چکی تھی۔

زالے نے اپنے اطراف لپٹی شال اتارنی ہی چاہی جب ذیشان نے روکا۔

"اسے تم مجھے گڈ بائے کہہ کر لوٹانا۔تب تک اسے خود کے قریب رہنے دو۔ کیا پتا تم مجھے نہ روکو اور میں خالی ہاتھ واپس آتے خود کو برا لگوں۔یہ شال میرے پاس واپسی کے سفر میں ہو گی تو اچھا لگے گا۔اب جاو اور ریسٹ کرو۔ باقی مستی کل"

ذیشان نے بس زالے کی خاموش آنکھیں سرسری سی دیکھ کر منع کیا تو زالے نے شال واپس اوڑھ لی۔

"کل تک مس کروں گی آپکو"

وہ لاڈ بھرا مسکائی تو ذیشان نے بہت سے جذبات کو ایک ساتھ دل میں دبایا۔

"اوئے! یاد کرنے نہیں بھیج رہا۔ سونے بھیج رہا ہوں۔ میں بھی کوئی یاد کرنے والی چیز ہوں زالے زیشان حیدر"

وہ نظریں سی پھیر گیا، شائد زالے کو دیکھ کر اسے اپنے بے قابو ہونے کا خطرہ لاحق تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا اسکی سنبھالنے کی خاطر پھیری وہ نظر زالے کے دل پر دستک دے بیٹھی ہے۔

"سنبھال کر رکھنے والی چیز تو ہیں۔"

زالے نے بے اختیار کہتے ہی جلدی سے ڈور اوپن کیا اور باہر نکلی، سرد پن گھیر گیا پر شال نے خوب بچاؤ کیا، اس سے پہلے وہ گھر کی طرف جاتی، ذیشان بھی گاڑی سے نکلتا محسوس ہوا تو جاتے جاتے رکی۔

"زالے!"

وہ جلدی سے پلٹی۔

"میں بھی کل تک مس کروں گا"

ذیشان کے لفظ لفظ سے چھلکتا انس وہ محسوس کرتی مسکرائی۔

"اوئے! مس کرنے نہیں چھوڑ رہی۔ سونے کے لیے چھوڑ رہی ہوں۔"

بدلہ تو محترمہ فوراچکاتی تھیں، دونوں بے خود مسکراتے ہنسے اور پھر خاموشی چھاگئی۔

"ہو گا زالے؟ temporary ہمیشہ یہ چھوڑنا"

وہ خوبصورت سوال تھا، زالے بھی خوبصورت جواب دیناچاہتی تھی۔

"Absolutely آج کی شام کے بعد"

وہ اس سے خوبصورت جواب شاید دے پاتی۔

"گڈ نائیٹ"

وہ واپس کھل اٹھا، مرجھائے چہرے پر رونق آئی۔

"گڈ نائیٹ۔۔۔"

مسکرا کر کہے وہ اسکے بعد پیچھے نہ پلٹی اور گھر میں گھسی تو ذیشان بھی واپس بیٹھے ہنس پڑا اپنے بچپنے کو سوچتا چوکیدار کے گیڈ کھولتے ہی گاڑی بھگا لے گیا۔

زالے بیگ لاونج میں ہی رکھتی پہلے سیدھی لالہ کے کمرے کی طرف بڑھی، ڈورناب دھیرے سے گمایا تو دروازہ کھل گیا، وہ واقعی پورا دن کافی کام کر چکا تھا تبھی سو گیا، زالے کی آنکھیں مٹھاس اور پیار سے بھر گئیں۔

وہ دبے پیر اندر آئی اور تکیہ سینے میں دبا کر گردن دائیں طرف کر کے لیٹے ارمان کے پاس بیٹھی اور نم آنکھوں سے جھک کر اس نے ارمان کے ماتھے کو چوما، اتنی شدت سے کہ وہ گہری نیند سے جاگ گیا پر آنکھیں نہ کھولیں۔

"میں آپ سے دنیا کے ہر فرد سے زیادہ پیار کرتی ہوں لالہ۔ آپ کے اظہار کی محتاج نہیں میری محبت۔ نہ کبھی ہو گی۔ لیکن آپکا مجھے بے دلی سے گلے لگانا بھی میرے لیے خزانے سا ہے، وہ ماتھا چھونا مجھے اچھا لگنے کی ہر کیفیت سے بھاری رہا۔ آپ کی زندگی کا کل جو نیا سفر شروع ہو گا۔ میری دعا ہے آپکو بدل دے۔ خوشیوں اور راحتوں سے بھر دے۔ آمین"

وہ دعائیں لٹا رہی تھی، اور ارمان کو لگنے والی تھیں، زیادہ تنگ نہ کرے وہ اٹھی اور جیسے دبے پیر آئی ویسے ہی اٹھ کر کمرے سے چلی گئی مگر اسکے جاتے ہی ارمان نے آنکھیں کھولتے دروازے کی طرف دیکھا، وہ یہی سوچ رہا تھا اس نے زالے کو محبت کا اظہار تو کبھی نہیں سکھایا، وہ دنگ تھا زالے کے اس ہنر پر، جو ماتھا چومنے میں ارمان شیرازی کو شکست فاش دے کر چلی گئی تھی۔

وہ کروٹ بدل گیا پر اب نیند ان گرے آنکھوں سے کوسوں دور جا بسی، سرخائی گھل آئی۔

میں Ulsan روم میں آکر علیحہ نے سب سے پہلے ساؤتھ کوریا کے شہر موجود اپنی فیملی کا ایڈریس اپنی ڈائری سے نکالا جہاں ایک نمبر بھی تھا، وہ فون لیے اس نمبر کو ڈائل کرتی سخت مضطرب تھی اور پھر دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی۔

"کیسی ہیں نیلو آنٹی؟ ممی بابا گھر پر ہیں؟"

وہ کوریا کی ہی زبان میں کسی گھر کے قریب ہی رہتی ہمسائی سے مخاطب تھی جس سے وہ پچھلے پندرہ سالوں میں اپنے والدین کی خیریت پوچھتی رہی تھی۔

پچھلے ماہ انہوں نے گھر بدلا ہے علیحہ، میں تمہیں نیا پتا بھیج دیتی ہوں۔ کیا"
"تم واپس آرہی ہو؟

وہ شفیق سی آنٹی آس سے بولیں۔

جی مجھے واپس آنے کا موقع مل رہا ہے ورنہ آپ جانتی ہیں کوریا واپسی میرا"
اک دردناک خواب بن گیا تھا۔ جسکی وجہ سے میں اپنے ملک اور شہر سے
"نکلی، وہی سبب بن رہا ہے

علیحہ کی آنکھوں میں نفرت اور غصہ تھا۔

"کیا تم نے اسے معاف کر دیا؟"

نیلو صاحبہ دکھی لہجے میں بولیں۔

"مر کر بھی نہیں کر سکتی۔آپ مجھے پتا بھیج دیں۔"

علیحہ نے کہہ کر رابطہ توڑا ہی کہ ساتھ ہی نیلو صاحبہ نے اسکے پیر نٹس کے گھر کا پتا بھیجا جسے دیکھ کر علیحہ نے گہرا سانس کھینچا، پندرہ سال بعد وہ واپس جانے والی تھی، پچھلے پندرہ سالوں میں اس نے کئی بار فروزاں بیگم اور انکے انگلینڈ کے ڈان بیٹے سے کوریا واپسی کی خواہش کی مگر مسٹر جلال نامی وہ آدمی جس نے علیحہ کو بہن بنایا تھا اسے واپس جانے کی اجازت نہیں دیتا تھا،اور اب بھی اس نے علیحہ کو انگلینڈ سے واپس پاکستان بھیجتے یہ تاکید کی تھی کہ وہ جلدی واپس آکر اسکی بہت اچھی جگہ شادی کروائے گا کیونکہ جلال کے نزدیک علیحہ پر نہ تو اب اسکے پیر نٹس کا حق ہے نہ اس آلین جاہ کا کیونکہ علیحہ نے اپنی دربدری کی ساری کہانی بدقسمتی سے جلال کو بتا رکھی

تھی، جب جلال نے کاظم کو سزا دی، اسے مارا تب وہ آلین جاہ کو بھی مارنا چاہتا تھا مگر علیحہ نے جلال کو اسکی ماں کی قسم دی کہ وہ ہمیشہ یہیں رہے گی پر آلین جاہ کو وہ کوئی سزا نہ دے اور صرف اسی شرط پر جلال نے آلین کو بخشا اور اب جب کچھ دن میں جلال آکر علیحہ کی کہیں شادی کروانے والا تھا، اس صورت حال میں جب اس نے آلین کو ائیر پورٹ پر دیکھا تو اسکے دل میں اپنے ماں باپ کے پاس جانے کی خواہش جاگی اور تبھی اس نے آلین کو وقتی یوں ظاہر کیا کہ وہ معاف کر چکی ہے لیکن درحقیقت وہ معاف کرنے لائق ہی نہیں تھی اب۔

اسے بس اپنے ماں باپ کی چوکھٹ پر مرنے کی خواہش تھی۔

نجانے کتنے لمحے وہ یونہی میٹرس پر بیٹھی روتی رہی، دروازے پر ہوتی دستک پر علیحہ نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے اور اٹھ کھڑی ہوئی، اسلامہ آباد سے السن کی بیس گھنٹوں کی مسلسل فلائیٹ تھی۔

"فلائیٹ کمفرم ہوگئی ہے، آدھے گھنٹے تک۔ تم ریڈی نہیں ہوئی"

آلین نے اندر جھانکا تو علیحہ نے جلدی سے اپنے آنسور گرتے رخ پھیرا۔

"بس ہورہی ہوں۔ تم جاو آتی ہوں"

علیحہ نے وارڈب کی طرف بڑھتے اپناڈریس نکالا مگر پلٹی تو آلین اسکی راہ میں جما کھڑا تھا۔

تم اتنی جلدی کیسے مان گئی۔ مجھے یقین نہیں آرہا۔ کیا تم سچ میں اتنی نرم "
"دل بن گئی۔ تب تو بہت ضدی ہوا کرتی تھی

پہنچنے تک کچھ ulsan آلین کے شک پر علیحہ نے نظریں نیچی کیں، وہ
بولنا نہیں چاہتی تھی۔

تمہیں میرے مان جانے پر مطمئین ہو جانا چاہیے، وہ معاملہ مت کریدو "
جو تمہارے لیے وبال جان بن جائے۔ کسی کے بیڈروم میں یوں گھسنا اچھے
"مینرز نہیں آلین جاہ! کہاں گئے تمہارے اصول؟

وہ نا چاہتے ہوئے بھی تلخ ہوئی حالانکہ کوشش کی تھی نہ ہو۔

تم نے جب کہا میرا پرپوزل آیا ہے، تکلیف ہوئی تھی۔ ہمت کیسے کی تم"
نے اس دن یہ کہنے کی؟ مار دیا تھا تم نے بھی مجھے۔ کیا تم انتظار نہیں کر سکتی
" تھی میرا؟ میری ضد کے ختم ہونے کا

وہ پھیکا سا مسکرائی۔

تم اتنی جلدی نہیں مر سکتے، تمہارے اور تمہاری موت کے بیچ میں کھڑی"
"ہوں

علیحہ کی بے ڈھنگی بات آلین جاہ کے سر سے گزری۔

"مطلب؟"

وہ سمجھ نہ سکا۔

"میں نے جھوٹ کہا کہ میں ماں نہیں بن سکتی۔ کیا کہو گے اب؟ اب بھی شادی کرو گے۔۔۔؟ یا اپنا روائتی جملہ دہرا کے میرا پھر سے قتل کرو گے کہ مجھے ایسی عورت نہیں چاہیے جو ماں بن سکتی ہو"

علیحہ نے آلین جاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا، آلین سمجھ نہ سکا یہ لڑکی اسکے ساتھ کرنا کیا چاہ رہی ہے۔

"کوریا پہنچ کر اس پر بات ہو گی علیحہ"

آلین نے دامن چھڑوانا چاہا اور علیحہ نے چھڑوانے دیا اور زخمی سا مسکرا دی۔

"کوریا پہنچ کر میں تمہیں دیکھائی دے گئی تو کہنا۔ جتنا میں تمہارے لیے خوار ہوئی اب بقیہ زندگی خوار ہونے کی باری تمہاری ہے آلین جاہ۔ کیونکہ عورت اک بار مر جائے پھر اس پر جتنے پھول چڑھالو، وہ اس مرد کے لیے قبر ہی رہتی ہے، گھر نہیں بنتی۔ تمہیں خون کے آنسو نہ رلایا تو میرا نام علیحہ بدر نہیں"

وہ بس چپ چاپ آلین کو دیکھ رہی تھی، اسکی نظروں میں دکھ تھا، لیکن آلین جاہ اسکے دکھ سے بے نیاز سمجھ رہا تھا وہ آج بھی اسکے لیے مہربان ہے پر ایسا نہیں تھا۔

"دھوکہ مت دینا مجھے علیحہ۔ میں دھوکہ دیتا نہیں ہوں، تو سہنا بھی نہیں آتا مجھے۔ ریڈی ہو کر آو"

آلین نے تنبیہہ کی اور کمرے سے نکل گیا جبکہ علیحہ نے ڈریسنگ پر پڑی ہر چیز ایک ہی جھٹکے سے زمین بوس کی۔

"کس قسم کا سنگدل شخص ہے یہ؟ لعنت ہے تمہاری محبت پر علیحہ۔۔۔اور لعنت اس مجبوری پر جس کے سبب تمہیں اسکا سہارہ لینا پڑا"

علیحہ نے چینخ کر خود پر ملامت کی اور خود کو واش روم میں بند کر دیا، ہاں وہ جب ریڈی ہو کر اپنے ڈاکومنٹس اور بس ایک بیگ لیے باہر آئی تو سپاٹ تھی، ہر احساس سے عاری۔

آلین نے بھی فی الحال اس سے بات نہ کی اور دونوں ساتھ ہی فلائیٹ کے لیے نکل گئے۔

اک نئی خوبصورت صبح آچکی تھی، زمین زادے خوش و خرم تھے۔ آج انیہ فائنلی شیرازی ہاوس میں ملکہ بن کر آنے والی تھی، چونکہ بارات کا ایونٹ ہال میں تھا اور شام کا فنکشن تھا تو سب ہی گزشتہ مہندی فنکشن کی تھکن اتار کر لیٹ ہی اٹھے۔

پھر اٹھنے کے بعد تیاریوں میں کب شام ہوئی پتا ہی نہ چلا، انیہ بھیا کے ساتھ سیلون نکل گئی جہاں اسے چھوڑنے کے بعد وہ واپس آگیا جبکہ باقی سب بھی بارات کے فنکشن کے لیے ریڈی ہو رہے تھے۔

ذیشان بھی تھک ہار کر چار بجے اٹھا وہ بھی بی جان نے آ کر کمبل کھینچا تب جناب کو ہوش آئی۔

"بے غیرت اب اٹھ یا کرین منگواوں۔ دو دوا ہم رشتے ہیں تیرے۔ دلہن تیری لاڈلی چڑیل اور دلہا تیرا لاڈلا برف خانہ۔ اٹھ جا زیشو سب تیار ہو گئے۔ یا میرے اللہ کالے پھول۔۔۔ نحوست"

اس سے پہلے مہرین پھولوں کو اٹھا کر پھینکتیں، ذیشان جلدی سے اٹھا اور بھاگ کر ان کے ہاتھ سے بکے چھینا۔

"جان ہے ان میں میری، کہاں سے منحوس لگے یہ آپکو بی جی"

ذیشان کے چھپٹنے سے زیادہ مہرین کو تو اپنے لاڈلے کی بات نے سن کر دیا۔

"ان کالے پھولوں میں تیری جان کیسے آگئی۔ میری طرف دیکھ؟"

وہ ذیشان کی بھاری بھاری آنکھیں دیکھ چکی تھیں، جو دیر سے سونے کا اعلان کر رہی تھیں اور یہ سچ تھا، کل رات سے اپنا کمرہ بس ان پھولوں کے سبب ہی قابل قبول رہ گیا تھا ورنہ آرام سکون تو وہ چھوٹے بالوں والی لے اڑی تھی۔

"آپ نہیں سمجھیں گی"

وہ ان پھولوں کو جنکے کنارے اب ذرا ذرا پریزروسپرے ہٹنے سے مرجھا رہے تھے، تکتا اس بکے کو واپس ڈریسنگ پر سجائے بولا تو مہرین ملک بے حد

خوبصورت مسکرائیں اور ذیشان کے شانے کو پیار و شفقت سے چومتے دروازے کی طرف چلی گئیں۔

میں تیری دادی ہوں کھوتیا! مجھ سے نہیں چھپ سکتا تو۔ چل خلیہ " "درست کر۔ خوش، باش دیو داس لگ رہا ہے

وہ چلی گئیں پر ذیشان کو ضرور ہنسا گئیں، جلدی سے فون تک پہنچے پہلے زرا یار کو کال ملائی، ارمان بس اسی وقت شیرازی ہاوس سے کسی کام سے نکلا تھا۔

"!ہوش آگئی تجھے منحوس"

کال لگتے ہی ارمان کی کھا جاتی آواز جناب کو واپس میٹرس پر گرنے پر مجبور کر گئی۔

"حکم جانو! کہے تو آجاوں تجھے سیلون چھوڑنے۔۔۔"

زیشو نے آفر تو اچھی کی پر سیلون سے پہلے ارمان کسی اور اہم فریضے کو نبھانے جا رہا تھا جو وہ ذیشان کو بھی نہیں بتانے والا تھا، کیونکہ یہ زیشو اسکا جینا حرام کر دیتا۔

میں چلا جاوں گا۔ تو اٹھ جا بس یہی احسان ہو گا تیرا مجھ پر اور اس دھرتی "پر۔"

ارمان نے عاجز آتے درخواست کی۔

"اوکے جانو! اچھا سن۔ کلین شیو کروا لے۔انیہ کو ہر طرف سے توڈ نگ مارتا ہے کم از کم منہ تو سافٹ وائب دے گا بچاری کو"

ذیشو کے مشورے پر ارمان نے غائبانہ لعنت ارسال کی۔

"لکھ دی لعنت، تجھ پر اور تیرے مشورے پر۔مجھے کوئی شوق نہیں چھیلا ٹماٹر بن کر گھومنے کا۔تو ہی کافی ہے کو جا۔ارمان شیرازی کی اپنی ایک پرسنالٹی ہے،اور انیہ کو وہی پسند ہے۔چل اٹھ جاناں اب۔کتنا سونا تو نے۔میرا اکلوتا یار ہے تو سالے، کوئی خیال کر"

ارمان کے غیرت دلانے پر آخر ذیشان صاحب سارا خمار جھٹکے اٹھ ہی گئے اور اپنی حسین بوتھی بھی شیشے میں دیکھی، صدقہ بھی اتارا۔

"چل اٹھ گیا۔ تیار شیار ہو کر ملتا ہوں تجھے سیلون پر میری چھمک چھلو۔۔"

ذیشان نے قسم اٹھا رکھی تھی بکواسیات کی۔

"واہیات انسان"

دلہا صاحب بڑبڑا کر فون ہی کاٹ گئے جبکہ ذیشان قہقہہ مارتا اٹھ کر ڈریسنگ کے سامنے آ جما، کسرتی وجود نے اک توبہ شکن انگڑائی لی۔

پھر نا جانے کیا سوجھی کہ پلٹ کر میٹرس پر رکھا فون جھک کر اٹھائے زالے کا نمبر ملایا جو دادی جان کا بہت ہی پیارا سو برسا جوڑا بنا کر جوڑا پنز لگا رہی تھی، خود میڈم آج چھوٹے چھوٹے بال نیچے سے کرل کر چکی

تھیں، میک آپ بھی ریڈی تھا بس دادی جان کے بال بنا کر خود بھی چینج کرنے والی تھی۔

"زیشو کی کال سن لے۔ میرا ہو گیا۔ میں باہر ہوں۔ جلدی سے آجا۔ ارمان وہیں سے جوائن کر لے گا ہال میں۔ اور ہاں وہ ہار پہن لے آج۔ اب سہاگن ہے اچھا لگے گا"

فائزہ نے اپنا دوپٹہ لے کر خوبصورت سی شال کندھوں پر ڈالی اور پیار سے زالے کی گال سہلائے باہر بڑھیں تو زالے نے جلدی سے فون اٹھا کر بے قراری سے کال پک کیے فون کان سے لگایا۔

"کیا کلر پہن رہی ہو زالے؟ میچنگ کریں۔۔۔"

زیشان کی آواز ہی زالے کے لبوں پر مسکراہٹ لے آئی۔

شیور۔ آبجین کلر کی میکسی ہے میری گولڈ سمپل شیشہ ورک کے "

"ساتھ، ساتھ جیولری اور ہیلز گولڈن۔

زیشان نے جلدی سے ڈریسنگ روم گھستے اپنا عالیشان وارڈرب اک نظر دیکھا، سرسری دیکھنے پر آبجین کلر نہ دیکھائی دیا۔

"اتنا چوزی کلر چنا ہے کہ میرے پاس ہے ہی نہیں اس رنگ کی شرٹ۔"

ذیشان نے اداس ہوتے بتایا۔

اوکے آپ ہاف ہار ویٹ کریں۔تب تک شاور لیں میں بندوبست کر دیتی"

"ہوں۔

وہ حیرت سے مسکراتا واپس روم میں آیا۔

"تم مجھے شرٹ گفٹ کرنا چاہتی ہو"

اف ذیشو کی مسرور خوشی۔

"کیا نہیں کر سکتی؟"

وہ بھی بلا کی لاجواب کرنے کی ماہر تھی۔

"کرو ناں۔ میں تو تم سے گفٹ لینے کو مر رہا ہوں"

جناب کی بہکی ٹون اس پار دھڑکنوں سے چھیڑ خانی کر رہی تھی۔

بس پھر ویٹ کریں۔ڈرائیور آدھے گھنٹے تک دے جائے گا مجھے سائز کا بتا"
"دیں، ٹیکسٹ کر دیں۔بس شرٹ چاہیے؟

وہ فوراً آمادہ ہوئی پھر فکر سے پوچھا۔

"تم بھی چاہیے ہو"

یہ کہتے زیشان نے کچھ نہ سوچا، زالے کو لگا وہ پھر سے اس شخص کے حصار میں چلی آئی ہے۔

"رکھتی ہوں ذیشان۔ریڈی ہونا ہے مجھے بھی"

وہ جلدی سے کال بند کر گئی کیونکہ اسکے ہاتھ باقاعدہ کانپ رہے تھے اور ذیشان اسے تو اپنے دل کی بات کہے قرار ملا، جناب اپنا سائز میسج میں بھیجے ٹاول اٹھا کر نہانے دوڑے اور وہیں زالے نے آن لائن شرٹ تو آرڈر کی اور پک کرنے کے لیے ڈرائیور انکل کو دوڑایا جو شرٹ پک کیے سیدھے ملک حویلی پہنچے اور گیڈ سے ہی شرٹ پہنچائی جسے زیشان کی بھابھی پریس کرے اسکے کمرے میں رکھ گئیں، وہیں دوسری طرف ارمان بھی سیلون تو پہنچا پر اپنے نہیں انیہ کے۔

آج صرف ایک ہی دلہن کی ریزرویشن تھی اور یہ بھی ارمان نے ہی کروائی تھی کیونکہ اسے رش نہیں چاہیے تھا۔

انیہ کا میک آپ ہو چکا تھا، اس نے لہنگے کی شرٹ کے ساتھ اسکا ٹروزر جو لہنگے کے نیچے بنا وہ بھی پہن لیا تھا جبکہ اسکا بہت پیارا جُوڑا ابھی بن چکا تھا، صرف جیولری، لہنگے کی بیس اور لہنگا اور دوپٹہ باقی تھا جب اندر برائیڈل روم میں باہر سے چوکیدار انکل گئے۔

"ارمان شیرازی آئے ہیں۔"

چوکیدار نے بتایا تو سیلون والی دھیما سا مسکرائی اور واپس انیہ کے عقب میں رکی جو اپنی بہت ہی حسین گولڈ اور ڈائمنڈ کی جیولری دیکھ رہی تھی۔

"آپکو باقی کوئی اور تیار کرے گا"

سیلون کی اونر نے جب بتایا تو انیہ حیرت سے پلٹی۔

"ہیں! کون؟"

وہ پریشان ہوئی پر جب سیلون والی مسکرا کر باہر نکلی تو اسکے کچھ سیکنڈ بعد اندر آتے ارمان کو دیکھتے انیہ نے بمشکل لڑکھڑانے سے خود کو روکے ڈریسنگ میز کا کارنر تھاما تھا، اسکے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

ارمان اسے آدھا دلہن بنا دیکھے ہی پاگل ہو رہا تھا، وہ خود ابھی دلہا نہیں بنا تھا لیکن اچھا لگ رہا تھا وائیٹ شرٹ اور بلیک جینز میں۔

"۔۔آپ۔۔آپ یہاں؟"

وہ جو سمجھ رہی تھی آواز گل ہو گئی، منمنائی تو آواز سر گوشی سی نکلی۔ارمان اسکی طرف بڑھتا بلکل چند انچ کے فاصلے پر آرکا۔

میری دلہن، میرے لیے کسی اور کے ہاتھوں سے سجے۔یہ ہونے دینا"
"میرے جذبات پر بڑا بھاری ہو گا انیہ۔۔مے آئی؟

وہ اس سے جس طرح اجازت لے چکا تھا، وہ کچھ کہنے لائق نہ بچی، وہ تو ہلنے تک کے قابل نہ تھی۔

"م۔۔مجھے شرم آرہی ہے"

وہ نظریں سے مسکرا کر جھکا گئی تو ارمان نے گردن پیچھے موڑتے کاوچ پر رکھا اسکا ہیوی گھیرے والا عنابی اور سنہرا لہنگا دیکھتے پیچھے پلٹ کر اٹھایا تو انیہ

جلدی سے اسکے ہاتھوں سے لے کر اٹیچ روم میں بھاگ گئی، ارمان بھی دھیما سا مسکرایا اور ڈریسنگ پر رکھے بھاری زیورات کو اسکے باکس سے نکالا۔

وہاں رکھی انیہ کی پرفیوم اٹھا کر اسے ناک کے قریب کرتے سونگھا، ایسی خوشبو ہمیشہ سے اسے انیہ کے قریب محسوس ہوا کرتی تھی، وہ کوئی ترکش پرفیوم تھا۔

آہٹ پر ارمان پلٹا تو دلہنا پے کے قہر ڈھاتی انیہ لہنگا پہن کر آچکی تھی، اب بس زیورات اور دوپٹے کی کمی تھی اور چار چاند لگانے کو ہیلز کی۔

"ہیو آ سیٹ "

ارمان نے اپنا ہاتھ پھیلائے اسے کاوچ پر بٹھانا چاہا تو انیہ نے گھبرائی سی مسکراہٹ دیتے وہ حسین ہاتھ جکڑتے ہی بیٹھ کر سمائیل دی، وہیں نیچے ہی انیہ کی گولڈن ہیلز رکھی تھیں۔

"آپ نے مجھے سرپرائز کر دیا مسٹر نان رومنٹک"

وہ اترا رہی تھی جب ارمان نے اسکے لہنگے میں چھپا پیر پکڑتے اسکے قدموں میں بیٹھ کر اسکو ہیل پہنائی، انیہ کے پیر ریڈ نیل پینٹ اور بہت باریک سی مہندی کی پیروں کے اطراف بنی لکیروں سے اور پیارے لگ رہے تھے پھر ارمان نے جیسے احتیاط سے، ہیلز دونوں پیروں میں پہنائیں اسکی خوبصورتی سب سے بڑھ کر تھی۔

وہ جواب دینے کے بجائے سیدھا ہوا اور اس بار دونوں ہاتھ انیہ کی طرف پھیلائے کیونکہ لہنگے کا کافی بوجھ تھا، وہ جلدی سے اپنے مہندی سے سجے ملائم ہاتھ ارمان کو تھمائے اسی کے سہارے سے اٹھتی اس کے برابر لگنے لگی کہ دونوں اب ایک دوسرے کی آنکھوں کے ستارے چھو سکتے تھے۔

"تمہاری ہر رات میرے ساتھ ہونی چاہیے، اس سرپرائز کا جواب یہی چاہیے مجھے"

ارمان اس شرارت پر اب تک اٹکا ہوگا یہ سنے وہ بے اختیار ہنسی۔

"ہاہا! ارمان۔۔۔مزاق تھا وہ۔"

وہ مچلتا مسکرائی پر ارمان نے اس پر سے نظر ہٹائی اور اسے واپس ڈریسنگ کے سامنے لایا۔

"ایسے مزاق پسند نہیں مجھے۔"

ارمان نے سب سے پہلے ہار کے ساتھ کے آویزے اٹھائے اور پلٹ کر خود کو وارفتگی سے تکتی انیہ کے کانوں میں پہنائے، ہاں ارمان کے ہاتھ جب جب اسکی گردن کو چھوئے، وہ مسکرائی، اپنی رعنائیوں سمیت۔

"لیکن میں ہمیشہ کرتی رہوں گی ایسے مزاق تاکہ آپ میرے لیے ایسے سرپرائزارینج کرتے رہیں۔ ارمان، آپ کو اس طرح کا ایکسپریسو امید نہیں کیا تھا میں نے۔"

وہ اسکے ہار کی طرف متوجہ تھا پر انیہ تو اس سے نظریں ہٹانے لائق نہ بچی تھی۔

"ہمم۔ جانتا ہوں۔ کیا تم خاموش ہو سکتی ہو"

وہ اسے ڈانٹ گیا کیونکہ ہار پہنانا اس بندے پر بھاری تھا، وہ سر ہلاتی چپ ہوئی، ارمان نے انیہ کی فرمابرداری پر اپنی آنکھوں کو مسکرانے سے بہت روکا پر ظاہر ہو گئیں اور انیہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی، انیہ نے اپنی گلے سے شرٹ اوپر کو کھینچی تو ارمان کا دھیان اب اسکے ڈیپ گلے پر گیا تبھی جناب زرا برہم محسوس ہوئے۔

ارمان نے بہت دھیان سے اسکے بالوں کے جُوڑے کا خیال رکھتے ہوئے وہ ہار انیہ کے گلے میں سجایا اور اسکے بہت بڑے ہونے کے سبب ہی انیہ کی

شرٹ کا گلہ بھی ڈیپ رکھا گیا تھا اور جب ہار گلے میں سجا تو انیہ کی راعنائیوں کو بہت خوبصورتی سے ڈھانپ گیا۔

شرٹ تھوڑی گلے سے لوز تھی، سلیون والی نے پیچھے دو پنز لگا کر ٹھیک "کی"

انیہ اسکی برہمی بھانپ کر فورا نظریں چراتی بولی۔

"اٹس اوکے، آگے سے دھیان رکھنا۔"

ارمان کے دوپٹے کی طرف دھیان دینے پر انیہ نے گہرا سانس یوں لیا جیسے روک رکھا ہو۔

"یا اللہ یہ بندہ یہ سب اتارے گا بھی ایسے ہی تو میں نے تو تب فوت ہی ہو جانا ہے۔مجھے بچالیں اس گھنے میسنے سے جو کچھ کیے بنا ہی میرا درجہ حرارت بڑھا چکا ہے"

انیہ کا پورا وجود فطری سی کیفیت میں کانپ رہا تھا،ارمان نے دوپٹہ اٹھا کر انیہ کے سر پر اوڑھایا تو وہ جلدی سے دونوں پلو سمیٹ گئی۔

"اسے،نوز پن اور ماتھا پٹی کو سیٹ کروا لینا۔اسکا آئیڈیا نہیں ہے مجھے ابھی۔"

ارمان نے زرا فاصلہ بنایا تو انیہ نے سر ہلاتے اسے دیکھا۔

"میں نکلتا ہوں۔۔۔۔"

وہ اپنا فریضہ اور خواہش نبھا کر پلٹا ہی کہ انیہ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے روکا، بھاری دوپٹہ انیہ کے کندھوں پر ڈھل آیا۔

"ارمان۔"

وہ اس سے پہلے کچھ کہتی وہ پلٹا۔

"ملتے ہیں رات میں انیہ"

ارمان کے اس جملے میں انیہ کی جان لینے کی قوت تھی، وہ فوراً ہاتھ آزاد کرے نظریں جھکا گئی۔

"تھینکیو۔یہ بہت سپیشل تھا میرے لیے۔"

وہ ہنوز بہت خوشی سے بھری تھی۔

"میں یا میرا آنا۔کوئی ایک بتاو"

وہ اسے نظریں اٹھائے مضطرب سی تکنے لگی۔

"آپ سمیت آپکا آنا"

انیہ کی آنکھیں خفیف سی دھندلائیں تو ارمان نے جاتے جاتے واپس پلٹ کر اپنا چہرہ انیہ کے آگے کیا، وہ ارمان کی خواہش سمجھ کر مسکرائی اور اسکی گال پر ملائم ہونٹوں کو رکھ کر پیچھے ہوئی۔

"سی یو۔"

اسکی گال تھپکائے وہ اتراتا ہوا وہاں سے چلا گیا اور انیہ، اک بار پھر اس شخص پر لٹ گئی۔

جبکہ دوسری طرف آبجین کلر کی شرٹ کے ساتھ میچنگ تیاری کرتے ذیشان حیدر ملک بھی اپنی حسینہ پر بجلیاں گرانے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔

میں انکی فلائیٹ لینڈ کر چکی تھی، ائیر پورٹ پر اترتے ہی آلین جاہ کو ملتے وی آئی پی پروٹوکول کو دیکھ کر علیحہ حیران تھی کیونکہ اس نے آلین کے بارے بس یہ سب سن رکھا تھا مگر آج جب گارڈز کے میلے کو اسکے آگے پیچھے دیکھا تو لگا جیسے وہ شخص سچ میں اسکی حدود سے بہت دور نکل گیا۔

علیحہ کا ارادہ پہلے نیلو آنٹی کی طرف جانے کا تھا مگر فی الحال اہم کام آلین سے نظریں بچا کر ائیر پورٹ سے بھاگنا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

وہ لوگ ائیر پورٹ میں ہی انٹر ہو رہے تھے جب علیحہ کی محسوس کن چپ پر آلین نے اسے نرم سا پکارا۔

"ٹھیک ہوں۔ یہ سب پروٹوکول؟"

علیحہ کی آنکھوں میں تیرتی شکائیت پر وہ مبہم مسکرا کر سر اکڑا گیا، بلاشبہ علیحہ کے لیے آج بھی اس شخص پر سے نظریں ہٹانا مشکل بنایا جا چکا تھا۔

عمر لگی ہے دلدل میں دھنسنے میں، اب کیا اس عذاب کے مزے بھی نہ "
"لوں۔ تم بھی مزے لو۔ سیریس ہونے کی ضرورت نہیں

وہ ہوا میں اڑا گیا۔

"! بڈھے آلین جاہ کے ساتھ اب کونسے مزے ہنہ "

علیحہ کا دھیان بس کسی طرح یہاں سے نکلنے کا تھا مگر وہ تب گھبرا کر رکی جب آلین جاہ ساتھ سے چلتا چلتا روبرو آگیا، علیحہ کی سانسیں منتشر ہوئیں اس شخص کے خوبرو سامنے پر۔

"میں بڈھا ہوں تو تم کونسا امرت پیے بیٹھی ہو؟"

وہ جان بوجھ کر اپنے اور اسکے بیچ کے سابقہ کئی گھنٹوں کے تناو کو زائل کرنے کی کوشش میں تھا۔

"دیکھو! ایک بھی سلوٹ ہے کیا میرے چہرے اور دامن پر؟"

علیحہ بھی تکرار کرے اپنے فرار کو من ہی من میں ترتیب دے رہی تھی۔

چہرہ تو دیکھ لیا۔ دامن دیکھنے کا اجازت نامہ چاہیے پھر ہی سلوٹوں کا حساب "
ہو گا۔"

وہ سراسر مزاق کے موڈ میں تھا پر علیحہ کے دل نے ہارٹ بیٹ سی مس کی۔

"ناں دیکھنا چاہوں اب تو؟"

وہ زرا تکلیف میں اتری، آلین بھی سنجیدہ ہوا۔

تو یہی کہوں گا پندرہ سال پہلے ہم دونوں ہی جذباتی اور ضدی تھے، لیکن "
اب بہت کچھ بدل چکا ہے تو جذبات اور ضد بھول کر ایک صلح جو فیصلہ لیتے
ہیں"

آلین آج بھی اپنے اصولوں اور فیصلوں میں درست تھا، علیحہ کو وہ کبھی برا نہیں لگا تھا سوائے اسکے کہ وہ اچھا ماموں بننے کے چکر میں اچھا شوہر اور باپ بننے کو فراموش کرتا آیا تھا۔

"کیا تم نے سچ میں کسی عورت کو ان پندرہ سالوں میں نہیں چھوا آلین؟ کوئی بھی تمہارے بستر تک نہیں آسکی۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ تم اس شہر کے مالک ہو اور یہاں کے حسن کو چکھنے اور چھونے سے محروم ہو"

علیحہ کے شکوک و شبہات اسکی طرح ہی اس وقت آلین جاہ کو معصوم لگے، وہ خوبصورت اور مسمرائز کرتا بہت مختصر ہنسا، ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں گھسائے اک غائبانہ سی نگاہ چار سو پھیری لیکن علیحہ اس پل بس اسے ہی تک رہی تھی، کسی لائق رہی نہ تھی اس مسکراہٹ کو دیکھنے کے بعد۔

"زالے نے پچھلے دو سالوں میں میری بارہ گرل فرینڈز ارینج کیں۔ لیکن جیسے ہی وہ فزیکل ہوتیں میں بریک آپ کرلیتا۔اور اسے کہتا کہ زالے سوری بچہ یہ میرے ٹائپ کی نہیں۔اب تم مجھے اس پر باوفا بھی کہہ سکتی ہو"

آلین نے محظوظ کن انداز میں اپنی ستائش کی تو علیحہ نے فوراً سے نظریں آلین پر سے ہٹائیں، دل چاہا کہیں نہ جائے بس سب بھول کر اسکے گلے لگ جائے پر اندر لگی آگ چین پانے پر آمادہ نہ کر پارہی تھی۔

"میں بھی فزیکل ہوئی تو تم مجھے بھی کہہ دینا میرے ٹائپ کی نہیں ہنہ۔۔۔تم"

وہ ارد گرد دیکھتے بس ایسے ہی بولی مگر آلین اسکی کمر میں بازو لپیٹ کر یوں اتنے لوگوں کے بیچ اسے اپنی طرف کھینچ گیا کہ علیحہ سانس روک کر رہ گئی، بمشکل خود کو ٹکرانے سے روک سکی۔

"ایک تم ہی تو ہو جسکے فزیکل ہونے کی خواہش میں آلین جاہ نے اب تک کی قریب آتی عورتوں کو جھٹکا ہے۔ کیا تمہیں کوئی اور ثبوت چاہیے؟"

وہ یقین دلانے والوں میں کبھی نہ تھا، وہ اک روڈ آدمی رہا تھا ہمیشہ اور یہ آلین کی ذات کے رنگ تھے جنھیں علیحہ تب بھی بدلنا چاہتی تھی اور اب تو سمجھ نہ آئی کیا چاہ رہی ہے۔

"ہاں۔ وہ والا ٹیسٹ جس سے پتا چلتا ہے کہ آدمی اب تک ان چھوا ہے۔"

وہ گال پھلا کر اسکی گرفت میں مچلی، آلین جو مسکرانے کے دور دور موڈ میں نہ تھا، نظریں چراتا ہوا مسکراتا معلوم ہوا۔

"تم عورتیں کس مٹی کی بنی ہو۔ایک مرد کی زبان بھی کوئی چیز ہوتی ہے"

وہ سخت الجھ گیا۔

"اپنے مرد کے لیے عورت ایسی ہی جنونی ہوتی ہے"

وہ بدحواسی وقربت میں بڑبڑا تو گئی پر جب آلین کو دیکھا وہ گہری نگاہیں علیحہ کے پورے وجود کو جکڑ گئیں۔

"اپنا مرد!"

آلین نے چسکاتے انداز میں یہ دو لفظ دہرائے اور علیحہ کو اپنے حصار سے آزاد کیا۔

"ایسا کیوں لگا تم اب بھی جنونی ہو۔ لیکن تم سے بغاوت کی بو آ رہی ہے۔ ایسا کیوں؟"

علیحہ نے بے یقین نگاہوں سے آلین کو دیکھا، کیا وہ چہرہ شناسی کا ماہر تھا یہی سوچ رہی تھی۔

"تمہارا ناک خراب ہے۔ ہنہ"

وہ منہ پھیر گئی، آلین نے اپنے گارڈز کو اشارہ کیا اور اس سے پہلے ائیر پورٹ کی حدود سے نکلتا، علیحہ نے اسکی بازو پکڑے روکا۔

"ہمم۔ میں ریسٹ روم یوز کر لوں؟"

علیحہ نے نظریں سی چرائیں۔

"میں چلوں؟"

آلین کی آفر بے ساختہ تھی کہ وہ گھور کر رہ گئی۔

"مائی مسٹیک جاو۔۔۔ مجھے لگا تمہیں میک آپ ٹھیک کرنا ہو گا۔ غلطی سے بھی آلین جاہ اس میک آپ کے نیچے والی چڑیل نہ دیکھ لے ناں۔۔۔"

وہ اسے ٹیس کر رہا تھا اور علیحہ نے اسے اسکے گارڈز کے سامنے سینے پر زور سے پنچ کیا۔

"نہ نیچے والی نہ اوپر والی۔اب آلین جاہ ان میں سے کوئی چڑیل نہیں دیکھ پائے گا"

وہ بدحواسی سے جب بڑبڑائی تو آلین کے جبڑے تنے۔

"کیا کہا تم نے؟"

آلین کے سختی سے بازو پکڑنے پر وہ ہوش میں آئی۔

"کیاسنا تم نے؟"

وہ گھبرائی۔

"اگر وہ سچ ہوا جو سنا ہے تو مر جاو گی میرے ہاتھوں۔ہو کر آو جو کرنا ہے۔انتظار کر رہا ہوں"

آلین کے جھاڑنے پر وہ بازو جھٹک کر پلٹی ہی کہ آلین نے اس بار ہاتھ بڑھا کر جاتی علیحہ کی گردن کے گرد نرمی سے لپیٹ کر روکا تو اسکے انداز پر علیحہ کانپ کر رہ گئی۔

"اس شہر میں پتا بھی میری مرضی کے بنا نہیں ہلتا علیحہ بدر سو کسی گماں میں مت رہنا کہ تمہیں ملنے کی مہلت ملے گی۔

وہ اسکے کان سے لگے دھمکا گیا، جانے کس جذبے کے تحت۔

"ایسے گردن پکڑ کر روکنے والا، کب گردن کاٹ دے پتا نہیں چلتا۔اتنے بڑے آدمی بن گئے ہو، پر یہ حرکت تم نے یونیورسٹی کے تیپے آلین والی کی ہے۔ گروآپ مین"

وہ جواباً اُسے تپانے کے چکر میں مسکراہٹ دے گئی، سر پھری آج بھی ویسی تھی۔

"تم ملو پھر گروآپ ہونے کا موڈ بناتا ہوں"

وہ سراسر معنی خیز نگاہیں تھیں، علیحہ کا وجود سلگنے لگا۔

"ملنے سے کیا مراد ہے؟ شادی۔۔۔۔"

وہ یہ آخری بعث خود بھی طویل چاہتی تھی تاکہ آخری سانس تک یاد کرنے کو بہت سے لفظ، لمس اور نگاہیں ہوں۔

"نہیں۔ وہی جو تم سوچ رہی ہو"

وہ مسکرایا اور علیحہ بوکھلائی۔

"اتنی گندی نیت اور سوچ نہیں ہے میری۔۔۔ ہنہ"

وہ گردن سے ہاتھ ہٹا کر خوامخواہ غصہ جھاڑے بولی۔

"میرے ساتھ کچھ وقت گزارو۔ خود ہی اچھائی، برائی میں بدل جائے گی۔ آفٹر آل ایک ان چھوا من پسند آدمی دیر ہی کتنی لگا سکتا ہے تمہیں اپنے بس میں کرنے کو"

وہ خود پر اتراتے بہت پیارا لگا کہ علیحہ مسکاتی محسوس ہوئی۔

"اب علیحہ وہ بے وقوف عورت نہیں رہی جو تمہارے حسن پر اتنی آسانی سے بہک جائے۔ بڈھا آلین"

وہ دانت پیس گئی، آلین کھل کر ہنسا۔

بیوقوف عورت نہیں بہکتی، من پسند بہکتی ہے، صرف وہی جسے مرد" بہکنے کی اجازت بخوشی دیتا ہے۔میں تمہیں دینے والا ہوں اس لیے جلدی "سے واپس آو

وہ اسکے دامن سے یہ تمہید باندھ گیا تو علیحہ نے جلدی سے دھندلائی آنکھیں آلین سے ہٹائیں اور تیزی سے لیڈیز ٹائلٹ والی سائیڈ چلی گئی۔

آلین بھی اپنے دو گارڈز کو وہیں علیحہ کے لیے چھوڑے خود ائیرپورٹ سے نکلا جبکہ علیحہ نے ریسٹ روم میں داخل ہوتے سنک پر اپنا بیگ رکھتے آئینے میں اپنی صورت دیکھی جس پر درد رقم تھا۔

"نہیں آوں گی واپس۔اب تم مجھے ڈھونڈتے رہنا آلین۔ نہیں بہکنا اب مجھے۔نہ ہی تم سے پیار کرنا ہے۔میں گم جاوں گی۔تم نے بہت دل دکھایا ہے، تم بھی تڑپو"

وہ اپنا چہرہ دھوتی ساتھ روئے جا رہی تھی پر نکمی اپنی ضد سے انچ نہ ہلی اور اس نے جب آلین کے دونوں گارڈز کو چکما دے کر ائیر پورٹ سے فرار ہوتے ٹیکسی پکڑی تو اسے آلین کی کہی بات یاد آئے لمحہ بھر روک گئی۔

"میں دھوکہ دیتا نہیں سو سہہ بھی نہیں سکتا"

یہ وہ زنجیر تھی جو علیحہ کے فرار ہوتے قدموں کو بہت روکنے کی کوشش کر چکی تھی لیکن ضد پر اڑی عورت، آندھیوں سے زیادہ طوفانی ہوتی ہے تبھی وہ چلی گئی۔

آلین اپنی گاڑی کی بیک سیٹ پر پر سکون انداز میں بیٹھا تھا مگر ونڈو کے قریب جھک کر کچھ بتاتے گارڈ نے اسکا پورا موڈ بگھاڑ دیا۔

"پورا گھنٹہ Ulsan تک وقت دے رہا ہوں، صبح گھنٹہ لو لیکن مجھے وہ بہت جلد میرے بنگلے میں میرے سامنے چاہیے۔ سمجھ گئے؟"

آلین نے سپاٹ و سرد انداز میں وہیں کی مقامی زبان میں ہدایت کی جس پر گارڈ نے فوری سر ہلایا اور ساتھ ہی گرا گاڑی کا شیشہ اٹھا اور آلین کی ہارن والی وی آئی پی گاڑی وہاں سے آگے بڑھ گئی، آلین نے اپنے فون کو ہاتھ میں جیسے بھینچ کر سانس لی وہ اسکے غصے اور عتاب کو پینے کا ترجمان تھا۔

فائنلی وہ رات آگئی جسکا انتظار تھا، ہال میں مانو رنگوں کی برسات اتر آئی، ارمان فل بلیک ٹیکسیڈو میں اک سلک کے عنابی رومال کو لگائے آج سچ میں انیہ کی کیا ہر لڑکی کی دھڑکنیں تھمانے والی لکس میں تباہی لگ رہا تھا اور ستم کہ اس خوش پوش فرش بوش لہنگے والی اپنے ہاتھوں سجائی دلہن، دلہنا پے کے قہر ڈھاتی بھی ارمان کے پہلو میں آگ لگائے جا رہی تھی۔

لیکن حسن کی وافر فراوانی بس یہیں تک نہ تھی، اس ٦ بجین تھیم کپل پر تو نگاہیں آکر خیرہ ہوتیں جو پورے ہال میں پھر کی سے گھومتے کبھی اِس طرف جاتے نظر آتے کبھی اُس طرف، وہ ٦ بجین کلر کی بہت لائیٹ ویٹ

میکسی میں یکدم ہی بڑی بڑی سہاگن لگ رہی تھی، شائد آج میک آپ بھی ہیوی کرر کھا تھا وہ بھی مشرقی انداز میں، پھر ذیشان نے بھی ٹبجین کلر کی سٹائل پینٹ چوز کی تھی chinos شرٹ کے ساتھ بلیک ہی سلم فٹ اور ساتھ بلیک ہی اپر بلیذر تھا جسے اس نے اتار کر شرٹ کے کف سٹائلش وے میں تھوڑے فولڈ کرر کھے تھے جبکہ شوز بھی کلاسی جس میں وہ محفل پر کافی بھاری لگ رہا تھا۔

جبکہ زالے نے دو قسم کی ٹبجین میکسیز میں سے بلیک کمبو والی ہی چنی تھی کیونکہ ذیشان بلیک کے ساتھ کمبینیشن کر رہا تھا تو زالے نے بھی گولڈن والی کے بجائے بلیک والی چنی اور یہ فیصلہ بہترین تھا کیونکہ وہ سچ میں ایک حسین کپل لگ رہے تھے۔

ارمان آج بھی سٹیج پر اپنے یونی فیلوز، کلاس میٹس اور فیملی کے لوگوں سے بڑا سنجیدگی مگر نرمی سے مل رہا تھا، اور انیہ تو شام والے سحر سے اب بھی نہ نکلی، نہ اسے آج سلیفیز کا ہوش تھا نہ اسکا کہ وہ کسی آپسرائی جہاں کی شہزادی لگ رہی ہے، بس اسے ارمان شیرازی کی اپنے آس پاس بکھری موجودگی سے ہی فرصت نہ تھی۔

اسکا گلا بار بار سوکھ رہا تھا، حالانکہ زالے دو بار اسے ڈرنک اور پانی دے کر گئی تھی۔

جبکہ ڈرنک کارنر کی طرف کھڑے ذیشان سے ڈرنک لانے، اور بلا کر لانے کے لیے ارمان نے جب زالے کو بھیجا تو وہ بھی ذیشان سے بات کرنے کا موقع ڈھونڈ رہی تھی فوراً اس طرف گئی کیونکہ ارمان اب رخصتی

چاہ رہا تھا تبھی ذیشو کو بلوایا تھا کہ یہ محفل سمیٹے آکر اور اپنے گھر والوں کو رخصتی کا میسج دے۔

زالے جو ذیشان کے عقب میں رکے اسے پکارنے لگی تھی، ارمان کے لیے ڈالے گئے ڈرنک میں اسکے کچھ ملانے پر ٹھٹکی۔

"ذیشان! یہ آپ نے لالہ کی ڈرنک میں کونسی ٹیبلٹ ڈالی ہے؟

ذیشان جلدی سے عقب میں کھڑی زالے کو دیکھتے پلٹا، چہرے پر گھومتی" گھبراہٹ فوراً چھپائی۔

"یہ! تمہارے لالہ جیسے نان رومنٹک لوگوں کو بارات پر رومینس کی میڈیسن دی جاتی ہے تاکہ انکے جذبات زرا باہر آنے میں مدد دے۔ تم بتانا مت کسی کو یہ یار کی طرف سے سپیشل گفٹ ہوتا ہے"

زالے کو اس آفت کے پر کالے نے جو جو سمجھایا وہ فوری سر ہلاتی مسکرائی، اسے تو ذیشو کی یہ نیکی لگی۔

"اچھا چلیں لالہ کہہ رہے ہیں یہ فنکشن سمیٹیں دس ہونے لگے ہیں تو نکلتے ہیں۔ میں بھی تھک گئی"

ذیشان نے فوراسے سر ہلایا ہی کہ انیہ جو عجیب سی گھبراہٹ میں تھی سٹیج سے اتر آئی کیونکہ وہاں دم گھٹ رہا تھا۔

"میں بھی گائیز"

وہ دونوں اس سے پہلے پلٹتے انیہ صاحبہ پیچھے سے لہنگا اٹھائے دہائی دیتیں آئیں اور ذیشو کے ہاتھ سے وہ جوس کا گلاس لے کر ایک ہی سانس میں پی گئی، جبکہ زالے اور زیشان پر مانو سکتہ اترا۔

ذیشان نے انیہ کو گھبرا کر دیکھا جو پورا گلاس ختم کر کے گلاس واپس ذیشان کو تھمائے واپس چلی گئی جبکہ زالے نہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی روکی۔

"یہ تو موئے ہوتا لگ رہا ہے ذیشان۔ انیہ تو آل ریڈی رومنٹک نہیں ہیں کیا؟ اب کیا ہو گا؟"

انیہ نے سکتے میں گئے ذیشان کو بازو سے پکڑ کر ہلایا تو جناب ہوش میں آتے ہی گلاس رکھے زالے کا ہاتھ پکڑے زرا سائیڈ لے گیا، وہ خود بوکھلا کر رہ گئی۔

"زالے! میں گیا۔ارمان نے مجھے قتل کر دینا ہے۔مجھے بچالو اس درندے سے"

ذیشان کی حالت پر زالے نے ہنسی و گھبراہٹ کے سنگ ذیشان کے دونوں ہاتھ نرمی سے دبائے، اسے گہرا سانس لینے کا اشارہ کیا، وہ اتنا پراعتماد و بے باک بندہ، گھبرا کر کتنا پیارا الگ رہا تھا یہ بس زالے جانتی تھی۔

"نہیں کہتے کچھ میں بچالوں گی۔ویسے بھی وہ میڈیسن کوئی بھی لے۔اثر تو ایک سا ہوگا ناں سو چِل کریں۔بس اس سے رومنٹک ہی ہو گی ناں انیہ؟"

زالے نے اسے پر سکون کرنے کے اختتام پر زرا محتاط ہوتے جب سوال کیا اور آگے سے ذیشان کا مسکین ری ایکشن بھانپے خود زالے کے چہرے کی ہوائیاں اڑیں کیونکہ ذیشان صاحب کچھ بڑا کارنامہ کر چکے ہیں یہ زالے کو اسکی شکل سے معلوم ہو چکا تھا۔

ذیشان ! ڈرا رہے ہیں ایسے شکل بنا کر۔۔۔بتائیں ناں کیا ہوتا ہے اس "میڈیسن سے کہ آپ اتنا پریشان ہو رہے ہیں اور ڈر بھی رہے ہیں

اس بار زالے نے بھی پریشانی سے پوچھا تبھی ذیشان نے زرا ہچکچاتے زالے کے کان کی طرف جھک کر کچھ ایسا کہا کہ زالے کا پیلا پڑتا چہرہ سرخیاں چھوڑ گیا۔

وہ جلدی سے ہاتھوں کو چھوڑے ذیشان سے نظریں چراتی پلٹی۔

"یااللہ ! میرے لالہ تو گئے۔۔۔"

زالے کی نظر سٹیج پر تھی جہاں انیہ اپنی گردن پر بار بار ہتھیلی پھیر رہی تھی جیسے اسکو شدید گرمی لگ رہی ہو، خود کچھ پاس کھڑے ارمان نے بھی انیہ کی بے چینی فیل کی تو وہیں سے ہونق ہوئے زالے ذیشان کو اشارہ کیا۔

ذیشان صدمے سے نکلا اور رخصتی وغیرہ کا سب سیٹ آپ کروانے میں لگا جبکہ زالے سٹیج پر آکر انیہ کے پاس بیٹھی۔

"آپ ٹھیک ہیں انیہ ؟"

زالے نے بہت پیار و فکر سے انیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

"یار اچانک سے گلا سوکھنے لگا ہے، سر بھاری ہے اور بہت زیادہ گرمی فیل ہو رہی ہے۔ آنکھیں بھی جل رہی ہیں۔ زالے مجھے نظر تو نہیں لگی ناں؟"

انیہ کی گھبراہٹ اور سوال پر زالے مبہم سا مسکرائی لیکن فکر مند بھی تھی۔

"آپ پر سب نے دعائیں پھونکی تھیں، مجھ سمیت۔ نظر نہیں لگ سکتی۔ شاید اتنا ہیوی جوڑا اور دن تھکا گیا آپکو۔ بس نکلتے ہیں شیرازی ہاوس۔ آپ بلکل ایزی ہو جائیں"

انیہ کی حالت دیکھ کر لگ رہا تھا وہ کسی بھی وقت چڑ کر چینخنے لگے گی۔

"زالے میری پوری باڈی ہیٹ کیوں چھوڑ رہی ہے۔ پلیز مجھے یہاں سے لے کر نکلو۔ میرا سانس بند ہو رہا ہے۔"

زالے کے چہرے کی رنگت بدلی، وہ اسے اوکے کہتی جلدی سے اٹھ کر زیشان کو میسج کرنے لگی۔

"انیہ کی طبعیت بگھڑ رہی ہے۔ نکلنے کی کریں پلیز ورنہ وہ چینخنے لگیں گی۔ میں نکلوں انیہ کو لے کر۔ ہوسپٹل سے ہوتے گھر جاتی ہوں۔ کیا خیال ہے۔ جلدی ریپلائے کریں"

انیہ نے بے قراری سے مڑ کر دیکھا جہاں ارمان بھی انیہ کی غیر محسوس بے چینی تکتا اسکے پاس جا کر بیٹھا تھا، ذیشان کی نظر بھی سٹیج پر ہی تھی۔

"انیہ! سب ٹھیک ہے۔۔۔ تھک گئی ہو؟"

ارمان کے پاس بیٹھنے پر وہ رحم طلب نظروں سے ارمان کو دیکھتے ہی اسکے سینے میں چھپی، وہ خود بوکھلاہٹ کا شکار ہوا۔

"ا۔ارمان مجھے نکالیں یہاں سے میرا دم گھٹ رہا ہے ان کپڑوں میں۔پلیز"

انیہ کے باقاعدہ رونے پر ارمان بھی پریشان ہوا۔

"اوکے۔ریلکس۔۔۔ہم چلتے ہیں یہ لوگ ایونٹ خود سمیٹ لیں گے"

ارمان نے اسکو خود سے دور کرتے اسکا جھکا چہرہ اٹھا کر یقین دلایا اور خود فون نکال کر ذیشان کو کال کی جو زالے کو ہی میسج کا جواب ٹائپ کر رہا تھا، فوری کال پک کی۔

میں انیہ کو لے کر گھر نکل رہا ہوں۔ تُو اور زالے یہاں سب سمیٹ "
" دینا۔ او کے

ارمان نے بس حکم دیا اور ذیشان صاحب بچارے بس ہاں کرنے لائق تھے، خیر ارمان اور انیہ نے سرسری سی فیملی سے اجازت لی اور ہال سے نکلے تو ذیشان جو باہر تک دونوں کو سی آف کرنے آیا تھا، زالے کے عقب سے پکارنے پر فوری پلٹا۔

اور پھر دونوں ہی آنکھیں چراتے ہنسے ،اس رات کو کئی چاند لگا گئی انکی وہ آفت انگیز ہنسی۔

آپ بہت شرارتی ہیں ذیشان ! اب دعا کریں انیہ اس میڈیسن کی پاور کو" "سہہ جائے ورنہ سچی لالہ کے عتاب سے میں بھی آپکو نہ بچا سکوں گی۔

زالے کے فیشل ایکسپریشن میں شرارت تھی تو وہ کہاں سنجیدہ تھا،وہ سچویشن تھی کہ رُل تے گئے ہاں پر چس بڑی آئی ہے۔

دیکھو لڑکی میں نے تو نیکی ہی کرنی چاہی تھی اب ارمان کے ارمان اس" طرح پورے ہونے لکھے تھے مجھے کیا پتا۔ویسے سنو ! خیر سے رات گزر گئی "بنا ارمان کو کچھ پتا لگے تو یہ ہمارا سیکرٹ ہو گا۔

وہ اپنا ہاتھ وعدے کے لیے بڑھا رہا تھا، زالے نے فوراً سے اپنا ہاتھ اس خوبصورت ہتھیلی پر رکھا۔

"یہ اب بھی سیکرٹ ہی ہے ہمارا۔ لیکن مجھے ساری رات نیند نہیں آئے گی ٹینشن سے"

اختتام تک وہ ہنسی تو ذیشان بھی مسکرایا۔

"مت لینا ٹینشن! ہونے دو جو منظور خدا ہے۔ اگر نیند نہ آئے تو میرے پاس آجانا"

ذیشان نے اسکے ہاتھ کو دبایا تو وہ اس حدت سے زیادہ ذیشان کے لفظوں پر چھینپ گئی۔

"آ۔آپکے پاس کیسے آسکتی ہوں؟"

وہ گھبرا کر ہاتھ سا چھڑوانے لگی پر ذیشان نے مزید دباتے اسے اپنے قریب کھینچا پر اب بھی جاذب فاصلہ برقرار تھا۔

ہم وڈیو گیم کھیل لیں گے۔یا میں تمہیں کیکٹس کے فائدوں پر لیکچر بھی" دے سکتا ہوں۔"

وہ یکدم ہنسی،ماحول سا بن گیا۔

سننے میں اچھا ہے لیکن میں کافی ٹائم بعد اتنا ہیوی ڈریس پہن کر تھک گئی" ہوں۔سوئی نہ بھی تو آنکھیں بند کر کے لیٹ جاؤں گی"

وہ سراسر انکار کر گئی، ذیشان نے اسکا ہاتھ آزاد کیے نظریں گما لیں تو زالے کو نا جانے کیوں اسکا ہاتھ چھوڑنا بہت اداس کر گیا۔

"سنیں! جب آپکی شادی ہو گی تو کیا لالہ بھی یہ شرارت کریں گے؟"

یکدم ہی زالے کو نجانے کیا سوجھی کہ سوال تو کر بیٹھی لیکن جس طرح ذیشان نے وہ پھیری آنکھیں زالے پر لا کر روکیں، زالے کے پیروں کی نوک تک اک عجیب لرزا اترا۔

"میں خود کر لوں گا یہ شرارت خود کے ساتھ۔ ویسے مجھے اسکی ضرورت نہیں ہو گی۔ میں کافی اور ہر وے میں ایکسپریسیو ہوں"

وہ بہت گہری نظروں سے بہت کچھ جتا رہا تھا اور زالے کے ہاتھ پیر ٹھنڈے بس اسکی نظروں کی تپش کے آگے ہو رہے تھے اور کوس رہی تھی کہ کیوں یہ سوال کر بیٹھی ہے۔

"چل کر ایونٹ سمیٹتے ہیں۔"

وہ گھوم کر جانے لگی۔

"مجھے کون سمیٹے گا؟"

وہ رک تو گئی پر پلٹنا دوبھر ہوا۔

اس شخص کا حرف حرف زالے کے آس پاس بھاری سانسیں لیتا رقص کر رہا تھا، ہوا میں اس شخص کی خوشبو تیر رہی تھی، زالے کس کس وار سے خود کو بچاتی۔

"آپکو کیا ہوا ہے؟"

وہ گھومی، خود کو پر اعتماد بناتے پوچھا۔

"مجھے کچھ ہوا لگ رہا ہے زالے پر شاید یہ میرا وہم ہے۔ چلتے ہیں"

وہ غیر واضح سی بات کہے زالے سے پہلے واپس ہال کی طرف بڑھا پر زالے وہیں جم کر رہ گئی۔

وہ محسوس کر سکتی تھی جب جب ذیشان حیدر ملک کی نگاہوں میں نرمی کی جگہ گرم جوش گرمی لیتی ہے اسکا اس آدمی کے روبرو کھڑے رہ پانا مشکل ہو جاتا تھا، زالے اپنی عجیب سی کیفیات کو سوچ کر الجھ کر پیچھے ہی چل پڑی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

انیہ جس طرح اپنا دوپٹہ اور بینگلز اتار کر جھٹک چکی تھی، ارمان نے پہلی فرصت میں ڈرائیور کو گاڑی سے پیدل ہی چلتا کیا اور خود گاڑی ڈرائیو کرنی مناسب سمجھی لیکن نظر اسکی انیہ پر ہی تھی جو بیچ میں دونوں طرف کی ونڈوز کا مر رہتا کر بھی ایسی تھی جیسے اسکا دم گھٹ رہا ہو، ارمان نے گاڑی کی سپیڈ تیز بھی تبھی کی۔

"انیہ! کیا فیلنگ ہے؟ ہوسپٹل چلیں؟"

انیہ جو ونڈو سے لگی باہر سے آتی سرد ہوا ان ہیل کرے بے دم تھی، ارمان کے سوال پر مر کے تھر وا سے دیکھنے لگی، وہ یوں تھی جیسے ابھی رو پڑے گی۔

مجھے پوری باڈی میں چبھن ہو رہی ہے۔ آئی مین دل چاہ رہا ہے اپنے "
"ڈریس کو نوچ کر اتار دوں۔ پلیز ارمان جلدی چلیں گھر۔

وہ سخت تکلیف میں تھی، ارمان نے گاڑی سائیڈ روڈ روکی اور باہر نکلا، انیہ کی طرف کا بھی سائیڈ ڈور اوپن کیا اور اسکا ہاتھ پکڑے زبردستی باہر نکالا، رات کا سرد پن مانو انیہ کو یوں لگا کہ تپتے وجود کو کسی نے شانت کر دیا ہو۔

وہ اتنی سرد سی رات میں بھی گھٹ رہی تھی۔

"اب بہتر ہو؟"

ارمان نے اسکے سامنے کھڑا ہوتے گاڑی سے ٹیک لگا کر مشکل سانس لیتی انیہ کے چہرے کا جائزہ لیا تو وہ بس خاموش نظروں سے ارمان کو دیکھتی رہی کہ خود ارمان مضطرب ہو گیا۔

"م۔۔میں آپکے اتنے خوبصورت لمحوں کو سپائیل نہیں کرنا چاہتی پر میں اچھا محسوس نہیں کر رہی۔ایسے لگ رہا ہے کسی نے مجھے جلتی آگ میں جھونک دیا ہو۔ک۔کیا یہ آپکا اثر ہے ارمان؟"

وہ اس قدر سنگین حالت میں بھی آخری سوال پر مبہم سا مسکرایا، ارمان کو لگا جیسے یہ بس انیہ کی فطری گھبراہٹ ہے۔

"مے بی۔ گہرے سانس لو، ہوپ سو بہتر فیل ہو"

وہ اسے سنجیدگی سے کمانڈ دے رہا تھا۔

"گہرے سانس کیسے لوں، آپکی خوشبو پہلے ہی ناک کے نتھنوں میں اخیر گھسی ہوئی ہے۔ آپ ہی دم گھوٹ رہے ہیں میرا۔ اُدھر دیکھیں تاکہ میں سانس لوں"

وہ اسکا چہرہ پرے کر تو گئی پر جب بے چینی بڑھنے پر لڑکھڑانے لگی تو ارمان نے اسے جلدی سے سنبھالا، وہ سچ میں اس بار پریشان ہوا لیکن انیہ کی نظر

اپنے ہونٹوں پر ٹکا دیکھے ارمان الرٹ ہوا کیونکہ وہ وحشی نگاہیں سچ میں انیہ کی ہیں یہ ارمان کے لیے دھچکا تھا۔

"اتنا بھی حسین نہیں ہوں اب کہ تمہیں ہوش نہیں رہا کہ ہم سڑک کنارے کھڑے ہیں۔ سنبھالو خود کو اپنے جذبات سمیت۔چلتے ہیں گھر"

اسے سے پہلے وہ یوں سنبھلتے ہی ارمان کی طرف شدت جذبات سے بڑھتی، وہ منہ پیچھے کرے گھور کر بولا تو انیہ نے بے بسی سے نظریں نیچی کر لیں۔

ارمان کو اسکی یہ حرکت سخت ناگوار گزری، حالانکہ انیہ یہ سب خود نہیں کر رہی تھی۔

ارمان نے اسے اس بار فرنٹ سیٹ پر ہی بٹھایا اور خود آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، وہ اداس سی گہرے سانس بھرے سیٹ بیلڈ باندھتے ہی چہرہ ونڈو کی طرف موڑ گئی، آنکھیں جسم کی عجیب سی اذیت پر بھیگنے لگیں اوپر سے ارمان کا ڈانٹنا۔

وہ گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا، انیہ نے شیرازی ہاوس پہنچنے تک اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے اپنے ڈریس کو زور سے جکڑے رکھا، ہاں اسکے بعد اس نے اپنی ایک سانس بھی بھاری نہ پڑنے دی۔

گھر آیا تو انیہ نے نہ تو سجاوٹ دیکھی نہ استقبال کے لیے رکی، بس دروازہ کھولتے ہی اندر جانے لگی جب ارمان نے گاڑی کا ڈور پٹخ کر بند کرتے اسے آواز دے کر روکا۔

"مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔بھاگ کہاں رہی ہو؟"

ارمان کی جھاڑ پر وہ جب پلٹی تو آنکھیں سرخ تھیں،ارمان نے غصہ ترک کرے اس تک فاصلہ کاٹا۔

وہ ارمان کے پاس آنے پر ڈری پھر ساتھ ہی پھوٹ پھوٹ کر آہیں بھرتی رو پڑی۔

"!انیہ"

ارمان کے چہرے کی رنگت بدلی، جلدی سے اسے اپنے گلے لگا کر بازو اطراف لپیٹے۔

"آ۔آئی ایم سوری۔لیکن مجھے جانے دیں روم میں۔پلیز"

وہ اک سیکنڈ بھی ان کپڑوں کو برداشت نہ کر رہی تھی۔

"یہ جو تمہارے ویلکم کی تیاری ہے اسکا کیا ہو گا۔اور تم اتنا عجیب ری ایکٹ کیوں کر رہی ہو۔؟"

ارمان کو اسکا پورا وجود کانپتا محسوس ہوا تو اس بار لہجے میں پھول سی نرمی لیے اسے پکڑ کر سامنے کیے بولا۔

وہ اب بھی ہچکیاں اور آہیں بھر کر سانس کھینچ رہی تھی۔

انیہ کی نظر ارمان کی خوبصورت گردن پر جا جمی، دل چاہا زور سے اپنے دانت گاڑ دے پھر اپنے اس عجیب خیال پر لاحول پڑے جب زرا نظر اٹھائی تو ارمان کے ہونٹوں پر جا جمی، لگا آنکھیں پتھرا گئیں، وہ انھیں دیوانگی سے فیل کرنے کا خیال بھی جھٹکنے لگی، نظر پھر بھی ہٹا تو نہ پائی لیکن زور سے آنکھیں بند کر لیں اور ویسے ہی پلٹے ہی بھاگ گئی جبکہ ارمان اسکی عجیب سی اس کیفیت پر جہاں کا تہاں رہ گیا۔

"ہو کیا گیا ہے اس باولی کو۔۔۔"

ارمان نے بالوں میں ہاتھ پھیرے سوچا، عجیب سی کوفت و تلخی سے جناب کو لگا سر پھٹ جائے گا، وہیں انیہ اندر موجود ملازمہ سے پوچھتی سیدھی ارمان کے کمرے میں دوڑ آئی، وہ جو شاہانہ اور محبوبانہ انداز میں سجا تھا پر انیہ

کو کچھ نظر نہ آیا، اپنے جوڑے پر اٹکے دوپٹے کو نوچ کر پھینکتی وہ مخملی سے میٹرس پر آ بیٹھی اور وہیں پیچھے کو گر کر گہرے سانس بھرنے لگی۔

اسکے پیروں کے تلووے اور ٹانگیں بھی جل رہی تھیں تبھی وہ پیروں کو آپس میں مسلتی وہیں دہری ہو کر میٹرس کی شیٹ کو مٹھی میں بھر گئی، وہ خود سمجھنے سے قاصر تھی کہ اسے ہوا کیا ہے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

بارات کا ایونٹ فائنلی سمیٹ کر گیارہ تک سب گھروں کو پہنچ آئے، خود ذیشان، انیہ شازمہ اور فائزہ صاحبہ کو شیرازی ہاوس ڈراپ کرنے آیا تھا۔

"تم انیہ کو ایک بار دیکھ لینا"

جاتے جاتے ذیشان کی تاکید پر وہ مسکرائی۔

"لالہ مجھے ہڈی بننے نہیں دیں گے آج۔۔۔"

وہ روبرو رکتے مسکرایا۔

تم ہڈی کہیں سے نہیں لگتی۔ کھانے وغیرہ کا پوچھنے چلی جانا، مجھے بتانا پھر "
اندر کا ماحول"

زالے نے خفیف سا بلش کرتے آنکھیں جھکائیں۔

کھانے وغیرہ کا سیشن بھی ہوتا ہے کیا ویڈنگ نائٹ پر؟ میں نے سنا ہے" بھوک پیاس اڑ جاتی ہے۔اور ویسے بھی بڑے بزرگ کہتے ہیں شادی والے جوڑے کے کمرے میں گھسو تو اندر کے ماحول پر بھول کر بھی توجہ مت دو"

وہ ان باتوں کو کرتی زرا بھی نا سمجھ نہ لگی بلکہ وہ دنیا دیکھ چکی تھی اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار تھی۔

"اتنی سیانی ہو تو آو تمہیں بھی رخصت کروا کے لے جاوں"

زیشو صاحب کی بہکی آفر چودہ طبق روشن کرنے کو کافی تھی،زالے فورا پلٹی، چہرہ دھنک رنگ ہوا۔

"جا کر آرام کریں ذیشان"

وہ مسکراتی اس سے پہلے گھر کی طرف بڑھتی، ذیشان کی پکار نے اسے روک لیا۔

"کل کب کی فلائیٹ ہے؟"

وہ فوراً گھومی۔

"شام چھ بجے کی۔ آپ نے کروائی؟"

وہ فکرمندی سے بولی۔

"ہاں شام چھ کی ہی کروائی۔ تمہارے ساتھ کی ہی۔"

وہ بہت کچھ جتانے کی کوشش میں تھا، زالے غیر محسوس طور پر واپس زیشان کے قریب جارکی۔

"اگر آپ نہ جانا چاہیں۔۔۔"

وہ کہتے رکی۔

"تمہارے ساتھ کو ریار کنے نہ رکنے کی چوائز تک بات ٹھیک تھی، یہ جانے نہ جانے کے معاملے میں آپشن کیوں دے رہی ہو؟ کبھی کبھی ہی سہی لیکن میں بہت برا ہرٹ ہوتا ہوں۔"

وہ سنجیدہ ہوا تو زالے کی جان لبوں پر آگئی۔

"آئی ایم سوری۔ ہرٹ نہیں کرنا مجھے آپکو۔ ہم چلیں گے ساتھ"

وہ اس بات سے خوف کھا گئی کہ وہ شخص دکھی ہو جائے گا۔

"تم مجھے لے کر نہیں جانا چاہتی تو بتادو۔۔۔"

وہ اسے شرمندہ کر گیا اور تبھی زالے نے اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے مخملی ہاتھوں میں بھرا، ہاں وہ اس خوبصورت ہاتھ تھامنے پر ساری خفگی بھلا گیا۔

"آپ مجھے شرمندہ تو مت کریں۔ زیشان۔۔۔"

مزید وہ کچھ نہ بول پائی کیونکہ ذیشان حیدر نے اسکی ٹھوڑی پر جھکتے اپنے ہونٹوں کو رکھ کر زالے کو ہر بات بھلادی، وہ گھبرائی، ساکن ہوئی پر ذیشان کے روبرو ہونے پر اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔

"تم کہتی ہو تو نہیں کرتا۔ گڈ نائیٹ"

وہ زالے کے دونوں ہاتھوں کو باری باری چومتا اسکے ہاتھ آزاد کرتے ہی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ اسے جاتا دیکھتی رہی جیسے ہی گاڑی باہر نکلی، سہارہ لینے کے چکر میں ہاتھ، کانٹے دار گلاب پر رکھ بیٹھی۔

ہلکا سا چینخ کر ہاتھ پیچھے کیا تو ہتھیلی پر لہو کی بوندیں جاگ گئیں جنھیں دیکھ کر زالے کا دل بھاری ہوا۔

آپ پیار کرنے لگے ہیں مجھ سے جانتی ہوں پر میں اپکو کوریا اپنے ساتھ" ہرگز نہیں روکنے والی۔ میں آپکو کبھی اپنے ساتھ باونڈ نہیں دیکھ سکتی۔ لیکن آج فیل ہوا کہ میں آپکو اداس بھی نہیں دیکھ سکتی ذیشان۔ پتا "نہیں ہمارے اس رشتے کا اینڈ کیا ہو گا

وہ پریشان سی سوچتے پلٹی، مہمان کافی جمع تھے جنکو شازمہ اور فائزہ سنبھال چکی تھیں تبھی زالے نے کچن میں جا کر دو مزے دار کریمی کافیز بنائیں اور لالہ کے روم میں کھانے کے ساتھ ملازمہ کے ہاتھ بھیجوائے خود بھی روم میں چلی آئی کیونکہ دل اداس تھا تو سونے کا موڈ بن چکا تھا۔

"میرا دل چاہ رہا ہے میں دیوار پر چڑھ جاوں۔۔"

یہ جملہ کسی اور نے نہیں بلکہ ارمان شیرازی کی دلہن صاحبہ شب زفاف پر فرما رہی تھیں۔ارمان جو اپنی شرٹ کی بازو کے بٹن کھولے کف فولڈ کر رہا تھا،انیہ کی طرف قدم بڑھائے جو اپنی جیولری اتار کم نوچ زیادہ رہی تھی،اسکے پورے جسم میں کرنٹ دوڑ رہے تھے،ہیٹ اٹھ رہی تھی۔

"انیہ! آر یو اوکے؟انیہ"

ارمان کی نظر اسکی گردن پر ہار سے لگتے کٹ پر گئی تو اسکے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیے قابو کیے،وہ کچھ دیر ارمان کو دیکھنے کے بعد عجیب کرلاتا مسکرائی۔

میرے ساتھ سوئمنگ اور ایکسر سائز کریں گے جان۔ میرا ہاتھ پیر "
چلانے کا دل ہے۔اک آدھ اپنا گارڈ دیں اسے رکھ رکھ کر پیٹوں۔ایسا لگ
رہا ہے آگ لگی ہے میرے اندر۔ پلیز پروفیسر ارمان۔ مجھے ریسلنگ رنگ
"میں چھوڑ آئیں

ارمان جسے پہلے ہی انیہ کی دماغی حالت پر شبہ تھا اب تو شک ہی چلا گیا کہ یہ
سچ میں خوشی سے پاگل ہو گئی۔

تمہارا دماغ چل گیا ہے۔اٹھو اور شاور لو تا کہ ہوش آئے۔ میرا ابھی میٹر گما"
"رہی ہو۔اٹھو۔۔۔میں کہہ رہا ہوں اٹھو انیہ

انیہ نے جلدی سے مسکراہٹ ختم کی اور جیسے مسکین فوجی، آفسر کی ڈپٹ پر
اٹھ کھڑا ہوتا ہے ویسے ہی اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

جا رہی ہوں۔ڈانٹیں اور چلائیں تو مت۔دلہن بنی انیہ کی کوئی عزت ہی "نہیں"

منہ ہی منہ میں بدبداتے وہ گئی تو مگر ارمان کا اب صبر جواب دے گیا تھا، اسی بیچ ملازمہ کافی دے گئی ورنہ پارہ شوٹ کر جاتا۔

ارمان نے کافی پی لیکن اندر سے انیہ کے برآمد ہونے کے جب اثرات نہ ملے تو وہ خود واش روم کے ڈور تک آیا۔

"کیا مر گئی ہو؟"

ارمان نے دانت پیسے تو اندر وہ لہنگے سمیت شاور کے سارے اڑے ترچھے فنکشن آن کیے نیچے فرش پر لیٹی مزے سے مچھلی بنی ہاتھ پیر مار کر سکون محسوس کر رہی تھی۔

تین چار طرح کا شاور پانی پھینک رہا تھا جس سے پورا واش روم پانی پانی ہو چکا تھا اور انیہ کو بیچ میں نیچے جمع ہوتے پانی میں سوئمنگ کا مزہ آ رہا تھا۔

"میں اب اچھا محسوس کر رہی ہوں"

انیہ کی دبی سی آواز پر ارمان نے ڈور ناب گما کر جب اندر جھانکا تو انیہ کو زمین پر دیکھتے ارمان کا سر چکرا گیا۔

یہ لڑکی آج میرا ہارٹ فیل کروانے پر تُلی ہے۔۔۔ تم فرش پر لیٹ کر کیا" کر رہی ہو انیہ۔اٹھ کر انسانوں کی طرح شاور لو۔اور لہنگے سمیت کون نہاتا ہے۔ تم ہو کیا۔۔۔"

ارمان نے جب اپنے واش روم کی ہر طرف سے بوچھاڑ والی حالت دیکھی تو صدمہ لگا ہی اوپر سے وہ اپنی طرف سے مچھلی بنی جیسے تیر رہی تھی،ارمان نے شاور کی حدود میں آتے اسکو بازو سے پکڑ کر بٹھایا۔

"مجھے ایسے ہی نہانا ہے۔آپ بھی آجائیں"

مبادا کہ وہ کہنا مانتی،ارمان کو پکڑ کر کھینچ گئی جو اس بار بھی بچاری پر گر پڑا۔

پر انیہ اس بار صرف مسکرا رہی تھی، ارمان کے وزن پر کراہی بھی ہنس کر تھی۔

"انیہ ! تم پاگل واگل ہو گئی ہو۔۔۔۔ مجھے پتا ہوتا یہ تو میں رخصتی کبھی نہ کرواتا۔"

ارمان نے اسکے چہرے سے چپکے بال ہٹاتے لٹک آتی لیشیز بھی پکڑ کر پرے پھینکیں جبکہ میک آپ شاید واٹر پروف تھا تبھی انیہ کے چہرے پر بھیگنے کے باوجود جوں کا توں قائم تھا۔

"اب تو کروالی۔اب کیا کریں گے آپ؟"

وہ ہنوز اسکے گریبان کو پکڑے بے باکی سے پوچھنے لگی۔

"تم اٹھ رہی ہو یا نہیں؟"

ارمان نے دھمکانے پر ہی اکتفا کیا تو انیہ نے اسکا گریبان چھوڑے کروٹ ہی بدل لی اور ہاتھ جمع پانی میں مارنے لگی۔

ارمان اٹھ بیٹھا پر دل یہی کیا سر پکڑ کر بیٹھ جائے۔

"ایک کس تک نی کی۔ یوزلیس مین"

وہ پانی سے کھیلتی، اک بازو کا سر تلے تکیہ بنائے بڑبڑائی، ارمان نے سن تو لیا پر جبڑے کس گیا اور اٹھا، پورا گیلا خود کو وہ بھی فرش کے پانی سے دیکھے گندی سی جھرجھری لے بیٹھا۔

"انیہ! اٹھو۔۔۔۔۔"

جھک کر اسکی بازووں سے پکڑے نہ صرف بٹھایا بلکہ ایک ہی جھٹکے سے اٹھایا تو وہ خفا خفا سی ارمان کو دیکھنے لگی۔

"مجھے یہیں سونا ہے۔مجھے گرمی لگ رہی ہے"

وہ منمنائی۔

"اے سی چلا لینا لیکن شاور لے کر چینج کرو بیمار ہو جاوگی۔اوکے؟"

ارمان نے اخیر زچ ہوتے سمجھایا تو وہ نفی میں گردن گما گئی۔

"ناں۔۔۔۔ میکو یہی والا روم چاہیے"

وہ اٹل ضدی تھی۔

"یہ واش روم ہے"

ارمان نے دانت نکوس کر جتاتا تو وہ کندھے اچکا گئی۔

آپکو واش روم لگ رہا ہو گا پر مجھے یہاں پانی میں ہی رہنا ہے پوری" رات۔مجھے چبھن ہو رہی ہے، سمجھ کیوں نہیں رہے آپ ارمان۔مجھے رونا آرہا ہے۔مجھے نیند بھی آرہی ہے۔مجھے پیار بھی آرہا ہے۔"

وہ پھر سے وہیں سرکتی زمین پر بیٹھے رونے لگی اور ارمان نے اپنے مٹھیوں میں بال بس لے لیے تھے، کھینچنے کی دیر تھی۔

"انیہ تم مجھے غصہ دلا رہی ہو۔ کیا بچپنا ہے یہ۔"

ارمان نے کھڑے کھڑے غراتے کہا تو وہ اپنی شرٹ اتارنے لگی اور یہ دیکھتے ارمان نے نظریں فوری اس نمونی سے ہٹائیں، وہ لہنگے کی بھیگی شرٹ اتار نہ پانے پر پھر رونے لگی تو ارمان نے واپس انیہ کو دیکھتے اپنے مقدروں کو غائبانہ روتے اس تک فاصلہ سمیٹا اور دوزانو بیٹھے لہنگے کی ہیوی شرٹ ان زیپ کی جسکے بعد وہ باآسانی انیہ سے اتری، انر ریڈ سلک کی شرٹ ابھی بھی انیہ نے پہن رکھی تھی پر وہ گیلی ہونے کے سبب انیہ کے جسم سے چپک چکی تھی، ارمان جدھر سے نظریں بچا رہا تھا، اس لڑکی کے خوبصورت رعنائی رکھتے وجود کا ہی کوئی سرا آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا۔

اس سے پہلے وہ اٹھ کر لہنگے کو بھی ان پن کرتی، ارمان نے اسکے لہنگے کی ہک بھی خود کھولی ہی کہ وہ گیلا ہونے کے سبب مزید بھاری ہوتے ہی نیچے گرا، اب وہ سلک کے ٹراورزاور شرٹ میں تھی جو مکمل بھیگے تھے اور خود انیہ شاور کے نیچے پھر سے جا کر دیوار سے لگ کر منہ پھلا کر کھڑی ہو گئی، وہ بہت زیادہ ناراض تھی، آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں اور ارمان کو دیکھے جا رہی تھیں۔

ایسے کیوں دیکھ رہی ہو مجھے، آیا بن کر بہت پیار الگ رہا ہوں تمہاری۔ یا" "اللہ مجھے صبر دے

ارمان نے محترمہ کے الٹا بگھڑنے پر گھورتے اسکی گیلی شرٹ اور لہنگا نیچے گیلی زمین سے اٹھا کر سنک کے پاس رکھا اور پلٹ کر انیہ کی طرف بڑھا۔

"آیا فی میل ہوتی ہے"

وہیں دیوار سے لگے گال پھلا کر انفار میشن میں اضافہ کرتی مسکرائی تو ارمان نے اپنے ماتھے پر آئے بال ہاتھوں سے پیچھے کیے تو انیہ کا سانس سا پھولا۔

"یہ ہوش ہے تمہیں، یہ نہیں کہ کیا حرکتیں کر رہی ہو۔؟"

وہ پل پل قریب آ رہا تھا اور انیہ نے آہستہ سا شاور آن کرے اسکے سینے کی طرف ہاتھ اٹھاتے مزید پاس آنے سے روکا۔

"جائیں یہاں سے"

انیہ نے بریم ہوتے ارمان کے پاس آنے پر کہا تو وہ دائیں بائیں دیوار پر دونوں ہاتھ رکھے زرا فاصلے پر رکا، شاور کی پھوار بس انیہ پر تھی اور کچھ ارمان اور انیہ کے بیچ کی خالی جگہ میں گر رہی تھی۔

ارمان نے عقب سے بٹن دباتے شاور آف کیا کیونکہ انیہ کا مسلسل بھیگنے سے وجود کانپنے لگا تھا، وہ ٹھٹھر رہی تھی۔

"ک۔۔کیوں بند کیا ہے؟"

وہ مچلی، پیچھے پلٹ کر واپس شاور آن کرنے لگی مگر ارمان نے شاور کے نل پر ہاتھ جما لیا تو وہ ناراض سی واپس گھومی، پھر ارمان کو دیکھتے گھورنے لگی کہ وہ اسے شاور کھولنے نہیں دے رہا۔

"تم نے کوئی نشہ کرر کھا ہے آج؟ وہ بھی انتہائی سستا۔ کیوں انیہ؟ کیا چاہتی ہو بتاؤ۔ کوئی بھی نارمل حرکت نہیں کی تم نے"

انیہ نے جب نظریں چرانی چاہیں تو ارمان نے وہ بیچ کا فاصلہ کاٹا تو انیہ اسے دیکھنے کے سوا سب بھول گئی، دونوں کے بیچ جگہ ختم ہو گئی، انیہ کو ارمان کا بھاری سینہ سانس بند کرتا محسوس ہوا۔

"آئی ایم سوری۔ میں چینج کر کے آ کے سوتی ہوں۔ آپ میرا درد سمجھ ہی نہیں رہے تو مزید واویلا مچانے کا فائدہ نہیں۔ میں سہہ لوں گی۔"

وہ پھر سے بے بسی سے اپنے لب کاٹتے رونے لگی تو ارمان نے ہاتھ دیوار سے ہٹائے یوں انیہ کے ابنارمل انداز میں رونے پر اسکا بھیگا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"تم کچھ نہیں سہو گی۔ ٹیل می کیا چاہیے تمہیں؟"

ارمان نے اسکے دانت میں دبائے ہونٹ جو سرخی سے اٹ گیا، انگوٹھے کی پور سے سہلاتے نرم ترین لہجے میں پوچھا کہ وہ سمجھ نہ پا رہا تھا کہ انیہ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

"مجھے کچھ نہیں چاہیے"

وہ اسکے ہاتھ ہٹائے منہ پھیر گئی، ارمان نے وہیں رکے کچھ لمحے انتظار کیا اور اس سے پہلے واش روم سے نکل جاتا، وہ جلدی سے اسکے پاس آرکتی اسکے گرد بازو باندھے سینے سے جا لگی، ارمان نے فورا بازو اسکے بھیگے وجود کے اطراف باندھے پر وہ سخت پریشان ہو چکا تھا۔

"کچھ نہیں چاہیے تو چینج کرو اور روم میں آ کر لیٹو۔"

ارمان نے اسکے جوڑے کی ہاتھ میں چبھتی پنز نکال کر فرش پر پھینکیں، بال بھی کھل کر انیہ کے ارد گرد بکھرے، انیہ کو ارمان کی انگلیاں سر کی جڑوں تک گزرتی محسوس ہوئیں، وہ اپنے بازوؤں میں لپٹے ارمان کو مزید مضبوطی سے جکڑ گئی کہ اسکی یہ محسوس کن گرفت ارمان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کھینچ لائی۔

"آپ کو میں اچھی نہیں لگتی ارمان؟"

وہ ہنوز اسکے سینے میں چھپی تھی، انیہ نے چہرہ ارمان کے سینے میں چھپاتے اسکی شرٹ کے بٹن کو دانتوں سے کھینچتے سرگوشی کی تو ارمان نے اسے پکڑ

کر رو برو کرے جب اپنی شرٹ دیکھی تو بٹن غائب تھا اور جب انیہ کو دیکھا تو اسکے منہ میں بٹن دیکھے ارمان کا پارہ پھر چڑھا۔

"انیہ یہ کیا حرکت ہے ؟۔"

ارمان اسکے سوال کو ان سنا کرے ڈانٹ گیا تو وہ دور ہوتے ہی منہ سے اسکی شرٹ کا بٹن نکال کر ارمان کی طرف بڑھا گئی، معصومیت سے چہرہ اٹا تھا۔

" پتا نہیں کیا بات ہے ہر چیز کھانے کا دل چاہ رہا ہے۔ سوری۔ میں الفی سے جوڑ دوں گی کل"

انیہ کے آخری جملے پر ارمان نے بٹن لیتے حیرت سے انیہ کو دیکھا

"ایلفی سے جوڑو گی؟"

ارمان کو لگا جیسے سننے میں غلطی ہوئی پر آگے سے وہ جیسے دانت دیکھا کر سر ہلا رہی تھی ارمان نے فوری گردن گما کر اپنے سر کو پیٹا تھا اور پھونک سی مار کر اپنا عتاب بھی قابو کیا۔

"شاور مکمل کرو اور چینج کر کے روم میں آو"

ارمان نے واپس پلٹ کر انیہ کے نامناسب سے خلیے سے نظریں بچا کر تاکید کی اور باہر نکلا تو انیہ نے واپس جا کر شاور کھول لیا۔

ارمان کا دماغ دھواں چھوڑ رہا تھا تبھی وہ کچھ دیر روم سے ہی چلا گیا، دوسرے ہی روم میں نہا کر چینج کیے تھوڑی واک بھی باہر ہی کی مگر

کمرے میں جانے سے تھوڑا ہچکچا رہا تھا، پھر یہ فکر کہ وہ ابھی تک نہانہ رہی ہو، لیے وہ واپس آیا تو بلیک کمفی ٹراوزر کے ساتھ فل بازو والی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی، ہاں بال ابھی بھی نم تھے۔

وہ روم میں آیا تو انیہ چینج کر چکی تھی، بلیک کلر کی لوز سی شرٹ کے ساتھ ویسا ہی پاجامہ پہنے مرر کے سامنے کھڑی ٹاول سر پر رکھے جھٹکے کھا رہی تھی، شاید نیند آرہی تھی۔

ارمان نے ڈور بند کیا اور جا کر انیہ کے پیچھے رک کر اسکے دونوں ہاتھ سر سے پکڑ کر نیچے کیے اور خود اسکے بالوں کو ڈرائے کرنے لگا۔

انیہ کی نظر آئینے سے ہی ارمان پر گئی، وہ اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا، انیہ کی آنکھیں نمی کی تہہ سے اٹ گئیں، جھٹکے سے ارمان سے اپنا ٹاول کھینچ کر وہ تھوڑی پرے کھسک گئی۔

"اب کیا مسئلہ ہے؟"

ارمان نے برہمی سے استفسار کیا۔

"اپنے بال ڈرائے کریں، میرے کیوں کر رہے ہیں۔"

انیہ کا ہوش ابھی بھی واپس نہیں لوٹا تھا اور اب ارمان کا دل کیا اسے باہر سوئنگ پول میں لے جا کر غوطے لگوائے۔

"کیونکہ میں اپنے بال تم سے ڈرائے کروانا چاہتا ہوں"

ارمان نے بہت مشکل سے یہ جملہ کہا حالانکہ دل کر رہا تھا اس لڑکی کو دو لگائے اور جا کر سو جائے لمبی تان کر۔

"تو ایسے کہیں ناں۔میں کر دیتی ہوں"

وہ فوراً واپس اپنی جگہ آئی اور وہی ٹاول جب ارمان کی گردن میں ڈالنے لگی تو ارمان نے روکا۔

"یہ تمہارا ہے۔وہ میرا ہے"

وہ اسکے منع کرنے پر گال پھلا گئی۔

"اب سے یہی آپکا بھی ہے"

انیہ نے اسکی سنے بنا اپنے ہی ٹاول کو ارمان کی گردن میں ڈالتے جب اسکے دو کنارے پکڑ کر اسکے بال ڈرائے کرنے شروع کیے تو وہ اس بات پر مسکرایا کہ وہ کبھی اپنے ٹاول کے سوا کسی کے ٹاول کو چھونا پسند بھی نہیں کرتا تھا پر انیہ کے آگے انکار کرنے کا دل ہی نہ چاہا۔

وہ بہت نرمی اور توجہ سے ارمان کے بال ڈرائے کر رہی تھی جو جناب کے ماتھے پر خشک ہو کر بے ترتیبی سے بکھر رہے تھے۔

ارمان نے آہستہ سے اپنے ہاتھ بڑھائے اور انیہ کی کمر کے دائیں بائیں ہاتھوں کو لے جاتے اسے اپنے بازوؤں کے ہالے میں بھر لیا، اور یہ بلکل غیر محسوس کن تھا۔

"ہو ہی نہیں رہے۔ میری بازو تھک گئی"

انیہ نے بہت جلد تنگ آ جاتے ہاتھ روکے تو ارمان نے جو ہالہ بنایا وہ زرا سینے کی اور کھینچا تو انیہ نے ہاتھ ارمان کی گردن کے اطراف حائل کرے باندھے۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟"

ارمان اسکی آنکھیں کھوج رہا تھا جو رو رو کر سوجھی تھیں، جن میں سرخائی گھلی تھی۔

"میری وینز سے آگ گزر رہی ہے۔۔۔"

وہ بے بس سی آبدیدہ آنکھیں لیے بتانے لگی۔

"ابھی بھی؟"

ارمان کو تشویش نے گھیرا تو وہ آنکھیں جھکا گئی۔

"تمہیں نیند آئی ہے؟"

ارمان کو اسے دیکھ کر یہی لگ رہا تھا وہ آنکھیں کھولنے میں ناکام ہے۔

"جی"

نفی میں گردن گھما کر اقرار کرتی یہ مخلوق ارمان کا آج پل پل دماغ خراب کرنے کے موڈ میں تھی، سمجھ نہ آیا اس پر ہنسے یا سر دیوار پر مارے۔

"جاو سو جاو، ورنہ تمہارا سر پھاڑ دوں گا۔۔۔"

ارمان نے ٹاول کھینچ کر کاوچ پر دے مارتے اسے آزاد کیا اور جا کر روم سے اٹیچ ہی سٹنگ ایریا میں فون لیتا کاوچ پر جا بیٹھا جبکہ انیہ نے کاوچ پر گرے ٹاول کو اٹھا کر ہینگ کیا اور جا کر اٹیچ سٹنگ ایریا کارنر کی دیوار سے لگی کن

اکھیوں سے ارمان کو دیکھنے لگی جو فون آن کیے دوسرے سے اپنا سر دباتے پیچھے کو کاوچ کی بیک سے جالگا۔

انیہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر جا کر کاوچ کے عقب میں رکتی اپنے گیلے بال سمیٹ کر ارمان کے سر پر جھکے اسکے ماتھے کو چومتی پیچھے ہٹی، وہ جو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے آنکھیں بند کیے کن پٹی کی رگیں دبا رہا تھا، آنکھیں کھول کر انیہ کو دیکھنے لگا جو چہرہ پھیر کر کھڑی اپنے نیلز کو کھانے لگ گئی تھی۔

"یہاں آو"

انیہ نے فورا اسے واپس دیکھا جہاں وہ اسے سامنے آنے کو کہہ رہا تھا، وہ جلدی سے گھول گھومتی سامنے آکر رکی، اسکے نم نم بال اسکے آس پاس

بکھرے تھے، وہ ننگے پیر کھڑی تھی، لوز سے کپڑوں میں ڈوبی مگر کیوٹ لگ رہی تھی۔

"ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو"

ارمان نے اپنے ساتھ بازو کھولتے اشارہ کیا تو وہ فوراً اسے اسکی بازو کے حصار میں بیٹھی اور چہرہ گھما کر ارمان کو دیکھنے لگی، دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے قیامت لگ رہے تھے۔

"م۔۔میں نے کیا آپکی سپیشل نائیٹ سپائیل کی ارمان؟"

وہ اداس ہوئے بولی تو ارمان نے اس سے سرسری سی نظر ہٹاتے نفی میں سر ہلایا، انیہ فورا مسکرائی اور ارمان کی گردن میں بازو حائل کرے ارمان کو دیکھنے لگی جسے خود بھی انیہ کو ہولڈ کرنا پڑا۔

"آپ میرے ہو گئے ہیں ناں"

اتنے قریب انیہ کو لگا جیسے وہ خواب دیکھ رہی ہے، جس چاند کو چھونے کی تمنا بھی بڑی مشکل لگتی تھی آج وہ اسکی ملکیت میں تھا۔

"ہو جاتا اگر تم پاگل پن نہ دیکھاتی۔"

ارمان کو لگا جیسے ابھی شکوہ کیا تو وہ ضرور سمجھے گی، اور وہ جیسے نظریں جھکا گئی ان میں حیا کی لالی کا چمکنا سچ میں کسی خوبصورتی کے پیمانے میں نہ رکھا جاتا لمحہ تھا۔

"جھوٹ نہیں بولا آپ سے، آپ میری جگہ ہوتے تو چینختے۔ درد سے زیادہ گندی فیلنگ ہے۔ آئی سوئیر۔ ابھی بھی کچھ ہو رہا ہے۔ پر ابھی میں دھیان نہیں دے رہی"

وہ پھر اپنے اندر کی اذیت بتانے لگی تو ارمان کو اسکی بات سچ میں درد دے گئی۔

"مجھے پتا ہے تم جھوٹ نہیں بولتی"

وہ اسکے سچ کو اہمیت دے رہا تھا، انیہ کا سیروں خون بڑھا تھا۔

"تو پھر ہو جائیں میرے"

وہ اپنے ہونٹوں کو ارمان کی گال پر رکھے چہرے سے جا جڑی، ارمان نے اسکے چھونے کی شدت بھری قوت سے خود کو نجات دی اور انیہ کو خود سے دور کیا۔

"اگر تم مزید اس اے سی میں یونہی سنگل باریک کپڑوں میں بیٹھی رہی تو بہت بری بیمار پڑو گی۔ جا کر سو جاو۔ میں ہو چکا ہوں تمہارا۔ صبح ڈاکٹر سے تمہارا ایک چیک اپ ہو جائے پھر بات کرتے ہیں۔ تمہیں جو بھی ہوا، اسکو جاننا اہم ہے۔"

ارمان نے اسے خود سے دور کرنا چاہا پر وہ اس بار ارمان کے گریبان پر پکڑ جما کر اسکو روک چکی تھی۔

"آپ نے مجھے ایک کس تک نہیں کی، یہ کیسا اپنا بنایا ہے؟"

وہ کرتو اصولی سوال رہی تھی پر ارمان نے اسکے ہاتھوں کی پکڑ اپنی شرٹ کے گلے سے ہٹائی۔

"ایک سے کون کمبخت بھر سکے گا۔۔۔"

ارمان نے اسکے پھول سے ہونٹوں کو سرسری دیکھتے سوچا پھر اپنی سوچ پر دو حرف بھیجے جسے انیہ کا بے باک اثر ہو گیا تھا۔

"تم ہوش میں لوٹ آؤ پھر سوچتا ہوں۔"

ارمان نے ٹال دیا پر وہ خود کو کیسے ٹالے سمجھ سے باہر تھا، وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"اپنے یہ خوبصورت ہونٹ کسی کو ڈونیٹ کر دیں پھر، مجھے کیوں دیکھائے جا رہے ہیں۔ رکھیں اپنی کس اپنے پاس۔ مجھے نہیں چاہیے۔ میں بہت خوش ہوں سنا آپ نے۔ سہی کہتی ہیں امیہ جان! جما برف کا تودا کہیں کے۔ برف کے آنسو رلا رلا کر مار دیں گے آپ انیہ کو۔ گڈ نائیٹ"

انیہ نے دونوں کشن اٹھا کر زور سے ارمان پر برسائے اور جا کر سیدھی میٹرس پر بیٹھتے ہی کروات بدل گئی، ایک تو اتنی سردی پہلے ہی تھی اوپر سے اے سی کی کولنگ اور ستم کہ وہ یونہی بنا کمفرٹر لیے ہی سونے لیٹ

گئی،ارمان نے مسکراہٹ کو ہر ممکنہ روکتے اٹھ کر انیہ کی طرف قدم بڑھائے اور ریموٹ سے اے سی سلو کیے وہ اسکے پاس بیٹھے ہی لیٹا تو انیہ جان بوجھ کر دور ہونے لگی جب ارمان نے اسکے پیٹ میں ہاتھ لپیٹ کر کروٹ اسکی طرف بدلے انیہ کی پشت اپنے سینے سے لگا کر کمفرٹر اپنے ساتھ انیہ پر بھی کروایا،انیہ نے جلدی سے ارمان کی بازو پر سر رکھا۔

وہ ارمان کی بازوؤں میں قید مدہوش مسکرائی۔

"میں اپنے لپس سچ میں ڈونیٹ کر دوں؟"

ارمان کی کان کے پاس سرگوشی،انیہ کی پرسروریئت میں اضافہ کر گئی۔

"نہیں۔وہ میرے ہیں"

اپنے پیٹ پر بندھے ارمان کے ہاتھ کی انگلیوں کو پکڑ کر دباتی وہ دبی سی سرگوشی میں بولی۔

"اچھا کیا پتا دیا۔ ورنہ کل کر دیتا"

ارمان اسکو اپنے اتنے پاس محسوس کیے بہک سا رہا تھا۔

"میں کرنے دیتی ناں جیسے۔۔"

وہ سارے درد بھول گئی، کیونکہ ارمان کا قریب ہونا ہر دوسری آگ پر حاوی محسوس ہو رہا تھا۔

"انیہ! تھینکیو"

وہ پھر سے اسکے نم بالوں میں چہرہ چھپاتا سرگوشی میں بولا جو خود انیہ بمشکل سن سکی۔

اٹس اوکے۔آپ سبکو ٹھنڈے فریج لگتے ہوں گے لیکن مجھے تو آتش "
"فشان لگ رہے ہیں۔اب میں بنا کس کے بھی بہت خوش ہوں

وہ اسکے بازوؤں میں قید دنیا جہاں سے مسرور ہوئے چہکی تو ارمان حیرانگی سے اسے اسنے مسکرایا۔

"کیا تمہارے لیے میرے بازوؤں کا حصار کافی ہے؟"

وہ نا جانے کیوں خود کو اس سے بات کرنے سے روک نہ پا رہا تھا۔

"ابھی کے لیے کافی ہے، یہ بازو پہلی بار کسی کو اتنی فراوانی سے مل رہے ہیں۔ اسکی سیلبریشن الگ سے بنتی ہے"

ارمان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی، وہ اسکے مزاج کے سب موسم بھانپ رہی تھی، اس حالت میں بھی جب اسے خود پر اور اپنے آپ پر اختیار نہ تھا۔

"میری طرف دیکھو"

ارمان نے جب کہا توانیہ جلدی سے کروٹ موڑ کر اسے دیکھنے لگی تو ارمان نے اپنی گال زرا انیہ کے ہونٹوں کے سامنے کی توانیہ نے بچوں کے جیسے آواز دیتی کیوٹ کس کرے مسکرا کر فاصلہ بنایا۔

میں آپکو کولڈ مین سے ہاٹ اینڈ ایکسپریسو مین بنادوں گی آپ فکر مت "کرنا۔اوکے؟"

وہ اسکی گال پیار سے ہتھیلی سے سہلاتی اسکی بیرڈ کے بالوں سے کھیلتی ان گرے آنکھوں میں جھانکی جن میں لکھا تھا کہ یہ لڑکی کچھ تو خاص ہے کہ ارمان کا دل اسے دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔

"پہلی بار دل دھڑک رہا ہے"

ارمان کے جملے میں بدحواسی تھی۔

پہلی بار میں اتنے پاس ہوں ناں تبھی دھیان اس طرف گیا ورنہ دھڑکتا تو یہ ہمیشہ ہے"

وہ سہولت سے بات سمجھا گئی۔

"یہ آج سے پہلے دھڑکنے کی جگہ بھی ڈرتا تھا۔"

ارمان کے اس ایک جملے پر وہ جیسے تھم سی گئی۔

"اب نہیں ڈرنے دوں گی۔ آئی پرامس"

وہ نیند کی آغوش میں جا رہی تھی پر اسکی ساری توجہ ارمان پر تھی۔

"تھینکیو تبھی کہا تھا پر تم نے یہ تک نہیں پوچھا کہ کیوں کہا۔ اٹس او کے تو ایسے کہا جیسے بڑا دل خوش کر کر تھکی ہوئی ہو"

ارمان کو وہ اب سوتی زرا نا اچھی لگی، وہ کھلتی بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ مسکرائے زرا اٹھ کر ارمان پر جھکتی اسکے ہونٹوں پر نرمی سے جھک کر اک بے ضرر و ملائم سا لمس بکھیرے وہیں اسکے سینے پر ڈھے گئ جبکہ ارمان نے گردن پھیرتے اپنے ہونٹوں پر زبان سی پھیرے گہرا بڑا ہی بھاری سانس بھرا، وہ اسکے سینے پر حاوی مزے سے نیند میں جا چکی تھی لیکن اسکے جاتے جاتے لٹائے مخملی استحقاق نے ارمان کو کہیں کا نہ چھوڑا،

وہ خود تو ارمان پر حاوی ہو کر سو گئی پر ارمان کی ہارٹ بیٹ اس قدر بڑھ گئی تھی کہ لگ رہا تھا دل صدمے سے پھٹ ہی نہ جائے۔

اور ارمان کو بیچ میں انیہ کے قریب شدید پیاس کا احساس ہو رہا تھا، حالانکہ ایسا لڑکیوں کے ساتھ ہوتا ہے پر وہ انیہ کو اتنے قریب محسوس کیے اپنے سینسیز میں رہنا بڑا مشکل جان رہا تھا اور ستم کہ وہ ارمان کے سینے پر زندگی کی آسودہ ترین نیند لے رہی تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

ڈور بیل پر ہاتھ رکھ کر دبائے، علیحہ نیلو آنٹی کے گھر سے باہر آنے کی منتظر تھی مگر دروازہ ایک چالیس پینتالیس سال کے آدمی نے کھولا جسے دیکھ کر پہلے تو علیحہ پریشان سی ہوئی، ایک تو رات کا پچھلا پہر اوپر سے یہ روڈز اور علاقہ بھی بلکل سنسنان تھا۔

اس آدمی کی آنکھوں میں ہلکورتی شیطانیت بنا غور کے بھی دیکھی جاسکتی تھی۔

"نیلو آنٹی سے ملنا تھا مجھے"

علیحہ نے ہمت کیے پوچھا پر وہ آدمی ٹھوڑی پر ہاتھ کی انگلیوں سے کھجاتا سر سے پیر تک علیحہ کو دیکھنے میں لگا تھا۔

"وہ تو سو گئی ہے۔مجھے کہا تھا تمہارا ویلکم کرنے کو۔آجاو اندر"

وہ شمیر نامی آدمی تھا جو نیلو صاحبہ کا دوسرا جواری شوہر تھا اور نیلو کو اچھا خاصا پیٹ کر بیہوش کرنے کے بعد اب اس کے پرس سے پیسے نکال کر کلب جا رہا تھا مگر اب اسکے پلینز زرا مختلف تھے۔

"اگر وہ سو گئی ہیں تو اٹس اوکے، میں پھر آ جاوں گی"

علیحہ کی چھٹی حس اسے کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے رہی تھی تبھی وہ معذرت کرے جیسے ہی پلٹی، شمیر نے آگے لپک کر علیحہ کی بازو دبوچ لی، علیحہ کا بیگ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا۔

"گھر آئے مہمان کو میں ایسے تھوڑا جانے دے سکتا ہوں بلبل۔"

شمیر کی چٹانی گرفت کے آگے علیحہ جیسے ہی چینخی، شمیر نے اسکی گردن دبوچی اور اس سے پہلے وہ علیحہ کو گھر کے اندر گھساتا، عقب سے کسی نے شمیر کی گردن کے نیچے اس زور سے لوہے کی گن کا پچھلا حصہ مارا کہ وہ بری طرح اپنے ہی گھر کے کھلے دروازے کے بیچ و بیچ کراہتا اوندھے منہ گر پڑا۔

علیحہ نے جلدی سے گھبرا کر گردن گمائی تو آلین کے دو لوگ آنکھوں میں احترام لیے اسکے منتظر تھے۔

آپ ہمارے ساتھ آرام سے چلیں گی یا آپکو اٹھا کر لے جائیں ؟۔ آلین "
"سر ہماری زندہ قبریں کھود دیں گے میم۔ پلیز ہمارے ساتھ کاپریٹ کریں

دائیں والے گارڈ نے جھک کر علیحہ کا بیگ اٹھا کر اسکی طرف بڑھانے کے بیچ تپش پہنچاتے لہجے میں تاسف کے سنگ اپنی مجبوری کہی تو علیحہ جلدی سے

آگے بڑھی کیونکہ اس وقت اسکے پاس آلین جاہ کے سوا سچ میں کوئی جائے پناہ نہ تھی۔

وہ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھی اور دونوں گارڈز نے ایک گھنٹے میں علیحہ کو آلین کے بنگلے میں پہنچایا۔

وہ یہی امید کر رہی تھی کہ وہ آگے کھڑا منتظر ہو گا لیکن آلین موجود نہ تھا۔

دونوں گارڈز علیحہ کو اسکے روم میں لا کر جانے لگے جب وہ ایک کو پکاری۔

"کیا آلین یہاں نہیں ہے؟"

علیحہ کے پکارنے پر گارڈ واپس روم میں انٹر ہوا۔

"دراصل ہر رات دو یا تین بجے وہ مائگرین کا انجکشن لیتے ہیں اسکے بعد چار پانچ گھنٹے وہ نیند سے جاگ نہیں پاتے اور چوبیس گھنٹوں میں وہ صرف یہی چند گھنٹے سر کے بھیانک درد سے محفوظ رہتے ہیں۔اپنے روم میں سو رہے ہیں۔انکا حکم تھا آپکو لا کر روم تک پہنچادوں۔وہ آپ سے کل ملیں گے"

ناجانے کیوں پر آلین جیسے آدمی کو مائگرین کی اتنی سوئیر بیماری کا سنے وہ شاک تھی۔

"مجھے اس کے جاگنے سے پہلے میرے پیرنٹس تک پہنچادو پلیز۔میں تمہارا احسان نہیں بھولوں گی۔میں اسکا سامنا نہیں کر سکتی"

علیحہ کی آنکھوں میں منت والتجاء تھی،وہ گارڈ دھیما سا مسکرایا۔

"ہم بھی آلین سر کے احسانات تلے دبے ہیں میم، آپکو جانے دینا احسان فراموشی ہو گی۔ آپ انکے لیے اہم نہ ہوتیں تو وہ مڑ کر نہ دیکھتے۔ جیسے پندرہ سال تک نہیں دیکھا۔ جب انہوں نے یہ سنا تھا کہ آپکی شادی ہو گئی، آپ پر اپنا ہر حق ختم کیے اس تک سے دستبردار ہو گئے کہ آپکی خبر رکھتے، یہ بھی ثابت کرتے رہے کہ آپ اہم نہیں لیکن میں خود محبت کر چکا ہوں تو جانتا ہوں کہ خبر رکھی جائے یا نہیں، محبوب ہستیوں کے دکھ سکھ یہ دل نامی پرندہ بنا کسی رابطے کے بھی کانوں میں آکر سنا دیتا ہے۔ اب آپ شاید اپنے ماں باپ کے ہوتے بھی غیر محفوظ ہیں اور آپکی حفاظت صرف آلین جاہ کی پناہ میں ہے۔ وہ آپکو آپکے والدین سے ضرور ملوائیں گے لیکن ایک بار ان سے بھی ضرور پوچھیے گا کہ پندرہ سال سے وہ کس کس اذیت سے گزرے ہیں۔ اب آپ آرام کریں"

وہ گارڈ شاید آلین کے بہت قریب تھا تبھی اتنا کچھ جانتا تھا، علیحہ کی آنکھیں عجیب سے درد میں لپٹیں، گارڈ چلا گیا تو علیحہ نے وہیں بیڈ کی پائنتی کی جانب بیٹھتے اپنے بے قابو آنسوؤں کو سنبھالا تھا۔

پھر جانے کس احساس کے تحت اسکا دل چاہا وہ آلین کو اک نظر دیکھے۔

وہ اپنے کھلے بال سمیٹ کر انھیں باندھتی محتاط سی اپنے روم سے نکلی، پورے بنگلے کی غیر ضروری تمام لائٹس آف تھیں، اگلے دس منٹ وہ بس آلین کا کمرہ ڈھونڈتی رہی کیونکہ غیر ضروری تمام رومز لاکڈ تھے، اور پھر زالے کے روم کے ملتے ہی جب علیحہ نے اس سے اٹیچ روم کے باہر رک کر ڈور ناب گمایا تو ڈور کھلا، نا صرف کھلا وہ ملگجی سی روشنی میں نہایا روم کسی کی موجودگی، خوشبو اور حرارت کا مسکن تھا کہ وہ سمجھ گئی آلین یہیں ہے۔

ناچاہتے ہوئے بھی علیحہ کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

وہ اندر آتے ہی دروازے سے جا لگی۔

"تم تو مجھ سے بھی زیادہ بدقسمت ہو آلین کہ تمہیں تو نیند بھی انجکشن سے مانگنی پڑتی ہے۔ دیکھا مجھے خود سے دور کرنے کا انجام"

وہ چلتی ہوئی قریب آئی جہاں وہ بہت ہی ڈیسنٹ انداز میں کروٹ پر سو رہا تھا، اسکا فون، ریسٹ واچ، ائیر بڈز اور سٹڈز سب ہی اسکی سائیڈ ٹیبل پر پڑے تھے جنھیں علیحہ نے وہیں دو زانو بیٹھ کر دیکھتے، اختتام تک آلین کے چہرے کو دیکھا۔

میں کیا کروں؟ تمہارے مائیگرین کا سن کر دل پھٹ گیا میرا۔ لیکن میں" تمہیں اپنے اتنے درد یکلخت کیسے بخش دوں آلین جاہ۔ تم نے جو بھی تھا میری ضد کو ختم کرنے کے بجائے خود ضد باندھی تھی۔ تم نے کئی سال کی ہماری محبت کے لیے کوئی جدوجہد نہیں کی۔ صرف زالے کے لیے، حالانکہ تب وہ تمہیں ملی بھی نہیں تھی، ہمارے بچھڑنے کے تیرا سال بعد ملی۔ کبھی سوچو کہ کتنا نقصان کیا تمہاری زرا سی سنگدلی نے میرا۔ تمہیں ڈھنگ ہی نہیں تھا مجھے قابو کرنے کا۔ اگر تم سلیقے سے سب کرتے تو آج یہ دن نہ آتا، شاید میں زالے کو قبول کر لیتی اگر تم اس روز یہ کہتے کہ تم بھی مجھے زالے جتنی عزیز ہو۔ ہاں کچھ غلطیاں میری بھی تھیں، غصے اور تکلیف نے مجھے تم سے بہت دور پٹخ دیا۔ لیکن ابتداء تم نے کی۔ یہ تو سوچتے کل کو زالے کو بیاہ دو گے تو پھر کیا رہ جائے گا تمہارے پاس۔ لیکن میں بھی کیا کہہ رہی ہوں، آلین جاہ نے کبھی اتنی دور کی کہاں "سوچی تھی کہ یہ والے نقصان دھیان میں رکھتا۔

وہ سچ میں بہت افسردہ تھی، اپنے اور آلین کے لیے، اپنی محبت کے لیے، اسکی اور اپنی غلطیوں کے لیے۔

"دل چاہ رہا ہے تمہیں جگا کر ابھی حساب لوں لیکن میں تم سے یہ چوبیس گھنٹے میں سے گنا چنا چند گھنٹے کا آرام نہیں چھین سکتی۔ کیونکہ میں مر بھی جاوں، کوئی مجھے کاٹ کر پھینک بھی دے، میرے ٹکرے کر دے پھر بھی میرا دل اور میری زبان صرف تمہارے نام کو پکارے گا۔ ہاں آلین جاہ کو جس نے پندرہ سال تک مجھے غیر اہم رکھ کر میرے سارے چاہے جانے کے وہم خاک میں ملائے"

وہ ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہتی تھی پر شاید اس لمحے اپنا آپ اس لائق نہ لگا تو ہاتھ فورا پیچھے کھینچے وہ نا صرف اٹھی بلکہ بنا پیچھے پلٹے جس طرح دبے

پیروں آئی ویسے ہی لوٹ گئی، روم میں آکر وہ میٹرس پر بیٹھتے ہی لیٹی اور کروٹ بدل لی۔

لیکن یہ سچ میں حیران کن تھا کہ نیند علیحہ کی آنکھوں اور اس پر بہت جلد مہربان ہوئی، ہاں تھکے ماندے جسموں پر آرام و سکون کو ترس آگیا ہو جیسے۔

S MERWA M??RZA
NOVELS

چینج کر کے ذیشان روم میں آکر لیٹا تو سہی پر اپنی حرکت اب کچھ اوور لگ کر بے چین کر رہی تھی۔

خود کو سنبھالنا تو آتا ہی نہیں مجھے۔ کیا سوچ رہی ہو گی کہ کیسا دوغلا انسان "

"ہوں۔

وہ میٹرس پر لیٹا خود سے الجھ رہا تھا، آنکھیں نیند سے بھری تھیں پر سونے پر دل آمادہ نہ تھا، گردن گما کر ڈریسنگ میز کے کنارے سجے کالے پھولوں کو دیکھتے اک بھولی بھٹکی سی سمائیل ذیشان کے ہونٹوں پر بکھری۔

وہ ان پھولوں کے ساتھ یہیں رہ گئی ہے اور اسے اسکی خبر ہی نہیں، میرا "
دم گھٹ رہا ہے تمہارے بنا زالے میں کیا کروں۔ میں نے زندگی میں کوئی
درد اور تکلیف نہیں سہا لیکن تمہارے اوجھل ہونے کی اذیت مجھے
دھیرے دھیرے ہر درد اور تکلیف سے ملوانے والی لگ رہی ہے۔ ایسا کیسے
" ممکن ہے کوئی دیکھائی نہ دے اور آپکی سانس رکنے لگے

وہ ہنوز پھولوں کو تک رہا تھا، کہ اک جگہ نظریں رکھتے رکھتے آنکھیں سرخ پڑنے لگیں، میسج کی ٹیون نے ذیشان کو نظریں ہٹانے پر مجبور کیا اور جب فون اٹھایا تو سکرین پر زالے لکھا دیکھے ذیشان اٹھ بیٹھا۔

فوراً سے میسج اوپن کیا تو زالے نے آج کسی بے دھیانی میں لی اسکی اور ذیشان کی سب سے پیاری سلیفی بھیجی ساتھ دو ہارٹس بھی تھے۔

وہ اس وقت زالے کو ہی دیکھنا چاہتا تھا، اور اس پکچر میں وہ خود بھی ہے یہ تو ذیشان حیدر ملک کو دیکھائی دینا ہی بند ہو گیا۔

کیا ڈال دیا ہے آپ نے اس بیس سالا چھوٹی سی لڑکی میں کہ مجھ جیسے کا دم "گھوٹنے کی اہل بن گئی۔ آہ زالے تم تصویر میں نہیں چاہیے مجھے

وہ واپس تکیے پر گرا، نیند توزالے کو بھی کافی دیر سے نہیں آرہی تھی۔

"لالہ دس منٹ پہلے گھر سے نکلے ہیں، انیہ کو شدید فیور ہے تو ڈاکٹر کو لینے گئے ہیں۔ ٹیبلٹ وہ صرف میلز کے لیے ہوتی ناں ذیشان۔ تو انیہ پر ویسا اثر نہیں ہوا۔ میں ابھی دیکھ کر آئی انیہ کو۔ بے سدھ ہیں۔ بہت زیادہ ہائی فیور ہے"

جب ذیشان نے کوئی جواب نہ دیا تو زالے جو لان میں ہی ٹہل رہی تھی دوبارہ میسج کیا۔

ذیشان نے دوبارہ میسج پڑھا تو اک افسوس ہوا کہ ارمان کی اتنی سپیشل رات اسکی اک لاپرواہی سے بگھڑ گئی۔

کل ارمان کو بتاوں گا اپنی کارستانی۔پٹ بھی لوں گا ڈونٹ وری۔ شاید جو" ٹیبلٹ سے نہیں ہوا، ارمان کی تیمارداری سے ہو جائے۔ ابھی رات بہت باقی ہے زالے"

وہ جو اداس تھی، یکدم ہی ہنس پڑی۔

"میں آپکو پٹنے نہیں دوں گی ڈونٹ وری۔"

زالے نے یقین دلایا تو ذیشان نے یقین کر بھی لیا۔

"اس پر یقین ہے مجھے۔ بتانا پھر ڈاکٹر نے کیا کہا"

اگلا میسج پڑھے زالے اداس ہوئی کیونکہ ذیشان کے میسج سے لگا وہ بات نہیں کرنا چاہتا، حالانکہ زالے چاہ رہی تھی وہ کچھ دیر یونہی ٹیکسٹ پر بات کریں۔

"آپ سوئے نہیں؟ فکر مند نہ ہوں"

زالے نے پھر سے بات بڑھانی چاہی جو اسکی سوچ سے زیادہ دوسری جانب بڑھ چکی تھی۔

"اگر کہوں فکر مند نہیں بس تڑپ رہا ہوں۔۔"

ذیشان نے تنگ سا آتے ٹائپ کر دیا پر پھر فورا میسج ریموو کیا لیکن وہ جو ذیشان کی ہی چیٹ کھولے منتظر تھی، میسج کو ایک سیکنڈ میں بھی پڑھ بیٹھی، دل کو مانو کسی نے مٹھی میں جکڑا۔

"کس کے لیے؟"

وہ جواب دینے سے خود کو روک نہ سکی حالانکہ میسج اگر ڈیلیٹ ہو گیا تھا تو وہ اگنور بھی کر سکتی تھی، ذیشان نے پھر سے ان کالے پھولوں کو بے تاثر نظروں سے دیکھا۔

"کسی کے لیے نہیں۔انیہ کے پاس جاو"

ذیشان نے جواب دے کر فون دوسری طرف رکھے نہ صرف کروٹ بدلی بلکہ تکیہ بھی منہ پر دبا گیا۔

"انکو کیا ہوا۔۔۔؟"

زالے نے پریشانی سے سوچا مگر پھر لالہ کے واپس آنے پر اسکی توجہ ذیشان سے ہٹی۔

ڈاکٹر فی میل ہی تھیں تبھی ارمان اور زالے کے ساتھ ہی وہ انیہ کو دیکھنے گئیں۔

ارمان کو آئیڈیا تھا کہ یہ لڑکی رات بھیگنے اور پھر اے سی میں آنے سے ایفیکٹ ہوئی ہے پر ڈاکٹر نے جب معائنہ کیا تو انیہ کی بلڈ ویسلز میں بلڈ کا

ابنارمل فلو فیل ہوا اوپر سے روم کی ڈیکوریشن سے وہ یہ بھی سمجھ گئیں کہ آج ہی دونوں کی شادی ہوئی ہے۔

فیور تو ٹھنڈ لگنے سے ہوا ہے لیکن ابنارمل بلڈ فلو کسی اور چیز سے" ہے۔انجکشن لگا دیا ہے میں نے، صبح تک بہتر فیل کریں گی پھر بھی کل انکو ہوسپٹل لے آیئے گا۔ فکر کی کوئی بات نہیں ہے"

ڈاکٹر نے تسلی تو دی تبھی ارمان نے زالے کو انیہ کے پاس رکنے کا کہا اور خود انکو سی آف کرنے باہر تک آیا۔

"آپکی ویڈنگ نائیٹ ہے؟"

جاتے جاتے ڈاکٹر پلیٹیں تو ارمان ایسے بے تکلفانہ سوال پر تھوڑا برہم سا محسوس ہوا۔

"اس سے اسکی طبعیت کا کوئی کنکشن ہے؟"

ارمان کے سپاٹ سوال پر ڈاکٹر صاحبہ سمجھ گئیں جناب کے سرد مزاج کو۔

ہو بھی سکتا ہے۔اگر لو میرج ہے تو مجھے نہیں لگتا انکو کسی آرٹیفیشل ہلپ "
"کی ضرورت تھی لیکن آپکے سرد مزاج سے مے بھی خوفزدہ ہوں۔

ڈاکٹر کی اگلی بات سنے ارمان کا میٹر گھوما۔

"ویٹ۔۔کیسی ہیلپ؟"

ارمان کے لہجے کے غضب سے بچاری ڈاکٹر بھی گھبرائی۔

"مجھے لگتا ہے انہوں نے کوئی ٹیلبٹ لی ہے، جو آپکو لینی چاہیے تھی جہاں تک مجھے لگا ہے۔ آپ سمجھ تو گئے ہوں گے۔ کل ہوسپٹل لائیے گا انھیں تاکہ پراپر ایک بار چیک آپ ہو جائے۔ یہ آپکی وائف کے لیے بہت خطرناک بھی ہو سکتی تھی، کیونکہ فی میلز میں اللہ نے آل ریڈی اس معاملے میں مردوں سے کئی گنا زیادہ ابیلٹی رکھی ہے تو اتنے تیز بلڈ فلو سے آپکی سوچ ہے کیا کیا ہو سکتا ہے، انکے پاس رہیں۔ گڈ نائیٹ"

ڈاکٹر جا چکی تھی پر ارمان کا غصہ مانو سوا نیزے پر جا پہنچا تھا۔

"اس لڑکی کی حرکتیں دیکھ کر میں کیسے نہ سمجھ پایا۔اف۔۔۔کیا وہ مجھے اتنا کولڈ سمجھتی ہے کہ اسے یہ ٹیبلٹ کھانی پڑی۔ نکمی۔۔۔بیوقوف۔ہک ہاہ! یہ کیسا دن دیکھا رہے ہیں آپ مجھے میرے اللہ!"

ارمان کو شدید امبیر سمنٹ ہو رہی تھی مگر ابھی آدھی بات جب کل ذیشان سے پتا لگتی تب ارمان نے جو اسکے ساتھ کرنا تھا وہ دنیا دیکھتی۔

ارمان واپس روم میں آیا تو انیہ جاگ چکی تھی اور زالے اسکا ہاتھ پکڑے بیٹھی پانی پلا رہی تھی۔

ارمان کو روم میں آتا دیکھتے ہی زالے نے گلاس سائیڈ میز رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کسی چیز کی ضرورت ہو مجھے بتائیے گا۔اب آپ دونوں ریسٹ کریں"

زالے نے مسکرا کر انیہ کو کہنے کے بعد لالہ کو دیکھے کہا اور اپنا فون لیتی نا صرف روم سے نکلی بلکہ ڈور بھی آگے کر گئی۔

انیہ نے کھلتی بند ہوتی آنکھوں سے ارمان کو دیکھا جو نجانے کیسے اپنا غصہ کنٹرول کیے کھڑا تھا۔

"کیوں کیا تم نے یہ؟"

وہ پاس ہی بیٹھا، سخت غضبناک لگ رہا تھا۔

"کیا۔۔؟"

وہ نیند میں ہی بڑ بڑائی۔

"تم نے کوئی ٹیبلٹ لی تھی؟"

ارمان نے اسکی گردن میں ہاتھ لپیٹے انیہ کو تکیے سے دور کرے ٹیک چھڑوائی تاکہ وہ زرا ہوش میں آکر جواب دے۔

"جی پین کلر لی تھی"

انیہ نے یہیں آکر سائیڈ ڈرا سے اک پیناڈال لی تھی یہ اسی کا بتا رہی تھی مگر ارمان کا دھیان چونکہ اس ٹیبلٹ پر تھا تبھی غصہ زرا کم ہوا کہ شاید انیہ نے سچ میں غلطی سے لی ہو۔

اس پین کلر کی جگہ تم نے ایک گندی ٹیبلٹ لے لی ہے شائد۔یہ ساری"

حالت جو تم یہاں آتے ہی میرے دل اور ارمانوں کی کردی ہے اسی کا اثر

"تھا۔

ارمان کا غصہ نرمی اور انس میں بدلنے لگا تو انیہ کی آنکھوں میں پانی اترنے

لگا۔

"د۔۔دیکھا۔کہا تھا ناں کچھ ہو رہا ہے مجھے۔"

وہ رونے لگی،ارمان نے پیار سے اسکو اپنے گلے لگایا کیونکہ اس لمحے وہ روتی

ہوئی جان کو آگئی تھی۔

"ابھی بھی وینز سے آگ گزر رہی ہے؟"

ارمان نے اسکی پشت سہلاتے پوچھا، وہ بخار میں جل بھی رہی تھی اور ایسے میں ارمان کا فزیکلی قریب آنا انیہ کے لیے مہلک تھا۔

"ج۔۔جی پر اب ال۔۔لٹا ہو گیا ارمان۔۔۔ٹھنڈ لگ رہی ہے۔"

وہ سسک کر بتانے لگی، اور نہ بھی بتاتی تو اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

"میڈیسن دیتا ہوں۔کچھ کھاؤ گی؟"

ارمان نے اسے پکڑ کر خود سے دور کیے چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"ب۔۔ بھوک تو لگ رہی ہے پر بس ایک سینڈوچ جتنی"

وہ بھیگی آنکھیں جھپک کر بولی، ارمان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری۔

"میں اچھے تو نہیں بناتا لیکن ٹرائے کروں؟ کھاؤ گی۔۔۔ کیونکہ رات کے چار بج رہے ہیں۔ سب کلوز ہو چکا ہو گا ورنہ میں کچھ لا دیتا"

ارمان کی مہربان سی آفر وہ آنسو پونچھے فوراً لے کر مسکرائی اور سر ہلایا۔

"چلو آتا ہوں۔۔"

اس سے پہلے وہ اٹھتا، انیہ نے اسے پکڑ کر واپس بٹھایا۔

"اس دن آپ نے آئی کل یو نہیں کہا تھا پتا ہے مجھے"

وہ اب تک ہوش میں مکمل نہیں تھی لیکن ارمان اسکی یاداشت کو داد دے رہا تھا کہ اس نے کیسے یہ پوائنٹ کہا اور کیسے رات بھر انیہ اتنا سب سہہ رہی ہے۔

"پھر کیا کہا تھا؟"

وہ اسکے خوبصورت سے ہونٹوں کو انگوٹھے کی پور سے سہلائے وہاں لگے گلابی رنگ کو بلکل مدھم کرنے پر آمادہ تھا۔

"آئی لو و یو"

وہ سوجھی آنکھوں والی مبہم سا مسکرا کر بولی تو ارمان نے بے اختیار انیہ کی اک گال سے خوبصورت ہتھیلی لگاتے دوسرے پر جھک کر اپنے ہونٹوں کو رکھا اور اسکی گال چومی، تا دیر کہ انیہ کا پورا وجود ٹھنڈ کی کپکپاہٹ سے آزاد ہو گیا اور اب اسکے جسم پر ارمان کا خمار طاری تھا۔

"تم آس پاس رہو میرے"

وہ کہہ کر اٹھا تو انیہ نے پھر سے اسکا مضبوط ہاتھ اپنے ملائم ہاتھ میں لیا۔

"آس پاس تو کوئی بھی رہ سکتا ہے، میں ساتھ رہنا چاہتی ہوں آپکے کہ آپ مجھے چھونے کے لیے، میری طرف بڑھنے کے لیے میری کسی بات کے اچھا لگنے کا ویٹ نہ کریں۔"

وہ ہاتھ چھڑوانا مشکل جانتے مسکرایا، انیہ بھی مسکرائی۔

"تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ تم میرے ساتھ نہیں ہو انیہ؟"

وہ الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"بہت زیادہ ساتھ"

انیہ کی پر تقاضا آنکھیں دیکھے وہ ابھی مکمل نہیں اتر اسکتا تھا کیونکہ یہ ٹیبلٹ کا ہی اثر تھا۔

"کچھ لاتا ہوں کھانے کو۔۔۔ ریسٹ کرو"

ارمان اسکا ہاتھ چھڑوائے چلا گیا تو انیہ نے بھی سر واپس تکیے سے جوڑا اور آنکھیں موند گئی۔

ہاں ارمان کو کوکنگ کی اے بی سی بھی نہیں آتی تھی لیکن سینڈوچ اس نے بہت ہی اچھے ایجاد کر دیے، زالے کے روم کی لائیٹ آن دیکھی تو دو اسے بھی بھیجوائے کیونکہ شازمہ اسے کچن میں دیکھے جاگ آئیں پر ارمان نے انکی ہیلپ بس اتنی لی کے زالے تک اسکا حصہ بجھوایا اور چار انیہ کے سائز کے منے چنے سینڈوچ لیے وہ اپنے روم میں چلا گیا۔

زالے کا سچ میں کچھ کھانے کا موڈ تھا اور جب اس نے پہلی بار لالہ کے بنائے سینڈوچ کھائے تو محترمہ خوشی سے ہی ساری دکھ پریشانی سے نکل آئیں اور اب نیند بھی اچھی آتی۔

ارمان کے بنائے چکن اور چیز سٹفنگ والے گرلڈ سینڈوچ انیہ کو بھی اچھے لگے اور چونکہ ماونیز بھی ایڈ تھا تبھی خود ارمان نے ٹیسٹ بھی نہ کیا کیونکہ اسے نہ چیز پسند تھی نہ مائیونیز۔

لیکن انیہ کی اتنی بھوک تو مٹ گئی اور میڈیسن بھی ارمان نے اسے دے دی کہ وہ اب صبح تک سکون سے دیر تک سو سکتی تھی۔

ارمان نے مین لائیٹ آف کی تو انیہ بھی ٹھیک سے نیچے ہو کر لیٹی، لیکن ٹھنڈ بہت لگ رہی تھی، روم بھی ڈی سی انورٹر سے کافی گرم ہو چکا تھا پر انیہ کی مانو ہڈیوں میں ٹھنڈ گھسی تھی کہ اسے کمفرٹر کیے بھی پیر برف محسوس ہو رہے تھے۔

ارمان اسکے ساتھ سونے کے ہر گز موڈ میں نہیں تھا پر جب انیہ بے چین محسوس ہوئی تو وہ اسکے پاس آ کر بیٹھا۔

"کیا مسئلہ ہے اب۔ سو کیوں نہیں رہی؟"

نا چاہتے ہوئے بھی ارمان کا لہجہ ڈانٹنے سا ہوا۔

"میرے ہ۔۔ہاتھ جہاں لگ رہے ٹھنڈ مزید لگ رہی۔ میرے پیر اس سے بھی برف ہو رہے ہیں۔ میں ایسے سو نہیں پا رہی"

وہ اپنی بے بسی بتاتے پھر آنکھیں نمی سے لبالب بھر گئی تو ارمان نے اسے یوں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو تم نے سارے بدلے ایک ہی رات لے لیے ہیں انیہ۔

"تو کیا اب روم میں آگ لگانے کا بندوبست کروں تاکہ تمہاری ٹھنڈ کا توڑ ہو۔انیہ بہت تھک اور پک چکا ہوں۔سو پلیز سونے کی کوشش کرو۔تنگ مت کرو"

ارمان بھی اسے سمجھا رہا تھا جو اپنے جسم کے ابنارمل پین کے آگے بے بس اور اک طرح بدحواس تھی۔

"اوکے۔ک۔کوشش کرتی ہوں۔"

وہ کروٹ بدل تو گئی پر اسکا گہرے سانس لینا، بار بار خود کو کمفرٹر سے ڈھانپنا ارمان کو اپنے فیصلے پر قائم نہ رہنے دے سکا، وہ وہیں اسکے عقب میں جب لیٹا تو انیہ جلدی سے کروٹ سیدھی کیے ارمان کے سینے سے لپٹی۔

"ت۔۔تھینکیو سو مچ۔"

وہ اسکے سینے میں سمٹی ارمان کے بازو پر سر رکھے احسان مند تھی۔

"اتنے قریب یہ پرسنل ہیٹر کافی ہے اب انیہ؟"

وہ جیسے سکون میں آئی، ارمان کی چڑ بھی انیہ کو اپنے دل کے قریب محسوس کیے کم ہوئی اور اس نے بازو بھی انیہ کو واپس سونپا۔

"بہت کافی ہے۔"

وہ چہرہ اسکے سینے سے نکالتی ارمان کو اپنی کھلتی بند ہوتی آنکھوں میں بھرے ممنون لگ رہی تھی، ممنون سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔

"آ۔۔آپ میرے مزید قریب نہیں آئیں گے؟"

انیہ کے معصومانہ سوال پر ارمان نے اسکے چہرے سے نظر ہٹائی۔

"نہیں۔ نیند اس سے زیادہ امپارٹنٹ ہے تب جب تم بھی اپنے پورے ہوش و حواس میں نہیں۔ کیا پتا کل تمہیں یہ سارا میس یاد بھی نہ رہے۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری زرا بھی لاپرواہی برداشت کر سکتا ہوں اپنے معاملے میں یا ہمارے معاملے میں؟ کبھی نہیں۔"

ساری بات نظریں چرا کر کہنے کے بعد اختتام پر وہ انیہ کو دیکھ بیٹھا جو زرا اس پر جھکتی ارمان کو دیکھتے مسکرا رہی تھی جیسے پورے ہوش میں ہو۔

"میں نے جس گولڈن نائیٹ کے ڈریم دیکھے تھے یہ اس سے لاکھ گنا خوبصورت تھی۔اسے بھولنے پر بہت دکھ ہو گا مجھے ارمان۔آپکے لیے کچھ بھی خوبصورت نہیں تھا ناں آج۔۔۔۔"

وہ نفی میں سر ہلاتا اسے حق دار نظروں سے نہار رہا تھا، اسکا ننھا سا وزن اپنے شانوں پر اور سینے پر چبھتی کہنی کے باوجود زرا اسکے وجود کو خود سے دور نہ جھٹکا۔

"یہ کس نے کہا۔کیا پتا میں نے جس گولڈن نائیٹ کے ڈریم دیکھے ہوں یہ بلکل ویسی ہو۔"

ارمان نے اسکے بکھرے مہکتے بالوں میں ہاتھ داخل کرتے انہیں گردن کے پاس جمع کیا۔

" یہ جو آپ سب کہہ کر بھی بہت کچھ چھپا لیتے ہیں مجھے آپکی یہ عادت بہت اچھی لگتی ہے۔مجھے پیار ہی تبھی ہوا آپ سے۔سب کہہ دینا مرد کو سوٹ نہیں کرتا، وہ پر اسرار اچھا لگتا ہے تاکہ اسکی عورت آخری سانس تک اسے کھوجتی ہی رہے۔آپکو پتا ہے آپکے ہر نئے رنگ کو کھوجنے کے بعد میں ایسی ہو جاتی ہوں جیسے میرے ہاتھ ہیرے موتیوں سے بھر دیے گئے ہوں۔آپ کبھی مت بدلنا۔میں بھی کہوں تو نہیں۔آج کی یہ رات اگر مجھے بھول بھی گئی تو آپ مجھ سے یہ والا کیا پر امس کبھی مت بھولنا "

وہ جتنا زیادہ بیزار تھا اس لمحے لگا جیسے دل و دماغ انیہ نے پھول سا ہلکا اور ملائم کر دیا ہو۔

"پر میں نے تو کوئی پرامس نہیں کیا"

وہ پہلی بار زرا شرارت پر اتر کر بہت ہی الگ لگا، شرارت اس پر نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگی۔

"کریں ناں۔۔"

وہ مچلی، اسکی دوسری کہنی بھی ارمان کے سینے پر کھبتی محسوس ہوئی۔

"زرا اس ظلم کو ہٹاو تو میں کچھ سوچنے لائق ہو سکوں ناں"

ارمان نے اسکے دونوں بازو پکڑ کر جب سر کے نیچے سے گزارتے گردن کے نیچے کیے تو وہ جوانہی کہنیوں کے سہارے ارمان پر جھکی تھی ارمان پر بلکل ہی ڈھے گئی۔

مجھے تم سے ایسے ہی بہت سی بے تکی باتیں کرنی تھیں سو یہ رات میری "ڈریم نائیٹ رہی۔اب تم سو جاو۔"

ارمان نے اسکا اٹھا سر اپنے شانے سے لگاتے بازو اسکے کپکپاہٹ میں لپٹے وجود کے اطراف لپیٹے بات ختم کی توانیہ کے لب مدہوش کن مسکرائے پر وہ پھر سے چہرہ اٹھائے ارمان کی گال سے ہونٹوں کو جوڑے بند ہونے کے دہانے پر آئی آنکھوں سے مسکرائی،اگر وہ چہرہ زرا پھیرتا تو ان ہونٹوں کو اپنی مرضی سے چھو سکتا تھا پر ارمان نے خود کو ایسا کرنے سے روک لیا۔

گڈ نائیٹ۔ آپ بذات خود میرے سب سے فیورٹ ڈریم ہیں"
"ارمان۔ جسے میں آخری سانس تک دیکھنا چاہتی ہوں

وہ اسکے بعد ویسے ہی اپنے ہونٹوں کی نرماہٹیں ارمان کی گال کو دیے سو جاتی دھیرے سے چہرہ ارمان کی گردن میں چھپا کر بھاری سانس لینے لگی اور اب کی بار ارمان کے وجود سے اسکا ہونا ہر بے چینی و بے کلی کو اپنے ساتھ ہی سکون کی نیند میں لے گیا، وہ خود بھی آنکھیں بند کیے مسکرایا، اپنے خواب ہونے پر جسے انیہ اتنی محبت سے ہوش و حواس سے بیگانی بھی جی رہی تھی۔

میں وقت پاکستان سے چار گھنٹے آگے تھا، وہ آلین کے بنگلے میں ہی اسی کے دیے روم میں سو رہی تھی جب کسی برے خواب پر پسینے میں شرابور اٹھ میں اچھی خاصی صبح اتر آئی تھی، آلین جاہ تو ناشتہ کیے بنا ulsan بیٹھی، علیحہ کی خیریت کی خبر ملتے ہی جا چکا تھا کیونکہ ابھی اسکے نزدیک علیحہ سے ملاقات دونوں کے لیے سیو نہ تھی تبھی وہ رات تک کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔

شاید یہ ڈر، خوف و سنسنی اس کیفیت کی سزا تھی جو وہ آلین پر طاری کر کے چلی گئی تھی۔

کیا وہ مجھے سزا دے گا؟ بہت سال پہلے اس سے دور جانے کی پاداش اس" نے مجھ سے پندرہ سال تک ناطہ توڑے رکھا۔اس بار اس کی دی سزا میری آخری سانس تک ہوئی تو۔۔۔"

واپس تکیے پر گرنے کے انداز میں لیٹے وہ بس آلین جاہ کا اور اسکے فیصلے کا سوچ رہی تھی حالانکہ ابھی تو یہ آلین سے بھاگنے کا پہلا پڑاو عبور کرنے پر ہی ملتی سزا کی ابتدا تھی۔

جبکہ دوسری طرف آلین چار گھنٹے مکمل کرنے کے بعد سے جل رہا تھا، آفس کا ایک چکر لگانے کے بعد جیم جانے سے پہلے زالے کی خیریت کی کال آئی تو آلین کا موڈ کچھ بحال ہوا جو خود بھی سات بجے اٹھ کر واک پر نکلی تھی۔

"کل شام تک میں آپکے پاس ہوں گی ماموں"

وہ چہک کر بولی تو آلین نرم مسکرایا، تمام تر غصہ کہیں دور چلا گیا۔

آجاو میری جان۔ میں تو تمہارے بنا کچھ نہیں ہوں۔ کیا ذیشان بھی آئے گا؟"

میں Ulsan آلین نے سابقہ محبت اور فکر سے پوچھا، وہ جیم پہنچ آیا تھا، صبح کے گیارہ بجے تھے۔

جی ماموں، وہ مجھے کوریا چھوڑنے آرہے ہیں۔ آپکے لیے دیکھوں آج لڑکی؟"

وہ صبح سات بجے سیدھے ٹریک پر واک کرتی ارد گرد کسی لڑکی کو بھی ڈھونڈ رہی تھی۔

"تم واپس آجاو پھر لڑکی کا معاملہ دیکھتے ہیں"

آلین کے اتنے سے مثبت اشارے پر وہ خوشی سے اچھل پڑی، پارک میں اکا دکا لوگوں نے باقاعدہ مڑ کر زالے کی ایکسائٹمنٹ دیکھی جس پر وہ خجل سی ہوئی۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں ناں،"

خوشی کی زیادتی سے زالے کی پلکیں سی حرکت کیں، وہ پلٹی تو سامنے پارک ایریا میں آتے ذیشان کو دیکھتے رک گئی جو صبح صبح ٹپک آیا تھا یار کے ہاتھوں ہلاک ہونے یا پھر زالے کے دیدار کی تڑپ کھینچ لائی تھی۔

"میں سچ ہی کہتا ہوں۔"

آلین نے مسکرا کر تائید کی تو وہ بھی مسکرائی۔

"ٹھیک ہے بس ملتی آپکو کل۔۔اپنا خیال رکھیں تب تک خبردار میرے آنے سے پہلے کسی کو لفٹ کروائی۔پہلے زالے لڑکی اپرووکرے گی"

آلین اس پار سچ میں اسی کا طلب گار تھا، زالے اسکی مسکراہٹ کا بہت بڑا سبب تھی۔

"میرا بچہ۔جو حکم"

آلین نے رابطہ توڑا توزا لے نے فون آف کیے اپنی جینز کی جیب میں گھسایا اور پاس آرکتے ذیشان کو دیکھنے لگی جو جوگنگ کے تو بلکل موڈ میں نہیں تھا، سج دھج کر آیا تھا۔

"تم بچاو گی مجھے ارمان سے؟"

ذیشان کا سوال سنے وہ مسکرا کر ارد گرد دیکھنے لگی۔

"میں کوشش کروں گی"

وہ مسکائی، پر پھر کل رات ذیشان کی بڑھتی ہوئی بے تکلفی سوچ اپنی مسکراہٹ دانتوں کے پار دبالی۔

"تمہاری کوشش بھی کافی ہے۔ چلیں تمہارے لالہ کی عدالت میں پیشی دینے؟"

ذیشان نے اپنا ہاتھ پھیلایا کیونکہ وہ ایسا چاہتا تھا، یہ خواہش ٹوٹ کر اس شخص کی بھوری چمکتی آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔

"صرف آپکی پیشی ہے، میں وکیل بن کر آپکی بے گناہی کے دلائل دوں گی بس"

اپنا ہاتھ ذیشان کے ہاتھ میں دیے وہ یقین دلاتے نرم سرگوشی بھرے انداز میں بولی تو ذیشان سے کتنی دیر اس پر سے نظریں نہ ہٹائی گئیں۔

"کل کے لیے سوری زالے! وہ کچھ زیادہ بے تکلفی ہوگئ"

اسکی نظروں میں دبے ڈر کو بھانپے ذیشان نے جو حوالہ دیا وہ زالے کو آنکھیں زیرک کرنے پر مجبور کر گیا۔

"اٹس اوکے۔۔"

وہ دو لفظ ہی کہہ سکی جب ذیشان نے اسکے ہاتھ کی ہتھیلی محسوس کرتے فوری اسکا ہاتھ جب اٹھا کر آنکھوں کے سامنے کیا تو پوری ہتھیلی پر لمبا سا

کٹ تھا، زالے نے بوکھلا کر ذیشان کو دیکھا جو اسے ہی سوالیہ نظر سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا کیا ہے تم نے اپنے ہاتھ کے ساتھ؟"

وہ جو کچھ کہنے کے بارے سوچ ہی رہی تھی، ذیشان کے بے قرار لہجے پر مبہوت ہوئی جیسے وہ مبہم سا کٹ اس شخص کے دل پر لگ گیا ہو۔

"بائے مسٹیک ہاتھ کانٹے پر چلا گیا تو کٹ لگ گیا، چھوڑیں ذیشان"

وہ ہاتھ چھڑوانے لگی پر ایسا ممکن نہیں تھا۔

"میں تمہارا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑنے والا، تم یہ سمجھو کہ میرا ہاتھ اب تمہارے ہاتھ کا حصہ ہے۔ درد تو نہیں ہے اس پر؟"

بہت سی محبت بن کہے ذیشان حیدر ملک کے لفظوں، لہجے اور بھاری پڑتی آواز نے لٹادی کہ زالے کو اپنا دامن کم پڑتا محسوس ہوا۔

"آپ میرے عادی مت ہوں"

وہ نظریں جھکاتی بے بسی سے اپنے ہاتھ کو اسکے

خوبصورت ہاتھ میں مقید دیکھتے بولی، پلکوں کی بار قربت کے خوف میں لپٹی تھی۔

"تم میری عادی ہو جاو پھر "

زالے نے بے اختیار اس سہولت بھرے مشورے پر

نظریں اٹھائیں، وہ بندہ اسے سانس لینے دینا ہی نہ چاہتا تھا، وہ زالے کو ہر جانب سے جکڑ رہا تھا، اسے مسمرائز کر رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہیں؟"

الجھ کر بولی، نم آواز زرا مضبوط ہوئی۔

یہی کہ جس لڑکی کو میں نے اسکی من پسند خواہش کے مطابق طلب کیا" "تھا، وہ مجھے میری خواہش کے مطابق ملے

ذیشان اس سے اسے اتنا مانگ بیٹھا، جتنا مانگا جا سکتا تھا، زالے نا سمجھ نہ تھی کہ ذیشان ملک کے الفاظ کا مفہوم نہ سمجھتی۔

"گ۔۔گھر چلیں"

وہ تھکن بھرے لہجے میں مدھم سا بولی تو ذیشان نے اسکی خواہش اور کمزور پڑنے کا احترام کرے ہاتھ وقتی چھوڑا جس سبب وہ آگے بڑھ گئی اور ذیشان حیدر ملک نے اسکے قدموں کے نشان کا تعاقب خود پر آج سے آخری سانس تک واجب کر لیا۔

فجر تک انیہ کو شدید فیور نے پھر جکڑ لیا تھا کہ وہ شدید کانپنے لگی اور ارمان کو کچھ ایسی ہی امید تھی تبھی ارمان سارا وقت اسکے پاس ہی رہا، جب انیہ کی حالت کسی صورت نہ سنبھلی تو اپنی شرٹ اتار کر انیہ کو اپنے سینے لگایا تب جا کر اس لڑکی کے جسم کی کپکپاہٹ کچھ قابو آئی، خود ارمان فجر کے بہت بعد جا کر کہیں سویا تھا، انیہ کے سر میں شدید درد تھا تبھی وہ بھی بے چین ہی رہی اور جب سات تک کراہتے جاگی تو پہلا احساس جو اسکے اندر تپتی لہر جگا گیا وہ اپنی ہتھیلی تلے دھڑکتے ارمان کے دل کی آواز تھی۔

انیہ نے ہاتھ پھیر کر جلدی سے پوری آنکھیں کھولیں تو ارمان کو شرٹ لیس دیکھے وہ اسکے ایسے توبہ شکن جلووے برداشت نہ کرے گھبرا کر ارمان سے دور ہوئی، اپنا ٹیسوں سے اٹا سر دبانے کے چکر میں اٹھ کر بیٹھے کراہی تبھی ارمان کی بھی آنکھ کھلی، پہلو میں اٹھ بیٹھی انیہ کو بازو سے پکڑے خود پر

جھکا یا تو وہ ہاتھ پھر سے اسکے شانے پر رکھے اس پر جھک آئی، آنکھوں میں نمی لہرائی۔

"کیا وہ سب ہو گیا؟"

ارمان جو ابھی بھی نیند میں تھا، انیہ کا سوال سر سے گزرا۔

"ایکسپلین کرو گی؟"

جناب سمجھنے سے سراسر قاصر تھے۔

"ک۔۔ کیا ہوا کل؟ م۔۔ مجھے کچھ یاد نہیں آ رہا"

وہ رونے کے دہانے پر تھی تبھی ارمان کی بھی جیسے نیند بھک سے اڑی، وہ ابھی بھی فیور میں تھی تبھی ارمان اٹھ بیٹھے اپنی نیچے گری شرٹ اٹھا کر پہنے واپس حیران و پریشان اٹھ کر انیہ کے پاس بیٹھا جو واپس تکیے سے ٹیک لگائے نیم دراز تھی، ٹھنڈ لگ رہی تھی اسے۔

تمہیں سچ میں کچھ یاد نہیں ؟ زرا بھی نہیں" ارمان کو لگا وہ ڈرامہ کر رہی ہے پر انیہ کو سچ میں رات کا کوئی کارنامہ یاد نہیں تھا الٹا سخت فیور اور سر درد پر ارمان کو صبح صبح اسکی تیمارداری کی خاطر پھر قریب ہونا پڑ رہا تھا۔

"مجھے سچی یاد نہیں۔ کیا میں نے کچھ الٹا سیدھا کہا آپکو ؟"

ارمان جو اسکی گردن سے ہتھیلی جوڑے فیور دیکھ رہا تھا، ان بھیگی آنکھوں پر مسکرایا۔

"کچھ کہا ہوتا تو پھر بھی ٹھیک تھا مگر تم نے۔"

ارمان کی بات انیہ نے کاٹی۔

"میں نے کہیں آپکی اکلوتی سنبھال سینت کر رکھی عزت تو نہیں لوٹ لی؟"

ارمان جو اسکی گال سہلا رہا تھا، انیہ کے سوال پر اپنا قہقہہ روکنے کو چہرہ پھیر گیا۔

"ارمان۔۔۔ کیا میں نے کوئی بد تمیزی کی؟"

وہ اسکے منہ پھیرنے پر روہانسی ہوئی اور ہاتھ بڑھا کر ارمان کا چہرہ اپنی طرف پھیرا، وہ سنجیدہ ہوا پر گہری آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

"بہت کیں۔۔۔اب کیا کرو گی؟"

وہ سراسر مسکراتی آنکھوں سے قہر لگ رہا تھا۔

"سزا سہہ لوں گی۔آئی سوئیر مجھے کل کا کچھ بھی یاد نہیں آ رہا۔"

اس سے پہلے وہ روتی ارمان نے اسکو اپنا آپ دیا چھپنے کو اور وہ اپنی کیفیت پر اسکے گلے لگتی شدید رو پڑی۔

آ جائے گا۔ طبعیت بہتر ہوتے ہی۔ رئلکس۔ ریڈی ہو ہوسپٹل چلنا"

"ہے۔ فریش ہونا ہے تم نے؟ تو پلیز گرم پانی یوز کرنا

وہ پاس سے اٹھنے لگا تو انیہ نے اسے بازو سے ہولڈ کرے روکا۔

ک۔۔ کیا ضروری ہے نہانا؟ ایکچولی مجھے بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ میرے"

"پیر قلفی بنے ہیں

وہ جو جاننا چاہ رہی تھی اس پر ارمان کو مسکرانے کی شدید طلب پیش آئی پر وہ اپنے احساسات پر قابو پانے میں ماہر تھا۔

جتنا اس نے مجھے تنگ کیا۔ دل چاہ رہا ہے اسے غلط فہمی میں ڈال دوں پر"

"اسکے ڈاون ہونے پر ترس آرہا ہے

ارمان نے اسکے ڈرے گھبرائے تاثرات محظوظ انداز میں دیکھتے جھک کر انیہ کی گال سے اپنی گال مس کرتے اسکے کان کی طرف جھکا جو ارمان کے یوں قریب ہونے پر سانس روک گئی۔

"کچھ نہیں ہوا سوائے ایک کس کے جو کس کے نام پر دھبہ لگایا تم نے"

ارمان نے اپنی بات سرگوشی میں کہی اور سائیڈ میز پر رکھا فون اٹھائے انیہ کو بنا مڑ کر دیکھے کمرے سے نکل گیا جبکہ انیہ کے چہرے کے سارے رنگ وہ ساتھ لے گیا تھا، وہ کانپ کر رہ گئی۔

"یا اللہ مجھے یاد دلا دیں ورنہ پھر کل سے اب تک کیا کیا ہم نے ؟ پ۔۔
سوچ سوچ کر میری جان نکل جائے گی۔اف اس بندے نے میرا بنا پچھ
کیسے ہی دم نکال کر رکھ دیا ہے"

انیہ نے واپس تکیہ نیچے کر کے لیٹتے بھاری بھاری سانس بھری کیونکہ ارمان کا بنا شرٹ پر کشش کسرتی جسم اب تک ہتھیلی اور وجود میں حدت کا نادیدہ احساس جگا رہا تھا اور وہ اس وقت عجیب تڑپی بکھری حالت میں کچھ بھی سمجھ پانے سے قاصر تھی۔

"آپکے لیے ناشتہ لگاؤں علیحہ میم؟"

علیحہ سوسو کر تھک چکی تھی تبھی کمرے سے نکل کر باہر آئی جہاں وہیں موجود بزرگ کورئین میڈ نے اپنی زبان میں دریافت کیا، انداز میں بے پناہ عقیدت تھی۔

"بس ایک بلیک کافی بنادیں"

علیحہ نے لان کی طرف جانے کا پلین کیا مگر میڈ نے روکا۔

آلین سر نے کہا تھا ناشتے میں آپکو صرف کافی بنا کر نہ دوں۔ کچھ سولڈ لینا" پسند کریں گی ساتھ؟ اگر انھیں علم ہوا آپ نے صرف بلیک کوفی پی ہے وہ "مجھ پر ناراض ہوں گے

میڈ کے اصرار پر وہ پلٹ کر خوبصورت سے کچن کو دیکھنے لگی۔

"کیا وہ زالے کا بھی ایسے ہی خیال رکھتا ہے؟"

علیحہ ناجانے کیا جاننا چاہ رہی تھی۔

"زالے اور انکا رشتہ الگ خوبصورتی رکھتا ہے، وہ اسکی فکر اسکے سامنے بھی شو کرتے ہیں اور پیچھے بھی۔ پر آپکے لیے صبح جب تاکید کر رہے تھے وہ اس فکر سے کئی گنا خوبصورت تھی جو وہ زالے کے لیے شو کرتے ہیں"

میڈ شاید علیحہ کو منفرد اہمیت کے بارے قائل کر رہی تھی تبھی علیحہ طنزیہ مسکرائی، اسے لگا جیسے آلین نے ہی سبکو لگا رکھا اس کام پر کہ وہ سب علیحہ کو اس سے امپریس کروائیں۔

"آپ کہنا چاہتی ہیں کہ میں آلین جاہ کے لیے خاص ہوں؟"

علیحہ کا سوال سنے وہ میڈ دو قدم اس بدگمان عورت کی طرف آئیں۔

"یہ اس گھر کی ہر اینٹ جانتی ہے کہ انکے لیے کون کتنا خاص ہے۔ابھی ان دیواروں کو خود سے مانوس ہونے دیں، یہ سارے راز خود فاش کریں گی۔میں میش پٹاٹو بہت اچھے بناتی ہوں۔اسکے علاوہ پستیچو بٹر بڈنگ بھی۔"

میڈ نے جس طرح نام لیے، علیحہ کا دل چاہا وہ کہہ ہی دے۔

"اوکے جو آپکے آلین جاہ تاکید کر کے گئے وہی بنا دیں پھر۔ اسکے گھر رہ رہی ہوں، رولز تو فالو کرنے ہوں گے لاٹ صاحب کے"

علیحہ منہ سا بگاڑ کر کہے وہاں سے نکلی تو جولی نامی میڈ مسکراتی ہوئی اپنے کام میں لگ گئی، علیحہ نے لان میں آنے سے پہلے ہی اپنے جوتے جو روم میں اسکے لیے نرم سے موجود تھے اتار کر ننگے پیر اس گھاس پر چلتے لان میں لگی کرسیوں کا رخ کیا، دھوپ کی تمازت میں نمی تھی جو یہاں موجود ٹھنڈ کو زائل کرنے میں کامیاب تھی۔

وہ لان میں آتی دھوپ میں بیٹھے مسکرائی تبھی بانی نام کے آلین کے خاص گارڈ کا فون رنگ کیا جسکی نظر علیحہ پر ہی تھی۔

بانی نے کال پک کی۔

"کیا وہ اٹھ گئی؟"

آلین ایک بزنس لنچ کے لیے کچھ فارنرز کے ساتھ ریسٹورنٹ میں داخل ہوا تھا، تمام اسکے ہمراہ لوگ بڑے اور اپر کلاس کے تھے۔

"جی سر۔ وہ اٹھ گئی ہیں۔"

بانی نے فرمابرداری سے رپورٹ مہیا کی۔

"کیسا فیش ایکسپریشن ہے اسکا؟"

آلین کو ویٹر نے چئیر ہٹا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا مگر وہ اپنے مہمانوں کو بیٹھنے کی کمانڈ دیے خود ذرا سائڈ آکر رکا۔

"وہ دھوپ میں بیٹھی مدھم مسکرا رہی ہیں"

بانی کا جواب سن کر آلین کے غصے پر مزید اوس گری۔

"تم اور جولی دھیان رکھنا اسکا۔"

آلین نے کہہ کر کال کاٹی تو بانی فرمابرداری سے جا کر لان عبور کیے علیحہ کے پاس رکا، نظروں میں احترام تھا اور وہ علیحہ کے لیے نیچی تھیں۔

"کسی بھی چیز کی ضرورت ہو بلا جھجک کہیے گا۔"

بانی کی بات سنے وہ مبہم مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"آلین کب تک ملے گا مجھ سے، تم نے کہا تھا کل ملے گا؟"

علیحہ بے چین ہوئی۔

انکی سارا دن میٹنگز ہوتی ہیں۔آج بھی کچھ اہم کام ہیں۔مے بی ڈنر آپکے ساتھ کریں۔"

بانی نے ضروری تفصیل فراہم کی۔

وہ او جھل ہو کر ہی سزا دیتا ہے۔ پندرہ سال والی بڑی تھی اور یہ پندرہ گھنٹوں والی چھوٹی۔"

علیحہ تلخی سے بڑبڑائی تو بانی کچھ نہ بولا۔

"زالے کہاں ہے؟"

علیحہ نے پھر سے سوال کیا۔

"وہ پاکستان گئی ہیں۔ کل شام تک انکی جاہ مینشن میں واپسی ہو گی"

علیحہ ٹھٹکی۔

پاکستان کیا کرنے گئی ہے؟ مطلب دو سال پہلے تو وہ آلین کو مل گئی "
" تھی؟

علیحہ کا بال کی کھال اکھاڑنا پرانی عادت تھی۔

مل گئی تھیں پر اپنے ددھیال سے رابطے میں ہیں پھر بھی۔ کل آئیں گی "
"آپ خود تفصیل پوچھ لیجیے گا

بانی نے بات مختصر کیے ختم کی تو علیحہ گہرا سانس بھر گئی۔

"ٹھیک ہے جاو تم"

بانی نے سر ہلایا اور وہاں سے چلا گیا۔

آلین جاہ! رات تک میں تمہارا انتظار کیسے کروں اس سونے کے پنجرے "

"میں بیٹھ کر۔ آکر سزا دو اور معاملہ ختم کرو

وہ اسکے اوجھل ہونے پر اداس تھی، آلین جاہ دیکھائی نہیں دے رہا تھا اور وہ خود کو دیکھائی دینا بند ہو گئی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

ارمان باہر آیا تو آگے ناشتے کی میز پر زالے اور فائزہ شیرازی کے ساتھ ذیشو کو دیکھتے پاس ہی بیٹھا، بقیہ مہمان ناشتے سے فری ہو کر لاونج میں بیٹھے تھے۔

"تم صبح صبح ٹپک آئے؟"

ارمان نے ازلی دبنگ انداز میں مخاطب کیا۔

ہاں۔ہماری حویلی کی اکلوتی چڑیل تم چرا لائے۔اسکے دیدار کے بنا دن "اچھا نہ گزرے تبھی دن خراب کرنے اسکے چرن چھونے آیا ہوں

فائزہ کے ہاتھ کے بنے آلو کے پراٹھے سے پورا انصاف کرے ذیشان نے جواب دیا تو ارمان نے منہ ہی منہ میں لعنت ارسال کی۔زالے فائزہ اور شازمہ تینوں مسکراتی نظر آئیں۔

"بکواس کر والو اس سے بس"

ارمان نے اپنے لیے بس پانی ڈالا اور ساتھ ذیشان کو گھوری دی۔

"انیہ نہیں اٹھی؟"

دادی جان نے پیار سے ارمان کو دیکھتے پوچھا۔

"رات فیور ہو گیا تھا۔ ابھی بھی ہے تو سوچا ہوسپٹل ہو آئیں ناشتے کے بعد۔ آ رہی ہے ریڈی ہو کر"

ارمان کی بات پر زالے اور زیشان نے اک دوسرے کی طرف دیکھا جبکہ فائزہ پریشان ہو گئیں۔

نئی جگہ تھی ناں تو گھبرا گئی ہو گی میری بچی۔اوپر سے تو بھی تو ٹھنڈا بے مروت۔۔۔"

فائزہ کا سب کے سامنے ایسا کہنا ارمان کو برہم کر گیا۔

"دادی جان پلیز۔۔۔"

وہ اپنی بے عزتی پر تڑپ گیا تو ذیشان اور زالے نے بھی منہ پر شرافت سجائی۔

"سچ کیسے چبھتا ہے اسے۔جا کر ہو کے آؤ ہوسپٹل۔آج ولیمہ ہے،ایسے بخار میں بچی کیسے اتنا تھکا دینے والا ایونٹ جھیلے گی۔میں زرا دیکھ کر آؤں

اپنے بچے کو۔ شازمہ زرا تحفہ پکڑ کے لا میرے کمرے سے۔ رات بھی
"نہیں دے سکی اسے منہ دیکھائی

فائزہ کو فکر تھی تو وہ جلدی سے ناشتہ ادھورا چھوڑے ہی شازمہ کو پکارے اٹھیں تو شازمہ جلدی سے تابعدار انداز میں دوڑی جبکہ ڈائنگ میز پر بس زالے، ذیشان اور ارمان بچ گئے تھے۔

"ارمان! کچھ بات کر سکتے ہیں جانو؟"

ذیشان نے ہی زرا ماحول پر چھائی چپ بھانپے بات شروع کی جبکہ ذالے جو کچھ دیر پہلے تک ذیشان کی سفارش کرنے بیٹھی تھی، لالہ کا غصہ سوچتے ڈر کر اٹھی تو ذیشان نے رحم طلب نظروں سے زالے کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو

مجھے میدان میں اکیلا تو مت چھوڑو پر اس میں ہمت نہ تھی ایسی باتیں سن بھی پاتی۔

"میں نکلتی ہوں۔ کچھ چیزیں لینی تھیں واپسی سے پہلے اپنی۔ آپ دونوں بڑیز کریں ناشتہ"

زالے نے بناذیشان کو دیکھے جلدی سے دوڑ لگا کر خود کو گم کیا تو ذیشان نے جب ارمان کو دیکھا بچارے کا حلق سوکھا کیونکہ نرمی تو بس کل سے انیہ کے حصے تھی جناب کی، اس وقت وہ اینگری برڈ بناذیشان کو گھور رہا تھا۔

"بھونک بھی اب۔ آگے ہی دماغ کے فیوز اڑے ہیں۔"

ارمان کے دھاڑنے پر ذیشان ڈر کر کرسی کی پشت سے لگا، یہ ارمان تو ننگی تار تھا جسے چھونے کی دیر تھی کرنٹ ایسا لگتا جو چودہ طبق روشن کر دیتا۔

"یار مجھے پتا ہے تیری رات اچھی نہیں گزری لیکن اس میں انیہ کا کوئی قصور نہیں تھا"

یہ جانتے ہوئے کہ ابھی ایک سیکنڈ میں اسکی گردن ارمان کے ہاتھ میں ہو گی تب بھی ذیشان نے ہمت کی۔

"ایک منٹ ! کہنا کیا چاہ رہا ہے۔اٹھ زرا۔۔ادھر چل میرے ساتھ۔۔۔۔"

ارمان نے ایک ہی سیکنڈ میں اٹھ کر ذیشان کے آگے سے پراٹھے کی پلیٹ پرے کی اور بازو سے پکڑتا ہوا گھسیٹ کر اپنے سٹڈی لے کر گھسا اور دروازہ بند کیے ذیشان کو اندر دھکیلا۔

"ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تو میری عزت لوٹنے لگا ہے۔ یار میں تیری بہن کی امانت ہوں"

ارمان نے اس بکواس پر چپیڑ کے لیے ہاتھ کو اٹھایا پر وہ گریبان پر پکڑ بن کر روکا۔

"بکواس بند کر۔ اب بتا کیا کہہ رہا تھا۔ کس چیز میں انیہ کا قصور نہیں؟"

ارمان کے سوال پر ذیشان نے ڈرتے ڈرتے مسکین سمائیل دی۔

"پہلے پر امس کر میری کوئی ہڈی نہیں توڑے گا۔ایک ہی وکیل تھی وہ بھی
تجھ جلاد کے ڈر سے بھاگ نکلی مجھے چھوڑ کر"

ذیشان نے زالے کے بھاگنے کا رونا غلط جگہ رویا کیونکہ ارمان کا پارہ اس
وقت شدید چڑھا تھا۔

"زیشو بک دے بتا رہا ہوں اس وقت بہت غصے میں ہوں"

ارمان نے دھمکی دے دی تو زیشان کو بتانا پڑا۔

"یار میں نے تیرے ڈرنک میں وہ سپیشل والی گولی ملائی تھی پر وہ غلطی سے انیہ نے آکر پی لیا۔ زالے گواہ ہے اسکی میں سچی بے قصور ہوں۔ تو مجھے مار دے پر یار کوئی پاسا کریک مت کرنا میں فالٹی کسی کو قبول نہیں ہوں گا۔"

ارمان کے ہاتھ کی پکڑ لمحہ بھر ڈھیلی پڑی، ذیشان اس سے سچ میں تھر تھر کانپ رہا تھا اور یہی دیکھے ارمان کا غصہ لمحے میں مسکراہٹ بنا۔

"وہ گولی تو نے میرے ڈرنک میں کیوں ملائی یہ بتا۔ دوسری سزا بعد میں"

انہی گرے مسکراتی آنکھوں سے ارمان نے ذیشان کی شرٹ کا کبارہ نکالتے پوچھا۔

"کیونکہ مجھے جلدی سے چاچو بننا تھا تیرے بچوں کا۔"

ذیشان نے معصومیت سے جب بتایا تو ارمان نے زور سے ٹانگ اٹھاتے اس منحوس کے پچھواڑے پر اس زور سے پیر ہٹ کیا کہ ذیشان سیدھا دروازے سے ویسے جا لپٹا جیسے وہی رضیہ ہو اور ارمان اس کے پیچھے لگے غنڈے۔

"زلیل۔ سو کمینے مرے ہوں گے تو تیرا جنم ہوا ہو گا۔ دل چاہ رہا ہے تیری تشریف پر ڈیزائن بناوں لعنت کا۔ ادھر پلٹ خبیث"

ارمان کی دھاڑ پر ذیشان فورا سے پلٹا، اس بار مسکرا رہا تھا۔

"یار میری نیت پر تو شک مت کر۔ میں بس چاہتا تھا تو تباہیاں مچا دے اپنی ویڈنگ نائیٹ پر"

ذیشان نے اب بھی شرم کھانے کا کوئی ارادہ نہ کیا تبھی ارمان بھی آخر مسکرائے اسے بازو سے دبوچتے قریب لایا۔

"وہ تو میں اپنے وقت پر مچالوں گا پر میری بہن کو ایسے گندی چال میں شریک کرتے تجھے غیرت نہیں آئی ذیشان۔ بیس سال کی بچی ہے وہ جسے تو نے گولی والے راز میں شریک کیا۔ مر گئی ہے تیری شرم؟"

ارمان کو شرمندی بس اس بات کی ہو رہی تھی کہ زالے یہ سب جانتی ہے، ذیشان کو اب سمجھ آئی شرمیلے یار کی الجھن۔

جس نے کی شرم اسکے پھوٹے کرم۔زالے بہت سمجھدار ہے یار۔ویسے "
بھی میں نے اسے کہا یہ رومینس کی گولی ہے۔دیکھا تونے تیرا یار کتنا
"چالاک ہے

ذیشان نے فخریہ کالر جھاڑا تو ارمان نے اسکی گردن دبوچی،ذیشان کراہا۔

تجھ سے زیادہ دنیا دیکھ رکھی ہے اس بیس سال کی زالے نے،تو نے کہا"
ہوگا رومینس کی گولی اور اس نے مان لیا ہوگا؟مت بھول وہ آلین جاہ کی
"سریل کڈنیپر بھانجی ہے۔اپنی عزت کا کر دیا ناں فالودہ تو نے

ارمان کی باتیں اتنی خوفناک تھیں کہ ذیشان کا منہ بنا کیونکہ اب مزے لینے
کی باری ارمان کی تھی۔

"یار۔۔۔اس نے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا تھا اور کیا کہتا۔؟"

زیشان نے بیچارگی کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑے۔

لعنت تیرے رنگے ہاتھوں پر منحوس آدمی۔اب اسکے بدلے کے لیے
بھی ان فیوچر تیار رہنا "

ارمان نے دروازے کی طرف بڑھتے دھمکی لگائی تو ذیشان ہنسا۔

"تو کیا مجھے بھی گولی پلائے گا وہ والی۔۔۔"

ذیشان نے شر انگیزی سے آنکھیں مٹکائیں تو ارمان نے کھینچ کر مکا ذیشان کی
کمر میں دیا۔

میں تجھے جمال گوٹا پلاوں گا۔۔تاکہ دس دن تجھے رومینس کو سوچتے بھی "
"ڈر لگے۔نکما انسان۔۔چل اب ٹھوس لے باقی پر اٹھے۔

ارمان کے اتنے کول ری ایکشن پر تو آج خود ذیشان حیرت زدہ تھا اب ارمان کیا بتاتا اسے انیہ کے ساتھ ایسا وقت کبھی نہ ملتا اگر وہ ٹیبلٹ والی شرارت نہ ہوئی ہوتی۔

"میری جان کول کول ہو گئی اک ہی رات میں"

وہ دونوں ساتھ باہر آئے تو ذیشان نے ارمان کے باقاعدہ کندھے پر چڑھتے سرگوشی کی۔

واہیات انسان۔میں کدھر سے تیری جان ہو گیا۔۔۔نکل اب کوئی" "پراٹھا نہیں ملے گا۔نکل جا ورنہ یہاں چھوٹا چھوٹا ہو کر بکھر جائے گا۔

اس سے پہلے ارمان کچھ سر پر اٹھا کر مارتا،جناب اپنا ہاف پراٹھا جلدی سے پلیٹ سے اچک کر رول بناتے ہنستے ہوئے نکل گئے اور خود ارمان واپس ڈائنگ کی گرد لگی کرسی سنبھالتا اس بندر کی حرکت پر ہنس پڑا۔

وہیں فائزہ نے روم میں پہنچ کر جب شازمہ کو اشارہ کیا تو وہ جلدی سے منہ دیکھائی لیے بھاگی آئی،انیہ ابھی تک اٹھی نہیں تھی پر ارمان کی دادی جان کو دیکھے جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

گھبرانے کی ضرورت نہیں میرا پتر،پہلے دن تو دلہنیں سارا دن پڑی رہتی" ہیں۔آپس کی بات بتاوں میں بھی ایک بجے اٹھی تھی۔یہ تیری منہ

دیکھائی۔ میرا بچہ، آباد رہو اور سدا سہاگن رہو۔ میں مرنے سے پہلے تیرے اور ارمان کے بچے دیکھ لوں بس اور کوئی حسرت نہیں اب۔ اسے محبت کرنی تو میں نے سیکھا دی، اسکا اظہار اسے تجھے سیکھانا ہو گا۔ وہ میری بہترین پرورش ہے اور میں یقین سے کہتی ہوں تجھے کبھی نہیں رلائے گا۔ بھلے اس نے نہ کہا ہو تو محبت ہے لیکن میں اسکی دہری ماں اسکی آنکھوں کی ہر جنبش سمجھتی ہوں۔ بس خوش رہنا دونوں"

یہ ساری تاکیدیں جیسے فائزہ کو رلا گئیں ویسے انیہ اور شازمہ کی آنکھیں بھی نم ہوئیں، انیہ نے زیور سائیڈ کرے جلدی سے فائزہ صاحبہ سے گلے لگتے سر ہلایا تھا، وہ بھی بھیگی آنکھوں سے مسکراتیں اسے اپنے سینے میں بھینچ گئیں۔

میں انکو اظہار کرنا بھی سیکھاوں گی اور آپ اپنے پر پوتے یا پر پوتی کو بھی" بہت سے لاڈ دیں گی۔آپکا سایہ مجھ پر،زالے اور ارمان پر سلامت رہیے "دادی جان

انیہ کا ایسا جواب اس بوڑھی دادی میں قوت بھر گیا۔

صدقے جاوں میں۔اپنے ارمان کی پسند پر۔اسے بھی ایسے ہی پیار کیا ہے" "ناں کل؟

دادی جان کی سرگوشی پر انیہ کو پھر سے اپنا دکھ یاد آگیا،یہی تو یاد نہیں تھا انیہ کو تبھی مسکین سا مسکرادی پر فائزہ ہنس پڑیں اور اسے پھر سے گلے لگائے اٹھ کر شازمہ کے ہمراہ چلی گئیں۔

میں نے تو بہت سا پیار کرنا تھا، کیا کیا پلین بنایا تھا لیکن پتا نہیں سب برباد کیسے ہو گیا۔ اوپر سے وہ بھی کچھ بتا نہیں رہے"

انیہ نے بیڈ کو خیر باد کہا اور اٹھی تو سائیڈ ٹیبل پر پڑے اپنے بریسلٹ کو دیکھے حیران سا مسکرائی، اسے لگا یہ اس نے کھو دیا۔

"یہ ارمان کے پاس تھا۔ مجھے لگا کھو دیا۔ مینسے گھنے کہیں کے۔ جب تک میں پاس نہ تھی میرے بریسلٹ سے دل بہلایا ہو گا۔ ہنہ۔۔۔"

انیہ نے وہ جلدی سے پہنا اور نقاہت و سستی کے باوجود ہاتھ منہ دھونے گئی، دانت برش کیے، بال عجیب چپکے چپکے لگ رہے تھے کیونکہ رات گیلے تو ہوئے پر شیمپو اپلائے نہیں کیا گیا تھا تبھی ڈرائے ہو رہے تھے تبھی انیہ نے

تاکید کے مطابق گرم پانی سے شاور لیا تب جا کر زرا جسم اور دماغ کی تھکاوٹ و سستی ختم ہوئی۔

وہ ریڈی ہو کر نیچے آئی تو ارمان گیسٹ سٹنگ روم میں مہمانوں اور فیملی کے لوگوں کے ساتھ بیٹھا تھا، انیہ کو شازمہ نے خود ناشتہ دیا اور اسکے بعد وہ ارمان کے میسج پر باہر پورچ میں چلی آئی جہاں وہ پہلے ہی گاڑی میں بیٹھا منتظر تھا۔

شادی کے پہلے دن بیوی کو ہوسپٹل لے جانا بہت عجیب ہے، گھر آئے "
" مہمان نا جانے کیا سوچ رہے ہوں گے انیہ

وہ آکر بیٹھی تو ارمان کے گھبرائے تاثرات اور فکر دیکھے مسکرائی۔

یہی کہ پتا نہیں دلہن کے ساتھ ایسا کیا کر دیا ارمان نے کہ وہ ہوسپٹل جا"
"رہی ہے

انیہ نے خفیف سا بدلا لیا تو ارمان نے گردن گما کر گھورا۔

"سب کو پتا ہے میں کتنا سینسیبل آدمی ہوں"

وہ ٹرخ اٹھا۔

"اسے سینسیبل نہیں، پر ونان رومنٹک کہتے ہیں۔"

انیہ نے لفظی انداز میں بے باک ستایا۔

"باز آجاو۔ کہیں درد تو نہیں انیہ؟"

ارمان نے اول دو لفظ ڈانٹ کر کہتے ہی لہجے کو امرتی کیا جسکی مٹھاس انیہ کو ہونٹوں میں گھلتی محسوس ہوئی۔

"ہے ناں۔ یہاں"

انیہ نے لبوں میں بکھیرتی شرمیلی مسکراہٹ لیے اپنے دل پر انگلی رکھی تو ارمان نے نظریں جو سرسری دیکھنے کو ڈالیں فوراً ہٹائیں۔

"تم تنگ کر رہی ہو مجھے؟"

جناب نے شرارت بھانپ لی تھی۔

"ہاں۔اب تو سرٹیفکیٹ ہے میرے پاس"

ارمان نے تائید میں مسکراتے گردن دوسری طرف پھیرے سر ہلایا،وہ اپنی مسکراہٹ چھپاتا تھا یہ انیہ نے آج پہلی بار محسوس کیا۔

باقی کا رستہ دونوں چپ ہی رہے،انیہ کا اگین چیک آپ ہوا تو کچھ میڈیسن دی اور جب وہ لوگ فری ہو کر واپس باہر پارکنگ تک آئے تو ارمان نے اسکے لیے کار ڈور اوپن کیا۔

"میں تمہیں سیلون چھوڑ دیتا ہوں۔زالے پک کر لے گی۔میری ایک آدھے گھنٹے کی آفس میٹنگ ہے۔ذیشان بھی نہیں جا رہا تو میرا جانا ضروری ہے"

انیہ نے آنکھیں مسکرا کر چھپکتے فرمابرداری سے سر ہلا یا اور پر نسیز ٹریٹمنٹ لیے مزے سے گاڑی میں بیٹھی۔

ارمان بھی بیٹھا جو پہلے ہی گاڑی میں بیٹھتے ہی ارمان کے کلون میں مدہوش تھی، جناب کے بیٹھتے ہی اس تیز خوشبو کا جھونکا مانو سانسوں میں گھل گیا۔

"ایک بات بتائیں۔یونی میں میتھ پروفیسر آپ صرف میرے لیے بنے تھے ناں؟ ورنہ اتنا اچھا بزنس ہے آپ دونوں کا"

زرا ارمان کے سحر سے نکل سکی تو فوراسوال کیا، ارمان نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔

"ہاں کیا پتا تمہاری جاسوسی کے لیے ہی وہاں جاب کی ہو۔اور تم اتنی نالائق ہو میتھ میں کہ مجھے جاسوسی نہ بھی کرنی ہو تو وہیں رہنا ہو گا اب مجبورا۔کیونکہ تمہیں میتھ پرابلمز سمجھانا سیدھے سادھے پروفیسرز کے بس کی بات نہیں"

وہ ہلکی ہلکی اہمیت جتانے کے ساتھ جیسے انیہ کو چھیڑ رہا تھا،وہ ایسے ارمان سے ہی تو پیار کرتی تھی۔

"میں آپکو جاب چھوڑنے بھی نہیں دوں گی۔مجھے ابھی بہت شوخیاں مارنی ہیں آپکو لے کر سمجھا کریں"

وہ اپنے پلینز بتاتی خود ہی ہنسی تو ارمان نے اس اپنے دھیان مسکراتی انیہ کو سرسری دیکھے ویسے ہی مسکرا کر سامنے نظر جمائی۔

"سمجھ گیا۔ڈرائیور تمہاری چیزیں سلیون پہنچا چکا ہے۔ تمہارا اڈریس رپلیس کروایا ہے میں نے۔زیادہ ہیوی نہیں ہے"

وہ پھر سے مسکرا کر ارمان کو دیکھنے لگی۔

"آپکو میری اتنی فکر ہے ارمان؟"

وہ اپنا ہاتھ ارمان کے اسکے ٹانگ پر رکھے ہاتھ پر رکھتی پکاری تو ارمان نے ابھی بھی انیہ کے گرم فیل ہوتے ہاتھ کو اپنی مٹھی میں لے کر دبایا۔

"تمہیں لگتا ہے ایسا تو ہو گی۔"

ارمان نے اسکا ہاتھ انیہ کی گود میں واپس رکھے ڈیش بورڈ پر رکھے فون پر آتی کال ایک ہاتھ سے پک کی تو انیہ نے جان بوجھ کر اپنا ہاتھ واپس ارمان کے گھٹنے پر رکھے تھائی کی طرف لے جاتی تب ہنسی جب ارمان نے گردن گما کر اسے آنکھیں دیکھائیں پر وہ باز نہ آئی۔

"ٹھیک ہے ان سبکو بٹھاو میں آرہا ہوں۔۔۔"

ارمان نے کال کہہ کر بند کیے فون گود میں پھینکتے بروقت انیہ کا ارمان کی تھائی پر سرکتا ہاتھ پکڑ کر منہ تک لے جاتے زور سے اسکی ہتھیلی کے کنارے بائیٹ کیا، انیہ ہنستی ہوئی چینخی اور ہاتھ چھڑوایا تو وہاں گھڑی بن چکی تھی۔

"اپنے بدتمیز ہاتھ کو تمیز سیکھاو ورنہ مجھے آتی ہے سیکھانی"

ارمان نے ہنوز میٹھا میٹھا ڈانٹا تو انیہ اپنی ہتھیلی پر پھونک مارتے ساتھ ارمان کو غصے سے دیکھنے لگی۔

"خود تو رومنٹک نہیں ہیں، کم از کم مجھے تو ہونے دیں"

وہ شکوہ کناں ہوئی، بائیٹ ارمان نے بہت نرمی سے کیا تبھی دانتوں کے نشان مدھم بھی ہو گئے۔

"یہ رومنٹک ہو رہی تھی تم؟"

ارمان نے آئبرو اچکائے تو انیہ جلدی سے شرمگیں مسکراتی گردن پھیر گئی، ارمان نے محترمہ کو سیلون کے باہر ڈراپ کیا۔

گاڑی روکتے ارمان نے انیہ کا ہاتھ پکڑ کر جائزہ لیا جو بس ہلکا سا لال رہ گیا تھا،انیہ کی آنکھیں نڈھال ہو کر بھی شرارت سے اٹی تھیں۔

"مجھے اچھا لگا تمہارا ایسی انوکھی شرارت کرنا لیکن ڈرائیونگ کے بیچ یہ سیو نہیں۔میرے دانت زور سے بھی کاٹ سکتے تھے تمہارا ہاتھ۔چلو جاو ریڈی ہو جا کر۔۔۔"

ارمان نے اس جگہ انگلیاں سہلائیں جہاں درد دیا تو وہ بس ارمان کے منہ کو ہی تکتی رہ گئی۔

"مطلب یہ شرارت میں دوبارہ کر سکتی ہوں؟"

سیٹ بیلٹ کھولتے وہ زرا ارمان کی طرف پرجوش ہوئے کھسکی تو وہ گھبرا کر پیچھے ہوا۔

اگر دوبارہ یوں پبلکلی قریب آکر پوچھا تو ہاں بھی ناں میں بدل جائے "گی۔ ابھی ہاں ہے۔ جاو"

ارمان نے اس چڑیل سے جان چھڑوائی پر وہ شدید چاہ رہی تھی ارمان کی گال چومے۔

ارمان نے ہار مانتے اپنا گال پیش کیا تو انیہ نے بہت ہی آہستگی سے ارمان کی گال چومے پیچھے ہٹ کر شرمیلی نظروں سے دیکھا اور جلدی سے ڈور کھولتی سیلون کی بلڈنگ میں گھسی جبکہ ارمان اسے جاتا دیکھ کر مطمئین مسکراتا ہوا خود بھی گاڑی موڑے روانہ ہو گیا۔

"آپ میری کال کیوں نہیں اٹھا رہے ذیشان۔ ابھی سچی میں آپکے گھر آنے والی تھی"

وہ شاور لے رہا تھا تبھی زالے کی کالز لے نہ سکا اور اب دل چاہا خوامخواہ کا روٹھے جو زالے بھاگ نکلی تھی۔

وہ کچھ شاپنگ کیے انیہ کو سیلون سے پک کرے واپس گھر ابھی پہنچی تھی کیونکہ ولیمے کو تھوڑا ٹائم تھا اور اب اپنے بھاگنے پر شرمندگی ہو رہی تھی جو ذیشان کے کالز پک نہ کرنے پر پریشانی بن گئی، خود بھی وہ بس ریڈی ہونے

والی تھی،انیہ کو روم میں چھوڑ آئی تھی اور ارمان بھی کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچا تھا اور شاور لے رہا تھا۔

"اوہ۔میں نے خوامخواہ کال اٹھالی۔تم گھر آجاتی وہ بہتر تھا"

ٹاول سے بال ڈرائے کرنے کے بیچ لہجہ روٹھا تھا پر آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

آئی ایم سوری۔مجھے لالہ کے سامنے ڈر لگ رہا تھا اور ڈر سے زیادہ شرم آئی" تو لگا بھاگنا ہی بہتر ہے۔ویسے بھی آپکو کوئی جسمانی نقصان تو وہ کبھی نہیں دے سکتے،بس ڈانٹا ہو گا یقیناً تو یہ تسلی تھی مجھے۔ویسے بھی میرا وہاں ہونا مناسب نہیں تھا۔کیا آپ خفا ہیں مجھ سے "

وہ آکر کبرڈ میں ہینگ آج کے ایونٹ کا بے بی پنک ڈریس نکال کر میٹرس پر رکھے وہیں بیٹھی۔

ہاں خفا ہوں۔ تم بیچ راستے مجھے ایسے ہی چھوڑ جاو گی کبھی بھی۔ جیسے ہی" "شرم وڈر آڑے آیا

ذیشان نے ٹاول ہینگ کیا اور ٹیرس پر چلا آیا جہاں سے آدھا شہر اور پہاڑ باآسانی دیکھے جاسکتے تھے۔

ہاں شاید جن واہموں اور خدشوں میں رہ کر میں پلی بڑھی ہوں، یہ میری" نیچر بن گئی ہو۔ کبھی کسی کا ساتھ پورا نہیں ملا مجھے تو یہی کہوں گی کہ آپ بھی مجھ پر آندھا اعتبار کرنے سے گریز کریں۔ جہاں لگے گا میں غیر محفوظ و "بے سکون ہوں، وہاں سے یونہی بھاگ جاوں گی

وہ سمجھ رہی تھی ذیشان کیا کہنا چاہ رہا ہے، جبکہ وہ زالے کو اتنا ہی گہرا امید کر رہا تھا۔

"اگر میں کہوں کہ میرا ساتھ تمہیں کبھی غیر محفوظ اور بے سکون نہیں کرے گا تب بھی بھاگنے کا آپشن ہے؟"

وہ سنجیدہ ہوا تو وہ مسکرائی، آنکھیں فون پار بھی اس شخص کی محبت کی تعظیم میں جھک گئیں۔

"بھاگنا فطرت میں ہو تو یہ آپشن کہیں نہ کہیں ہوتا ہے۔ میں شادی جیسے رشتے کو پسند نہیں کرتی صرف اس لیے کہ مما اور بابا کی دھواں دار شادی اور محبت کا اینڈ تباہی پر ہوا، تباہی کم ہے ذیشان۔ وہ کسی ایک کی موت پر ختم

ہوئی۔دوسرا ابھی لڑھک کر آخر موت سے جاملا۔میں نے کہا تھا میں بہت بورنگ لڑکی ہوں۔آپ نے اگر مجھے میری برائیوں سمیت قبول کیا ہے تو "ٹھیک ہے ورنہ۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی ذیشان نے روکا۔

"ورنہ کا لفظ آج کے بعد مت کہنا زالے"

وہ اسکے الفاظ میں تیرتی تپش محسوس کیے روہانسی ہوئی۔

"نہیں کہوں گی لیکن آئی ایم سوری۔میرے بھاگنے پر"

وہ جلدی سے مان گئی،ذیشان کا موڈ کچھ بحال ہوا۔

"بہت اچھا کیا تم نے بھاگ کر، ویسے بھی تمہارے سامنے میں ارمان کو اپنے کرتوت بتاتا اچھا تھوڑی لگتا۔ اٹس او کے"

وہ دھیما سا مسکرائی، نجانے کیوں پر دل اس شخص کے لیے بے تاب ہونے لگا تھا۔

"تھینکیو سوچ۔ آج بے بی پنک ڈریس ہے میرا بلیک کمبو کے ساتھ"

زالے کے لہجے میں خفیف سی شوخی تھی۔

"پنک از ناٹ مائی ٹائپ سو بلیک پہن لوں گا۔"

زیشان کے رکھے جاتے مان بے حد حسین تھے۔

"کیا کر رہے ہیں؟"

وہ بات کرنے پر دل کو بے تاب محسوس کر رہی تھی۔

"کچھ نہیں۔اکیلا ہوں"

ذیشان کا دل شرارت پر امڈا،اور زالے کے چہرے کے رنگ بدلے۔

"آپکی حویلی بھری پڑی ہے آپکے اپنوں سے۔پھر بھی اکیلے کیوں ہیں؟"

زالے کو فکر ہوئی۔

"بس آج چلے جائیں گے سب، مجھے اپنے رشتہ دار بلکل پسند نہیں۔ایون اپنے پیرنٹس تک سے وہ پیار نہیں جو بچوں کو ہوتا ہے"

وہ اسکی سچائی پر لٹ ہی تو گئی۔

"سمجھ سکتی ہوں۔ ہمیشہ آپ دادو کے ساتھ جو رہے۔ زیادہ انہی سے اٹیچ ہیں ناں تبھی"

وہ فورا سمجھ کر بولی۔

"ان کے ساتھ تیس سال سے رہ رہا ہوں پر پھر بھی تمہارے ساتھ ہوتی اٹیچمنٹ بھاری پڑ گئی اس لگاو پر جو بی جی کے ساتھ ہے"

وہ محبت سے بھر گیا تو زالے کی پلکوں میں بوجھل پن در آیا۔

"ایسا مت کہیں۔وہ آپکے بہت سے لگاو کی حق دار ہیں"

وہ تھوڑی بے چین ہوئی۔

"اور تم؟"

زالے اسکے دو لفظوں پر تھمی۔

"میں جس کی حق دار ہوں وہ آپ مجھے دے چکے ہیں ذیشان"

زالے کو کھل کر کہنا مناسب نہ لگا۔

"کیا دیا ہے میں نے تمہیں؟"

وہ جاننے پر آمادہ تھا۔

"اہمیت، اور خاص ہونے کا رشک۔۔۔"

وہ ٹھیک پہچانی تھی پر جواب ادھورا تھا۔

"محبت نظر نہیں آ رہی تمہیں؟"

ذیشان کے سوال پر زالے کا چہرہ تاریک پڑا۔

"میں ابھی وہ جذبات نہیں دیکھ پاتی جو میرے لیے مضر ثابت ہو سکتے ہیں"

سہولت بھرا ٹالنا کسے کہتے ہیں آج ذیشان حیدر ملک نے زالے سے سیکھا۔

اگر تمہیں لگتا ہے میری محبت تمہارے لیے نقصان دہ ہو گی تو میں یہ تم "
"تک کبھی پہنچنے نہیں دوں گا۔

ذیشان نے بس جواب دیا لیکن زالے کی آنکھیں بھیگ سی گئیں، کنارے سرخیوں میں اٹ گئے۔

"زیشان۔۔۔ابھی کا لفظ نہیں سنا آپ نے؟"

وہ شکوہ کناں تھی۔

"کان کمزور ہو گئے ہیں کچھ دن سے میرے، وہی سن رہا ہوں جو دل سنا رہا ہے۔"

وہ زالے کو لے کر کچھ زیادہ حساس ہو رہا ہے اور اسکا اسے بھی اندازہ تھا اور زالے کو بھی۔

"تمہیں کوئی کام ہے تو کرو۔۔ سی یو"

وہ رابطہ توڑنے پر بے بسی کی حد تک مجبور تھا۔

"!ذیشان"

وہ لرزتی آواز سے پکار بیٹھی۔

"ہم ساتھ کور یا جارہے ہیں شام کو۔ فلائیٹ کے بیچ بہت ساٹائم ہو گا اس ڈسکشن کا۔"

ذیشان نے کال نہ کاٹی بس خاموشی سے زالے کو سنا۔

"کیا پتا میں اپنے سارے لفظ یہیں چھوڑ جاوں اب۔۔۔"

وہ اب بھی اداس تھا، زالے کو سمجھ نہ آئی ذیشان حیدر ملک کے لفظ لفظ سے لپٹا درد کیسے الگ کرے۔

"ن۔۔ نہیں۔ ایسا کیوں کریں گے بھلا آپ ذیشان۔ بولتے ہوئے اچھے لگتے ہیں۔ چپ کیسے برداشت ہوں گے؟"

وہ بہت زیادہ خوف کھا گئی۔

"پتا نہیں کیا ہو رہا ہے مجھے۔ بے تکی بکواس کرنے کے سوا کچھ یاد نہیں رہتا تمہارے سامنے۔"

وہ خود کو کوس اٹھا، عجیب سی جسم پر تناو کی جان لیوا کیفیت طاری تھی۔

"تو کر لیا کریں میرے سامنے یہ بے تکی باتیں پر ایزی رکھیں خود کو۔ نکاح تک معاملہ میرے اختیار میں تھا۔ اس کے بعد کی ہر کیفیت آپ سے جڑی ہے۔ اس میں میرا کوئی ہاتھ نہیں۔"

وہ اب بھی دل نہیں توڑ رہی تھی بس خراشیں ڈال رہی تھی۔

"میں اہم ہوں تمہارے لیے؟"

ذیشان نے اک آخری سوال طے کیا۔

"جی بہت اہم"

زالے نے فوراً سے جواب دیا۔

"ہمم۔"

وہ کچھ بول نہ سکا۔

"موڈ ٹھیک کریں اپنا۔ایسے اداس ورژن میں آپ امیجن بھی نہیں کیے جا رہے مجھ سے۔آپکو ہمیشہ مسکراتا دیکھا ہے آج تک"

وہ اسکے موڈ کو یہ کہہ کر ویسے ہی حسین کر گئی کہ وہ اسے امیجن بھی کرتی ہے۔

"تمہیں دیکھوں گا تو موڈ اچھا ہو جائے گا"

وہ کچھ چھپائے بنا سب کہنے پر مجبور تھا۔

"تو کمرے میں میری تصویر لگوالیں"

وہ شرارت سے بولی۔

"کیا پتا معاملہ تصویر سے کوسوں آگے بڑھ چکا ہو؟"

زالے کی مسکراہٹ لمحے میں غائب ہوئی۔

دل دھڑک کر رہ گیا، آنکھیں ساکن ہو گئیں۔

"ایسے کریں گے تو میں کوریا روک لوں گی آپکو"

وہ روہانسی ہوئی۔

مت روکنا۔ تم کسی کی نہیں رہو گی میرے سوا۔ بہت نقصان دے گا"

"تمہیں مجھے روکنا زالے۔۔۔۔۔ سی یو

وہ کہہ کر کال کاٹ گیا اور زالے سے سچ میں سانس بھرنا دوبھر ہو گیا، وہ ڈر رہی تھی اگر جس شدت سے ذیشان کی محبت لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی ہے وہ یونہی ختم ہو گئی تو شاید اب اسکا دنیا میں رہنا بھی سانس لینے کی طرح دوبھر ہو جائے۔

وہ پہلی ایسی دلہن تھی جو ولیمے کے لیے خود کسی آپسراہ سے کم نہیں لگ رہی تھی لیکن جان اسکی اپنے "اُن" کو چھپ چھپ کر تیار ہوتا دیکھ کر نکل رہی تھی، اسے لگا ولیمہ تو بس ان جناب کا ہے، وہ تو کچھ نہیں۔

انیہ خود تو ریڈی تھی اور ارمان بھی شاور لے رہا تھا تبھی اس نے اپنے ڈریسز جو سوٹ کیس میں تھے انھیں نکال کر ارمان کی روم پورے پر پھیلی وارڈرب میں سیٹ کرنے شروع کر دیے اور تبھی روم سے مزید کچھ ڈریس لینے آئی تو ارمان کو ڈریسنگ کے سامنے شرٹ لیس دیکھے وہ جلدی سے دروازے کی اوٹ میں ہوئی، ارمان نے بلیک پینٹ کی زیپ کھلی ہی چھوڑے شرٹ اٹھا کر پہنی اور شرٹ کو پینٹ میں دبانے کے بعد زیپ بند کیے زرا سی شرٹ کھینچی تا کہ کھنچاو نہ ہو، وہ اسے دیکھتی ہونٹوں کو کاٹے مسمرائز ہوئی، بیلڈ پہنے وہ کلائی پر واچ چڑھانے کے بعد شوز پیروں میں

پہنتا جب پرفیوم گردن کے پاس سپرے کر رہا تھا تو اسے انیہ کے ہونے کے احساس نے مسکراہٹ دی۔

"چھپ چھپ کر دیکھنے سے بھی نظر لگ سکتی ہے مجھے، اس لیے سامنے آکر فرصت سے نہار لو۔ میں برا منانے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ ایڈوانس کل ساری نظریں اتار لی ہیں میں نے اپنی"

ارمان اسکو اسکی سوندھی مہک سے بھانپ گیا کہ وہ اسکے آس پاس ہے، انیہ جلدی سے ڈور کے پیچھے سے نکلی تو اس کے جلدی سے ارمان کے سراپے سے گھبرا کر نظر چرائی، ہاں وہ دنیا جہاں کا خوبرو شخص اسکا اپنا تھا پھر بھی۔

"یہاں آو۔۔"

ارمان نے ہاتھ پیچھے کیا جسے تھامے وہ جلدی سے ارمان کے روبرو آ جمی، آج بال کھلے تھے اور دوپٹہ بھی ابھی کندھوں پر ڈھلکا تھا، باقی وہ لائیٹ پیچ کلر کے لانگ برائڈل ڈریس میں دلربا لگ رہی تھی۔

"آپ۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ارمان نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"آئی نو تمہیں اچھا لگ رہا ہوں۔ یہ سب کام وارڈرب والے تم کیوں کر رہی ہو۔ شازمہ بوا کر لیں گی۔ میں بس ذیشان کو کال کر لوں پھر نکلتے ہیں ہال"

ارمان اسکی الجھن سمجھنے کے باوجود بات ہی بدل گیا اور اس سے پہلے ارمان کے ہاتھ دور جاتے وہ جلدی سے انکو تھام گئی۔

میں نے سچ میں کل کس کی آپکو؟ مطلب آپ میرے قریب نہیں آئے" "واقعی؟

انیہ کا دماغ وہیں اٹکا تھا اور ارمان ابھی اسکی الجھن مٹانے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"تم سو گئی تھی آتے ہی۔ میں بھی"

ارمان نے بات ہی سمیٹ دی پر وہ ارمان کی بات پر یقین نہ کر پائی۔

"نہیں۔آپ نے شرٹ کیوں اتاری تھی پھر؟"

وہ ہر باریکی جانچ رہی تھی، ارمان نے زرا جلد بازی اپرے کرتے انیہ کے بے قرار چہرے کو تفصیلی دیکھا۔

"کیا پتا مجھے ایسے ہی سونے کی عادت ہو۔"

ارمان کی الجھاتی کوشش کامیاب رہی۔

"ارمان! میں جب آپکے قریب آئی، آپ نے مجھے ایک کس پر دور ہونے دیا؟"

اس بار انیہ پریشان تھی کہ اگر ایسا ہے تو ارمان نے ایسا کیوں کیا۔

"کیا دور نہیں ہونے دینا چاہیے تھا؟"

وہ نا سمجھی سے بولا تو انیہ نے نظریں ہی چرا لیں۔

نہیں۔اصولا ہر گز نہیں۔ کیا میں اتنی کو جی لگ رہی تھی کہ آپ کا دل ہی "نہیں کیا میرے قریب آنے کا۔

وہ واپس مڑ گئی اور دوبارہ سے اپنے کپڑے اٹھا کر جیسے ہی روم کا رخ کیا، ارمان سامنے آر کا اور انیہ کے ہاتھ سے کپڑے کھینچ کر پیچھے میٹرس پر پھینکے۔

"انیہ! یہ کام نہیں کرو گی۔ تمہیں ریسٹ کا کہا ہے ڈاکٹر نے"

ارمان نے اسکے دونوں بازو پکڑے جو ناراضگی سے چھڑوانے لگی۔

"ریسٹ! کونسا ریسٹ۔ اتنی سپیشل رات گزر گئی میری لائف کی اور مجھے کچھ یاد نہیں۔ اور آپ نے بھی کوئی سپیشل فیل نہیں کروایا مجھے جب سے جاگی ہوں، اک لوو بائیٹ تک نہیں میری نیک پر۔ یہ کیسی شادی ہے؟ اتنی بری لگتی تھی تو مت کرواتے رخصتی۔"

وہ بازو چھڑواتے لڑنے لگی، شاید کچھ یاد نہ آنے کا غصہ تھا جو تکلیف بن گیا تھا جبکہ انیہ کے اعتراضات و صدمے سچ میں پیار دلانے والے تھے۔

"تمہیں صرف لوو بائیٹ نہ ہونے کا دکھ ہے؟"

ارمان نے اب بھی اسکے بازو ہولڈ کر رکھے تھے، وہ منہ پھیر گئی۔

"اور مجھے یہ دکھ کہ تم کس کرتے ہی مردوں کی طرح سو گئی۔ اور میرا جواب سوچ بن کر ہی رہ گیا۔ اگر تم نہ سوتی تب تو لو و بائیٹس گن نہ پاتی اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ میں کسی کی نیند خراب نہیں کر سکتا۔ یہ میرے مزاج میں شامل نہیں"

وہ جو مزاحمت کر رہی تھی ارمان کے کان کے پاس جھک کر بولنے پر تھم گئی، ارمان کا بھاری سینہ پھر سے خود سے لگے سانس منتشر کرنے لگا تو وہ اپنے تقاضوں پر خود ہی کانپ گئی۔

"ک۔۔ کیا میں واقعی فوراً سو گئی"

ارمان نے اسکے ہاتھ چھوڑے تو وہ شرمندہ سی ارمان کے سینے میں چھپی۔

"ہمم۔۔میں جھوٹ کیوں بولوں گا"

وہ اسکی پشت سہلاتا مدھم ہی بولا تو انیہ جلدی سے روبرو ہوئی۔

"مجھے لگا میں کوجی لگ رہی تھی اس لیے"

وہ اکلوتا آنسو رگڑے روبرو ہوتے بولی۔

"ہاں وہ تو لگ رہی تھی تم"

ارمان نے بھی اب چڑانے والا کام کیا اور اس سے پہلے انیہ کا چہرہ پھر مرجھائا، ارمان نے اسکی شرٹ اسکے شانے سے زرا سرکاتے کندھے پر جھکتے اپنے ہونٹوں میں اسکی ملائم جلد سک کرتے عنابی مہر چھوڑ کر پیچھے ہٹے اسکی ٹھوڑی سے چہرہ اوپر اٹھائے اپنے نم ہونٹوں کو انیہ کی گال سے بے خودی کے سنگ رب کرتے فاصلہ سمیٹا تو ان گرے آنکھوں میں خمار و بے خودی غالب آچکی تھی۔

انیہ یوں تھی جیسے کاٹو تو لہو نہ بچا ہو، درد بھری سسکی تو اسکی سانس لینے میں ہی دفن ہو گئی۔۔

ابھی تمہاری گردن کو چھو نہیں سکتا، کئی لوگوں کے بیچ جانا ہے" ہمیں۔(اسکی شرٹ کو کاندھے پر ٹھیک کیے وہ نشان چھپایا) مجھے ایسا ایکسپریسو ہونا نہیں آتا لیکن میں تمہارے ساتھ کبھی کبھی ہونا چاہوں

گا،اس سے کہیں زیادہ۔ سپیشل فیل کے لیے میں تمہیں پرمیشن دے رہا ہوں۔ تم کبھی بھی مجھ سے اپنی کیسی بھی راحت لے سکتی ہو۔ میرا انتظار کیے بنا انیہ۔ میں جیسا بھی ہوں، قبول کرو گی تو اچھا لگے گا مجھے"

وہ انیہ کے ملائم ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے کی پور سے ہلکا چھوئے انکی نرمی کو محسوس کرتے ہوئے سنجیدگی سے جب یہ سب بولا وہ سانس روکے ہوئے تھی، وہ سچ میں اس وقت خود کو بہت مشکل سے روک پائی ورنہ وہ جان کو آنے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔

اور ہاں۔ کل کی رات نہ تم سوئی اتنا نہ میں۔ سو دعا کرو یاد آجائے" "تمہیں۔ وہ بلاشبہ خوبصورت ترین رات تھی

ارمان کی بات پر وہ صدمے سے نکلی۔

"بنا کچھ کیے بھی خوبصورت تھی کل رات؟"

وہ حیران تھی تو اسکے سوال پر ارمان کو وہ بہت ہی پیاری لگی۔

"بہت کچھ کیا تھا ہم نے۔ہاں وہ ہونٹ چومنے یا دو جسموں کے ملنے سے کئی گنا دلکش تھا"

وہ ارمان کے منہ سے ایسے کھلے الفاظ پر کانپ سی گئی، وہ کہہ کر پلٹ چکا تھا اور انیہ کے پیروں سے مانو ساری جان نکل گئی۔

"ی۔۔یا اللہ یہ آدمی تو پرو عمران ہاشمی ہے۔وہ کس کرتا ہے اور یہ کس پر اکساتا ہے۔۔۔"

انیہ نے جلدی سے میٹرس پر بیٹھے اس کپکپاہٹ کو قابو کیا جو ارمان جاتے جاتے انیہ کے پورے وجود پر طاری کر گیا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

فائنلی ولیمے کا ایونٹ بھی پہنچ آیا اور آج چونکہ دن کا فنکشن تھا تو سب ایکسٹرا چمک دھمک لیے نظر آئے، دلہا دلہن تو ویسے ہی سٹیج کی رونق تھے ہی آگے پیچھے والوں نے خوب رونق لگائی، ایونٹ آج پانچ بجے تک ختم ہوا تو فائنلی دونوں گھروں کے مہمانوں نے بھی فائنلی اجازت طلب کی، مہرین صاحبہ بھی ڈرائیور کے ہمراہ نکل گئیں کیونکہ آج انیہ اور ارمان انکی طرف

آنے والے تھے تو وہ پہلے نکل گئیں تاکہ سپیشل کپل کے لیے جا کر کچھ تیاری کر سکیں۔

جبکہ انیہ اور ارمان بھی زالے اور ذیشان کو سی آف کرنے ہال سے پہلے سیدھے شیرازی ہاوس آئے۔

زالے کا بیگ ڈرائیور گاڑی میں رکھ چکا تھا، لیکن وہ ارمان کے سنجیدہ تاثرات کے آگے اداس تھی۔

وہ ابھی بھی نہ کہہ سکا کہ مت جاو زالے لیکن اسکی آنکھوں کی ہر بار بچھڑتے لمحے کی تکلیف زالے کے لیے نئی نہ تھی۔

وہ دادی جان کو بائے کہے باہر آئی تو انیہ اور ارمان بھی دونوں کو سی آف کرنے باہر آئے لیکن وہ ناراض تھا۔

"اپنے اس سگے کے پاس جا کر پھر سے فراموش کر دینا یہاں کا سب کچھ"

ارمان کی تلخی بھری بات انیہ اور زیشان کو جب اتنی چبھی تھی تو زالے کے دل کو کتنا درد دے گئی ہو گی۔

میں اچھے لوگوں کی بیٹی نہ سہی پر پرورش تو آپکی ہوں۔اتنی بے وفا لگتی ہوں لالہ؟"

اس لمحہ ارمان کی آنکھوں میں جو غصہ تھا وہ اذیت بن گئی جبکہ ذیشان اور انیہ کو ان کے بیچ خاموش رہنا ہی مناسب لگا۔

"لگنے سے کیا ہوتا ہے۔دو سال تک بھی تو تم یہاں سے لا تعلق رہ لی تھی اب کیا بھروسہ تا عمر کے لیے ہو جاو۔ذیشان نام کا بہت بڑا سپورٹ سسٹم بھی مل گیا تمہیں۔اب بھلا تم کیا لینے آو گی واپس؟"

یہ سب ارمان جو بولا اسکے پیچھے مقصد بس اتنا تھا کہ وہ اسے بھیجنا بہت مشکل جان رہا ہے۔

"میں آپکے بچوں سے ملنے آوں گی۔اور یہ جو سپورٹ سسٹم ہے میرا اسکا تعلق بھی یہیں سے ہے۔"

وہ جان بوجھ کر فہرست سے ارمان کو نکال گئی اور ارمان نے نظریں ہی پھیر لیں۔

"ہمم۔۔گڈ۔بائے"

اس سے پہلے ارمان پلٹتا، وہ لالہ کی سفاکیت پر گھبراتی ہوئی جلدی سے اسکی راہ میں آئی، آج بھی وہ گلے لگنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

میں آپکے اور دادی جان کے لیے بھی واپس آوں گی۔آپ نے مجھے آئی" لو ویو نہیں کہا پر میں کہنا چاہتی ہوں۔ مما بابا، دادی جان۔۔ماموں۔۔ذیشان۔ان سب سے زیادہ پیار ہے مجھے آپ سے اور آپ یہ بات کبھی مت بھولیے گا۔میں دو سال کب کب آپکو یاد کر کے "روئی ہوں اسکا اللہ کے سوا کوئی گواہ ہوتا تو میں لے آتی لالہ۔

وہ بھیگی آنکھیں لیے آواز کو لرزنے سے روک نہ سکی اور اس سے زیادہ ذیشان سے برداشت نہ ہوا۔

"کیا تیرے لیے اسے گلے لگانا اتنا اجیرن ہے ارمان۔ یار افسوس ہے تجھ پر۔ یہ لڑکی بے بسی کی اس حد پر ہے کہ اپنی وہ خواہش و حسرت کہہ بیٹھی جو بچپن سے سات پردوں میں چھپا کر رکھتی آئی ہے۔"

ذیشان نے زالے کا ہاتھ پکڑ کر خود سے لگاتے ارمان پر غصہ جھاڑا تو ارمان کی آنکھوں کے کنارے لال سے ذیشان کی ڈانٹ پر نہیں بلکہ زالے کی بھیگی آنکھوں پر ہوئے۔

"اسے لے جا اور خود سنبھال لے۔جب یہ میرے ساتھ رہے گی ناں تب
گلے بھی دل سے لگاوں گا۔ نہیں برداشت ہو رہا مجھ سے اسکا جانا سناتُو
نے۔نہ دو سال پہلے ہوا نہ اب۔"

ارمان نے جو کہا اس پر وہ خود خاموش ہوا کیونکہ اس سمیت ان تینوں کی آنکھیں سرخ ہو گئیں، وہ بنا کسی سے نظر ملاتا وہاں سے گیا تو زالے نے زیشان کا ہاتھ چھڑوایا اور ارمان کے پیچھے ہی بھاگی جبکہ اس سے پہلے ذیشان جاتا، انیہ نے اسکی بازو پکڑے روکا۔

"ذیشو۔ان دو کو اکیلا چھوڑ دو کچھ دیر۔"

انیہ کے اصرار پر ذیشان رک تو گیا پر آنکھیں تو کچھ فاصلے پر زالے کے سراپے پر جمی تھیں جس نے پھر سے ارمان کو روک لیا تھا۔

"زالے جاو"

ارمان نے تنبیہ کی۔

"میں ماموں کی شادی ہونے تک انکے ساتھ رہوں گی پھر لوٹ آوں گی آپکے پاس۔انکو اکیلا کس کے سہارے چھوڑوں جنہوں نے اپنی پوری زندگی میرے انتظار میں سلگ کر گلادی۔میں یہ بھی جانتی ہوں انہوں نے صرف میرے لیے شادی نہیں کی اب تک کہ کہیں بے دھیانی میں بھی انکا دھیان مجھ سے نہ ہٹ جائے۔آئی پرامس میں واپس آوں گی۔ مجھ سے مت روٹھیں لالہ۔"

وہ ارمان کا ہاتھ جب پکڑ رہی تھی اسکے دونوں ہاتھ کانپ رہے تھے اور یہ دیکھنا ارمان کے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔

ہمم۔ذیشان اور آلین کے ہوتے اب تمہیں کسی کی ضرورت نہیں پڑے گی، میری تو ہرگز نہیں۔ تم میرے ساتھ زبردستی آکر کبھی مت رہنا"

وہ اسکے ہاتھ کو مزید شدت سے جکڑتی زرا قریب ہوئی۔

"مجھے سب سے زیادہ ضرورت آپکی ہے"

زالے کی پلکیں مسلسل بھیگی تھیں، ارمان نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر بس اک نرم آزردہ نظر زالے پر ڈالے اسکی گال پر اترا آنسو پونجھا۔

"دوبارہ اگر میں نے تمہیں روتے دیکھا تو یہ نہ تمہارے لیے اچھا ہو گا نہ میرے لیے۔ جاو جہاں جا رہی ہو زالے"

وہ ڈانٹ کر پیار کر رہا تھا تب بھی وہ حوصلے میں لوٹ آئی، اسکے لیے موہوم ڈھارس بھی پہاڑ بنی۔

"لالہ! میں گلے لگ لوں آپکے؟ اگر آپکو برا لگے تو دور کر دیجئے گا فورا۔ بس تھوڑی دیر۔"

زالے کی آواز رندی تو ارمان نے کچھ دیر اسے دیکھنے کے بعد سر ہلایا تو زالے فورا اسے ارمان کے سینے سے لگتی بھیگی آنکھوں سے مسکرائی اور تب اسکی مسکراہٹ مزید زخمی ہوئی جب ارمان نے اسے خود سے دور نہ کرتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

انیہ اور ذیشان ساتھ کھڑے زالے کی فتح پر اسکے ساتھ مسکرائے۔

"خیال رکھنا اپنا زالے۔۔۔"

اسکے دور ہوتے ہی وہ بنا کچھ کہتا گھر کے اندر چلا گیا اور زالے نے اپنے سارے آنسو پونچھے اور واپس انیہ اور ذیشان کے پاس آرکی، ذیشان کی آنکھوں میں سرخی تھی جو زالے نے اب دیکھی جبکہ انیہ بھی پیار سے قریب آتی زالے کو اپنے گلے لگا گئی۔

"جلدی واپس آنا۔ یہاں تمہاری کمی تمہارے سوا کوئی نہیں بھر سکتا۔ آج پہلی بار مجھے ارمان سے جڑنے پر تم سے بھی پیار محسوس ہوا کہ وہ کتنا چاہتے ہیں تمہیں۔ انکی محبت کا ٹوٹا پھوٹا اظہار یہی ہے زالے کہ وہ بے بس ہو

جاتے ہیں۔ تم سمجھدار ہو میری جان۔ انکے لیے دل سخت مت ہونے دینا کبھی۔ کیونکہ انکے دل میں جو تمہاری جگہ ہے وہ بہت معتبر ہے آج اس شخص کی چینختی تکلیف نے یہ بتایا۔ سو خوشی جاو میری جان۔ واپس لوٹنے کے لیے"

انیہ کی تاکیدوں نے زالے کو پھر رلادیا، وہ روبرو ہوئی تو انیہ کے دونوں ہاتھوں کو تھاما۔

"ان شاءاللہ۔ میرے لالہ کا خیال رکھیے گا انیہ۔ میں ضرور آوں گی۔"

زالے نے امید دلائی تھی جبکہ انیہ دونوں کو پیار بھری نگاہوں میں لیتی خود بھی واپس گھر کی طرف بڑھی، ذیشان کی نظریں اب تک زالے پر تھیں کہ وہ تھک ہار کر قریب آئی اور ذیشان کا چہرہ دوسری طرف پھیرتے ہی اسکے

سینے سے جا لگی کہ وہ اسکا حصار چاہتی تھی پر یہ نہیں چاہتی تھی وہ زالے کی کمزور آنکھیں دیکھے، ذیشان کے دونوں بازوؤں نے زالے کو خود میں بھینچ لیا جیسے وہ شخص زالے کے لیے دنیا جہاں کی محبتیں لوٹ لایا ہو۔

"یہ بہت عجیب بات ہے لیکن میرا دل چاہا تم ایسی ہی محبت مجھ سے بھی کرو۔ میں کتنے الٹے خواب دیکھنے لگا ہوں زالے"

وہ جو اسکے سینے لگی سکون پا رہی تھی، چہرہ سینے میں چھپائے ہی مسکرا دی۔

"خواب تو خواب ہوتے ہیں۔ الٹے سیدھے نہیں۔ چلیں؟ فلائیٹ کا ٹائم ہو گیا ہے۔"

وہ ذیشان ملک کے تیز دھڑکتے دل کو برداشت نہ کر پائے دور ہوئی پر ذیشان نے اسے اپنی بازوؤں سے نکلنے نہ دیا،اس سے زالے کو خود سے آزاد کرنا دوبھر ہوا۔

"زالے۔۔تم نے کہا تھا میں خوش باش آدمی ہوں۔کچھ دیر پہلے لگا نہیں ہوں جب میرے ہاتھ میں تمہارا سکون نہیں تھا۔تم نے ہاتھ چھڑوایا اور بھاگ گئی۔خوش باش تب ہوتا جب تم ہاتھ نہ چھڑواتے میرے پاس رکتی"

وہ ذیشان کی آنکھوں کی سرخی سے گھٹ رہی تھی۔

"ذیشان! وہ لالہ ہیں میرے۔آپ کی اہمیت الگ ہے انکی الگ ہے۔میں انکے لیے بہت پاگل ہوں۔ہم جس کے لیے ترس ترس کر جیے ہوں،وہ

ہماری ایسی ہی دیرینہ حسرت بن جاتا ہے۔آپ ان سے موازنہ نہ کریں اپنا۔کیا پتا وہ دن دور نہ ہو جب بھاگنے سے زیادہ مجھے آپکا ہاتھ پکڑ کر ٹھہرنا اچھا لگے"

وہ اب پھر اس دل پر خراشیں ڈال رہی تھی جو اچانک سے زالے کے لیے محبت سے بھر دیا گیا تھا، محبت سے زیادہ تڑپ تھی کہ وہ زالے کی ہر حسرت مٹا دے۔

"ہمم۔۔ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔ تمہیں یوں تڑپتا دیکھ کر سینہ گھٹ گیا میرا
تبھی بک بک کر رہا ہوں۔خیر۔۔۔"

وہ اس لڑکی کو خود سے آزاد کیے اپنا منہ پھیرنے لگا پر زالے نے اسکا چہرہ اپنی طرف پھیرا، کیسی لڑکی تھی، خود کمزور پڑتی تھی تو اپنی آنکھیں نہیں دیکھنے دیتی تھی، اب وہ کمزور پڑا تو اسکو خود کو دیکھنے پر مجبور کر گئی۔

"بک بک تو نہیں تھی یہ۔ آپ میرے ساتھ نہ ہوتے تو لگتا بھری دنیا میں اکیلی ہوں۔ دو دن اور دو راتیں بہت ہوتی ہیں ذیشان۔ کسی پر اعتبار کرنے کو"

ذیشان کی تکلیف زرا زائل ہوئی۔

"اعتبار آگیا مجھ پر؟"

وہ بے حد خوبصورت اور حسین ذیشان ملک سے ملی تھی نکاح کے بعد سے۔

"ہاں اور اتنا کہ میں کبھی بھی آپکے گلے لگ سکتی ہوں۔ پلیز میری تکلیف سے باہر نکلیں۔ مجھے آپ خوش باش ہی چاہیں۔ میں آپکے پاس ہوں یا دور صرف خوش باش رہنا ہے آپکو"

وہ آج خود بھی پیار سے بھری لگی پر ابھی زالے کو پیار کرنا نہیں آتا تھا بس وہ ذیشان کے سامنے کچھ چھپائے بنا سب کہہ رہی تھی۔

"یہ بازو صرف تمہارے لیے ہی تا عمر بے تاب رہیں گے۔ شاید میں پورا ہی۔۔۔وقف ہو رہا ہوں تمہارے لیے"

زالے نے اسکے قریب ہونے ہر سانس سی روکی پر جب ذیشان نے آج دوسری بار اسکا ماتھا چوما تو وہ آج بھی تڑپ اٹھی، اس حلاوت پر جو اسے صرف ذیشان سے ملی تھی۔

"دیکھائی دے رہا ہے اور ستم کہ آپکی راہ میں روڑے اٹکانے بھی نہیں آرہے مجھے۔"

وہ بھیگا سا مسکرائی تو ذیشان بھی اپنی فارم میں لوٹے مسکرا کر زرا فاصلہ سمیٹ گیا۔

"چلو تم اس ہجرت سے پہلے مسکرائی تو۔ میری ہر تکلیف پر حاوی ہے یہ مسکراہٹ۔۔۔۔ چلتے ہیں ورنہ کھڑے کھڑے ذیشان حیدر ملک ایک شاعر بن جائے گا اور نظمیں پھوٹ پڑیں گی ان بیکار ہونٹوں سے"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے پورچ کی طرف بڑھا اور فرنٹ ڈور کھولے زالے کو بیٹھایا جو اسکے دوسری طرف سے آکر بیٹھنے پر سیٹ بیلڈ باندھے خفا ہو کر دیکھتی ملی۔

"بیکار ہونٹ کیوں کہا، ایسے نہیں کہتے خود کو"

ذیشان جو سیٹ بیلڈ فکسڈ کر رہا تھا ایسی ڈانٹ پر لُٹ ہی تو گیا۔

جب تک اِن ہونٹوں کو اِنکے محبوب ہونٹ چوم نہ لیں یہ بیکار ہی کہلاتے "ہیں"

ایسے فلسفے نجانے کونسا ٹھرکی لکھتا تھا اور ستم کہ وہ ذیشان کے ہتھے بھی اپنے قول سمیت لگا، زالے جو بڑے غور سے سن رہی تھی بری طرح اس درجہ روح لرزاتی وضاحت پر کھانس پڑی اور چہرہ بھی ونڈو سائیڈ کیا جبکہ ذیشان کو بھی لگا حرکت کچھ اُوور کر بیٹھا تبھی شرافت سے پانی کی بوتل بنا دیکھے زالے کی طرف بڑھائی اور بقیہ ائیر پورٹ تک کا سفر پر وشریف بن کر طے کیا۔

جبکہ انیہ کافی دیر سے ارمان کو ریڈی ہوتا چپ چاپ دروازے میں کھڑا دیکھ رہی تھی، شازمہ اور فائزہ نے دونوں کو پرمیشن دے دی تھی بس وہ لوگ نکلنے والے تھے۔

ارمان کے کوئی چھٹی بار پرفیوم سپرے پر انیہ اندر لپکی اور ارمان کے ہاتھ سے پرفیوم چھینا۔

"ارمان! کیا نہانے کا ارادہ ہے اس سے۔ ریڈی ہیں آپ تو چلیں حویلی؟"

وہ جانتی تھی وہ تکلیف میں ہے لیکن ارمان کی چپ دگنی جان لیوا تھی۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔۔۔"

وہ دوسری طرف منہ پھیر گیا تو انیہ نے پھر سے روبرو ہوتے ارمان کو پکڑ کر روکا۔

آئی نوز ا لے کے جانے پر موڈ خراب ہے لیکن امیہ جان بہت پیار سے " انوائیٹ کر کے گئی ہیں۔ فکر مت کریں کوئی رش بھی نہیں ہو گا حویلی۔ بس امیہ جان اور میری زیشو کی بوا جانی۔ اور کچھ ملازمین۔ باقی سب چلے گئے

ہیں۔ تو ہم بس ڈنر کریں گے اور پھر آپ روم میں جا کر ریسٹ کر لینا۔ ہم ناشتہ کرتے ہی نکل آئیں گے کل صبح واپس۔"

یہاں رہتا تو وہ اور سلگتا تبھی انیہ نے اصرار کیا۔

"تم ساتھ رہنا میرے۔۔"

وہ یہ چار لفظ نہیں بولا تھا، اس نے انیہ کا دامن تھام لیا تھا، دل مٹھی میں بھر لیا تھا۔

"ہمیشہ رہوں گی۔ چلیں"

انیہ کی کوشش رنگ لائی اور ارمان نے جانے کی ہامی بھر لی اور انیہ جانتی تھی ارمان کے مزاج کے موسموں کو کیسے سنبھالنا ہے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

Ulsan

میں رات ہو چکی تھی اور علیحہ انتظار کر کر پک چکی تھی، اگر آلین جاہ کے میوزک روم میں اسے پیانو نہ ملتا تو شاید انتظار کی کوفت سے چیخنے لگتی، ہاں وہ پیانو خود بھی کبھی کبھی بجاتا تھا اور آج ان ٹھہری ہوئی خاموش دھنیں پچھلے آدھے گھنٹے سے علیحہ بکھیر رہی تھی۔

آلین جاہ واپس اپنے جاہ مینشن آچکا تھا اور پیانو کی مدھر دور سے آتی دھن اسے یہ بھی بتا چکی تھی کہ ان سے اتنی بے سری چھیڑ خانی کرنے کی کسکی جرت ہوئی ہے۔

"اسے میرے میوزک روم میں کس نے گھسایا؟"

آلین آتے ہی بانی پر چلایا جو مودب سار و برو آرکتے نظریں جھکا گیا، آلین کی آواز سنے وہ جلدی سے روم سے نکلے باہر آئی جہاں ریلنگ سے لگے اس کی نظر نیچے کھڑے آلین پر گئی۔

"میں خود گئی۔ زبردستی۔۔اسے مت ڈانٹو اینگری برڈ"

وہ بانی کی شامت دیکھتے اوپر سے ہی منمنائی۔

"میری نظروں سے ہٹ جاو سب "

آلین نے بنا اوپر دیکھے اونچی آواز میں چلا کر کہا۔

" ہاں ہٹ جاو سارے تاکہ تمہارے یہ تپے ہوئے صاحب جی فرصت سے علیحہ بدر کو نظروں کا محور بنائیں"

علیحہ کو پوری دنیا میں فقط اسی شخص کا تو ڈر نہ تھا،سب گارڈز اور ملازمین رفو چکر ہوئے تو وہ ننگے پیر کُرتے پاجامے میں بال کھولتی ہوئی زینے اترتی آلین کے سامنے آرکی۔

"اوئے! مجھے دیکھو تو سہی "

وہ اسکے بھینچے جبڑے سہم بھی جاتی پر ہٹی نظریں برداشت نہ کر پاتے لپک کر اسکے قریب آرکی۔

"کبھی نہیں دیکھوں گا"

وہ اب بھی نظریں پھیرے پتھر بنے بولا تو علیحہ اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے مسکرائی۔

"میں چلی جاتی ہوں پھر"

وہ پلٹی ہی کہ آلین نے اپنی ضد اک طرف کرتے علیحہ کی کمر میں ہاتھ کا شکنجہ بنائے اسے اپنے سینے سے لا پٹخا، وہ کانپ اٹھی اس قہرناک سامنے پر۔

"جا جا کر تھکی نہیں تم مجھ سے دور؟"

وہ پھٹ سا پڑا تھا، جانے کتنا دکھ بھرا تھا اسکی آنکھوں میں۔

"تھکی ہوتی تو مر جاتی۔ دھوکہ برداشت نہیں کرتے تو دھوکہ دینے والی کو اپنے سینے سے لگا کر کیوں کھڑے ہو؟ کیا یہ کھلا تضاد نہیں آلین جاہ!"

اس لڑکی کی اب بھی آلین کو سمجھ نہ آئی، وہ عاجز آ چکا تھا۔

"موت آسان نہیں ہوتی علیحہ۔ جب آپی مر گئیں تو میں صرف اس لیے نہیں مرا کہ میری جان اس ننھے وجود پر اٹک گئی جسکو مجھ سے اس دادی پوتے نے یہ کہہ کر چھین لیا کہ میرے خاندان کا گند دفن اب اسے ہم خود

اجلا کر لیں گے۔میں اس لیے مرتے مرتے بچ گیا کہ وہ بچی اپنے بھائی اور دادی کے باوجود چھپ چھپ کر ہر جگہ روتی دیکھائی دیتی تھی۔اسکے آس پاس اٹھارہ سال تک میں نے بہت سے لوگ چھوڑے کہ مجھے اسکا حال بتاتے رہیں۔اسے مجھ سے نہ بات کرنے کی پرمیشن تھی نہ ملنے کی۔میں نہیں مر سکا پھر بھی کیونکہ میرا دل مجھے کہتا کہ آلین اگر تم مر گئے اور کسی دن وہ بچی روتی ہوئی لوٹ آئی تو اسے گلے لگانے کوئی نہ ہو گا۔ہاں اس انتظار نے مجھے کھالیا، تم سے جدا کر دیا علیحہ لیکن وہ روتی ہوئی جب اٹھارہ سال بعد مجھ تک لوٹی تو میری بازو اسے تھامنے اور سنبھالنے کے لیے موجود تھے اور اس ایک سکھ پر میں نے اپنے سارے دکھوں کو آگ لگا دی۔تم نے بہت جھیلا لیکن تمہارے کیس میں مرنا بہت ایزی تھا لیکن میرے لیے نہیں تھا۔تم مجھے جن دنوں چھوڑ کر گئی تب میں اپنی جہنم میں جل رہا تھا۔میرے زالے کے ارد گرد موجود لوگ مجھے بتا رہے تھے کہ آپکی بھانجی اپنوں میں رہ کر اپنے پن کے لیے روتی اور تڑپتی ہے۔آپکی ماں

تھیں میرے لیے، انہوں نے مجھے سنبھالا تو کیا میں انکی امانت کو بے یار و مدگار چھوڑ دیتا۔ تم جب چلی گئی تو میری زالے کی کسٹڈی لینے کی جنگ شروع ہوئی جو تمہارے جانے کے بعد تیرا سال چلی علیحہ۔ میں اس انتظار کے بیچ سب کر سکتا تھا پر مر نہیں سکتا تھا۔ ہم محبت کے بچھرتے ہی مر جاتے ہیں، جینا پڑے بھی تو یہ ہماری مجبوری کے سوا کچھ نہیں ہوتا"

علیحہ کی مسکراہٹ کی جگہ یہ سب سن کر بس آنسو رہ گئے، وہ زندگی میں پہلی بار اس قدر مستقل اپنے لیے کچھ بولا تھا وہ بھی تب جب اسکا حوصلہ ٹوٹ گیا۔

"یہ سب تب کیوں نہیں کہا؟"

وہ اسکا گریبان پکڑ کر چینخی۔

مجھے لگا تم میری چپ کو میرے درد کو، میری چھپی قیامتوں کو سمجھتی" ہو۔ لیکن تم بھی ہر دوسری عورت کی طرح نکلی علیحہ بدر۔ جسے اپنے مرد پر حاکمیت کے سوا کچھ نہیں سننا۔ کچھ نہیں سمجھنا۔ تم بھاگنا چاہتی ہو مجھ سے تو "جاو۔۔۔ میرے لوگ تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس چھوڑ دیں گے

وہ اسکے بازووں کو پکڑ کر لمحے میں خود سے دور جھٹک گیا، وہ سہم گئی۔

"آ۔۔آلین! مجھے نہیں جانا"

وہ اپنی حدیں جانتی تھی، یہ بھی کہ وہ محبت ہے پر نامحرم پھر بھی یہ کیسا خوف تھا کہ وہ اسکے گلے لگی کسی امر بیل کی طرح اسے روکنے لگی۔

"مجھے تمہارے اس بار بھاگنے نے پہلے والے سے زیادہ تکلیف دی۔ یہ الگ بات کہ میں نے بتائی بہت کم کر کے ہے۔"

وہ ہاتھوں کو اسکے وجود سے مس نہ کرتے ہی بولا کہ اسے بھی محبوب اور محرم کے بیچ کے تقاضوں کا علم تھا۔

"شادی کر لو مجھ سے ابھی۔۔"

وہ روبرو ہوئے بولی تو آلین نے اسکے بازو پکڑ کر پرے جھٹکے پر نرمی سے۔

"جس کی وجہ سے تم نے پندرہ سال پہلے مجھے چھوڑا اب وہی ڈیسائیڈ کرے گی کہ تم سی دھوکے باز مجھے ڈیزرو کرتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ تم سے زیادہ حق ہے زالے کا مجھ پر"

وہ اکڑا تو علیحہ بھی اکڑی۔

"میں زالے کو بیٹی بنا کر اپنے ساتھ ملا کر ور غلا لوں گی دیکھنا تم"

وہ جب بیٹی بولی تو خود پر افسردہ ہو گئی جبکہ آلین کے آدھے چہرے پر زخمی مسکراہٹ پھیلی۔

اسے بیٹی تبھی بنا لیتی تو ممکن تھا اس جتنے ہمارے اپنے بھی بچے ہوتے لیکن" "تم جلد باز عورتیں۔۔

وہ ایسے چڑ کر اور پیارا لگا۔

"تمہاری زالے بھی فیوچر کی عورت ہی ہے۔۔"

وہ منہ بسور گئی۔

ہاں تو اسکے فیصلے کونسا اچھے ہوتے ہیں۔وہ بھی غلطیاں کرتی چلی جاتی" ہے۔اتنی سی عمر میں کون شادی کرتا ہے وہ بھی خود سے اتنے میچور آدمی "سے

آلین کے تپ کر بولنے پر علیحہ ششدر رہ گئی۔

ویٹ! تمہاری زالے سہاگن بھی بن گئی۔شرم کرو آلین وہ کل کی بچی" "شوہر والی ہو گئی اور تم کنوارے گھوم رہے ہو

علیحہ نے مانو ایک دم سے ماحول ہی الٹ دیا تبھی تو آلین اسے عجیب نظروں سے گھورا۔

"علیحہ گو ٹو یور روم۔ میرا پارہ مت چڑھاو۔ کل زالے فیصلہ کرے گی کہ تمہیں یہاں رہنا ہے یا ہمیشہ کے لیے اپنے ماں باپ کے پاس جانا ہے"

آلین نے بات ختم کرنی چاہی تو علیحہ سچ میں اس اینگری برڈ لگتے آلین کے سامنے آ جمی۔

"میں زالے کو منالوں گی لیکن ایک یقین دلادو بس کہ تم بھی اسکے فیصلے کو دل سے مانو گے۔"

علیحہ کی آنکھوں میں ہلکورتی الجھن و منت پر وہ گہرا سانس بھر گیا۔

"لیکن تم سے جڑے ہر معاملے کا کنکشن آلین جاہ کے دل سے ہی ہے۔

نکمی تمہیں اس اتنے بڑے مرتبے کا آج تک شعور نہ آسکا۔"

وہ برہم بھی تھا اور بہک بھی رہا تھا اور خود پر اسے بلا کا اختیار بھی تھا۔

"تم ہو گے نکمے"

وہ اجلا مسکرائی، اب بھی آفت سے کم نہ تھی، آلین کے سامنے ویسی ہی چینچل اور شوخ، اپنی گھٹن بھری ذات سے نکل کر مسکراتی ہوئی۔

اس کا یقین تو مجھے تمہارے بچھڑتے ہی ہو گیا تھا کہ دو تھپڑ لگا کر تمہاری" عقل کیوں نہ ٹھکانے لگائی۔اب جاو اور جی لو اپنی اک آخری پر سکون "رات

وہ بات بات پر پلٹ جاتا اور علیحہ سانس سانس اسے روک لیتی اور بات بڑھاتی۔

ہاں پھر تو ہر رات مجھے بڈھے آلین کو راحتیں دینی پڑیں گی بیوی بن" کر۔بہت مشکل کام ہو گا مجھ معصوم کے لیے۔بے سکون ہو کر رہ جاوں "گی

شرارت پر اتری یہ عورت اس وقت حوالا بھی ایسا دے رہی تھی کہ آلین کی برداشت دم توڑ گئی۔

"ہاں دنیا بھر کی خاک چھاننا تمہیں، آلین جاہ کو زرا سی راحت دینے سے زیادہ عزیز تھا۔ نہیں کرتا یہ بڈھا آلین تمہیں بے سکون۔ اپنا فیصلہ لینے میں ہر جبر سے آزاد ہو تم"

وہ آنکھیں پھیر گیا پر علیحہ نے انکا درد زبانی خفظ کر لیا تھا۔

"تم آج بھی کڑوروں سے پیارے اور ہنڈسم ہو۔ بڈھا تو میں چڑانے کے لیے کہہ رہی ہوں۔ کیا تمہیں ابھی بھی سر میں درد ہے؟"

وہ جس روانی سے بولی آلین ہاں کر بیٹھا پھر ناں کرنے کی مہلت نہ ملی۔

"میں نے تمہیں ان پندرہ سال میں ہر سانس کے ساتھ یاد کیا آلین جاہ، میں تم سے اب بھی پاگلوں کی طرح پیار کرتی ہوں کہ تمہارا سایہ اب بھی برداشت نہیں ہے۔ تم سن رہے ہو؟ میں دنیا کی خاک چھاننے کے بعد، پائمال ہونے کے بعد، اپنوں کے لیے مر جانے کے بعد بھی اگر تم تک لوٹی ہوں تو مان لو ازل سے ابد تک بس تمہاری ہی تھی۔ وہ اک رات بیچ سے نکل جائے تو میں بنا خیانت تمہاری وہی علیحہ ہوں"

وہ رات کے حوالے پر روئی تو آلین نے اسے آہستگی سے اپنے سینے کی ڈھال بخشی۔

"میرے لیے تم اہم ہو وہ رات نہیں۔"

وہ شاید دلاسا دے رہا تھا ورنہ خون کھولنا تو فطری تھا۔

"میرے لیے تم اہم نہیں ہو، تمہارے ساتھ گزری ہر رات اہم

ہو گی۔او کے ناں؟"

وہ جلدی سے حصار سے نکلی تو آلین نے آنکھیں نکال کر ڈرانے کی کوشش

کی پر علیحہ کو اپنا اڑنے کو آسمان واپس ملا تھا اب وہ آلین کی گھوری سے کہاں

دبنے والی تھی۔

"ٹھرکی عورت"

آلین بڑ بڑا کر اپنے روم کی طرف بڑھا تو علیحہ نے کاوچ کا کشن اٹھا کر پیچھے

ہی مارا جس پر جناب بس جبڑے کستے وہ اپنی پشت سے ٹکرا کر پیروں میں

گرتے کشن اٹھا کر صوفے پر دے مار کر اپنا غضب ہی نکال سکے اور روم

میں جاتے ہی دروازہ ٹھک سے لاک کیا پر اب علیحہ کا دل چاہا وہ ہنس کر جھومے۔

جب روم میں پہنچ کر ہانپ سا جاتا آلین دونوں ہاتھ ڈریسنگ میز پر رکھے جب سامنے آئینے میں اپنا عکس دیکھ بیٹھا تو آئینے نے کہہ دیا واللہ تم چلتی پھرتی قیامت ہو،اور آلین نے آئینے سے نگاہ چرائی پھر مسکراہٹ چھپائی اور فریش ہونے بڑھ گیا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"اتنی لمبی فلائیٹ کے بیچ تم میرے ساتھ بیٹھنے والی ہو۔ڈر نہیں لگ رہا؟"

جہاز اپنی فلائیٹ پکڑ چکا تھا اور شروعات میں ہی ذیشان اس چپ چپ حسینہ کو ڈرانے لگا، وہ ہونٹوں والی جب سے زیشو نے بونگی ماری، دونوں میں سرسری بھی بات نہ ہوئی تھی۔

ڈر میرے کانوں کو لگے، میں کیوں ڈروں۔ انکا بھی بندوبست ہے۔ ہیڈ" "فونز

زالے نے وہیں فلائیٹ میں پروائڈ کیے ہیڈ فون دیکھاتے شوخی سے مسئلہ ہی حل کر دیا۔

خبردار اگر تم نے ان بیس بائیس گھنٹوں میں اپنے کانوں کو مجھ سے بچانے" کی کوشش کی۔ ہم جو میوزک سنیں گے ساتھ، اور جو مووی دیکھنی ہے وہ "بھی اکھٹے دیکھیں گے

ذیشان نے اس سے ہیڈ فونز کھینچے اور آگے والی سیٹ پر بیٹھے دو بچوں میں سے ایک کو تھما دیا جو ویسے ہی لڑ کر ایک دوسرے کو کھانے والے تھے۔

"مجھے نہ تو میوزک پسند ہے ناں مووِیز"

زالے نے سرسری سی گردن گما کر حیرانگی پھیلائی۔

"تو ہیڈ فونز لگا کر کیا کرنا تھا؟"

ذیشان نے آئیبرو اچکائے۔

"آپ کی باتوں سے بچنا تھا بس"

وہ کندھے اچکاتی سادگی سے کہہ گئی، ذیشان نے چہرہ دوسری طرف پھیرتے ونڈو سے باہر پچھلی رات دیکھتے مسکراہٹ گھوٹی۔

"تمہارا مطلب میری بک بک"

وہ چہرہ پھیرے ہی بولا اور زالے کو لگا پھر یہ سینٹی ہوا تبھی اسکا چہرہ ہتھیلی گال سے لگاتے جب اپنی طرف موڑ گئی تو آگے وہ آفت آنکھوں سمیت مسکرا رہا تھا۔

آپ بک بک نہیں کرتے ذیشان۔ بس اوٹ آف لائن کچھ نہ کہہ دیں"

"اس سے ڈر رہی ہوں

وہ اسکی مسکراتی آنکھیں بھانپ کر ہتھیلی پیچھے کرتے بولی تو زیشان نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں بھرے سیٹ سے سر ترچھ کیے ٹیکا اور ٹکٹکی باندھے زالے کو دیکھنے لگا، وہ خود مسکرا کر چہرہ پھیرے ٹیک لگا گئی لیکن ذیشان کا چہرہ ہنوز زالے کی طرف تھا۔

"کیا اتنے گھنٹے مجھے ہی دیکھتے رہیں گے ؟"

کچھ منٹس تو زالے نے سہہ لیا پر جیسے ہی گردن گما کر ڈانٹتے بولی، ذیشان کی بند آنکھیں دیکھتی آنکھوں میں یکدم ہی نرمی لائی اور اس سے پہلے ذیشان کا سر ڈھلکتا، زالے اسکے ساتھ لگتے جلدی سے اپنا کندھا اسکی گردن کا سہارہ بنا گئی، ہاں سر بھاری تھا اسکا پر اتنا بھی نہیں کہ زالے برداشت نہ کر پاتی۔

"دس بارہ گھنٹے انکو نیند میں رکھیں اللہ جی تا کہ میں بھی ایزی رہوں۔"

زالے نے خود بھی ایزی ہو کر ٹیک لگالی پر اتنا طے تھا کہ وہ کم از کم شانے پر موجود اتنے وزن کے سو تو نہیں سکتی تھی، ویسے بھی اسکو فلائیٹ میں نیند نہیں آتی تھی بلکہ ڈر لگتا تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

مہرین ملک اور ہالہ دونوں ہی نیولی ویڈ کپل کی ڈنر پر آمد پر بے انتہا خوش تھیں، خوب آو بگت بھی کی، ارمان کے سر میں درد کا انیہ نے پہلے ہی بتا دیا تو ہالہ صاحبہ نے خود ارمان کو پین کلر دی تو وہ کھانے کے بعد ہی روم میں چلا گیا، کھانا بھی اس نے نا ہونے کے برابر کھایا تھا۔

"ہاں۔۔ تو پھر کتنا پگھلایا تو نے اس ٹھنڈے آدمی کو۔ ویسے پر کس آدمی کا

سر دکھتا ہے انیہ۔ مجھے تو تیری بڑی فکر ہے"

انیہ، ہالہ صاحبہ کی ڈائنگ سمیٹنے میں ہی مدد کر رہی تھی جب امیہ جان کے

پکارنے پر بقیہ کام بوا کو سونپے آکر نانو کے ساتھ ہی بیٹھی۔

"آپکو کتنے دن لگے تھے امیہ جان؟"

انیہ بڑے تجسس سے ڈائنگ کے کنارے ہی بیٹھی مہرین ملک کے سامنے

ہی کرسی پر بیٹھی۔

"ہیں۔۔ کس میں؟"

وہ بوکھلائیں تو انیہ نے جیسے زہریلے انداز میں دانت نکالے، مہرین نے اپنا سینہ پیٹ لیا۔

"یا میرے اللہ ولیمہ حلال نہیں کیا تم لوگوں نے کیا۔ اس ٹھنڈے آدمی نے چھوا تک نہیں تجھے کیا انیہ؟"

نانو کی ایسی ہڑبونگ پر انیہ تک کہ ہوش اڑے۔

"آہستہ بولیں امیہ جان۔ انہوں نے آپکی یہ نایاب باتیں سنیں تو مجھے دیوار میں چنوادیں گے۔"

انیہ اور مہرین کی باتیں گھسر پھسر میں بدلیں۔

"جا انیہ۔ بڑی بڑکیں مار کے گئی تھی تو۔اپنی نانی کا نام ڈبو دیا۔۔۔"

مہرین صاحبہ نے لعنت کا اشارہ کیا تو انیہ ہنستی ہوئی نانو سے لپٹی۔

"تو میری نانی نے کونسا یہ تیر پہلے ہی دن مارا تھا۔مجھے پتا ہے آپکا باران پتر دو سال بعد پیدا ہوا تھا شادی کے۔"

انیہ کے پاس بھی سارے حربے تھے نانی کو قابو کرنے کے۔

"وہ تو اللہ کی دین ہے،پہلے ہی دن تیری امیہ جان نے چاروشانے چت کر دیا تھا تیرے ٹھنڈے نانا جی کو۔پر آجکل کی لڑکیوں میں وہ دم کہاں"

امیہ جان کی شوخیاں تکے وہ خود آفت بنی ہنسی۔

"اسے دم نہیں امیہ جان۔۔بے شرمی کہتے ہیں"

انیہ کا قہقہہ لاونج میں ابھرا ہی کہ مہرین نے فورا اپنی چپل اتاری۔

"بکواس کرتی ہے کھوتی۔۔۔"

وہ اٹھ کر ڈائنگ ہال سے دوڑتے دروازے میں رکی، ہالہ کو بھی ہنسی کا دورا پڑا تھا۔

کیا امیہ جانو۔۔نئ نویلی دلہن کو بھی جوتی ماریں گی۔اس سے زیادہ عزت" "تو میری ارمان کے آگے ایک ہی دن میں بن گئ

آنکھیں پٹپٹائے انیہ نے فخریہ کالر جھاڑے۔

"ہاں تبھی تو تجھے کھوتی کہتی ہوں۔بس عزت ہی بناتی رہ، جا دیکھ اسے"

نانی جان کا پارہ تو ولیمہ حلال نہ ہونے پر چڑھا تھا اب کیا کرتیں رسموں کی دلدادہ جو تھیں، بڑے بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ جب تک میاں بیوی کا رشتہ نہ بنے ولیمہ نہیں ہوتا لیکن آجکل کی جنریشن اس بات پر زیادہ دھیان نہیں دیتی۔

"امیہ جان! صرف دیکھنا ہے ناں؟"

انیہ کا چہرہ گد گدی کا ترجمان تھا اور اس سے پہلے فلائنگ چپل پڑتی انیہ دم دبا کر ہنستی بھاگی اور جب ہالہ کو ہنستا دیکھا تو خود مہرین بھی منہ پر دوپٹہ رکھے ہنس پڑیں، اللہ نے نمونے جو اتنے دے رکھے تھے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

وہ ایک پر سکون کیفیت میں تھی، نیند کبھی کبھی بہت زیادہ خوشی کے باعث بھی نہیں آیا کرتی۔ جیسے اس وقت علیحہ کی کیفیت تھی، رات ڈھلنے پر تھی پر اسکی آنکھوں نے آلین کو اتنا دیکھ لیا کہ آرام و سکون کی کوئی طلب نہ رہی۔

اسکے دماغ میں بانی کی بات گھومی کہ وہ اس وقت انجکشن لے کر سو رہا ہو گا تبھی علیحہ ایک بار پھر یہ خیانت کرنے اپنے بیڈ سے اتری اور ننگے پیر ہی وہ کمرے سے نکلی۔

آلین کا کمرہ اب اسے ازبر تھا تبھی وہ سیدھی مسکراتی وہیں دوڑی۔

دروازہ جو آلین نے تب لاک کیا تھا اب ان لاکڈ تھا کیونکہ وہ ہمیشہ دروازہ زالے کی وجہ سے ان لاکڈ رکھ کر سوتا تھا کیونکہ وہ اکثر رات کو اٹھ کر ماموں کے پاس آجاتی تھی اور انکی گود میں سر رکھ کر سوتی تھی اور یہ عادت اب بھی برقرار تھی۔

علیحہ نے ڈور اوپن کرتے کمرے میں پھیلی دھیمی سی حدت میں سانس بھرا اور اندر داخل ہوتے ہی ڈور بند کرتے وہ خوشبو سی ان ہیل کرے پھر سے آلین کے پاس آ رکی۔

وہ اب بھی اسی انداز میں سو رہا تھا، علیحہ وہیں اسکے بیڈ کے ساتھ لگ کر بیٹھی آلین کا آدھا نظر آتا اور آدھا تکیے میں چھپا چہرہ دیکھتے دھیرے سے ہاتھ بڑھا کر اسکے ماتھے پر ڈھلکے گھنے بال سہلا کر پیچھے کرنے لگی۔

"مائی اینگری برڈ۔۔"

وہ دھیما سا ہنسی ہی کہ آلین نے اسکے ہاتھ کو دبوچتے کروٹ بدلی ہی کہ وہ اٹھ کر آلین پر آ گری۔

لمحہ لگا دونوں ہی اس کیفیت پر تھم گئے۔

"ت۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

وہ خود پر گری سپید پڑی علیحہ پر غرایا۔

"ت۔۔ تم سوئے کیوں نہیں؟"

وہ بھی ویسا ہی چینخی تو آلین ناچاہتے ہوئے بھی علیحہ کے اڑے رنگوں ہر مسکرا دیا۔

"آج جب جب سوچ رہا ہوں کہ تم نے مجھے سیریس لے لیا۔ سر کے درد کی شدت کم ہوتی جا رہی ہے۔ تبھی آج انجکشن کو گولی کرائی۔ لیکن تم

یہاں کیا لینے آئی ہو بد تمیز۔ تمہیں نہیں پتا ایک کنوارے ان چھوئے آدمی کہ کمرے میں یوں چلے آنا کتنا بڑا رسک ہے ؟"

علیحہ اسکے حصار سے نکلتی اٹھ کر سنبھلی اور اپنے سینے پر ہتھیلی رکھی پر آلین ویسے ہی تکیہ اک مزید کھینچ کر سر اونچا کرے سنسنی خیز انداز میں اسے پکارا۔

"ت۔۔تو یہ کنوارا ان چھوا آدمی لاک لگا کر کیوں نہیں سوتا۔ کسی کا دل بھی آسکتا ہے اس اینگری سلیپنگ بیوٹی پر۔ دل کا پتا تھوڑا چلتا ہے"

وہ وہیں اسکے پاس ہی چہرہ سامنے کیے بیٹھی تھی اور آلین کے میٹرس پر رکھے ہاتھ کی ہتھیلی تک علیحہ کے بال آرہے تھے جنھیں وہ نرمی سے انگلیوں کی پوروں سے چھو رہا تھا۔

"تمہیں اب بھی اپنے دل کا پتا نہیں چلا تو پھینک آو اسے۔۔۔"

وہ منہ سا پھیر گیا صرف اس سہولت کی خاطر کہ وہ آلین کو پر اعتماد ہو کر دیکھ سکے۔

"تمہاری جھولی میں پھینک تو دیا ہے۔اٹھاتے کیوں نہیں ہو؟"

وہ اسے دیکھ رہی تھی تو آلین نے بھی واپس گردن گمائی۔

"گری چیزیں نہیں اٹھاتا ہوں۔"

وہ اکڑا۔

"مجھے بھی نہیں اٹھاؤ گے"

وہ روہانسی ہوئی۔

"اب تم بھاری ہو۔۔۔"

وہ سہولت سے منہ بسور گیا۔

"اٹھائے بنا کیسے کیسے کہہ سکتے ہو کہ بھاری ہوں"

وہ شکوہ کناں ہوئی۔

"ابھی مجھ پر پہاڑ کی طرح گری نہیں تھی۔ مجھ نازک آدمی کا جوڑ جوڑ ہل گیا۔ موٹی علیحہ"

اب یہ بڈھے آلین نامی لقب کا برابری کے لیول کا انتقام تھا جبکہ علیحہ نے جس طرح معصومیت سے اپنے نازک سے فگر کو دیکھا، آلین کو ہنسی سی آئی جسے بمشکل جناب نے حلق کے پار دبایا۔

"موٹے ہو گے تم۔۔"

وہ تپ کر اٹھی تو آلین نے اسکے ملائم سے ہاتھ کو جلدی سے اپنے ہاتھ میں دبایا تو وہ واپس گرنے کے انداز میں بیٹھی۔

"میں نے بیٹھنے کا تو نہیں کہا؟"

آلین نے اسے جتایا۔

"دل تو میرا تمہارے پاس لیٹنے کا چاہ رہا ہے جیسے ساری تھکن بس یہاں تمہارے پاس بازو پر سر رکھ کر اترے گی آلین"

وہ اسکے ہاتھ کو محسوس کرے بھیگی پلکوں اور لرزتے لفظوں سے جو بولی، آلین گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"دعا کرو پھر زالے کا فیصلہ تمہارے حق میں آئے۔ تبھی ملے گی یہ جگہ تمہیں"

وہ اب بھی مغرور بنا ستا رہا تھا اور وہ سلگنے پر آمادہ بھی تھی۔

"کہو تو جائے نماز بچھا کر ابھی سے بیٹھ جاوں۔اس جگہ کو پانے کی منت مانگ لوں؟"

تھوڑا روٹھا پن عود آیا۔

"اتنا تکلف وہ بھی اس عام سی جگہ کے لیے۔۔۔۔علیحہ بدر اتنی ڈاون ٹو ارتھ کب سے ہو گئی؟"

وہ نظریں سی پھیرتی مسکائی۔

یہ آدمی صرف خون جلاتا تھا۔

"سر دبادوں تمہارا؟"

وہ بعث نہ کر سکی مزید، آلین نے اپنا ہاتھ اسکی گود میں ہتھیلی کے سنگ پھیلایا تو وہ نا سمجھی کی کیفیت میں اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دے گئ۔

"دبانے سے سر درد نہیں جاتا میرا۔ جا کر سو جاو۔ سب سے کمفرٹیبل میٹرس والا روم دیا میں نے تمہیں"

وہ پھیکا سا اس عنایت پر مسکرائی پھر نظر آلین کے سینے پر ڈالی اور دوسرے ہاتھ کی انگلی اسکے سینے پر رکھی۔

"یہ میٹرس چاہیے مجھے"

وہ برا مناتے گھورا۔

"فرمائشی پروگرام نہیں چل رہا تمہارا علیحہ بدر۔ جاو ورنہ جو ہاتھ پکڑ کر لیٹا ہے یہ اٹھ کر تم جیسی چڑیل کو کمرے سے ہاتھ پکڑ کر نکال بھی سکتا ہے"

وہ غصہ کر رہا تھا پر وہ پیار سے بھری تھی۔

"دونوں صورتوں میں ہاتھ پکڑنے والا پیار بہت شدید کرتے ہیں۔ میں زالے کو آتے ہی منالوں گی۔ پھر تم میرے ہو جاو گے ناں ان ماتھے کے بلوں سمیت؟"

وہ اسکے صبیح ماتھے کی شکنیں محبت سے تک رہی تھی کہ وہ اسکے تقاضے میں بھی چلی آئیں۔

"کل کی کل دیکھوں گا۔ نیند آرہی ہے مجھے "

آلین نے علیحہ کا جو ہاتھ دبا رکھا تھا وہ آزاد کیا تو لگا علیحہ کا سانس بھی آزاد ہو گیا ہے۔

ہاں لے لو نیند۔ میری بھی لے لو۔ بس تم مزے کرو۔ ہنہ۔ نک چڑھا"
"آلین

وہ اسکا ہاتھ پرے کرتی اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی پھر نا جانے کس احساس کے تحت دروازے تک جا کر رکی اور پلٹی۔

تمہارے ایک وصف کا میں بند آنکھوں یقین رکھتی ہوں کہ تم ایک "
باکردار مرد ہو۔اور اس پر بھی یقین ہے کہ تم نے سچ میں میری جگہ یا میرا
"حق اب تک کسی کو نہیں دیا۔ تھینکیو آلین

وہ کہہ کر کچھ سنے بنا ہی وہاں سے چلی گئی تو آلین نے اپنا ہاتھ ان سلوٹوں پر پھیرا جو پندرہ سال بعد اسکے بستر پر کسی من پسند وجود کے سبب آ گئی تھیں، وہ سلوٹیں اک من پسند لمس رکھتی تھیں، کسی کی موجودگی کا احساس رکھتی تھیں، آلین نے اپنی آنکھیں اسی کیفیت میں بند کر لیں۔

انیہ آکر چینج کر چکی تھی تب بھی ارمان جو سینے کے بل سو رہا تھا، ہلا بھی نہیں تھا۔

انیہ مایوس سی ڈریسنگ میز کے سامنے کھڑی اپنی ڈراک لپ سٹک ٹشو سے اتار رہی تھی پر وہ اتنا ڈراک لانگ لاسٹنگ کلر تھا کہ اترنے کے باوجود رنگ ویسا ہی تھا اور ابھی انیہ کو میک آپ ریموور وائپس بھی نہ ملے کہ وہ لپس صاف کرتی سو انہی پنک لپس پر اس نے ہلکا سا کلر لیس لپ آئل لگا لیا، بال میسی بن میں باندھے وہ وہیں ڈریسنگ سے لگ کر کھڑی ارمان کی پشت تکنے لگی جو کروٹ کیے لیٹا تو تھا پر اسکی آنکھیں کھلی تھیں۔

"مجھے پتا ہے آپ نہیں سو رہے۔ یہ بھی پتا ہے آپ اداس ہیں۔ لیکن ایسے چپ ہو جانا تو مسئلے کا حل نہیں۔ مجھ سے باتیں کر لیں شاید میں دل ہلکا کر دوں آپکا"

وہ وہیں کھڑی بولی تو ارمان نے آنکھیں بند کر لیں۔

جبکہ انیہ کوئی جواب نہ پائے خود بھی مین لائیٹ آف کیے اسکے ساتھ ہی آ کر بیٹھی اور ارمان کے ساتھ ہی اپنا تکیہ رکھے لیٹی۔

کمرہ ابھی بھی اچھا بھلا روشن تھا لیکن انیہ کی دنیا ویران و تاریک تھی کیونکہ ارمان چپ تھا۔

"سرد بادوں آپکا ارمان"

کچھ دیر بور ہونے کے بعد انیہ نے جیسے ہی ارمان کی بیک پر ہاتھ سہلا کر پکارا، وہ نا صرف آنکھیں کھول گیا بلکہ کروٹ سیدھی کی تو انیہ تھوڑا دور ہوئی۔

"ہاں دباو سر"

وہ سیدھا لیٹتے ہی انیہ کا ہاتھ پکڑے سر پر رکھ گیا جبکہ انیہ نے دوسرے ہاتھ کو زرا اوپر اٹھتے ارمان کے سر کے نیچے سے گزارا اور اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکا ماتھا دباتی ارمان پر جھکی۔

"اچھے سے کھانا کھایا کرو۔ زرا جان نہیں"

وہ بہت پیار سے دبا رہی تھی تبھی جناب بند آنکھوں بڑبڑائے۔

"چڑیا جتنا تو آپ نے کھایا آج۔۔میں تو آپکا حصہ بھی ٹھوس گئی"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں مسکراتی بولی۔

"بھوک نہیں تھی پر مہرین آنٹی کا دل رکھنا پڑا۔حالانکہ دل رکھنا مجھے سب سے مشکل لگتا ہے"

وہ اب بھی بند آنکھیں کیے بول رہا تھا۔

"کبھی کبھی اصولوں کو محبت کرنے والوں کے لیے توڑ دینا چاہیے۔اب ٹھیک دبا رہی ہوں؟"

وہ اب زور لگا رہی تھی تبھی اسکی سانسیں ہانپ گئیں جنھیں بند آنکھوں بھی ارمان نے چہرے پر محسوس کیا۔

" گزارے لائق "

جناب خوش ہونے کے موڈ میں ہی نہ تھے۔

آپ فکر مت کریں۔ زالے جلدی واپس آئے گی۔ جس بے چین مٹی" کے حوالے آپ نے زالے کو کیا ہے وہ اسکی بہت شدید محبت میں مبتلا محسوس ہوا آج مجھے"

وہ آنکھیں کھولے خود پر جھکی انیہ کو دیکھنے لگا، ہر احساس سے عاری کر دیتی تھی اسے اسکی جلن جیسے اس وقت محبوب عورت کے پہلو میں بھی وہ بے چین تھا۔

"تم کیسے کہہ سکتی ہو؟ تمہیں محبت نظر آتی ہے؟"

وہ بے قرار لگا تو انیہ نے وہی ہاتھ دھیرے سے ارمان کے بالوں میں داخل کیا، ارمان کی بے سکونی اسکے وجود سے سمٹ کر رخصت ہوئی، ان نازک پوروں میں ارمان کے دکھتے سر کی شفا تھی۔

"ہاں صرف ذیشو کی۔ کیونکہ میں نے پورا بچپن اور دل و دماغ کے بہت سارے سناٹے بانٹے ہیں اسکے ساتھ۔ وہ میرے سگے بہن بھائیوں سے بہت آگے رہا۔ میں نے ذیشان کو کم از کم ایسی حالت میں کبھی نہیں دیکھا

جیسے آج وہ آپکی زالے کے لیے بے چین اور بے قرار تھا۔جب زالے کے ہاتھ کانپے تو میں نے پہلو میں کھڑے زیشو کے دل کو کانپتا محسوس کیا"

ارمان کی تکلیف میں انیہ یکلخت حیران کن کمی لائی۔

"ہمم۔۔ تبھی میں نے زالے اسے سونپ دی۔اس شخص کی محرم پناہ زالے کے لیے بہت بڑی تسلی ہے۔میں مطمئین ہوں۔لیکن میں ٹھیک نہیں ہوں"

وہ نظریں انیہ سے ہٹا گیا کیونکہ وہ آنکھیں ملانا ابھی مشکل محسوس کر رہا تھا۔

"آپ بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔مجھے یقین ہے۔"

انیہ نے جھک کر اپنے ہونٹوں کو ارمان کی خوبصورے جبین پر رکھا، تادیر۔ جسکے سبب وہ ایک ہی جھٹکے سے انیہ کو اپنی بازووں میں لیے خود پر منتقل کر گیا۔

"کیا یہاں آپکے رومنٹک ہونے کا بٹن تھا۔ ہارٹ اٹیک تو مت دیں مجھے"

وہ ارمان کی گردن میں چہرہ چھپاتی اٹکتی سانسوں کے بیچ بولی تو ارمان نے اسکے بندھے بال جھٹکے سے کھول دیے، ہاں کنجوس مسکرایا بھی تھا۔

"میرا تو پتا نہیں۔ تمہارے شاید ہر جگہ رومنٹک ہونے کے ہائی ٹیکنالوجی بٹن ہیں جو میرے سامنے بہکی رہتی ہو بنا میرے چھوئے بھی"

ارمان نے انیہ کی اپنی گردن سے چپکتی سانسوں کا حوالا دیا جو ارمان کے گلے لگ کر ہٹنے کے بارے مدہوشی میں یکسر بھول چکی تھی، جب اس درجہ بے باک گفتگو پر مسکرائی تو اسکے ہونٹوں نے ہنسنے سے مسکرانے تک کا ہر لمس ارمان شیرازی کی گردن کی جلد میں گھولا تھا۔

"شوہر کے لیے بہکنے پر ثواب ہے۔اب آپ مجھے گناہ گار رکھنا چاہتے ہیں تو آپکی مرضی"

وہ اپنے ہونٹوں کی نرمی سے ارمان کی گردن پر لمس بکھیرتی جارہی تھی اور ارمان کا ہاتھ انیہ کی گردن پر رینگ رہا تھا۔

"اپنے مطلب کا دین ہی پڑھتی رہی ہو تم"

ارمان کا ہاتھ انیہ کی گردن کے ار گرد حرکت کر رہا تھا جبکہ وہ گردن کے بعد ارمان کے کان کی طرف بڑھ رہی تھی اور جیسے ہی اس نے ارمان کے کان کو ہونٹوں سے چھوا، ارمان نے انیہ کو گردن سے ہی دبوچتے گردن سے نکالتے اپنے سامنے کیا۔

ارمان کی سانس غیر معمولی پھولتی دیکھے انیہ کا دل تیز دھڑکنے لگا کیونکہ ارمان کی آنکھوں کا محور اس لڑکی کے پورے وجود سے جان کھینچ گیا تھا۔

وہ جلدی سے ڈر کر ارمان کے ہاتھ سے اپنی گردن چھڑواتی اس کے سینے میں چھپ گئی۔

تب تک چھپی رہی جب تک اسے ارمان کا دل توازن میں نہ آتا محسوس ہوا۔

"میری شرٹ کے بٹن کھولو"

انیہ جو پہلے ہی مرنے والی تھی،ایسی سرگوشی پر تو جلدی سے واپس اٹھ کر جھکی۔

"و۔۔واٹ۔۔۔کیا کرنا ہے؟"

وہ ہانپ کر منمنائی۔

"میرے سینے پر ہاتھ پھیرو،دم گھٹ رہا ہے"

ارمان نے جیسا کہا انیہ نے ویسا تو نہ کیا پر نچلے دو بٹن کھول کر اس نے اپنا ہاتھ ضرور ارمان کے سینے،کندھے اور گردن پر پھیرنا شروع کیا۔

"آپکی سانس پھولی دیکھ کر لگ رہا ہے میں سچ میں کو جی بیوی ہوں۔"

انیہ نے مزید بٹنز کھول دیے تو ارمان کا کسرت کیا پر کشش وجود اسکی ہتھیلی کو آنچ دینے کے ساتھ آنکھوں اور دل کو بھی دینے لگا۔

"تم جب جب میرے قریب آتی ہو۔میرے پورے جسم سے جان نکلنے لگتی ہے، آگ سی پھیلنے لگتی ہے"

وہ ہاتھ پھیرتے پھیرتے تب رکی جب ارمان نے اپنا ہاتھ انیہ کے ہاتھ پر رکھے سینے پر روک لیا، اور اس کی گہری آنکھیں انیہ کے پورے وجود میں غالب آئے سرور سے کرنٹ اتار گئیں۔

"انیہ نہ ہو گئی۔ قضا کا لمحہ ہو گئی۔"

وہ ارمان کے ہاتھ سے ہاتھ نکالنے لگی تو ارمان نے انیہ کی ہتھیلی اپنے رخسار سے لا جوڑی۔

"میری محبت دیکھائی دی تمہیں کبھی؟"

وہ اس وقت شدید ارمان کے بس میں ہو چکی تھی اور اگر وہ رہائی دے دیتا تو وہ سو نہ سکتی تھی۔

"دیکھائیں گے تو دیکھوں گی۔"

انیہ کی آنکھوں میں مان و شدت تھی۔

"اوکے کبھی ٹائم ملا تو۔۔۔"

ارمان نے بدمزہ ہوتے بدمزہ کر بھی دیا۔

"ایک نمبر کے کو جے ہیں۔ابھی اگر آپ یہ چوول نہ مارتے تو ہم شاید ایک دوسرے کے قریب آجاتے۔جائیں اب میں بلکل نہیں بول رہی۔پیار آرہا تھا جو آپ پر ٹوٹ کر وہ بھی چلا گیا"

انیہ نے اس کے دور ہوتے کروٹ بدل لی تو ارمان نے تکیہ انیہ کا سر اٹھائے اسکے نیچے رکھا تو وہ جلدی سے کھسک کر پیچھے ہوتی ارمان کی بازو میں سمٹی اور مسکرائی۔

"گڈ نائیٹ"

ارمان نے اسکے کان کو چومتے بازو بینڈ کرے ہاتھ انیہ کے پیٹ پر جمایا تو وہ صرف سر اور گردن کی ارمان کی طرف زرا کروٹ لیتی اس سے پہلے ہونٹوں کو گول کرتی ارمان نے اپنے ہونٹوں کی جگہ گال پیش کرتے وہ کیوٹ کس لیتے مسکرا کر آنکھیں بند کرلیں تو انیہ جسکے گال لمحہ بھر پھولے تھے، مدہوش مسکرائی اور وہیں ہی زرا چہرہ گمائے ہی آنکھیں بند کر گئی، اسکی بند آنکھیں ارمان نے کچھ سیکنڈز کے بعد آنکھیں کھول کر دیکھیں۔

دیکھتا رہا، پھر انیہ کے ہونٹوں کو ہلکا سا اپنے گال اور ہونٹ کے کنارے تک مس کرتے ہونٹوں تک لانے سے پہلے ہی دور ہوا اور آنکھیں خود بھی بند کرے انیہ کے بالوں میں چہرہ چھپالیا۔

رات کا اندھیرا ونڈو پار دیکھائی دے رہا تھا، وہ لوگ بزنس کلاس پارٹ کے وی آئی پی کارنر میں تھے اور یہاں سیٹس بہت زیادہ کمفرٹیبل ہونے کے ساتھ ٹیبلز لیے سکون دینے والی تھیں پر زالے کا کندھا مانو ٹوٹنے کے دہانے پہنچ چکا تھا، مسلسل چار گھنٹے بیت چکے تھے ذیشان اسکے شانے پر سر رکھے کشن ٹائپ پِلو سینے پر دبائے سو رہا تھا اور زالے کی آنکھوں میں اب درد سے نمی آئے جا رہی تھی۔

دو بار ائیر ہوسٹس آکر اسے ذیشان کو جگانے کا کہہ کر پِلو بھی آفر کر گئی تھی پر زالے نے دونوں بار مروت میں انکار کر دیا اور پچھلے چار گھنٹوں سے اس

نے بس ایک کپ کافی پی تھی وہ بھی اتنی احتیاط سے کہ ہلی تک نہ تھی اور پیاس کے باوجود پانی نہ پیا کہ واش روم جانا پڑے گا۔

"میرا کندھا ٹوٹ جائے گا اگر اب بھی میں نے مروت نبھائی۔ یااللہ سر اتنے بھی بھاری ہو سکتے ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے میں ٹیڑھی ہو چکی ہوں۔ انکو جگاؤں کیسے؟"

زالے کے ہاتھ الگ کانپ رہے تھے زیشان کو چھونے سے پر اب اسکی بس ہو چکی تھی تبھی زالے نے ہمت کرتے اپنی ہتھیلی اپنے شانے پر مزے سے نیند لیتے زیشان کے گال سے جوڑی۔

"ذیشان۔۔ اٹھ جائیں پلیز"

زالے نے اسکی گال سہلائی تو وہ کسمسا کر زرا سر پیچھے سیٹ سے ٹیکے کروٹ دوسری طرف کر گیا تو زالے نے اپنے کندھے کو ہاتھ لگاتے چھوا تو کراہ اٹھی۔

اور تبھی ذیشان نے واپس گردن گمائی تو اسکی نیند زالے کو دیکھے اڑی جو اپنے کندھے اور بازو کو ایسے دبا رہی تھی جیسے وہ ٹوٹ گیا ہو۔

"زالے! کیا ہوا ہے۔ کیوں دبا رہی ہو بازو؟"

ذیشان کو جاگتا دیکھے وہ کندھے اور بازو کا درد بھول گئی۔

"م۔۔ میرا کندھا بہت درد کر رہا ہے"

وہ رونے کے دہانے پر تھی۔

"پر کیوں؟ یہ سیٹس تو کافی کمفرٹیبل ہیں کمر اور کندھوں کے لیے"

زالے اسکی طرف دیکھے بھیگی آنکھوں سمیت مسکرائی۔

"آپ پچھلے چار گھنٹوں سے یہاں سر رکھ کر سو رہے تھے"

وہ بتانا نہیں چاہتی تھی پر ابھی درد ایسا تھا کہ چینخنے کا دل کیا جبکہ ذیشان صاحب دم سادھ کر رہ گئے۔

"واٹ! تم نے سونے دیا مجھے۔ جگایا کیوں نہیں بیوقوف۔ اوہ زالے
تم۔۔۔ہٹاو ہاتھ۔ کہاں پین ہے؟"

وہ جلدی سے اسکی طرف گھوما اور زالے کے کندھے پر مین درد کا پوائنٹ جاننا چاہا تو زالے نے اسکے دبانے پر جب درد بھری سسکی لی تو ذیشان نے خود بخود وہاں پکڑ نرم کی اور جب وہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی ذیشان نے جھک کر اسکے کندھے کو چوما جسے جناب درد دے چکے تھے، وہ شرم سے لرز کر پلکیں جھکا گئی۔

"پین کلر منگوا کے دوں۔۔۔ کھاو گی؟"

زالے اسکی آفر پر نفی میں سر ہلائے اسے دیکھنے لگی۔

"اسکے ساتھ تو پانی پینا پڑے گا"

وہ دکھی ہوئی جبکہ ذیشان اسکی بازو اور کندھے کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کا دباو دیتا بلاشبہ آرام دے رہا تھا۔

"تو پانی پینے میں پرابلم ہے کیا؟ٹافی کی طرح تو کھانے سے رہے اسے"

زیشان اس سے توجہ سے مسئلہ جاننے پر لگا تھا۔

"ایکچولی مجھے اوٹ ڈور کہیں بھی واش روم یوز کرنا پسند نہیں ذیشان۔"

وہ اسکی بات پر آنکھیں نیچے کرتے مسکرایا۔

"یہاں کی بہت کلین ہے۔تم یوز کر سکتی ہو۔اتنی لمبی فلائیٹ میں اگر تم نے خود کو اس جبر سے گزارا تو تمہاری کڈنیز بچاری بددعائیں دیں گی۔"

زالے کو اسکے دبانے سے بہت راحت مل رہی تھی۔

"مجھے الجھن ہوتی ہے۔"

وہ مان نہیں رہی تھی۔

"مطلب تم بھوکی پیاسی رہو گی اتنے گھنٹے؟"

وہ اب کی بار فکر مند تھا۔

"میں رہ سکتی ہوں۔ بہت سٹیمنا ہے میرا"

وہ زرا اچھے سے مسکرائی۔

"لیکن میرا اسٹیمنا نہیں ہے کہ تمہیں بھوکا پیاسا برداشت کروں۔ آج میرے کہنے پر تم یہ بزنس کلاس کا واش روم یوز کر لینا۔ کچھ نہیں ہو گا۔"

وہ اسکی تاکید پر اپنا ہاتھ ذیشان کے ہاتھ پر رکھ گئی۔

"سچی بات یہ ہے کہ مجھے واش روم پر لاک لگانے سے ڈر لگتا ہے۔ بچپن میں اک بار سکول میں لاک لگایا تو وہ اٹک گیا۔ میں دو گھنٹے اندھیرے میں بند رہی، روتی چینختی رہی اور بے ہوش ہو گئی۔ بس اسکے بعد سے مجھے بہت ڈر لگتا ہے تبھی ہمیشہ میں روم کو لاک کر لیتی ہوں لیکن واش روم کو نہیں۔ یہ میرا اسیکرٹ تھا جو میں آپکو بتا رہی ہوں۔"

ذیشان کی توجہ تو بس اس لڑکی کی آنکھوں میں جمع سرخی پر تھی، وہ یہ سب بتا کر ذیشان کو اپنا کہہ رہی تھی کہ اسے ذیشان ملک اچھا ازدان لگا تھا۔

"تمہارا اسیکرٹ آج سے میرا اسیکرٹ۔ تم یہاں بھی لاک مت لگانا۔ میں موجود رہوں گا باہر۔ اب اوکے ہے؟"

وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرادی۔

"پکا۔ آپ کھڑے ہوں گے ناں باہر؟"

وہ اسکے ہاتھ کو دباتی تھی تب ذیشان کا دل بھی ویسے ہی دبنے لگتا تھا۔

"مجھ پر یقین کرنا سیکھو۔۔۔اب پین کلر منگواوں؟"

وہ اسکے سوال پر نفی میں سر ہلا گئی۔

"درد چلا گیا ہے۔ تھینکیو۔"

وہ پر سکون تھی اور ذیشان نے پھر بھی پانی کی بوتل زالے کو دی۔

"پھر بھی پیو پانی۔ ہونٹ ڈرائے ہو رہے ہیں تمہارے"

ذیشان نے تاکید کرتے نظریں زالے سے ہٹالیں تو اس نے فرمابرداری سے وہ چھوٹی سی بوتل پوری پی لی۔

"چاکلیٹ۔۔۔"

اپنی جینز کی جیب میں پھنسی ملکی چاکلیٹ بار نکال کر جب ذیشو نے آفر کی تو زالے نے بنا تکلف تھامی۔

"مجھے اس وقت چاکلیٹ ہی کھانی تھی سچی"

وہ جلدی سے اسے کھولتے ہی بچوں کی طرح اک کنارے سے منہ میں ڈال کر دانتوں سے توڑنے لگی، جبکہ ذیشان نے اسکے ہاتھ سے بار لیتے وہیں سے ایک بائیٹ لیا جہاں زالے کے دانت کے نشان اور ہونٹوں اور زبان کی نمی موجود تھی، زالے کے منہ میں جا کر وہ سخت جمی بار گھلنے لگی پر آنکھوں میں تو ذیشان کی پُر تپش نظریں اتری تھیں، ذیشان کے بار واپس تھمانے پر زالے نے لے کر نظریں پھیر لیں کہ مزید ذیشان کو دیکھنا مشکل تھا۔

زالے نے ارد گرد دیکھا جہاں کچھ اور بھی لوگ تھے، لیکن بہت فاصلے پر بیٹھے سب ہی اپنے اپنے کاموں میں لگے تھے، زالے نے پھر سے ڈرتے ڈرتے ذیشان کو دیکھا تو وہ اپنا لیپ ٹاپ کھولے ریلکس انداز میں ٹیک لگا کر بیٹھے کام کر رہا تھا، شاید جناب کو اپنی اوٹ آف لائن حرکتوں کو روکنے کے لیے کام کرنا ہی مناسب لگا۔

وہ کچھ دیر ٹیک لگائے سر ترچھا کیے اسے ہی دیکھتی رہی اور سب سے پیارا اسے وہ بلو کٹ چشمہ لگ رہا تھا جو پہن کر ذیشان اپنے کام میں بزی تھا۔

بے دھیانی میں اونلائن میٹنگ اٹینڈ کرنے کے بیچ اسکی نظر جب زالے پر گئی تو زالے نے جلدی سے دانتوں سے کاٹی چاکلیٹ بار پیش کر دی جیسے بتا رہی ہو وہ اسے دیکھ تھوڑا رہی تھی بس چاکلیٹ آفر کی ہے۔

ذیشان نے سرسری سا دیکھتے اس سے چاکلیٹ لی اور اس بار اچھی خاصی اپنے منہ کے اندر لے جا کر اسے چوس کر نکالتے مسکرا کر جب زالے کو دی تو وہ گندا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

"چھچھورے کہیں کے۔ اب اگر اسے پھینکا تو انہوں نے پھر دیوداس کی سستی کاپی بن جانا ہے۔ اللہ کا نام پڑھ کر پھونک اور کھالے زالے"

اس سے پہلے وہ اسی چاکلیٹ کی بائیٹ لیتی، ذیشان نے بروقت اس سے چاکلیٹ چھین لی اور لیپ ٹاپ کی سکرین زرا نیچے گرائی۔

"تم یہ گندی چاکلیٹ کھاؤ گی یہ جانتے ہوئے کہ میں ابھی سو کر جاگا ہوں تو میرے منہ میں کتنے جرمز ہیں۔"

زالے جو اس چھپٹ پر سنبھل نہ پائی ذیشان کے ڈانٹنے گھورنے پر اداس ہو گئی۔

"اچھا پھینکنا تھا اسے۔ مجھے یاد نہیں رہا۔۔ اگر اتنے ہی جرمز تھے تو کیوں کی گندی"

وہ گردن سیدھی کرے ہاتھوں کو مسلنے لگی، کنفوز ہو رہی تھی۔

"تنگ کرنے کے لیے کیا۔ پھینکو اسے میں منگوا دیتا ہوں تمہیں"

ذیشان نے اسے تھمائی کیونکہ زالے کے قریب ہی نیچے بن باکس بنا تھا، اور خود اس نے ائیر ہوسٹس کو اشارہ کیے بلایا اور کچھ کھانے کے ساتھ چاکلیٹ بھی منگوائی۔

زالے اب تک وہ چاکلیٹ ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی۔

"اسے پھینک دو۔ان جرمز سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو مجھ سے رابطہ کرو ڈائریکٹ"

وہ واپس اپنے لیب ٹاپ کی سکرین اٹھائے جو بولا، زالے کا ہاتھ ویسے ہی کانپا کہ چاکلیٹ سیدھی بن باکس میں جا گری۔

"ذیشان۔۔۔"

وہ سہم کر اسے پکاری، تھوڑا غصہ تھی۔ وہ ایسی ڈبل مینگ باتیں نہیں سہہ پائی تھی۔

"صرف مزاق تھا زالے"

وہ مصروف سا بولا۔

"ایسے مزاق نہیں کریں ناں"

وہ منت پر اتری تو ذیشان نے واپس چہرہ پھیر کر گھبرائی زالے کو دیکھا۔

"اب نہیں کرتا۔ کوشش کرتا ہوں زیادہ کام کروں اپنا۔ پاور بنک بھی ہے تو تم مجھ سے بچنے کو میرے ائیر بڈز لگا کر کچھ بھی سن اور دیکھ لو اپنے فون پر۔ وہ بند ہو جائے تو میرا لے لینا۔ مزے کرو"

زالے نے اسکے ائیر بڈز لے تو لیے پر عجیب سا فیل ہوا جیسے وہ تپ کر یہ سب آفرز کر رہا ہو۔

"ناراض ہو گئے آپ؟"

وہ اسکی طرف زرا کھسکتی بولی، ذیشان نے اسے دیکھنے کی کوشش نہ کی اور اپنا بازو زالے کے گرد پھیلا دیا جس سے وہ اسکے حصار میں آگئی۔

"سو جاو کچھ گھنٹے تم بھی میری بازو اور سینہ حاضر ہے۔"

وہ آہستگی سے فون سامنے ٹیبل پر رکھے اسکے سینے سے آرام دہ انداز میں لپٹ کر بیٹھی۔

"اور تب تک آپ کیا کریں گے؟"

وہ چہرہ زرا اٹھا کر بولی۔

"کام کروں گا۔ کام سے تھک گیا تو تمہیں دیکھ لوں گا۔"

وہ لیپ ٹاپ کی پیڈ پر انگلیاں چلانے کے بیچ ہی نظر بھی سکرین پر ہی ڈالے بولا۔

"واش روم جانا ہوا تو مجھے جگا دیجئے گا۔"

زالے کو سچ میں نیند سی آنے لگی۔

"نہیں جانا۔ سلیپ ٹائیٹ"

وہ اسکے سر کے بالوں سے ہونٹوں کو مس کیے سرور کی کیفیت میں بولا تو ذیشان کے ہاتھ کی انگلیاں کی پیڈ پر رک گئیں کیونکہ زالے جب تک اتنے پاس تھی وہ ہوش کی دنیا کا کوئی کام کرنے لائق نہ تھا۔

"لو میرج ہے آپکی؟"

ذیشان ابھی زالے کے نیند میں جانے کا احساس ہی پا سکا کے دوسری طرف کارنر پر بیٹھی لیڈی نے رشک سے ذیشان کو مخاطب کیا، وہ انکی طرف دیکھنے لگا۔

"مسٹری میرج کہہ لیں آپ"

وہ ان لیڈی کو دیکھے مسکرایا۔

"آہاں۔۔آپ ذیشان حیدر ملک ہیں ناں؟ایک دو فیشن ویک میں آپکو دیکھا شو سٹاپر کے طور پر۔"

وہ عمر میں بڑی بھی تھیں اور کوئی بزنس لیڈی لگ رہی تھیں۔

"جی۔۔۔وہی ہوں۔"

ذیشان نے اپنی طرف سے بات ختم کی۔

ویسے جس طرح یہ آپکے پاس سو رہی ہیں۔بہت کمفرٹیبل ہے آپکی پناہ" انکے لیے۔ورنہ کہتے ہیں عورت بے سکون ہو تو اسے پھولوں کی سیج پر بھی "نیند نہیں آتی اور سکون میں ہو تو شانے سے لگ کر بھی سو جاتی ہے

وہ عورت شاید ذیشان کو زیادہ ہی خوش فہم کر گئی کیونکہ وہ زالے کو دیکھے مسکرایا۔

"مطلب آپ کہنا چاہتی ہیں میں سکون ہوں اسکا"

وہ انہی لیڈی سے مخاطب تھا۔

میں کافی گھنٹوں سے آپ دو موہنے کپل کو ہی دیکھ رہی تھی۔میرے بچے" ہیں آپ لوگوں جیسے۔کب سے آپ اسکے کندھے پر سر رکھے سوئے رہے

اور وہ ہلی بھی نہیں کہ آپکی نیند خراب نہ ہو۔ یہاں سے تو یہی لگتا ہے کہ

"آپ اسکا سکون ہیں

ذیشان حیدر کی آنکھیں چمکیں۔

"تو اب اصولاً مجھے بھی ہلنا نہیں چاہیے یعنی"

وہ شرارت سے بولا تو وہ لیڈی بھی ہنسیں۔

بالکل مائی چائلڈ۔ خوش رہو دونوں۔ ہر نظر سے محفوظ۔ ایسی محبت اب" ناپید ہوتی جا رہی ہے جو دیکھائی دے کر اپنی محبت میں مبتلا کر دے۔ میرا تم دونوں سے کوئی رشتہ نہیں پر یہاں سے نکلتے ہی میں تم دو کا صدقہ ضرور "دوں گی۔ مجھے بہت پیارے لگے تم دونوں۔

ذیشان نے بس جواباً مسکرا کر انھیں دیکھا اور اپنی ساری توجہ زالے کو سونپی، وہ لیڈی بھی اسکے بعد اپنے لیپ ٹاپ میں لگ گئیں پر ذیشان کو اتنا تو معلوم ہو گیا کہ وہ زالے کا سچ میں سکون ہے۔

"ابھی تو دنیا کو لگا کہ میں تمہارا سکون ہوں۔ جس دن یہ اعتراف تم کرو گی میں تمہیں اک لمحہ بھی خود سے دور رہنے نہیں دوں گا زالے۔"

ذیشان نے اسکے ملائم سے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر ہونٹوں کے پاس لائے دیوانگی سے چوما، وہ بہت اچھے سے سو رہی تھی، بہت آرام سے۔

"تمہارے ان ہونٹوں کو چھونے کی بہت خواہش ہے مجھے لیکن ڈرتا ہوں تم پھر کہہ کر روٹھ جاوگی کہ میں کس کے لیے شادی کرنے والا انسان

ہوں۔آہ زالے۔ تمہیں میری یہ لا متناہی اور بے ضرر سی خواہشیں جانے کب معلوم ہوں گی۔میں تڑپتا ہوا مر ہی نہ جاوں تب تک"

وہ اسے بازووں میں بھرے خود بھی آنکھیں موند گیا کیونکہ اب توجہ زالے کے سوا اسکی کہیں اور جاتی ایسا تو ممکن نہیں رہا تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

نیند آلین کی آنکھوں سے علیحہ کے ساتھ ہی چلی گئی،وہ کچھ دیر سونے کی کوشش کرتا رہا اور پھر جب تھک گیا تو کسی کال رنگ پر آلین نے ہاتھ فون تک پہنچائے وہاں لکھے جے بی نام کو دیکھتے اٹھ بیٹھتے ہی کال ریسو کی۔

اس وقت اگر آلین جاہ نے میری کال لی تو وہ سو نہیں رہا اور یہ نہ سونا یقینا"
اس مخبری کے سچ ہونے کا ثبوت ہے جو میرے لوگوں نے کی۔ تو کھینچ ہی
"لیا تم نے اسے پندرہ سال بعد اپنی طرف خبیث آلین جاہ

اس جانب جلال کی نظریں سموکنگ کرتے ہوئے غیر مرئی نقطے پر شکایت اگلتی ہوئی جمی تھیں۔

آج بھی طنز کرو گے جلال؟ ماں جی کے لیے افسوس ہے۔ دکھ ہوا انکی"
"وفات کا سن کر۔۔۔

آلین نے واپس سر پیچھے کو گراتے شکوہ کیا اور تعزیت پر بات ختم کی اور دوسری طرف جلال کا دل اپنی من پسند سگریٹ سے اچاٹ ہوا کہ اس نے بے دردی سے میز کی طرف جھک کر ایش ٹرے میں مسل دیا۔

ماں جی علیحہ کے ساتھ بہت اچھے اور پر سکون دن گزار کر گئی ہیں، وہ جو" ایک دکھ تھا امی کا کہ ایک ہی اولاد وہ بھی اتنی گندی۔ وہ علیحہ کے پندرہ سال کے بیٹی جیسے ساتھ نے ختم کیے بھیجا انھیں اس دائمی سفر پر۔ کہ وہ مجھ منحوس بیٹے کے باوجود اتنے سال جی گئیں۔ میں نے بہت کوشش کی علیحہ تم تک کبھی نہ پہنچے لیکن کہتے ہیں جو جہاں کا ہو وہیں لوٹ جاتا ہے۔ وہ معاف کر دے تو اسکی معافی کو اتنی جلدی معافی مت سمجھ لینا۔ وہ کئی دماغی مسائل کا شکار رہی ہے، تم جانتے ہو وہ مردوں سے ڈرتی تھی، میں نے اسے تب تمہارے پاس بھیج دیا ہوتا تو اس کو مرے عمر بیت چکی ہوتی کیونکہ میرے بہن بنانے کے باوجود وہ مجھ سے کوسوں دور رہ کر بات کرتے بھی کپکپاتی تھی، اس فاصلے کو اسکے سر پر دست شفقت رکھنے تک عبور کرتے مجھے بھی پندرہ سال لگ گئے، وہ عزیز تھی مجھے تمہارے سبب اور اب عزیز کسی بیماری سے نہیں طبعی ترین ہے کہ صرف اسکی وجہ سے میری ماں

موت سے مری اور خوش باش گئیں، اب بھی میرا وہ ڈر سلامت کہ تم محبت تو ہو اسکی پر تم پندرہ سال کی حسرت بھی ہو اسکی جسے اس نے اپنے دل اور آنکھوں سے آہوں اور آنسوؤں میں بھی کبھی اترنے نہ دیا تو اس کی موت کا عجیب سا خوف مجھے تمہیں کال کرنے پر مجبور کر گیا۔ تم نے ہمیشہ کرنے اور کہنے میں دیر کی، لیکن اب عادتیں بدلوا گر وہ واپس تمہیں مل گئی ہے۔ جو کرتوت تمہارے ہیں، ایسوں سے نہ ایمان سنبھالا جاتا ہے نہ محبت۔ وہ مجھے دھوکہ دے کر گئی بھی تو کس کے پاس۔ ہک ہاہ!"

جلال کا لفظ لفظ اذیت کے شوربے میں لتھڑا تھا، وہ دوسر ہو کر تیروں سے یار کا زخمی جگر چھلنی کرنے کا منجھا ماہر تھا، اسے اب تک برہم محسوس کیے آلین نے بھی کربناک سنجیدگی اختیار کی۔

تمہاری شرط کے مطابق ہوا سب کہ اسکے ڈر ختم ہوں گے تو وہ کسی رشتے" کے لائق ہو گی، برہم کیوں ہو رہے ہو؟ وہ خوش تھی ابھی۔ سب ٹھیک ہو "گیا۔ وہ خود آمادہ ہوئی میرے ساتھ آنے کو۔ اور اب شادی پر بھی جے بی

آلین کی سہمی ہوئی باتیں اس پار جلال بخت کو بڑا غم زدہ سا ہنسا گئیں، ہاں ہنستے چہروں کے پار چھپے غم کا قہر بڑا بھاری ہے۔

خدا کرے وہ واقعی خوش ہو۔ اک بار اسکی خوشی پر بند آنکھوں یقین" کرنے سے پہلے اسکی اکیلے میں جا کر چپکے سے خوشی دیکھنا۔ باقی تمہارے ولیمے کو کھانے کی امید لگالی ہے میں نے۔ پتا ہے نہیں بلاوگے اپنی کہانی کے اس ولن سالے کو لیکن کیا کروں عادت سے مجبور ہوں کے تمہاری خوشی اور تمہارے درد سے اپنا آپ علیحدہ نہیں کر سکتا۔ خیال رکھنا اب اسکا ورنہ جو منہ بولا بھائی پندرہ سال تک علیحہ کو اسکے ماں باپ اور محبت سے دور رکھ

سکتا ہے وہ اسکی تمہارے سامنے سنگدلی کی عمدہ مثال بنے شادی بھی کروا سکتا ہے۔ جلال بخت کو ہلکے مت لینا، یہ چلتی پھرتی سزا ہے تمہاری۔۔ اکلوتا "یار ہو کر بھی

آلین نے کرب سے سانس لی، ایسا دوست دیا اللہ نے جو دشمن کے سارے فرض بھی ساتھ نبھانے کا شوقین تھا۔

سنبھال لوں گا اسے۔ تم مزید ظلم مت ڈھانا مجھ پر۔ میں نے بہت بڑی" قیمت دی تھی تمہیں جلال اپنی خطاؤں کی، حالانکہ تم مجھ سے حساب لینے کا "حق بھی نہیں رکھتے تھے۔ وہ رکھتی تھی

آلین کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں جب اس نے اپنے ساتھ ہوتے اس بھیانک انصاف کو آج از سر نو سوچا۔

وہ حق رکھتی تھی پر ہمت اس حساب کو لینے کی میں رکھتا تھا تم سے کیونکہ " اس نے اپنے اجڑنے کے بعد میری چوکھٹ پر پناہ لی تھی اور جلال بخت پر قدرت ان پندرہ سالوں مہربان رہی کہ میں اپنے گناہ دھو سکوں کسی معصوم کا سہارہ بن کر تبھی تو میں نے اس لڑکی کے حوالے اپنی ماں کر دی کہ کم از کم وہ جیے تو، اسکے ٹھیک ہونے کے لیے اسکا جینا ضروری تھا اور ماں ہی وہ وجہ بنیں۔ اور میں نے اور امی نے بہت مشکل سے اتنے سال لگا کر علیحہ بدر کو وہ ایک دردناک رات اور اسکے ماضی کے فرار و پائمال ہونے کے ڈر بھلائے ہیں۔ غلطی سے بھی کوئی غلطی مت کرنا۔ "

آلین نے اس تنبیہہ پر سینے کو دبتا محسوس کیا، وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا اور بنا مزید کچھ کہے اپنا فون وہیں پھینکے وہ علیحہ کے روم کی طرف بڑھا، آلین جاہ

کی سانس گھٹ رہی تھی مگر جیسے ہی وہ اسکے کمرے میں داخل ہوا، آگے جو دیکھائی دیا اس نے آلین کی سانس گھوٹ دی۔

علیحہ زمین پر دہری پڑی تھی اور اسکی کٹی کلائی سے خون بہہ کر فرش پر پھیلا تھا، سائیڈ ٹیبل پر رکھی نوٹ بک پر اک اکھڑا ہوا آنسوؤں اور خون سے لتھرا صفحہ بھی پڑا تھا لیکن اسکو دیکھنے کی ہوش ابھی آلین میں جا چکی تھی۔

وہ علیحہ کی طرف دوڑا اور بانی کو دھاڑ کر آواز دی۔

"ی۔۔یہ کیا کیا تم نے علیحہ؟"

وہ اسکے پاس ہی بیٹھا اور ایک ہی جھٹکے سے میٹرس کی شیٹ کھینچتے اسے علیحہ کی لہولہان بازو پر لپیٹا جہاں سے خون کا فوارہ جاری تھا، وہ خفیف سا اکھڑا

سانس لیتی آنکھیں کھولے اسے دیکھنے کی کوشش میں تھی پر ممکن نہ رہا، بانی جب روم میں پہنچا تو اسکی بھی ہوائیاں اڑیں۔

فوراً سے ایمبولینس کو کال کی۔

"م۔۔مجھے تم سے ڈر نہیں لگا۔۔۔پر خ۔۔خود سے ڈر گ۔گئی آلین۔"

آلین نے اسے اپنی بازوؤں میں اٹھایا تو وہ آنکھیں کھولتی بس یہی چند بکھرتے لفظ کہہ پائی۔

آلین جاہ ابھی کچھ کہنے اور سننے لائق نہ تھا۔

ایمبولینس آنے کا ویٹ بھی نہ ہوا اور وہ خود علیحہ کو وہ ہوسپٹل لے کر نکلا، اسے ڈاکٹرز کے حوالے کیے وہ اب بس مر رہا تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

فجر کو ابھی کافی وقت تھا، انیہ بھی نیند میں ہی تھی پر اسے ارمان کی آواز گہری نیند سے کھینچ لائی، وہ فورا اسے جاگ کر ارمان کی طرف گھومی۔

رات واش روم یوز کر کے آنے کے بعد انیہ نے مزید روم کی لائیٹ آف کر دی تھیں کیونکہ اسے زرا سی روشنی بھی ہو تو نیند نہیں آتی تھی۔

"ارمان۔۔!"

انیہ نے سائیڈ ٹیبل پر موجود فانوسی لیمپ آن کیا تو وہ میٹرس کی شیٹ مٹھیوں میں لیے پسینے سے شرابور نیند میں خوف سے کانپ رہا تھا، انیہ کی نیند اسکی آنکھوں سے گویا نچڑ کر رہ گئی، حلق میں جیسے تیر کھب گیا ہو، جلدی سے اپنے سرہانے کی طرف رکھے ملائم دوپٹے کو اٹھائے اس نے ارمان کے ماتھے اور گردن کی نمی اس دوپٹے میں جذب کی اور اس پر جھکتے ارمان کے ہاتھ کو سہلایا تو اس نے بند آنکھوں ہی انیہ کا ہاتھ پوری قوت سے جکڑا، وہ اب بھی کسی برے خواب سے ڈر رہا تھا پر انیہ نے جب جھک کر اپنے ہونٹوں کو ارمان کے ماتھے پر رکھا تو وہ اس عجیب کیفیت سے معجزاتی طور پر تیزی سے نکلنے لگا۔

" برا خواب تھا۔ سب ٹھیک ہے۔ رئلکس ہو جائیں میرے دل کے سکون "

وہ پیار و فکر سے بھری اسکی گال سہلائے سرگوشیوں میں بولی کیونکہ اسکی نیند خراب نہیں کرنا چاہتی تھی، انیہ کے ملائم ہونٹوں کے ماتھے پر بکھرتے لمس نیند کی وادیوں میں بھی اس شخص کے آرام کا سبب بن رہے تھے۔

ارمان نے اسکا ہاتھ آزاد کرے انیہ کو کسمساتے ہوئے اپنے سینے میں کسی قیمتی متاع کی طرح چھپایا تو وہ گھبرایا سا مسکاتی ارمان کے اطراف اپنی بازو پھیلا گئی، کچھ دیر تک انیہ نے محسوس کیا وہ اس خواب و نیند دونوں کے طلسم سے آزاد ہو گیا ہے کیونکہ ارمان کا ہاتھ انیہ کی بیک پر حرکت کر رہا تھا، وہ جلدی سے چہرہ اوپر اٹھا کر ارمان کو دیکھنے لگی جسکی مندی مندی کھلی آنکھیں دیکھ کر انیہ کی سانسیں بھاری پڑنے لگیں، ارمان کے ہاتھ انیہ کو بہت ملائمت سے محسوس کر رہے تھے کہ انیہ کی سانسیں ان محسوسات پر سینے سے الجھ رہی تھیں۔

"انیہ ! تم مجھ سے شادی کر لو"

وہ جو ارمان کے جاگنے پر کچھ گھبرائی، ایسے سوال پر بے فکری سے مسکرادی کیونکہ یقین ہو گیا کہ ارمان نیند میں ہے، ڈر زائل ہوا جو ارمان کی قربت کا سوچ اس پر چھا جاتا تھا، وہ جتنی بھی بے باک ہوتی، وہ شرم و حیا کا پیکر بھی اسی شدت سے تھی۔

لگتا ہے آپ ابھی بھی خواب دیکھ رہے ہیں، ہماری شادی ہو چکی ہے "

"ارمان

انیہ نے اسکی بازوؤں کی زرا ڈھیلی پڑتی گرفت میں پیچھے ہٹتے اپنا ملائم ہاتھ ارمان کی گردن سے جوڑے ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں سے ارمان کی داڑھی کو سہلاتے بتایا۔

"ہو چکی ہے تو اتنی دور کیوں ہو؟"

انیہ جو ارمان کو مبہوت ہو کر دیکھنے میں گم تھی، اس سوال پر ڈر سا اسکی آنکھوں میں ہلکورا اٹھا مگر اس سے پہلے وہ کچھ سنبھلتی ارمان نے اسکی سانسوں میں اپنی سانسیں کچھ اس نرمی سے گھول دیں کہ انیہ کا پورا وجود اس سکون کی جدید ترسیل اور شدت پر کپکپا اٹھا۔

اسکے ہونٹوں کی وہ ساری نرمی جو اس نے اجالوں میں پرکھی تھی اب اس اندھیرے میں اپنی خواہش کی تکمیل تک محسوس کی، اک زائقہ تسخیر ہوا تھا چاہے جاتے وجود کے پاس ہونے کا، وہ خود بھی تو ارمان کے بتائے بے خود سفر پر ساتھ چل پڑی پر جب ہانپتی سانسیں سنبھالے کچھ دور ہوئی تو ارمان کی دھیرے سے واپس بند ہوتی آنکھیں انیہ کا رکو کا سانس بحال کر

گئیں کہ اب وہ آنکھیں بھی جھپک سکتی ہے اور سانس بھی اپنی پوری قوت سے لے سکتی ہے۔۔

وہ انہی سراہے جاتے مہکتے ہونٹوں سے مسکرائی، پھر بے آواز ہنس کر ارمان کے سینے پر سر رکھے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

"آپکی نیند میں تھوڑی سی ایسی بے خودی تا عمر کافی ہے میرے لیے میرے ہاٹ مین۔اس سے آگے سوچنا بھی نہیں مجھے"

اسکی ہتھیلی ارمان کے سینے پر سرکتی رکی،انیہ نے دھیرے سے ہاتھ ارمان کی شرٹ جسے وہ جاگ کر کچھ دیر پہلے بند کر چکی تھی،پر پھیرتے سینے تک روکا اور آنکھیں بند کر لیں پر دل ارمان کا پھر سے جی بھر کر دیدار کرنے کو مچل رہا تھا اور وہ ابھی خود کو سنبھالنے کے سوا کچھ کرنے کی اہل نہ تھی۔

کچھ ہی دیر میں فجر کی اذانیں بلند ہونے لگیں تو ارمان کے احساسات مکمل بیدار ہوئے۔

نیند سے جاگتے ہی ارمان کی نظر پہلے تو سینے پر سوئی انیہ پر گئی اور پھر وہاں سے سرکتی انیہ کے ہاتھ پر جو ارمان کی سینے پر شان سے دھرا تھا، جس تلے دبا دل بس اس لڑکی کے لیے دھڑکنے کی قسم اٹھائے بیٹھا تھا، وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا، یہ اسکی زندگی کی پہلی ایسی صبح تھی جب وہ خوش جاگا۔

اور ابھی وہ انیہ کو ہی دیکھنے میں محو تھا جب رات کا وہ یاداشت میں اٹکا پرسرور لمحہ یاد آیا تو ارمان کی مسکراہٹ ہونٹوں سے غائب ہوئی۔

اسے لگا وہم ہے پر جب انیہ کے چہرے کو دیکھا تو اسکے رات میں چمکتے ہونٹوں کی سرخی غائب دیکھے ارمان نے خفیف سا بلش ہوتے اپنی نظریں اس پر سے ہٹائے کروٹ بدل کر احتیاط سے انیہ کو تکیے پر منتقل کیا اور اس سے پہلے اٹھتا، وہ شدید پر سکون نیند میں اتنی اچھی لگی کہ جھک کر اسکے رخسار سے اپنے ہونٹوں کو دھیرے سے مس کرتے انداز میں چھوا پھر اسکا ماتھا چومتے ہی دور ہوتے اٹھ گیا۔

جناب مسجد پہنچے اور وہیں سے جیم نکل گئے۔اپنے آپ کو سمجھانے کے لیے کہ وہ انیہ کو پھر سے ہر حد سے نکل کر چاہنے لگا ہے اسے بہت سا وقت درکار تھا۔

ذیشان خود بھی سو گیا۔ مزید دس گھنٹے پھر گزر گئے، صبح بہت زیادہ پھیل چکی تھی اور انہی صبح کی کرنوں نے ہی زالے کی نیند میں خلل ڈالا، وہ جاگ تو گئی پر ذیشان کو تکیہ سمجھ کر زور سے کس لیا پر جب وہ کسمسایا تو تب وہ گھبرا کر ہوش میں آئی کہ اسکی بازوؤں میں تکیہ نہیں، اسکی ذاتی آفت ہے۔

"اف۔۔ صبح اتنی ساری نکل گئی۔ شکر ہے آدھے سے زیادہ ٹائم گزر گیا۔ اور انکو دیکھو۔ لیپ ٹاپ بچارا آخری سانسیں لے رہا ہے اور یہ ٹن۔ کتنا سوتے ہیں ناں یہ"

زالے نے سیدھا ہوئے بیٹھنا چاہا ہی کہ اسے لگا بہت سخت واش روم آرہی ہے، شاید جو پانی پی کر محترمہ سوئی تھیں وہ ٹینکی میں جمع تھا اور کنارے تک معاملہ تھا۔

"اف۔۔۔ذیشان۔۔اٹھیں ناں۔۔"

وہ اتنی گہری نیند کر مالک زالے کے اک بار پکارنے پر جاگ گیا۔

"اب کیا ہو گیا تمہیں؟"

ذیشان نے جمائی سی روکتے پوچھا۔

"واش روم۔۔۔بہت سخت۔پتا نہیں اٹھ بھی سکوں گی یا نہیں"

زالے کی بات سنے ذیشان کی نیند ساری اڑی۔

"نہیں تم یہیں کر کے بتاتی ناں۔ حد ہے"

وہ فون وغیرہ سامنے رکھتا لیپ ٹاپ کی سکرین بٹھاتے اٹھا اور زالے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"اٹھالیں مجھے۔ کنارے والا معاملہ ہے ذیشان۔ وہ بینڈ ہونے کی وجہ سے فیل نہیں ہوا۔ یہ آپ نے جو پانی پلایا اسکے کام ہیں"

وہ اس سے پہلے رو پڑتی، ذیشان نے بمشکل جمائی روکی اور زالے کو ایک ہی جھٹکے میں بازووں میں اٹھایا تو وہ شرمندہ سی اسکی گردن میں منہ چھپا گئی۔

تمام بزنس کلاس کے لوگوں نے سمائیل دیتے دونوں لوو برڈز کو دیکھا۔

"آئی ایم سوری۔ آپکو امبیریس کر رہی ہوں ناں"

وہ اسے لیے واش روم کی طرف بڑھا جو بہت ہی اچھے اور صاف تھے۔

تم مجھے اہمیت دے رہی ہو زالے۔ تمہیں واش روم میں بٹھا کر بھی آ سکتا
ہوں"

وہ اسکے واش روم ڈور آنے پر جلدی سے مچلی تو ذیشان نے اسے بہت احتیاط
سے نیچے اتارا۔

"آپ یہیں رکیں ناں اتنا تو چل ہی لوں گی۔ ہلنا نہیں پلیز"

وہ جلدی سے ڈور کھولے اندر گھسی تو ذیشان ہنستا ہوا پیچھے ٹیک لگا گیا، پورے دو منٹ لگا کر محترمہ اچھے سے ہاتھ وغیرہ دھونے کے ساتھ منہ بھی دھو کر باہر نکلیں۔

"میں بھی ہو آتا ہوں۔ کڈنیز میری بھی گالیاں دے رہی ہیں مجھے"

جناب خود بھی تیزی سے اندر دوڑے اور زالے خود بھی ویسے ہی باہر رکی مسکراتی رہی۔ خیال بس زالے کو اس وقت ذیشان کا اسے اٹھا لینے کے بارے آ رہے تھے۔

وہ بھی ہاتھ اور منہ اچھے سے دھو کر ہی باہر نکلا تاکہ یہ نیند کمبخت تو جان بخشے۔

"ٹھیک ہیں آپ؟"

وہ اسکے باہر نکلتے ہی فکر سے بولی۔

"لگ تو رہا ہے۔ آجاو کچھ کھاتے ہیں سخت بھوک فیل ہو رہی ہے مجھے"

وہ اسکے ساتھ ہی آیا تو ائیر ہوسٹس ان دو کو جاگا دیکھے پہلے ہی دونوں کا بریک فاسٹ میز پر رکھ گئی، ناشتے میں گرلڈ سٹیک دیکھ کر تو ذیشان کو چس آگئی جبکہ کریمی پاستہ بھی تھا۔ کچھ ٹائیپ کے سینڈوچ بھی ایڈ تھے اور فریش اپیل جوس بھی تھا۔

دونوں نے پہلے تو ناشتہ کیے اپنی اپنی انرجی بحال کی پھر ائیر ہوسٹس دونوں کو کچھ سنیکس دے کر گئی۔

"اب سکون آیا زرا۔"

ذیشان نے زالے کے ہاتھ میں ہی موجود ڈِپینٹ پیک سے سالٹڈ پینٹس لے کر کھاتے سکون کی سانس کھینچی تو وہ چہرہ ذیشان کی طرف گما کر بیٹھی۔

"!زیشان"

زالے کی پکار میں اشتیاق تھا۔

"جی"

وہ ایسے جواب دے کر زالے کو خاموش کر کے رکھ دیتا تھا، زالے نے پینٹس نکال کر خود ذیشان کے منہ میں ڈالے تو وہ اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبا گیا۔

"میں نے زندگی میں اس سے لمبی فلائیٹ بھی لی ہوں گی یقینا۔ لیکن یہ حسین ترین رہی زالے۔ تمہارے ساتھ اتنا ٹائم ملا مجھے۔ ابھی ایک دن میں تمہارے اور تمہارے ماموں کے ساتھ سٹے بھی ulsan کوریا یعنی ہے میرا۔ میں اپنی زندگی کا حسین وقت جی رہا ہوں مسیز ذیشان حیدر"

وہ خوش تو ذیشان کے ایک دن کے سٹے پر ہی ہو گئی پر جب وہ اسے مسیز پکارا تو باقاعدہ بلش کی۔

"آپ سچ میں ایک دن رکیں گے ؟"

وہ پرجوش تھی۔

"میں سچ میں ایک رات رکوں گا۔اسکے بعد میری واپسی کا اختیار تمہارے پاس ہو گا۔ تم اجازت دو گی تو رو انگی۔ روک لو گی تو سب چھوڑ چھاڑ کر تمہارے پلو سے بندھ جاوں گا"

وہ اتنی ظالم کہاں تھی کہ ذیشان کو سب سے چھینتی تبھی اسکے ایک دن کے سٹے کو ہی یادگار اور خوبصورت بنانے کا سوچ چکی تھی۔

"اس ایک رات آپ گیسٹ روم میں رہنا پسند کریں گے یا میرے روم میں؟"

زالے نے آنکھیں زرا اپنے پِینٹ پیک پر ڈالیں، وہ یہ پوچھتے ہچکچا رہی تھی۔

"تم مجھے اپنے روم میں، اپنے بیڈ کو شئیر کرنے دو گی؟"

وہ خوشگوار حیرت سے اسکی ٹھوڑی پر پکڑ جماتے زالے کا چہرہ اٹھا کر گہری نظریں زالے پر ڈالے بولا۔

"ماموں سے پرمیشن لینی پڑے گی آپکو"

زالے نے جلدی سے اس بھاری سوال سے جان چھڑوائی، ذیشو صاحب بدمزہ ہوئے۔

وہ ہٹلر مجھے ولن سمجھتے ہیں آل ریڈی۔ تمہارے ساتھ روم میں رہنے "
نہیں دیں گے۔انکو لگتا ہے میں تمہیں دکھ دوں گا۔یہ بھی کہ تم بہت
"چھوٹی ہو مجھ سے اور ہمارا جوڑ نہیں اور وہ ٹھیک بھی ہیں

زالے نے پینٹ پیک سامنے رکھتے ساری توجہ ذیشان پر ڈالی۔

"ماموں نے کچھ کہا آپکو؟"

وہ پریشان ہوئی۔

نہیں کہا تو نہیں لیکن تم دیکھنا یہی کہیں گے وہ تمہیں۔ مجھ سے دور رہنے "
کا مطالبہ کریں گے۔ویسے تمہارے گارڈین ہونے کے ناطے یہ انکی ذمہ

داری ہے زالے، تم سمجھدار اور بہادر ہو لیکن واقعی بہت چھوٹی ہو۔ اور "ہمارے بیچ جو رشتہ استوار ہو رہا ہے یہ بہت سنجیدہ اور بھاری ہے

ذیشان نے اسکے بالوں کو میکانکی طور پر سہلاتے یہ سب بتایا تو وہ اداس ہو گئی۔

"میں انکو بتاؤں گی کہ ہم دوست ہیں۔ پھر وہ آپکو ولن نہیں سمجھیں گے"

ذیشان حیدر ملک اسکی سادگی اور معصومیت پر لمحہ بھر مبہوت رہ گیا۔ پھر اسکی آنکھوں میں زالے کی طلب اتر آئی۔

میری آنکھوں میں دیکھ کر تمہیں لگتا ہے کہ میں صرف دوست ہوں" "تمہارا۔؟

وہ جو دم سادھے تھی، ذیشان کے پر خمار سوال پر وہ ہراساں ہوئی، ذیشان کے جواب طلبی کہ اشارے پر ڈرے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"ن۔۔ نہیں"

وہ ذیشان کے روبرو لمحے میں بد حواس ہوئی۔ وہ اسکی طرف زرا سر جھکائے جھکا اور اپنے ہونٹوں کو زالے کی گال پر رکھ دیا۔ زالے کو لگا دل کی دھڑکنیں رک گئیں۔

جب تمہیں نہیں لگتا تو یہ میری آنکھیں جو آجکل شدید بہکے رنگوں میں " ڈوبی ہیں۔ مشکوک اور کمینی ہو رہی ہیں۔ تمہارے زمانہ شناس ماموں سے "کیسے بچیں گی

وہ ناچاہتے ہوئے بھی ذیشان کے خود پر برہم ہونے

پر جب ہنسی تو اب دل کی دھڑکن اس پار تھمی۔

وہ خود پر چڑ رہا تھا تو وہ لڑکی انجانے میں مسکرائی، مبہوت ہوئی جبکہ ذیشان کی آنکھیں اس پر ٹھہر گئیں۔

اف۔ کیا کیا بول جاتے ہیں ایک ہی سانس میں۔ اگر پرمیشن نہ بھی دی تو" میں چیٹنگ کر لوں گی تھوڑی سی۔ چپکے سے آپکو اپنے پاس لے آوں گی۔"

وہ جلدی سے پلین ترتیب دے گئی جبکہ ذیشان اسے ہی تکتارہ گیا کہ سچ میں یہ بھولی ہے یا بن رہی ہے۔

"پاس لاؤ گی اور اگر میں نے تمہیں اپنے بہت پاس کر لیا؟"

ذیشان اسے دیکھ کر نہ بول پایا پر زالے کے کان میں جھک کر کہہ بیٹھا، وہ مفہوم سمجھ گئی تھی تبھی گھبرا کر ذیشان کو دیکھنے لگی، رحم طلبی کی اٹوٹ شدت تھی زالے کی آنکھوں میں۔

"ت۔۔تو پلین کینسل کرتے ہیں"

وہ ٹوٹتی آواز پر بھرپور قابو پا گئی۔

"اتنا برا ہوں کیا میں؟"

زیشو کے اندر موجود دیو داس کی سستی کا پی نے انگڑائی لی تو وہ پھر اداس ہو گئی۔

"نہیں تو۔۔"

وہ جلدی سے زیشان کے سینے میں چھپی، اس بار آواز نم تھی، وہ اسکو پھر بازوؤں میں سمیٹ گیا تھا۔

"زالے! گھل رہی ہو تم میری ہر سانس میں"

وہ سینے لگی ہی گہرے سانس لینے لگی۔

"جانتی ہوں"

وہ منمنائی۔

"مانو گی کب؟"

سوال بے بسی کی ترجمانی میں لپٹا تھا۔

"پتا نہیں"

وہ یہاں اس آغوش میں سب بھول جانا چاہتی تھی، سارے مطلب، سارے تقاضے، سارے ارادے۔

"پھر سونے لگی ہو؟"

وہ اسے بے دم پائے نرمی سے اسکا سر چومتے پکارا تو وہ چہرہ اٹھا گئی۔

نہیں ذیشان۔ایسی باتیں نہ کریں۔میں دوست رہنا چاہتی ہوں ابھی "
آپکی"

وہ اسے اپنا ڈر بتا رہی تھی۔

"اگر کہوں کے مجھ سے دوست نہیں رہا جا رہا تو؟"

زالے پھر سے اسکی سرگوشی پر بے چین ہوئے بمشکل سانس کھینچنے لگی۔

"تو میں سیکھا دوں گی۔او کے؟"

وہ ہانپ کر اسکے سینے سے نکلی اور رحم طلب نظر ذیشان پر ڈالی جس نے منہ بگاڑ کر دیکھا۔

وڈی آئی۔مجھے سیکھانے والی۔۔۔اچھا کچھ نہیں کہتا میرے پاس تو بیٹھ "
"جاو۔دور کیوں جا رہی ہو۔کرنٹ تھوڑی مار رہا ہوں

وہ اسکے لیے پھر بازو پھیلا رہا تھا جواب اتنا قریب آنا بھی رسک مان رہی تھی۔

"منہ سے تو مار رہے ہیں ناں کرنٹ"

وہ گھوری۔

"میں نے کب کس کی تمہیں؟"

وہ گھبرا کر اپنی ہتھیلی جس طرح ذیشان کے ہونٹوں پر بے اختیار رکھ گئی، وہ خود تھم گیا بلکل ویسے جیسے اسکا دل رکا تھا۔

"آئی ایم ریلی سوری۔اب کوئی بکواس نہیں کرتا۔پلیز رونا مت"

اسکا ہاتھ ہونٹوں سے ہٹا کر چومتے منت سی کر دی تو وہ اپنے ہاتھ کو دیکھ کر رہ گئی پھر آگے سرک کر ذیشان کے سینے سے واپس روہانسی ہوتی لپٹ گئی اور اب کے ذیشان نے اسکو صرف بازوؤں کی راحت دی، اک لفظ کہے بنا۔

وہ جیم کیے واپس آچکا تھا اور شاور لے کر فریش سا ٹاول سے بال ڈرائے کیے جب روم سے ملحقہ ٹیرس پر اپنے دھیان میں آیا تو اسکی نظر لان میں کھڑی انیہ پر گئی جو وہیں باہر ہالہ کے ساتھ ناشتہ لگاتی ہوئی کرسی پر براجمان مہرین صاحبہ کے ساتھ کسی بات پر ہنس رہی تھی بلکہ تینوں کو ہنسی کا دورہ پڑا تھا، انیہ کی ہنسی، مسکراہٹ بن کر جس بے خود طریقے سے ارمان کے ہونٹوں تک آئی وہ سراسر مدہوش کن تھا۔

"وہ اسے مسکراتا دیکھ کر لگتا ہے، اس روح زمین پر اب جتنی بہاریں ہیں وہ میری ہتھیلی میں قید ہو جائیں گی۔ تم میرے درد کا وہ نایاب مرہم ہو جسے

میں یکدم اس لیے بھی اپنے زخموں پر نہیں لگا رہا کہ اس ہمارے جڑنے کے وسیلے، اس درد کو آرام آجائے گا۔ میں اتنی جلدی آرام نہیں چاہتا۔ میں "تمہیں بہت دنوں تک اپنا تھوڑا مرہم بنا کر جینا چاہتا ہوں

وہ صبح بنارس سی چمکدار، ہنستی انیہ اس کی گہرے آنکھوں کا پُر لطف منظر تھی اور نا جانے اسکی نظروں میں کیسی تپش تھی کہ ہنستی ہوئی انیہ کی نظر بے اختیار ٹیرس پر کھڑے ارمان سے جا ملی۔

وہ نظریں ہٹائے آسمان کی خوبصورتی دیکھتے واپس بال رگڑتا اندر گیا تو انیہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔

میں اپنے ان کو لاتی ہوں۔۔۔ امیہ جان ناشتے کے بعد ہم نکل جائیں گے "

"اوکے

انیہ نے ہنسی کا سیشن ختم کیا۔

"ہر گز نہیں پتر۔ لنچ تک کوئی اجازت نہیں۔ تم دو دعوتوں میں بزی ہو جاو گے تو پھر کہاں ہاتھ آو گے ہم بڈھیوں کے۔۔ جا بلا کر لا اسے۔اور خیر سے جلدی دفع ہو آنا۔ ناشتہ پہلے ہی ہنس ہنس کر ٹھنڈا کر وا دیا تم نکمیوں نے"

امیہ جان کی تو ادائیں ہی نرالی تھیں، زور سے انیہ نے انکی گردن گھوٹ سا لیٹے گال چومی اور اس سے پہلے چپیڑ پڑتی فورا اسے دم دبا کر بھاگی جبکہ ان دونوں ماوں کی انیہ کو جاتے دیکھ کر جو مسکراہٹ تھی،اف اس میں آسودگی ہی آسودگی تھی۔

انیہ ناجانے کیوں ارمان کے سامنے پر گھبرا رہی تھی پر ہمت کرے، سانس سا بھرے فائنلی روم تک پہنچ کر اندر جھانکی جہاں وہ اپنے بال ڈرائے کرنے کے بعد برش کیے ان میں ہاتھ کی انگلیاں پھیر کر جان لیوا حد تک بے ترتیب کر رہا تھا۔

"آپ کہاں چلے گئے تھے صبح صبح؟"

وہ پلٹا، انیہ کا گلاب چہرہ اور اس چہرے پر پھیلی فکر تکے وہ اسکے پاس سر ک کر کھڑا ہوا، انیہ کی سانسیں بے ترتیب ہوئیں۔

یہیں تھا۔ تمہیں چھوڑنے والا نہیں ہوں اب۔ واپس شیرازی ہاوس" "چلیں؟

انیہ نے اسکی طرف محبوبابہ نگاہیں جمائیں۔

"ناشتہ کریں ناں۔امیہ جان چاہتیں ہم لنچ تک رکیں۔آئی نو آپ کو اچھا نہیں لگ رہا پر۔۔۔"

وہ تھوڑی ہچکچائی تو ارمان نے اسکی بات کاٹی۔

"رک جائیں گے۔اٹس او کے۔"

وہ اتنی جلدی مان گیا کہ انیہ کا دل بہت ہی پیار پر مائل ہوتا محسوس ہوا،انیہ نے ارمان کو دیکھا جو اپنے ہی دھیان میں انیہ کے کھلے بالوں کو ہاتھوں کو اسکی طرف بڑھا کر انھیں چھو رہا تھا گویا دھڑکنوں سے چھیڑ خانی کر رہا ہو۔

"رات کو کیا ہوا تھا آپکو ارمان ؟"

ارمان کے ہاتھوں کو اپنی گردن سے مس محسوس کیے وہ ان بے دھیان آنکھوں کو دیکھنے لگی،ارمان کے ہاتھ رکے، نظریں اب تک انیہ سے نہ ملائیں،اسکی سپید ملائم گردن پر وارفتگی سے روکیں۔

"کیا ہوا تھا؟"

ارمان نے انجان بننے کی کوشش کی تو انیہ اسکے خواب اور نیند میں ڈرنے کو دل میں ہی گھوٹ گئی لیکن جو اسکے بعد ارمان نے اسے اپنے ہونے کا احساس دیا وہ سوچ کر انیہ کا چہرہ حجاب آلود ہوا۔

"آپ نیند میں تھے اور کہہ رہے تھے انیہ ! مجھ سے شادی کرلو"

شرمگیں مسرور مسکراہٹ لبوں پر لیے وہ ہاتھ اوپر اٹھائے ارمان کی شرٹ کے کالر کو ٹھیک کرتی بتانے لگی جو اسکا ارمان سے نظریں ہٹانے کا اک حربہ تھا۔

"اہاں! پھر؟"

وہ دلچسپی سے انیہ کی ناچھپائی جاتی خوشی پر مسکراتا مزید بولا، اسکے بالوں کی نرماہٹ اور خوشبو بھرپور محسوس کی۔

پھر میں نے کہا، شاید آپ کوئی خواب دیکھ رہے ہیں ارمان! ہماری شادی تو ہو چکی ہے"

وہ اب بھی ارمان کو دیکھنے کی ہمت نہ کر سکی، خوامخواہ اسکی شرٹ کے بٹنز سے کنفوز ہو کر کھیلنے لگی۔

"اوہ! پھر کیا ہوا؟"

انیہ نے جلدی سے زیرک پلکیں اٹھائیں۔

"پھر میں بھی آپکی طرح سو گئی"

ارمان نے اسکی چرائی نظروں پر محظوظ ہوتے سر ہلایا۔

"لیکن مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ ہم سوئے نہیں تھے پھر"

انیہ جو سمجھ رہی تھی رات کے وہ پُر خمار و جان لیوا لمحے صرف اسکی یاداشت کا حصہ ہیں، ارمان شیرازی کی بازوؤں میں جب قید ہوئی تو جسم و جان میں سنسنی سی سرائیت کر گئی۔

"آپ نے کہا کہ دور کیوں ہوں اور پھر۔۔"

انیہ نے خود کو ارمان کے سینے سے لگنے دیا پر آواز گلے میں دب گئی، وہ اسکے کھلے مہکتے بالوں میں ہاتھ پھیرے مسکرایا کہ وہ اس لمحے کو اتنی اہمیت دے رہی ہے۔

"میں راتوں کو اکثر ڈرتا ہوں۔ تم سنبھال لو گی مجھے؟"

کچھ دیر خاموشی کے بعد ارمان نے اسے خود سے دور کیا، وہ ارمان کی آنکھوں کو دیکھنے لگی۔

"ایسا دوبارہ شاید نہ ہو کہ آپ رات میں ڈر کر جاگیں، ہو سکتا ہے اگلی بار آپکو میری گدگدی جگائے مسٹر ارمان"

صبح کی ساری نرمیاں اور شرارتیں گویا اس وقت انیہ پر سوار تھیں، وہ آدمی، وہ انیہ کی محبت میں دھڑکتا ہوا آدمی جب جب مسکراتا تو اپنی آنکھوں کو چرا لیتا تھا۔

"دور ہوتا ہوں تم سے"

ارمان نے اپنے ہاتھ انیہ کے بالوں سے آزاد کیے تو وہ جلدی سے اسکے ہاتھوں کو تھام کر پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"ک۔۔کیوں۔۔۔کیا ہوا؟ میرے بال اچھے نہیں؟"

وہ بچوں کی طرح پریشان ہوئی۔

"بس مجھے۔۔۔۔"

وہ کہتے کہتے نظریں چرا گیا۔

"آپکو ان حسین زلفوں کا سایہ چاہیے؟"

وہ فورا اسے چہکی، اسکی آنکھوں کی شرارت کسی بھی بشر کو شر پر اکسا سکتی تھی، ارمان نے مسکراہٹ کو بڑی مشکل سے ہونٹوں میں چھپایا۔

"بس سایہ۔۔۔دھیان کہاں ہے تمہارا؟"

وہ سرد مہر نظروں سے گھورا تو وہ جلدی سے دونوں ہاتھوں کو آزاد کرتی آرمان کی گردن میں اپنی مخملی خوشبو والی باہیں حمائل کر گئی تو اسکی ایڑیاں زمین سے کچھ اٹھ گئیں کیونکہ وہ اس سے ہیلز کے باوجود لمبا تھا۔

"آپ پر ہے دل و جان سے میرا دھیان، میرا مطلب میں چاہیں ہوں آپکو ان بالوں اور ان بالوں کے سائے اور خوشبو سمیت؟"

وہ پر شوق آنکھیں ارمان پر جمائے جاننے پر بے قرار تھی، ارمان نے اپنے ہاتھ انیہ کے اطراف محصور کرتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

کچھ دیر وہ انیہ کی آنکھوں میں چمکتی پُر خمار سی روشنی دیکھنے میں محو رہا جو اسے دیکھ نہیں رہی تھی، جی رہی تھی۔

"لگ تو یہی رہا ہے۔۔۔"

مسکراتی انیہ کا ماتھا چومتے اپنی شکست تسلیم کی اور اتنے جان نثار لمس پر وہ آنکھیں موندنے کے بعد جب مسکرائی تو ارمان نے اسکی مسکراہٹ کو ابھی چھوا ہی تھا کہ دروازے کی دستک پر انیہ جلدی سے گردن موڑ گئی، ارمان نے اس لڑکی کے منہ موڑنے پر جبڑے بھینچ لیے۔

"بچو آجاو ناشتہ ٹھنڈا برف ہونے کے دہانے پر ہے۔"

ہالہ نے باہر سے ہی ہانک لگائی۔

"آئے بوا۔آپ چلیں۔ایک تو میری رومنٹک لائف میں اللہ جی نے ٹوکری بھر کر ولن انڈیل دیے ہیں کہ سمٹے بھی نہیں جا سکتے"

انیہ نے اول دو جملے تو اونچی ہانک میں کہے پر جب باقی کا بڑ بڑا کر ارمان کی طرف واپس گھومی تو وہ انیہ کی بڑ بڑاہٹ سن چکا تھا،انیہ نے جلدی سے دانت دیکھاتے مسکین سمائیل دی۔

"سب سے بڑی ولن تم ہو"

ارمان نے زور سے انیہ کو اپنی بازووں میں دبوچا کہ وہ ارمان کی گردن میں لپٹے بازو کستی کراہ اٹھی۔

"میری ہڈیاں۔۔۔۔۔"

وہ روہانسی ہوئی۔

"جو تم نے منہ پھیرا اس پر تمہاری ایک ہڈی کریک ہونی بنتی ہے"

ارمان غصہ تو کر رہا تھا پر غصے میں لگ نہیں رہا تھا۔

لیکن جس طرح آپ نے مجھے ابھی گھوٹا ہے ارمان۔ دو سو تو شرطیہ ہل" چکی ہیں۔ جو کرنا تھا کرلیں سامنے ہی ہوں ناں۔ ناراض کیوں ہو رہے "ہیں۔ منہ ہی تو پھیرا ہے، آپ سے دور تھوڑی ہوئی ہوں ارمان شیرازی

وہ جتا رہی تھی کہ اب بھی اسکی دسترس میں ہے، ارمان کے حواسوں پر انیہ کی ہنسی سوار تھی جسے دیکھ تو وہ چکا تھا، قریب سے سننا چاہتا تھا۔

"مجھے جو کرنا ہے اس کے لیے تمہیں مجھ سے پھر چہرہ پھیرنا ہوگا"

انیہ نے ناسمجھی سے دیکھا تبھی ارمان نے اسکی گال سے گال جوڑ کر اسکا چہرہ دوسری طرف کرتے انیہ کی گردن کی طرف سرکتے شہہ رگ بے حد رغبت سے چومی، حیران انیہ صاحبہ مدہوش سا ہنسیں۔

یہی ہنسی سننا چاہتا تھا، اس کی طلب تمہاری سانسیں اور تمہیں گھوٹنے پر"
حاوی محسوس ہو رہی تھی مجھے جب سے تمہیں نیچے ہنستا دیکھا۔ ورنہ آج
تمہاری ہڈی بھی کریک ہوتی اور تم بھی۔ تمہاری ہنسی نے تمہیں اس وقت
"مجھ سے بچایا ہے اسکا صدقہ دوں گا آج

انیہ نے اپنی بازو مزید کس لیے جس سبب ارمان نے اسکو اتنے آرام سے
اٹھایا کہ وہ پھر سے ارمان کی گردن میں منہ دباتی کتنی دیر ہنستی چلی گئی اور
جب بہت سا ارمان کا لاڈ لیے وہ روبرو ہوئی تو ارمان کی مسکراہٹ بنا چھپائے
انیہ نے دیکھی اور از سر نو اس آدمی پر لٹ گئی۔

"یہ مسکراہٹ مجھے دے دیں میں کھا لوں"

انیہ نے بے اختیار مبہوت ہوتے ارمان کے مسکراتے ہونٹوں سے وہ بھکی نظریں اٹھا کر گرے آنکھوں میں ڈالے کہا تو ارمان کی مسکراہٹ ایسے غلط ٹائم والے تقاضے پر غائب ہوئی۔

"تمہیں بھوک لگ رہی ہے۔چلتے ہیں باہر"

ارمان نے اسے نیچے اتارا اور جس طرح اس لڑکی سے جان چھڑواتے بھاگا انیہ نے منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی روکی اور ارمان کو دیکھتے خود بھی اس تک آئی جو دروازے میں رکا اسکے آنے کا منتظر تھا اور جناب نے واپس چہرہ سنجیدہ کر لیا ہو پر اپنی خوشی اب چھپانے کے دن چلے گئے تھے۔

شام تک علیحہ کی کنڈیشن مزید ابتر ہو گئی، وہ مرنے سے تو بچ گئی پر اسکی زندگی پر منڈالتا خطرہ کبھی بھی اسے نگل سکتا تھا، آلین میں اتنی سکت نہ رہی کہ وہ علیحہ کو دیکھ پاتا تبھی ہوسپٹل کی بلڈنگ سے بنا اسکے ٹھیک ہونے کا یقین لیے ہی نکلا کہ اب مزید اس سے اس جگہ رہنا نا ممکن تھا۔ فرار ہوئے جب وہ ہوسپٹل سے نکل رہا تھا تو نرس نے آواز دے کر روکا۔

"آپکے کان سے بلیڈنگ ہو رہی ہے سر"

آلین نے اپنی گردن کو چھوا تو اسکے ہاتھ خون سے رنگے، اس اسے پہلے بانی قریب آتا آلین نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا اور وہاں سے چلا گیا۔

بانی پھر بھی پیچھے ہی گیا تھا، آلین واپس جاہ منشن میں آیا تو سیدھا علیحہ والے روم کی طرف بڑھا جہاں اب تک فرش پر خون بکھرا تھا، بانی دروازے سے ہی واپس چلا گیا کہ آلین اس وقت کسی کی شکل دیکھنے کا روادار نہ تھا۔

آلین نے فرش پر بکھرے خون کی خشک بوندیں دیکھتے دیکھتے نظر یکدم جب سائیڈ ٹیبل پر ڈالی تو وہاں کچھ تھا۔

وہ شاید علیحہ بدر کے خون سے رنگا آخری عہد نامہ تھا۔ آلین جاہ کے ہاتھ اسے چھوتے بری طرح کانپ رہے تھے۔ اس سے علیحہ کی ہنسی چھوٹ رہی تھی اور سسکیاں لپٹی تھیں۔ آلین جاہ کی اپنی نبض ہاتھ سے چھوٹ رہی تھی۔

آلین نے بڑی بھاری سانس لے کر نظروں کو اس سطر تک ٹھہرنے پر قائل کیا۔

رات میں جب تمہارے کمرے میں گئی۔ مجھے نہیں"

لگتا تب علیحہ بدر سے خوش اس روح زمین پر کوئی عورت ہو گی آلین۔ لیکن پھر میں آئینے میں آ کر اپنا چہرہ دیکھتے ہنس پڑی۔ مجھے میرے عکس نے کہا "علیحہ تمہاری تو عزت نفس ہی نہیں رہی۔ تم مر جاو

آلین جاہ نے زمین پر بکھرے علیحہ کے لہو کے پاس ہی گرنے کے انداز میں بیٹھتے اپنی گردن مسلی۔

تمہارے منہ سے ان چھواسن کر مجھے لگا یہ چھوئی پائمال عورت تمہیں "

ڈیزرو نہیں کرتی۔ تم جانتے ہو جلدی اور خراب فیصلے کرنا میری عادت ہے

تو معاف کردو۔ میں نے پندرہ سال ہر دن ایسے گزارا کہ صبح میرا دل جینے

کو چاہتا اور رات مر جانے کو۔ میں جیتے جی تمہیں نہ چھوڑ پاوں گی

"نہ تم سے منہ موڑ پاوں گی۔۔۔

آگے علیحہ کے آنسووں کے نشان تھے، اسکی نادیدہ اذیت کے نوحے

تھے۔ آلین کی سانس رکنے لگی۔

تو بس موت ہی رہ گئی پیچھے جو آخری حل بچا۔"

کہ میرا تھوڑا وقار سلامت رہ جائے۔ تو اگر تم جلدی مجھ تک پہنچ جاو۔ خدا کے لیے میری جان مت بچانا۔ میں پھر سے اپنے ماں باپ کو اپنی گمنام موت کا دکھ نہیں دے سکتی۔ مجھے خود کو مرا ثابت کرنے دینا۔ مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں۔ میں اب نارمل ہونے لائق نہیں۔"

وہ جان لیوا سطر ختم ہو گئی۔ ساتھ ہی آلین جاہ کی ہمت بھی۔ وہ وہیں صفحہ زمین پر بکھرے خون کے نشان پر گرتا ہوا بیڈ کے نیچے جا گرا تو آلین نے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں جکڑا۔

"یہ ک۔۔ کیا کر دیا تم نے علیحہ۔۔۔"

وہ حلق کے بل اپنی دردناک چپ توڑے چینخا تھا، پھر جیسے اس پر موت کا سکوت چھا گیا۔

خود کو ان چھوا کہہ کر تمہیں میرا اس بات پر اترانا دیکھائی نہیں دیا کہ """
میں خود کو تمہارے لیے بچانے پر کس قدر مسرور ہوں۔ یہ کیسا مطلب لیا
تم نے، کہ اب مجھے کاظم کی قبر کھود کر اسے دوبارہ گاڑنا پڑے گا۔ تب
رقابت میں اور نشے میں گاڑا تھا، اب تمہیں یہ بتانے کو گاڑوں گا کہ میں
نے انجانے میں تمہارا مجرم مارا ہے۔ وہ جس نے پندرہ سالوں سے تمہیں
بہن بنا رکھا ہے وہ آلین جاہ کا ایک ہی ہمدرد ہے دنیا میں اس پرندے سا جو
مجھے تمہاری خبر دیتا تھا۔ کیا آلین جاہ یونہی کرمنل بن گیا؟ کیا اس پیچھے کی
کہانی سنے بنا تم چلی جاو گی کہ یہ کیسی قیمت تھی کیا تمہارا جانا بنتا ہے؟ یہ میرا
سر اس لیے اکڑا ہوا تھا تمہارے سامنے کہ مجھے پندرہ سال بعد پھر سے تم
نے چاہے جانے کا غرور لوٹایا۔ تمہیں میرا اٹھا سر پسند نہیں آیا علیحہ
بدر۔ اب یہ یا کٹے گا یا تا عمر کے لیے جھک جائے گا۔ صرف تمہاری مرضی
پر۔۔۔ تم اپنی گمنام موت ثابت کرتے کرتے جب تھک چلے گی اب اس

جاو تو بتانا، میں وہ کہنے کی کوشش کروں گا جو ہمیشہ کہنا چاہتا تھا کہ مجھے تمہاری ہر خبر مل رہی ہے تو ڈرو مت میں ساتھ ہو تمہارے، میں تمہارے آس پاس تھا لیکن واپس تمہارے دل کے کل آیا تھا اور اب تیرے دل سے نکالے ہم۔۔ کہاں بھٹکے کہاں پہنچے۔۔۔""""

آلین نے اس خون کو انگلی کی پوروں سے چھوا پر وہ جم چکا تھا لیکن وہ جس مقدار میں تھا، آلین کے سر کی شریانیں سکڑنے لگیں، اسکی آنکھوں سے سرخی پھوٹ گئی، وہ وہیں فرش پر دم سا ہارتے سائیڈ میز سے ٹیک لگائے ٹانگیں سیدھی کیے بیٹھ گیا جیسے کوئی مر جاتا ہے۔

اس نے گردن پر پھر سے پھیلتے لہو کو رگڑا پھر ہاتھ نیچے زمین پر رکھا، ایک ہاتھ لہو سے اٹے ہاتھ کی انگلیاں فرش پر داغ دے رہی تھیں اور دوسرا ہاتھ

گردن سے لپٹا تھا اور آلین کی آنکھیں کچھ لمحوں میں بند ہو چکی تھیں اور ابھی چند منٹ گزرے کہ آلین کے کان سے خون کی مزید لکیر پھوٹی تھی، اسکا گردن کے گرد جکڑا ہاتھ بھی رک چکا تھا، وہ فرش پر بے سدھ ٹیک لگائے پڑا تھا اور اسکے کان سے ہوتی بلیڈنگ اسکے نا بتائے جاتے درد کا راز کھول گئی تھی۔

"ماموں۔۔۔! میں آگئی۔۔ یہاں کیوں ہیں آپ۔۔۔"

دروازے کا ناب گھما کر مسکراتی زالے نے جیسے ہی ذیشان کے ہمراہ آواز دیتے ماموں کا بانی سے پوچھتے ہوئے اس مطلوبہ کمرے کے اندر قدم رکھا اسکے پیروں سے ماموں کو ایسے بے جان دیکھتے جان نکل گئی کہ آواز گلے میں دب گئی، خود ذیشان کا چہرہ دفعتاً سپید پڑا۔

عقب سے بانی اور آلین کے چار گارڈز بھی پیچھے ہی لپکے، علیحہ کے خون کے دھبے فرش پر اس جگہ تھے جہاں آلین بیٹھا تھا ورنہ دیکھ کر تو زالے شرطیہ بیہوش ہوتی۔

زالے اور ذیشان دونوں ہی آلین کی طرف لپکے۔

"م۔۔ماموں! یہ بلڈ۔۔ کیا ہو گیا آپکو۔؟"

زالے نے پاس گرنے کے انداز میں بیٹھتے روتے ہوئے آلین کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا، خود ذیشان نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل سے باکس میں سے ٹشو نکالے اور واپس بیٹھا۔

"میری جان تم واپس آگئی۔ خوش آمدید تم دونوں کو"

آلین نے اپنے درد فورا پرے بھی کیے اور ٹانگ مزید پھیلائی تاکہ فرش پر موجود سوکھے خون پر کسی صورت زالے یا ذیشان کی نظر نہ پڑے۔

"ماموں! میرا دل بند ہو جائے گا۔ کیا حالت ہو رہی ہے آپکی"

وہ روتی ہوئی ماموں کا ہاتھ چومے انکے سینے سے لپٹ کر سسکی تو آلین نے اسکو اپنی بازوؤں میں آسودگی سے بھینچا، جو درد آلین کی جان لے رہا تھا اس میں بدترتیج کمی آگئی۔۔

"آلین جاہ! آپ ٹھیک ہیں؟"

اس بار ذیشان نے آلین کی گردن پر بہتا خون صاف کرتے پوچھا تو زالے بھی روبرو ہوئی۔

"تم سب لوگوں کو چھوڑوں گی نہیں میں اگر میرے ماموں کو کچھ ہوا۔ یہ خیال رکھا تم سب نے میرے پیچھے انکا؟"

وہ حلق کے بل پیچھے پلٹے بانی اور باقی لوگوں کو دیکھے چلا تھی کہ اسکی دھاڑ نے ہر گارڈ کو شرمندگی سے نظر جھکانے پر مجبور کیا، خود ذیشان نے آلین کے کان سے نکلتے بلڈ پر بھی جلدی سے ٹشو رکھا، جبکہ آئین نے اپنا ہاتھ بڑھا کر زالے کا چہرہ اپنی طرف پھیرا، وہ آنسوؤں کو سنبھالنے کے بیچ ماموں کو دیکھنے لگی۔

"زالے! یہ نارمل ہے"

آلین کی آواز بھاری پڑی، سنبھالے آنسو رخسار پر اتر آئے۔

آپکے کان سے بلیڈنگ ہو رہی ہے۔ یہ نارمل نہیں۔ کس نے تکلیف دی" "آپکو۔ نام بتائیں حشر نشر کر آوں گی۔ ٹیل می

اس بار زالے کے رعب جمانے پر آلین تو مسکرایا، ذیشان کو بھی اس لڑکی کی شدت پسندی نظر آئی کہ وہ اس پر سے اپنی نظریں نہ ہٹا سکا۔

میرا بچہ بس دل زرا سکت سے زیادہ دکھا بیٹھا ہوں۔ یہ پارٹ آف لائف" ہے ابنارملٹی نہیں، مجھے تمہارے بندے کے ہاتھ کا سہارہ لینا پڑے گا اٹھنے "کو۔ تمہیں اگر برا نہ لگے۔ رونی شکل کہیں کی

وہ ماموں کے اس حالت میں بھی مزاق کرنے اور بہلانے پر روتی انکے سینے سے لپٹی، جبکہ آلین نے گہرا سانس بھرتے اٹھ کر کھڑے ہوتے ذیشان کو جیسے دیکھا وہ مسکرا کر جلدی سے واپس جھکا اور زالے کو پکڑ کر اٹھاتے ہی آلین جاہ کی طرف دوسرا ہاتھ بڑھا گیا، ہاں آلین کی نظریں اس ڈر سے آزاد تھیں جو اسے زالے کا ذیشان کے ہونے پر محسوس ہوا تھا۔

"جولی۔ میری پرنسیز کو لے کر جاو اور اسے پانی وغیرہ پلاو۔۔۔۔"

اس سے پہلے آلین، اپنا ہاتھ ذیشان کو دیتا، عقب سے آتی جولی کو دیکھتے آلین نے جب کہا تو زالے نے گردن نفی میں ہلائی پر جب ماموں نے پیار سے گھوری دی تو وہ روہانسی ہوتی روم سے گئی پر ذیشان کو دیکھنے کے بعد۔

زالے کے جاتے ہی آلین نے ذیشان کے ہاتھ کا سہارہ لیتے اٹھ کھڑا ہوتے ذیشان کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھا جو فرش پر بکھرے بہت سے سوکھے خون پر سوالیہ نظروں سے آلین کو دیکھنے لگا۔

"یہ خون میرا نہیں ہے ذیشان۔۔ بانی اس روم کی صفائی کرواو۔۔۔ زالے کی نظر پڑنے سے پہلے"

اس سے پہلے ذیشان کچھ پوچھتا، آلین نے پہلے ہی جواب دے دیا پر ذیشان سراسر پریشان تھا۔

"اوکے نہیں پوچھتا پر آپ مجھے بتا سکتے ہیں کس چیز نے دل دکھایا۔ آپ ٹھیک ہیں ناں؟"

وہ آلین کو اپنی بازو کے حصار میں لیے باہر آتے رازداری سے بولا تو پانی کا گلاس واپس جولی کو دیتی زالے جلدی سے بھاگ کر ان کی طرف آئی۔

"ٹھیک ہوں۔ اسے سنبھالنے دو مجھے پہلے پھر شاید تم سے دل کی تکلیف بانٹنی آسان ہو"

ذیشان نے آلین کی بات کا مان رکھا، زالے پاس آتی ماموں کے گلے لگی۔

"چلیں ہوسپٹل۔ یہ بلڈ ٹھیک نہیں۔ اور آپ بھی ڈاون لگ رہے ہیں۔ میرے جانے کی وجہ سے اداس تھے تو نہیں جاوں گی چھوڑ کر۔ میں بہت بری بیٹی ہوں ماموں"

وہ سینے سے لپٹ کر ہچکیوں سے رونے لگی کہ اس شخص نے اس زالے کو سنبھالا تھا جو پور پور اپنوں کے پیار کو ترسی تھی۔

"تم دنیا کی سب سے اچھی بیٹی ہو میرا بچہ۔ خبردار یہ کہنے کی اجازت میں تمہیں کبھی نہیں دے رہا۔ یہ نارمل ہے۔ تھوڑی کام کو لے کر ٹنشن تھی ابھی ٹیبلٹ لوں گا فٹ ہو جاوں گا۔ اور تمہاری جدائی تو بہر حال بھاری ہونی ہی تھی۔ تم گلے لگی ہو تو اب میں بلکل ٹھیک ہوں۔ میرا بچہ شادی کے بعد آیا ہے اور میں خاطر کرنے کے بجائے ہسپتال نکل لوں۔۔ سوچنا بھی مت۔۔ جولی نے بہت مزے کا کھانا بنایا ہے۔ آجاو پہلے انرجی بحال کرواتا ہوں تمہاری جو تم نے اتنی سی دیر میں رو کر ضائع کر دی۔ آجاو ذیشان۔۔۔ تم دو کا اتنا گندا ویلکم کرنے پر معذرت خواہ ہوں"

آلین جتنا بھی بہلا لیتا، وہ ماموں کی تکلیف نظر انداز بھی نہیں کرتی تھی، فراموش کرنا یا بھولنا تو دور کی بات تھی۔

"آپ سچ میں ٹھیک ہیں۔؟"

وہ ماموں سے اب بھی لپٹ کر ڈبڈبائی آنکھوں سے آلین کو دیکھتے بولی، خود ذیشان کو ٹوٹ کر پیار آیا زالے پر۔

"میں ایک دم ٹھیک۔۔۔۔میری جان"

آلین نے لاڈ سے زالے کا ماتھا چوما تو تب جا کر اس کے بلکتے تڑپتے دل کو کچھ آرام ملا، آلین کی بلیڈنگ رک گئی تھی پر وہ کتنے درد میں ہے یہ بس وہی

جانتا تھا، ہاں اب ذیشان ایسا انسان تھا جو کچھ حد تک آلین کی اذیت بھانپ گیا تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

Ulsan

پھیلی شام سجی سے موسم حسین میں آباد اسلامہ پر کوٹھی ہونے رات میں تھی، ارمان اور انیہ کو لنچ کے بعد بھی واپس آنے میں چار پانچ بج گئے اور انیہ جب سے آئی تھی اسے فائزہ شیرازی اور شازمہ نے کچن میں اپنے ساتھ گھسایا تھا تاکہ اس سے کھیر بنوا سکیں، اب انیہ گھر کی خواتین کے قبضے میں

آئی تو ارمان کا سخت موڈ خراب تھا تو وہ آفس نکلا اور وہاں کی کچھ میٹنگز اٹینڈ کیے واپس آیا، کل سے یونی بھی سٹارٹ تھی۔

وہ لان میں ہی انیہ کے لیے بائے کیے گفٹ کی ڈیلوری کا ویٹ کر رہا تھا جب ذیشو کی کال نے اسکے موڈ کو کچھ بحال کیا۔

مگر آگے سے ذیشان نے جو کوریا کا احوال سنایا اس پر ارمان کا خفیف سا پریشان ہونا کچھ جدید تھا، ذیشان خود بھی اس فرش پر بکھرے خون کو لے کر ٹنشن میں تھا مگر منتظر تھا آلین خود اسے اعتبار کے لائق سمجھ کر وہ سب ڈسکس کریں۔

"کیا وہ کسی ٹنشن میں ہے؟"

ارمان کے سوال پر اس جانب شاور لے کر روم میں آتے جناب دھیما سا مسکرائے، وہ ڈنر کرنے کے بعد ماموں بھانجی کو پرائیویسی دیے زرا خود بھی رئلکس ہونے روم میں آیا تھا جو آلین نے ذیشان ہی کے لیے سیٹ کروایا۔

"مجھے تو لگے۔ زالے کو انکے پاس چھوڑ کر میں زرا فریش ہونے آیا تھا۔ مے بی وہ زالے کو بتا دیں لیکن جب انکو فرش پر گرا دیکھا میں زالے سے زیادہ ڈر گیا تھا ارمان"

ذیشان نے آئینے کے روبرو رکتے اپنی بھیگی زلفیں خشک کرنے کے بیچ ہی اپنی خوبصورت شکل نہارتے اداسی اختیار کی۔

"تم کیوں ڈرے؟"

ارمان رک کر ڈھلتے سورج کی نارنجی روشنی پر نگاہیں جمائے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں دبائے ائیر بڈز کے تھرو ہی کال پر تھا۔

"اس لیے کہ وہ آدمی ہماری زالے کے لیے بہت اہم ہے ارمان۔ میں نے دیکھا زالے کی اس تکلیف کو آج جو اسکی آنکھوں میں آلین جاہ کو کھو بیٹھنے کے ڈر کے سبب اتر آئی"

ذیشان کی بھوری اداس آنکھیں منظر بھی بوجھل کر گئیں۔

"میری شرط مت بھول ذیشو۔ تجھے زالے کو ہمیشہ کے لیے یہاں لانا ہے ورنہ انجام بڑا سخت ہو گا۔ ضرور یہ آلین جاہ کی کوئی نئ چال ہے زالے کو پھر سے مجھ سے چھیننے کی۔ جانتا ہے ناں زالے کو ایموشنلی کیسے قابو کیا جا سکتا ہے"

ارمان اب تک بد گمانی کے پہاڑ پر جما تھا اس پر ذیشان کو کچھ افسوس ہوا۔

"زالے خود آجائے گی تیرے پاس میرے جانو زرا صبر کر اور اپنا دھیان اب زرا بچے بنانے پر دے نکما۔ میں زالے سے آلین جاہ کو کسی صورت نہیں چھین سکتا۔ آج کے تکلیف کے بعد تو نہیں۔ لیکن تیری شرط بھی ضرور پوری ہو گی"

ارمان اس آدمی کی فضول بکواس پر جبڑے بھینچ گیا۔

"ہونی بھی چاہیے ورنہ تو جانتا ہے کتنا سر پھرا ہوں۔ میں نے تجھے زالے پر اختیار تبھی دیا ہے کہ تو وہ کر جو میں نہیں کر سکا۔ اسے میری چھاوں میں

واپس لا۔ آلین جاہ کی نہیں ہے وہ۔ میری بیٹی ہے اور وہ میرے پاس ہی رہے گی"

ارمان نے اپنا حتمی فیصلہ سنا کر ذیشان کا دل بھاری سا کر دیا۔

"ہمم۔ اچھا اب پیار سے بھی بات کر لے یا سارا انیہ پر لٹا دیا۔ جان لے گا کیا اب میری۔ یہ بتا انیہ کو پیار ویار بھی کیا یا ناک چڑھا کر ہی دیکھا رہا ہے۔ دیکھ وہ چڑ گئی ناں اک بار تیری خشکی پر تو پیر پکڑوا کے بھی نہ مانے گی"

ذیشان نے تھک سا جاتے وہیں میٹرس پر گرتے زرا یار کو سنگدلی پرے کرنے پر شرم دلائی اور اسی لمحے جب ارمان گھوم کر پلٹا تو وہ ریڈ کلر کے سنپل سے ڈریس میں ہاتھ میں کھیر والا چھوٹا سا باول اور سپون لیتی شیرازی ہاوس سے نکلتی لان میں ہی چلی آ رہی تھی۔

وہ انیہ کے دادی جان کے ساتھ بزی ہونے پر جتنا بھی ناراض تھا،اس سرخ گلفام سی لڑکی نے ساری خفگی بھلادی۔

"میں اپنی پرسنل باتیں تجھے کیوں بتاوں؟"

ارمان نے ہری جھنڈی دیکھائی۔

"کیونکہ میں تیرا پرسنل یار جو ہوں"

ذیشان کو اشتیاق تھا کہ کیا سارے عاشق اس جیسے کمینے ہوتے ہیں یا اپنا یار مختلف ہے۔

"کوشش کررہا ہوں پیار کی پر وہ پاگل کرنے پر تلی ہے۔ابر آلود شام میں سرخ جوڑا پہن کر بال کھول کر کون سامنے آتا ہے بھلا؟"

ارمان کی رومانوی سرگوشیاں ذیشان کو سرور ہی تو دے گئیں۔

"اف اف آگ لگا رہی ہے یعنی میری چوہیہ۔چل جل جا پھر۔میں بھی چلا اپنی آنکھیں اپنے محبوب سے سیکنے۔پھر کروں گا کال۔میرے آنے تک خوشخبری سنا دینا"

ذیشان نے اٹھ بیٹھتے جو آخری بات کی اس پر ارمان کا کلیجہ جل گیا۔

انیہ بس پاس آکر رکنے والی تھی۔

"نہیں تو آ اپنا بچہ گوگل سے ڈائلونڈ کر کے تیرے ہاتھ میں پکڑاوں گا۔کمینے تو نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔ ویمپائر ہوں جو اتنی جلدی تجھے باپ بننے کی نیوز سنا دوں گا۔تو کال مت ہی کرنا خوامخواہ میرا امیٹر شارٹ کرے گی تیری بکواس۔۔رکھ فون"

ارمان نے چہرے پر نرمی سجائے جب ذیشان کی ستھری کی تو وہ آفت قہقہہ مارتا ہوا ارمان کو بھی تھوڑا سا بلش کرواگیا،ارمان نے میز پر جھک کر فون پر لگی کال ڈسکنکٹ کی اور جب واپس اٹھا تو انیہ روبرو کھڑی ہاتھ میں اپنی بنائی کھیر لیئلے کھڑی تھی اور اوپر ٹیرس پر فائزہ اور شازمہ کسی جاسوس کی طرح دونوں کو چھپ کر دیکھ رہی تھیں۔

"مل گئی تمہیں فرصت؟"

ارمان نے انیہ کی تیاری سے بلکل نہ دبتے ہنوز ویسے ہی ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں دبا رکھے تھے۔

آپکے لیے ایویلیبل ہونے کے لیے فرصت کے ساتھ ساتھ ہمت بھی" چاہیے ہوتی ہے مسٹر ارمان، تو فرصت و ہمت کا یکجا ہونا مجھ بے باک لڑکی "میں بھی کبھی کبھی ممکن نہیں ہو پاتا۔ آکریں

وہ جلدی سے چھوٹے سے گلاس باول میں رکھی چمچ کو کھیر سے بھرے ارمان کے ہونٹوں تک لے گئی جس نے بروقت انیہ کی کلائی اپنے ہاتھ میں دبوچی۔

فائزہ صاحبہ اور شازمہ دونوں ہی شرمیلا شرمیلا سا مسکرا رہی تھیں۔

"نہیں کھانی مجھے"

ارمان نے دل سا توڑا۔

"کھانی کیوں نہیں۔دو تین گھنٹے ہو گئے مجھے کچن میں سلگتے۔آپ ہی نہ کھائیں گے تو ہارٹ اٹیک آجائے گا اتنی محنت پر۔ایک بائیٹ لے کر یہ تو بتا دیں کہ کیسی بنی؟"

انیہ کو اپنی محنت پر رونا آیا،ارمان نے اس کے ہاتھ سے سپون لے کر پہلے تو ناک کے قریب لے جاتے اسے سونگا۔

انیہ نا چاہتے ہوئے بھی ارمان کی اس حرکت پر مسکرائی۔

اگر بری بنی تمہی پر اگلوں گا۔ میں لحاظ میں بدمزہ ریسپیز نگلنے والا انسان "
"نہیں ہوں

ارمان نے احسان ساجتایا اور اس سے پہلے وہ سپون منہ میں لیتا، انیہ نے چمچ کھینچی اور خود کھالی۔

اتنے نخرے تو میں نے اپنے نہیں اٹھائے۔ نہیں کھانی تو نہ کھائیں۔ لیکن "
اب رات میری فائزہ دادو جانی کے پاس ہو گی سوچا آپکو اطلاع دے دوں۔ ویسے بھی صبح یونی ہے۔ آپ کے ساتھ سوئی تو آپکے رومنٹک ہونے کے ویٹ میں دو بج جانے۔ میں دادو کے ساتھ ہگ کرے کم از کم نو بجے ہی سو تو سکتی۔۔ نیند پوری نہ ہو تو سارا دن جھٹکے لگتے ہیں۔ ہنہ۔ اور یونی جا کر تو "آپکو پتا نہیں کونسا کیڑا کاٹے گا۔ بس رعب جمائیں گے مجھ معصوم پر

انیہ کی تقریر سنے ارمان نے اسکے ہاتھ سے وہ باول لے کر جب میز پر پٹخے اسے دونوں بازووں سے پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا تو اوپر ٹیرس پر چھپی خواتین منہ پر شرما کر دوپٹے رکھے پیچھے ہٹ گئیں۔

بی بی سرکار اب پاری ہگو والا سین چلے گاناں۔۔ مطلب ہمارے ارمان "
" میاں کو شادی راس آرہی۔ہائے میں صدقے

شازمہ کی خوشی دیکھتے فائزہ بھی خوشی ہمکتا مسکرائیں۔

ہگو پاری سین چلے نہ چلے مجھے بس جلدی سے اپنی گودی میں اپنے ارمان کا"
بچہ چاہیے شازمہ۔اور مجھے لگتا ہے انیہ نے جو ارمان کو بدلنے کا وعدہ کیا جو
"جلد پورا کرے گی۔آجا اندر اب انکو کرنے دیتے ہیں جو کرنا چاہتے ہیں

فائزہ شیرازی کے لہجے میں جو دعائیہ ارمان تھے، ساتھ لپکتی شازمہ نے صدق دل سے آمین کہا۔

"تمہاری ہر رات میری ہے انیہ"

وہ اسکی بازووں سے دبوچتے سخت تنبیہہ کر گیا، انیہ کے دل میں مانو سرور سا پھیلا۔

"تو نخرے کیوں کیے کھیر کھانے میں۔ اتنی بری کک بھی نہیں ہوں۔ امیہ جان نے کافی کچھ ڈنڈے کے زور پر سیکھایا ہوا ہے۔ اب میں بھی نہیں کھاوں گی نہ ہی ڈنر کروں گی۔ گندا سا منہ سو جھا کے سو جاوں گی"

انیہ نے گردن پھیری یعنی وہ ناراض ہے۔

"کیا میرے نخرے اتنے بھاری ہیں؟"

انیہ نے جلدی سے چہرہ واپس پھیرا۔

نہیں۔بس مجھے لگا آپ کھیر کھا کے میرے ہاتھ چوم لیں گے۔کیونکہ وہ "سچ میں بہت اچھی بنی ہے"

وہ روہانسی ہوتی شکوہ کرنے لگی۔

"اچھااوراگر نہ کھا کر تمہارے ہونٹ چوم لوں تو؟ معاملہ سلجھ سکتا ہے؟"

انیہ جو سڑا جواب امید کر رہی تھی، ارمان کے سنجیدگی سے پوچھنے پر سپید پڑی، بھلا ایسے کون کرتا ہے، بناوار ننگ اتنے منہ پھٹ طریقے سے کون جان نکالتا ہے۔

ا۔ارمان۔۔۔ آپ ایسے تو نہیں تھے۔منہ پھٹ ہونے کی حد ہوتی ہے" "وہ بھی نئی نویلی دلہن کے ساتھ

وہ صدمے میں جب بڑبڑائی تو ارمان نے اسکی بازووں پر پکڑ ڈھیلی کرے تھوڑا فاصلہ بنایا۔

عام شوہروں سے الگ ہوں۔ میرا رومینس بھی سٹریٹ فارورڈ" "ہے۔ تمہیں اچھا نہیں لگا؟

ارمان کی گہری آنکھیں خفیف سا مسکائیں توانیہ کے ہونٹ بھی پھیلے۔

"لگاناں۔ لیکن بیوی کو کہنے سے زیادہ کرنے والا شوہر زیادہ اچھا لگتا ہے۔"

وہ تھوڑا اظہار کرنے کے موڈ میں تھی۔

"کرنے والا ہسبنڈ پسند ہے تمہیں۔ تو کیا کروانا چاہو گی تم مجھ سے پہلے ؟"

ارمان نے زرا دلچسپی سے سوال کیا اور اتنا ٹھنڈا انداز تھا کہ انیہ کو سردی باقاعدہ فیل ہوئی۔

"وہ گولی ملے گی؟"

انیہ نے غصے سے ارمان کو گھورا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی نظریں سی گماتا مسکرایا۔

"پھر سے دماغ چاٹنا چاہتی ہو میرا فضول حرکتوں سے؟"

ارمان کی مسکراہٹ پر وہ مر مٹی کہ سوال بھی پیارا لگا جو اخیر بونگا تھا۔

"وہ گولی اس بار آپکو کھلانی ہے مجھے"

انیہ نے ارمان کے پیٹ پر زور کی چٹکی کاٹی تو وہ آئبرو اچکاتے اسکا بے قابو ہاتھ پکڑتا گھورا۔

میری فضول حرکتیں تم نہیں سہہ پاؤ گی۔ لیکن دادی جان کی خواہش "
"پوری ہو جائے گی

ارمان نے معنی خیزی سے کہا تو وہ اس سے پہلے دادی جان کی خواہش کنفرم کرتی، کسی آہٹ پر پلٹی جہاں چوکیدار انکل ایک چھوٹا سا باکس لیے ان دو ہی کی طرف چلے آئے۔

انیہ فوراً ارمان سے دور ہوئی۔

" تھینکو "

ارمان نے وہ باکس ان سے لیے شکریہ کہا جس پر وہ پلٹ کر واپس چلے گئے جبکہ انیہ بہت زیادہ ایکسائٹمنٹ سے ارمان کو دیکھنے لگی۔

"یہ کیا ہے ارمان؟"

وہ تجسس میں تھی۔

"تمہیں کونسا پیٹ پسند ہے؟"

ارمان کے سوال پر انیہ نے خوشگوار حیرت سے ارمان کو دیکھا۔

مجھے میری جولو پسند تھی بس،اسکے مرنے کے بعد سے میرا دل کسی پیٹ پر نہیں آیا"

جولو نامی بھوری بلی انیہ کو بہت پسند تھی، جس پر سفید کلر کی دھاریاں تھیں، اور اسکی آنکھیں بھی سنہری تھیں پر وہ کسی بیماری سے مر گئی تو ارمان کو یاد تھا وہ پورا مہنیہ جولو کے غم میں روئی تھی۔

"ہو سکتا ہے اس پر آجائے"

ارمان نے جیسے ہی وہ باکس کھولا، جولو جیسا ہو بہو وہ بلکل ہی چھوٹا سا بلی کا بچہ اچھل کر انیہ کی گود میں کودا تو وہ ڈر کر جب اچھلی تو جولو اسکی بازووں میں بچارا دب کر خفیف سا کراہا اور ارمان انیہ کی حالت پر مسکرایا۔

انیہ نے جب زرا واپس ہوش میں لوٹتے اس چھوٹے سے بلی کے بچے کو ٹھیک سے ہولڈ کیا تو نہ صرف وہ جولو جیسا تھا بلکہ اسکی آنکھیں بھی سنہری

تھیں اور یہ بلیوں کی بہت ہی رئیر قسم تھی جو کم از کم ملنا اب بہت مشکل تھا۔

انیہ نے بھیگی مسکراتی آنکھوں سے ارمان کو دیکھا۔

"یہ تو جولو کا میل ورژن ہے ارمان۔ یہ بہت پیارا ہے۔ تھینکیو سو مچ۔ یہ کتنا کیوٹ ہے"

ارمان اسکی خوشی پر زرا قریب ہو کر جھکا۔

"میں نے تمہیں بلی کا بچہ گفٹ کیا ہے تم مجھے ارمان کا بچہ گفٹ کر دینا، تمہارا تھینکیو سمجھ لوں گا۔۔ ویسے کھیر اتنی بری بھی نہیں لگ رہی۔ کھائی جا سکتی ہے"

ارمان نے جو کہا اور کھیر لیے وہاں سے گیا، انیہ کا دل کیا ہاتھ میں پکڑا ابلی کا بچہ ہی اس سر پھرے کے سر میں مارے۔

میں نے اکیلے ایجاد نہیں کرنا اسے۔ آپکی کنٹروبیوشن بھی لازم ہے۔ انکا" بچہ نہ ہو گیا نوڈلز ہو گئے جو میں اکیلے ہی بنا کر آپکو بس تیار کر کے کھلا دوں۔ تم دیکھ رہے ہو جولو۔ کس قسم کے ٹھنڈے لوگ اتارے ہیں اللہ "نے اس دنیا پے۔ شکر کرو تم بلے ہو

وہ جو باول سے مزے سے کھیر کھاتا ہو گھر کی طرف جا رہا تھا، انیہ کی بڑ بڑاہٹ پر جس طرح ہنسا، اف یہ اسکی ہنسی شیر ازی ہاوس کے در و دیوار نے نا جانے کتنی مدت بعد پائی تھی اور وہ سب انیہ کو دعا دے رہے تھے جو

جو لو کے ساتھ اب ارمان کی شکائتیں لگا کر دل ہلکا کرتی اس سے جی بھر کر لاڈ کرنے میں مصروف ہو چکی تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

جب تک ذیشان واپس آیا، زالے ماموں کی گود میں سر رکھے سو گئی اور پھر ذیشان کے تھوڑا سا کرید نے پر ہی آلین نے اپنی تکلیف اس سے بانٹ لی اور یہ تکلیف ایسی تھی کہ پہلے والا ذیشان حیدر ملک بھلے نہ سمجھ پاتا پر اب والا محبت کی رمز سمجھنے والا یہ آدمی جی جان سے واقف تھا، اس درد کا جو آلین نے پندرہ سال سہا، وہ سچ میں جان لیوا تھا۔

یہ تھی میری کہانی۔میں زالے کو یہ سب بتانے سے خوفزدہ ہوں"

"ذیشان

بیک وقت دونوں کی نظر زالے پر تھی جو ماموں کی گود میں سر رکھے سو چکی، چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی جسکے لیے آلین جاہ اور ذیشان حیدر دونوں کی آنکھوں میں محبت وانسیت کا الگ الگ نوعیت رکھتا جہاں آباد تھا۔

مجھے لگتا ہے یہ آپکو ضرور سمجھے گی، بہت سیانی ہے۔درد بھری نظریں" ہوں یا دل، بھانپ لیتی ہے۔آپ مت خوفزدہ ہوں۔اگر میری مدد درکار "ہے تو میں حاضر ہوں

آلین نے اپنے ہاتھ پر ذیشان کے ہاتھ کا دباو محسوس کیے نظر اٹھائی، آج لگا جیسے یہ اسکی زالے کو دکھ نہیں دے گا۔

"مرد بہت ظالم ہوتے ہیں، میری اپنی مثال تمہارے سامنے ہے۔ علیحہ کی یہ حالت دیکھ کر میں اپنی زالے کے لیے مزید ڈر گیا ہوں۔ اسے تم سچ میں وقتی تو نہیں اپنا رہے ناں؟ کوئی ایسی بھول تو نہیں کرو گے کہ اسکی آنکھیں نم ہوں۔"

آلین کی آنکھوں میں جو آس تھی وہ ذیشان کے لیے بھاری ذمہ داری سی تھی، اس نے مسکرا کر جب سوئی زالے کو دیکھا تو اسکی آنکھوں میں ویسی نرمی آئی جیسے سورج کے آگے اچانک بادلوں کے آجانے سے آتی ہے۔

"میں اسکے معاملے میں بھول نہیں کر سکتا، یہ وقتی طلب نہیں ہے۔ ہمیشہ کے لیے اچھی لگی ہے مجھے۔ پھر بھی آپ مجھے آزمانا چاہتے ہیں تو آزما

لیں۔میں بھی اس بات سے متفق ہوں کے مرد واقعی ظالم ہوتے ہیں،آپ
"پوری تسلی کرلیں یہ آپکا حق ہے

آلین کا ہر خدشہ جیسے ذیشان نے بہت پیار سے ہٹایا تھا۔

تو پھر آج رات اسکے ساتھ رہو مگر اسکے قریب جانے کی اجازت نہیں"
تمہیں۔اگر یہ رات تم نے آسانی سے گزار لی تو میں مان لوں گا تم محبت کر
رہے ہو دل لگی نہیں،اور جب دل لگی کا معاملہ نہ ہو ذیشان تو حد بس عشق
پر ختم ہوا کرتی ہے۔پھر اسکے بعد تمہارا اگلا ٹیسٹ ہو گا۔کیونکہ مرد کی
صرف محبت کافی نہیں۔وہ تو میں بھی علیحہ سے کرتا آیا ہوں پر دیکھو آج
"موت کے منہ میں ہے۔تم تیار ہو اپنی آزمائش کے لیے؟

آلین کی آنکھوں میں چمک تھی تو ذیشان اس اجازت پر فدا۔

"دل و جان سے تیار ہوں"

وہ پر عزم تھا، آلین نے اپنی گود میں سوئے اپنے بچے کو دیکھا اور اسکا سر دھیرے سے تکیے پر منتقل کیے بیڈ سے اتر کر اٹھا تو ذیشان بھی اٹھ کر آلین جاہ کے سامنے رکا۔

"آپ ہوسپٹل جا رہے ہیں؟"

ذیشان کی فکر پر آلین نے اسکا رخسار شفقت بھرے انداز میں سہلایا اور بیٹھ کر جھکتے شوز پہنے۔

"ہاں اسکے پاس جا رہا ہوں۔ ابھی زالے کو کچھ مت بتانا"

آلین نے واپس اٹھتے تاکید کی۔

"وہ تو ٹھیک ہے پر آپکی یہ کان کی بلیڈ نگ مجھے بھی نارمل نہیں لگ رہی۔ پلیز آپ اپنا بھی چیک آپ کروائیں۔ میں چلوں آپکے ساتھ؟"

ذیشان کے لیے آلین اب اہم تھا کیونکہ ایک تو وہ رازدان تھے دوسرا زالے سے جڑا ہر رشتہ اب ذیشان کے لیے قابل احترام تھا۔

"فکر مت کرو۔ ایک انجکشن لینا ہے بس رک جائے گی بلیڈ نگ۔ اسکے پاس رہو۔ پریشان یا اداس ہو تو بہت سوتی ہے۔ لوگوں کی نیند اڑتی ہے پر میرا بچہ مزید ٹن ہو جاتا ہے۔ ملتا ہوں صبح"

آلین نے بے فکر کرے مسکرانے پر بات ختم کی پر ذیشان کا نجانے کیوں دل بہلنے پر آمادہ نہ تھا، وہ آلین کے پورچ تک ساتھ آیا اور انکے جانے کے بعد واپس روم میں پہنچا تو وہ نرم سے پِلو پر کروٹ پر سر رکھے لیٹی تھی، کمرہ انورٹر سے گرم تھا پھر بھی وہ سوئے میں جب پیر ایک دوسرے میں چھپانے کی کوشش کر رہی تھی تو ذیشان نے پاس آتے اسکی ٹانگیں اٹھا کر باریک کمفرٹر نکال کر کھولتے اسکے کندھے تک اوڑھایا اور پاس ہی بیٹھے نرمی سے زالے کا سر سہلاتے مسکرایا، زالے نے کسمسا کر کروٹ بدلنی چاہی ہی کہ اسکی آنکھ کھلی تو ذیشان کو دیکھے اس سے پہلے وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھتی، ذیشان نے اسے پکڑ کر واپس پلو پر لٹایا۔

"ذیشان۔۔۔ماموں کدھر ہیں۔میں سو گئی تھی کیا؟"

اپنے بازو قید دیکھتی وہ پھڑ پھڑائی۔

"وہ کچھ اہم کام سے گئے ہیں۔ میں نے کہا ہے اپنے کان کا جا کے معائنہ کروائیں۔ کہا تھا ساتھ چلوں پر انہوں نے کہا میں انکے اس اداس بچے کے پاس رہوں"

زالے کی آنکھیں پھر سے بلیڈنگ پر بھرنے لگیں۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ کچھ برا تو نہیں ہو گا ناں ذیشان۔ کان کی بلیڈنگ خطرناک ہوتی ہے۔ اتنا تو جانتی ہوں"

وہ بھیگی سی آواز میں بولی تو ذیشان نے اسکے بازو آزاد کیے اور اپنا ہاتھ زالے کے ہاتھ پر رکھے اسے دباتے پکڑ کر ہونٹوں کے پاس لائے چوما۔

نہیں ہوتی۔ بعض اوقات بہت زیادہ نارمل ہوتی ہے۔ کچھ برا نہیں "
"ہو گا۔ تم سو جاو۔ کیوں جاگی ہو؟ اچھی لگ رہی تھی ٹن

محترمہ کی آنکھیں کچھ پریشانی سے نکل آئیں۔

"نہیں میں سوتے ہوئے بلکل اچھی نہیں لگتی آپ ایسے ہی کہہ رہے ہیں"

اسکے شکوہ کرتے گال اپنے حجم سے بڑھے تو ذیشان کی آنکھیں مزید بھوری ہونے لگیں۔

"میں جھوٹ کیوں بولوں گا۔؟"

وہ کچھ ان کمفرٹیبل ہوئی کہ وہ بیٹھا ہے اور وہ لیٹی تھی تبھی اٹھنے لگی۔

"مجھے بیٹھنا ہے"

اس بار وہ نہ رو کے تبھی محترمہ سے بیٹھتے ہوئے مرضی بھی بتائی، ذیشان کی نظر اک سیکنڈ بھی زالے سے نہ ہٹ رہی تھی۔

"لان میں چلیں۔مجھے ستارے دیکھنے ہیں"

جب کچھ سمجھ نہ آیا تو زالے نے عجیب سی فرمائش کر دی اور ذیشان اچھے سے سمجھ رہا تھا وہ یوں اسکے ساتھ اکیلے کمرے میں بے چین ہے۔

"تمہارے سامنے بیٹھا ہے، چمکتا ستارہ"

وہ بہت نرم مسکرائی ساری گھبراہٹ ترک کیے۔

"سچی والا ذیشان"

وہ بالوں کو کان کے پیچھے اٹکائے زور دیتے بولی۔

"انکو دیکھ کر بھی اگر ایسے ہی مسکراو پھر چل سکتے ہیں"

وہ اٹھ کر اپنا ہاتھ زالے کی طرف بڑھاتے بولا جو جلدی سے اسکے ہاتھ میں ہتھیلی تھمائے نا صرف اٹھی بلکہ پیروں میں فلیٹ چپل چڑھائی تبھی ذیشان سے بہت چھوٹی لگ رہی تھی۔

"ہیلز پہنا کرو میرے ساتھ"

زالے اسکے سر جھکا کر پیر تکنے پر ہنسی۔

"وہاں ہمیشہ ہیلز میں تو تھی آپکے ساتھ۔ پیروں کو ریلکس نہ دوں کیا"

وہ اسکی طرف واپس دیکھنے لگا۔

"پھر ٹھیک ہے، ایک سیکرٹ بتاوں۔ ادھر آو"

وہ ہچکچاتی زرا قریب ہوئی تو ذیشان نے اسکے کان کے قریب رک کر اس لڑکی کے جسم کی خوشبو جیسے ان ہیل کی، وہ کتنا پیارا لگا یہ زالے جان اور دیکھ نہ سکی، وہ تو دم سادھے سرگوشی کی منتظر تھی۔

"تم ذیشان حیدر ملک سے اپنے پیر بھی دبوا سکتی ہو۔یہ کام جو بی جی بھی مجھ جیسے مغرور سے نہ کروا سکیں"

وہ لرز کر پلکیں اٹھاتی اسکے سینے پر ہتھیلی کو ٹکا کر دور ہوئی۔

"میں کیوں دبوانے لگی پیر؟"

وہ غصہ کر رہی تھی۔

"میں تمہیں انوکھا حق دے رہا ہوں۔کیا تم میری حدود میں راج نہیں کرنا چاہتی زالے؟"

وہ اسکے سینے پر رکھے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں دبائے اسے بہت پاس لائے کھڑا تھا۔

"اس حدود میں اور کون کون سے راج ہیں؟"

اتنے قریب وہ ذیشان کے دل کی دھڑکن سن سکتی تھی، اسکی بھوری آنکھوں کے چمکتے ارمان چھو سکتی تھی۔

"جو تم فہرست میں ڈالنا چاہو"

وہ ساری ہی عاشقوں والی حدیں پار کر رہا تھا۔

"میری سوچ تو بہت محدود ہے"

وہ نظریں سی جھکا گئی۔

"تمہارا ہونا بہت وسعت رکھتا ہے یہی کافی ہے اور ہاں میں تمہارے آس پاس حسین سانس بہت جلد لینے والا ہوں"

وہ پلکیں اٹھائے حیرت بھرا مسکرائی۔

"یہ حسین سانس کیا ہوتے ہیں اور کسی کا ہونا وسعت کیسے رکھتا ہے؟ اتنی مشکل باتیں۔ اردو میں ہمیشہ بہت ویک رہی ہوں ذیشان"

وہ اسکی الجھن پر ہنسا۔

کسی کا ہونا وسعت تب رکھتا ہے جس آپ اسکی ذات میں سفر کرنے لگتے "
ہیں، اسکے آس پاس بسر ہونے لگتے ہیں۔ جبکہ حسین سانس جب سچ میں
"لوں گا تو تمہیں ضرور بتاوں گا

وہ پہلا معاملہ راز کر گیا تو زالے دلچسپ نگاہوں سے ذیشان کی آنکھوں کو کھوجنے لگی۔

"اوکے۔ ویٹ کروں گی اس کا۔"

وہ چہکی۔

"آپ کی کمپنی مجھے اچھی لگی ہے ذیشان، آپ نہ ہوتے ابھی تو میں ماموں کی بلیڈنگ سوچ سوچ رورو کر خود کو کھا چکی ہوتی۔ وہ اپنے درد ایسے ہی مجھے بہلا کر چھپا دیتے ہیں پھر وہ رات میری بھاری گزرتی ہے"

وہ زخمی سا مسکرائی، کبھی کبھی ہی ایسا مسکراتی تھی۔

"تم اپنی ایسی ہر بھاری رات میرے پاس گروی رکھ کر ہلکی میٹھی نیند والی رات لے لینا"

ذیشان کے ہاتھوں میں زالے کے ہاتھ مسکا رہے تھے، وہ انکی خوشی پر نہال تھی۔

"آپ راتیں گروی بھی دیتے ہیں۔۔ ہنہ۔۔ کس کس کو دی اس سے

پہلے؟"

وہ آئبر واچکا کر گھوری، تھوڑی جل بھن جانے کی کیفیت تھی،ذیشان

صاحب اش اش کر اٹھے۔

"یہ دھندا تمہیں دیکھ کر شروع کیا ہے ابھی اس لمحے۔میری اس سے پہلے

تک ہر رات جہاں بھی بیتی ہو۔اب سے ہر رات تمہارے ساتھ نہ بھی

گزری لیکن امانت صرف تمہاری ہو گی زالے"

وہ یکدم ہی سنجیدہ ہوا اور زالے کی روح لرز کر رہ گئی اس اتنے بڑے مرتبے

پر۔

"راتیں بھی امانت ہوتی ہیں؟ وہ کیسی ہوتی ہیں؟"

وہ اب بھی نا سمجھی سے منمنائی۔

وہ من پسند ہستی کی یادوں اور اسکے نادیکھائی دیتے سرور سے بھری ہوتی ہیں"

زالے کا سر چکرایا اتنی مشکل باتوں پر۔

"اف ذیشان۔ آپکی باتیں اتنی مشکل کیوں ہیں"

وہ سر تھک کر اسکے سینے سے جب لگا گئی تو خود بھی احساس نہ ہوا کہ کس دل سے جا لگی جو اس وقت اسی کے لیے تو مر رہا تھا، ذیشان نے اسکے پکڑے

ہاتھ اپنی کمر کے اطراف رکھتے خود بھی اسے بازوؤں میں زرا سینے کی طرف کھینچ کر کرتے بھرا، ایسی شدت اس نے سوچی نہیں تھی جو زالے کو ملی۔

کیونکہ میں بہت آسان ہوں۔ باتیں مشکل کر رہا ہوں تاکہ تمہیں یہ نہ " لگے کتنا ہلکا آدمی مل گیا ہے۔ "

وہ بتا نہ سکا وہ جب جب اسکے سینے سے لگی ہے وہ پاگل ہو گیا ہے، اس وقت بھی دل چاہا بس زالے یہیں رہے۔

"میں ایسا سب نہیں سوچتی"

وہ اسکی شدت میں ہنوز سینے لگی رہی۔

"تم جب جب میرے دل سے لگتی ہو۔میں ہار جاتا ہوں"

وہ چہرہ اٹھا کر ذیشان کو دیکھنے لگی۔

"اچھا تو کہاں لگوں کے آپ جیت جائیں؟"

وہ تھوڑی خفا تھی کہ اس دیو داس کو جتنا اندر دبا رہی تھی یہ باہر نکل رہا تھا۔

"منہ لگو"

وہ بڑبڑا تو گیا پر اس سے پہلے زالے کا چہرہ تاریک پڑتا جناب اپنا کہا جملہ سنوارنے پر تیار ہوئے۔

"وہ والا منہ لگنا نہیں۔آئی مین۔۔۔وہ کہتے ہیں ناں غصے میں کہ میرے منہ مت لگو۔بس اس سینس میں کہا۔بس غصے کی جگہ سنجید گی تھی یہاں"

زالے اسکے بہلاوے پر گھوری۔

"میری آنکھوں کو ستارے اس طرح دیکھائیں گے تو دوبارہ گلے نہیں لگوں گی آپکے"

درد تھا زالے کے جملے میں جو ذیشان کو بھی ہوا۔

"چلو جیسے تم ستارے دیکھنے پر راضی ہو ویسے دیکھا دیتا ہوں۔مت لگنا گلے۔آو لان میں چلتے ہیں"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے ہی باہر نکلا پر زالے کی توجہ ذیشان کی سرد چپ پر جا اٹکی۔

وہ لان میں آئے تو ذیشان نے اسکا ہاتھ چھوڑا اور لان کے دوسری طرف چلا گیا جبکہ زالے اپنا ہاتھ دیکھتی وہیں کھڑی رہی۔

"آپ روٹھتے کیوں ہیں اتنے؟"

وہ عقب سے اسکے پیچھے جاتی پکاری۔

"کب روٹھا؟"

زیشان نے سنجیدگی سے رک کر رخ پھیرا تو وہ پاس جا کر رکی۔

"ابھی۔کہ مت لگنا گلے۔۔۔۔"

وہ یہ کہنا نہیں چاہتی تھی پر کہہ بیٹھی۔

"اتنا مت سوچو۔وہ دیکھو ستارے"

ذیشان نے اسے پکڑ کر پلٹایا اور سینے سے زالے کی پشت جوڑے زالے کا چہرہ ہاتھوں سے پکڑے اوپر اٹھایا جہاں آسمان پر ان گنت ستارے تھے۔

زالے نے اپنی گالوں سے ذیشان کے ہاتھ ہٹائے اور اسکے حصار میں ہی پلٹی۔

"نہیں دیکھ رہی"

وہ منہ پھلا گئی۔

"تم روٹھتی بھی ہو؟"

ذیشان پاگلوں کی طرح خوش ہوا۔

ہاں ناں پیار والا۔ صرف ان سے جن سے گلے لگنا میرے لیے بہت بڑی "آسانی ہو۔ جیسے ماموں، جیسے اب لالہ۔۔ جیسے۔۔۔ آ"

اس سے پہلے وہ اسے بھی شامل کرتی وہ پیچھے ہٹا۔

"مجھے مت ایڈ کرو۔۔۔ مجھ سے تو نہیں لگو گی گلے"

وہ مزید پیچھے ہٹا تو وہ پریشان ہوئی، اسکی طرف بڑھی۔

"ذیشان۔ یہ کیا بیہو یر ہے؟"

وہ بھیگی آواز سے بولی تو وہ اپنی برہمی ختم کیے رکا۔

"تم ستارے دیکھو ناں پلیز۔ مجھے مت دیکھو ابھی"

وہ زالے کو پکڑ کر پھر سے پلٹا گیا اور اب وہ ہل نہ سکے تبھی بازوؤں میں قید کیا۔

مجھ سے پیار کرنے والے نارمل نہیں رہتے ذیشان۔ پلیز خود کو روک لیں۔"

وہ اب ستارے دیکھ ہی نہیں سکتی تھی، اس نے بس ذیشان کی بازوؤں کی قید کو محسوس کیا۔

"تمہیں چاہتا کونسا انسان نارمل نہیں۔ نام بتاؤ؟"

اسے زالے کی یہ بات بہت چبھی۔

"ماموں۔۔ وہ میرے لیے خود پر محبت شادی سب حرام کیے بیٹھے ہیں۔ کون کرتا ہے ایسا۔ دوسرے لالہ، جو پیار کرتے ہیں پر کہنے کی سکت

کھو چکے ہیں کہ زالے تم میرا بچہ ہو۔میں آپ میں بھی ابنارمل فیل کر رہی ہوں۔روک لیں پلیز خود کو۔"

وہ اپنا آپ ذیشان کے سہارے چھوڑے جیسے بے جان ہوئی۔

"دو دے اجازت کی پیار بس تم۔نہیں بھی ویسے شوقین کا رہنے نارمل میں مجھے"

زالے نے خود کے گرد بندھے ذیشان کے بازو کھولے اور پھر پلٹ گئی۔

"نہیں دے رہی۔اسی میں آپکی بہتری ہے۔اب مجھ سے ستارے نہیں دیکھیں جائیں گے"

وہ روہانسی ہو گئی اور ذیشان اسکی ممنونیت ہوا میں اڑا کر مسکرایا۔

"تو کیا تمہاری کھڑکی میں چاند ٹانگ دوں مسیز ذیشان حیدر۔ستاروں کی کیا وقعت تمہارے سامنے جو خود چاند جیسی ہے"

زالے اس بار اسکے کندھے پر زور کا مکا مار کر کندھے میں ہی منہ چھپا گئی۔

"نہیں ہوں میں چاند جیسی۔ تنگ مت کریں میں آل ریڈی ماموں کے لیے پریشان ہوں۔روئی تو آپ چپ نہیں کروا پائیں گے مجھے"

وہ رو رہی ہے یہ ذیشان کو اپنے کندھے میں اترتی آنسوؤں کی نمی بتا چکی تھی۔

اچھا چیلنج۔ چلو رو۔ گدگدی ایسی کروں گا کہ تم ساری زندگی کا کھڑے "

" کھڑے ہنس دو گی

وہ اسکے پیٹ کے اطراف ہاتھ پھیلاتا اس سے پہلے سچ میں گدگدی کرتا وہ چینخی، ذیشان نے گدگدی بروقت روکی۔

"زالے"

وہ پریشان ہو گیا، وہ دردناک چینخی تھی، ذیشان نے اسکا آنسوؤں کی آمیزیشن سے اٹا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا۔

ذیشان۔۔ایک اور انسان ابنارمل ہوتا برداشت نہیں کر سکتی خود کے "

لیے۔

Please Stop liking Me"

وہ بہت کرب سے سرگوشی میں بولی۔

میں دوبارہ تمہیں ایسا کبھی پریشان نہیں کروں گا۔ معاف کردو۔ میں" نہیں پسند کرتا تمہیں۔ اب پلیز رونا مت میں چپ نہیں کروا پاؤں گا آلین "کی گڑیا کو جسکا وہ مجھے خیال رکھنے کا کہہ کر گئے تھے

ذیشان نے سب کچھ اک طرف کرتے بس زالے کا سوچا جو پھر سے روتی اسکے سینے لگی تو ذیشان یہی سوچ کر کربناک ہوا کہ یہ لڑکی ایسے دو چار بار اور گلے لگی تو پسند تو کچھ نہیں، ذیشان تو اسکا عاشق ہو جائے گا۔

بچارا برا پھنسا تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

وہ پورے گھر میں بھی ڈھنڈورا پیٹ چکی تھی کہ اسے ارمان نے جولو جیسا ہی بلی کا بچہ گفٹ کیا، شازمہ توانیہ کے ساتھ بچہ بنی ڈنر کے بعد سے ہی کھیلے جارہی تھی، جولو کا بہت پیارا سا باسکٹ ہوم میں تھا اور شازمہ بوا کو بھی بلی کا بچہ بہت اچھا لگا تو انہوں نے انیہ کو کہا تھا کہ وہ اسکی غیر موجودگی میں جولو کا خیال رکھیں گی۔

"اس آفت کی کیا ضرورت تھی۔اب اپنے بچوں کی راہ ہموار کر میری ٹھنڈی جان۔یہ کوئی تحفہ تھا۔بندہ بیوی کو کچھ جیولری گفٹ کر دے۔پر ناجی۔لے دیا یہ بلی کا بچہ"

لاونج میں ارمان میچ دیکھنے بیٹھ تو گیا پر دادی جان نے مانو یہاں بیٹھنا مشکل کر دیا اوپر سے انیہ کی جو لو کے ساتھ کھی کھی سے وہ پہلے ہی تنگ تھا جس میں شازمہ صاحبہ کی ہنسی بھی شامل تھی۔

"دادی جان! اسے پسند ہے۔کونسا دیکھ لیا ہے آپ نے اسے موتی جوہرات پہنے جو میں یہ فضول کی چیزیں دیتا پھروں؟"

ارمان نے ساتھ سائیڈ پر لیپ ٹاپ بھی کھولا تھا کیونکہ زیشو کے جانے کی وجہ سے کمپنی کا سارا لوڈ ارمان پر تھا۔

فائزہ شیرازی نے مسکرا کر اپنے سپوت کو دیکھا جو انیہ پر اتنی گہری نظریں رکھتا تھا کہ اسکی پسند بھی جانتا تھا۔

"پھر بھی پتر۔ بیوی ہے، بندہ ایک رنگ ہی دے دیتا ہے۔ منہ دیکھائی بھی میں نے دی۔ کہاں پہنتی ہیں لڑکیاں اجکل زیور پر رنگ تو پہن لے گی۔ کیا سب کچھ میں سیکھاوں تجھے۔ بچہ پیدا کرنے کا طریقہ تو آتا ہو گا ناں یا اسکے لیے بھی ٹیوشن لگوانی پڑے گی کسی دس بچوں کے باپ کے ہاں۔۔"

وہ دادی جان کی اخیر تپانے کی کوشش پر تپ گیا تھا، یہ لوگ بچارے کو کچھ زیادہ ہی ٹھنڈا مان چکے تھے۔

دادی جان! میرے صبر کی ایک حد ہے۔ بچپنا اسکا دیکھیں ابھی سر پر سوار "
"ہے۔ تھوڑا تو اس نئی زندگی میں ایڈجسٹ ہونے دیں اسے

ارمان کی سوچ جانے فائزہ اٹھ کر اسکے پاس ہی بیٹھیں، شفقت سے ارمان کا ہاتھ پکڑ کر چوما جو نخریلا ذرا نرم پڑا پر یہ کسیز اسے ہمیشہ بے چین کرتیں۔

مجھے پتا ہے تجھے رشتوں اور لگاو سے خوف آتا ہے پر میں تجھے یقین سے " کہتی ہوں۔ انیہ کم از کم تجھے کبھی نہیں چھوڑے گی۔ وہ تیرے سارے موسم پہچانتی ہے۔ باقی وہ تو چھوٹی ہے تو چونیتس کا ہونے والا ہے پتر۔ اپنی "زندگی شروع کرتا کہ میں بھی تیرے پورے سکھ دیکھ سکوں

اس بار اس بزرگ شفقت سے بھری عورت میں بے پناہ حسرت تھی جسے ارمان نے شدت سے محسوس کیا تھا۔

"اسے اپنے پیار کا احساس دلا پتر۔ اسکا یہ بچپنا ماں بننے یا تیرے قریب آ جانے سے کم تھوڑی ہو جائے گا۔ بلکہ یہ قریبی رشتہ اور اسکے سکھ تجھے تیرے ماضی کے کرب سے شرطیہ نجات دیں گے۔ وہ بھی مزید کھل اٹھے گی۔ اس شیرازی ہاوس نے بہت سناٹے دیکھ لیے اب میں یہاں صرف تیری خوشیوں کے رنگ چاہتی ہوں۔ میرا تیرے اور زالے کے سوا ہے کون۔"

وہ دادی جان کی باتوں پر تابعداری سے سر ہلا گیا تو فائزہ نے جان بوجھ کر شرارت سے اپنے نخریلے کا ماتھا چوما، بچارا ایسی ایکسپریسو عورتوں میں پھنسا تھا کہ احتجاج بھی نہ کر سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے دادی جان پر یہ کسیز کم کریں۔اچھا نہیں لگتا۔اور سو جائیں شادی کے کاموں اور مہمانوں نے کافی تھکا دیا ہے آپکو۔اور اس شازمہ چچی کو بھی ساتھ لے کر جائیں"

ارمان کا دھیان ابھی بھی شازمہ اور انیہ پر تھا جو کچن کے باہر بنے سٹنگ ایریا میں ہی جولو کا باسکٹ بیڈ لگا کر گپیں ہانک رہی تھیں۔

"نک چڑھا جل ککڑا۔"

فائزہ ہنستی ہوئی جاتے جاتے بھی ارمان کا خون سلگا گئیں، کچھ دیر تو ارمان نے ان دو کی ہنسی سہی پھر اللہ بھلا کرے فائزہ، شازمہ کو اپنی میڈیسن دینے کے بہانے لے گئیں اور پھر انیہ صاحبہ جولو کو اٹھائے پورے گھر میں دندنانے لگیں، دو تین بار وہ ٹی وی لاونج میں بھی آئی اور ارمان کے سامنے

جان بوجھ کر جولو کو پاریاں بھی کیں، یہ ٹارچر جب مزید سہنا مشکل ہوا تو ارمان نے ایل سی ڈی آف کی اور اپنا لیپ ٹاپ اٹھائے ناک چڑھاتا اپنے بیڈ روم کی طرف چلا گیا۔

"ہنہ! کچھ زیادہ ہی ایٹیوڈ آ گیا ہے۔ چلو جولو اب تم بھی سو جاو کیونکہ نیند آ رہی ہے تمہیں بھی۔ ادھر ادھر مت گھومنا۔ میں بھی زرا اپنے اس مسٹر کو سیدھا کروں۔ اب ہم صبح ملیں گے میری جان۔ کل تمہیں اپنا اور اس کھڑوس کا بیڈ روم بھی دیکھاوں گی"

انیہ نے جولو کو آہستہ سے اسکے باسکٹ ہاوس میں رکھا ہی کہ وہ شیڈ ڈ جگہ میں گھستے ہی دہرا ہو کر لام لیٹ ہوا جس پر انیہ ہنسی کیونکہ بچارا جولو شام سے کھیل کھیل کر باولا ہو چکا تھا۔

انیہ نے بھی سیدھا کمرے کا رخ کیا، وہ مسٹر کاوچ پر آرام سے بیٹھے سامنے لیپ ٹاپ کھولے خود اب میچ کو فون پر دیکھنے میں بزی تھا۔

انیہ روم میں آئی تو ارمان نے بلکل کوئی لفٹ نہ کروائی تبھی وہ بھی منہ پھلا کر ڈریسنگ میز کے سامنے جا رکتی اپنی وہی سپیشل لپ سٹک اٹھا کر اسے اپنے ہونٹوں پر لگانے لگی، گاہے بگاہے ارمان کو بھی موصوفہ دیکھ رہی تھیں۔

"مجھے ہی محنت کرنی ہوگی ورنہ یہ بندہ تو ایک کونے میں بیٹھ کر ساری زندگی گزار دے گا۔امیہ جان سہی کہتی تھیں،ایسے مرد حضرات کو لائن پر لانے کی ساری کوشش بیوی کو ہی کرنی پڑتی ہے۔بس انکو اپنے قریب لانا پڑتا ہے خود، آگے کا کام یہ عمران ہاشمی پروبن کر کرتے ہیں"

انیہ جب لپ سٹک لگا کر یہ سب سوچ رہی تھی تو وہ رات والا مومنٹ یاد آ کر اسکی گالوں میں گلاب اتار گیا۔

"وہ کتنا رومنٹک مومنٹ تھا، جان کھینچ لی تھی ارمان نے میری۔ پھر سے دل چاہ تو رہا ہے لیکن کل وہ سو رہے تھے تبھی سہہ گئی۔ انکے جاگتے بہت بری حالت ہو گی میری۔ اف۔۔۔"

انیہ نے اپنی خواہش کو سر سے جھٹکا اور اچھے سے بال لہراتی ہوئی اپنے دھیان میں ارمان کے پاس گئی اور پاس سے گزرتے جان بوجھ کر ہیلر کے نیچے دوپٹہ دیا جس سے وہ توازن برقرار نہ رکھتے ارمان کی تھائی پر گرنے کے انداز میں بیٹھی جو مزے سے ٹیک لگائے انگڑائی لینے میں بزی تھا، اس اچانک افتاد پر انیہ کو ایک ہاتھ سے ہولڈ کر بیٹھا۔

"اوہ! سوری میں تو گر گئی مسٹر ارمان"

انیہ نے جان بوجھ کر اپنا دوپٹہ ہیلر تلے دیا تاکہ محترمہ سیدھی ارمان کی گود میں لینڈ ہو اور پھر بتا بھی معصومیت کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑ کر رہی تھی۔

"گرنے کے لیے اس روم میں کافی ساری جگہیں تھیں، تمہیں میری گود ہی ملی تھی۔ جاو چاٹو اب اسی بلی کے بچے کو۔ یہاں بہانے بہانے سے کیا لینے آرہی ہو؟"

یہ سرکار تو مانو کوئلے چبا رہے تھے۔ اب انیہ کسی سے یوں پیار جتائے، محترم سے چاہ کر بھی برداشت نہ ہوا۔

بلی سے میرے پیار پر اتنا غصہ۔ تو ارمان کے بچے کا کیا ہو گا۔ میں اپنے بے بی کو دنیا میں آ پکے ایٹیوڈ کو سہنے کے نہیں لانے والی"

وہ جوانیہ کی قربت میں تھوڑا نرم پڑا، اس لڑکی کی بات پر مانو پھر میٹر گھوم گیا۔

"میں اپنے بچے کو اپنا ایٹیوڈ کیوں دیکھانے لگا۔ کیا پاگل واگل ہوں؟"

ارمان نے ٹیک چھوڑی تو انیہ اسکے نزدیک سرکنے پر مانو جم سی گئی، اور معصومیت میں سر بھی ہلا دیا، اب یہ جواب پاگل والے سوال پر ہی تھا۔

آپکو جن سے پیار ہو آپ انکو دور دور کرنے کے جتن کرتے ہیں"
ناں۔جب میں نہیں سہہ سکتی تو میرا بے بی کیسے سہے گا؟ سوچیں تو میرا
"مسئلہ

قربت کا اثر تھا یا اپنی ڈھیڑ خواہشوں کا خمار کے انیہ کی آواز بھیگ گئی۔

ارمان نے نرم پڑنے کی کوشش کی،اسکے بالوں کو انگلیوں کی پوروں سے
چھو کر اسکو محبت سے دیکھا۔

"تم سے نہیں سہا جاتا تو کہتی کیوں نہیں ہو؟"

وہ حق جتانا سیکھا رہا تھا۔

"آپ میرا کہا مان جائیں گے اس لیے نہیں کہتی"

لمحے میں اس لڑکی کی آنکھیں جھکیں۔

"میں تمہیں خود سے دور کرنے کے جتن نہیں کرتا بس مجھے زیادہ چپکنا پسند نہیں۔ کسی پر سوار ہونا بلکل بھی اچھا نہیں لگتا"

وہ انیہ کی خوبصورت گردن پر ہاتھ پھیرے اسے آہستہ سی آواز میں بولا جو ایسے ہی جواب کو امید کرتی آنکھیں اٹھائے مسکرائی۔

"لیکن بے بی تو بنا چپکے نہیں آئے گا۔"

انیہ کی آنکھیں سرور چھلکا رہی تھیں، وہ مسکرا بھی رہی تھی اور شرمانا بھی تھا ان حسین آنکھوں میں۔

"بے بی کی رٹ فی الحال سائیڈ کر دو ورنہ تھپڑ پڑے گا۔ کیا تم سب نے ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے۔ شام میں جو کہا وہ بس مزاق تھا۔"

وہ اسکے بگھڑنے پر بازو سہولت سے ارمان کی گردن میں لپیٹ گئی تو ارمان کی چڑ کسی نرمگیں احساس میں بدلنے لگی۔

"اوکے غصہ مت ہوں۔ بتائیں آپکو کیا اچھا لگتا ہے۔ تھوڑا سا مجھے اندازہ ہوا ہے کہ آپکو خود پہل کرنا اچھا نہیں لگتا لیکن اگر میں پہل کروں تو آپ میری خواہش کے مطابق خود کو ڈھالنے لگتے ہیں۔ پھر بھی بتائیں کچھ ایسا میں آپکو مزید محبت کا احساس دلانے کے لیے کر سکوں۔ یہ سچ ہے میرا دل

آپکو دیکھنے اور چھونے کے لیے ہمیشہ پر جوش رہتا ہے۔زرا بھی بری فیلنگ نہیں آتی۔آپ اپنے خول سے نکل بھی جائیں تو میں ایسا کبھی نہیں کہوں گی "کہ آپ مجھ سے چپک رہے ہیں یا میرے سر پر سوار ہو رہے ہیں

وہ مسلسل اسکے سامنے بیٹھی بنا گھبرائے بولتی گئی اور ارمان نے اسکی لپ سٹک کی خوشبو سے انچ بھی توجہ نہ ہٹائی،اوپر سے وہ مہکتے سراپے سمیت بازووں میں تھی کہ غیر محسوس طریقے سے اسکی خوشبو کمرے میں موجود ائیر فریشنر سے کہیں درجے پاورفل معلوم ہو رہی تھی۔

سرخ رنگ کا من پسند عورت کے وجود پر لپٹا لباس ویسے ہی اچھے بھلے مرد کی حسین مفلوج کر دیتا ہے۔

اور ہاں آپ کو میرے قریب آنے کے لیے سوچنے کی ضرورت نہیں۔ آپکا مجھ پر حق ہے۔ مجھ سے زیادہ۔ اک میں واحد ہوں آپکی لائف میں جسے اب کچھ اس طرح چھو سکتے ہیں جو آپکا کمفرٹ ہے۔ مطلب اس رشتے میں اللہ نے بہت سی مخفی و عیاں راحتیں اور سرور چھپا رکھے ناں۔"

وہ ہنوز بولتی گئی اور تب چپ ہوئی جب ارمان نے اسکے ہونٹوں کو بری طرح چپ اوڑھنے پر مجبور کیا، وہ اسکے ہونٹوں کو پورے ہوش و حواس میں تمام تر شدت و استحقاق کے سراہ رہا تھا اور انیہ کے ہاتھ خود بخود ارمان کے سر کے بالوں کو مٹھیوں میں بھر چکے تھے۔

"بہت بولتی ہو تم"

جب انیہ کا پورا وجود منجمد ہوا تب وہ روبرو ہو کر خمار سے انیہ کی چہرے کی بے ترتیبی دیکھنے لگا جسکی حالت دیکھتے ارمان کو مسکرانا پڑا کیونکہ وہ صدمے کی کیفیت میں جا چکی تھی۔

"ا۔۔ارمان۔۔۔"

وہ آنکھیں جھپک کر اس سے پہلے بازو نکالتی، ارمان نے اسکے بازو پھر سے کھینچ کر گردن کا ہار بنائے۔

"ہلو گی میرے پہلو سے تو مجھے لگے گا اریٹیٹ ہو رہی ہو۔"

ارمان کی دھمکاتی بات سنتے ہی وہ لرز کر اسکے گلے جا لگی کیونکہ دیکھ پانا مشکل تھا اور دور جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"م۔۔میں اریٹیٹ نہیں ہو سکتی آپ سے ارمان۔میں آپکو دیکھ کر سانس لیتی ہوں۔آج سچ میں لگا ان سانسوں کی واقعی میں کوئی قیمت ہے آپکے نزدیک۔میں نے بہت دعائیں مانگی ہیں کہ اللہ مجھے آپکے اس پہلو میں بیٹھنے والی قسمت عطا کرے۔تاکہ میں آپکو سنوں، سمجھوں اور ویسے چھولوں جیسے ایک محبت کرنے والی عورت کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے من پسند شخص کو چھوئے، سراہے۔اسکے ہر درد کو دور کر دے"

وہ اب بھی گلے لگی تھی، یہ سب بولنے کی ہمت ارمان کے گلے لگ کر ہی آ سکتی تھی،اور ارمان کے لیے اسکا ہونا اس وقت سکون کا خزانہ تھا۔

"تو چھولو ناں۔پہل میں نے کر دی ہے۔اجازت بھی دے رہا ہوں"

ارمان نے اسکی کمر پر ہاتھ سرکاتے اک موہوم سی پہل کی پر انیہ نے بازو مزید کس لیے۔

" آج کے لیے کافی تھا ارمان۔مجھے ہضم کرنے دیں کہ آپ نے سچ میں مجھے خود ہسبنڈ کی طرح پیار کیا۔ایسی نیند تو مجھے امیہ جان کی گود میں بھی نہیں آئی جو اس وقت یہاں آرہی ہے۔اف کیا نشیلی چیز ہیں آپ۔۔۔میرا مطلب"

سرور میں انیہ صاحبہ کی ٹنگ سلپ ہوگئی تو ارمان ناچاہتے ہوئے بھی خفیف سا مسکرایا۔

" سب سمجھتا ہوں تمہارے مطلب۔اب خود میری آفر جھٹلا کر مجھے مت کہنا ارمان آپ اتنے نان رومنٹک کیوں ہیں کیونکہ اگلی بار تمہیں میرا یہ موڈ

پانے کے لیے زیادہ محنت کرنی ہو گی۔اب اٹھ کر انسان کی طرح میٹرس پر جا کر نشئیوں سا سو جاو"

انیہ نے لبوں کو کاٹتے اس بندے کی تڑیاں سنیں اور جب لگا جناب کا موڈ سپائیل ہو گیا تو سامنے ہوئی، میٹھی لگ رہی تھی اپنے گلابی ہونٹوں اور شرمیلے چہرے کے ساتھ۔

"میں محنت سے نہیں ڈرتی۔اور جب پتا ہو بدلے میں آپ سے جڑا سکھ ملے گا پھر تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ہر بار آپکو اکسانے میں مزہ آنے والا ہے۔آپ نہیں سوئیں گے میرے ساتھ؟"

وہ اس سب کو دھمکی تو لے ہی نہیں رہی تھی جبکہ ارمان اسے قطرہ قطرہ یونہی تو جینا چاہتا تھا۔

"میں نہیں سونا چاہتا تمہارے ساتھ۔"

جناب نے لیے دیے بنا ہی ٹھک سے جواب مارا، انیہ کا منہ بنا۔

"وجہ؟"

آئیبر وا چکائے۔

"بنا تمہارے اکسائے ہی سب ہو جائے گا اس لیے میں تمہارے اکسانے کا ویٹ چاہتا ہوں۔"

وہ ارمان سے ایسے معنی خیز جواب کی ہرگز امید نہ رکھتی تھی، کان کی لو تک سرخ پڑی۔

"بہت وہ ہیں آپ"

انیہ نے دوپٹہ منہ میں دباتے اٹھنا چاہا جب ارمان نے اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر روکا۔

"شرم تو نہیں آرہی تمہیں۔"

ارمان نے چڑ کر کہا تو وہ گردن گما کر گھومی۔

"ہیں۔ کیوں؟"

وہ ناسمجھی سے آنکھیں پھیلا گئی۔

"میں یہاں بیٹھا رہوں۔اور تم وہاں آرام سے سو گی؟"

ارمان نے تفصیلا شرم دلائی،انیہ شرارت پر اترتا ہنسی۔

"یہ آپکی چوائز ہے ورنہ میری باہیں آپکی ہی تو ہیں میری سمرن۔"

انیہ نے گرفت جھٹکی اور شاہ رخ خان کا پوز دیتے بازو کھولے،ارمان کو ہنسی آئی جسے جناب نے بروقت حلق میں دبایا۔

پہلے اپنی باہیں دیکھو پھر مجھے آفر کرنا۔ نکمی۔اور یہ سمرن (لاحول پڑھی "کیونکہ کہاں سمرن کہاں اس چھ فٹ کچھ انچ کے آدمی کا وجود)۔۔۔جاو صبح "یونی ہے دماغ مت چاٹو۔

ارمان نے اس بلا سے پناہ مانگی جو جاتے جاتے بھی جھک کر اپنے مطالبے کے لیے بضد تھی جس پر ارمان نے چار وچار اپنی گال آگے کی جسے وہ زور کا پیار دیتی ہنستی ہوئی جا کر دوپٹہ سائیڈ رکھے لام لیٹ ہوئی۔

گڈ نائیٹ ارمان جی۔اکیلے بیٹھ بیٹھ سلگنے سے بور ہو جائیں تو آجانا اپنے راج "کی باہوں میں۔۔ بائے"

یہ لڑکی دماغ کا دہی کر چکی تھی اور جو خود کو راج کہہ کر لحاف میں گھسی

ارمان نے اپنا سر پیٹ لیا، اف ایک تو وہ کچھ کہہ نہیں پا رہا تھا اوپر سے یہ لڑکی
بھی دل جلانے میں ماہر تھی۔

ساری رات جناب کی سلگتے ہی گزرنے والی تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

بہت مشکل سے زالے سوئی تھی، نا جانے کتنی دیر ذیشان اسے کروٹیں

بدلتا دروازے میں کھڑا ایک طرف ٹیک لگا کر دیکھتا رہا، وہیں آلین

ہوسپٹل گیا تو تھا پر فجر سے پہلے اسے علیحہ سے ملنے کی اجازت نہیں دی گئی

تھی تبھی اس نے تھوڑا اپنا ٹریٹمنٹ لیا اور ضروری انجکشن بھی لیا ورنہ بلیڈنگ پھر شروع ہو جاتی۔

ذیشان کے پاس کل رات تک کا وقت تھا اور اس نے جو حالت آج زالے کی دیکھی وہ سچ میں زالے کے لیے بہت پریشان ہو گیا تھا۔

آدھی رات کے کسی پہر وہ جا کر سو سکی اور تب ذیشان اسکے پاس آ کر بیٹھا، وہ اسکے ہاتھ کو چھونے کی کئی ناکام کوششوں کے بعد کامیاب ہوا کیونکہ شعور میں زالے کی چیخ اب تک گونج رہی تھی، ان کہا، بیان سے باہر درد دے رہی تھی۔ وہ حزن والم کے شکار دل کی بہتری کی کوئی سبیل تلاش نہ کر پا رہا تھا۔

تم میری بے بسی و بے اختیاری کو ابنارملٹی سمجھ رہی ہو اور میں اسکا فرق" شاید تمہیں کبھی نہ سمجھا سکوں۔ آج تم جیسے چینخی مجھے لگتا ہے تم نہیں میں تمہارے حق میں اچھا نہیں۔ میں تمہیں کمزور کر رہا ہوں اور اسکا مجھے کوئی حق نہیں"

وہ گہری نیند سو چکی تھی اور ذیشان کے پاس اس وقت خود کو سکون دینے کے لیے یہ یقین بھی نہ بچا تھا کہ زالے اسکے ساتھ اچھا محسوس کرتی ہے۔

وہ بہت دیر تک اسکے پاس بیٹھا رہا، پھر جیسے تھکن سے آنکھیں بند ہوئیں تو وہیں اسکے ساتھ ہی لیٹا، اس احتیاط کے ساتھ کے زالے کو احساس نہ ہو کوئی اسکے ساتھ ہے۔

رات بیت گئی، آلسن میں سحر نمودار ہونے لگی، نیند مکمل ہوتے ہی زالے کے حواس بیدار ہونے لگے اور تبھی اسے لگا اسکا ہاتھ کسی حرکت کرتی چیز پر ہے، تبھی گھبرا کر آنکھیں کھولیں تو وہ کروٹ کیے اپنی ہتھیلی ذیشان کے سینے پر رکھ کر سو رہی تھی جو دوسری طرف چہرہ کیے نیند میں گم تھا، زالے نے سر اٹھایا تو دیکھا وہ شوز پہنے ہی سویا تھا، پھر اتنے پاس کہ وہ اٹھنے کی کوئی ہمت نہ رکھتے آہستگی سے اپنا سر زیشان کے سینے پر رکھ کر ہاتھ اسکی دوسری طرف لے جاتی گرد لپیٹ گئی۔

"میں آپکو پریشان کر رہی ہوں۔ لیکن کیا کروں میں خود بہت پریشان ہو گئی ہوں۔ آج آپکو اپنے فارم ہاوس سائیڈ ایریا کا وزٹ کرواوں گی۔ تا کہ آپکی توجہ مجھ سے ہٹے۔ خیر سے آپکا یہ سٹے پورا ہوا اور آپ واپس اپنی دنیا میں چلے جائیں۔"

وہ اسکے سینے لگی اسی سے دور ہونے کے پلین بنا رہی تھی تو کیسے نہ اس دل کو خبر ہوتی جس سے وہ لگی تھی۔

"تم جاگ رہی ہو؟"

اپنے بالوں میں سرکتی ذیشان کی بھاری مگر ملائم لمس بکھیرتی انگلیوں کی حرکت پر وہ جلدی سے اسکے سینے پر سے گھبرا کر سر اٹھا گئی، چہرے کی رنگت بدل گئی تھی۔

تم یہاں رہ سکتی ہو، یہ جگہ صرف تمہاری ہے زالے۔ کیا سوچ رہی" "تھی؟

ذیشان نے اسکا سر پھر سینے پر رکھتے دوستانہ سے لہجے میں پوچھا جس کا دل بری طرح سپیڈ پکڑ چکا تھا۔

"ک۔۔کچھ نہیں"

وہ ہکلائی۔

"رات کے لیے سوری۔بہت تنگ کیا تمہیں۔تم میرے ساتھ ریلکس رہو۔میں کسی قسم کا مطلب یا غرض نہیں آنے دوں گا ہمارے بیچ۔لیکن تم دوست رہو میری۔عادت ہوگئی ہے مجھے تمہاری زالے۔"

وہ ہنوز اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرے اسے اپنے سینے سے لگائے بولا،آواز بھاری پڑ رہی تھی۔

"میں دوست ہوں آپکی۔"

اب بھی زالے کی دنیا ہچکولوں کی زد میں تھی۔

"بہت اچھی والی ہو ناں۔۔۔"

ناجانے وہ پوچھ رہا تھا یا بتا رہا تھا وہ سمجھ نہ سکی تبھی تو سر اٹھانے پر مجبور ہوئی اور پچھتائی کہ کیوں دیکھ بیٹھی ہے، وہ ایسا تھا ہی نہیں کہ نظریں ایک بار پڑ کر ہٹ پاتیں۔

"ذیشان اپنی نظروں کو بھی بدلیں پلیز"

وہ روہانسی ہوئی تو وہ نظریں ہی چرا گیا۔

"کل کو کہو گی دل بھی بدل لیں"

وہ اذیت سے بڑبڑایا پر زالے اسے سن چکی تھی تبھی نہ صرف اسکا حصار جھٹکے اٹھی بلکہ بیڈ سے بھی اتر گئی۔

ذیشان پیچھے ہی اٹھ کر لپکا اور زالے کی راہ میں رکا، وہ بے بسی سے اسے تکنے لگی۔

ذیشان! آپ نے کہا تھا آپ مجھے سمجھیں گے۔ میرے لیے یہ رشتہ " سنجیدہ لینا بہت مشکل ہے۔ آپ خود کو بدل دیں، اپنی نظریں بھی بدل دیں

پر آپ کچھ بھی روک نہیں سکتے۔ کیونکہ جس کیفیت کا آپ شکار ہیں وہ بس کی بات نہیں۔"

وہ اسکی بات اسکو بازووں سے پکڑ کر روک گیا۔

"ہاں صرف میں ہی تو شکار ہوں اسکا۔"

وہ جتا رہا تھا کیونکہ جس آگ میں وہ جل رہا تھا اب یکطرفہ تو نہیں تھی۔

"ایسے کریں گے تو میں آپ سے بہت دور ہو جاوں گی۔ اور میں آپ سے دور نہیں جانا چاہتی۔ مجھے اچھا لگتا ہے آپکا میری زندگی میں ہونا لیکن مجھے اچھا نہیں لگتا اپنی وجہ سے دوسروں کی زندگیاں متاثر ہونا۔"

وہ اسکی بازووں کو پکڑے ہی کھڑا تھا جب زالے نے نظریں جھکا لیں۔

"تم مجھے یہاں سے بھیجنا چاہ رہی ہو ناں۔رات فلائیٹ ہے میری۔نہیں متاثر کروں گا میں خود کو تمہاری وجہ سے۔بس روکنا مت مجھے۔اتنا سا کرنا ہے تمہیں۔چلو ریلکس ہو جاو۔سمائیل۔"

وہ سمائیل کا سوچ بھی نہ سکی تو بس پلٹ گئی،آنکھوں میں کرچیاں لیے۔

"زالے!مجھے کیوں گناہ گار کر رہی ہو؟"

وہ اسکے پلٹنے پر نزدیک ہوا اور اسکی بازووں پر ہاتھوں کو سہلاتے اسکے بالوں میں چہرہ چھپانے کی کوشش کی تھی۔

"میں نے کیا کر دیا ہے ایسا؟"

وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"تم نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا اور پوچھ رہی ہو کیا کر دیا۔ آہ زالے آہ"

وہ کہہ نہ سکا بس اسکو اپنے سینے سے لگائے کچھ دیر خاموش رہا تا کہ وہ بھی سکون میں آئے۔

"اب سے نو سیڈ ٹاک۔ صرف ہیپی۔۔ اوکے؟"

کچھ دیر بعد جب ذیشان نے پھر سے اسکے کان میں کہا تو وہ فوری یقین لیے اسکے حصار میں ہی پلٹی۔

پلیز۔خود کو اس جنجال سے نکالیں ذیشان۔یہ جذبات انسان کا قرار چھین "
لیتے ہیں۔خوش رہیں۔ مسکرائیں۔آج آپکو آلسن اور قریب ہی موجود
"ماموں کا فارم ہاوس گماتی ہوں۔آپکا موڈ اچھا ہو جائے گا

وہ جلدی سے مسکرائی جبکہ وہ کیا بتاتا اب اسکے سوا یہ موڈ کوئی بہتر نہیں کر سکتا۔

"ضرور چلوں گا۔"

وہ مان گیا۔

"میں فریش ہو لوں پھر ہم واک کے لیے چلتے ہیں۔"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے روک گیا۔

"فجر پڑھ لو ناں۔۔۔۔"

ذیشان کے تاکید کرنے پر وہ سر ہلا گئی۔

"تاکہ تمہیں پتا چلے تم خود کے لیے کیا چاہتی ہو۔وہ سب بھٹکے ہوئے لوگوں کا بہترین ہادی ہے۔ تمہیں بھی راستہ دیکھائے گا۔پھر چلتے ہیں جہاں جانا ہے تمہیں"

ذیشان کہہ کر خود بھی وہاں سے گیا تو زالے کتنی دیر بس وہیں کھڑی رہی جیسے پیر پتھر ہو گئے ہوں اور وہ زمین میں ہی دھنس گئی ہو، آنکھیں نمکین پانیوں سے لبالب بھر گئیں۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"اب آپ مل سکتے ہیں لیکن کوشش کریں انکوسٹریس دینے والی کوئی بات نہ کریں مسٹر آلین۔ شی از مینٹلی سک"

وہ کیئر یونٹ کے باہر ہی واک کر رہا تھا جب عقب سے کورئین نرس نے آکر اجازت نامہ تو تھمایا مگر احتیاط کے سنگ۔

"تھینکیو۔اور اسے ڈسچارج کب کریں گے؟"

آلین کے سوال میں بے چینی تھی۔

"آج دن تک ہوپ سو۔ ہیو آ گڈ ڈے"

وہ اپنے پروفیشنل انداز میں کہے جا چکی تھی اور آلین پر علیحہ والے روم تک جانے میں اک اک قدم من وزنی تھا۔

ڈور زرا سا کھولا تو وہ تکیوں سے ٹیک لگا کر بیٹھی اپنی کلائی پر بندھی پٹی پر دوسرے ہاتھ کی انگلیاں پھیرتی ہوئی چپ اور گم سم تھی۔

اسے بلڈ ٹیوب لگی تھی جسکا مطلب تھا اسکا کافی بلڈ ضائع ہوا ہے۔

آلین کو اسے دوبارہ دیکھ کر سکون ملا کیونکہ اک لمحے وہ یوں تھا جیسے اپنی کل میراث کھو بیٹھا ہو۔

"کیا اپنے مجرم کو اجازت دو گی وہ تمہاری عیادت کو قریب آ سکے۔؟"

علیحہ اسی آواز کی تو منتظر تھی، جلدی سے اپنی بوجھل آنکھیں دروازے کی طرف گمائیں، پلوں میں وہ آنکھیں بھیگیں۔

"نہیں"

وہ بھیگی تڑپتی سرگوشی میں کہے منہ پھیر گئی۔

آلین نا صرف اندر آیا بلکہ تھک ہار کر چلتا ہوا اسکے پہلو میں ہی آ بیٹھا۔

"انس بھی سے چہرے موڑے تمہارے میں۔ہے سجتا پر تم یہ موڑو منہ
باندھوں یہ مجھے زیب دیتا ہے۔ویسے مجھے نہیں پتا تھا تم روٹھ کر مزید
پیاری لگتی ہو"

ابھی وہ کوئی تلخ تذکرہ کر کے بات بڑھانے کے حق میں نہ تھا، آلین نے اسکی سرد چپ پر اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا جواب تک ایسے چھوئے جانے کو ہی تڑپتا آیا تھا، ورنہ وقت کی گرد نے تو اس ہاتھ میں آلین نام کی لکیر ہی منہدم کرنے کی ٹھان لی تھی۔

"تبھی تم نے مجھے ناراض چھوڑ دیا۔میرا پیار الگنا اتنا عزیز تھا تمہیں"

وہ چاہ کر بھی آلین جاہ کے ہاتھوں کی حدت نہ جھٹلا پائی۔

"ناراض کیا پر چھوڑا ہوتا تو تمہارے پاس نہ بیٹھا ہوتا"

وہ اسے اپنے ہونے کی وجہ دیے نرم گو ہوا۔

میں تم سے نہیں ڈری اسکا مطلب ی۔۔یہ نہیں تھا تم میری جان "
"بچاو۔۔

وہ اب بھی چہرہ موڑے ہوئے تھی اور آلین آج فرصت سے بیٹھا تھا سر جھکائے۔

"کب بچائی ہے جان، مجھے تو تم زندہ فیل نہیں ہو رہی "

آلین نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا، وہ کرب سے منہ پھیرے ہی مسکرائی۔

"تو قبر کھدواو۔۔اور گاڑ دو مجھے"

آلین اسکی بات پر کتنے لمحے علیحہ کو خوداذیتی سے دیکھتا رہا۔

"میری طرف دیکھو"

آلین نے اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑے اپنی طرف کیا جو اس وقت سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی وہ اتنے پاس تھا اسکے۔

"تم نے جب پندرہ سال بعد بناڈرے میرا ہاتھ پکڑا،ان چھوا نہیں رہا میں بھی اس لمحے سے۔"

وہ آلین کی بات سمجھ گئی تبھی تو اسکی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

"ہاتھ تو میں یونی میں بھی پکڑتی تھی تمہارا،ہاتھ پکڑنے سے کوئی میلا نہیں ہوتا"

وہ صفائیاں دینے میں ماہر تھی۔

"پھر کیا کروں کہ ان چھوا نہ رہوں؟تم میری مدد کرو اس میں،میری می۔تاکہ میں لٹ کر جاوں اس علیحہ کے پاس جو خود کو ادھورا سمجھتی

ہے۔ جو تمہارے ساتھ کاظم نے کیا، تم میرے ساتھ کر کے ٹھیک ہو سکتی ہو؟"

علیحہ سے کتنے لمحے آنکھیں نہ چھپائیں جا سکیں، وہ آنسوؤں میں ڈوبی آنکھیں جھکا گئی۔

"تم پاگل ہو گئے ہو۔۔ کیسی باتیں کر رہے ہو آلین۔۔"

وہ چینخ پڑی، جبکہ آلین کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

"نہیں پتا کیسی باتیں کر رہا ہوں لیکن میں تمہیں پھر سے نہیں کھونا چاہتا۔ تم مجھے حل بتاو بس جس سے تمہیں اپنا آپ واپس پیارا لگنے لگے۔

وہ اس طرح کے آلین کی عادی نہیں تھی تبھی علیحہ کو خوف آیا۔

"مجھے معاف کر دو میں نے بہت بری حرکت کی۔ وہ لیٹر یہ خود کو مارنے کی کوشش۔ سب جیسے مجھ سے سرزد ہو گیا ہو۔ ت۔۔ تم ایسے اچھے نہیں لگ رہے، تم مجھے میرے ممی بابا کے پاس بھیج دو بس اور جیتے رہو جیسے جی رہے ہو۔ میں ا۔۔ اس لمحے کو کوس رہی ہوں جب ائیرپورٹ پر تمہیں دیکھ کر رکی۔ آخر کیوں رکی کہ پھر سے ہم ملے۔"

وہ پینک کرنے لگی کہ آلین کا جھکا سر اس کو مر کر بھی قبول نہ تھا۔

"جیسے جی رہا تھا۔ ویسے بھی جینا مشکل بنا دیا ہے تم نے واپس میرا ہاتھ پکڑ کر۔ اتنی سنگدل نہیں ہو تم۔۔۔ میں تمہارے لیے تمہارے پیرنٹس کو خود

لاوں گا۔ تم کیوں جانے کی بات کر رہی ہو۔ تمہیں اب صرف آنا ہے "علیحہ ۔۔ میرے پاس۔ کہیں جانے کی باتیں اب ختم کر دو

وہ حیرت کدوں میں اتری تھی کہ جو محبت کے بچھڑنے، علیحہ کے کسی اور کے نام لگنے پر بھی نہ تڑپا تھا آج بچوں کی طرح ٹوٹا بکھرا اسکے دامن سے لپٹنے کی کوشش میں تھا۔

ایسے بدلاو تب آتے ہیں جب انسان مرنے والا ہو۔ کیوں دل دہلا رہے ہو" "میرا؟

علیحہ کی آواز مانو گھٹ سی گئی۔

"زالے کو میری طرح سنبھالنے والا مل گیا۔اب موت نا ممکن نہیں رہی نہ ممنوع۔تو جاؤ تم اس بار مرنے کی کوشش نہیں کروں گا، کر کے دیکھاوں گا"

وہ خود کو واپس پتھر کر گیا پر علیحہ کا دل صدمے سے کانپ گیا۔

"میری بات سنو! بکواس نہیں کرو سمجھے

وہ اسکا گریبان پکڑے خود کی طرف کھینچے پست سا غرائی، اس سے یہ برداشت نہ تھا کہ آلین جاہ خود کو اک بھی غلط حرف کہے۔آج پہلی بار آلین کو اس لڑکی کے خود کو سراپا سنبھالنا دو بھر لگا۔

"میں بکواس نہیں کرتا۔میں تو بس دل دکھاتا ہوں۔ہے ناں"

وہ اسکے ہاتھوں کو جھٹکنے لگا، آلین کی آنکھیں اس سے پہلے زرا بھی بھیگتیں وہ نرم پڑی۔ اس کے اندر تمام دکھوں کے بھی اس ظالم کے لیے نرمی ہی تو دھری تھی۔

کس نے کہا یہ تمہیں؟ نام بتاؤ میں اسکا دل سینے سے نکال لوں گی، اسکی گردن کاٹ دوں گی"

وہ رو پڑی تھی، آلین کے آنسو نہیں بہنے دیے کیونکہ وہ مسکرا دیا تھا۔

وہ پھر سے پگھل گئی، اسے آلین کے لیے پگھلنے کے سوا آتا ہی کیا تھا، آلین نے اسکی آنکھیں دیکھتے گہرا سانس کھینچا۔

"جیسے تم نے میرا دل سینے سے نکال کر میری نبض کاٹ دی ہے ناں"

آلین نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں اسکی کلائی پر بندھی پٹی پر پھیرتے بھاری سے سانس کے ساتھ شکوہ کیا۔

"یہ میری کلائی ہے۔"

وہ اپنے درد علیحدہ کرنے کے جتن کر رہی تھی۔

"ہو گی۔ تم تو میری ہو"

وہ رونے کو بہت دقت سے روکتی آلین کو دیکھنے لگی، چہرے پر کرب پھیلتا دیکھا جا سکتا تھا۔

"کہیں سے نہیں ہوں میں تمہاری"

وہ فوراً نفی کر گئی۔

"ہر جگہ سے ہو جاؤ گی میری۔ ابھی تو دل سے ہو اور تم جھٹلا نہیں سکتی"

وہ اسکے دل کا ہر درد بانٹ رہا تھا۔

"میرے ساتھ جو ہوا اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں تھا۔ میں جانتی ہوں۔ میرے غصے اور ضد نے مجھے سبق سیکھایا۔ تم تو اصولوں کے سخت آدمی تھے اور میں یہ بھول گئی کہ میرے پیچھے تڑپتے روتے ہر گز نہیں چلے آؤ گے، تم تب بھی سنگدل تھے۔ اینگری برڈ۔ جو سرد گرم سے دور نیوٹرل

دنیا میں رہتا ہو۔ تم نے تو مجھ سے یہ تک نہیں کہا آج تک کہ علیحہ بدر میں "تم سے پیار کرتا ہوں۔۔۔۔ تو غلطی بھی پھر تمہاری نہ ہوئی ناں۔۔۔

وہ اپنے حساب کتاب، نفع و نقصان گنوا رہی تھی۔

میں یہ تب کہوں گا جب اس لائق بنوں گے کہ بدلے میں تمہاری محبت پا" "سکوں۔ ٹھیک ہو جاو پلیز

وہ پھر نظریں جھکا گیا تو اس بار علیحہ سے برداشت نہ ہوا۔

تم سر کیوں جھکا رہے ہو بار بار۔ یہ جانتے ہوئے کہ تم پر پسپائی بلکل سوٹ" "نہیں کرتی

وہ برہم ہوئی پر پھر اسکی نظر آلین کی گردن پر لگے بلڈ پر گئی تو جلدی سے ہاتھ وہاں لے جاتے روکا۔

"ی۔۔یہ بلڈ میرا لگا ہے؟"

وہ علیحہ کی تڑپ پر اسکا ہاتھ جلدی سے اپنے ہاتھ میں لیے نیچے کر گیا۔

"تمہارا ہی ہو گا"

وہ فوراً اٹھانے لگا پر علیحہ نے آلین کی گرے شرٹ کے کالر کے اندر طرف بھی جب بلڈ کے ٹریسیز دیکھے تو پھر سے مضطرب و بے چین ہوئے جائزہ لینے لگی۔

"نہیں یہ میرا نہیں ہے، یہ کچھ دیر پہلے کا ہے۔بتاو کیا ہوا ہے۔ سر سے نکلا ہے تمہارے؟"

علیحہ کبھی اسکی گردن چھو رہی تھی کبھی اسکا چہرہ کہ کسی طرح آلین بتائے۔

"پہلے شادی کے لیے ہاں کہو پھر بتاوں گا"

آلین نے اسکے دونوں ہاتھ قابو میں کیے حتمی طور پر شرط بتائی۔

"تب تک پریشانی سے مر گئی تو مردہ علیحہ سے کر لینا شادی"

وہ سخت غصے میں تھی، غصے سے زیادہ تکلیف تھی۔

مائیگرین کی سب سے سویر سٹیج ہے۔جب تھک جاؤں اور انجکشن بھی "سکپ ہو جائے تو کان سے بلیڈنگ شروع ہو جاتی ہے۔لے لیا ہے "انجکشن۔لیٹ ہو گیا تو بس۔۔۔

آلین نے پھر سے نظریں پھیرتے بتائا تو علیحہ نے کتنی دیر بس آلین کو ہی دیکھا۔

"تھک گئے ہو۔کس سے۔۔مجھ سے؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

"تم سے دور رہتے رہتے"

وہ صاف گوئی سے کہہ گیا تو اس نے علیحہ کے ہاتھ کو اس انکشاف پر کانپتا محسوس کیا۔

میں تمہیں ہر طرح سے یہ احساس دینا چاہتا ہوں کہ تم فارایور ہو" میرا۔مجھے دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے تمہیں۔ڈر نہیں لگتا پر اپنے ڈر یاد آتے ہیں۔میں اک آخری موقع چاہتا ہوں تم سے۔مجھے جھکنا نہیں آتا تھا پر تمہاری اس حرکت نے سر جھکا دیا میرا۔کہ کیسے جذبات تھے میرے جو تمہیں سنبھال نہ سکے۔میں جانتا ہوں تم کس کس تکلیف میں ہو لیکن میں بھی ہوں۔اور یہ جاننا تم پر فرض ہے۔تم مجھے سزا دو کہ مجھ سے کبھی مت کہنا کہ یو لو و می۔اب سے سارے اظہار میں کر دوں گا "

وہ اس بار زخمی سا مسکائی۔

"تم پر اظہار سوٹ نہیں کرے گا تو رہنے دو۔ایسا کیا کروں کہ تمہارا سر واپس اٹھ جائے آلین جاہ؟"

وہ سارے فیصلے کا اختیار آلین کو سونپ گئی۔

"آج ہی مجھ سے شادی کر لو، میں اک لمحہ بھی دیر نہیں چاہتا"

یہ کیا مانگ لیا تھا آلین جاہ نے، وہ بیگانگی کا عکس بنے نظر چرا گئی۔

"تم آل ریڈی بہت دیر کر چکے ہو آلین۔اب اور کیا دیر ہو گی؟"

وہ اپنی زندگی کے خوشنما سال آلین سے دور گزارنے پر تڑپ اٹھی۔

"پلیز۔۔۔ول یو میری می۔سے یس۔۔۔اونلی یس"

وہ اسکا چہرہ اپنی طرف پھیرے اصرار بھی جان لیوا کر رہا تھا۔

"بچے تو نہیں چاہیں ہوں گے تمہیں پھر کیوں شادی کرنی ہے۔دیکھنے کے لیے ؟وہ ایسے ہی دیکھ لو۔ہنہ"

وہ اب نخرے دیکھا رہی تھی،جتا رہی تھی۔

آلین جانتا تھا یہی تو ہاں ہے علیحہ کی۔

"سب بدل دیا ہے تم نے۔اب مجھے تم سے اپنی اولاد بھی چاہیے ہو گی۔"

وہ صدمے سے آلین کو دیکھنے لگی، یہ آدمی اسکا آلین نہیں لگ رہا تھا۔

"فرمائشی پروگرام نہیں چل رہا تمہارا آلین۔۔۔"

وہ بدلے پر اتری اور وہ دل و جان سے ایسے حق جماتی علیحہ کے لیے راضی تھا۔

وہ تو چل رہا ہے۔ ہم دونوں کا۔ تم جھٹلا لو جب تک میری نہیں ہوتی۔ چلو"
"ریسٹ کرو۔ میں جا رہا ہوں باہر بیٹھنے

آلین نے اٹھنے کی کوشش کی پر وہ جس طرح بنا اسے روکے بس دیکھ بیٹھی، آلین سے دشوار ہوا کہ وہ اس لڑکی سے زرا بھی دور رہو۔

"میں شادی نہیں کرنا چاہتی اب۔مجھے جانے دو"

وہ منت کر اٹھی۔

"زبردستی کروں گا اب۔آج شام جاہ منشن ہماری شادی کی تقریب سے سجے گا۔بس مجھے جا کر زالے کے آگے سب کہنا ہے۔مجھے نہیں لگتا وہ میرا ساتھ دے گی کیونکہ وہ آلین کی ہے تو اسکا ووٹ تمہاری طرف ہو گا۔اور جب شادی کی ارینجمنٹس ہو چکے ہوں گے کہ تم دونوں کچھ نہیں کر سکو گی"

علیحہ کو وہ صاف صاف دھمکیاں دیتا بھی پیارا لگ رہا تھا۔

"میں بھاگ جاؤں گی دیکھنا"

وہ اسے چیلنج کرنے لگی۔

"خود کے ساتھ کچھ کر بیٹھوں گا۔۔۔"

شاید یہی آخری حل تھا۔

"آلین"

وہ رحم طلب ہوئی۔

"علیحہ ۔۔بہت ہو گیا یہ فضول کا بار بار بچھڑنا۔بعث ختم کرو۔میں جا کر ضروری تیاریاں کرواتا ہوں۔اب تمہارا ہاتھ محرم بن کر ہی پکڑوں گا۔"

اپنی بات مکمل کیے وہ نا صرف اٹھا بلکہ علیحہ کے کئی آوازیں دینے کے باوجود وہ ٹھہرا نہیں بلکہ چلا گیا،اور علیحہ کی آنکھوں میں یہ آدمی سکھ کی نوعید سنا کر بھی آنسو چھوڑ گیا تھا۔ظالم کہیں کا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

کسی کال فون پر ارمان کی نیند ٹوٹی،جناب کاوچ پر ہی رات سو گئے تھے مگر جب اٹھنے کی کوشش ناکام محسوس ہوئی تو بازووں میں قید انیہ کو دیکھے

ارمان مندی مندی آنکھوں سے ہی مسکرا دیا، وہ رات اٹھ کر ارمان کے پاس ہی اس کمفر ٹیبل کاوچ پر بلینکٹ سمیت آگئی تھی۔

"یہ لڑکی کیا چیز ہے"

ارمان نے خمار جھٹکا اور انیہ کے نیچے آئی بازو سے ہی میز پر رکھا فون ہاتھ بڑھا کر اٹھایا تو آلین جاہ کا نام دیکھتے اسکے جبڑوں میں کھنچاو در آیا۔

"یہ مجھے کیوں کال کر رہا ہے؟"

ارمان نے فون واپس رکھا اور انیہ جو کے آدھے سے زیادہ ارمان پر چڑھ کر سو رہی تھی اس کو آہستگی سے خود سے دور کیا اور اسکی کروٹ بدوالے خود

شرٹ کی سلوٹیں درست کرے انیہ ہی کہ ٹانگوں کی طرف بیٹھے فون واپس اٹھا کر دوبارہ نام دیکھا۔

کچھ سوچتے ہوئے ارمان نے کال پک کرلی۔

دوسری جانب زالے اور ذیشان کی غیر موجودگی میں آلین نے جاہ مینشن کی سجاوٹ کا کام شروع کروادیا تھا اور وہ ابھی اپنے بیڈروم میں انٹر ہوا تھا، ارمان کے کال پک کرنے پر اک خوشی کا رنگ سا لہرایا تھا۔

"مجھے کال کیوں کی تم نے؟"

ارمان کے لہجے میں تناور آیا، جبکہ آلین جاہ دھیما سا مسکرایا تھا۔

یہ بتانے کے لیے کہ آپی نے مسٹر ابراہیم شیرازی کو نہیں مارا تھا، اسکے" کچھ پروف میں نے تمہیں میل کیے ہیں۔ ایک پارسل بھی ہے جو تمہیں دو دن بعد مل جائے گا۔ میں جانتا ہوں تم نے زالے کی ذیشان سے شادی کیوں کروائی، زالے کو واپس پانے کے لیے۔ کیونکہ تم نہیں چاہتے تھے میں اسکی شادی اپنے قریب کہیں کروں۔ اور اس لیے تم نے اسکی کم عمری اور اسکے دل کے ڈر کی پرواہ بھی نہیں کی جو تمہاری طرح وہ بھی دل میں پالتی بڑی ہوئی ہے۔ میں نہیں جانتا وہ پیاری سی انیہ تمہارے خوف دور کر پا رہی ہے یا نہیں لیکن مجھے لگتا ہے تمہارا یہ فیصلہ بہترین ہے کیونکہ ذیشان میری زالے کے سارے ڈر دور ضرور کرے گا۔ میں نے سوچا تھا یہ سچ تمہیں کبھی نہیں بتاوں گا کہ اصل سزاوار آخر میری بہن تھی یا تمہارا باپ لیکن تمہارا زالے کے لیے لیا یہ فیصلہ میرا دل تمہارے لیے نرم کر گیا۔ ان پروفس کو دیکھنے کے بعد مجھے امید ہے تم زالے کو مجھ سے مکمل چھیننے کی

کوشش کبھی نہیں کروگے کیونکہ جتنی وہ تمہاری بیٹی ہے، اتنی میری بھی ہے"

آلین نے اپنی بات مکمل کی اور حسب منشاء خاموشی کا وقفہ لیا۔

"تمہاری کسی بات یا کسی پروف پر مجھے یقین نہیں۔ تم ایک سفاک انسان ہو جس نے زالے کو اسکے اپنوں سے چھینا ہے۔ اب جب تمہاری سازش ناکام ہوتی نظر آئی تو آ گئے اچھے پن کا ڈرامہ کرنے۔ اگر تمہارے پاس اپنی بہن کی بے گناہی کے ثبوت تھے تو اسے جیل کیوں ہوئی۔ اس نے اقرار جرم کیا تھا آلین جاہ۔ کہ اس نے میرے بابا کو مارا ہے"

وہ اپنے موقف پر پہاڑ سا جما تھا جبکہ آلین نے ریک پر رکھی آپی کی پکچر اٹھا کر دیکھتے کربناک سانس لی۔

"تمہیں انیہ سے محبت ہے؟"

ارمان اسکے سوال پر آگے سے اور تپا۔

"اپنے کام سے کام رکھو"

ارمان کی آواز سخت ہوئی۔

اگر تمہیں انیہ سے واقعی محبت ہے تو تم ان ثبوتوں کو ضرور سچا مانو" گے۔ تمہاری ماں کی خودکشی کے پیچھے میری اپیہ نہیں تھیں ارمان۔ میں ہوا میں تیر نہیں چلاوں گا۔ تم وہ ثبوت خود دیکھنا کہ آج تک تم نے اور تمہاری دادی نے جس انسان کے دفاع کی جنگ لڑی، اصل مجرم وہی تھا۔ اسی نے

اپنی دونوں بیویوں کو نگل لیا۔ اور سزا ملی تمہیں اور زالے کو۔۔۔۔ میں نے کئی سال تک کسٹڈی کا کیس ہارا، وجہ جانتے ہو کیا تھی۔ تم سے زالے کو لینے کی ہمت ہر آخری ہیرنگ میں ٹوٹ جاتی تھی کیونکہ صرف میں جانتا تھا کہ تم بھی زالے جیسے معصوم ہو۔ لیکن پھر مجھے لگنے لگا جیسے اب بھی وہ میرے پاس نہ آئی تو میری زندگی ختم ہو جائے گی۔ جب اسکا کیس جیتا تو تم سے زیادہ تکلیف ہوئی تھی مجھے۔ میں یہ سب کبھی نہ کہتا اگر تم نے زالے کے لیے یہ فیصلہ نہ لیا ہوتا۔ وہ زالے سے بہت پیار کرتا ہے، میں نے ایک مجھ سے اور تم سے بھی زیادہ چاہتا ملاقات میں جان لیا اسے۔ وہ زالے کو ہے تو میری بس ایک گزارش ہے کہ اب کی بار فیصلہ زالے کے ہاتھ دینا اور اسے میرے اور اپنے علاوہ ایک ذیشان کا آپشن بھی ضرور دینا۔ ٹیک کئیر"

آلین نے سر جھکایا تو یہ معاملہ بھی لگے ہاتھوں نمٹا دیا، وہ کال بند کرکے شاور لینے چلا گیا پر ارمان نے اپنا لیپ ٹاپ اوپن کرتے آلین جاہ کی طرف سے آئی ای میلز چیک کیں۔

وہاں اسکے بابا ابراہیم شیرازی کے بزنس لاس اور کمپنی کے دیوالیہ ہونے کی ساری ڈیٹیل تھی اور اسکے بعد شیرازی ہاوس تک گروی رکھنے کے پیپرز مگر آگے جو ڈاکومنٹس تھے انہوں نے ارمان کا دل کچل دیا اور وہ تھے کئی کڑور کا قرضہ چکانے کی خاطر ہی ابراہیم شرازی نے ذینیہ جاہ نامی ایک بہت بڑی بزنس ومین کو اپنی جھوٹی محبت میں ڈال کر اس سے اسکی ٹریول ایجنسی کے تمام پیپرز ہتھائے، ذینیہ اور آلین کے والد رجب جاہ بھی آلسن کے بڑے لینڈ لارڈز میں شامل تھے تبھی یہ آٹومیٹکلی انکی ڈیتھ کے بعد آلین اور ذینیہ کے حصے بہت سی جائیداد آئی۔

ابراہیم شیرازی نے ذینیہ کو پہلے تو شادی تک پھنسایا پھر اس سے اسکی بہت سی جائیداد ہتھیا کر اپنی گروی رکھی کمپنی واپس پائی۔

یہ سب ڈیٹیل ان ڈاکومنٹس میں تھی۔

اور اب اگلی اہم کڑی تھی ذینیہ اور ارمان کی ماں دونوں کے ساتھ ابراہیم شیرازی کی سب سے بڑی ذیادتی اور وہ یہ تھی کہ ابراہیم نے جب اپنی گروی کمپنی واپس پالی تو اسے کچھ ماہ بعد انہتر کڑور کا پھر نقصان ہوا اور اس بیچ وہ ایک بہت بڑے مافیا بزنس مین کا مقروض ہوا۔

اب اسکا پیسہ دینے کے چکر میں اس مافیا بزنس مین نے پہلے بیٹی کی ڈیمانڈ کی کہ اپنی بیٹی دے اور جان چھڑوا مگر چونکہ ابراہیم شیرازی کی تب صرف ایک اولاد تھی تبھی اس نے اپنی پہلی بیوی یعنی ارمان کی ماں کو جو ویسے بھی

فائزہ شیرازی کی پسند سے آئی تھی اور اس سے ابراہیم کا لگاؤ نہ تھا، اسے بیچ دیا۔ان غنڈوں نے ارمان کی ماں کو مال کے باہر سے اٹھوانے کی کوشش کی پر ڈرائیور تگڑا آدمی تھا تو وہ بچ گئی لیکن جب گھر پہنچ کر اسے فون کال آئی کہ اس طرح اسکے شوہر نے اس غنڈے کو بیچ دیا تب وہ عورت یہ سہہ نہ سکی تھی اور اس نے خود کو شوٹ کر دیا کیونکہ وہ ابراہیم شیرازی سے بہت پیار کرتی تھی۔اس کال کی ریکارڈنگ سے لے کر ہر ڈیٹیل اس ای میل میں تھی۔

جبکہ اس سارے میس کا فائزہ اور ارمان نے ملبہ ڈالا ابراہیم شیرازی کی دوسری بیوی پر جو انہی دنوں ابراہیم کے ساتھ شیرازی ہاوس آئی تھی جسکی کوکھ میں چند ماہ کا بچہ بھی تھا۔

اب ذینیہ پر گھر کی طرف سے نفرت پریشر اوپر سے ابراہیم کی مشکوک حرکتیں کہ وہ ڈان اب اس سے دوسری بیوی دینے کا مطالبہ کرے بلیک میل کرنے لگا تھا اور یہ سب زینیہ کے علم میں آ گیا۔

وہ عورت جس نے ابراہیم شیرازی کے لیے اپنے بھائی کو چھوڑ دیا، اس سے حصہ مانگ کر وہ ساری جائداد بھی اپنے شوہر کو دی وہ کیسے یہ برداشت کرتی کہ وہ آدمی بے وفا ہے، ذینیہ نے اسی بعث کے بیچ جب ابراہیم شیرازی سے حساب مانگنے کو گن اٹھائی تو ابراہیم کے جھپٹنے اور چھیننے کے چکر میں وہ گولی ابراہیم کے سینے کے پار ہو گئی۔

زینیہ کو تو پہلے ہی فائزہ اور ارمان، قاتلہ مانے بیٹھے تھے اور جب ابراہیم مرا پھر تو وہ واجب القتل ہو گئی۔

ارمان نے ہی زینیہ کو جیل کروائی اور اس نے اقرار جرم بھی کیا اور عدالت سے اپنے بچے کی پیدائش تک کی مہلت مانگی اور جس دن فیصلہ ہوا تب اس نے یہ سب آلین جاہ کو کال کر کے بتایا اور قسم بھی دی کہ وہ یہ سب یہاں کسی کو نہ بتائے بس ذینیہ نے اپنی کوکھ میں پلتی اس ننھی جان کو الین کے سپرد کیا۔

آلین نے وہیں کو ریارہ کر آپی کو چھڑوانے کے لیے اعلی پائے کے وکیل چنے پر ذینیہ کا اقرار جرم اسکی رہائی میں بہت بڑی رکاوٹ تھا۔

جب ارمان اور فائزہ کو پتا چلا ذینیہ کی کوکھ میں

اولاد ہے تو انہوں نے چار ماہ تک ذینیہ کو جیل سے نکلوا کر اپنی نگرانی میں

رکھنے کی درخواست دائر کی کہ یہ انکے خاندان کے خون کا معاملہ ہے۔

عدالت نے یہ چار ماہ کی درخواست قبول کی اوران چار ماہ میں انہوں نے زینیہ کو

اپنے فارم ہاوس رکھا، اسکے لیے چار عدد فی میل ملازمین رکھیں لیکن خود کبھی خبر نہ لی۔

زینیہ تو بات کرنا یا کچھ سننا، مسکرانا سب تو ابراہیم کی بے وفائی کے وقت ہی بھول گئی۔ شاید ارمان پر جو وہ مہربانی اتری وہ بھی اس لیے کہ وہ خود بھی معصوم تھا، اور اللہ نے اس ناپسند عورت کی کوکھ میں موجود جان کے لیے تبھی ارمان کے دل میں انس ڈال دیا۔

لیکن جب ذینیہ نے زالے شیرازی جیسی پری کو جنم دیا تو خود وہ اتنا جی سکی کہ دومنٹ کے لیے اس کی آلین سے بات ہوئی جو آپیہ کی بگھڑتی طبعیت کا سنے پہلی بار اس سنگدل شہر آیا اور وہ بھی آپیا کی موت دیکھنے، ذینیہ نے اسے دی تھی اپنی زالے اور یہ بھی کہا کہ میری زالے کو تھوڑا ارمان کو بھی دینا۔ شاید ان چار ماہ میں ذینیہ کو اگر کسی سے انسیت تھی تو وہ ارمان تھا۔

اور جب زینیہ کی تدفین ہوئی تو آلین نے زالے کو لینے کے بارے جب کہا تو فائزہ اور ارمان دونوں نے آلین جاہ کو بہت سفاک لفظوں میں وہاں سے نکالا تھا۔ یہ سب کچھ آج پھر پڑھ کر ارمان پر نا جانے کتنی قیامتیں ایک ساتھ ٹوٹی تھیں۔

وہ لیپ ٹاپ بند کیے سر ہاتھوں میں گرا گیا۔

"آپ اٹھ گئے؟"

انیہ کی آواز کہیں دور سے آتی سنائی دی تو ارمان نے ہاتھوں سے بال آزاد کیے گردن گمائی ہی کہ وہ اسکی سرخ ہوتی آنکھیں دیکھے جلدی سے بلینکٹ پرے کرتی اٹھ کر پاس ہی آکر بیٹھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟ آپکی آنکھیں سرخ کیوں ہیں۔ مجھ پر غصہ ہیں رات آپکے پاس آگئی تھی۔ "بولیں

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے نیند کی ساری خماری جھٹک کر یوں تھی جیسے اسکی ارمان کو دیکھ کر جان نکل رہی ہو۔

"تم پر غصہ ہوتا تو تم مجھے چھو بھی نہ سکتی"

وہ اسکے چہرے سے جڑے ہاتھوں کو پکڑتا جتانے کے ساتھ اپنی آنکھوں کی سرخی بھی پی گیا۔

"پھر کیا ہوا؟ مما بابا یاد آرہے ہیں؟"

شاید یہ سوال کرنے کے لیے انیہ کو اپنی پوری ہمت لگانی پڑی تھی، کسی کے خسارے کریدنا اسے کہاں پسند تھا۔

نہیں، اگر تم چاہو تو یونی سے چھٹی کر سکتی ہو۔ ہم کہیں گھوم آئیں" "گے۔ مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہے۔ پورا دن

انیہ کو اب سچ میں یقین ہوا کہ ضرور کچھ ہوا ہے ورنہ وہ آدمی ایسا کبھی نہ کہتا۔

"پوری رات بھی رہ لیجئے گا میرے ساتھ۔یونی سے چھٹی کے لیے تو آپن پہلے ہی تیار بیٹھی تھی ہی۔رات آپکو دیکھتے دیکھتے تین بج گئے۔میری نیند پوری نہیں ہوئی ارمان"

وہ ارمان کے کندھے سے لپٹ کر لاڈ سے مزید اپنے دکھڑے رونے لگی جس پر ارمان نے زرا سا رخ انیہ کی طرف پھیرا۔

"مجھے کیوں دیکھا تم نے اتنا۔؟ہاتھ پکڑ کر مجھے رات اپنے پاس کیوں نہیں لے کر گئی؟"

وہ سنجیدہ تھا پر لہجہ شدت سے لبریز تھا۔

"آپ اکسانے کے ویٹ میں تھے، میں نے سوچا بیڈ پر نہ سہی ہم کاوچ پر تو سو سکتے ہیں۔ تھوڑی سیو فیلنگ آئی، اور میرے پاس آپکو دیکھنے کا حق ہے۔ اور بچپن سے حق استعمال کرنے کی عادت ہے مجھے۔ جو آپکے معاملے میں کچھ حیا کے پردوں میں ڈھکی ہوئی ہے"

وہ اپنی انگلیوں کی پوروں کو ارمان کے گال، جالائن سے پھیرتی گردن تک لائی تو ارمان نے ہاتھ اسکی کمر میں سرکاتے اسے خود سے لگایا، انیہ کی آنکھوں میں نرم سا ڈر تھا۔

"اکساو مجھے"

انیہ کی پلکیں اس حکم پر تھرائیں۔

"و۔۔واٹ۔اس وقت۔۔۔؟"

وہ کرٹلز کے پار سے جھانکتی صبح کی نرمگیں روشنی کے بارے فکرمند تھی۔

م۔۔میں نے تو برش بھی نہیں کیا ارمان۔پتا نہیں سوتے میں کتنی لالیں ٹپکی ہوں گی"

انیہ نے بنا کسی تردد جب کہا تو ارمان نے ایک ہی جھٹکے سے انیہ کو کاوچ پر واپس گرایا۔

"گندی۔۔۔"

جناب جھر جھری لیے اٹھے توانیہ لیٹ کر پیٹ پر ہاتھ رکھتی ہنسی۔

"اٹھ کر منہ دھو کر آو۔۔ شرم تو تمہیں آتی ہی نہیں صبح صبح موڈ خراب کر دیا"

جناب ٹاول اٹھانے کے بعد اپنی شرٹ کے لیے ڈریسنگ روم گھسے توانیہ اٹھ کر پیچھے ہی دوڑی، ڈریسنگ روم کے دروازے کے پاس رکی۔

"محبت کا امتحان تھا ارمان جی اگر آپ گندی انیہ کو کس کرتے تو کیا پتا آج آپ پر انیہ کے پیار کی برسات ہوتی۔ ہنہ۔ فیل ہو گئے آپ۔ اب میں جو لو کو کس کر کے آتی ہوں۔ دیکھنا اسے کوئی پرابلم نہیں ہو گی"

انیہ دروازے کے باہر سے ہی ہانک لگا کر اس سے پہلے جاتی، ارمان نے پیٹ میں ہاتھ باندھتے نا صرف روکا بلکہ انیہ کی گردن ہونٹوں میں سک کرتے انیہ کو کراہنے پر مجبور کر دیا۔

"مجھ میں اور اس بلی کے بچے میں مقابلہ کرواو گی تم اب۔ واقعی شرم مر گئ ہے تمہاری۔ کوئی چھٹی نہیں نہ اوٹنگ۔ ریڈی ہو یونی چل رہے ہیں ہم"

ارمان نے جب یہ کانوں میں چھٹی کے کینسل ہونے کا اعلان کیا تو وہ معصومیت اور مظلومیت کا جہاں بنے پلٹی۔

"ناں پلیز سرتاج! یہ چھٹی والی عیاشی کا سکھ نہ لیں مجھ سے۔ میں تو اچھا بھلا موڈ بنا چکی تھی۔ ہم لانگ ڈرائیونگ پر چلیں گے۔ لنچ ہم ڈے لائیٹ اور

ڈنر کینڈل لائیٹ میں کریں گے۔آپ کیوں خوامخواہ پڑھائی جیسی بورنگ

"چیزلارہے ہیں ہمارے بیچ۔یہ سوتن کا کام کرے گی سمجھیں ناں۔

وہ منتوں ترلوں پراتری تھی جبکہ ارمان گردن اکڑائے اب ڈھیٹ بناہوا

تھا۔

"جولو کو کسی قسم کی کس نہیں کرو گی تم۔۔پرامس می"

ارمان نے زرااکڑ کم کی توانیہ کے گال بلش کیے۔

"کسی قسم کی مطلب اسکے فیس پر بھی نہیں؟"

انیہ نے شرمانے کی ناکام کوشش کرتے سوال کیا۔

"نہیں۔"

ارمان نے ہٹ دھرمی سے دانت پیسے۔

"کیوں۔آپکو جیلس ہو گا؟"

انیہ نے اس بار جناب کو برا چھیڑا تبھی تو ارمان نے اسکا منہ جبڑے سے جب دبوچا تو انیہ کا چوزے سا منہ بنا دیکھے ارمان سے غصے کو قائم رکھنا حرام ہوا،وہ سچ میں اتنی تکلیف کے باوجود اس شخص کو مسکرانے پر مجبور کر چکی تھی۔

"ہاں مجھے جیلس فیل ہو گا کیونکہ یہ جو چوزے جیسا تمہارا منہ ہے یہ صرف میرا ہے"

ارمان کا حق جمانا بھلے برہم ہو کر تھا پر انیہ کے پورے وجود میں چہکے سے بہار آ گئی تھی۔

"لوگ ایویں آپکو سرد مزاج کہتے ہیں۔ آپ تو چلتا پھرتا آگ والا گولا ہیں۔ لگتے ہی اگلا بندہ سلگنے لگے۔ یہ منہ صرف آپکا ہے پر اس سے نکلنے والی فالتو کی بک بک سننے کا بھی پہلا حق آپکا ہے۔ تو آج چھٹی کرتے ہیں اور میں آپکو اس منہ کے مظاہرے دیکھاتی ہوں۔۔۔۔ جیسے یہ۔۔۔"

وہ بچارا ہونق تھا کہ یہ کیسی مخلوق اللہ نے دے دی،انیہ نے اسکا چہرہ ہتھیلوں میں بھرا اور ارمان کی گال پر زور سے ہونٹوں کا لمس بکھیرتی پیچھے ہٹی۔

"تمہیں مجھ سے زرا ڈر نہیں لگتا؟"

ارمان نے پھر سے جبڑا دبوچا پر اب پکڑ پہلے سے بھی مخملی تھی۔

"نہیں آپ بٹر سکچ ٹافی ہیں جیسے میں کرچ کرچ کر کے کھالوں۔"

انیہ نے انکھیں پٹپٹائیں اور اب وہ مسکراہٹ چھپا چھپا کر ہار گیا تھا،اب وہ بطخ کے منہ والی مسکرانے کے ساتھ شرما بھی رہی تھی۔

اگر تم نہ ہوتی تو میں کسی کا سر پھاڑ چکا ہوتا۔اس لیے گندی انیہ بھی اب "
"چلے گی۔

اسی چوزے منہ کو پیار بھرا چھو کر ارمان نے انیہ میں سنسنی سی اتارے اسکا چہرہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے حصار سے آزاد کر دیا۔

"مجھے ٹاول پکڑا دینا۔۔۔"

ارمان اس سے پہلے نہانے جاتا،انیہ پکاری۔

"اور اگر ٹاول کے بہانے آپ نے مجھے اندر کھینچ لیا۔؟"

انیہ اپنے نچلے لپ کو کاٹے شرماتی ہوئی منمنائی تو ارمان نے گھور کر اس زیادہ ہی فری ہوتی لڑکی کو دیکھا۔

"اگر تمہیں اندر ہی لے کر جانا ہوتا تو ٹاول میں تمہیں پہلے ہی لپیٹ کر لے جاتا۔اس سٹیج میں ابھی ٹائم ہے۔بلی کے خواب میں چھیچھڑے"

جناب کا غرور بیٹھنے پر ہی نہ آرہا تھا۔

"میں بھی کوئی مری نہیں جارہی آپکو نہاتا دیکھنے کے لیے۔ہنہ۔۔۔جب عقل پیار اور نرمی بٹ رہی تھی تب بھی یہ ایٹیوڈ کے کاونٹر پر کھڑے تھے۔"

انیہ نے بلینکٹ اٹھا کر ارد گرد اوڑھا اور بڑبڑاتی ہوئی جا کر بیڈ پر اوندھی گری اور ابھی ایک منٹ ہی گزرا کہ انیہ کو اپنا آپ ہوا میں معلق محسوس ہوا۔

"نہیں تب میں تھوڑی دیر بے شرمی کے کاونٹر پر بھی گیا تھا۔"

ارمان نے اسے بازووں میں بلینکٹ سمیت اٹھا رکھا تھا اور وہ جس طرف بڑھ رہا تھا، انیہ کا حلق سوکھا اوپر سے پسینے الگ چھوٹے۔

ن۔۔ نہیں یہ میرے ارمان نہیں۔ امی جی کوئی بچائے مجھے۔پ۔۔ پلیز" ارمان میں دوبارہ کم بک بک کروں گی یہ مت کریں۔ میں آپکو نہاتا نہیں دیکھ سکتی۔ آپ کتنے وہ لگیں گے۔ چھی"

ارمان نے ڈور تک پہنچے ترس کھاتی نظروں سے انیہ کو دیکھا۔

"کم بک بک ؟ پہلے توبہ کرو کہ بلکل بک بک نہیں کرو گی ورنہ تمہارے ہاتھ باندھ کر تمہاری آنکھوں میں چمٹے گھسا کر جو آنکھیں بند نہ ہونے دیں۔ میں تمہیں یہ والا ٹارچر دوں گا"

انیہ نے ڈری ڈری ہنسی دیکھائی تو ارمان بھی مسکرایا۔

"بس آپکی مسکراہٹ مل گئی اب مجھے مرنا بھی قبول ہے"

ارمان نے نظریں سی چرائے اس بھاری بھر کم کمبل میں لپٹی انیہ کو نیچے اتارا اور اسکی گال بری طرح مڑوری۔

"اچھا لگتا ہے جب تم میرے آس پاس ہوتی ہو۔ ہنستی ہو۔اپنی بک بک کی
عادت ڈال دو مجھے لیکن اسے کم یا ختم مت کرنا"

ارمان جاتے جاتے پلٹا تو انیہ کی ساری شرارت میں آتش سے رنگ گھلے۔

"آپ ٹنشن نہ لیں۔یہ لڑکی اپنے سنبھالے گئے سارے رنگ صرف آپ
پر لٹائے گی۔اپنی سرخ آنکھوں کا راز بھی اگر اس کم عقل سے بانٹ لیں
گے تو زیادہ سپیشل فیل ہو گا مجھے۔میں ذرا جو لو کو دیکھوں۔بس ہگ کروں
گی۔اب سے میری ہر کس آپکی ملکیت ہے۔بائے"

سنجیدہ تو یہ لڑکی جان کو آتی تھی،وہ گئی تو ارمان کتنی دیر وہیں کھڑا اسکے
لفظوں کی بازگشت میں ہی کھویا رہا پھر اپنی سرخ آنکھوں کو سوچتے اذیت
بھرا سانس کھینچے فریش ہونے گیا۔

واک کرنے کے بعد وہ ذیشان کو ماموں کے فارم ہاوس لائی تھی جہاں بہت سی سبزیاں اگائی جاتی تھیں اور یہاں کام کرتے ورکرز کو آلین بہت اچھا پے کرتا تھا، یہاں ایک پارٹ ڈانسک فیلڈ تھا جہاں کے کچھ کاشت کار کورئین ڈانسر تھے اور انہوں نے ہی اس فیلڈ کو ڈانسنگ فیلڈ بناتے ایک خاص قسم کا رقص ایجاد کیا جو وہاں کے لوگ کر کے خوب انجوائے کرتے ہوئے یہاں پھل اور سبزیاں اگاتے تھے۔

زالے اسے لائی تو پہلے فارم ہاوس سے اٹیچ گھر جا کر چینج کیا جو ایک کھلے سے پاجامے کے ساتھ چھوٹی سی کرتی تھی اور سر پر ایک خوبصورت سارومال

ٹائیپ اسکارف تھا جو ہئیر رنگ کی طرح سارے اسکے بالوں کو سمیٹنے میں کامیاب تھا۔

"تم تو بہت کیوٹ لگ رہی ہو؟"

زیشان باہر لگے درختوں سے تازہ انجیر اتار کر ٹیسٹ کر رہا تھا پر وہ ابھی پھیکی تھی تو اگل دی پر جب گیڈ سے باہر آتی زالے پر نظر پڑی تو وہ ہنستا ہوا پاس آرکا۔

"میں پیدا ہی کیوٹ ہوئی تھی۔ چلیں آپکو کچھ سپیشل دیکھاتی ہوں۔"

زالے نے مسکراتے ہوئے آگے کی راہ لی تو ذیشان بھی مسکراتا پیچھے ہی لپکا۔

دس منٹ میں وہ فارم ہاوس میں انٹر ہوئے۔

"یہ کہاں لائی ہو مجھے زالے؟ "

ذیشان دور پار تا حد نگاہ پھیلے کھیت دیکھتے حیرت سے اپنے ساتھ چلتی زالے کو دیکھے بولا۔ جسکے ہاتھ میں زمین کی مٹی نرم کرنے والا ڈنڈا بھی تھا جسے اب تک ذیشان بس اونچے نیچے راستے عبور کرنے کے لیے لاٹھی سمجھا تھا۔

اب ٹھٹکا۔

اسے کہتے ہیں ڈانسنگ فیلڈ۔ یہاں جو بھی اگا یا جاتا ہے وہ یہاں کے سپیشل " ڈانس کو کر کے کیا جاتا ہے۔ سوچا آپکو عشق عاشقی سے نکال کر زرا کوریا کے یہ رنگ دیکھاوں "

زالے وہاں کے مقامی لباس میں تھی پر یہ شیطان صاحب ویسے ہی شرٹ جینز میں اٹھ آئے تھے۔

میں نے تو سنا تھا تمہارے ماموں کے ساو تھ "

کوریا میں اپنے کلب ہیں۔ ہک باہ! انکی لاڈلی ناچنے کے لیے کھیتوں میں آتی ہے۔ ویسے ہمارے

" ادھر کھیتوں میں کچھ اور کیا جاتا ہے

ذیشان کی نظر کچھ اور ناچتے کسانوں پر گئی تو جناب انکے ڈانسنگ سٹیپ کاپی کرنے لگے تھے اور انفارمیشن بھی دے رہے تھے جس پر زالے ہنس کر ساتھ دے رہی تھی۔

"اچھا ایسا کیا کیا جاتا وہاں ذیشان"

زالے کو تجسس میں دیکھتے ذیشان نے ایک سٹیپ مار کر کھیت کے بیچ میں کودتے ہوئے باقی چنی آنکھوں والے کسانوں کو دور سے ہی ہیلو پھینکا پر زالے کی توجہ تو ذیشان کے جواب پر اٹکی تھی۔ جو واپس زالے کو یوں دیکھنے لگا جیسے پھر سے کوئی شرارت کرنے لگا ہے۔

"ہمارے ادھر کھیتوں میں ہر غیر ضروری کام ہوتا ہے مسیز! جیسے عاشقوں کی ڈیٹ، پیٹ کی الجھن سے چھٹکارہ۔ کوئی خفیہ مشن کی تکمیل، چھپن چھپائی کا نایاب کھیل کھیت کے بنا کہاں ممکن، اور سب سے اہم پنجابی فلموں کی شوٹنگ میں ہیروئن کا ڈانس جو کھڑے کھیتوں کو گرانے کو ٹریکٹر کا کام دیتا ہے"

زالے جو بڑے غور سے سن رہی تھی، اختتام تک جب ذیشان ہنسا تب اس بونگی کو سمجھ آئی بات ہنسنے کی تھی، پھر جا کر کھنکتا ہنسی۔

اور ذیشان اپنے سٹیپ بھول گیا، وہ کچھ مزید لوگوں کے ساتھ مل کر کچھ پھلوں کے بیج لگانے میں لگی تھی جس پر ذیشان نے بھی مدد کی اور جہاں جہاں وہ مٹی نرم کیے بیج دبا رہی تھی ذیشان بھی اس جگہ ہٹی گھاس پھوس ٹھیک سے اوپر کرتا جا رہا تھا۔

وہ لوگ دو بجے تک یہیں رہے کیونکہ ٹھنڈک تھی تو ہلکی ہلکی دھوپ نے بہت مزہ دیا، اور پھر اچانک سے سیاہ بادلوں کی وجہ سے بارش شروع ہوئی تو باقی کسان تو اپنے شیلٹر ایریا کی طرف چلے گئے اور کچھ وہیں کام کرتے بھیگنے لگے جبکہ زالے، ذیشان کا ہاتھ پکڑے واپس اس چھوٹے سے سٹے ہاوس میں آگئی لیکن پھر بھی دونوں پورے بھیگ چکے تھے۔

"رل تے گئے ہیں پر چس بڑی آئی ہے۔۔۔اب اگر میں نازک بیمار پڑا تو پھر۔۔۔رات فلائیٹ ہے میری ظالم۔اور خود دیکھو کانپ رہی ہو۔ چلیں جاہ مینشن۔؟"

ذیشان نے اپنی ٹی شرٹ کے اوپر پہنی بٹن آپ اتار کر نچوڑی تو باقاعدہ پانی نکلا جبکہ زالے تو ابھی بھی شیڈ تلے کھڑی بھی دونوں ہاتھ باہر نکال کر بارش انجوائے کر رہی تھی اور کانپ بھی رہی تھی۔

بارش تو رک لینے دیں۔ میرے تو کپڑے پڑے ہیں اندر۔ ایسا کرتی ہوں" میں چینج کر کے جاتی ہوں۔ آپکے لیے آپکی شرٹ اور جینز لے آتی "ہوں۔ ایسے گیلے ہو کر ڈرائیو کیسے کریں گے

زالے نے جلدی سے بارش سے کھیلنا بند کیا اور اندر بڑھی جو چھوٹا سا وڈن ہاوس تھا جہاں بس کچھ دیر کے لیے وہ سٹے کرتی تھی۔

اب ڈرائیو تو وہ خود بھی کر سکتی تھی پر ذیشان کے روبرو میڈم کا دماغ اوٹ ہو گیا تھا اور زیشان پس لب مسکراہٹ لیے زالے کی بونگی سی لوجک سوچتا

خود بھی پیچھے ہی چلا آیا مگر غلطی سے بھی اس طرف نہ دیکھا جہاں زالے چینج کرنے گئی تھی بس اپنے وجود سے چپکی بلیک شرٹ بھی پکڑ کر اتاری تو اسکے خوبصورت جسم کی منہ دیکھائی زالے کے اس خوبصورت سٹے ہاوس کے آگے ہوئی، وہ سچ میں ایک پر کشش آدمی تھا، لیکن سب سے بڑی بات اسکے پاس بہت خوبصورت دل تھا۔

اندر آجائیں ذیشان۔ میں نے ہیٹر آن کر دیا ہے۔ میں چینج کر کے جاتی "ہوں"

وہیں بنے اٹیچ چینجنگ روم میں زالے نے اپنی جینز اور لانگ شرٹ پہن کر اوپر ڈھیلی سی جرسی پہنی اور موزے اتار کر گیلے شوز کھڑے کر کے رکھتی وہیں رکھے فلیٹ چپل پیروں میں اڑیستی گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتے باہر آئی تو اسکے قدم تھمے، وہ اپنی شرٹ اتارے اسے بھی عورتوں

کی طرح نچوڑ رہا تھا، زالے نا چاہتے ہوئے بھی اسکی مسلز والی پشت سے نظریں نہ ہٹا سکی۔اوپر سے وہ بھیگا ہوا ویسے ہی وہاں ہیٹر کی بھڑکتی آگ سے زیادہ خطرناک تھا۔

"میں آتی ہوں ذیشان۔۔۔"

وہ ہوش میں آتی اس سے پہلے دروازے کی طرف بڑھتی بے دھیانی میں دیوار سے جا ٹکرائی، ذیشان اسکے کراہنے پر جلدی سے شرٹ وہیں وڈن چیئر پر رکھتا قریب آیا اور ہنستے ہوئے زالے کو اپنی طرف پلٹا یا جسکے ماتھے پر ہلکی سی کھروچ آگئی تھی۔

مجھے لگتا ہے میں نے شرٹ اتار کر آپکے ہوش اڑا دیے مسیز۔ میں معافی" "چاہتا ہوں

ذیشان نے لو دیتے انداز میں زالے کے ماتھے پر بنی خراش پر نرمی سے انگوٹھے کی پور سہلائی تو محترمہ کے چہرے پر ہزاروں رنگ لہرائے۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔میں بھول گئی تھی کہ اس طرف ڈور نہیں ہے۔آپکی وجہ سے ک۔۔کچھ نہیں ہوا۔آپ ہیٹر کے پاس جائیں ٹھنڈ نہ لگ جائے۔"

زالے نے اسی سابقہ گھبراہٹ میں بات ٹالی۔

"Can i hug you?"

زالے کے کان کے پاس جھکتے ذیشان نے جو کہا وہ گھبرا کر اسکی طرف چہرہ اٹھائے دیکھنے لگی۔

"گ۔۔گیلے ہیں آپ"

وہ بولنے کی کوشش میں ہکلا گئی۔

"میں نے ہگ بازوؤں سے کرنا ہے، ٹانگوں سے نہیں کملی۔ گیلی زیادہ شرٹ تھی وہ اتار چکا ہوں۔ ہاں تم نہ کرنا چاہو تو الگ بات۔۔۔"

ذیشان نے اصرار نہ کرتے تقاضا واپس لیا تو وہ جلدی سے ذیشان کا ہاتھ تھام گئی۔

"ایسے کچھ عجیب لگے گا۔آپ شرٹ پہن لیں پھر۔۔۔"

زالے نے اپنی الجھن سمجھانے کی کوشش کی توذیشان اسکاہاتھ پکڑے وہیں رکھی چیئر تک لے جاتے خود بھی بیھٹااور زالے کو بھی بٹھایا۔

شرٹ سوکھنے دودس منٹ تک۔پھر ساتھ نکلتے ہیں۔یہ دس منٹ تم" ڈرائیونگ کے بجائے مجھے دے دو۔اس ہیٹر نے ویسے بھی ٹھنڈ بھگادی "ہے

وہ اسکے ساتھ بیٹھ توگئ تھی پر یوں جیسے کبھی بھی اٹھ کر بھاگ جائے گی۔

اوکے۔یہاں کافی کاسامان بھی ہے۔کافی پیئیں گے۔بارش بھی ہوپ" "سوتب تک رک جائے

زالے نے کچھ دیر تو یہ چپ برداشت کی پر پھر وہ ساتھ بیٹھا گھبراہٹ دینے لگا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی اسکے کسرت کیے خوبصورت وجود کو ہر ممکنہ دیکھنے سے پرہیز کیے ذیشان کی آنکھوں میں ہی دیکھتے بولی۔

"ضرور پیوں گا"

ذیشان نے وہیں فرصت سے ٹیک لگائی اور زالے کے کافی بنانے اور لانے تک مسلسل ہاتھ کانپ رہے تھے۔

وہ پاس واپس آئی اور ایک بھاپ اڑاتا مگ ذیشان کو دیا جس نے تھامتے ہوئے بھی زالے کے پورے ملائم ہاتھ کو چھوا، وہ سہم گئی اور خود بھی واپس اسکے ساتھ ہی اس وڈن کاوچ پر بیٹھی جسکی گدی ذیشان نے اپنے نیچے سے

نکالے وہ بھی زالے والی جگہ کے نیچے رکھ دی تبھی وہ اسکے ساتھ بیٹھی اسکے برابر لگ رہی تھی، سامنے ہیٹر، ہاتھ میں گرم کافی اور ساتھ بیٹھا آتش فشاں، زالے کا حلق کیونکر نہ سوکھتا۔

"تم مجھے ائیر پورٹ چھوڑنے جاو گی؟"

چند سیپس لیتے ہی وہ خاموشی توڑ گیا، زالے کو لگا اسکے منہ میں میٹھی کریمی کافی کے باوجود کڑواہٹ گھل گئی ہو، پھر بھی وہ مسکرا کر ذیشان کی طرف چہرہ گما گئی۔

"شیور۔"

جلدی سے نظر ہٹائے مگ سے لبوں کو لگائے اپنی دھندلائی آنکھیں آگ کے شعلوں پر جمائیں۔

"یہ چھوٹی سی سٹے پلیس بہت رومنٹک ہے ناں؟"

وہ پھر پکار اتو زالے نے پھر سے مسکرا کر سر ہلایا۔

"میں اکثر یہاں آکر ایکشن اور جاسوسی ناولز پڑھتی ہوں۔"

ذیشان حیرت سے مسکرایا۔

ظالم لڑکی۔ یہاں تمہیں رومنٹک بکس پڑھنی چاہیں۔ تبھی تم اتنی خشک ہو"

جناب کی زبان پھسلی تبھی تو زالے نے گردن گما کر آنکھیں دیکھائیں۔

"مجھے موقع ملے میں ایسی ہی جگہ اپنی ویڈنگ نائیٹ سیلبریٹ کروں"

اس آدمی نے قسم اٹھا رکھی تھی نہ سدھرنے کی، زالے نے مگ سامنے میز پر رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی، ذیشان کا موڈ بھی یکدم بدلا تو وہ اسکا ہاتھ پکڑے اپنی طرف کھینچ گیا تو وہ توازن برقرار نہ رکھتی اس کی جانب جھکی پر اپنا ہاتھ ذیشان کے کاندھے پر رکھنے کے سبب گرنے سے بچی۔

لیکن ذیشان کی کافی چھلک کر اسکے ہاتھ اور تھائے پر جا گری۔

وہ ذیشان کی حرکت کبھی نہ بخشتی پر اسکے ہاتھ کی جلن دیکھتے جلدی سے سنبھل کر مگ ذیشان کے ہاتھ سے لے کر سامنے رکھا۔

"ذیشان! کیا کرتے رہتے ہیں آپ۔ جلا لیا ہاتھ۔۔۔اب یہاں پر اائنٹمنٹ بھی نہیں ہے۔ چلیں ہم جاہ مینشن چل رہے ہیں۔آپکی ٹانگ پر بھی گری ہے کافی۔"

وہ اسکے ہاتھ کو نرمی سے اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے سخت پریشانی سے ڈانٹ رہی تھی۔

"میں تمہارے ساتھ تھوڑا ٹائم چاہتا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہی تمہیں؟"

وہ جو اسکے ہاتھ کا جائزہ لے رہی تھی، یکدم ہی ذیشان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال گئی۔

"یہ کونسا طریقہ ہے ٹائم لینے کا۔ خود کو ہرٹ کر رہے ہیں آپ میرے لیے۔ میں یہ نہیں دیکھ سکتی؟"

وہ ہاتھ کا نہیں، وہ تو دل کا جتا گئی اور ذیشان زخمی سا مسکرا دیا کہ وہ اتنا تو سمجھ رہی ہے کہ اس بندے کا اندر سب جل رہا ہے۔

"جان بوجھ کر نہیں کیا۔ ڈانٹو تو مت"

وہ اپنا دردناک موڈ بدل گیا کہ زالے کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے والے تھے۔

"ڈانٹ نہیں رہی۔ بس آپکے ہاتھ کی جلن محسوس ہوئی۔ یہاں بھی گری ہے کافی۔ پین ہے؟"

وہ تھک ہار کر پاس ہی بیٹھی، اسکی ٹانگ پر ہاتھ رکھے فکر ولاڈ سے درد کے بارے پوچھا جو ابھی کسی تکلیف کو نہیں جانتا تھا۔

"وہاں فیل نہیں ہوئی۔ ہاتھ پر فیل ہوئی تھوڑی سی جلن۔ باقی درد سے میرا کوئی رشتہ نہیں مسیز۔ میں خوش باش آدمی ہوں"

وہ اسکے بالوں کو سنوارتا اسکی فکریں ہٹانے کو شریر مسکرایا جو مسکرا نہ سکی۔

"آپ خوش باش ہی اچھے لگتے ہیں۔ لالہ کیا کہیں گے میں نے انکے بیسٹو کو دیوداس بنا کر واپس بھیجا ہے۔ ایسے مت کریں ذیشان۔ مجھے تھوڑا ٹائم

دیں۔میں ہمارے اس رشتے کے لیے سوچنے کی کوشش کروں گی۔واپس جا کر آپ اداس نہیں ہوں گے۔ویسے ہی چل والے ذیشو بن کر چھکیے "گا۔کل سے میرے بھی پیپرز ہیں تو فل بزی ہو جاوں گی۔اوکے ؟

وہ چھوٹی سی ہو کر بڑے بڑے عہد چاہ رہی تھی لیکن ذیشان تو یہیں تھم گیا جب اس ملائم ہاتھ کی ٹھنڈک ذیشان کو اپنے دائیں رخسار پر محسوس ہوئی، وہ پیار سے یقین چاہنے کو منتظر تھی اور وہ اس لمحے سے تا عمر نکلنا نہیں چاہتا تھا۔

"اوکے۔۔"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر اسکی ہتھیلی چومتے بولا تو نظریں بھی نیچی کر گیا، زالے نے بھی مان لیا کہ وہ بات مانے گا۔

"کیا ہوا آپکو؟"

وہ چپ ہو گیا تھا تبھی زالے نے اسکا چہرہ اوپر اٹھائے پوچھا پر وہ بس اسے ہی دیکھتا رہا۔

"کچھ نہیں ہوا۔ آئی ایم او کے۔"

وہ گہرا سانس بھرے اسے دیکھتے ہی بولا تو زالے نے اسکی نظروں میں ابھرتی طلب پر جلدی سے آئی کنٹکٹ توڑا۔

"آپکے ہاتھ کی جلن کم ہوئی؟"

وہ اسکے ہاتھ کو ہاتھ میں لیے دوسرے سے سہلاتی ہنوز فکر سے بولی تو

ذیشان نے دھیرے سے اپنا ہاتھ زالے کے ہاتھوں سے چھڑوایا اور اٹھ کر

اپنی کچھ حد تک خشک ہوتی ٹی شرٹ پہنی۔

وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاتھ سے زیادہ اگر تم تھوڑی میرے دل کی جلن کم کر دو تو۔۔۔ شرٹ

پہن لی ہے"

وہ میز پر رکھی گاڑی کی کیز اور اپنا فون لیتا پلٹا تو زالے بنا نظریں ملاتی اسکی

بازو کے حصار میں آکر چھپ گئی۔

"مجھے اپنے کچھ ہگز پیک کر دو ناں۔۔۔"

وہ بازوؤں میں اسے بسائے کھڑا کان میں بے بسی سے بولا۔

"کیا پتا یہ بھی بس آپکی ہی امانت رہیں اب؟"

سینے لگی ہی وہ دل کی جلن کم کر رہی تھی، ذیشان کی مسکراہٹ میں تازگی تھی۔

چل جھوٹی۔ماموں۔۔لالہ کے لیے تمہارے ہگز بے چین رہتے "
"ہیں۔ صرف میری امانت کیسے رہیں گے؟

وہ اسے چڑانے کی کوشش میں تھا۔

ماموں ہمیشہ میرا ماتھا چومتے ہیں، یا گود میں لیٹا لیتے ہیں کہ یہاں سو جائے"
میرا بچہ۔اور لالہ کے ہگز تھوڑے دور دور والے ہیں۔ سوریئل والے آپکے
"ہوئے ناں۔ایسے زور والے

وہ روبرو ہو کر جب یہ بولی، ذیشان کو لگا وہ سچ میں زالے کا سکون ہے پر ستم
یہ خود نہیں کہتی تھی۔

"میری طرح کوئی گلے نہیں لگاتا تمہیں؟"

وہ پھر سے تڑپ کر بازو کھول گیا تو زالے کی آنکھیں سی بھرنے لگیں۔

"نہیں۔"

وہ اسکے آسودہ سینے سے لگتی لرزتی آواز میں بولی تو ذیشان نے اسکا سر چوما اور جانے کتنی دیر تک وہ ذیشان کے وجود کا حصہ بنی اسکی بازووں میں قید رہی۔

"چلتے ہیں بارش رک گئی ہے۔۔۔"

کچھ دیر بعد وہ خود ہی مچل کر اپنی آنکھیں رگڑتی اس جگہ سے نکل گئی تو ذیشان نے بھی اپنی دوسری بٹن آپ شرٹ وہیں چھوڑی اور وہاں سے ڈور کلوز کرے باہر نکل گیا، جاہ مینشن میں پہنچنے تک دونوں چپ رہے، علیحہ آ چکی تھی اور اب زالے پر بہت سے نئے انکشافات ہونے کا وقت آ چکا تھا جو کچھ حد تک جاہ مینشن کی سجاوٹ سے ہی دہل سی گئی تھی۔

"زالے آگئی کیا؟"

روم میں آتے آلین کو دیکھتے علیحہ جو اپنا نکاح کا ڈریس بے دلی سے دیکھ رہی تھی فورا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں۔آجاو۔۔اس سے ملواتا ہوں تمہیں"

آلین نے اپنا ہاتھ پھیلایا تو وہ ہمت نہ کر سکی اسے تھامنے کی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

علیحہ منمنائی۔

"میری زالے سے؟"

آلین کو صدمہ پہنچا، علیحہ نے ہچکچاتے ہوئے سر کو جنبیش دی۔

"وہ تم سے کہیں درجے مہربان صفت ہے۔ گھبراو مت۔"

آلین کا دلاسا تو طوفانوں کو شانت کر دیتا یہ تو پھر پیاری سی علیحہ تھی۔

"یہ سجاوٹ کیوں ہوئی ہے ذیشان؟"

وہیں زالے اندر آئی تو پورا گھر سجا دیکھے اس نے حیرت و پریشانی کا اظہار کیا۔

"تمہارے ماموں کی زندگی میں چپکے سے بہار آئی ہے۔ یہاں آؤ میرے ساتھ۔۔۔"

ذیشان نے زالے کا ہاتھ پکڑا اور کاوچ کی بیک پر اٹھا کر زالے کو بیٹھائے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں بھرے، وہ سہم گئی۔

"ک۔۔ کیسی بہار ذیشان؟"

زالے کی آواز کانپی تو دل دھڑک کر رکا۔

"یہ پندرہ سال پہلے کی کہانی ہے کہ وہ اور علیحہ یونیورسٹی میں ساتھ پڑھتے تھے۔ محبت تھی وہ انکی پھر ان دو کی زندگی میں اک بھونچال آیا"

زالے کی آنکھیں ذیشان کے حرف حرف پر بھیگتی گئیں کیونکہ ذیشان نے جو بتایا وہ حرف بہ حرف وہی سچ تھے جو آلین پر پندرہ سال سے بیت رہا تھا، زالے کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو چکی تھیں پر وہ حوصلے میں بس اس لیے تھی کہ ذیشان نے اسکے ہاتھوں کو تھام رکھا تھا۔

"م۔۔ماموں نے بہت غلط کیا۔علیحہ آنی کی جگہ میں ہوتی تو ماموں کو کبھی معاف نہ کرتی"

آلین اور علیحہ کتنی دیر سے کچھ فاصلے پر کھڑے ان دو کو محبت وانسیت سے تک رہے تھے، یہ ذیشان حیدر ملک تو آلین کے دوسرے امتحان میں بنا کچھ کہے ہی جیت گیا، کتنی بڑی آسانی بنا وہ آلین جاہ کی کہ جو سچ دہرانے اس شخص کے لیے سوہان روح تھے وہ سب ذیشان نے دہرا دیے۔

"لیکن تمہارے ماموں بہت سچے انسان ہیں زالے! میں نے اب تک بس انکے بارے ارمان کے منہ سے درد بھرا حوالہ ہی سنا تھا۔ ملا تو پتا چلا کہ کسی کے بارے یونہی رائے قائم کرنا کتنی بڑی بیوقوفی ہے۔ان پندرہ سالوں کے ضائع ہونے کے پیچھے نہ تو آلین جاہ قصوروار ہیں، نہ علیحہ نہ تم زالے۔"

وہ سسک پڑی، کیسے نہ خود کو قصوروار مانتی۔

"م۔۔میں ہوں وجہ۔۔"

وہ رونے لگی تھی اور اس سے پہلے آلین اسکے آنسوؤں پر تڑپ اٹھتے آگے بڑھتا علیحہ نے روکا کیونکہ زالے کو اسکا ساتھی سنبھال چکا تھا، ذیشان نے

اسے پکڑ کر اپنے سینے لگایا، وہ شدت، وہ دلاسا بول رہا تھا، علیحہ اور آلین کو سنائی اور دیکھائی دیا۔

"وہ ! میری جان کی ہونے سلامت تک اب کے جاہ آلین لیکن ہو وجہ تم تمہیں دیکھ کر جیتے رہے۔ ورنہ ہم مردوں کے دل محبت کے لیے بہت تھوڑے ہیں زالے، نہیں رہا جاتا اس شخص سے جس نے سچ میں محبت کی ہو۔ تو تم وہ وجہ ہو کہ وہ اب تک جیے۔ تو بس ہمیشہ کی طرح دل بڑا کرو۔ آج ان کے ایک ہونے کی سیلبریشن کرتے ہیں۔ پندرہ سال کیا، ملن کی گھڑی تو پندرہ دہائیوں کی تلافی بھی کر سکتی ہے"

وہ بہت دیر تک ذیشان کے گلے لگ کر روتی رہی اور آلین کو نجانے کیوں لگا جیسے اسکی زالے، ان بازووں میں جذب ہونے کو بنی ہے۔ علیحہ اور آلین

ایک دوسرے کو بھول گئے، انکی آنکھیں توزالے اور زیشان پر اٹکی تھیں کہ وہ ساتھ نظر لگ جانے کی حد تک سج رہے تھے۔

ذیشان۔۔آپکو یہ دلاسا دینا کس نے سیکھایا؟آپ تو خوش باش انسان "ہیں؟"

وہ معصومیت سے روبرو ہوتی منمنائی تو علیحہ اور آلین کی مسکراہٹ بھی ذیشان کی طرح گہری ہو گئی۔

خوش باش ہوں زالے۔لیکن پتھر نہیں۔۔روتی آنکھیں اور روتے دل" مجھے بھی عام انسان کی طرح دکھ دیتے ہیں۔اور جس کا دل دوسرے کا دکھ "محسوس کرتا ہو اس کو دلاسے دینے آہی جاتے ہیں

وہ لاجواب کر گیا تھا، زالے کو۔

آلین سے مزید نہ رکا گیا تو لپک کر وہ انکی طرف بڑھا اور علیحہ کا ہاتھ محرم ہونے سے پہلے پکڑنا نہیں چاہتا تھا تبھی وہ وہیں مسکراتی رک گئی۔

"ماموں۔۔۔"

ماموں کو دیکھتے وہ ذیشان کے حصار سے نکلی جو زالے کے ماتھے کی خراش پر فکر مند ہوا۔

"ایسی خراش میرے دل پر لگی ہے سچ جان کر۔ کیوں ماموں؟ ایسا کیوں کیا۔۔۔ وہ آپکی محبت کی اکلوتی حقدار تھیں۔ مجرم بنا دیا آپ نے مجھے انکا۔۔۔"

زالے کا دل بہت تکلیف میں تھا، تو علیحہ خود ہی آگے آئی، اس سے بھی زالے کے آنسو سہے نہ گئے۔

"تم آلین کی طرح دل کا حصہ ہو میرے۔ مجرم نہیں کہو خود کو۔ مجرم تو میں ہوں کہ اک ضد پر چلی گئی سب چھوڑ کر۔ تمہیں دیکھ لیا ہوتا تو شاید خود بھی تب یہی کہتی کہ میرے لیے میری یہی بیٹی کافی ہے۔ جیسا سوچا تھا تم اس سے کئی درجے پیاری ہو۔ آئی ایم سوری کہ کچھ وقت شدید نفرت کی میں نے تمہارے معصوم سے وجود سے۔ مجرم میں ہوں۔ تم نہیں ہو۔ تم الین سے زیادہ میری بیٹی ہو۔"

علیحہ نے خود آگے بڑھ کر اس روتی بلکتی زالے کو اپنی بازوؤں میں بساتے گلے لگایا تو وہ زور سے علیحہ سے لپٹی، جانے کون مجرم تھا کون ملزم پر اس

وقت وہ سچ میں ماں بیٹی کی طرح ایک دوسرے کے گلے لگی تھیں اور آلین جاہ کی آنکھوں میں پتا ہے کیا تھا۔

"ذیشان حیدر ملک! تم تو بنا مقابلہ ہی جیت گئے"

ذیشان بھی مسکرا رہا تھا، نجانے کیوں پر اسے زالے کی خوشی، اب اپنی خوشی سے بہت اول ہو گئی۔

اسے یہ در و دیوار یہ لوگ پیارے ہو گئے کیونکہ یہ زالے سے جڑے تھے، اسے صرف زالے پیاری تھی، اپنی ہر محرومی، اداسی اور تکلیف کے۔

آلین کا سینہ بھی سکھ پا گیا کیونکہ آج اسے زالے یا علیحہ میں سے کسی ایک کو چننا نہیں پڑا تھا۔

نکاح اور شادی کی تیاریاں شروع کروادی گئیں۔

علیحہ کا سنپل مگر سوبر سا نکاح کا ڈریس تھا تو زالے خود ہی اپنے ماموں کی دنیا کو ریڈی کرنے کا فیصلہ لیا جبکہ خود وہ ذیشان کے ساتھ آج بھی بلیک کے ساتھ میچنگ کرنے والی تھی، اس شخص کے ساتھ جو اسکی زندگی کا سچ میں سکون بن چکا تھا۔

اسلام آباد میں خوبصورت سی رات ہو چکی تھی، موسم میں سرد پن ہڈیوں کو آنچ دینے لگا تھا، سر شام ہی ماحول پر اداسی چھانے لگی تھی، راتیں گہری تاریک اور خاموش ہو گئی تھیں۔

"یہ رہی جلے اور سڑے بندے کے لیے ویسی ہی کافی"

سر سے وارتے مگ ارمان کی طرف بڑھاتے وہ اسکے ساتھ ہی بیٹھی جو لان میں فرصت سے ٹھنڈ سیک رہا تھا، لنچ پے دونوں ہی ارمان کے کولیگ کے گھر دعوت پر گئے اور تب سے اب تک انیہ نے اسے پورا اسلام آباد شاپنگ کے لیے گما دیا اور ڈنر بھی وہ ارمان سے ضد کیے ڈھابے پر کر کے آئی تھی۔

"پورا دن تمہارے گمانے اور رولنے پر اف نہیں کی تب بھی جلا سڑا ہوں میں؟"

مگ لیے وہ کاٹ کھانے کو دوڑا، انیہ ہنسی اور کندھے اچکانے کے ساتھ اپنے بازوؤں کو مسل کر لان میں گھومتے جولو کو دیکھنے لگی جسے ابھی نیند بلکل نہیں آ رہی تھی۔

"آپ تو جان ہیں میری"

وہ اپنے دھیان میں بولی پر تب چونکی جب ارمان نے اپنی شال میں انیہ کو بھی چھپاتے اپنی بازو کا حصار دیا، وہ خوشی ہمکتی بھیگی آنکھیں یکدم ہی ارمان پر ڈال گئی۔

"اور تم۔۔۔ وبال جان"

وہ اسکی ناک سے ناک مس کرے گھورا تو انیہ کی آنکھوں میں جمع آنسو غائب ہو گئے۔

"مجھے صبح والی تکلیف نہیں بتائیں گے؟ میں جانتی ہوں ارمان آپکی تکلیفیں میری سوچ سے بہت بڑی ہیں لیکن میں بانٹ نہ بھی سکی کم از کم آپکے اس دل کا بوجھ تو بانٹ سکتی ہوں۔ یہ دل۔۔۔"

وہ اسکے سینے لگی بیٹھی اپنی ہتھیلی ارمان کے سینے پر رکھے شدت سے ارمان کی سرخ آنکھوں کے بارے جاننا چاہتی تھی۔

"میں بہت چھوٹا تھا، جب مجھے پتا چلا میرا بہن یا بھائی آنے والا ہے۔ اس لمحے میری ذینیہ سے نفرت یکدم ختم ہو گئی۔ دادی جان نے جب کیس دائر کیا اور عدالت نے ذینیہ یعنی میری سٹیپ مام کو ہمارے سپرد کیا تو دادی

جان کا کنسرن صرف اس بچے سے تھا۔ لیکن میرا ان دونوں سے تھا۔ مجھے یاد ہے تیرا چودہ سال کا تھا۔ دادی جان نے مجھے سختی سے فارم ہاوس جانے سے منع کیا کہ اس عورت کے پاس نہیں جانا۔ میں پھر بھی ہر ہفتے جا کر خود اسے دیکھتا، میرا کنسرن بھی اس سے نہیں تھا کیونکہ میرے نزدیک وہ میرے ماں باپ کی قاتل تھی لیکن اسکی کوکھ میں موجود اس بچے سے بہت کنسرن تھا۔ زینیہ کو کیرمیل پیسٹری پسند تھی تو میں انکے لیے ہمیشہ لاتا، چپکے سے کک کو دے دیتا۔ دادی جان سے سنتا تھا کہ زینیہ جو کھائے گی اس بچے کو لگے گا تو میں تب سے ہی اس بچے سے بہت اٹیچ تھا"

وہ یہ سب بتانے کے بیچ مگ سامنے میز پر رکھ چکا تھا اور انیہ کے چہرے پر بھی ارمان جیسا درد تھا۔

"جب وہ پیدا ہوئی۔ دادی جان کا کسٹڈی کا کیس کمزور تھا کیونکہ وہ پچاس سال سے اوپر تھیں اور میں بھی اٹھارہ سال سے کم تو ہمارے پاس زالے کو آلین جاہ سے چھیننے کا بس ایک ہی طریقہ سمجھ آیا کہ ہم اسے بے عزت کر کے، یہاں سے غصہ دلا کر نکال دیں۔ اور ہم نے وہ نومولود بچی ایسے ہی کر کے اس انسان سے چھینی جسے ذینیہ اسے سونپ کر گئی"

وہ رکا توانیہ نے اسکے سینے پر رکھی ہتھیلی سہلاتے کرب سے سانس لی۔

"دادی جان کو تو نہیں لیکن مجھے دکھ ہوتا تھا۔ تب تب جب وہ بچی روتی تھی۔ میں اسکے رونے کو برداشت نہیں کرتا تھا۔ دادی جان نے اسکے لیے آیا رکھی، کیونکہ وہ خود سوشل لیڈی تھیں مکمل ٹائم نہں دے سکتی تھیں سو جھمیلے تھے جس میں خود کو بزی رکھتی تھیں، زالے کو میں پیار کرنا چاہتا تھا پر وہ روتی تو میرے ہاتھ کانپتے اور میں ڈر کر بھاگ جاتا کہ شاید یہ مجھے

دیکھ کر روتی ہے کیونکہ مجھے لگتا ہے پیار ہی اگر اس دنیا کی خوبصورت شے ہے تو بدصورت بھی یہی ہے۔ایسے ہی اسے رونے کی عادت پڑ گئی اور مجھے اسکا رونا دیکھ کر بھاگنے کی۔اور آج تک میں یہی کرتا جا رہا ہوں انیہ۔وہ جاتے ہوئے رو رہی تھی اور مجھے بھاگنا تھا اس سے۔اسے بھی اپنی ممی کی طرح کیرمیل پیسٹری پسند ہے جو کہیں سے نہیں ملتی اب لیکن میں اپنے فارم ہاوس میں خود بیک کر کے اس شاپ پر بھیجتا تھا جہاں سے وہ جا کر دیتی تھی ناں۔دادی جان نے زالے کو کھاتی تھی،ایک دن پہلے آرڈر سنبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن میں نے بھاگنے اور اس کیرمیل پیسٹری کو بیک کرنے کے سوا اسکے لیے کچھ نہیں کیا"

ارمان کا وہ حلق جو صبح سے درد میں تھا اب مانو آدھا درد اس نے انیہ کو دے دیا،وہ جب اپنی یہ سب تکلیف اور بے بسی بانٹنے کے بعد ٹھنڈی کافی کو دیکھ

رہا تھا تو انیہ نے اسکی گال پر اپنے ہونٹوں کو رکھتے ارمان کو مسکرانے پر مجبور کیا۔

"اس بار اگر وہ روئے تو خود کو بھاگنے مت دیجیئے گا۔ زور سے گلے لگائیے گا۔ اسکی وجہ سے آپ اپنے پیرنٹس کی قاتلہ کے لیے مہربان ہوئے، وہ واقعی بہت خاص ہے"

انیہ نے رشک سے سراہا پر یہی تو ارمان پر آج کھلا تھا کہ وہ سوتیلی ماں تو کبھی نہیں بنی تھی تو وہ دادی جان کے ساتھ مل کر سوتیلا بیٹا کیوں بنا رہا۔

"وہ ممی بابا دونوں کی قاتل نہیں ہے۔ یہی سچ صبح میری آنکھیں سرخ کر رہا تھا کہ کاش میں تھوڑا اور مہربان ہوتا اور اس دوسری ماں کی وہ آخری دنوں میں انکی تنہائی بانٹ لیتا، پر ایک ماں بنا کچھ بتائے مر گئی اور دوسری بنا کچھ

کہے، کسی نے بھی اپنی تکلیف مجھ سے نہیں بانٹی، اتنا چھوٹا تو نہیں تھا کہ سمجھ نہ پاتا۔ خیر ابھی کے لیے کافی ہے میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا۔"

ارمان نے منہ پھیر لیا تھا کیونکہ اب ہمت جواب دے گئی تھی، وہ اسکے سینے سے لپٹ کر خود بھی ارمان کی طرح غیر مرئی نقطوں کو کھوجنے لگی۔

"آپ جیسا بیٹا قسمت والی ماوں کو ملتا ہے۔ وہ دونوں قسمت والی تھیں سنا آپ نے۔ اچھا ہے ناں چلی گئیں، یہ دنیا نا جانے کتنا تنگ کرتی انکو۔"

وہ پیار سے اسکے درد میں کمی کی نیت سے اسے حوصلہ دے رہی تھی۔

"مما نے خود کو شوٹ کیا انیہ۔۔۔ یہ درد نہیں جائے گا کبھی۔"

وہ اسکا چہرہ اپنی طرف پھیر گئی تو ان گرے آنکھوں کو پھر سے سرخ دیکھنا انیہ پر بہت بھاری تھا۔

"چلا جائے گا جب وہ آپکو اور زالے کو ایک دوسرے کے ساتھ جیتا ہوا دیکھیں گی۔ جب وہ اپنے بیٹے کی مہربانی پر ناز کریں گی۔ جب اللہ انکی حرام موت اس پیاری ارمان نامی نیکی پر بخش دے گا۔"

ارمان کی آنکھیں مزید سرخ پڑیں، آج تک اسے ایسی تسلی کسی نے نہیں دی تھی، وہ انیہ پر سے نظریں نہ ہٹا سکا۔

"ت۔۔تم نے یہ سب کہاں سے سیکھا؟"

وہ اسی دردناک کیفیت میں بڑبڑایا تو وہ آفت ہنس پڑی۔

خوش باش ہوں اسکا یہ مطلب نہیں زندگی نے سبق نہیں" سیکھائے۔ تسلی دینا اور دلاسا بننا تو شاید میں اپنی ممی کی کوکھ سے سیکھ کر آئی تھی۔ بابا ہمیشہ سے اچھے نہیں تھے، جوئے کی لت لگی تھی، اتنے بڑے بزنس مین ہو کر بھی مقروض ہو گئے بال بال تک۔ مما کو بہت ہرٹ کیا۔ میں فہد بھائی کی طرح سٹرونگ نہیں تھی نہ بیٹا تھی تو امیہ جان کے ایک بار مانگنے پر بابا نے مجھے اٹھا کر فورا دے دیا کہ ایک بچہ پالنا مشکل ہے یہ ایک اور آگئی سینے پر مونگ دلنے، کیونکہ پروغریبی کے دن تھے ناں تک۔ مما تو خوش تھیں کہ میں نانی کے پاس ہر گھٹن سے آزاد خوشی سے جیوں گی پر فہد بھائی نے میرے حصے کی ساری گھٹن ہمیشہ سہی اور جب وہ بزنس میں بابا کے مدمقابل آئے تو بابا کی جوئے کی عادت چھڑوائی اور انکو زرا تمیز سیکھا کر لائن میں لائے تب جا کر انھیں مما کی قدر آئی۔ یہ بری لت ہے۔۔۔ پھر بابا نے مجھے واپس مانگا پر نہ تو امیہ جان مانیں نہ میرا دل چاہا

ذیشو اور انھیں چھوڑنے کو۔ وہ بھی اپنے گھر کا سب سے اگنور ہوا لوزر چائلڈ تھا جسے اسکی دی جان اداس برداشت نہ کرے اپنے پاس لے آئیں۔ تو مختصر یہ ارمان کے کسی کی بھی زندگی گلابوں کی سیج نہیں ہے۔ وقت کا تھپڑ

"شدتیں الگ رکھتا ہے پر پڑتا سب کو ہے

وہ اس وقت سچ میں بلکل الگ انیہ بن چکی تھی، بہت ہی سمجھدار، بہت پیاری۔ جبکہ ارمان کو ذیشان کی سٹوری تو پتا تھی، انیہ بھی دل میں چھید لیے بیٹھی ہو گی یہ نہیں جانتا تھا۔

"میں تمہیں بہت الگ سمجھتا تھا پر چند گھنٹوں میں ہی مجھ پر یہ کھلا کہ تم بلکل مختلف ہو انیہ۔ تم بہترین کمفرٹ زون ہو۔"

اتنا سہی پر وہ اظہار کر رہا تھا، یہی انیہ کی خوش بختی کو پر لگنے سا تھا۔

"ارمان! تھوڑے سے ایکسپریسو ہو جائیں۔ میں سیکھاوں گی آپکو۔ اپنا ہر ڈر مجھ سے بانٹا ہے تو سمجھیں مجھے دے دیا۔ میں آپکو پورا نہ تو بدلوں گی نہ بدلنا چاہوں گی۔ مجھے آپ بلکل ویسے پسند ہیں جیسے آپ ہیں لیکن محبت کا اظہار رشتے کو رنگ لگاتا ہے۔ آپ مانیں گے میری بات؟"

وہ اپنا ہاتھ پھیلائے اک بے ضرر سا وعدہ مانگ رہی تھی جسے کرنے میں ارمان کو کوئی قباحت محسوس نہ ہوئی۔

"کوشش کروں گا"

ارمان نے اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹے انیہ کو لمحے میں اپنی ٹانگوں پر منتقل کیا جو ہنوز اسکی بلیک شال میں چھپی زرا گھبرائی کہ کہیں لینے لے دینے تو نہیں پڑنے والے۔

"جولو کو کہو آنکھیں بند کرے"

انیہ کی بوکھلائی ہنسی نکلی کیونکہ ارمان کی آنکھیں انیہ کے ہونٹوں پر بے باکی سے جمی تھیں۔

"ابھی کل ہی تو آیا ہے۔اتنی جلدی میرا فرمابردار نہیں ہوا۔"

انیہ نے ارمان کے ارادوں پر ہانپتی سانس کھینچی تو ارمان کی گہری آنکھیں اپنی خوبصورتی میں لوٹ آئیں۔

"I want to eat You"

ارمان نے اسکی ٹھوڑی چومتے خواہش کہہ کر انیہ کے اندر سنسنی اتاری۔

"ابھی پک کر تیار نہیں ہوئی میں سرتاج"

انیہ نے شرمانے کی ناکام کوشش، کی تو وہ بھی مزید مسکراہٹ کو چھپا نہ سکا، دونوں کی آنکھیں شرارت کے سوا ہر جذبے سے لاعلم تھیں اور پھر طلب کے لایعنی سرور سے بھریں۔

ارمان نے اسکی پشت پر رکھے ہاتھ اپنی طرف دباتے انیہ کی سانسیں اپنے قبضے میں لیتے ہی شال کو اپنے اور انیہ پر اوڑھ کر آج شدت اس حد تک بڑھا

دی کہ اس رات کو بنا کچھ دیکھے بھی آگ لگ رہی تھی، وہ سراسر مشکل میں تھی یہ اسکے مچلتے وجود سے عیاں تھا، جسے ارمان ممکن تھا سحر ہونے تک یونہی اپنی حدود تک پھڑ پھڑانے پر مجبور کیے رکھتا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

علیحہ بدر کی پندرہ سالوں کی تڑپ، حسرت تکلیف سب دور ہو گئی جب اس نے آلین جاہ کو خود کے لیے سجتے دیکھا، ہاں وہ اب بھی بے حد پر کشش تھا، اسے موسموں نے ظاہری چھوا ہی نہ تھا، وہ علیحہ کی امانت تھا تو کیسے کوئی بوسیدہ ہوا کا لمس اسے چھو بھی پاتا، وہ صرف اس سے اس لیے جدا ہوا کہ وہ محرم رشتے کے نام پر زیادتی کا شکار ہوئی لڑکی مردوں سے ڈرنے لگی تھی اور آلین جاہ پندرہ سال اس سے صرف اس لیے دور رہا کہ کہیں جن

مردوں سے علیحہ ڈرتی ہے ان میں وہ بھی شامل ہوا تو کیا کرے گا، آج وہ ساوتھ کوریا کے کئی شہروں کا مالک تھا، لیکن وہ ملکیت کے نام پر ایمان تب لایا جب علیحہ بدر، ہر ڈر چھوڑے آلین جاہ کے نکاح میں آئی تھی۔

وہ بس دیکھتا ہے میری جانب۔۔"

"جتنے ہوئے خسارے، بھول جاتی ہوں

وہ چاروں ہی بہت خوبصورت، مسرور، دلربا اور پیارے لگ رہے تھے، زالے خوش تھی کہ اسکے ماموں آباد ہوئے اور اسکے پہلو میں ذیشان کھڑا تھا تو اسکو سکھ کچھ زیادہ محسوس ہوئے، آلین نے نکاح کے بعد بس علیحہ کا ماتھا چوما وہ بھی علیحہ نے پوری کترانے کی کوشش کی تھی۔

نکاح ہو گیا تھا یعنی وہ آلین جاہ کی ہوئی، من و جان میں راحتوں کے پھول کھلے، ذیشان اور زالے بھی ان دو کے لیے دل سے خوش تھے، فنکشن نو تک سمٹا تو ذیشان بھی روانگی کے لیے تیار تھا مگر جانے سے پہلے وہ آلین سے اپنے دوسرے امتحان کے بارے جاننا چاہتا تھا مگر آلین نے بس اسکی گال تھپک کر ٹال دیا، زالے اسے چھوڑنے جانے والی تھی تبھی ماموں کو بتانے انکے روم میں آئی۔

"ماموں۔ سویئے گا مت میں ذیشان کو چھوڑ کر آتی ہوں۔ آپ دو کے لیے کچھ سرپرائز کرنا ہے۔ تب تک بھلے آپ دو فریش ہو کر ایزی ہو جائیں"

وہ سپیشل روم میں سونے سے روکنے آئی تھی، علیحہ چینج کر رہی تھی تو روم میں صرف آلین تھا، زالے کو دیکھتے اپنی بازو پھیلائیں تو وہ اداس سا مسکراتی ماموں کی بازوؤں میں آ کر بسی۔

"یہ رات اتنی سپیشل نہ ہوتی اگر تم میرے پاس نہ ہوتی۔ ذیشان رک کیوں
نہیں رہا؟ تم دو کی شادی کے پلینز بنا رہا تھا میں۔"

وہ ماموں کے پاس کھڑی سر انکے سینے سے اٹھاتی گہرا سانس بھر گئی۔

"ماموں وہ بزنس مین ہیں۔ سپر ماڈل ہیں۔ میں انکو کیسے باندھ سکتی
ہوں۔ پھر انکی بی جی بھی توانیہ کے لالہ کے پاس جانے پر اکیلی ہو گئی ہوں
گی۔"

آلین نے اسکے لفظوں سے زیادہ آنکھوں پر دھیان دیا۔

اپنے لیے بھی سوچتے ہیں لاڈو، جیسے میں نے سوچا۔اب تمہیں بھی سوچنا" ہے۔اس بار فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم کس کے ساتھ رہنا چاہتی ہو۔اگر تم ذیشان کے پاس جا کر رہنا چاہتی ہو میں روکوں گا نہیں پر صرف تب جب تم ایسا خود کہو گی ورنہ میری بیٹی ہو تم، میں تو تمہیں جیتے جی خود "سے کبھی دور نہیں کر سکتا

اسے ماموں کی محبت پر پورا یقین تھا اور آج تو وہ دگنی خوش تھی کہ کم از کم اس کے ماموں تو کچھ نارمل ہوں گے۔

"میں انکے ساتھ مستقل نہیں رہ سکتی۔مجھے ڈر لگتا ہے"

وہ یہ بات چاہ کر بھی آلین سے چھپا نہ سکی۔

"میری جان! وہی پرانا ڈر۔ کہ سب ختم ہوا تو کیا ہو گا؟"

وہ اسکے رخساروں سے ہتھیلوں کو لگائے پیار سے پوچھ رہا تھا۔

پتا نہیں اس ڈر کو نام دینا مشکل ہے۔ ابھی اس پر بات نہیں کرنا چاہتی" ماموں۔ میں انکو سی آف کر کے آتی ہوں تب تک آپکو علیحہ آنی کے ساتھ پوری پرائیویسی دی۔ کیا یاد کریں گے۔۔ وہ بہت ہی پیاری ہیں، لائک ڈال۔۔ ایسی لیڈی آپکے لیے میں بڑھی ہو کر بھی نہ ڈھونڈ پاتی۔ چلیں آتی ہوں۔۔ یو لک سوہاٹ۔۔۔ صدقہ دیتی ہوں اپنی دنیا کا جاتے ہوئے"

ماموں کے بال سنوارتی، کالر جمائے وہ ویسے ہی آلین جاہ کی ساری نظریں اتار کر لے گئی تھی، آلین نے اسے جاتے دیکھا اور آہٹ پر پلٹا تو علیحہ بلیک

کلر کے سنپل سے جوڑے میں کندھے پر دوپٹہ ڈالے بال کھولے روم میں آچکی تھی پر چہرے سے بہت زیادہ گھبرائی لگ رہی تھی۔

اوہ دیکھو تو کون آیا ہے۔پہلی ہی رات بلیک کلر۔۔۔کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے؟"

وہ لو پہنچاتی شریر نظروں سے علیحہ کو سر سے پیر نہارتے بولا تو علیحہ نے حلق سے تھوک نگلا کیونکہ آلین کی ایسی ہر حد سے بے نیاز نگاہیں اسکے پورے جسم سے لپٹ رہی تھیں۔

ب۔۔باہر چلیں آلین۔۔گیسٹس کو سی آف نہیں کرنا؟اورزالے اکیلی ہو گی۔اچھا نہیں لگتا۔جب وہ سو جائے گی پھر روم میں آجائیں گے"

وہ دروازے کی طرف دیکھتے بولی جیسے اس جان لیوا فسوں سے نجات بس وہ دروازہ دے گا۔

آلین من ہی من میں اسکی گھبراہٹ سے خوب محظوظ ہوا۔

"انھیں میرے لوگوں نے سی آف کر دیا۔ جبکہ زالے دو گھنٹے تک آئے گی ذیشان کو ائیرپورٹ ڈراپ کرنے گئی ہے۔ پھر چلتے ہیں باہر۔ میں تھوڑا تھک گیا تھا تبھی سوچا کچھ دیر ریسٹ کر لیں۔ زالے نے کچھ سرپرائز پلین کیا ہے پھر لیٹ نائیٹ تک مستی چلے گی اسکی۔"

آلین پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ دبائے فرصت سے علیحہ کو دیکھنے میں محو تھا جسکے پاس اب بھاگنے کا بہانہ بھی نہ رہا۔

توتم ریسٹ کرلو۔میں ریسٹ کر کر کے تھکی ہوں تو واک کرلیتی ہوں"

"لان میں جاکر

جب بھاگنے کی کوئی سبیل کام نہ آئی تو جلدی سے یہی کہے وہ اس سے پہلے جاتی، آلین نے اسکی کلائی پکڑ کراپنی طرف کھینچتے دوسرا ہاتھ علیحہ کی کمر میں لپیٹے اسے جیسے روکا، وہ پتھر کی طرح اسکے حصار میں سن پڑ گئی۔

"اب بھی اگر مجھے اپنی تھکن سویا لیٹ کر مٹانی ہے تو تم کیا کرو گی علیحہ؟"

وہ اسکی تکلیف نہ بڑھانے کے پورے جتن کیے نرم مسکراتے شریر انداز میں بولا۔

میں تھکن مٹانے والی چیز ہوں کیا۔۔۔اور ویسے بھی میں تم سے ناراض" ہوں۔ کیوں بچایا مجھے اور کیوں ایموشنل کروا کر شادی کی۔ میں غصہ ہوں "تم پر۔

تھوڑی ہمت آئی تو ہاتھ آلین کے سینے ٹکا کر مچلی، روٹھی ہوئی تھی، کلائی میں اسکے درد نہ اٹھے تبھی ایک ہاتھ وہ آلین کی گردن کے اطراف لپیٹ کر دوسرے ہاتھ سے زور لگانے میں ہانپ گئی تھی کیونکہ وہ تو ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔

"تم غصہ ہو پر مجھے کیوں پیار آرہا ہے تم پر۔ ایسا کبھی نہیں آیا پہلے"

وہ لمحہ بھر سارا غصہ ہی بھول گئی، وہ اب بھی دل و جان کی ٹھنڈک تھا اسکی۔

"اپنا پیار سنبھال کر رکھو"

وہ روٹھ کر بولی۔

"اتنے سال سے سنبھال کر ہی تو رکھا ہے، اب نہیں سنبھل رہا۔ تم جتنی بھی ناراض ہو جاو۔ تم مجھے دیکھ کر سب بھول جاتی ہو۔ تم بھلے خفا ہو پر تم خوش بھی ہو، ہے ناں؟"

وہ اسکے دل کے کیسے راز جان سکتا ہے، وہ نظریں چرا گئی۔

"بلکل نہیں۔ میں کوئی خوش نہیں ہوں۔"

یقین دلانے کی کوشش کی گئی۔

"مجھے میرے ممی بابا سے ملنا ہے"

وہ مزید آلین کی باتیں سہہ نہ پارہی تھی تو جلدی سے اپنا تقاضا سامنے رکھا۔

"تمہارے بابا میرے کاروباری خریف ہیں۔اگر انکو لگا کہ اتنے سال میں نے انکی بیٹی کو کڈنیپ کیا تھا تو جان سے ماردیں گے۔وہ آلسن کے کافی کرپٹ اور سر پھرے پولیٹیشن ہیں۔ تو پہلے مجھے خود ملنے دو۔ پھر میں تمہیں ملواوں گا"

آلین نے سنجیدگی سے مدعا سامنے رکھا۔

"میں سچ بتادوں گی انھیں۔ تمہیں آنچ بھی نہیں آنے دوں گی۔"

علیحہ نے ٹرانس کی کیفیت میں یقین دلایا تو آلین کو اتراہٹ سی محسوس ہوئی۔

"مجھے یقین ہے اس پر۔ آنچ آ بھی جائے تو اب پرواہ کسے ہے؟"

وہ بھی بے خودی میں کہہ بیٹھا تو علیحہ نے اسکے ہونٹوں پر ہاتھوں کی انگلیوں کی پوریں رکھ دیں۔

"مجھے ہے پرواہ۔ جو میں مر بھی ختم نہیں کر سکتی۔"

علیحہ کی آنکھوں کے کنارے سرخ ہوئے۔

"اچھی پرواہ ہے تمہیں میری۔ایک بار گلے بھی نہیں لگی تم میرے"

آلین نے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر سینے پر جما دیا،علیحہ نے لحظہ بھر آنکھیں نیچی کیں۔

"اس سے کیا ہو گا۔میں مان تھوڑی جاوں گی۔۔"

وہ ابھی بھی ناحق دوریاں بنائے کھڑی تھی۔

"مت مانو۔گلے لگنا تو رسم ہوتی ہے۔خوشی ملنے پر نبھاتے ہیں۔میری محبت کو مت تسلیم کرو۔میری خوشی پر تو یقین کرو۔پلیز۔"

وہ نظریں نیچی کرے بس دو سیکنڈ سوچتے ہی دونوں بازو آلین کی گردن میں باندھے اسکے گلے لگی تو آلین نے تڑپ کر اسے اپنی بازووں میں بھرے جکڑا تھا، خود میں بھینچ لیا جس نے اکھڑتی سانسوں کو لیتے آلین کو پکارا تھا، تکلیف کی آخری حد پر ملی راحت تھا وہ۔

"یہ بس تمہاری خوشی کے لیے ہے۔ زیادہ پرجوش ہونے کی ضرورت نہیں کہ علیحہ پھنس گئی۔ ہنہ۔ چھوڑدو اب مجھے۔"

وہ خود اس جگہ رہ کر جسم ٹوٹتا محسوس کر رہی تھی تبھی کیسے بھی کر کے علیحہ نے اسے خود سے دور کیا جس بندے کی خوشی اسکی مسکراہٹ میں گھلی دیکھے علیحہ نے اپنے دور ہونے کے فیصلے پر دو حرف بھیجے اور اس بار خود پھر سے آلین کے گلے لگتے ہی رو پڑی، آلین نے اسے خود میں بھینچا جو ہنوز سر تا پیر کانپتی اسکی گردن سے لپٹی سسکیاں بھر رہی تھی۔

"تمہیں میں سکوں دے نہ شاید اجازت کی رونے بار بار ۔ سارا لو رو

علیحہ"۔

وہ روتی رہی، اس اجازت کا ناجائز فائدہ اٹھاتی رہی۔

"ب۔۔۔بہت برے ہو تم"

جب رو کر دل کی بھڑاس نکال لی تو وہ روبرو ہوئے اپنی آنکھیں چرانے لگی۔

"جو آنکھیں چراتا ہے وہ برا ہوتا ہے۔"

فوراً سے ان جھکے چشمان پر فقرہ کسا تو وہ روتے روتے پلکیں اٹھائے گھوری۔

"ہو گئی ناں شادی۔اب تو بری ہی لگوں گی تمہیں۔۔"

فوراً سے بگھڑی تو آلین پھر قاتلانہ مسکرایا۔

باخدا کہیں سے بھی ایسی نہیں ہو کہ نظرانداز تک کر سکوں۔ برا لگنا تو"
"بہت دور ہے

وہ اب تک اسکے بازوؤں میں کھڑی تھی،روٹھی،تڑپی اور مرجھائی ہوئی
سی۔

"تم اک ان چھوئی عورت کے لائق تھے۔۔"

وہ سفاکیت سے خود کو اذیت دے گئی تو آلین بھی تھوڑا سفاک ہوا۔

اچھا۔ تو سنو لوٹ لو میری عزت۔۔۔ علیحہ کو بتائے بنا۔ تاکہ اس کے "
"سامنے کہہ سکوں میں بھی لٹا ہوا ہوں۔ ڈوات۔۔۔

علیحہ نے بے اختیار ہی مکا آلین کے شانے پر جڑا، ایسی بکواس پر وہ چپیڑ کا مستحق تھا پر لحاظ کر گئی تھی۔

"شرم نہیں آتی تمہیں ایسی بک بک کرتے؟"

علیحہ کا خون کھول گیا۔

"تمہیں تو شرم کا اٹیک آتا ہے ناں ایسی فضول بکواس کر کے، یہ چھوا ان چھوا کا کھیل نہیں چاہتا میں ہماری زندگی میں علیحہ۔ تم میری محبت سے میری بیوی بن چکی ہو۔ اس کو ویلیو دے دو تھوڑی سی"

وہ برہمی پر اترا پر اختتام تک تاسف سا لہجے میں گھلا۔

"کیا ویلیو چاہتے ہیں آپ مسٹر آلین؟"

وہ دانت پیس کر بولی تو وہ عاجزانہ سی سانس کھینچ گیا۔

"میرے اتنے سے نخروں پر آلین صاحب کی ہمت کا غبارہ پھٹ گیا"

وہ اب بھی باز نہ آئی۔

"یہ نخرے ہیں علیحہ۔ نہیں یہ تیر ہیں جو تم اس دل پر مار رہی ہو جو مدت بعد خوش ہوا ہے۔ بتاو کیا کروں ایسا کہ تم تھوڑی میرے لیے رحم دل ہو جاو؟"

آلین نے بہت زیادہ کرب سے پوچھا تو وہ اس سے پہلے بنا کچھ کہے وہاں سے جاتی، آلین نے اسے بازو سے دبوچ کر واپس روبرو کیا۔

"کیسے یقین کرو گے کہ میں دنیا جہاں میں سب سے زیادہ رحم دل تمہارے لیے ہوں؟"

اس بار علیحہ کا لہجہ بھی بھیگا ہوا تھا۔

"میرے پاس رہو"

وہ تین لفظ علیحہ کی ننگلی مری مسکراہٹ لوٹا گئے۔

"پاس ہی تو ہوں۔۔۔"

وہ جتا گئی کہ دونوں کے دل جڑے تھے، وہ آلین کے سینے سے جڑھ کر کھڑی تھی تبھی تو آلین کے ہونٹ بوکھلائٹ بھرے جتانے پر مسکرائے، آلین نے کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھا اور زرا علیحہ کے ہونٹوں کی طرف جھکنے کی کوشش ہی کی جب وہ اسکے سینے پر ہتھیلی دباتی چہرہ موڑ گئی۔

"طبعیت بگھاڑ دو گے تم میری۔ ڈیسنٹ ہو تو حرکتیں بھی ڈیسنٹ رکھو۔"

وہ اسکے شانے میں چھپی بڑبڑائی۔

"مجھے نہیں لگتا یہ کوئی لچی حرکت تھی علیحہ جو میرے ڈیسنٹ ہونے پر کالک لگائے گی"

وہ برا منا گیا۔

"مجھ میں ابھی ایسی کوئی برداشت نہیں۔ زالے آئی تو جگا دینا مجھے۔ سو رہی ہوں"

منہ چھپائے ہی وہ آلین کی بازووں سے خود کو چھڑوائے دوپٹہ اتار کر سائیڈ رکھے لیٹی اور بلینکٹ اوڑھا۔

"میں آوں پاس تھوڑی کم لچی حرکتیں کرنے ؟"

آلین نے علیحہ کی جان لبوں پر لائی کیونکہ وہ اسکی نظروں کا محور دیکھتی جلدی سے بلیکنٹ میں چھپی۔

" چھچھورا آلین "

کمبل کے نیچ سے ہی محترمہ بڑبڑائیں تو آلین ہنستا ہوا خود بھی چینج کرنے بڑھ گیا کیونکہ اب ان تلوں میں تیل نہ تھا۔آلین کے جاتے ہی وہ چہرہ باہر نکالتی دھیما سا مسکرائی تھی،اور لگ رہا تھا وہ بھی خوش ہونے کی کوشش میں ہے۔

یہ دوسری بار تھا جب زالے سے گاڑی لگتے لگتے بچی تھی، پہلی بار تو وہ کور کر گئی پر اس بار اسکے ہاتھ باقاعدہ کانپ گئے تھے۔

"زالے۔ تمہاری اتنی گندی ڈرائیونگ تھی تو پہلے بتاتی ناں۔ خوامخواہ میں نے تمہیں آنے کو کہا۔ نکلو باہر۔ میں خود ڈرائیور کرتا ہوں۔ واپسی پر تم کر لینا"

بریک تو وہ ویسے ہی لگا چکی تھی اور جب ذیشان نے اسکی حالت نوٹ کی تو وہ فوری فرمابرداری سے باہر نکلی، ذیشان بھی گہرا سانس لیتے جب نکل کر پیچھے لپکا تو زالے کی راہ میں رکا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا تو وہ جوابا مسکرائی بھی اور بے فکر کرتے ذیشان کے ہاتھوں کو ہٹائے جا کر فرنٹ دوسری سیٹ پر بیٹھے ڈور بند کیا۔

ذیشان نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تو زالے نے ونڈو کی طرف چہرہ پھیرا، یہ رات زالے کو اپنی زندگی کی تاریک رات لگ رہی تھی۔

"اتنی چپ رہو گی تو مجھے لگے گا میرے جانے پر اداس ہو"

وہ گاہے بگاہے زالے کو آبزرو کر رہا تھا، وہ فورا گردن گمائے مسکرائی، ہاں جھوٹا مسکرانا آتا تھا اسے۔

"ایسی بات نہیں۔آپ جانتے ہیں جو کچھ ہوا۔ماموں کی ایموشنل شادی۔پھر آپکو سی آف کر کے گڈ بائے کہنا۔دونوں بھاری معاملات ہیں۔ورنہ میں خوش ہوں آپ اپنی لائف میں،اپنی فیملی میں واپس جا رہے ہیں۔وہاں آپکا کیئریئر ہے۔بیسٹو ہیں۔دی جان ہیں۔"

وہ اسکی بات کاٹ گیا۔

"اور کالے پھول بھی تو ہیں۔میرے کمرے میں۔ابھی تک زیادہ مرجھائے نہیں ہوں گے۔"

وہ مسکرائی پر اس بار وہ مسکراہٹ پھیکی تھی۔

"پھینک دیجئے گا اگر مرجھا گئے تو۔"

وہ واپس چہرہ ونڈو کی طرف کیے یہ سفاک مشورہ دیے بھی پتھر بنی تھی۔

"وہ میرا گفٹ تھا زالے۔۔۔"

ذیشان کو پھینکنے پر درد سا ہوا۔

"میں نے ان سے جڑا احساس مٹھی اور دل میں دبا لیا تھا، تو مرجھائے پھول رکھ کر کیا کریں گے۔ ویسے بھی میں نہیں چاہتی ان سے جڑی یادیں آپکو ڈسٹرب کریں۔"

اختتام تک وہ سرسری سا ذیشان کو دیکھتے نرم مسکرائی تو ذیشان نے بنا کسی احساس بس سر خم کیا۔

"ٹھیک کہا تم نے۔ماموں اور ممانی کے ساتھ انجوائے کرنا۔اداس ہونے کی ضرورت نہیں۔ہر پیپر کے بعد مجھے بتانا کہ کیا معرکہ مار کر آئی ہے یہ فیوچر کی ڈاکٹر۔"

وہ اسکی تاکیدیں پلو سے نہیں، دل سے باندھ رہی تھی، تو دل سے مسکرائی۔

"آپ بھی اپنے شوٹس ڈن کریے گا۔لالہ پر کمپنی کا سارا بوجھ ڈال کر آئے ہیں، تو واپس جاتے ہی ریلیف دیں انھیں تاکہ وہ بھی انیہ کے ساتھ ایزی ہو کے کچھ دن گزاریں۔"

جواباً ذیشان نے بھی سر خم کیے مسکراہٹ دی۔

"میں نے جتنا ہو سکا تھا او نلائن کام ہینڈل کیا پر پھر بھی کافی برڈن تھا کیونکہ آجکل ورک ٹائم ہے۔ ٹھیک کہہ رہی ہو۔ بہت ذمہ داریاں ہیں۔ میں تو ایک دن بھی کہیں بے فکر ہو کر ٹک نہیں سکتا۔ اچھا سنو۔ ائیر پورٹ کے اندر مت آنا۔ بس مجھے ڈراپ کر کے تم چلی جانا"

وہ لوگ پہنچ چکے تھے تبھی ذیشان نے گاڑی کی سپیڈ سلو کی۔

"میں اندر کیوں نہیں آسکتی؟"

وہ پریشانی سے ذیشان کو تکنے لگی، دل میں سو وسوسے اترے۔

"اس لیے کہ میں گڈ بائے میں کیسا ہوں اسے راز رہنے دو"

وہ خود پر مسکرایا تو زالے نے سر ہلا کر یہ بھی مان لی۔

پارکنگ کی طرف کار روکے ذیشان نے زالے کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو فائنلی، میں واپس جا رہا ہوں جبکہ زالے کا دل اب ڈوب رہا تھا۔

"اگر میں روک۔۔۔۔"

وہ بات اسکی پوری نہ ہونے دے سکا۔

اگر روکنا ہے تو سارے نفع و نقصان سوچ لینا۔جو پہلے بھی وارننگ کی"

صورت بتائے تھے۔سب چھوڑ دوں گا۔تمہارے پلو سے بند جاوں

"گا۔سارے حق بھی وصول کروں گا

وہ اپنے فیصلے پر قائم نہ رہ سکتی جلدی سے ڈور اوپن کیے باہر نکلی تو ذیشان

مسکرایا،وہ ڈری حق والی بات پر تھئ۔

وہ باہر نکلا تو زالے بیک سیٹ سے شال نکالتی ٹھیک ذیشان کے روبرو رکی جو

اپنا چھوٹا سا بیگ ڈگی سے نکالنے کا سوچ رہا تھا پر زالے کے ہاتھ میں اپنی

شال دیکھے سب بھول گیا۔

وہ مسکرا کر سانسوں کے پاس آئی اور شال کو ذیشان کی گردن میں ایک بار رول کرے دونوں کنارے آگے کو کرتے اسکی گردن بہت اچھے سے ڈھک دی۔

" آپکی امانت۔اسے میں ایک دو رات اوڑھ کر سوئی ہوں۔ لیکن اس سے آپکی خوشبو نہیں گئی، میری جذب نہیں ہوئی۔ کچھ چیزیں بہت زیادہ زاتی ہوتی ہیں۔ جیسے آپ سے جڑی یہ شال۔آپ اپنی زندگی میں واپس لوٹ جائیں۔ میں جلد آپکو اپنا فیصلہ سنادوں گی ذیشان۔ لیکن اپنی زندگی کو میرے لیے انتظار مت بنائیے گا۔آپ یاد رکھیں آپکی مسکراہٹ بہت انمول اسے حرف نہیں آنا چاہیے۔ باقی جب تک کوئی رشتہ بدلتا ہے۔ ہم بڈیز تو ہیں۔ تو وہیں تاکید آپکو کہ اداس نہیں ہونا۔آپ جب چاہیں آسکتے ہیں۔ایک بار تو آنا بڑے گا میرے سٹے ہاوس سے اپنی بٹن آپ واپس لینے "

وہ سنجیدگی ترک کیے اختتام تک ہنسا، وہ ذیشان کی چالاکی سمجھ گئی تھی کہ وہ اپنی وہ شرٹ جان بوجھ کر چھوڑ آیا ہے۔

"بہت تیز ہو تم۔۔چوری پکڑ لی۔۔۔"

وہ شرمندہ نہیں تھا بس کیوٹ لگ رہا تھا۔

"تمہارے لیے جاتے جاتے کچھ ہے میرے پاس"

زالے اسی کو دیکھ رہی تھی جب ڈگی سے اپنا بیگ نکالنے کے ساتھ ذیشان نے سفید خوبصورت گلابوں کا بکے نکال کر زالے کے سامنے کیا۔

وہ زالے شیرازی تھی جسے ذیشان حیدر ملک نے کالے گلابوں سے اپنی زندگی میں چلے آنے پر خوش آمدید کہا تھا اور آج جب وہ جا رہا تھا، اس نے سفید پھول چنے تھے، کیونکہ وہ اسکی محبت بن چکی تھی۔ اسے لگتا تھا یہی پھول زالے کو اسکے پاس واپس لائیں گے اور اب وہ منتظر تھا ان پھولوں کے سرخ ہونے کا، زالے ذیشان حیدر کی محبت بننے کا۔ انکی کہانی میں پھولوں کے رنگوں کے یہی تین پڑاؤ تھے۔ کالے۔۔۔ سفید۔۔ اور سرخ۔۔۔ اور ملن!

پر کوئی نہیں جانتا تھا یہ ملن کیسا ہونے والا تھا، جان لیوا یا جان فرسا۔

"سفید پھول؟"

وہ بکے پکڑے حیرت بھرا ہنسی۔

"کالے گلاب تمہاری پسند تھے۔ یہ میری پسند ہے تمہارے لیے۔ تم خود کو سیاہ سمجھتی تھی تبھی تمہاری خواہش انہونی اور اداس تھی۔ وہ سیاہ پھول خریدتے پتا نہیں کیوں میرے ہاتھ کانپے تھے زالے وہ قصہ پھر سہی۔ لیکن میں نے ان کچھ دنوں میں تمہیں ان پھولوں سا پایا ہے۔ سفید، اجلا اور بہت ہی رئیر۔ تم انکی طرح اچھوتی اور نفیس ہو۔ معصوم ہو کہ تم سے مطلب کی محبت رکھنا خود پر بوجھ بن جاتا ہے۔ دیکھو مجھ پر بھی بنا لیکن ڈونٹ وری میں خود کو سنبھال لوں گا۔"

وہ مسلسل بس کانوں میں اترے امرت کے سرور کو محسوس کرے ان سفید پھولوں کو دیکھتی رہی، بتا نہ سکی اسے پھول تو دیکھائی نہیں دے رہے، اپنی ذات اب بھی سیاہ لگ رہی ہے، وہ آج ذیشان سے ڈر رہی

تھی، اسکے لفظ لفظ میں چینختی شدت پر اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی پر بتانے سے قاصر تھی کہ اسے ذیشان کی محبت خوفزدہ کررہی ہے۔

"یہ بہت خوبصورت ہیں۔"

ہنوز آنکھیں جھکائے ہی پھولوں کو دیکھ کر مدھم سی سرگوشی کی۔

"تم سے کم۔ تو میری فلائیٹ کا ٹائم ہو گیا ہے۔ اگر تم نہیں روک رہی تو میں جاوں پارٹنر؟"

زالے نے پھولوں کا بکے گاڑی کی ڈگی سائیڈ رکھا اور پوری توجہ ذیشان پر دیے اسکے دونوں مضبوط ہاتھوں کو اپنے ملائم ہاتھوں میں لیا تو میکانکی طور پر اسے ذیشان کے ہاتھ اپنی ہتھیلیوں کے گرد دبتے محسوس ہوئے۔

"آپکا سفر اچھا گزرے، پہنچ کر کال کیجئے گا۔اللہ حافظ "

وہ مٹھاس سے بھری یہ چند الوداعی جملے کہے اپنے ہاتھ ذیشان کے ہاتھوں سے چھڑواتی جلدی سے بکے کو اٹھائے گاڑی کی طرف لپکی تو ذیشان نے اذیت سے مسکرا کر اسکی پشت تکتے خود بھی چہرہ گما لیا، عجیب اہانت کا احساس پیر، دل اور اعصاب بھاری کر گیا کہ اسکی محبت میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ یہ لڑکی جاتے جاتے ہی کوئی ایسا احساس لٹا دے جو ذیشان حیدر ملک کی مشکل سانسوں کا درماں بن سکے۔

یہ چڑیل گلے بھی نہیں لگی، یاد کیا خاک کرے گی مجھے۔میری محبت " "یکطرفہ ہے، اور یکطرفہ محبت کو کسی ایک نے ہی گھوٹنا ہوتا ہے

ذیشان نے اپنا بیگ کندھے پر بنجاروں کی طرح ڈالا اور برہمی، کرب اور ناراضگی سے لب بستہ سا بڑبڑاتا اک قدم ہی اٹھا سکا جب وہ پھولوں کو گاڑی کھول کر رکھتے ڈور بند کرتی واپس آتی بنا کچھ کہے ذیشان سے دونوں بازو پھیلا کر اسکو خود میں قید کیے آ لپٹی، ذیشان نے گھبرا کر سینے سے لگتی زالے کو دیکھا جسکے ہاتھوں کی پکڑ آج سب سے شدید تھی، ذیشان کے کندھے سے بیگ زمین پر جا گرا۔

"میں یہی سوچ رہا تھا کہ سینے سے آکر لگی کیوں نہیں۔ صدمے سے ابھی گر پڑتا تو کیا کرتی تم۔؟ مجھے دوبارہ کبھی اتنا غیر اہم ثابت مت کرنا، مجھ سے برداشت نہیں ہوگا زالے"

دونوں بازو زالے کے اطراف لپیٹ کر اس کے کان اور بالوں میں چہرہ گھساتے بہکی اور دکھی سی شکائیت کی تو وہ سینے سے لگی ہی پھیکا سا مسکرائی، ہاں اپنے آنسو مہارت سے چھپا چکی تھی۔

اسے ذیشان کے لفظ لفظ سے بس اپنے لیے چاہت محسوس ہو رہی تھی۔

اب سیدھا اسلامہ باد جاکے اپنے بیڈ پر گریے گا، تاکہ آپکی بی جی آپکا یہ "عشق کا بخار اچھے سے اتار سکیں۔

گلے لگ کر وہ اس کمزور شخص کے ساتھ مزاق کرتے زرانہ کانپی پر ذیشان کی مسکراہٹ میں درد ضرور گھل گیا۔

"اب یہ بخار ساتھ لے کر جائے گا مجھے"

وہ بہت ہی آہستہ بولا پر وہ گلے لگی تھی، باآسانی ان ہلتے ہونٹوں کی کان کے پاس گم ہوتی سرگوشی سن چکی تھی تبھی جب ذیشان کی بازووں سے نکلی تو سپاٹ ہو چکی تھی۔

"روک لو مجھے۔ میرا دل نہیں لگے گا تمہارے بنا زالے۔ میں تمہارے لیے سب چھوڑ سکتا ہوں۔ ایک بار کہہ کر دیکھو۔ تمہارا دل تو نئی ممانی کے ساتھ لگ جائے گا اور میڈم پھر ڈاکٹر بن رہی ہیں، کرمنل ماموں کے کام بھی دیکھتی ہیں سو جھمیلے، میں اپنے اس دل کے ساتھ لڑائی میں مارا جاوں گا"

وہ اسے دور ہونے نہ دے سکا، بازووں میں قید کر لیا، وہ بات ایسے کرتا کہ زالے کا دل رونے اور ہنسنے دونوں کو چاہتا جیسے اس وقت وہ حزن والی آنکھیں لیے چہکتا مسکرائی۔

"آپ بھول رہے ہیں آپکے بھی سو جھمیلے ہیں مسٹر ذیشان۔ میں اسے روکوں جو ویلا نکما ہو۔ جسے کوئی کام دھندا نہ ہو کہ آجاو میرے پلو سے لٹک جاو۔ سینس ہی نہیں بنتی آپکو روکنے کی۔ چلیں جائیں ورنہ میں آتی ہوں آپکو جہاز پر چڑھانے کے لیے"

وہ اسکے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کرتے بری طرح ہانپ گئی اور بس بے بس ہو کر اک غصے سے بھری نظر ذیشان کو دیکھنے نے وہ بازووں کی گرفت ڈھیلی کر دی جو ڈھیلی ہونی ممکن نہیں تھی۔

نہیں رک رہا اب۔ روک بھی لو تب بھی۔ ہنہ۔ میں اپنے یار کے "
ٹھنڈے ہونے کے رونے روتا تھا۔ کیا پتا تھا اسے ستانے کی سزا مجھے ٹھنڈی
بیوی کی صورت ملے گی۔ یا میرے اللہ ! میں معصوم آپکا بندہ رحم کا طالب
ہوں۔۔۔ جا رہا ہوں مسیز لیکن پہنچ کر بلکل تمہیں کال نہیں کروں گا سن
"لو

ذیشان نے اپنا گرا بیگ اٹھایا اور ناراضگی جو اس سے جتائی نہ جا رہی
تھی، دیکھاتا منہ پھیر گیا۔ دہائیاں بھی دیں۔

"مس کال بھی نہیں دیں گے ؟"

زالے نے عقب سے سرگوشی کی تو وہ روٹھا ہوا ہی سر پیچھے پھیرے گھورا۔

"کیوں دوں؟ کیا لگتی ہو تم میری؟"

جاتے جاتے دل ڈوب رہا تھا کہ جسکو دیکھے بنا لمحہ مشکل ہے اتنے دور کیسے جائے۔

"آپکی دوست ہوں ناں ذیشان"

زالے کی آنکھوں میں نمی سی اتر آئی، اسکا بتانے کا انداز ذیشان کی جان پر بن گیا۔

یس۔ بہت پیاری دوست۔ مجھے واپس چھوڑ کر آسکتی ہو؟ ویسے ہی تمہاری فلائیٹ میں کمپنی چاہ رہا ہے دل۔ میں پاگل ہو جاوں گا پاکستان پہنچتے پہنچتے اکیلے۔ زالے بیس سے بائیس گھنٹے کیا کروں گا میں؟"

اب وہ بولنا تو دور سانس بھی روک گئی کیونکہ وہ سچ میں پاگل ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"س۔۔ سو جایئے گا"

وہ کانپتی سرگوشی میں حل تو دے رہی تھی پر اپنا دل اس حل پر کند چھری سے کٹ رہا تھا۔

"اتنے گھنٹے صرف مردہ ہی سو سکتا ہے زالے۔ زندہ ہوں میں ابھی"

زالے نے سر پھر جھکایا، اسکے پاس کوئی ڈھنک کا جواب نہ رہا تھا۔

تمھیں مجھ سے پیار نہیں ہے زالے۔ ہوتا تو میرے منہ پر ہاتھ رکھتی ایسی" بات پر اور جھاڑ دیتی کہ خبردار ایسی فضول بات دوبارہ منہ سے نکالی۔ چلو اچھا ہوا میری خوش فہمی دور ہوئی۔ میں فکر مند تھا کہ کہیں تم تکلیف میں نہ ہو مجھ سے دور رہنے میں۔ لیکن نہیں ہو بہت اچھا ہے۔ میں اپنا دیکھ لوں گا۔ چلو جا رہا ہوں رئیل والا۔ وہاں بہت کام ہیں میرے لیے۔ اپنا خیال "رکھنا

اس بار وہ خود ہی بڑبڑاتا گیا اور زالے کی نہ سنی، وہ اسکا ہاتھ پکڑتی ہی رہ گئی اور وہ وہاں سے آنکھیں چراتا دور ہوتا چلا گیا۔

زالے نے گاڑی کا سہارا لیا تھا۔

"میں آپکو مس کروں گی"

وہ پیچھے سے ہی اونچی آواز میں اس روٹھے شخص کو پکاری۔

"میں مس نہیں کروں گا تم جیسی چڑیل کو"

وہ بنا پلٹے ہی ہاتھ ہلا کر ہری جھنڈی دیکھا رہا تھا پر زالے سے یہ چند قدم دور جاتے ہی اس نے وہی اٹھایا ہاتھ اپنے دل پر بے اختیار رکھا جہاں درد کی ٹیس اٹھی تھی۔

"میں کالز اور میسج کر کے تنگ کروں گی۔آپ میرے ہسبنڈ ہیں مسٹر ذیشان"

وہ پھر سے کانپتی آواز میں پکاری پر وہ نہ رکا۔

نہیں ہوں میں کسی کا اتنا قریبی رشتہ دار۔ چلو بھاگو جا کے ممانی ماموں کے" "لاڈ اٹھاو۔ پڑھائی کرو۔

وہ بھی بڑبڑایا تو وہ بھیگی آنکھوں سے مسکراتی وہیں ٹیک لگا کر کھڑی دیکھتی رہی کیونکہ اب وہ بہت دور جا چکا تھا کہ زالے کی آواز اس تک جانی ناممکن تھی۔

وہ اندر جا چکا تھا پر اسے اب اپنا ہر قدم پل صراط پر محسوس ہو رہا تھا، اسکی بھوری آنکھیں باہر پچھلی رات کی طرح تاریک پڑ رہی تھیں، زالے واپس پلٹ گئی، بیٹھتے ہوئے اس نے ان پھولوں کو پیار سے دیکھا ضرور تھا پھر اس ساتھ والی جگہ انھیں رکھ کر کربناک ہنسی۔

اسے ماموں اور علیحہ کو سپیشل فیل کروانا تھا تبھی وہ چلی گئی پر ذیشان پر ابھی سے ہر سانس تنگ ہو رہی تھی۔

ایسی بھی کیا محبت میرے اللہ کہ اسکے بنا سب کچھ اپنی وقعت کھو "دے۔ جس منظر میں وہ نہیں ہے، مجھے وہ دیکھنا ہی نہیں۔ سو کر ہی جاوں گا اب پوری فلائیٹ میں۔ نہ کچھ پیوں گا نہ کچھ کھاوں گا۔ نہیں دیکھنا مجھے کسی کو بھی۔ میرے آس پاس اب نا جانے کتنے دنوں تک تم نہیں ہو گی زالے اور میں ڈفر ابھی سے مرنے لگ گیا ہوں۔ آہ ذیشان ڈوب مرا اپنی بے بسی و بے اختیاری پر۔ گھٹن بن گئی ہے تمہارے بنا میری زندگی اور گھٹن زیادہ دیر جینے نہیں دیتی۔ خدا نہ کرے وہ دن آئے کہ سب کہیں۔ یہ تو خوش باش تھا اسے کیا ہوا۔۔ نہیں مجھے خود کو اس جان نگلتی کیفیت سے نکالنا ہو گا۔ میں ٹھیک ہو جاوں گا پہلے کی طرح۔ بے
"فکر، لاپرواہ۔ فلرٹی۔ شرارتی۔۔۔۔۔ پر کیسے زالے؟

اپنے سارے ارادے خاک تب ہوئے جب وہ پھر سے یاد آئی، اسکے ہاتھوں کا لمس ذیشان کو اپنے ہاتھوں میں محسوس ہو رہا تھا پر ستم کہ وہ اس لمس کے سہارے بھی بہل نہیں رہا تھا، خدا ہی اسے صبر دیتا کیونکہ اس شخص کی دنیا سچ میں آج اندھیر ہو چکی تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

ناجانے رات کے کس وقت ارمان کی آنکھ کھلی وہ بھی ٹھنڈ محسوس ہونے پر توانیہ اسکی گود میں ہی مزے سے سو چکی تھی جبکہ جولو بھی انیہ کی گود میں شال کے کنارے میں چھپا مست نیند میں گم تھا، ارمان ناچاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا، یہ تو شکر گھر کی دو مشکوک لیڈیز نے نہیں دیکھا ورنہ ارمان کو

ٹھنڈے سے یکدم ہاٹ لونڈے کا خطاب دیتیں کہ کہیں بھی جناب انیہ سے چپکے مل رہے ہیں۔

خیر پہلے تو ارمان نے آہستگی سے جولو کو انیہ کی گود سے اٹھا کر میز پر رکھا اور پھر اپنی ہلکی سی مسیز کو بازوؤں میں اٹھائے وہ شیرازی ہاوس میں انٹر ہوا، ہر طرف ہو کا عالم تھا تبھی ارمان نے انیہ کو پہلے وہیں سٹنگ لاونج کے کاوچ پر لٹایا اور پھر واپس لان میں جا کر اپنی شال اٹھا کر گردن میں ڈالتے جولو کو بھی بہت احتیاط سے اٹھائے اندر لا کر اسے کچن کے باہر بنے ہال میں رکھے اسکے گھر میں آہستگی سے لٹایا۔

پھر واپس کاوچ کی طرف آیا تو انیہ کو سوتا دیکھے دل نہ کیا اسے مزید ڈسٹرب کرنے کا تبھی روم سے بلیکنٹ لا کر وہ واپس آیا اور انیہ پر اچھے سے کروائے

اسکے پاس ہی بیٹھے جھک کر اسکی کن پٹی چومتے اسکے بالوں میں انگلیوں کو پھیرا۔

انیہ کے ہونٹوں کی مٹھاس اب تک جناب کی زبان پر گھلی تھی اور تبھی وہ نیند کا خمار آنکھوں میں جو تھا، انیہ کے ہونے کی راحت سے مل کر ان گرے آنکھوں میں آلو ہی چمک بھر گیا۔

پھر سے جیسے آنکھوں میں اپنی زیادتیوں کی ریت چبھنے لگی، وہ آلین سے نفرت نہیں کرتا تھا پر ایسا کوئی محبت کا رشتہ بھی کہاں تھا، لیکن پھر بھی آج مدتوں بعد ارمان کی سوچیں اپنا رخ بدل چکی تھیں، اسکی آنکھوں سے نفرت کی پٹی سرک چکی تھی۔

وہ افسوس میں تھا کہ اسکے ہاتھوں بہت برا ہو گیا ہے، انہی سوچوں میں گم تھا جب انیہ نے اپنا ہاتھ ارمان کی بازو پر پھیرا، وہ فورا پلٹا تو وہ جمائی لیتی اپنی آنکھیں کھول چکی تھی۔

"سو جاو ورنہ آج تم میرے ہاتھوں ضائع ہو جاو گی۔"

ارمان نے ڈرانا چاہا پر وہ آنکھیں مٹکائے نیند میں ڈوبی اٹھ بیٹھی۔

"آپکے پاس اتنا سکون ملتا ہے کہ دل چاہتا ہے سوئی رہوں۔ ویسے جو آپ نے کیا اسکے بعد نیند اڑ جانی چاہیے تھی۔ اس سے ثابت ہوا ہم دونوں ہی ٹھنڈے ہیں ارمان"

وہ اٹھ کر ٹانگیں نیچے لٹکائے ساتھ ہی لگ کر بیٹھے رائے دیتی خود ہی ہنس پڑی۔

"ہاں ٹھیک کہا۔ تو اس ٹھنڈ کا توڑ کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے"

ارمان کی نظریں انیہ سے ہٹنے پر راضی نہ تھیں، وہ اٹھ کر پھر سے ارمان کی ٹانگوں پر بیٹھی۔

"ہم لاونج میں ہیں"

ارمان اسکے اردوں سے زرا محتاط ہوا۔

"رات ہم لان میں تھے، یہ تو پھر لاونج ہے۔ یہ آپکی شال ہے ناں، ہم چھپ جائیں ہیں"

انیہ نے اسکی گردن سے شال نکالے اپنے سر پر دوپٹے سی اوڑھی تو ارمان کے ہونٹ بہت جبر کے باوجود بھی مسکراہٹ میں پھیلے جب وہ اسکا گھونگھٹ بنا رہی تھی۔

"اچھا یہ تو بتائیں آپ کی شادی کا سن کر یونی کی کسی ٹیچر کا دل تو نہیں ٹوٹا ہو گا؟ وہ مس حرا بڑا آپکو پیار بھری نظروں سے دیکھتی تھیں۔ دو تین بار نوٹ کیا میں نے"

گھونگھٹ کا پلو ارمان کے سر تک لائے وہ شال میں چھپتی بیویوں کی طرح شک پر اتری تو ارمان نے گھونگھٹ کو پیچھے کرے شال انیہ کے کندھوں پر لپیٹی۔

"میں ایسی فضول چیزیں نوٹ نہیں کرتا۔ایلفی گفٹ کر دینا اس ٹیچر کو ٹوٹے دل کے لیے۔وہی جس سے تم نے میری شرٹ کا بٹن جوڑنا تھا"

ارمان کو انیہ کی وہ بٹن والی حرکت یاد آئی تو مسکرا دیا۔

"بٹن۔۔کونسا بٹن؟"

انیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

وہ تم نے ہماری ویڈنگ نائیٹ پر منہ میں ڈال کر توڑا۔ میں نے جب غصہ"
"کیا تو تم نے کہا ایلفی سے جوڑ دوں گی۔۔ سیریسلی۔؟

ارمان ہنسا تو انیہ کی آنکھیں اسکی ہنسی کا چیکے سے صدقہ اتار گئیں۔

ہاہا۔۔مجھے یاد نہیں۔اور کیا کیا تھا۔بتائیں ناں۔ کیا وہ رات مجھے کبھی یاد"
"نہیں آئے گی ارمان؟

شروع والا اشتیاق، اختتام تک اداسی بنا۔

شاید تم مینٹلی بیدار نہیں تھی تبھی وہ سب بھول گیا لیکن سب بہت"
"خوبصورت تھا۔ چھوڑو۔

ارمان نے بس ان لمحوں کو خود میں قید کر لیا، جبکہ انیہ کا تجسس آج ختم ہو گیا کیونکہ اسے یقین تھا جو ہوا تھا واقعی خوبصورت ہو گا۔

"صبح یونی جانا ہے کیا؟"

آج کی چھٹی تو ہو گئی اب میڈم کو کل کے لیے پسو کاٹ رہے تھے۔

آفکورس۔ میں مزید نالائق بیوی برداشت نہیں کر سکتا تھپڑ پڑے گا"
"اب۔ اٹھو روم میں چلتے ہیں

ارمان کو خود بھی نیند آ رہی تھی۔

"تھپڑ سے ڈر نہیں لگتا صاحب۔۔ روم میں جانے سے لگتا ہے"

انیہ کے چہرے کی رنگت میں واضع پیلاہٹ اتری کیونکہ شال رومینس کے بعد اسے ارمان سے ہر لمحہ ڈر لگنے والا تھا۔

"اوکے مت جاو۔ جارہاہوں میں"

ارمان کے کہنے سے پہلے ہی وہ شال لپیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی اور دائیں بائیں لہراتے آنکھیں پٹپٹائیں جسکا مطلب تھا مجھے اٹھالیں۔

"یہ کس قسم کالاڈ ہے۔ اتنی بھاری ہو تم"

ارمان نے اسکا ارمان بھانپتے منہ بسورا۔

خدا کا خوف کریں۔ یہ اتنے مسلز کیا پلاسٹک کے ہیں جو مجھ سی ہوا کی" گڈی بھاری لگتی ہے۔ جا رے سمرن تو نے اپنے ڈیشنگ باڈی پر کالک لگوا لی"

انیہ نے جان بوجھ کر اکسایا کیونکہ تھوڑی بہت دکھتی رگیں تو وہ ارمان کی جان گئی، ارمان نے منہ پھلائے ہی اسے بازووں میں اٹھایا تو انیہ بچوں کی طرح ہنستی ارمان کی گردن میں بازووں کا ہار پرو گئی۔

"یہاں تو تم آگئی ہو اپنی مرضی سے، اب دور میری مرضی سے جاو گی"

ارمان اسے لیے کمرے کی طرف بڑھا جو اسکے آنچ دیتے جملے پر کچھ دیر سوال نہ کر سکی۔

"م۔۔ مطلب"

وہ اسے لیے روم میں انٹر ہوا اور دروازے کو پیر سے ہی دباتے لاک کیا، جبکہ انیہ کے ہونٹوں میں پھنسا مطلب اور کانپتی آواز ارمان کو سرور دے گئی۔

ارمان نے اسے نرم فلفی میٹرس پر گرایا تو وہ خفیف سا جھمپ کی پر نظریں ارمان پر تھیں جو اتنی ٹھنڈ میں بھی اپنی شرٹ کے بٹنز کھولنے کے ساتھ انورٹر آن کر رہا تھا۔

انیہ نے شال سے خود کو چھپاتے نظریں چرائیں کیونکہ وہ لمحہ جس سے بچاری ڈر رہی تھی، اپنی بیوقوفی سے لے آئی تھی۔

"شال کے بجائے شال کے مالک سے ڈھانپنا اب خود کو۔۔۔"

ارمان نے سارے بٹن کھولتے شرٹ کسی فلم کے ہیرو کی طرح نکال کر پرے ماری تو انیہ کا گلا سامنے نظر آتے نظارے پر جھمپنگ فٹ بال بنا۔

"میری آپ ک۔ کو مجھ معصوم پر ترس نہیں آئے گا یہ کرتے ہوئے۔ ابھی عمر ہی کیا ہے۔"

انیہ نے سائیڈ پڑی پانی کی بوتل جلدی سے منہ سے لگائے پہلے خشک گلا زرا نم کیا پھر آگے سے ارمان کو ہوش دلائی جو مین لائیٹ آف کرے ڈم سی روشنی میں انیہ کی طرف آیا تو وہ جلدی سے پھدک کر بیڈ کی دوسری طرف جا بیٹھی۔

"یہ کیا ہے اب؟"

ارمان نے آئبرو اچکائے تو انیہ نے مسکین سی سمائیل دیتے شال سر پر بھی اوڑھ لی۔

"یہ انیہ کی ادائیں ہیں۔ جو آپکو سہنی ہیں۔ ہم نہ حادثے سے قریب آنے کا ویٹ کرتے ہیں۔ واو کتنا سرپرائزنگ ہو گا۔ ایسے پلین کر کے ایک دوسرے کو پانا کتنا بورنگ ہے ناں۔ سب ہی تو ایسے ہی کرتے۔ ہم ناں کچھ نیا کرتے ہیں ارمان۔۔ ادھر آئیں آپکو شرٹ پہناوں"

انیہ اٹھ کر بیڈ سے اترتی ارمان کی شرٹ تھامے اسے باتوں میں لگائے ورغلاتی پاس آئے جیسے ہی ارمان کو شرٹ پہنانے لگی، ارمان نے شرٹ

لے کر زمین پر پھینکی اور کھینچ کر اس سستی اداوں کی ملکہ کو اپنے کسرتی سینے سے لا پٹخا، انیہ کا سانس سا اکھڑا۔

"تم ایسے تو کبھی ہاتھ نہیں آو گی۔ اور میں تمہاری بات کیوں مانوں؟"

ارمان کا لہجہ دھواں چھوڑ رہا تھا جو اسکی قربت میں خود بھی دہک رہی تھی۔

"کیونکہ دور رہنے میں قدرت نے مزہ رکھا ہے۔ ایک بار آپ کو انیہ مل گئ تو آپ منہ لگائیں گے کیا مجھے۔ ہنہ۔ مزید اترانے لگیں گے کہ انیہ جیسی خوبصورت لڑکی آپکو مل گئ۔ مزید مغرور ہو جائیں گے۔ دیکھیں کتنی فکر ہے مجھے آپکی"

وہ باتوں میں الجھا کر ارمان کے چہرے کا نقش نقش چھو چکی تھی، اسکے دل کی دھڑکنیں محسوس کر چکی تھی، اسکے جسم میں اترتی طلب کی کان میں اترتی آہٹیں سن چکی تھی۔

"اتنی فکر مت کرو۔"

ارمان کے کا ایک ہاتھ کو انیہ کو قید کرنے میں مصروف تھا جبکہ دوسرا، انیہ کی گردن سہلا رہا تھا، اسے قریب کرنے کی سازشیں کرنے پر اتر رہا تھا۔

"کرنے دیں مجھے فکر۔ میں فکر بہت اچھی کرتی ہوں"

وہ ارمان کے ہاتھ کی گستاخی پر کراہتی ارمان کے چہرے سے جا لگتی کان میں بولی۔

"میں بھی فکر بہت اچھی دور کرتا ہوں۔ دیکھتا ہوں آج تمہیں۔ کیا پتا تمہیں پانے کے بعد میرے اترانے اور غرور کرنے کے انداز بدل جائیں۔"

وہ کسی صورت پیچھے ہٹنے پر راضی نہ تھا اور یہ ایک ایسا لمحہ تھا کہ انیہ بھی اسکی باتوں میں آنے لگی تب جب ارمان کے ہاتھ کے ساتھ اسکے ہونٹوں نے بھی انیہ کی گردن سے تسخیر بدن کا آغاز کر دیا۔

"پہلے پ۔ پرامس کریں۔ اس سرور بھری نیند سے جب میں جاگوں تو آپکے ہونٹوں سے اظہار محبت سننے کو ملے گا"

وہ روبرو ہوتی برابری کا سوال اٹھالائی، انیہ کو پانے کے آگے آج ساری شرطیں منظور تھیں وہاں۔

"یہ کچھ زیادہ نہیں ہو رہا انیہ ؟"

وہ اسکی کمر میں لپٹا ہاتھ مزید جکڑتا انیہ کو چینخنے پر مجبور کر گیا پر وہ ارمان کے کندھے پر دانت گاڑ کر پورا حساب لے کر اسکے برہنہ کندھے پر اچھا بھلا دانتوں کا نشان چھوڑے جوابا اپنا درد بھولے ہنسی۔

"آپ بھی تو کم نہیں مانگ رہے مسٹر"

انیہ کی آنکھوں میں چاہے جانے کا سرور تھا۔

میں مانگ نہیں رہا۔ تم خود سے زیادہ میری ہو۔اپنی چیزوں پر بس حق "
" جمانا آتا ہے۔ کہنا مشکل ہے کہ تم کیا ہو میرے لیے۔اور کیا بنتی جا رہی ہو

ارمان کسی صورت اظہار محبت کے پاس نہ آیا تو انیہ نے بھی موڈ بدل لیا۔

ٹھیک ہے میں آپکی ہوں۔ جمالیں حق لیکن جب تک مجھے میری اہمیت "
منہ سے نہیں بتائیں گے۔ میں کل جاگ کر بات نہیں کروں گی۔ شرمانے
" کی تو مجھ سے ہر گز امید مت رکھیے گا۔

وہ اسکی ضد پر مسکرایا، انیہ کی سانسیں نرم سے شکنجے میں لیں تو وہ اتنی سی
شدت پر ہی ارمان کی بازوؤں میں ہانپ گئی۔

" تمہیں سونے کون دے گا؟"

وہ اسکی ہانپتی سانسوں پر مسکرایا تو وہ گھوری۔

"سوچ لیں۔اگر کل مجھے میری ڈیمانڈ کے مطابق آپکا اظہار محبت نہ ملا تو میں وائلنس پر اتر آوں گی۔ حرا میم کو آپکی طرف سے فیک لو ویٹر دے کر پیچھے لگا دوں گی انھیں آپکے۔ پھر آپ ڈر کر بھاگے بھاگے آئیں گے کہ مجھے بچاو انیہ"

انیہ کو اپنی پشت پر رینگتی ارمان کی بھاری انگلیوں پر سانس لینا مشکل لگا پر دھمکیاں پوری دے رہی تھی۔

"اتنی زخمت کیوں کرو گی۔ میں خود لکھ دوں گا دے آنا اسے۔اب منہ بند کرو گی یا میں اپنے طریقے سے کروں؟"

وہ بھی اس وقت بہکا ہوا جن تھا جس سے انیہ دل ہی دل میں پناہ مانگ رہی تھی۔

"ارمان۔۔آ۔۔پ تو ٹھنڈے آدمی تھے۔۔۔"

وہ خود کے وجود سے اترتی شال پر گھبرائی جو ارمان اتار کر پرے پھینک چکا تھا۔

میرا ٹمپریچر شادی کے بعد سے تم نے بک بک کر کے ہائی کر رکھا" ہے۔کسی کو بتانا مت کہ تم نے ارمان کا یہ روپ بھی دیکھا ہے ورنہ تباہی ہی نہ آجائے۔بلکہ دیکھا کیا، تم جینے والی ہو میرا یہ روپ۔۔اب ڈرنا بند کرو گی "یا کوئی اوٹ آف لائن حرکت کر کے تمہاری یہ اڑی رنگت بحال کروں

ارمان کے منہ سے یہ سب سنے وہ آدھی تو بیہوش ہو ہی چکی تھی کیونکہ
ہول اٹھ رہے تھے یہ آدمی زرا جو احسان مان رہا ہو، الٹا اکڑ رہا تھا۔

"یا اللہ مجھے تھوڑی دیر کے لیے اٹھا لیں دھرتی سے"

دل میں کہنے والی بات انیہ نے جب کہہ دی بس پھر تو ارمان صاحب ہنسے اور
انیہ غائبانہ تو یہیں لٹ گئی، جلدی سے ارمان کے گلے لگی۔

"آپ ایسے ہنس کر مجھ پر اپنا حق جمائیں گے تو باولے کتے نے کاٹا کہ ناں
کروں۔ لیکن پلیز میں بیہوش ہو گئی تو میرا قصور نہیں"

ارمان نے بدمزہ ہوتے اس کتے کے ذکر کو سہا کیونکہ یہ لڑکی درحقیت ارمان سے زیادہ نان رومنٹک تھی۔

"تمہیں ہوش دلانے کے بہت طریقے ہیں، تم فکر مت کرو۔ لیکن صبح مجھ سے پیار و یار کی توقع مت رکھنا۔ میں چلا جاوں گا یونی جلدی۔ڈرائیور کے ساتھ آجانا۔ابھی بتا رہا ہوں کیونکہ تم نے تو مردوں کی طرح سونا ضرور ہو گا بھلے تمہیں کوئی پورا نگل لے"

انیہ اس سے لپٹی سوکھے پتے سی ڈر رہی تھی اور شکر کر رہی تھی یہ بندہ بہک کر بھی بہکا نہیں لگ رہا ورنہ تو انیہ نے ابھی ارمان کو نہیں، فرش کو گلے لگایا ہوتا۔

"پورا مت نگلیے گا۔ میں نے بہت جینا ہے ابھی"

انیہ نے اپنی کندھے سے سرکتی شرٹ محسوس کرتے ارمان کے ہونٹوں کی پر حدت اور پر شدت سی مہر محسوس کیے آنکھیں میچیں تو ارمان نے روبرو ہوتے انیہ کی طرف اپنی گال کی جسے وہ گھبرائی ہونے کے باوجود پوری شدت سے چوم کر مسکائی۔

"یس۔وہ بھی میرے ساتھ"

انیہ کی آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی بھیگیں اور تب وہ پر سرور مسکائی جب ارمان نے پہلی بار اسکی دونوں آنکھیں چومیں اور جب وہ دور ہوا تو وہ انہی بھیگی آنکھوں سے ارمان کو ہر حد سے زیادہ قبول کرنے کو تیار ہونے کا بتانے نظریں حیا سے جھکا گئی ارمان اسکی اس ادا پر قربان ہو گیا۔

ہاں ایسا قربان و نثار کہ انیہ کو اظہار کا لارا لگا کر اسکی نس نس پر قابض ہوا، اسکی رگوں میں سانس بن کر اترا، ناں ناں کرتے بھی انیہ کو مکمل مل گیا، بلکل مکمل جہاں کی طرح۔

S MERWA MIRZA NOVELS

وہ واپس تو آئی پر بہت زیادہ رات ہو چکی تھی، آلین اسکا لان میں ہی ویٹ کر رہا تھا، اپنی اداسی ہٹائے وہ ماموں کو دیکھتے مسکراتی انکے پاس ہی چلی گئی۔

ماموں۔ میں اپنا سرپرائز کل دے دوں۔ آج بہت دیر ہو گئی۔ تو علیحہ آنی" بھی بلکل ٹھیک نہیں تو ڈسٹرب ہوں گی۔ کل پیپر کے بعد آپ دو کا لنچ "میری طرف سے ہو گا۔ جو میں بہت سپیشل کروں گی

وہ جتنی بھی مسکرا لیتی، اسکی اداس آنکھیں آلین پڑھ چکا تھا۔

جیسا میرا بچہ کہے۔اداس ہونے کی ضرورت نہیں۔اگر زیادہ یاد آئے تو"
"مجھے بتانا۔کان سے پکڑ کر اسے تمہارے لیے واپس لے آوں گا

وہ اسکا ذکر تک نہیں سننا چاہتی تھی ورنہ آنکھیں چھلک جاتیں جنھیں وہ پورا راستہ سنبھالتی آئی تھی۔

"ابھی تو مشکلوں سے بھیجا ہے انکو ماموں۔ایسی آفر نہ کریں مجھے"

وہ ماموں کے سینے لگی تو آلین نے پیار سے اپنی گڑیا کا سر چومتے سینے سے لگایا۔

"پیپر زدو اور اسکے پاس چلی جاو۔"

وہ روہانسی ہو کر روبرو ہوئی۔

آپ مجھے بھیج دیں گے ؟ یہ جانتے ہوئے وہ مجھے واپس نہیں آنے دیں"
"گے ؟

آلین کو اسکے پیارے آنسوؤں پر بھی پیار آیا۔

وہ ارمان تھوڑا ہے جو پاس رکھ کر بھی تم سے پیار کرنے سے ڈرے گا۔ وہ"
ڈنکے کی چوٹ پر اپنی محبت دنکو دیکھا گیا ہے جب اس نے میرے بحاف پر
میری ذندگی کے تلخ ایام تمہارے سامنے رکھے۔ اب تم یہ کچھ دن لو اور
اپنے ڈر دور کرو۔ اور میرا بچہ مجھے اداس اچھا نہیں لگتا۔ ہسبنڈ ہے وہ

تمہارا۔ جیسے بھی نکاح ہوا۔ جتنا بھی تم دو کی عمروں کا فرق ہے سب سائیڈ ہو گیا ہے۔ وہ سچ میں تمہارے بھائی کا تمہارے لیے لیا گیا بہترین فیصلہ ہے"

یہ سب سنے زالے مزید گھٹ گئی، ماموں کو آس سے تکنے لگی۔

"آپ م۔۔ میرے بنا رہ لیں گے۔ علیحہ آنی کے آتے مجھے چلتا کرنے کے چکر میں ہیں ناں۔ بٹ میں کباب کی ہڈی تھوڑا ہوں۔ میں ت۔۔ تو کب سے اس دن کے لیے دعائیں مانگ رہی تھی"

وہ اس وقت بہت کمزور پڑ رہی تھی تبھی آلین اسکی یہ بات سہہ گیا، یہ تک احساس نہ ہونے دیا کہ وہ ہرٹ ہوا۔

"تم جانتی ہو زالے تم میرے جینے کی بہت بڑی وجہ ہو تو دوبارہ ایسی گندی بات نہیں کرنی۔ تم جان ہو میری۔ میرا بچہ ہو۔ تمہیں ارمان کو دینا بہت مشکل ہے اب بھی لیکن زیشان الگ ہے۔ اس سے تمہارا رشتہ الگ ہے۔ وہ وہاں سے یہاں آکر سیٹل نہیں ہو سکتا بس اس لیے کہا میں نے تمہیں۔ ورنہ جس دن میں تمہارا چہرہ نہ دیکھوں مجھے لگتا ہی نہیں میرا دن طلوع ہوا ہے"

وہ شرمندہ ہوئی کیونکہ وہ یہ پتا نہیں کس تکلیف میں کہہ بیٹھی۔

"آئی ایم سوری ماموں۔ میں تھوڑا ڈاون فیل کر رہی ہوں تبھی پتا نہیں کیا کیا اول فول بک دیا۔ وہ خوشی سے واپس نہیں گئے۔ میرا دل وہیں اٹکا ہوا ہے"۔

وہ رو پڑی تو آلین نے اسے اپنے سینے سے لگایا، وہ زالے کی کیفیت اچھے سے سمجھ رہا تھا۔

"بس اسے دو ہفتے بعد جا کر سرپرائز دینا۔ وہ بھی ٹھیک ہو جائے گا اور تم بھی۔ آجاو ماموں کی گود میں سر رکھ کر نیند لو سکون کی اور ساری فکریں مجھے دے دو"

وہ ماموں کے ساتھ روم تک پہنچنے تک پر سکون ہو گئی تبھی جلدی سے حصار سے نکلی اور زرا اٹھتے آلین کی گال پر پیار کیا۔

"نو۔ آج آپکی گود کی حق دار علیحہ ہیں۔ مجھے ویسے بھی ابھی عشاء پڑھنی ہے۔ پھر سو جاوں گی"

آلین نے پیار سے زالے کو دیکھا۔

"یہ بدلاو کب آیا؟"

وہ خوشگوار حیرت میں ڈوبا۔

ذیشان نے کہا نماز پڑھا کروں۔اللہ بہترین ہادی ہے۔انسانوں کے " دیکھائے راستے کبھی کبھی دلدل میں لے جاتے ہیں پر اس اللہ کے دیکھائے راستے کا اختتام ہمیشہ خوبصورت منزل ہے۔میں انکے لیے دعا بھی کروں گی کہ وہ یہ دو ہفتے پر سکون رہیں۔اور علیحہ آنی کے لیے بھی کہ وہ اپنا پاسٹ بھول کر میرے ماموں کی محبت بن کر اترانا سیکھ جائیں۔آئی لو ویو "ماموں

"آلین تک کی آنکھیں یہ چھوٹی سی بچی سرخ کر گئی، وہ رشک سے زالے کو دیکھ رہا تھا، پھر جھک کر اسکا ماتھا چوما۔

"آئی لو ویو ٹو میری جان۔ جاؤ میرا بچہ پڑھو نماز۔ نیند نہ آئے تو کال کرنا۔ علیحہ ویسے بھی سو چکی ہے۔ مجھ پر پہلا حق میرے اس سمجھدار سے بچے کا ہے"

وہ مسکرا کر سر ہلاتی ماموں کو بائے کہے کمرے میں گئی تو آلین اب بھی اسکے لیے فکر مند تھا اور روم میں آتے ہی زالے بیڈ کی پائنتی کی جانب بیٹھتے ہی درد سے بھر گئی۔

"کتنی بری ہو تم زالے۔ پلیز اللہ انکو خیر خیریت سے ا۔ انکی بی جی تک پہنچا دیں۔ میرے ڈر مجھے تو ہمیشہ سے نگلتے رہے ہیں، پلیز انکی لپیٹ میں ذیشان

کومت آنے دیں۔ا۔۔ایسانہ ہو سب کہیں زالے تم نے انکی مسکراہٹ نگل لی پر میں ک۔ کیا کرتی۔مجھے انکی محبت سے خوف آنے لگا ہے۔دو ہفتے بعد جب انکو میرے بنا رہنے کی عادت ہو جائے گی تو کیا میں پھر سے انکے پاس جاکر انکی زندگی کا خلیہ بگاڑ دوں۔۔ مجھ سے نہیں ہو گا۔میں آپکی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتی اب۔۔۔۔ایسی محبت بھری شدت بہت برا اینڈ لاتی ہے۔۔۔۔ ممی کی محبت کی طرح۔۔۔انکے لیے بھی تو بابا کوریا چلے آئے تھے، ہنہ۔۔۔اور ساتھ لے جاکر اکیلے مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔۔۔ نہیں میرے ساتھ ایسا ہوا ت۔۔۔تو۔۔۔۔مجھے آپ پر یقین ہے ذیشان لیکن اپنی قسمت پر نہیں کیونکہ میں محبت کے معاملے میں بہت بد قسمت سی قلم عورت کی بیٹی ہوں۔اور کہتے ہیں ماں بیٹی کے نصیب اکثر خدا ایک کی سیاہی سے لکھ دیتا ہے"

وہ سر پیچھے گرائے لیٹی تو بند آنکھیں کرتے ہی ذیشان کی وہ آنکھیں سامنے آئیں جن میں خزن بھر کر وہ اب خود بھی آہیں بھر رہی تھی۔

آلین بھلے چینج کیے روم میں آگیا تھا پر توجہ زالے پر تھی، پھر جب نظر پر سکون سوئی علیحہ پر گئی تو بوجھل اعصاب کچھ سرور میں مبتلا ہوئے۔

وہ علیحہ کے ساتھ ہی لحاف پرے کر کے لیٹا اسی کے تکیے پر سر رکھے قریب آیا تو وہ زرا سی کروٹ کرے سو رہی تھی۔

آلین نے اسکے خوبصورت چہرے کو جی بھر کر دیکھنے کے لیے بازو اسکے سر سے گزارتے اپنی طرف پلٹایا تو وہ ٹھیک آلین کے سامنے ہوتی زرا کسمسائی، نیند بہت کمزور تھی تبھی آلین کی بازوؤں میں بھرنے پر اس سکون کی زیادتی پر مزید سو نہ سکی، وہ اسکے ماتھے کو چومتا علیحہ کو اپنے وجود

میں بسا گیا جسکی نیند آلین کے سینے لگنے پر مکمل ٹوٹ گئی پر وہ دور ہونے کو نہ مچلی، اسے راحت ملی، جسم کی ساری تھکن جیسے وہ آدمی اپنے سینے لگا کر چرا گیا ہو۔

"ز۔۔زالے آگئی کیا۔۔۔ مجھ سے کیوں چپک رہے ہو"

پانچ منٹ تک وہ اسے یونہی سینے لگائے رہا پر علیحہ نہیں چاہتی تھی وہ یونہی سوئے تبھی اپنے جاگے ہونے کا احساس دلائے مچلنے لگی، آلین کی واقعی آنکھ لگی مگر علیحہ کے دور ہونے پر وہ فوراجاگا، وہ تھوڑی دور ہو کر گھور رہی تھی۔

زالے کل دے گی سرپرائز۔ رہی بات چپکنے کی، اسی کے لیے تو نکاح کیا" ورنہ دیکھ تو میں تمہیں آنکھوں سے لیتا ہوں۔ تم بہت پر سکون سو رہی تھی۔ میری بازوؤں نے اور سینے نے بے آرام کر دیا؟ "

آلین نے اسکے بالوں کو سہلاتے درد سے بھرے لہجے میں پوچھا تو وہ نفی میں گردن گھما گئی۔

"نہیں بتا رہی"

وہ منہ سیدھا کیے پھیر گئی، آلین نے مسکرا کر اسکی گال کے پاس ہونٹوں کو لایا اور آنکھیں موندیں، اس بیچ وہ ہر طرف سے آلین کی مضبوط بازوؤں میں ہنوز قید تھی، آلین نے اسکی گال دیوانگی سے چومی، علیحہ نے مزاحمت کرے اسکے بازوؤں سے رہائی چاہی پر وہ ہر طرح سے علیحہ سے مضبوط تھا تو وہ ہل تو سکتی تھی پر اس سے دور ہونا ناممکن تھا۔

"مت بتاو۔ مجھے پتا ہے ابھی تمہاری تکلیف کم نہیں کر رہا۔ اریٹیٹ کر رہا ہوں تمہیں۔ لیکن میں تم سے دور نہیں رہ سکتا۔ ایسے چپک کر سونا چاہتا ہوں۔ مجھے تم سے چپک کر اچھا لگ رہا ہے تو برداشت کر لو۔ میں نے انجکشن نہیں لیا اور دیکھو درد کیا تمہارے پاس درد کا احساس بھی باقی نہیں"

وہ اسکے کان میں بولتا اسکے کان کے ہر حصے کو چومنے کے ساتھ علیحہ میں کپکپی اتارتا جارہا تھا جو اسکے جملوں پر درد سے بھر گئی، نا چاہتے ہوئے بھی اپنا کان اسکے ہونٹوں کی پہنچ سے دور کرتے گردن آلین کی طرف موڑی اور تھوڑی کروٹ بھی کہ وہ ایک دوسرے کو اب زرا سی جنبش پر ایک دوسرے میں گم کر سکتے تھے۔

"اگر میں کہوں مجھے چپکنا نہیں اچھا لگ رہا تو؟"

وہ سراسر جھوٹ بول رہی تھی۔

"تو آنکھوں کو بھی جھوٹ بولنا سیکھاو پھر۔ تم بہت مزے میں ہو۔ ہواوں میں اڑ رہی ہو"

آلین کی نیند میں ڈوبی شوخی پر وہ سارے کرب سے نکل آئی۔

"ہنہ۔۔ کونسے مزے۔ کونسی ہوائیں؟ خوش فہمی کا مارا آلین۔۔"

وہ اسکے سونے پر چڑنے لگی تو جناب مسکراتے مسکراتے وارفتگی سے علیحہ کو پھر تاڑنے لگے جسکی سانس پھولنے لگیں۔

تمہیں ایک کس کرنے کی دیر ہے تم کہتی پھرو گی میرا آلین۔۔ میرا "
آلین"

وہ معنی خیزی سے علیحہ کے ریڈ لپس فوکسڈ کرتا لائن مار کر علیحہ کو چھیڑ گیا۔

"میں کہوں گی بگھڑا آلین"

وہ کمزور نہ پڑی بس نظریں چرا لیں تو آلین نے چہرہ اسکی گردن میں لے جاتے علیحہ کی گردن کی ہر رگ چومی، اسکے چہرے، جالائن، شہہ رگ، بیوٹی بون، علیحہ کے ہاتھوں میں سختی در آئی اس برداشت پر جن میں آلین کی سینے سے شرٹ قید تھی۔

"عمر بیت گئی خود کو سنوارتے ہوئے، اپنی حدود میں مجھے بگھڑنے کی اجازت دو علیحہ۔ میں نیند میں ہوں ویسے بھی، تب تک دور مت کرو خود کو مجھ سے"

وہ مزاحمت کرے خود کو آلین سے دور کرتے تھم گئی جب وہ کھلتی بند ہوتی آنکھوں سے اس سے ریکوسٹ کرنے لگا۔

"پیار کرتے ہو مجھ سے؟"

وہ کروٹ آلین کی طرف مکمل بدلے اپنی انگلیوں کی پوریں آلین کے ہونٹوں پر جمائے سوال کیے دم سادھ گئی جسے اپنے ہونٹوں پر علیحہ کی انگلیاں ابھی درکار نہیں تھیں، وہ چاہیے تھی، دھڑکتی ہوئی۔ اٹکتی سانسوں کے ساتھ اسے پکارتی ہوئی۔

"آو ناں میرے پاس اور خود جان لو اس پیار کی گہرائی اور شدت۔"

وہ اسکی انگلیاں ہٹائے علیحہ کو ایک ہی جھٹکے سے سیدھا ہوتے اپنے سینے پر منتقل کر گیا جسکے کھلے بال آلین کے سینے اور چہرے پر گرے ان دو کی بے تاب دلوں کے آملنے کا حجاب سا بن گئے۔

"اب بھی میں آوں پاس؟"

وہ خفا ہوئی، اس بے ڈھنگے آدمی پر۔

"تم کہو تو میں آجاتا ہوں۔ لیکن میں نیند میں ہوں۔"

وہ شرارت سے جتا گیا تو علیحہ تھوڑا سا مسکرائی۔

"میں بھی نیند میں ہوں تو اپنا ٹھرک سنبھال لو جیب میں"

وہ گھوری، یہ آدمی تو پہلے ہی دن سب پانے کے چکر میں تھا۔

"جسٹ ون کس؟"

وہ منت کرتا پیارا لگا، شاید یہ علیحہ کو اعتماد دینے کو کر رہا تھا، تاکہ وہ اترائے کہ اسکا محبوب اسکے لیے بے قرار ہے۔

"نو ووے۔ مجھے نہیں آتی"

علیحہ نے اسکے سینے سے میٹرس پر اترے کہا پر اب تک آلین کی بازوؤں میں قید تھی تو وہ بھی کروٹ اسکی طرف بدل گیا پر آزاد نہ کیا۔

"پہلی بار کسی کو نہیں آتی"

آلین نے بے باکی سے آنکھ ونگ کی۔

"اتنے تم شریف۔۔۔ پہلی بار۔۔۔"

علیحہ نے بیویوں والا شک کیا۔

وہ جو اتنی گرل فرینڈز تھیں انکے ساتھ کیا تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے "تو کوشش کی ہو گی تمہیں یہ خرافات سیکھانے کی

علیحہ نے منہ بگھاڑا، جلی بھنی اور ہی جان لیوا لگ رہی تھی۔

"میں نے صاف کہہ دیا تھا مجھے یہ بس میری بیوی سیکھائے گی۔اب بیوی بھی نکمی ہے تو میں بچارا اب کوئی پرانی گرل فرینڈ ڈھونڈ کر کہتا ہوں مجھے سیکھا دو"

آلین نے دکھتی رگ چھیڑی تو علیحہ کے گال غصے سے پھولے۔

"جاو۔ابھی لو جا کے کلاسیز ان سے۔ہٹو۔چھوڑو۔"

علیحہ رونے پر اتری، یہ جلن وہ نہ پہلے سہہ سکتی تھی نہ آج۔

تم سے لینی ہے مجھے یہ کلاس۔ نکمی سے جب تک پر ونہ ہو جاو میں ہلوں گا"
" بھی نہیں۔ پوری رات ہے تمہارے پاس

آلین اسکے سارے آنسوؤں کو اپنی قربت کی فتہ خیزیوں میں دبا گیا، وہ اسکے سینے میں چھپ گئی، سانس یونہی اٹکنے لگا تھا۔

" مجھے مت چھوڑنا اب آلین۔"

وہ سسک کر اسکے سینے میں رو پڑی تو آلین بھی درد میں اتر گیا۔

" کبھی نہیں۔ سوچنا بھی مت۔ سو جاو۔۔"

آلین نے اسے اپنے ہونے کا پورا احساس دیا، وہ جلدی سے اس سے زرا روبرو ہوئی۔

"اور کلاس؟"

وہ بدحواسی سے بڑبڑائی تو آلین جیسے ہنسا، نیند کے خمار میں وہ علیحہ کی حسیں مفلوج کر گیا۔

"تم سہہ نہیں سکتی۔ نیند میں کچھ زیادہ وحشی ہو رہا ہوں۔ ابھی بس میرے دل سے لگو، اور فیل کرو اس سکون کو۔ اس راحت کو جو تمہاری روح کے درد کا مرہم بنے گا۔ تم سے اپنے حق فرصت سے وصول کروں گا۔ سود سمیت"

وہ اسکے ڈر، اسکی خوشی، اسکی قدرتی کیفیات سب کا پردہ بنے اسے اپنا سینہ دے چکا تھا جہاں لگنے سے پہلے علیحہ نے خوشی کی نا جانے کس کیفیت میں اپنے ہونٹوں کو لگایا کہ آلین کے اندر تک اک قرار اترتا گیا، ایسا جس سے اب تک ناواقف تھا۔

!زہے نصیب

★★★★★★★★★★★

وہ فجر کے وقت اٹھ گئی تھی، نیند تو ارمان کے قریب ہونے پر ویسے ہی اسکے جسم سے دور بھاگ گئی تھی، مسکراہٹ کو لاکھ چھپانے کے جتن کرتی پر وہ

عارضوں پر بار بار گلال بکھیر کر اسکے ملائم پل پل سراہے جاتے ہونٹوں پر امڈ آتی۔

نماز فجر ادا کیے وہ دوپٹہ نکال کر واپس میٹرس کے سرہانے رکھتی ڈریسنگ ٹیبل کے پاس گئی اور اپنے باندھے گیلے بال کھولے تو وہ انیہ کی پشت پر آبشار سے کھلے، پھر وہ ہونٹ چباتی گھبرائی سی پلٹی تو ارمان پر نگاہ پڑ کر آنکھیں قربت کی شر انگیز گھڑیاں سوچتے لمحے کے ہزارویں حصے گلابی ہوئیں، وہ سینے کے بل کروٹ موڑے شرٹ لیس سو رہا تھا، تکیے کو اپنی کسرت والی توانا بازو میں دبوچ کر بچارے کا میلدہ بنائے، کچھ لمحوں پہلے اس تکیے کی جگہ وہ صاحبہ تھی، جان سے پیاری اور سانسوں کے قریب اور اپنے اس مرتبے پر دل و جان سے اتراتی ہوئی، یہ سوچ کر دل پھر سے کچھ نئی امنگ و لے میں دھڑکنے لگا کہ گزشتہ شب وہ ارمان کی مکمل ہو گئی ہے، وہ اسکی روح کی گہرائیوں میں بس چکا ہے، ارمان کی عقب کی جانب گردن کے نیچے بنے لوو بائیٹ پر انیہ کی پلکیں شرم سے زیرک ہوئیں اور پھر وہ اپنی

دباۓ اپنا واپس بڑھتا درجہ حرارت قابو دہکتی گالوں پر ہتھیلوں کو رکھ کر کرتی ارمان کو دیکھنے لگی پر ایسا کیسے ممکن تھا وہ ارمان کو یونہی دیکھتی رہتی اور حرارت کم ہو پاتی، اف ار گرد نادیدہ حدت بڑھنے لگی، کانوں میں دل کے دھک دھک کرنے کی آواز دھونکی کی مانند بجنے لگی، گیت کی طرح بلند ہونے لگی۔

"اس میں تو تھا خواب اگر تھا؟ خواب کوئی وہ یا گئے مل مجھے میں سچ یہ۔۔ ی

خواب کے سرور سے تا عمر نکلنا نہیں چاہتی ارمان شیرازی۔ اور اگر یہ سچ ہے تو میں آپ کی آنکھیں کیسے دیکھ سکوں گی اف کیا ہو گیا تھا آپکو۔۔۔۔ لیکن مجھے تب تک آپ سے بلکل نہیں شرمانا جب تک آپ یہ نہ کہیں کہ آپ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ ہاں آپکے میرے اتنے قریب آنے کی نرمیوں اور بیک وقت ان نرمیوں کے شدتوں میں بدلنے نے آپکی محبت کے کئی رنگ مجھ پر چڑھا دیے لیکن کیا کروں میں آپکے

ہونٹوں سے محسوس ہوتے اظہار کے بعد بولتا ہوا اظہار سن کر آپکے لیے
"پاگل ہونا چاہتی ہوں

وہ وہیں سنگار میز سے جڑھ کر بدحواس کھڑی بس ارمان کی پشت ہی تکے جا رہی تھی جو انیہ کے پاس سے اٹھ کر جانے پر ہی سویا تھا اور انیہ اب اسے فجر کے لیے کیسے جگائے، بہت زیادہ مشکل محسوس ہو رہا تھا۔

اپنی شوخیاں واپس لا انیہ۔ ابھی تجھے شرمانا نہیں ہے ورنہ یہ بلکل پیار کا"
"اظہار نہیں کریں گے۔

انیہ نے ارد گرد حائل نادیدہ حرارت کو لاکھ جھٹکا پر یہ آدمی بس ارد گرد موجود ہو کر آس پاس مدہوشی طاری کر دیتا تھا اور آج تو انیہ کو سانس لینے پر بھی خود سے ارمان کے جسم، اسکی سانسوں کی مہک آ رہی تھی۔

انیہ نے خود میں ہمت بھری اور اپنے گیلے بال کاندھے کے اک طرف کرتی ارمان کی طرف بڑھی، سچ میں ٹانگیں کانپیں پر وہ بہادر تھی، جیسے ہی پاس بیٹھے اپنے گیلے بال ارمان کی پشت پر بکھیر کر ڈالے، وہ انکے ٹھنڈے بھیگے

لمس پر کچی نیند سے نکلتا کسمسایا، اسکے جسم میں بیدار ہوتی جنبش پر انیہ کے دل کی دھڑکنیں سینے سے لپٹنے لگیں۔

انیہ نے جھک کر ارمان کی گردن سے زرا نیچے بنی سرخ مہر اور چند اک نیلز کی خراشوں کو تکتے اپنے دانت سنبھالتے لبوں کو مس کیا جو فخریہ ہنسی میں باہر نکلنے کو بے تاب تھے کہ کیسی مہریں دے بیٹھی، حالانکہ ارمان نے اسکے جسم پر کافی رحم کھایا تھا کیونکہ وہ اسکا سکون بنی تھی۔

وہ اپنے بالوں کی گیلی ٹپس ارمان کی پوری برہنہ پشت پر سرور سے پھیر رہی تھی، پھر کچھ بال پکڑے ارمان کے جب شولڈر اور گردن کے اندر گھسائے تو وہ ٹھنڈے لگنے پر لمحے میں مندی مندی آنکھیں کھولے جب سیدھا ہوا، انیہ کا سارا اعتماد ہوا ہو گیا اور رواں سانس الگ ان روشن گرے آنکھوں کے اپنی آنکھوں سے ملنے پر پھولا۔

ارمان نے بیٹھی انیہ کی کمر میں بازو لپیٹا کہ وہ ٹوٹی شاخ سی ارمان کے سینے پر آ گری۔

اسکے بالوں کی ٹھنڈک سینے، چہرے پر بکھرتی ارمان کی نیند بلکل توڑ گئی۔

انیہ کا سفید چہرہ اور ٹھہری آنکھیں ارمان کی اس خوبصورت نیند کے خاتمے

کا انعام ٹھہریں جنکے کنارے ارمان کی شدتوں کے دیے جبر نے اب تک

لال کر رکھے تھے۔

"ک۔ کوئی رات کہہ رہا تھا مجھ سے پیار و یار کی توقع مت رکھنا"

انیہ اسکے بگھڑتے اردوں پر سہم کر یاد دلانے لگی۔

ہاں وہ اسے کہا تھا جو اریٹیٹ کر رہی تھی، یہ تو مجھے میری زندگی کے سب"

سے بڑے سرور سے ملوانے والی لڑکی ہے۔ اسے پیار و یار سب کیا جا سکتا

"ہے، بار بار، ہزار بار

ارمان کی اپنی آنکھیں خفیف سی نیند نہ لینے پر رنگ بدلے ہوئے تھیں جنکی

یہ ناسازی انیہ کا پورا وجود جکڑ رہی تھی، اوپر سے ارمان کی اسکے جالائن کو

ہونٹوں سے چھو کر کہی بے خود سرگوشیاں مانو انیہ کو کچھ کہنے لائق نہ چھوڑ

سکیں۔

"تو کریں اظہار محبت تا کہ میں ٹھیک سے شرما سکوں"

وہ اپنے تقاضے پر اب بھی ڈٹی ہو گی یہ سن کر ارمان کو حیرت ہوئی۔

اگر اب بھی میرے کہنے کی ضرورت ہے تو مت شرماو۔ایسے ہی ٹھیک"

"ہو۔ نہیں کر رہا کوئی اظہار

جناب کی اکڑ لوٹی،انیہ نے آنکھیں سی نکالیں اس چیٹنگ پر۔

"میں بات نہیں کروں گی"

وہ روٹھی۔

"نہ کرنا۔مجھے بھی نہیں کرنی۔۔۔"

ارمان نے اسکی خوشبو،اسکے مہکتے وجود کی ٹھنڈک سب ہی بازووں میں بھینچتے محسوس کی پر انیہ کا دل بری طرح اسکے یوں سینے سے لگانے پر مچل اٹھا۔

"اذان ہو چکی ہے۔سوئیں مت دوبارہ۔۔۔"

انیہ نے ڈرتے ہوئے ارمان کے کان میں سر گوشی کی۔

"اٹھ رہا ہوں۔۔۔کیوں آئی ہو میرے پاس ؟"

وہ اسکے بھیگے ٹھنڈے بالوں میں چھپنے کی کوشش میں اپنی حدت چھپانے میں لگا شکوہ کناں ہوا تو انیہ کے ہونٹ مسکراہٹ میں پھیلے کہ اسے ارمان پہلی بار بے بس لگا۔

"اظہار محبت لینے آئی تھی۔ چھوڑیں جا رہی ہوں"

وہ سینے سے سر اٹھائے خفگی دیکھانے لگی تو ارمان نیند و خمار میں دھت ہی مسکرایا،اور انیہ کیا بتاتی ایسے وہ کتنی بار آج مسکرا چکا ہے اور انیہ کو ہر بار کا یہ مسکرانا ازبر بھی ہو چکا تھا۔

تو اظہار محبت لیے بنا جا رہی ہو؟"۔"

انیہ نے اس توبہ شکن سوال پر گہرا سانس بھرے اپنے اکھڑتے سانس کو قابو کیا۔

"دے ہی نہیں رہے آپ"

وہ کپکپاتے سے لہجے میں اسکے سینے پر زرا اوپر کو اٹھتے بازوؤں کے سہارے جھکی بولی تو ارمان نے اسکے دونوں ہاتھوں میں اپنے ہاتھوں کی بھاری انگلیوں کو جکڑا تو وہ پھر سے اس پر ڈھے گئ کیونکہ اٹھے اور جھکے رہنے کو سہارا نہیں رہا تھا، ارمان اسکے ہاتھوں کو جکڑے ہی پلٹا تو وہ ارمان کے خود پر حاوی ہونے پر سر تا پیر کانپی۔

"نہیں دوں گا"

ارمان نے اسکی گردن میں چہرہ گھساتے گردن کی نازک سی جلد بہت پیار سے چومی کہ انیہ کے دونوں ہاتھوں تک یہ گداز سی شدت پہنچی۔

"ا۔۔ارمان۔۔"

وہ ایسے منہ زور لمس پر روہانسی ہوئی تو جن ہونٹوں نے ایسے ٹوٹتے بکھرتے انداز میں اسے پکارا، وہ جان نثاری سے وہاں سے اٹھے ان پر جھک گیا، اپنی صبح کی ہلکی سی رہی سہی پیاس بھی پوری طرح سے دور کرلی، اور انیہ کے اسکی شدت سہنے کے بعد آنکھیں کھولنے تک وہ اٹھ کر نا صرف چلا گیا

بلکہ جب تک انیہ نے آنکھیں کھولیں وہ واش روم میں بند ہو چکا تھا اور انیہ کو لگا ابھی وہ بس بے ہوش نہ ہوئی تو دل ارمان کا سوچ سوچ پاگل ہو جائے گا تبھی ارمان کا وہی چھوڑا گرم تکیہ جکڑتی چہرے پر رکھے وہ چھپ سی گئی پر حالت بچاری انیہ کی یہ آدمی ابھی بھی سنوار کر نہیں گیا تھا۔ انیہ کو خبر ہی نہ ہوئی کب اسکی آنکھ لگ گئی، جب جاگی تو ساڑھے آٹھ بج چکے تھے، وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھی تو سائیڈ ٹیبل پر وائیٹ روزیز کے ساتھ ایک رنگ کیس اور چھوٹا سا کارڈ دیکھتے انیہ کی خمار بھری آنکھیں مسکرائیں، کمرے میں ارمان کا تازہ تازہ بکھرا پرفیوم بتا رہا تھا کہ وہ یونی نکل چکا ہے۔

انیہ نے جلدی سے وہ کارڈ اٹھایا۔

ڈرائیور کے ساتھ آجانا یونی، میری کلاس تھی اور میں تمہیں جگا نہیں "

سکا۔ یونو میری عادت نہیں۔ یہ تمہاری میری طرف سے منہ

دیکھائی۔ اب تم اس رنگ کو پہن کر یونی میں پر اپر شوخیاں مار سکتی ہو کہ

میری وائف ہو۔ میں اظہار محبت تو نہیں دے رہا، خود سے جڑی یہ اجازت

دے رہا ہوں جو میں نے آج سے پہلے کسی کو دینے کے بارے سوچا تک نہیں مسز ارمان شیرازی۔ اور ہاں میری راتیں اب سے بس تمہاری ہیں لیکن دن میں مجھے ڈیسنٹ، مغرور اور لاپرواہ قبول کرنا کیونکہ یہ خود کو تم سے دور رکھنے میں مجھے ہیلپ کرتا ہے۔ ورنہ سویرے بھی اندھیرے جیسے "معنی خیز کر دوں گا ہمارے۔ سمجھ گئی؟ گڈ مارننگ

انیہ کو لگا وہ آس پاس ہے، جکڑ کر بازوؤں میں بھرتے ہی دم نکال دے گا، کارڈ کو پیار سے چومتی ان دھمکیوں پر امین کہے وہ جلدی سے بکے کو دیکھنے پلٹی ہی کہ ساتھ ہی وہ رنگ کیس اٹھایا تو اندر بہت ہی خوبصورت ون ڈائمنڈ کی یونیک گولڈ رنگ تھی، اتنی پیاری اور کیوٹ کہ انیہ نے جلدی سے اپنی رنگ فنگر میں سجائی جو ایک دم پرفیکٹ تھی، اسکا ایک ہی بڑے سائز کا ہیرا، خیرہ کرتی چمک سے دمک رہا تھا۔

"یہ آدمی مجھے مار دے گا۔ کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے۔ اوہ ارمان میری ہر حسرت، میری ہر خواہش، میری ہر امنگ بس آپکے وجود اور آپکی موجودگی

سے وابستہ ہو چکی ہے۔مجھے رہا سہا بھی اپنے پیچھے پاگل کر کے بھی یہ کتنے معصوم بن رہے ہیں۔میرا تو کچھ نہیں چھوڑا،خود جناب کے بھرم تو دیکھیے انچ بھی نہیں ہلے۔آہ انیہ! اتنی جلدی انکو حاصل ہو کر کیوں قبل از وقت لٹ گئی ہو ان پر۔اب رات تک کا انتظار کیسے ہو گا۔میرا بہت شدت سے آپکو گلے لگنے کا دل چاہ رہا ہے"

انیہ نے رنگ کو آس سے تکتے گہرا سانس بھرا پر اب خود پر جبر کرنا مجبوری تھی،وہ یونی کے لیے بے دلی سے تیار ہوئی اور باہر آئی تو فائزہ صاحبہ ناشتے پر منتظر تھیں،انیہ نے انکے ساتھ ہی ہلکی پھلکی باتوں میں ناشتہ کیا اور پھر وہ یونی چلی گئی،موڈ برا تھا کیونکہ ارمان سے لپٹنے والی خواہش شدت پکڑ چکی تھی مگر جیسے ہی انیہ کلاس روم کی طرف بڑھی اسکے کانوں میں مانوس سی آواز پڑی تو قدم تھمے۔

"بہت مبارک ہو آپکو پروفیسر ارمان۔شادی کر لی اور بتایا بھی نہیں۔سب کولیگ انوائٹڈ تھے پر مجھے نہیں بلایا"

حرا جو کہ انگلش کی ٹیچر تھی، ارمان کو اسکی فسٹ کلاس سے نکلتا دیکھے ہی راہ روک کر پکڑ چکی تھی، وہ وائیٹ پینٹ اور سکائے بلو شرٹ پہنے کافی چارمنگ اور ڈیسنٹ لگ رہا تھا، ویسے بھی جناب بنا کسی تیاری کے بھی چاند کا ٹکڑا تھے تو زرا سجنے پر آس پاس کی حسیناؤں کا کچھ ایسا ہی حال ہوتا تھا جیسا حرا فاروقی کا، انیہ کا پارہ حرا کی جرت پر چڑھا جبکہ ارمان کے ماتھے پر بل آئے۔

یہ مبارک اگر آپ میری مسیز انیہ کو دیں تو زیادہ مناسب ہے پروفیسر" حرا، میں میلز سے مبارک لیتا اچھا لگوں گا اور آپ اسے مبارک دیتی۔ اور رہی بات آپکو انوائیڈ کرنے کی تو مجھے نہیں لگتا یہ ضروری تھا، نہ میں اس "بارے جواب دہ ہوں۔ ہیو آ گڈ ڈے

وہ مغرور اور بدلحاظ سا اپنی بات صاف صاف بنا کدی لپٹی چپڑی، سیدھے لفظوں میں کہے وہاں سے گیا تو انیہ نے حرا کا چہرہ دیکھے اپنی ہنسی کنٹرول کی کیونکہ صبح صبح ایسا ہی نظارہ اسکا موڈ ٹھیک کر سکتا تھا، انیہ جلدی سے حرا کی

طرف آئی تو حرا نے سسکی سے سپید پڑا چہرہ منافقانہ اجلت میں فوری درست کیا۔

"حرا میم۔"

وہ مسکراتی پاس رکی، وائیٹ شارک کرتی اور جینز کے ساتھ لوز جرسی پہنے، لیڈیز شوز پیروں میں چڑھائے ٹیل پونی کیے، ہلکا سا میک آپ کیے وہ بہت ہی کیوٹ اور پیاری لگ رہی تھی۔

ہیلو انیہ۔ بڑا لمبا ہاتھ مارا میری ہونہار سٹوڈنٹ نے۔ یہ اکڑو، مغرور اور "
"کولڈ آدمی کیسے ہتھے لگ گیا۔ تم تو بہت تیز نکلی میری بچی

حرا کا لہجہ حسد اور جلن میں دہک رہا تھا پر انیہ کو بلکل بھی برا نہ لگا کیونکہ وہ اب تک حرا میم کی ستھری عزت افزائی پر اندر تک خوش تھی۔

کیا کروں میم، مقدر میں یہی لکھا تھا۔ اور جو بھی ہے الحمداللہ بہترین "
ہے۔ اللہ مجھے اور میرے اُن کو حاسوں کے شر سے بچائے بس۔ میرے

اُن پر بہت لڑکیاں مرتی ہیں توسبکے دل ٹوٹس اور آنسو پھوٹس۔۔۔میری

"کلاس ہے میم، میں جاوں

انیہ نے معصومیت کے سارے ریکارڈ ہی توڑ دیے جبکہ حرا کا چہرہ اہانت سے سرخ تھا پھر بھی بیچاری مسکرادی،انیہ کے جاتے ہی حرا کی آنکھیں غصے سے لال پڑیں۔

"اس ڈفر کو کیسے مل گیا یہ آدمی۔ہنہ۔۔۔"

حرانے پلٹ کر جاتی انیہ کو دیکھا تو مٹھیاں بھینچنے پر مجبور ہوتی وہاں سے واک آوٹ کر گئی جبکہ انیہ کلاس میں پہنچی توسب سٹوڈنٹس نے ہوٹنگ کیے اسے مبارک دی،سب لڑکے ہی تھے اور چند لڑکیاں اور یہاں بھی ایک دو لڑکیاں جلن کے مارے سلگتی انیہ کو صاف دیکھائی دیں۔

خیر کلاس کے بیچ ارمان نے انیہ پر بس دو تین بار نگاہ ڈالی وہ بھی صرف یہ دیکھنے کو کہ وہ کلاس لے رہی ہے یا ابھی تک خوابوں میں گم ہے پر وہ بس

مسکراتی ہوئی ارمان کو یقین دلاتی ہی ملی کہ وہ ٹھیک بھی ہے اور آج اترا بھی رہی ہے۔

★★★★★★★★★★★

وہ کب سے جاگا ہوا تھا پر آلسن میں صبح ہونے کے باوجود آلین نے کھڑکیوں کے پردے نہ ہٹائے تا کہ علیحہ کی نیند خراب نہ ہو، وہ صبح صبح اٹھنے کا عادی تھا اور یہی عادت زالے کی تھی، دونوں اٹھ کر ساتھ واک پر گئے، آلین نے محسوس کیا وہ ٹھیک تو نہیں پر ٹھیک لگنے کی پوری کوشش میں تھی بس تبھی اس نے بھی زالے کی کوشش کو سراہا۔

زالے واپس آئی تو آلین نے اسکے ساتھ ناشتے میں کافی پینے کے ساتھ کمپنی دی کیونکہ محترمہ کا پیپر تھا اور وہ ناشتہ ہر گز نہ کرتی اگر آلین کمپنی نہ دیتا، علیحہ ابھی تک نہیں جاگی تھی تو آلین نے زالے کو سی آف کیا اور فون

لیے وہ خوبصورت سی صبح میں ڈوبے لان میں چلا آیا، فل وائیٹ میں کافی کول لگ رہا تھا۔

اسکی ڈائل لسٹ میں بدر منصور کا نام پوری شان سے جگمگا رہا تھا، جلال کے ساوتھ کوریا میں موجود خفیہ ٹریڈ نگ اور سمگلنگ کے بزنس کو آلین پچھلے تیرہ سال سے دیکھ رہا تھا اور اسی سلسلے میں آلین کا سامنا بدر منصور سے بارہا ہوا کیونکہ وہ مافیا بزنس مین تھا اور جلال کے بڑے دشمنوں میں شامل تھا، جلال کا کوریا میں موجود بزنس سنبھالنے والے سے بدر منصور کو محبت ہونے سے رہی اور اب جب علیحہ، آلین کی زوجیت میں تھی تو آلین کو یہ معاملہ تھوڑی مشکل میں ڈالتا نظر آرہا تھا کہ بدر منصور جو پندرہ سال سے اپنی بیٹی کو مرا سمجھ رہے ہیں، اسکے زندہ ہونے کی خبر دشمن یا خریف سے ملنے پر وہ انسانی ردعمل تو ہرگز نہیں دیں گے کیونکہ وہ آلسن کے کرپٹ اور سرپھرے سیاست دانوں میں سرفہرست بھی مانے جاتے تھے، بدر منصور کے بارے میں یہ بھی مشہور تھا کہ وہ بولتا بعد میں گولی پہلے چلاتا ہے۔

کال کرنا مناسب نہیں سر، میں انکے ولا خود جاتا ہوں آپکا پیغام لے کر۔ کیا کہتے ہیں؟"

اس سے پہلے آلین کال ملاتا، عقب میں باادب کھڑے بانی نے ایک بہترین مشورہ دے کر آلین کو پلٹنے اور نظر ثانی پر مجبور کیا۔

"ہمم۔ بہتر ہے۔ ٹھیک ہے تمہیں پتا ہے ناں کیا کہنا ہے؟"

آلین کے استفسار پر بانی نے نظریں جھکا کر سر ہلایا جس پر آلین نے اسے جانے کی اجازت دی۔

خود آلین کچھ دیر واک کے بعد واپس جاہ مینشن آیا جہاں جولی اب اسکا اور علیحہ کا بریک فاسٹ بنا رہی تھی۔

"سر آپ لوگ ناشتہ کب کریں گے؟"

جولی نے اسے روم کی طرف جاتا دیکھے شائستگی سے پوچھا، آلین ترو تازہ موڈ میں سنجیدگی لیے پلٹا۔

"بس ہاف ہار تک۔۔۔ ہم آتے ہیں"

آلین نے اسے انفارم کیا اور خود واپس روم میں پہنچا تو علیحہ اب تک سو رہی تھی، آلین کو ٹوٹ کر پیار آیا تبھی تو وہ اسکے پاس آکر بیٹھ گیا۔

وہ سکون میں اتنی اچھی لگتی ہے یہ آلین نے جتنا سوچا اس سے بڑھ کر پایا تھا۔

اٹھنا نہیں مسیز آلین؟۔۔ابھی تو ہمارے بیچ کچھ ہوا ہی نہیں اور تمہارے نشے ہیں کہ سر چڑھ چکے معلوم ہو رہے ہیں جیسے میں نے تمہیں بہت سا چھو لیا ہو۔جب کچھ ہوا تب تو تم نے سونے کا ورلڈ ریکارڈ بنانا ہے ہے ناں "ڈارلنگ"

آلین نے اپنی کھردری گال جان بوجھ کر جھکتے ہوئے علیحہ کی ملائم گال سے رگڑی جس پر وہ اسکی سرگوشیاں سن کر مسکرا کر آنکھیں کھول چکی تھی، اف ان آنکھوں میں تیرتی مدہوشی، آلین کے حواس خمسہ کا امتحان تھی۔

"کچھ ہوا۔۔۔۔ ہنہ خوشفہمی! بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔۔ کچھ نہیں ہونے والا ہمارے بیچ"

وہ جاگتے ہی دل جلانے لگی تبھی آلین نے اسکے تکیے کے دائیں بائیں اپنا ہاتھ رکھا اور اس پر جھکا جو دفعتاً اپنی ہتھیلوں کو آلین کے سینے پر ٹکا کر مزید جھکنے سے روک بیٹھی۔

"کیا سچ میں علیحہ؟"

وہ چیلنجنگ نظروں سے علیحہ کی سپید رنگت دیکھ رہا تھا جو صاف صاف ڈری لگ رہی تھی۔

"ہاں۔۔ پاس نہیں آنے دوں گی تمہیں"

وہ روٹھ کر شک دور کرنے لگی، آلین مزید جھکا کہ ان نازک سی ہتھیلیوں میں مزید مزاحمت کی قوت نہ بچی۔

"میں تمہیں تمہاری مرضی کے بنا چھونا بھی نہیں چاہتا کیونکہ اب میری گردن تمہارے سامنے جھک چکی ہے۔ صرف تمہارے سامنے۔"

وہ اسکے ہونٹوں سے ڈری نکلتی سانسوں کے بیچ فسوں خیزی سے بولا، خوبصورت جتا گیا۔

"میں تمہاری گردن جھکی نہیں دیکھ سکتی"

علیحہ نے اپنی بے بسی بھی بتائی۔

تو اٹھ کر بیٹھو ہم مقابلے کی بات کرتے ہیں، ایسے تو مجھے جھکنا پڑے گا ہی" جب تم نشئیوں کی طرح سوئی رہو گی۔ پوری رات ترس نہیں آیا تمہیں "مجھ پر

آلین نے اسکی گال نرمی سی بناد باو دیئے چومی تو علیحہ کی آنکھوں میں تیرتے خمار میں اک چاہے جانے کا سرور آملا۔

"کیسا ترس چاہیے مسٹر آلین؟"

وہ دونوں ہاتھ آلین کی گردن میں ہار بنا گئی جس پر آلین نے ہاتھ اسکی کمر میں ڈال کر لپیٹے لیٹے سے جیسے بٹھائا، ان دو میں موجود قربت ویسے ہی قائم رہی، انچ بھی کم نہ ہوئی۔

"جیسا تم کرنا چاہو۔ کیا تمہیں ملکیت اور چاہت کا احساس نہیں ملا کل ؟"
آلین کی آنکھیں علیحہ سے بھری تھیں اور وہ بس محبت سے۔

"ملا ہے"

وہ بدحواسی سے سچ کہہ بیٹھی، اتنے نزدیک سچ اکثر ہونٹوں پر خواہش بن کر آٹپکتے ہیں۔

"ٹھیک ہوا دل تمہارا اس احساس کے ملنے پر"

وہ اسکے سوال پر درد بھرا مسکائی۔

ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرے اور تڑپے دل کی حالت سنورتے وقت لگتا" ہے، محبوب کی پناہ کوئی میجیک نہیں ہے، جو فوری سب بدل دے۔ مرہم "ہے آلین اور مرہم دھیرے سے اثر کرتا ہے

وہ اسکی گال ہتھیلی لگا کر چھوئے یقین دلاتی مسکرائی کہ بہت جلد وہ اپنے دل تک اس مرہم کو پہنچانا چاہتی ہے۔

"میں بھی سب دھیرے ہی چاہتا ہوں۔ تھوڑا ہی سہی تم نے مجھے محبوب تو

مانا"

وہ اسکی سانسوں میں سانس بھرتی اس جتائے جانے پر شرما گئی۔

"مانا تو پورا ہے۔۔"

وہ جھکی نظریں اٹھا کر رشک سے بولی تو آلین نے بھی مسکرا کر تائید کی۔

"ایسا جب سے رات تم نے مجھے کہا کہ مت چھوڑنا۔ دل جگہ پر نہیں۔

سوچنا بھی مت دوبارہ۔ اوکے؟"

وہ اسے اپنے گلے لگاتا یہ تاکید جیسے گھبرا کر کرے اسے خود میں بھینچ

گیا، علیحہ کا ٹوٹا وجود جیسے اپنے نشے کو واپس حاصل کرنے لگا۔

"سوچنے پر پابندی لگاؤ گے کیا اب؟"

وہ روٹھ کر روبرو ہوئی۔

"میں تمہیں اپنے معاملے میں پابند کبھی نہیں کر سکتا، یہ میرا دل بخوبی کرتا

ہے۔ تم اس وقت دنیا کی سب سے حسین عورت ہو کیونکہ تم میری ہو"

آلین نے اسکے خوبصورت ماتھے کو چوما تو علیحہ کی بند آنکھوں سے اک نمی کی لکیر گال پر اتری، وہ ایسے محبت سے سنبھالی جارہی تھی کہ روندے جانے کا ہر دکھ پیچھے چھوٹ رہا تھا۔

"کم حسین آلین"

وہ بھی بھیگی آنکھوں سے نقل کرے بولی تو آلین بے اختیار ہنسا۔

تم سے واقعی کم ہوں۔اٹھو فریش ہو۔بریک فاسٹ کرتے ہیں۔مے بی"

"آج زالے کے ساتھ ساتھ میں بھی تمہیں سرپرائز دوں۔

وہ اسے لاڈ لاڈ میں حیران کر گیا۔

"کیسا سرپرائز۔۔"

وہ بے چین ہوئی۔

بتادیا تو سرپرائز تھوڑا ہے۔اب جاو ورنہ میں بہک رہا ہوں تمہارے" ہونٹوں پر۔۔۔جو تم بس کل سے دیکھائے جارہی ہو۔۔۔ غلطی سے چوم "لوں گا

آلین کی ایسی بات پر وہ مکا اسے کندھے میں مارتی جلدی سے لرزتا دل سنبھالتی اسکے مہکے پہلو سے اٹھی۔

"بہکا آلین۔۔"

علیحہ نے اس سے دور بھاگتے ہوئے بس کہا اور بچاری شرم سے لال تھی کہ مڑ کر اس آدمی کو دیکھنے کی ساری ہمت ہوا ہوئی جبکہ آلین انہی سلوٹوں اور حرارت والے بستر پر لام لیٹ ہو گیا جو علیحہ کے جسم کے نشانوں کی طرح اسکے بستر پر سجے تھے،اف یہ آدمی بنا کچھ کیے ہی لٹ چکا تھا،ابھی ملن کی رمز سے تو دل واقف ہی نہ تھا۔

★★★★★★★★★★★

"میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں"

نیند تو نہیں پر دل جل جل کر تھک گیا تھا تبھی ذیشان نے چہرہ ونڈو کی طرف پھیرے آنکھیں بند کیں تبھی اسکو اپنے ساتھ بیٹھے مسٹر ڈیورڈ کی جگہ کسی نسوانی وجود کے بیٹھنے کا احساس ہوا۔

وہ بہت ہی تیز پرفیوم لگا کر آئی تھی، رجا ہمدانی، جسکے ساتھ بیٹھتے ہی ذیشان نے کراہت سے اپنی بازو اس سے دور کی۔

"کیا پرابلم ہے تمہارا؟"

وہ گردن موڑے بیزاریئت سے اس لڑکی سے بولا جو آگے سے ہنسی۔

میں کب سے تمہیں پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی، شکل ہی اتنی بگھڑی" تھی تمہارے تاثرات سے کہ سمجھ نہ آیا یہ واقعی یونی والا فلرٹی ذیشو ہے یا "کوئی دیوداس۔ارے میں رجا ہمدانی۔ہم ساتھ پڑھتے تھے یونی میں

رجا نے چہکتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے کیا جس پر ذیشان نے منہ دوسری طرف پھیرا۔

"میں نہیں جانتا اس لیے جہاں سے آئی ہو وہیں تشریف لے جاو۔"

ذیشان نے بد تہذیبی کے سارے ریکارڈ توڑے پر وہ بھی تو اپنے کرش کو دیکھے باولی ہی ہو چکی تھی۔

"ارے تم تو اتنے کول ہوا کرتے تھے، کیا کسی نے کوٹا ہے؟ کاٹ کھانے والا ذیشو کب سے اپڈیٹ ہوا۔ دیکھو تو میری طرف؟"

رجا نے جیسے ہی ذیشان کی جالائن پر ہاتھ رکھا وہ اسکا ہاتھ بری طرح بلکہ اچھوت کی طرح جھٹک گیا، رجا کے چہرے کی رنگت بدلی۔

"تمہیں کیا فارسی سمجھ آتی ہے۔ دنیا میں کسی کو نہیں جانتا اب میں۔ لہذا اگر تم نے دوبارہ مجھے چھونے کی کوشش کی تو بہت برا ہو گا۔ اپنی جگہ جاو۔ مسٹر ڈیورڈ پلیز کم بیک"

ذیشان کے دھاڑنے پر رجا نے اسے اوکے کا اشارہ کیا اور اٹھ کر اپنی جگہ جا بیٹھی جبکہ ڈیورڈ بچارے ڈرے سہمے واپس آئے کہ کہیں یہ بندہ جسکے ساتھ وہ فلائیٹ میں کچھ گھنٹوں سے تھے، برس نہ پڑے۔

ذیشان نے بیچ میں ایک جگہ دو گھنٹوں کا سٹے کیا تھا تو یہ اسکی دوسری فلائیٹ تھی اور یہیں سے اس رجا نامی لڑکی سے وہ آ ملا، وہ سچ میں اس وقت کسی کو نہ جانتا تھا نہ زالے کے سوا کوئی یاد تھا۔

اتنے عرصے بعد تم ملے ہو ذیشان حیدر، میں تمہیں اب کھونے نہیں "
دوں گی۔ پتا نہیں ایسا کیوں ہو گیا ہے یہ۔ ڈیڈ نے مجھے ہائیر سٹڈیز کے لیے
یورپ نہ بھیجا ہوتا تو اب تک تم پر میری ملکیت ہوتی لیکن کوئی نہیں، میں
" اسلامہ آباد آ گئی ہوں واپس اب تم صرف میرے ہو

رجا اپنی جگہ جا تو چکی تھی پر بیوقوف کی نظریں ایک محبت کے اسیر پر تھیں جواب کسی لائق نہیں رہا تھا۔

" بریک آپ پرابلم ؟ "

ساتھ بیٹھے ڈیوڈ نے مسکرا کر اپنے سنیکس ذیشان کو آفر کیے وہ نفی میں سر ہلا گیا، ڈیورڈ مسکرائے۔

" عشق کا چکر ہے پھر ؟ "

ڈیوڈ بھلے پیور انگریز تھا پر اچھی اردو بول سکتا تھا، ذیشان نے اس بار پھیکی سی سمائیل دی، نہ سونے کی وجہ سے اسکی آنکھیں متورم تھیں۔

"آپ نے محبت کی؟"

ڈیورڈ کو اس سے ایسے سوال کی ہی توقع تھی، وہ ٹیک لگاتے تصور میں اتری کسی تصویر پر مسکرایا۔

ہاں لیکن اسے مجھ سے ڈر لگتا ہے، وہ ڈنمارک میں ایک پرائیویٹ این جیو" چلا رہی ہے، میری اس سے ملاقات ایک روڈ حادثے میں ہوئی۔ جب میں نے اسے پہلی بار پرپوز کیا تو اس نے کہا بھوری آنکھوں والے بہت شدت پسند ہوتے ہیں۔ اور وہ رشتوں میں شدتوں کی قائل نہیں، آج چھٹی بار "پرپوز پر بھی وہی جواب۔ تمہاری آنکھیں بھی میری طرح بھوری ہیں

ڈیورڈ کی مختصر کہانی پر ذیشان نے آزردگی سے سانس بھری۔

"میں سچ میں اسکے لیے شدت پسند ہو چکا ہوں۔کافی گھنٹے بیت گئے اسے دیکھے بنا اور مجھے لگ رہا ہے بس مر جاوں گا اب، برداشت ختم ہو چکی ہے۔آپکو بھی ایسا ہی لگتا ہے؟"

ذیشان کی حالت زار پر ڈیورڈ نے گردن گما کر ذیشان کو دیکھا جو سچ میں تکلیف کی مورت لگ رہا تھا۔

"تم سے زیادہ بری حالت ہے میری پر اب مجھے خود کو کوور کرنا آگیا ہے۔مجھے میری محبت ملے نہ ملے، ہوپ سو تمہیں مل جائے کیونکہ لگتا ہے تمہیں کوور کرنا کبھی نہیں آئے گا بھائی"

ڈیورڈ کی مخلصانہ تاکید و دعا پر ذیشان نے مسکرا کر اسے دیکھا جو اب اپنے چپس کا پیکٹ دوبارہ ذیشان کی طرف بڑھا رہا تھا۔

"تھینکس۔۔اگر میں اپنی آنکھوں کا رنگ بدلوا لوں ڈیورڈ؟"

دو چپس لیتے ذیشان نے دیوانہ سا سوال کرے ڈیوڈ کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

★★★★★★★★★★★

"تو بھی اپنے اندر محبت کی شدتیں، گاڑھا پن، دیوانگی اور حب کیسے بدلو گے۔ یہ گاڈ گفٹڈ چیز ہے برو۔ اسے ایسے ہی رہنے دو۔ سارے ڈر اک دن ختم ہو جاتے ہیں پر محبت کبھی ختم نہیں ہوتی۔"

یہ ڈیورڈ سے ملاقات بھی اثر انگیز تھی لیکن قصور ذیشان کا بھی نہیں تھا کہ ابھی اس پر ہر تسلی، ہر حرف اثر کرنا چھوڑ گیا تھا۔

"میں خود کو کیسے سنبھالوں؟ کوئی ٹپ؟"

ایک بار پھر ذیشان کے سوال پر ڈیورڈ مسکرایا۔

"میرے پاس ہوتی تو چھٹی دفع بھی ناکام ہو کر واپس نہ آ رہا ہوتا۔ وہ میرے نزدیک دنیا کی مہربان عورت ہے لیکن میرے لیے نہیں ہو رہی۔"

ڈیورڈ کے لہجے میں اذیت تھی۔

میں دعا کروں گا سیون اٹیمنٹ کامیاب رہے، جب کامیاب ہو گئے تو مجھے "

"ضرور انفارم کرنا۔ میرا کارڈ۔۔

ذیشان نے اپنے والٹ سے اپنا وزٹنگ کارڈ ڈیوڈ کو دیا جس پر ذیشان حیدر ملک کے علاوہ ارمان شیرازی کا بھی نمبر لکھا تھا۔

میں بھی اچھی خبر کا منتظر رہوں گا۔ تھیکنس فار کارڈ۔۔ ویسے وہ لڑکی "
واقعی یاد نہیں تمہیں۔ کب سے تمہیں تاڑے جا رہی تھی۔ زلیل ہونے
"کے باوجود بھی

ڈیوڈ کا اشارہ اس بار رجا ہمدانی کی طرف تھا، ذیشان کو یاد تو آ گئی پر وہ غیر ضروری تھی تو سر نفی میں گما گیا۔

"مجھے کوئی لڑکی دیکھائی نہیں دیتی اب۔۔۔"

ذیشان نے منہ بسورے سر واپس دوسری طرف گمایا۔

"منجھے عاشق ہو برو۔۔۔ میری طرح"

ڈیوڈ کا اپنے رونے رونا اس بار تھوڑا ذیشان کا موش بھی خوشگوار کر گیا پر ذیشان کو علم نہیں تھا وہ اپنے پیچھے رجانامی کس قسم کی خطرناک بلا کو لگا بیٹھا ہے۔

میسج ٹون پر ذیشان نے اپنا میز پر رکھا فون اٹھایا تو جیسے وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا، ڈیورڈ بھی شرارتا مسکرایا کہ ضرور پیغام کسی خاص کا ہے۔

زالے پیپر دینے کے بعد لنچ کی ریزرویشن کے لیے ریسٹورٹ آئی تھی۔

میرا پہلا پیپر اچھا ہوا ذیشان۔ اسلام آباد پہنچ کر مجھے انفارم کیجئے گا۔ آئی "مس یو"

ذیشان نے بس آخری تین لفظوں پر دھیان دیا، دل کی تکلیف رتی برابر کم ہوئی پر وہ ہرٹ تھا۔

"یہ بتاو میری بھوری آنکھوں سے کوئی مسئلہ ہے تمہیں؟"

ذیشان کے سوال پر وہ ویٹنگ روم میں بیٹھی حیرت سے مسکائی۔

"ہاں بھوری آنکھوں والے شدت پسند ہوتے ہیں، جنونی اور تھوڑے پاگل"

یہ جواب پائے ذیشان نے بے اختیار اپنے سینے پر ہاتھ سہلایا جیسے اسکی سانس رک گئی ہو، پھر موبائیل سکرین ڈیورڈ کی آنکھوں کے سامنے کی۔

"میری اور آپکی کہانی میں اصل مجرم یہ بھوری آنکھیں ہی ہیں ڈیورڈ"

ذیشان کی آواز دبی تو ڈیورڈ کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"مجرم بھی نہ بخشی جاتی برو"

ڈیورڈ نے بھی تھکی سی سانس کھینچی تو ذیشان نے بھی سکرین آف کر دی، کیونکہ وہ اپنا دم مزید گھوٹنا نہیں چاہتا تھا۔

★★★★★★★★★★★

پچھلے دس منٹ سے بانی، بدر منصور کا منتظر تھا، انکے ملازمین نے اسے لاونج میں بٹھایا تھا، بانی کے چہرے پر اطمینان تھا کیونکہ وہ آلین کا سب سے پر تحمل ساتھی تھا۔

بانی نے کچھ دیر بیٹھ کر انتظار کیا پھر اٹھ کر گلاس ڈور کی طرف بڑھا جہاں سے لان کا خوبصورت منظر دیکھائی دے رہا تھا۔

"کون ہو تم؟ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

بارعب گرجتی ناگوار سی سوالیہ آواز پر بانی پلٹا تو سامنے اچھے خاصے دبدبے والا مضبوط جسامت والا بڑی عمر کا آدمی کھڑا تھا جس سے بانی کی یہ براہ راست پہلی ہی ملاقات تھی۔

ویٹ! تمہیں کہیں دیکھا ہے۔۔۔ہاں یاد آیا اس آلین جاہ کے خاص "کتوں میں شامل ہو ناں؟

بانی کا چہرہ ایسی تضحیک پر غصے سے سرخ ہوا، جبکہ بدر منصور اسکے چہرے سے محظوظ ہوتا تمسخرانہ ہنسے صوفے پر نوابی انداز میں براجمان ہوا جسکی نظریں بانی کا کھڑے کھڑے پوسٹ ماٹم کر رہی تھیں۔

"انکا نام تمیز سے لیں مسٹر بدر۔ ایسا نہ ہو یہی کتا آپکی زبان پر کاٹ لے"

بانی کے جواب پر بدر منصور کی آنکھوں سے شعلے نکلے۔

تو یہ کتا آنے کا مقصد بھونکے ناں۔ چپ کی مورت کیوں بنا ہے۔ کہیں" آلین مجھ سے مقابلہ کر کر تھک تو نہیں گیا اور ہاتھ ملانے کے لیے سندیس بھیجا ہو۔ تو اسے کہہ دینا، دشمن یا تو دشمن رہتا ہے یا اسے دشمن کے بعد اگر کوئی عہدہ ملا ہے تو وہ بدر منصور کے تلووے چاٹنے کا ہے۔ اور ایسا وہ لگتا "نہیں ہے

بدر نے حقارت سے اٹھ کھڑا ہوتے جب یہ سب کہا، بانی کی برداشت دم توڑ گئی۔

منحوس انسان۔ میں تجھ سے شرافت کی زبان بول رہا ہوں اور تو میرے سر پر ناچ رہا ہے۔ ڈر کہیں تجھے ہی آلین سر کے تلووے نہ چاٹنے پڑ جائیں۔ بہت اچھا کیا میں نے انکو تجھے کال کرنے سے روکا۔ تو اس لائق بھی نہیں کہ وہ اپنا ایک بھی قیمتی حرف تیرے ساتھ ضائع کریں۔"

بانی کا عتاب، لرزہ خیز تھا، وہ آلین کے لیے ایسے لفظ برداشت نہ کر سکا، بدر نے ایک ہی جھٹکے سے بانی کا گریبان دبوچا۔

"ایسا کیا ہے اسکے ہاتھ جو وہ مجھے اپنے تلووے چٹوائے گا"

بدر کی آواز میں وحشت تھی۔

"وہ پرندہ جس میں تیری جان ہے بدر منصور۔ اگر جاننا چاہتا ہے تو آ جانا شام کو۔ لیکن نظریں نیچی رکھ کہ کیونکہ سچ جاننے کے بعد تجھے اپنے کہے ہر لفظ پر ہزار بار تو ضرور پچھتانا پڑے گا۔ کل شام چھ بجے۔ بھولنا مت۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔۔۔"

بانی نے قہر آلود نظروں سے بدر منصور کو وارن کرتے اختتام تک اپنا کولر جھٹک کر چھڑوائا تو بدر پھنکارا اٹھا۔

"نظریں تو نیچی نہیں ہوں گی میری۔ہاں تیرے مالک کی گردن ضرور زمین پر گر سکتی ہے لہذا زیادہ اکڑ مت۔مجھے اپنے گھر بلا رہا ہے وہ؟ لگتا ہے جان پیاری نہیں۔ کہہ دینا اسے میں ضرور آوں گا۔اب نکل یہاں سے۔۔"

بدر نے خون آشام نظروں سے پھاڑ کھاتے انداز میں زلیل کرتے کہا تو بانی پہلے ہی دو حرف بھیجے جا چکا تھا لیکن باہر آتے ہی غصے سے اسکی آنکھیں سرخ ہوئیں۔

فورا سے آلین کو کال کی جو علیحہ کے ساتھ زالے کے سرپرائز لنچ پر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

بانی کی کال سننے اور ماجرا جاننے کے بعد ڈیسنٹ سے آلین کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تمیز سے بات کرنی تھی بانی۔ وہ جیسا بھی ہے سسر ہے میرا"

آلین کو برا لگا۔

سسر ہوگا لیکن کم از کم انسان اپنی عمر کا ہی لحاظ کر لے۔ غلط بول رہا"

تھا۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔ اچھا ہے علیحہ میم ان سے دور ہو

گئیں۔ ایسا باپ بھی دگنا ٹارچر ہی تھا۔ میں تو کہتا ہوں علیحہ میم کو روک

"لیں۔ خود کو مرا ہی رہنے دیں ان بد تمیز لوگوں کے لیے وہ

بانی کا خون ابھی بھی کھول رہا تھا۔

بانی۔ تمہیں ہر معاملے میں گھسنے کی اجازت نہیں دی۔ انکو آنے دو۔ میں"

"خود بات کروں گا۔ تم زرا اپنا غصہ قابو رکھو

آلین نے جوابا جھاڑا، بانی نے افسردگی سے سر ہلایا۔

جی سر۔ لیکن مجھ سے آپکی تضحیک برداشت نہیں۔ میں تمیز دیکھانے کی"

"کوشش کروں گا۔

بانی نے مطمئین کیا تو آلین نے رابطہ توڑا، وہ لان سے اندر گیا تو زالے لاونج میں بکس کھولے بیٹھی ساتھ میں ٹی وی دیکھتے فریش جوس پی رہی تھی۔

"آپ لوگ جائیں بھی ماموں۔ابھی تک گھوم رہے ہیں"

زالے نے صوفے پر چڑھتے روم کی طرف جاتے ماموں کو آواز دی تو آلین رکا۔

"تم بھی چلو ناں"

آلین کی آفر پر زالے شرارت سے مسکرائی۔

کباب کی ہڈی کتنی بری لگے گی ماموں۔میں بلکل بھی نہیں چل رہی نہ" مجھے یہ سپیشل کپل لنچ پسند ہیں۔آپ دو کے دن ہیں انجوائے کریں۔میں تو ان بکس کو رولوں یہی کافی ہے۔جائیں اب۔۔کیا لنچ کے ٹائم کے بعد جائیں گے؟"

زالے کا تو بس نہ چلا سپائیڈر مین بنے پہنچا بھی دونوں کو وینو پر خود آئے۔

"اف جا رہا ہوں لاڈو۔ کیا بچے کی جان لو گی؟"

آلین خفت سے بڑبڑایا تو وہ ہنسی، بچے پر ماموں کا سر سے پیر جائزہ لیا جو خود ہی بک بک کر بیٹھنے پر ہنستا ہوا ہاتھ ہلائے روم کی طرف چل پڑا۔

"میرے کیوٹ ماموں۔ ہیں تو چھوٹے سے بے بی ہی۔ ویسے ذیشان نے آنکھوں والا سوال کیوں کیا ہو گا؟ اسکے بعد میسج ہی نہیں کیا۔ سو گئے ہوں گے۔"

زالے نے بکس کھولنے سے پہلے فون کھولا پر کوئی میسج نہ دیکھے وہ مایوس ہوئی، کیونکہ جتنا جھٹلا لے وہ اسے مس کر رہی تھی۔

پھر وہ ٹی وی آف کرے اپنے روم میں چلی گئی جہاں جاتے ہی پہلی نظر واس میں لگے سفید پھولوں پر گئی۔

کل رات والے ذیشان کے دیے پھول اس نے صبح لا کر اپنے روم میں رکھے کیونکہ رات وہ گاڑی میں ہی بھول گئی تھی جواب بھی تازہ لگ رہے تھے، شاید ان پر بھی پریزرو سپرے تھا۔

وہ بکس میٹرس پر پھینکے چلتی ہوئی بیڈ سائیڈ ٹیبل پر پڑے واس کے پاس آئی اور ان پھولوں کے سراپوں کو چھوا، پھر اک اداس سی مسکراہٹ دیے وہ وہاں سے چلی گئی۔

علیحہ لنچ کے لیے ڈارک پرپل کلر کے ڈیسنٹ سے ڈریس میں دلربا لگ رہی تھی اور ہیلز نے مزید سونے پر سہاگہ والا سین کر رکھا تھا، اور سب سے بڑی بات وہ لنچ کے لیے جانے کو بہت خوش تھی کیونکہ یہ زالے کی طرف سے گفٹ تھا۔

آلین روم میں آیا تو ساری پریشانی، تب جسم و جان سے دور ہوئی جب وہ دوپٹہ شانے پر اکھٹا کر کے سیٹ کرے آئینے کو اپنے حسن سے جلا کر بھسم کرنے پر تلی لڑکی دیکھی۔

"کیا زالے نہیں چل رہی آلین؟"

وہ اپنے دھیان میں بال سمیٹے پلٹی مگر آلین جاہ کی آنکھیں ایسی وارفتگی سے لبریز تھیں کہ علیحہ کے سارے لفظ کھو گئے۔

وہ کافی سمجھدار ہے۔ پرائیویسی دینا جانتی ہے۔ تم بال مت باندھو۔ انھیں "کھلے چھوڑو تا کہ میرا دل جگہ پر رہ سکے لنچ کے دوران۔ میں نے تمہارے لیے کچھ لیا ہے۔ کیا تم قبول کرو گی؟ ایک گفٹ ان بالوں کے لیے ایک اس "ہاتھ کے لیے جو انکو چھور رہا ہے

آلین نے علیحہ کی کمر پر ہاتھ رکھے خود سے لگاتے ہوئے اسے سنگار میز سے دور کیا اور اسی ٹرانس میں ڈرا کھول کر ایک سکوئیر شیپ کا جیولری کیس نکال کر ہاتھ میں لیتے اپنے ہاتھ علیحہ کی پشت پر باندھے۔

"تمہیں قبول کر لیا ہے، تو مجبورا تمہارے لیے تحفے بھی کرنے پڑیں گے"

وہ جان بوجھ کر علیحہ کے ہونٹوں کی طرف اپنا رخسار کرے نزدیک ہوتا یوں شو کر رہا تھا جیسے وہ پیچھے سے کچھ اٹھا رہا ہو اور علیحہ خود کو مکمل روک رہی تھی کہ اس چہرے پر ابھی کوئی عنایت کرنے کا مناسب وقت نہیں۔

"ہاں اتنی تم مجبور۔"

وہ ناکام سا ہوئے روبرو ہوا تو علیحہ کی نظر اس جیولری کیس پر تھی جو آلین نے کھولا تو ایک خوبصورت سی گولڈ اینڈ ڈائمنڈ رنگ کے ساتھ سلور کلر کی ہی ڈائمنڈ والی درمیانے سائز کی ہیر پن تھی جو تھوڑے سے بالوں کو باآسانی ہولڈ کر سکتی تھی۔

بے ساختہ وہ مسکرائی۔

"مجھے یہ پن لینی ہے بس"

وہ جلدی سے وہ پن نکال کر خوشی سے بولی پر تب سنجیدہ ہوئی جب آلین نے رنگ نکال کر وہ باکس واپس پیچھے رکھتے ہوئے بھی اپنا چہرہ پہلے کی طرح ہی علیحہ کے پاس لایا تو وہ گھبرائی۔

"لیکن مجھے تمہیں رنگ بھی پہنانی ہے"

وہ اسکے کان سے لگ کر مٹھاس بھرے انداز میں بولا تو علیحہ نے جلدی سے پن کو مٹھی میں دبوچا اور اسی مٹھی اور دوسرے ہاتھ کے سہارے سے آلین کا چہرہ تھامتے اسکی گال پر اپنے ہونٹ رکھتے ہی جلدی سے وہ واپس پیچھے ہٹتی

اپنا ہاتھ آلین کی طرف پھیلا گئی، وہ آلین کے ہاتھ سے رنگ پہننے کے لیے بہت زیادہ خوش تھی۔

"تم خوش، نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگتی ہو علیحہ۔ تبھی آج کے بعد ایسا والا اسمائیل صرف میرے سامنے کرنا۔ میں تمہیں کسی کی نظر نہیں لگنے دوں گا"

یہ کہتے ہوئے وہ علیحہ کی انگلی میں اپنی محبت کی پہلی نشانی پہنا کر اسکا ہاتھ چومے جب علیحہ سے نظریں ملانے لگا تو وہ درد میں گری خوشی کی زیادتی میں اتری، آلین نے دو قدم آگے ہوتے اسکے دوسرے ہاتھ کی مٹھی میں دبی وہ پن نکال کر اپنے ہاتھ میں لی اور علیحہ کے کھلے بالوں کے دائیں طرف تھوڑے سے بال اٹھا کر گول کرتے وہ پن لگائی جس سے ایک طرف پیارا سا ڈیزائن بنا اور اس طرف علیحہ کے بال بھی زیادہ تھے، وہ سائیڈ کی مانگ نکالتی تھی، یہ اس پر سجتی تھی۔

وہ اسکے بالوں کو چھوئے علیحہ کو دیکھتے مسکرایا جو بنا آنکھیں جھپکائے آلین کو محبت سے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے زندگی اچھی لگ رہی ہے۔ تم سمیت"

وہ مزید خود قریب ہوئی اور ہاتھ لے جاکر آلین کی پشت پر لپیٹے اسکے گلے لگی، وہ دراز قد کی مالک تھی تبھی تو اسے آلین کے سامنے جھکنے کی ضرورت نہیں تھی، وہ آج پوری رضا سے آلین کے گلے لگی تھی اور اتنی دیر کہ دونوں کو اپنا اپنا دل ایک دوسرے میں اتر کر دھڑکتا محسوس ہونے لگا۔

"ہمیشہ لگے گی اب۔ ایموشنل نہیں ہونا پلیز۔ اور ہاں میرا بڑا والا سرپرائز کل ملے گا چھ بجے شام۔ اب چلیں یا گلے لگنے کے بعد جو ہوتا ہے وہ بھی کرنا چاہو گی؟"

آلین کے نرم سے بے باک ہوتے رواں جملے سنتی وہ اختتام تک گھبرا کر آنکھیں نکال گئی جس پر آلین ہنستا دگنا پیارا لگا۔

اسکے بعد وہ ساتھ ہی سجتے، ایک دوسرے کو مکمل کرتے ہوئے ساتھ ہی روم سے نکل گئے۔

★★★★★★★★★★★

انیہ کا یونی میں باقی دن اچھا گزرا پر حرا میم کو لے کر وہ تھوڑی فکر مند تھی کہ وہ ٹیچر ایویں جلن میں کچھ الٹا نہ کرے، تبھی جب وہ یونی سے باہر نکلی تو تب بھی حرا اسے گھور کر اپنی گاڑی میں بیٹھی، ارمان پارکنگ میں ہی اپنی گاڑی میں بیٹھا منتظر تھا، انیہ کو گھر چھوڑ کر اسے سیدھا آفس جانا تھا۔۔
انیہ کے گاڑی میں آکر بیٹھنے پر ارمان نے سٹئیرنگ سنبھالنے سے پہلے اسکی منفرد سی خوشبو گاڑی میں پھیلنے پر گردن گما کر انیہ کو گہری نظروں دیکھا جسکے گالوں پر ارمان کے بے باک دیکھنے پر گلال سے اترے۔

وہ پورا دن ارمان کو سوچتی، اسکے ساتھ گزرے لمحوں کے خمار کو جھٹکتی اک گلے لگنے کو مچلتی رہی اور اب وہ ایسے دیکھ رہا تھا کہ وہ ہمت کرنا مشکل جان رہی تھی۔

"کچھ چاہیے؟"

ارمان نے اسکی خواہش، آنکھوں سے بھانپ لی۔

"ارمان۔میں گلے لگ لوں آپ سے؟"

وہ نظریں جھکا کر آہستگی سے اپنی مزید یہ طلب دبا نہ پاتے بولی تو ارمان نے سٹئیرنگ سے ہاتھ ہٹاتے اسکی طرف کر کے بازو کھولے تو وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے تکتی فوراً اسے ارمان کے گلے لگی، اور شدت ایسی تھی کہ وہ خوشگوار حیرت لیے چونکا کہ اس لڑکی میں اک رات ہی اتنی جنونیت لے آئی اور طلب کے اتنے پھول کھل گئے۔

دن میں گلے لگنا بھی سیو نہیں اب۔ کل کے بعد سے، اس کارڈ میں کچھ "
"پریکاشنز بتائے تھے میں نے

وہ اسکے مدہوش ہونے پر دبی دبی معنی خیزی سے انیہ کے بالوں میں بھاری انگلیاں اور کمر پر دوسرے ہاتھ کو گستاخیاں کیے پھیرتا بولا تو انیہ جلدی سے ارمان کی عملی اور لفظی شر انگیزیوں پر روبرو ہوئے شرمگیں مسکراہٹ لیے ارمان کو دیکھنے لگی، ان آنکھوں میں چاہت و خواہش کے دیپ جلے تھے۔

"اسے سیو بنائیں پلیز۔ میرا اسکے بنا گزارہ نہیں۔ اور ہاں مس حرا سے بچ کر رہیے گا"

بھلے ارمان کی گاڑی کا گلاس سیکور تھا کہ باہر سے اندر دیکھنا ناممکن تھا پھر بھی وہ جلدی سے فاصلہ بنا کر سنجیدہ ہوئی۔

"تم میرے سوا کسی کو مت سوچا کرو۔ طبعیت ٹھیک ہے؟"

وہ اسکی فکر اتنی کیئر سے رشک میں بدل گیا، انیہ نے دل میں شکر کیا کہ اس بندے کو بھی طبعیت کا خیال تو آیا۔

"آپکو دیکھ کر ٹھنڈے پسینے آرہے ہیں باقی سب ٹھیک ہے"

وہ اپنی جگہ بیٹھے سیٹ بیلٹ فکسڈ کرتے منمنائی تو ارمان لبوں میں دبا دبا مسکرایا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

"ٹھیک ہے۔ رات تک اوجھل رہوں گا تمہاری نظروں سے تاکہ تم ٹھیک ہو سکو۔ کچھ کھاؤ گی یا گھر چل کر کھانا ہی کھانا بہتر ہے؟ کوئی کریونگ؟"

وہ گاڑی مین روڈ پر ڈالے اس سے نرم سے سوال کرنے لگا اور انیہ کیا بتاتی اب اس میں طلب و خواہش کے سارے موسم بس ارمان سے جڑے ہیں۔

"نہیں بس سونا ہے مجھے۔ جولو کے ساتھ تھوڑا کھیل کر۔"

وہ عجیب سے فسوں کے سبب گھبراتی منہ ہی پھیر گئی کہ دل کو کچھ ہونے لگا تھا۔

"کمفرٹیبل رکھو خود کو"

ارمان نے اپنا ہاتھ دھیرے سے بڑھاتے انیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا تب جا کر انیہ کے جسم کی کپکپاہٹ میں کمی آئی لیکن وہ مزید بات نہ کر سکے، اف ان دو کا یہ گریز آفت خیز تھا۔

وہیں شام تک ذیشان بھی پہنچ چکا تھا اسلامہ آباد اور ساری زندگی کی تھکن مانو اعصاب پر لاد لایا تھا، ارمان خود تو آفس میں میٹنگ کے لیے بزی تھا مگر اپنی گاڑی ڈرائیور کے ہاتھ ائیر پورٹ بھیج دی تھی۔

اپنے ہی شہر، اپنے ملک میں واپس آ کر وہ یہاں کے ہر منظر، ماحول سب سے اکتایا تھا۔

ڈرائیور اسے لینے ائیر پورٹ کے باہر پہنچا تھا تبھی ذیشان نے بے دلی سے بیگ پیچھے دے مارتے ڈرائیور کو گاڑی سے نکلنے کا اشارہ کیا۔

"ارمان سر کہہ رہے تھے آپکو ڈرائیو نہ کرنے دوں"

ڈرائیور نے منمناتے ہوئے ارمان کی تاکید بنا ملاوٹ پہنچائی تو ذیشان نے اسکے ہاتھ سے چابی لی۔

نشہ نہیں کر رکھا کہ گاڑی ٹھوک دوں گا۔ جاو میرے بھائی تم وی آئی پی" کیپ کے بھی کبھی مزے لیا کرو۔ ڈرائیور بن بن کر تھک جاتے ہو گے۔ لو "پیسے۔ کچھ اچھا سا ڈنر بھی کر لینا

ذیشان نے اپنے والٹ میں کوئی دبے چنے پاکستانی نوٹ نکال کر کاشف کی طرف بڑھائے جس نے فوراتھامے اور خوشی خوشی سلوٹ مارے سڑک کی طرف چل دیا کیونکہ یقین ہو گیا کہ ذیشان حیدر واقعی نشے میں ہے کیونکہ پانچ ہزار کے سیدھے سیدھے تین نوٹ تھمادیے تھے۔

پر کاشف تھوڑی دور جا کر فکر سے پلٹا یہ دیکھنے کو کہ وہ واقعی ٹھیک ہے پر وہ ٹھیک تھا تبھی کاشف مزے سے واپس چل دیا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

اپنے ڈرائیور کو ویٹ کا کہتی رجا پھر سے زلیل ہونے آئی، ذیشان جو ڈرائیونگ کرنے کا سوچ ہی رہا تھا، کار ڈور کھولنے کے بیچ گردن گمائے پلٹا۔

"تمہیں مسئلہ کیا ہے۔ کام سے کام رکھو۔"

ذیشان نے کاٹ کھاتے جواب دیا۔

مسئلہ تم ہو بے مروت۔ ہم دوست رہ چکے ہیں، اتنے بد تمیز تو نہیں تھے "
تم۔ میں تو ری یونین پارٹی دینے کا پلین بنا کر پاکستان آئی تھی کہ ہم سب
مل کر بیٹھیں گے، ایک دو ہفتے تک۔ تم بھی آنا پلیز کیا مجھے تمہارا نمبر ملے
گا۔ایک سے ایک چکنی لڑکی ہو گی ذیشو تمہاری سوچ ہے، میری یورپ کی
فرینڈز بھی آرہی ہیں اس پارٹی پہ۔ تمہارا اسٹریس بھی دور ہو جائے گا آئی
"سوئیر۔ارمان کو بھی انوائیٹ کر دینا میری طرف سے۔

رجا نے بہت زیادہ خوشی اور باچھیں کھول کر انوائیٹ کیا تو ذیشان کو لگا اسے
بھی زرا بد تمیزی پر ہاتھ ہولا کرنا چاہیے، جو بھی تھا وہ ایسا ہارش دشمنوں سے
بھی نہیں ہوا کرتا تھا۔

تم جان نہیں چھوڑو گی۔ لو کارڈ۔ انوائیٹ کر دینا اسے خود۔اب میں "
"جاوں یا کوئی اور فضول کی بات باقی ہے؟

وہ اب بھی اکھڑا اتھا، بس نہ چل رہا تھا پوری دنیا سے کنارہ کر لے جبکہ کارڈ
پانے پر رجا ہمدانی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

پارٹی پر ملتے ہیں۔ لیکن اس موڈ کے ساتھ آئے تو تمہارے پیچھے کتے چھوڑ"

"دوں گی۔ہی ہی مزاق تھا۔سی یو

کتے والی دھمکی پر ذیشان کے غصے سے دیکھنے پر رجا نے فوراہی بتیسی دیکھائی اور نکل لی ورنہ ذیشان کو کراری کراری آرہی تھی سنانے کو۔

کتے کو دیکھ کر کومے میں جانے والی یہ ممی ڈیڈی میرے پیچھے کتے" چھوڑے گی۔پتا نہیں لوگ اتنا کانفیڈنس لاتے کدھر سے ہیں۔ہنہ۔تمہاری پارٹی میں تمہاری ان چکنی لونڈیوں کو دیکھوں میں "نہ،منہ لگانا تو دور۔بڑی آئی۔۔۔ری یونین کی سکی۔۔۔

انتہائی بکواس ترین موڈ کے ساتھ ذیشان کے گاڑی ڈرائیو کی پر آفس جا کر دماغ پکانے سے زیادہ سیو سمجھتے وہ سیدھا ملک حویلی ہی پہنچا،ہالہ نے ہی خوش آمدید کرتے باہیں پھیلائیں تو وہ جو ہمیشہ آ کر خوش دلی سے ملتا تھا آج ہالہ کو دانت وہ بھی جبرا دیکھائے پاس رکا۔

سوری ہالہ۔ گلے لگا تو رو پڑوں گا تو یہ آپ میرے حصے کا بی جی کو لپٹ لیجئے "
"گا۔ میں کمرے میں جا رہا ہوں

وہ دیوااس بنا ساتھ سے گزرا تو ہالہ نے اسکا کان دبوچ روکا۔

اتنا بڑا پانچ سال کا کھوتا ہو گیا تھا اور واش روم کر کے کہتا تھا ہالہ آئیں ناں "
"دھو دیں۔۔۔اب تجھے گلے لگ کر رونے آ رہے ہیں۔ یہ ماجرا کیا ہے؟

اتنی عجیب سی بات سنے ذیشان کا دل حلق میں اچھلا۔

چھی ہالہ! میں ٹائلٹ کرتا ہی نہیں۔ میں بہت صاف ستھرا ہوں۔ وہ پتا"
"نہیں کونسا گندا بچہ ہو گا

ذیشان نے جلدی سے اپنے بچپن سے اپنا ناطہ ہمیشہ کے لیے توڑا، ہالہ دبا دبا مسکرائیں۔

"ہاں تو چمگادڑ کی نسل سے ہے ناں۔ جہاں سے کھایا وہیں سے باہر"

ہالہ نے آتے ہی بچاری تھکی جان کو ٹار چر ہی شروع کر دیا، ذیشان نے گندا سا منہ بنایا۔

اف! آج آپ نے کیا میرا پاپی بچپن کرید رکھا ہے۔ بس کریں۔ رہی" بات گلے لگ کر رونے کی تو کبھی کبھی دل ٹوٹس ہوتا ہے کہ زرا لاڈ ملنے کی دیر، تمام روکے آنسو دھاڑیں مار مار بہانے کا دل کرتا سو میں نہیں چاہتا آپ میرا بھیانک رونا دیکھ کر جنگلوں میں چلا کاٹنے دوڑ جائیں کہ باپ رے

"باپ یہ کیا دیکھ لیا

ذیشان کی اس بار بات پر ہالہ کو عجیب سا درد ہوا۔

بکواس نہ کر۔ روئیں تیرے دشمن میری جان۔ کیوں سڑا ہوا ہے۔ بتا"

"مجھے؟

ہالہ نے آسودگی سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ماتھا چوما تو ذیشان کا دل پھر بھاری ہوا، وہ لاکھ شغل یا چونچال پن کرتا، اندر سے دل اور اسکا سینہ کٹا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہوں ہالہ۔ بی جی کدھر ہیں؟"

وہ انکے ساتھ ہی حویلی میں داخل ہوا۔

نہار ہی ہیں۔ تو بھی جا کر فریش ہو بس کھانے کو تھوڑی سی دیر ہے۔ مجھے " نہیں بتانا تو دادی کو بتا دے پر ہمیں ہمار اذیشو ہی چاہیے، یہ ورژن تو دم گھوٹ دے گا ہم نمانیوں کا۔ جا میر اسوہنا شہزادہ۔ ہالہ قربان جائے، تیری ہر تکلیف لے لوں۔ تو اور انیہ میرے بچے ہو، تو تم دو کی تکلیف بھی میری ہے۔ جا میر اسوہنا اور یہ بو تھی سیدھی کر "

ہالہ نے اسے تاکیدوں کا پنڈال تھما تو دیا اور اس نے جبراً مسکرا کر سر بھی ہلا دیا پر کمرے میں آتے ہی جب دروازہ بند کرتے نظر کالے گلابوں پر گئی تو سینے کے پار ہجر کا تیر پیوست ہوا۔

اک دل چاہا سیج میں یہ پھول اٹھا کر پرے دے مارے پر ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

وہ اپنی جیکٹ اتار کر میٹرس پر دے مارتا شرٹ بھی اتارے بوٹس بے ڈھنگے اتار کر ایک دروازے کے پاس، ایک صوفے کی سائیڈ پھینکتا ایک پیر سے دوسرے کی جراب اور دوسرے سے پہلے کی جراب اتارے وہیں بدسلیقہ

انداز میں بکھیرتا بیلڈ نکال کر باہر ہی اچھالے اندر گھسا، شاور تلے ٹائلز کی دیوار پر دونوں ہاتھ کے پنجے بنائے گرتی تیز ٹھنڈی شاور کی بوندوں میں گردن جھکائے کھڑا بھیگنے لگا، جیسے اندر باہر سب جھلس رہا ہو اور یہ ٹھنڈا پانی اندر باہر موجود تپش کو کم کرنے کے بجائے بڑھا رہا ہو۔

★★★★★★★★★★★

"ز۔۔زالے۔میں اپنی دونوں ماؤں کو اپنی تکلیف دینے سے پریشان ہوں جو میرا چہرہ پڑھ لیتی ہیں۔مجھ سے تو جو کس بھی نہیں مارے جا رہے، تمہاری طرح ٹھنڈے ہو گئے وہ بھی۔میں کیسے انکو بہلاوں گا۔یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔میں تمہیں اتنا مس کیوں کر رہا ہوں؟میں پاگل ہو جاوں گا۔مجھ سے سمائیل تک نہیں کیا جا رہا۔شکل تک ٹھیک نہیں کی جا

رہی۔اف یہاں تک کہ دل کر رہا ہے کے کسی کو اتنا ماروں کہ اسکی ہڈیوں کا سرمہ بن جائے۔یہ کیسی واٹ لگ گئی ہے میری۔"

خود سے لڑتا لڑتا وہ سر بھی دیوار سے ماتھے کے سنگ ٹکا گیا،دل کر رہا تھا اسی دیوار سے ٹکریں مارنے لگے،ایسی حالت تو اس نے کبھی خواب میں بھی اپنی نہ سوچی تھی۔

"میں کیسے رہوں گا تمہارے بنا۔جب کچھ گھنٹے تک مجھے مردہ بنا چکے ہیں۔تمہیں مجھ پر زرا ترس نہیں آیا۔کیسے جانے دیا تم نے مجھے۔کیسے زالے۔میرا دماغ کچھ سوچنے لائق نہیں چھوڑا تم نے۔کیوں آئی تم میری زندگی میں۔"

وہ دیوار سے ہاتھ ہٹائے گہرا سانس بھرتا ہی رہ گیا،یہ تکلیف اتنی شدید تھی کہ جب وہ نہا کر چینج کیے نکلا تو اسکی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔
کمرے سے بھی تو وہشت ہو رہی تھی۔

وہ وہیں میٹرس پر بیٹھا اور پیچھے کو گر گیا، ہالہ نے مہرین صاحبہ کے نہا کر نکلنے پر انکو ذیشو کی حالت کا بتایا تو وہ یقین ہی نہ کر سکیں اور ہوا میں بات اڑا دی، کھانا جلدی لگ گیا تو دونوں نے اسکا کافی ویٹ کیا پر وہ دو گھنٹے کے باوجود کمرے سے باہر نہ آیا۔

"ایک بار دیکھ لیں آپا اسے، مجھے وہ سچ میں پریشان لگا سی۔"

ہالہ نے ایک بار پھر اپنی بات دہرائی تو اس بار مہرین کو بھی تشویش ہوئی۔

اچھا یہ برتن سمیٹ دے۔ اسے جب کھانا ہوا کھا لے گا۔ میں دیکھتی ہوں کونسے دکھڑے ہیں لاٹ جی کے۔ میری چائے بنا کر رکھ میں آتی "

"ہوں

ہالہ کے بار بار کہنے پر مہرین آخر ذیشو کے کمرے میں گئیں تو وہ کروٹ کیے میٹرس پر بے ڈھنگا سا لیٹا تھا، آنکھیں کھلی تھیں اور انکے کنارے بھیگے تھے، شاید ایک جگہ مسلسل دیکھنے کے سبب یا پھر وہ سچ میں زالے کو اپنے پاس چاہ رہا تھا۔

"ذیشو! ایسے نئ نئ بیوہ کی طرح کیوں پڑا ہے۔۔۔اٹھ کے بیٹھ۔"

بی جی کی پکار پر وہ اپنی آنکھیں رگڑتا اٹھ کر بیٹھا تو مہرین کے چہرے کی دفعتا ہوائیاں اڑیں۔

"تُو تے سچ میں بیوہ بنا ہے۔کی ہویا تجھے۔فلائیٹ میں جیب کتر لی کسی موئے نے؟"

بی جی کی مثال سنے وہ انکو دیکھتا ہی رہ گیا،اب کیا کہتا بڑی تھیں۔

"فلائیٹ میں جیب کترے آپکے گینگ کے ہوتے ہوں گے کیونکہ ابھی تک تو ایسا رواج نہیں تھا"

ذیشو کی بک بک پر بی جی نے ہلکا سا منہ پر چانٹا مارا تو ذیشو نے معصومیت سے اپنی سیکی گال پر ہتھیلی رکھی،ایک تو وہ دکھی تھا اوپر سے ایسی پٹختی چپیڑ،بچارے کے رہے سہے ایموشنز بھی ہرٹ ہوئے۔

"بکواس کرتا ہے دادی سے۔جو پوچھا ہے وہ بتا۔کیوں ملکہ جذبات بنا ہے۔اور یہ آنکھیں۔

وہ دادی جان سے منہ موڑ گیا تو مہرین نے اسکا چہرہ اپنی طرف پلٹایا، وہ وہم نہیں تھا، وہ سچ میں آنسو تھے۔

"کچھ نہیں ہوا"

وہ بیڈ سے اترا تو مہرین بھی اٹھ کر اسکی راہ میں آئیں اور بازو سے دبوچ کر اپنے سامنے لہرایا۔

کیا ہوا ہے تجھے پتر۔ان بتیس سالوں میں تیری آکھ وچ آنسو نہیں دیکھا۔تب بھی نہیں جب تُو چھوٹا سا بچہ تھا۔بتا مجھے کسی تکلیف نے تیرے دل کو سیک دیا کوئی کمی رہ گئی اس دادی کی طرف سے"

وہ جب سے آیا تھا کمرے میں بند تھا، اور اب بھی اسکی آنکھیں اس خزن میں لپٹی تھیں جو بہت رونے کے بعد چہرے پر آیا کرتا ہے، مہرین نے بھی ساری شرارت اور لاپرواہی جھٹکی کیونکہ جب آنسو دیکھے تو وہ سہم گئیں، اور ذیشان کا دل چاہا وہ انکو اپنا درد کہہ دے۔

"بتاناں ذیشو۔میرا دل ہول رہا ہے"

وہ دل پر ہاتھ رکھتیں سہارہ لیے واپس میٹرس پر بیٹھے اس سر پر کھڑے پتھر کو پکاریں جو گہرا سانس کھینچ کر رہ گیا، نظر ان سیاہ گلابوں پر گئی۔

"میں مر جاوں گا اسکے پیچھے۔وہ میرے دل کو نگل گئی ہے اور میں سانس سانس محتاج ہو گیا ہوں"

وہ بی جی کے قدموں میں گرتے ہوئے بیٹھا تھا۔اس دادی کا کلیجہ منہ کو آیا تھا، یہ انکا ذیشان حیدر ملک نہیں تھا، وہ تو کبھی اس حال پر آ ہی نہیں سکتا تھا۔

"ک۔۔کون۔بتا زیشو۔؟"

مہرین صاحبہ نے اپنے تڑپتے دل پر ہاتھ رکھا تھا، انکی آواز کانپی۔

"اس لڑکی سے محبت جسے میرا ہونا ہی نہیں" اس مضبوط شخص کی آواز کرچیاں ہو گئی۔

زالے کی بات کر رہا ہے ؟ کیا کہا ہے اس نے تجھے ذیشو۔ اسکی اتنی ہمت کہ "
اس نے تجھے انکار کیا۔ میری طرف دیکھ۔ بیوی ہے وہ تیری، بیوی کے لیے
"کون سا مرد روتا ہے کھوتیا؟

مہرین کا صدمے میں گرا دل غصے سے بھرا، انہوں نے ذیشان کا چہرہ اوپر
اٹھایا، وہ شکائتی نظروں سے بی جی کو تکنے لگا، وہ بیوی تھی پر وہ تو ملکیت چاہتا
تھا، اسکی ہر دم سانسوں کے پاس موجودگی چاہتا تھا۔

آئی مس ہر سو چ۔ میں نہیں رہ سکوں گا بی جی۔ چند لمحے بھی اجیرن ہو "
گئے ہیں اسکے بنا۔ اور اس نے نہ تو کچھ کہا نہ انکار کیا۔ اسے تو اقرار کے سوا
"کچھ نہیں آتا۔

اب پوری بات دادی کو سمجھ آئی تبھی تو وہ گھبرایا سا مسکرا کر ذیشان کا سر
چومنے لگیں، بہت سالاڈ کیا کیونکہ اب اسکی ستھری بھی کرنے والی تھیں
اور یہ انکا اسٹائیل تھا۔

"میرے دل کا ٹوٹا۔ میری جان۔ میرا شہزادہ۔ ناں میرا بچہ ایسے نہیں کرتے۔ چل مسکرا۔ مجھے زالے سمجھ لے۔ ڈیٹ پر چل لوں گی۔ تیرے ساتھ مووی بھی دیکھ لوں گی۔ وہ موئی وڈیو گیم بھی کھیل لوں گی۔ چھمک چھلو بن کر پارٹی پر بھی سج کر نکل لوں گی۔ اتنی پیاری تو ہوں۔۔۔ تیری دادی کسی پٹولے سے کم ہے"

مہرین صاحبہ کے لاڈ پر وہ روتی شکل خفیف سا مسکرایا۔

"دادا جان میرا تا کہ خواب میں آکر ہی انکاونٹر کر دیں۔۔ جب جب ذیشان حیدر ملک نے جینے کی خواہش کی ہے۔ زرے زرے نے مجھ معصوم کو مارنے کی سازش کی ہے۔۔ ہنہ۔"

وہ بھی اس وقت دادی کا لاڈو بنا بھرم دیکھا کر برے برے منہ بنا رہا تھا، بھلے مہرین مسکرادی ہوں پر دل انکا سوکھے پتے سا پھڑ پھڑا رہا تھا۔

ہک ہاہ! نام ڈبو دیا تُو نے ایک کڑی کے پیچھے مرنے والا ہو کر۔ ہے کیا اس" پدی میں؟ یہ تو بتا زرا۔ میرے شیر جوان پوتے کو گھٹنوں پر لا بٹھایا۔ چل "اب بیٹھ گیا ہے تو پیر دبا نکما

دادی صاحبہ دکھ سمجھ نہیں رہی تھیں الٹا انکو ناز نخرے آرہے تھے، ذیشان نے سر انکی گود میں رکھے منہ پھلایا۔

"مجھے پیر دبانے نہیں آتے"

ذیشان نے صاف انکار کیا تو دادی سے سر میں چپیڑ کھائے کراہا۔

"میری جگہ زالے کہتی پھر؟"

مہرین نے آئبرو اچکاتے ذیشان کو اسکے چونڈے یعنی سر کے بالوں سے دبوچ کر اوپر چہرہ کرتے گھورتے پوچھا تو وہ آگے سے منہ ٹیرھا کر گیا۔

ابھی وہ اتنی یاد آرہی ہے کہ دل چاہ رہا ہے سیدھا گلا دبا کر آوں اسکا، یہ" کوئی طریقہ ہے مجھے بھیج دیا اکیلے۔ بی جی مینو کوئی تعویذ لیا دو تا کہ مجھے وہ یاد "نہ آئے

اپنے بال دادی جان سے چھڑوائے وہ اٹھ کھڑا ہوا تو مہرین نے بنا تکلف لعنت کا اشارہ کیا۔

میں لاجُتی لینی ہے تے تیرے پچھواڑے پر دس مار کے گنوں گی ایک۔ وہ" انیہ کم تھی اب اسکے جاتے تُو نے یہ سستے عاشقوں والے کام اٹھا لیے۔ نہ میں بس تم دو کی لو واسٹوریز سننے رہ گئی ہوں۔ جا ارمان کا دماغ کھا جان چھڈ "! میری شیدائیا

دادی نے ہاتھ باندھے تو ذیشان کو تھوڑی سی شرم فیل ہوئی، بڑے ایٹیوڈ سے جناب کمرے سے نکلے جیسے گھر ہی چھوڑ جائیں گے۔

"بی جی۔ تعویز وہی والا لا دیں پھر۔ محبوب آپکے قدموں میں"

اس سے پہلے ذیشان کو سچ میں جوتی پڑتی بچارا اپنے دکھ کا پہاڑ اٹھائے بھاگا، دادی جان تو سمجھنے میں ناکام تھیں اب وہ ارمان کی جان کھا کر ہی تھوڑا ٹھیک ہونے والا تھا کیونکہ زالے نہ سہی اسکا جانو ویر ہی سہی۔

★★★★★★★★★★★

"موڈ کیسا تھا اسکا؟"

آلین کی گود میں سر رکھے وہ ماموں سے باتیں کر رہی تھی، علیحہ آج خود ہی فرمائش کرے کچن گھسی تھی کیونکہ اسکا کچھ پکوڑوں کا موڈ تھا تو زالے اور آلین نے بھی کھانے کی فرمائش کر دی۔

میسج ہی کیے بس۔رات کو کال کروں گی۔ماموں انھوں نے ایک سوال "کیا۔کہ کیا میری بھوری آنکھوں سے تمہیں مسئلہ ہے

آلین بڑی دلچسپی سے زالے کو سنتے مسکرایا۔

"آہاں! تم نے کیا کہا؟"

آلین متجسس تھا۔

"یہی کہ وہ محبتوں میں شدت پسند اور تھوڑے پاگل ہوتے ہیں۔"

وہ روانی میں ہی اپنا جواب دہرا گئی۔

"دوبارہ اسے ایسا مت کہنا، اسے لگے گا وہ تمہارے لیے مضر ہے"

آلین نے پیار سے تاکید کی۔

"اوہ تو کیا یہ غلط بات کہہ دی میں نے؟"

وہ فکر مند ہوئی۔

نہیں! بات تو اصولی تھی پر انداز کچھ وحشیانہ تھا۔ چلو آگے سے دھیان "

"رکھنا۔ اسکے آس پاس کیسا محسوس کرتا ہے میرا بچہ؟

آلین نے زالے کے بالوں کو سہلاتے مزید اسکی کیفیت جاننے کو پوچھا۔

"ماموں۔ ہم کچھ اور بات کریں؟ آپ نے علیحہ آنی کو گفٹ دیا؟"

وہ بات بدل گئی اور اسی کی آلین کو توقع بھی تھی۔

جی میری جان رنگ دی ہے۔ اور ایک ہیر پن۔ اسے پسند ہیں اچھی اور "

"پیاری ہیر پنز

ماموں کی چوائز پر وہ امپریس ہوئی۔

"اف سو رومنٹک"

وہ مبہم سا مسکائی تو آلین بھی خوبصورت سا مسکرایا۔

"پکوڑے تیار ہیں۔ ساتھ کوئی مووی دیکھیں ہم تینوں۔ کیا خیال ہے ؟"

علیحہ کے روم میں آنے پر وہ دونوں ہی کھل اٹھے اوپر سے پکوڑوں کے ساتھ مائیو، چیز اور کیچپ دیکھ کر تو اور ہی سواد آیا اوپر سے علیحہ کا یوں آلین کے ساتھ مل کر زالے کو وقت دینا وہ قیمتی لمحہ تھا جسکی ستائش خود آلین جاہ کی آنکھیں کرتی دیکھائی دی تھیں۔

تینوں نے مل کر میٹرس پر تکیے پیچھے کو کھڑا کر کے لگا کر بیٹھے ہی ایکشن اور کامیڈی مکس مووی دیکھی جس میں زالے دونوں کے مڈ میں بیٹھی رہی تھی اور علیحہ نے یہ دو گھنٹے زالے کی طرح مسلسل مووی پر ڈسکشن کی اور مسکراتی رہیں جبکہ آلین اسے تو پہلو میں بس راحت ہی محسوس ہوئی۔

مووی کا بس اینڈ تھا جب زالے نے گردن گمائی تو آلین تو پہلے ہی تکیہ سیدھا کیے ٹن تھا، زالے تب ہنس پڑی جب علیحہ کو بھی اپنے کاندھے سے لگا سو یا دیکھا۔

"یار یہ کتنے کیوٹ ہیں۔ بچوں کی طرح سو گئے دونوں۔ زالے تُو سچ میں کباب کی ہڈی بن رہی ہے۔ یہ جگہ انکے بے بی کی ہے لہذا کٹ لے میرا بچہ"

زالے نے اپنا لیپ ٹاپ بند کیا اور کھسکتی ہوئی بیڈ کی پائنتی کی جانب جاتی بیڈ سے اتری اور گھوم کر ماموں تک گئی۔

"ماموں۔۔۔۔ماموں"

زالے نے آلین کا کندھا ہلا یا تو وہ فکر مند سا جاگا۔

"آپکی علیحہ کو آپکا سلیپنگ ہگ چاہیے۔ میں جا رہی ہوں۔ کہیں بیٹھے بیٹھے کمر نہ دکھ جائے انکی بینڈ ہیں۔ گڈ نائیٹ میرے ٹن ہیرو"

آلین بھی ہلکی پھلکی نیند میں تھا تبھی تو زالے ہنس پڑی، اور دونوں پر لاڈو پیار سے بھری نظر باری باری ڈالے لیپ ٹاپ لیتی نہ نا صرف کمرے سے نکلی بلکہ ہنس کر ڈور بھی بند کر گئی جبکہ آلین نے کچھ دیر تو علیحہ کو دیکھا پھر کھسک کر اسکی طرف لیٹتے بینڈ علیحہ کو اپنے سینے پر جگہ دی جو ٹس سے مس

نہ ہوئی اور سونے سے پہلے آلین ایک بار پھر اس عورت کی نیند پر خمار آلود ہنسا تھا۔

★★★★★★★★★★★

"بس کر دے اب یہ منحوسیت۔ زہر لگ رہا ہے۔ایک تُو نے پرامس توڑا اوپر سے میرے آگے آکے دکھڑے رو رہا ہے نکمے خبیث۔تجھے اسے ساتھ لانا تھا۔کیوں آیا ہے اسکے بنا واپس"

انیہ بھی اس گینگ ڈسکشن میں شامل تھی، تھوڑی دیر پہلے ہی دونوں کے لیے کافی بنانے گئی تھی، جبکہ ذیشان بے دلی سے کاوچ پر بیٹھ کر چلغوزے ٹھوستا ہوا ارمان کے سٹڈی روم کا بیڑا غرق کر چکا تھا، ابھی تو کیک بھی آرڈر

کیا تھا کیونکہ ٹنشن میں جناب میٹھا کھاتے تھے،اور اسے کھانا بھی پورا چاکلیٹ لاوا کیک تھا۔

ہاں تُو بھی چھین لے رہا سہا اسے مجھ سے۔دیا ہی کیوں تھا تو نے۔ نہیں" جینا مجھے۔ کوئی خودکشی کا طریقہ بتا جانو ویر۔ میں نہیں بچنا ہن۔اور طریقہ "تھوڑا کم پین فل ہو پلیز

چلغوزے اور پستے کے چھلکے جیسے جیسے ارمان کے سٹڈی میں پھیل رہے تھے ارمان کی برداشت دم توڑ رہی تھی۔

تُو ناں چُلو بھر پانی میں ڈوب۔۔۔ یہ جو گند ڈال رہا ہے خود ہی صفائی کرنی" ہے۔بنا یہ گند صاف کیے اگر تُو ادھر سے ہلا ناں میں نے تیری مونڈی توڑ "دینی ہے

ارمان نے لیپ ٹاپ غصے سے بند کیا اور ٹیبل پر بکھرے کچرے کو سمیٹنے لگا تو ذیشو اٹھا اور ٹھیک ارمان کے آگے گردن کی۔

"لے مڑور دے گردن۔اور سکھی کر لے اپنا جلتا سینہ "

ارمان نے اس تھرڈ کلاس ایکٹر کی ایکٹنگ پر جھک کر اپنی چپل کو ہاتھ ڈالا ہی کہ ذیشان نے شرافت سے پھیلایا گند بچ کر سمیٹنا شروع کیا جبکہ ارمان کو اس وقت ذیشو کی حالت پر ہنسی اور رحم ساتھ آرہا تھا، جو نہ تو ہنس پا رہا تھا نہ سلیقے سے آہیں بھر پا رہا تھا۔

انیہ نے دروازے پر ناک کیا اور اندر جھانکی تو اسکے ہاتھ میں ٹرے میں دو گرما گرم کافی مگز تھے۔

رہنے دو ذیشو میں سمیٹ دوں گی۔ آپ اس سے صفائی تو نہ کروائیں"

"ارمان

انیہ کو ذیشو پر یوں صفائی کرتے ہوئے ترس آیا تو ٹرے میز پر رکھے ذیشو کے ہاتھ سے پلاسٹک کی فائیل چھینی جس سے وہ کچرا اکھٹا کر رہا تھا۔

"کرنے دو انیہ۔ صفائی والی عورت بننے کی کریو نگ ہو رہی ہے اسے "

ارمان نے برہمی سے ذیشان کو دیکھا، انیہ نے مگ ارمان کو تھماتے گھوری بھی دی جبکہ ذیشو کو دینے ہی لگی کہ میز پر پڑا ذیشان کا فون زالے نام سے جگمگایا۔

بیک وقت انیہ اور ارمان نے ذیشان کو دیکھا جسکی آنکھیں زالے کے نام پر آزردگی سے جمی تھیں۔

"میں تمہاری لاڈلی کی کال سن کر آتا ہوں پھر کردوں گا صفائی ظالم سالے" ذیشان دانت نکوستا دونوں سے آنکھیں چراتا سٹڈی سے نکلا تو انیہ اداس سی ارمان کے پاس آرکی۔

ارمان۔پلیز اسے دلاسا دیں۔وہ جب بھی ہرٹ ہوتا ہے بونگیاں مارتا" ہے۔میں جانتی ہوں۔آپ سے زیادہ سمجھتی ہوں اسے۔اسکے اندر بہت "اکیلاپن اور تکلیف ہے۔ایسے ڈانٹیں مت اسے وہ اور اداس ہو جائے گا

ارمان نے حیرت سے انیہ کو دیکھا جو یہ سب بولتے رونے والی لگ رہی تھی، ارمان کو اندازہ نہ تھا وہ اتنی حساس ہو گی۔

"ڈونٹ وری۔اسے کیسے ٹھیک کرنا ہے جانتا ہوں۔جب تک وہ اپنے اندر کی بھڑاس اگل نہیں لیتا۔پر سکون نہیں ہو گا۔تم سو جاو صبح یونی ہے۔میں اسکے ساتھ ہوں۔"

ارمان نے انیہ کی بات اب سمجھی، وہ دن سے اب تک کافی سنبھل چکی تھی کہ ارمان کی کچھ شدت پھر سے سہہ لیتی۔

"یہ ہوئی ناں بات۔مجھے پتا ہے آپ بہترین طریقے سے ذیشو کو ہینڈل کر سکتے ہیں۔اور آج میں اپنی ایک رات ذیشو کے لیے قربان بھی کر رہی ہوں۔اسے ابھی آپ سے بات کرنے کی بہت ضرورت ہے۔گڈ نائیٹ میری دنیا"

وہ مسکراتی ہوئی پلٹنے لگی جب ارمان نے مگ ٹیبل کی سطح پر رکھا اور انیہ کا ملائم ہاتھ پکڑ کر اسے پلٹا کر اپنے حصار میں بھرا۔

"مجھے تمہاری دنیا بن کر اچھا لگا"

وہ لبوں پر بکھری مسکراہٹ لیے بولا اور بنا انیہ کو سنبھلنے کا موقع دیے وہ اسکے ہونٹوں پر دیوانگی سے جھکا، انیہ نے بے اختیار ارمان کی دائیں بائیں کمر اطراف کے ہاتھ رکھے شرٹ جکڑی۔

"اب تمہاری رات گڈ کہلائے گی۔ جاو"

روبرو ہوتے انگوٹھے کی پور سے انیہ کا نچلا لب سہلاتے ارمان نے جان نکال لی تھی، وہ پیچھے ہٹا تو انیہ دروازے کے پاس جاتے رکی، ارمان کو دیکھتے شرمگیں مسکرائی۔

"اب سب گڈ کہلائے گا۔"

وہ مسکرائی پھر جاتے جاتے پلٹی۔

"میرا اظہار محبت ؟"

انیہ نے جواب طلب اشارے سے ارمان کو دیکھا۔

"نہیں کر رہا"

وہ اب تک اسکے خمار میں دھت تھا، ضدی لہجے میں جواب دیا تو وہ واپس آئی اور دھیرے سے ارمان کے گلے لگی، اس سکون کا نعم البدل ان دو کی زندگی میں کچھ نہ تھا۔

جن کے ہونٹوں سے نا"

کبھی اظہار ہو۔

ان کے انکار میں

اقرار ہی ہوتا ہے۔

یار ایسا بھی ہو۔

یار ویسا بھی ہو۔

یار جیسا بھی ہو۔

وہ یار ہی ہوتا ہے۔۔

"یار تو یار ہی ہوتا ہے

وہ گردن اٹھاتی ارمان کے کان میں سر گوشیوں میں گنگانے لگی، جناب نے بازووں کو انیہ کے گرد حصار تے مخمور مسکراہٹ کو اپنے ہونٹوں کے حوالے کیا۔

"بہت اچھا گاتی ہو تم تو"

وہ اسکی تعریف پر ہنسی، یہ تو بس ارمان کے لیے تھا، وہ ایڑیوں کے بل اٹھی اور ارمان کی گال چومی، وہ سکون کی نا جانے کس کیفیت میں اتر جاتا تھا جب بھی وہ اپنے ملائم ہونٹوں سے اسکا چہرہ چھوتی تھی۔

یہ بھی میرے ان رنگوں میں اک رنگ ہے جو صرف آپکی ملکیت "

"ہے۔ ذیشو کے ساتھ رہیں۔ بائے

وہ کہہ کر رکی نہیں تھی، مہکتے پھول کی طرح ارمان کے چار سو بہاریں رائج کرے جا چکی تھی۔

اور ارمان، اب افسوس میں تھا کہ کیوں اسے اظہار نہ دے سکا۔ اف اس شخص کا شرمندہ شرمندہ مسکرانا، آفت انگیز تھا۔

وہیں دوسری طرف ذیشان نے جان بوجھ کر تین بار زالے کی کال ڈسکنٹ کی تھی، حالانکہ زالے آدھی رات اٹھ کر کال کر رہی تھی کیونکہ اسے پتا تھا پاکستان کا وقت چار پانچ گھنٹے پیچھے تھا۔

"کال اٹھالیں۔ کیوں کاٹ رہے ہیں؟"

تیسری بار زالے نے میسج بھیجا وہ بھی روتی آنکھوں کے ایموجی کے ساتھ اور اس بار کال ذیشان نے کی اور اس لڑکی نے فوراً اٹھالی۔

"ذیشان! اگر آپکو میرا کال کرنا برا لگتا ہے تو صاف کہہ دیں لیکن یہ کاٹنے والی حرکت دوبارہ نہ ہو۔ کچھ چیزیں میں بلکل برداشت نہیں کر سکتی"

وہ واپس میٹرس پر موجود نرم تکیے پر سر رکھے لیٹی۔

"ٹھیک"

وہ ایک لفظ بولا تھا، زالے کو دکھ ہوا۔

"اوکے میں کال بند کر دیتی ہوں بس خیریت بتادیں"

زالے کو لگا شاید وہ اس سے بات نہیں چاہتا۔

آواز سنی ہے میری، سانس بھی چل رہی ہے۔ تو پتا چل گئی خیریت "

"زالے۔ بس؟

ذیشان کے بس میں اس آدمی کا سانس پھولا۔

جی بس۔۔۔ میں نے آلارم لگایا تھا صرف آپکو کال کرنے کے لیے۔ اپنی "

" نیند توڑی۔ اور آپ ایسے روڈ ہو رہے ہیں

وہ شکوہ دباتی رہی پر ہونٹوں پر خود ہی مچلا۔

تھینکیو تم نے اتنا سوچا میرے لیے۔ اسکے بدلے میں کیا جان چاہیے "

"میری؟

وہ دنیا جہاں کو ورغلا سکتا تھا پر زالے کے سامنے کہیں نہیں چھپ سکتا

تھا، زالے کا چہرہ تاریک پڑا۔

"میں دوبارہ کال نہیں کروں گی آپکو ذیشان"

وہ مزید نہیں سہہ سکی پر کال کاٹ بھی نہ سکی۔

"مت کرنا۔ تمہارا تعلق ہی کیا ہے مجھ سے۔ کاٹ دو کال"

وہ بچوں کی طرح لڑنے کے بہانے ڈھونڈ کر یہ کہنا چاہتا تھا کہ اسے وہ شدت سے چاہیے۔

"ایسے کیوں ہو رہے ہیں؟ میں نے کیا سمجھا کر بھیجا تھا؟"

وہ دکھی ہوئی۔

میری سمجھ بوجھ وہیں کہیں دفن ہو گئی ہے۔ میں تم سے ناراض ہو کر آیا" تھا۔ تم نے مجھے منایا تک نہیں اور یہ امید رکھ رہی ہو کہ تمہارا خیریت "پوچھنا مجھے سکھ دے گا۔

وہ بھڑک گیا، لہجہ نیم ہوا، وہ کہیں سے بھی ایک میچور انسان نہ لگ رہا تھا۔

"آپ ابھی بھی ناراض ہیں؟"

وہ پچھلی بات بھول کر روہانسی ہوئی۔

"نہیں ب۔۔بتاؤں گا۔"

زیشان کی آواز ٹوٹی۔

"کیا کروں کے کہ آپ مان جائیں۔وہ نکاح کے بعد والا کول سا ذیشان
"حیدر ملک چاہیے مجھے۔
وہ درد سے بھری آس سے بولی تھی۔
"تمہیں ملا تو مجھے بھی واپس کر دینا۔تم مجھے سچ میں کال نہیں کرو گی؟"
وہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی،اسکی آنکھیں عجیب سے اس سوال پر نم ہوئیں۔
"ذیشان میں الگ تھوڑی ہوئی ہوں۔یہ کیا سوگ اور جوگ پال رہے ہیں۔میں آپکی وائف ہوں پھر کس چیز کی تڑپ ہے یہ؟سکون میں کیوں نہیں آرہے آپ؟"
یہ پہلی بار تھا جب وہ ذیشان کے جذبات کو مد نظر رکھ کر دلاسا دینے کو بولی تھی۔
"تم ٹھیک ہو؟مجھ سے دور۔سچ سچ جواب دو۔اگر ہاں ہوا تو آج کے بعد تمہیں میری تڑپ یا میرا کوئی جذبہ دیکھائی نہیں دے گا"

وہ ایسے سوال سے زالے کا حلق گھوٹ گیا، وہ گردن پر باقاعدہ ہاتھ پھیرے اٹھ بیٹھی۔

"سچ بولنا۔ میں جھوٹ پکڑ لوں گا تمہارا"

اس لڑکی کی چپ سوہان روح تھی۔

"نہیں۔ میرے سر میں تھوڑا درد ہے۔"

وہ اسکے ایسے جواب پر اندر تک سلگا۔

ٹال لو زالے مجھے، یہ امید نہیں تھی تم سے۔ مت کرنا کال دوبارہ۔ مجھے" تم کال پر ویسے بھی برداشت نہیں ہو۔ سنا تم نے۔ سو جاو اور دوبارہ کبھی "آلارم لگا کر میرے لیے جاگنے کی زحمت مت کرنا

وہ بدلحاظی سے کہہ کر کال ہی بند کر کے فون ہی پھینک دیتا پر نا جانے کیسے خود پر قابو کیا۔

جبکہ زالے کٹی کال پر فون سکرین کو دیکھنے لگی۔

یہ پاگل ہو گئے ہیں۔ ماموں ٹھیک کہتے ہیں۔ مجھے پیپرز کے بعد انکے پاس"
چلے جانا چاہیے۔ ذیشان! پریشان کر دیا ہے۔ میرے سر کے درد کی خود
"کونسا پرواہ کی۔ بڑھادیا درد

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ ذیشان کا میسج دیکھتے ہی بے قراری سے اسے اوپن کیا۔

سر درد کی ٹیبلٹ لو۔ اس فون کو سائیڈ رکھ کر سو جاو۔ میری بکواس کو"
"سیریس لینے کی ضرورت نہیں۔ میں سنبھال رہا ہوں خود کو

وہ خود کو کمپوز کر گیا تبھی یہ میسج لکھ سکا۔

"I am sorry for everything Zeshan..."

بس یہی جواب لکھے وہ فون کو خود سے دور کر گئی اور ذیشان نے بھی کوئی جواب نہ لکھا اور ڈیلوری والے سے کیک لیے پیمنٹ کرتا وہ کچن سے فورک بھی لیتا واپس ارمان کی سٹڈی پہنچا اور اسکے سامنے بیٹھ کر ذیشان نے کیک کا باکس اوپن کیا اور پھر سپاٹ ہوئے کیک کھانا شروع کر دیا۔

کافی ساری مسلسل بائیٹس لیتے ہی ارمان نے اس سے فورک چھینا۔

"وہ صرف تیری ہے۔کہے تو یہ لکھ دوں کہیں؟"

ارمان اپنی جگہ سے اٹھ کر ذیشان کے سامنے بیٹھا تو ذیشان نے کربناک نگاہوں سے ارمان کو دیکھا۔

"لکھ دے۔۔۔ابھی لکھ ارمان"

وہ بچوں کی طرح مچلا تو ارمان نے بھی اسکی تشفی اسی کے مطابق کروائی اور فائیل سے بلینک پیپر نکال کر اس پر یہ لائن بھی لکھی۔

"لے۔اس سے تسلی ہوئی؟"

ارمان نے وہ پیپر ذیشان کو تھمایا۔

مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا۔کیک بھی ہتھیا لیا تو نے۔میں ناراض ہوں تجھ سے"

ذیشان نے وہ پیپر بے دلی سے پھینکا اور جا کر کاوچ پر روٹھ کر اوندھا جا لیٹا تو ارمان نے اپنا سر پیٹا کہ اب یہ والا ہیبتناک ذیشو ورژن پتا نہیں کس گناہ کی سزا ہے پر جو بھی تھا کم از کم ارمان اسے آج اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

★★★★★★★★★★★

ہاتھ کو کہنی کے بل کھڑا کیے اس پر فرصت سے سر ٹکائے وہ علیحہ کے پہلو میں دراز دوسرے ہاتھ سے بار بار علیحہ کا ناک دبا رہا تھا، جب وہ کسمساتی تو آلین ایسے سے اسکا نچلا ہونٹ پکڑ کر دباتا، یہ کھیل جناب تب سے کھیل رہے تھے جب سے زالے کو آج خود پیپر کے لیے چھوڑ کر آئے تھے۔

اس لڑکی کی نیند ہی ختم نہیں ہو رہی۔ بچے کیا خاک پیدا کرنے ہیں ہم" نے۔ بڑا کہہ رہی تھی ماں بنوں گی، ماں بننے کے لیے (اس کے اوپر جھک کر "جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا) ہمیں منہ لگانا پڑے گا آپکو مسز۔۔۔

آلین جو کبھی بھی تنہائی سے اکتایا نہ تھا دو دن میں ہی علیحہ کی نیند سے تنگ آیا ہوا تھا، یا تو یہ میڈم شرماتی تھیں یا سوتی تھیں۔

اوئے۔۔۔ کیا تم نے سوئے رہنے کے لیے شادی کی ہے مجھ سے۔اسکا تو "سانس بھی بند نہیں ہوتا"

آلین نے پھر سے ناک دبائی پر اب ہاتھ کچھ دیر نہ ہٹایا، علیحہ تب بھی ٹس سے مس نہ ہوئی تبھی جناب خود ہی ہاتھ ہٹا گئے۔

"اوکے میں کچھ کرنے لگا ہوں۔ میرا صبر دم توڑ رہا ہے"

ایک آخری دھمکی وہ بھی اس لیے لگائی کہ آلین کو علیحہ کی پلکیں حرکت کرتی محسوس ہوئیں۔

آلین نے کہنے کے کچھ سیکنڈز بعد ہی علیحہ کے چہرے کی جانب جھک کر اسکی ٹھوڑی پر ہونٹوں کو رکھ کر سہلایا تو وہ بند آنکھوں سے ہی دبا دبا مسکرائی۔

آلین جب دور ہوا تو محترمہ مسکراتی آنکھیں کھولے گھور رہی تھیں۔

شرم نہیں آتی ایک لیڈی کا سوتے میں ایڈوانٹیج لیتے ہوئے مسٹر آلین"

"جاہ! کہاں گئے آپکے اصول؟

وہ اسکی گھوریوں کو چنداں اہمیت نہ دیتے پھر جھکا مگر علیحہ نے گھبرایا ہوا سا مسکاتے جلدی سے آلین کے دونوں کندھوں پر ہتھیلوں کو ٹکائے مزید قریب ہونے سے روکا۔

اصول کی بچی۔ تم میری شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھاو اور میں اپنا حق چوری"

"بھی وصول نہ کروں؟

وہ ایک آنکھ آئبر و سمیت اچکا کر ڈانٹتا ہوا علیحہ کی صبح ویسے ہی حسین کر گیا۔

مرد اپنے حق کو چوری چوری وصول نہیں کرتے۔ تم ڈنکے کی چوٹ پر"

"حاکم ہوئے ہوناں میرے تو ویسے ہی حق جماو

علیحہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی بندیش ہٹا کر ان بازووں کو آلین کی گردن میں حمائل کیا اور ایسی اجازت پر وہ جان نثاری سے اسکی جبین پر جھکے ہونٹوں کا لمس دھر گیا۔

میں ڈرتا ہوں تمہیں جوڑتے جوڑتے کہیں پھر بکھیر کر نہ رکھ دوں۔ میں" اب ایسا کچھ بھی نہیں کرنا چاہتا جس سے تمہیں لگے کہ مجھے تم سے محبت "نہیں

وہ اقرار کی گلیوں میں آ ہی نکلا، علیحہ کو زیادہ جتن نہ کرنے پڑے۔

"اوہ! تو آلین جاہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ انھیں مجھ سے محبت ہے؟"

سوالیہ انداز میں وہ اترائی تھی، اتنی پیاری لگی کہ اختیار میں ہوتا تو آلین اسے اٹھا کر دل میں رکھ لیتا۔

"میں کہنے سے زیادہ کرنا پسند کرتا ہوں۔"

جناب کو لفظی فرار کرنے اب بھی پسند تھے، دونوں مسکرائے، لمحوں میں فسوں گھلا۔

ان دو کی آنکھیں ایک دوسرے کو مے خانہ سمجھ چکی تھیں کہ گوشوں تک لال ہونے لگیں، جیسے بے خودی طاری ہو رہی ہو۔

"ہم غلط وقت بہک رہے ہیں"

آلین کے جھکنے پر وہ رسان سے چہرہ موڑ گئی، بھونڈی سی وجہ دی۔

"میں نے اب تمہارے لیے وقت سارے ٹھیک کر دیے ہیں۔ آزمالو"

وہ اسکا موڑا چہرہ اپنی سمت پھیرتا ہوا اک نئے یقین کو دلانے پر لگا تھا، علیحہ کا دل بھاری پڑنے لگا، آنکھیں دھندلانے لگیں۔

میں تھوڑا ڈر رہی ہوں۔ مماتو بہت نازک سے دل کی ہیں پر بابا نہیں۔ وہ"
"لوگ مجھے تم سے چھینیں گے تو نہیں؟

وہ ایسے ڈر علیحہ سے مزید لپٹے برداشت نہ کر سکتا تھا۔

ایک طریقہ ہے میرے پاس، کہ اگر انہوں نے چھین بھی لیا تو تم ہر دیوار"
"اور بندیش توڑ کر میری چھاوں میں واپس آجاو گی۔

علیحہ کا دل آلین کے دلائے یقین پر مچل اٹھا، وہ طریقہ جاننے کو بے تاب نظر آئی۔

"ک۔۔کونسا طریقہ ؟"

علیحہ کی آواز میں سوز بھری بے چینی اتری۔

مجھے خود پر مکمل اجازت دو، پھر یہ ہو گا کہ تم میرے بنا رہ نہیں سکو گی اور آ"
"جاو گی بھاگ کر

وہ خمار میں لپٹا یہ مشورہ دیے بولا تو علیحہ گھورنے لگی۔

کتنے نکمے ہو تم۔یعنی کوئی مجھے چھین لے تو تم چھیننے دو گے کیا؟ میں آوں" ہر بار واپس؟ تم مجھے ڈھونڈنے اور واپس لینے نہیں آو گے۔۔دل توڑ دیا تم
"نے میرا آلین

بہانہ ملا اور علیحہ کی آنکھوں سے برسات شروع ہوئی۔

میں چھیننے سے توبہ کر چکا ہوں۔یہ دو طرفہ عذاب لانے والا عمل "
ہے۔تم میرے لیے ہمیشہ لوٹ کر نہیں آسکتی کیا؟ تمہاری محبت ایسا کرنے
"کا نہیں کہے گی تمہیں؟

وہ نا چاہتے ہوئے بھی اداس ہو گئی۔

"کیا تم زالے کی بات کر رہے ہو؟ کیا ہوا اسے۔کچھ ٹنشن ہے۔بتاو مجھے "

وہ فورا دوست بن گئی۔

مجھے لگتا ہے مجھے اسے ارمان سے نہیں لینا چاہیے تھا،یہ سب ٹھیک ہو "
جائے گا لیکن اثرات نہیں جائیں گے۔وہ شاید اسی بٹوارے سے سہمی ہوئی
اب مزید کوئی رشتہ بنانے سے خوف کھاتی ہے۔چھینا نہیں جاتا محبت میں
علیحہ،اپنا بنایا جاتا ہے۔اور دیکھو میں نے تمہارے معاملے میں اپنی غلطی
سے سبق سیکھا۔تمہیں اپنا بنایا ہے،تب بھی تمہیں کسی سے نہیں چھینا
"جب لگتا تھا میں تمہاری یاد میں اب سروائیو نہیں کر سکوں گا۔

وہ اسکے خسارے کو دل سے محسوس کرتی پریشان تھی۔

فکر مت کرو۔ ذیشان اسے نارمل کر دے گا۔ اور رہی بات میری، میں "
تمہیں سب معاف کر چکی ہوں تو اب ماضی کو بھول جاو۔ میں بھی بھول جانا
"چاہتی ہوں

وہ نرم پڑی اور دلاسے پر اختتام کیا۔

بھول گیا۔ بس تبھی کہہ رہا ہوں میرے پاس آ جاو تا کہ اب کوئی چاہ کر "
"بھی ہمیں دور نہ کرے

وہ اپنے تقاضے پر پہاڑ کی طرح ڈٹا تھا، علیحہ کا دھیان آلین کی چاہت خیز نگاہوں سے سرکنا محال تھا۔

"پ۔پاس۔۔آلین اس سے زیادہ پاس بھی ہوتا ہے کیا"

وہ اتنے قریب ہو کر بھی ایسے تقاضے پر مضطرب ہوئی۔

ہاں جیسے تم تو ابھی پیدا ہوئی ہو، تمہیں تو پتا ہی نہیں میں کتنا پاس لانا چاہتا"
"ہوں تمہیں۔

وہ روٹھ گیا، بھلا یہ کوئی سوال تھا جو علیحہ نے کیے آلین کا دل دہلا یا تھا، وہ اسے خود پر حاوی کرتا سیدھا لیٹا تو علیحہ اسکے سینے پر آ جھکی۔

"صبح صبح دماغ گھوم گیا ہے تمہارا"

وہ باہیں گردن سے ہٹائے ہٹنے کی کوشش میں بڑ بڑائی تو آلین نے اسکی بازوؤں کو واپس انکی جگہ لا جماتے خود پر جھکایا۔

مجھے زبردستی کرنے پر مجبور کرنے کی کوشش کر رہی ہو تو کوئی اشارہ کر "دو۔ میں مروت میں مارا جاوں گا ورنہ

علیحہ کا دل بری طرح دھڑکا، یہ آدمی کچھ کروا کے دم لینے والا تھا، وہ لاجواب تھی۔

"آلین۔۔"

علیحہ نے بس نام لیا اور وہ صبر والا شخص، لمحے میں بے صبرا ہوا اور اس پکار کے جواب میں اس نے محبوب کے ذائقے کو تسخیر کرنے کی اصطلاح پر ایمان لایا، وہ اسکے بازوؤں میں بھرے اب دور جانے تو کیا دور جانے کے

ہر راستے کو فراموش کرنے پر مجبور کر گیا، صبح کی بڑھتی روشنی کے ساتھ آلین اور علیحہ کی نزدیکیاں بھی بڑھ گئیں، اتنی کہ آلین جاہ اب بنا سوچے کہہ سکتا تھا کہ علیحہ کو اب اس سے چھیننا دنیا کی کسی طاقت کے بس کا روگ نہیں۔

تین گھنٹے بعد وہ نڈھال سی، جاگی سوگی سی فریش ہو کر چینج کیے روم سے باہر آئی جہاں آلین، مودب کھڑے بانی کے ساتھ ہی ڈائنگ روم میں بیٹھا کچھ ڈسکشن کرنے میں بزی تھا اور ناشتے کی میز خوبصورت بھوک بڑھاتے ناشتے سے سجی تھی۔

"ٹھیک ہے اب تم جاو"

علیحہ اس سے نظریں ملائے بنا آکر سامنے ہی بیٹھی تو آلین نے بانی کو وہاں سے جانے کا کہا جبکہ خود اپنا کافی کا مگ اٹھا کر خوبصورت نظروں سے علیحہ کو دیکھنے لگا جسکے ہاتھ خوامخواہ کانپ رہے تھے اور گال بھی تپنے لگے۔

"کچھ ہوا ہے مسیز؟"

وہ جان بوجھ کر علیحہ کو پکارا جبکہ علیحہ نے رحم طلب نظروں سے آلین کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو مجھے مت دیکھو۔

"تمہیں ایک گڈ نیوز دینی ہے۔ادھر آو"

آلین نے شرارت ترک کی تو علیحہ بھی زرا ملن کی سرخیوں اور خمار سے نکلتی حیرت سے زرا کان آلین کی طرف کر گئی۔

"آلین جاہ! کچھ دیر پہلے لٹ گیا ہے۔"

علیحہ نے اسکی سرگوشی پر ڈبڈبائی آنکھیں اٹھا کر آلین کو دیکھا اور اس سے پہلے اٹھ کر اسکے شانے پر مکا برسا کر روتی بھاگتی، آلین نے اسکی کلائی اچکی اور ایک ہی جھٹکے سے علیحہ کو اپنے تھائے پر لا بٹھاتے دونوں ہاتھوں میں جکڑا، وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔

بہت رولی تم۔اب جب اگلی بار ہم قریب آئیں گے تو مجھے تم کسی" ڈر، شرمندگی، تکلیف اور احساس جرم میں مبتلا دیکھائی نہ دو۔ تم میری ہو

علیحہ اور میں تم پر بس اپنی محبت کا چڑھا خمار اور رنگ چاہتا ہوں۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔"

وہ اس لمحے اسی اظہار سے سنبھل سکتی تھی ورنہ اپنے ٹوٹنے بکھرنے پر اذیت میں ڈوبی رہتی۔

"میں م۔ مل گئی تبھی کہہ رہے ہو ناں؟"

وہ تھوڑی بدگمان بننے کی کوشش کرنے لگی تو آلین نے اسکے ہونٹوں کو چھوا، بے حد شدت کے ساتھ کہ وہ اب بھی کانپ اٹھی۔

"تم میری ہو گئی ہو اس لیے یہ اظہار محبت کیا ہے کیونکہ اب تمہیں میرا پیار سنبھالنے کے لائق ہو گیا ہے، مجھ پر ملکیت پانے والی پہلی عورت بن کر تھوڑا غرور کرنا اب فرض ہے تم پر۔ اور تمہیں ملے ہر ناپسند لمس کی میرے تمہیں چھوتے ہی موت ہو چکی ہے۔ اب تم سے کسی ماضی کی اذیت نہیں، میری خوشبو چھلکے گی۔ اس سکھ کو اپنی شریانوں تک پہنچاو، رگوں

تک اتار واور حرکت کرتے لہو میں گھول لو۔ تمہارا دل ودماغ اور یہ جسم تو

"اب ویسے بھی میرے تابع ہے حسینہ۔

جانے یہ شخص ایسی انمول محبت کیوں کر بیٹھا تھا جس نے بھلے در در کی

خاک چھنوائی ہو پر آج جب وصل ہوا تو لگا ہی نہیں پیروں یا دل پر کوئی

دھول تھی، وہ جلدی سے آلین کے گلے لگی، بہت خوش تھی کہ آلین نے

ساری تکلیف کا مداوا کر دیا تھا، اور شاید جب علیحہ ساری سچائی جانے تو ممکن

ہے محبت نہیں اب وہ آلین جاہ کے سیدھے سیدھے عشق میں گرفتار ہو

جاتی۔

وہ بھی خوش تھا کہ علیحہ کے نازک سے دل اور وجود کو چوٹ دیے بنا وہ

اسے اپنی محبت کی مالک بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے، اب وہ دو بنا ہچکچائے یا

بنا نظریں چرائے ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے کیونکہ اب وہ ایک

دوسرے کے سوا کسی کے نہیں رہے تھے۔

★★★★★★★★★★★

"کیا تُو ابھی بھی اداس ہے؟"

وہ دونوں فجر پڑھ کر ایک گھنٹہ جم لگا کر واپس شیرازی ہاوس لوٹے تو ارمان نے اسکے لاونج میں واپس لام لیٹ ہونے پر وہیں اسکی ٹانگوں کی طرف ایڈ جسٹمنٹ کر کے بیٹھتے سوال کیا، پوری رات ارمان گواہ تھا کہ ذیشان ایک لمحہ نہیں سو سکا، نہ بات کی نہ کوئی آہ بھری۔

"میں دائمی اداس ہو چکا ہوں جانو ویر"

ارمان کی سنجیدگی ایسے معصوم جوابی کاروائی پر زائل ہوئی، شازمہ کک کے ساتھ ناشتہ بنوا رہی تھیں اور رانیہ بھی انکے ساتھ ہی جو لو کو اٹھائے گیئں تو لگا رہی تھی پر اسکی توجہ لاونج سائیڈ بیٹھے دو یاروں پر جمی تھی، رات وہ ایک تو ارمان کو مس کرتی رہی تھی دوسرا ذیشو کے لیے بھی دل پریشان تھا۔

میں تجھے اپنی ہر شرط سے آزاد کرتا ہوں۔اب سے زالے جہاں چاہے "
وہاں رہے گی۔اور پتا نہیں کیوں میرا دل کہتا ہے بہت جلد اسکا دائمی والا گھر
"یہ ہو گا

ارمان نے زرا جھک کر ہاتھ ذیشان کے دل پر پھیرا، وہ سر جھٹک گیا کیونکہ
زالے سے تو امید نہیں تھی وہ اس دل کو قبول کر سکے گی۔

تیرا ملائشیا کا شوٹ ہے ناں۔جا جب تک زالے کے پیپرز ہیں۔ تھوڑا"
دماغ فریش کر۔میں وعدہ کرتا ہوں ذیشان اگر وہ پیپرز کے بعد نہ آئی تو میں
"خود اسے تیرے لیے پھر سے آلین جاہ سے لے لاوں گا
یہ سننے کی دیر تھی کہ ذیشان جلدی سے اٹھ بیٹھا، گویا کھلی آنکھوں اور
سماعت پر یقین نہ آیا کہ یہ سب ارمان کہہ رہا ہے۔
"پھر چھینے گا اسے آلین سے ؟"
ذیشان کے لہجے سے سفاکیت چھلکی تو ارمان مدھم سا زخمی مسکرایا۔

نہیں ذیشو۔اس بار مانگوں گا۔ کہ مجھے میرے اکلوتے یار کے لیے اپنی "

"زالے دے دو

ذیشان نے ٹانگیں سمیٹیں اور اٹھ کر ساتھ بیٹھے پیر زمین پر اتارے، وہ ارمان کے منہ سے مانگنے والا حوالہ سن کر پریشان ہوا تھا۔

"تو سچ میں اسے میرے لیے مانگے گا؟"

ذیشان نے اسکا پھیرا چہرہ روبرو کیا تو ارمان کی گہری آنکھوں میں چمک اور سرخی بیک وقت ہلکورا اٹھی۔

تُو نے کل ثابت کیا ہے کہ میری زالے کو تجھ سے بہتر نہ کوئی سنبھال سکتا" ہے نہ چاہ سکتا ہے۔اتنی تڑپ ذیشو؟ تجھ میں محبت نام کے جذبے کی اتنی تڑپ ہو گی میں نے تجھ لاپرواہ اور خبیث سے یہ کبھی امید نہ کی تھی۔اب چونکہ یہ بات مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ زالے میری اور آلین کی برابر بیٹی ہے تو میں اپنی طرف سے تو اسے تجھے کب کا دے چکا ہوں، ایک بار آلین سے مانگ کر اپنا فرض بھی ضرور نبھاوں گا۔ باقی آلین جاہ اگر خود محبت کر چکا

ہے تو اس نے تیری آنکھیں پڑھ ہی لی ہوں گی جو زالے کی محبت کا کلؤ ہیں"

یہ سب محبت کے کمالات ہی تو تھے کہ ارمان شیرازی جو کہنے سے ڈرا کرتا تھا آج جب کہنے پر آیا تو اس نے اپنی محبت اور یارانے سے ذیشان حیدر کی آنکھیں سرخ کر دیں۔

ی۔۔یہ سب انیہ کا کمال ہے ناں۔ تیرا یہ روپ وہی سامنے لائی ہے" ناں؟"

ذیشان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو کر مسکائیں تو ارمان نے بے ارادہ نظر کچن کے ڈور میں جو لو کو اٹھا کر کھڑی انیہ پر جمائی، جو ارمان کے دیکھتے ہی گلاب ہونے لگی۔

میں نے سوچا تھا اسے آہستہ آہستہ اپنے زخموں کا مرہم بناوں گا پر وہ یکدم" بن گئی، سارے درد کا درماں۔ لیکن اسے کہہ نہیں پارہا کہ محبت ہے وہ میری۔ تو کیسے اپنی اتنی تڑپ شو کر لیتا ہے۔ مجھے بھی بتا تاکہ میں انیہ کو اسکی

خواہش کے مطابق اظہار دوں۔۔۔۔۔لیکن پہلے تو ٹھیک ہو یار۔میرا دل

"رات سے ہول رہا ہے

اف یہ سرد مزاج آدمی آج عاشقی پر اترا تھا،ذیشو اپنی ساری تکلیف لمحے میں اک طرف کر گیا،وہ دکھ رہا تھا پر کچھ لمحے آسودہ ہوا کیونکہ ارمان اور انیہ کے لیے وہ بہت زیادہ فکر مند تھا۔

زالے ہی دل ٹھیک کرے گی میرا۔۔رہی بات تڑپ کی میری جان تو" اسکے لیے ہجر کا زہر پینا پڑتا ہے۔اور تُو کیوں تڑپے گا،وہ تو تیری جھولی میں گری ہے میسر ہے۔۔چل ناشتہ کروا پھر میں نکلتا ہوں۔ٹھیک کہا یار دماغ کو بزی کرنا پڑے گا جب تک اسکے منحوس پیپر ز ہیں۔۔میں فریش ہو کر آتا

"ہوں۔

ذیشان نے اپنے رونے سمیٹے اور اٹھ کر شانا تھپکے نکل گیا جبکہ ارمان گہری سوچوں میں ڈوبا نجانے کیوں مسکرایا،وہ جولو کو گود میں لیے ہی پاس بیٹھی اور پھر اسے نیچے اتارا۔

ارمان بھی خیالات سے نکلا۔

"یہ ٹھیک ہوا کچھ ؟"

انیہ متفکر تھی۔

"کافی بہتر ہے۔ نیند آگئی تھی تمہیں ؟"

ارمان نے اسے چھوئے اسکے ہاتھ کی انگلیوں سے اپنی انگلیوں کو ٹریس کرتے سرگوشی کی۔

نہیں۔ ایون بیڈ پر لیٹ تک نہیں سکی۔ کاوچ پر سوئی پر وہاں بھی آپ ہی" "فیل ہو رہے تھے۔

وہ نظریں نیچی کرے بے بسی سے بتانے لگی۔

"میں فیل بھی ہوتا ہوں تمہیں ؟"

وہ دوبارہ اس خوبصورت مگر بے باک سوال پر چہرہ اٹھائے سر ہلائے اسے دیکھنے لگی۔

لبوں پر مچلتی مسکراہٹ روکے آگے سرک کر وہ خود کو ارمان کے سینے میں چھپانے لگی تو ارمان نے نرم سا بازووں کا حصار دے دیا۔

"مجھے آپ ہی تو فیل ہوتے ہیں، ہر سانس کے ساتھ، میں نے سچ میں بہت مس کیا آپکو ارمان۔ دوبارہ سے کوئی رات قربان نہیں کروں گی بھلے ذیشو مجھے کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو۔ یہ بہت مشکل ہے اب"

وہ بے جان انداز میں جان کو آرہی تھی، اسکی مخمور سرگوشیاں ارمان کو بہت سا لٹنے اور بے قرار کرنے پر اکسا رہی تھیں۔

"ابھی بھی مس کر رہی ہو؟"

ارمان کا لہجہ مسرور تھا، شرارتی بھی۔

"اسکا جواب اجالے میں نہیں دے سکتی، پر کاشنز یاد ہیں مجھے۔ بس میں آپکو یہ بتانا چاہتی تھی کہ میں آپکے ساتھ بہت خوش ہوں۔ تب سے زیادہ ہوں جب سے میری مٹھی میں آپ آئے ہیں۔ پوری کائنات کی مانند۔"

وہ ہتھیلی ارمان کے سینے پر پھیر رہی تھی، ارمان نے نزدیک ہو کر جھکتے انیہ کا ماتھا چوما تھا، وہ مزید مدہوش ہوئی۔

"میں فریش ہوتا ہوں۔پسینہ آیا تھا جیم میں۔"

وہ نہیں چاہتا تھا گھر کی شوخی لیڈیز ان دو کو پھر ایسے ساتھ دیکھیں خاص کر ذیشو، ہھر اویں تنگ کرتا۔

"آپ کو پتا ہے ایسے آپ زیادہ نشیلے لگتے ہیں"

وہ زرا فاصلے پر بیٹھے بہکا سا مسکرائی۔

"ایسے گندا؟ کتنے جرمز ہوں گے ابھی میرے ساتھ"

وہ منہ بسورتے گھورا تو وہ منہ پر ہاتھ رکھتے ہنسی۔

جب میں آپکے ساتھ ہوتی ہوں تو آپ سے سب کچھ دور ہو جاتا" ہے، جرمز کی کیا مجال جو ہمارے بیچ آئیں۔جائیں فریش ہوں ورنہ آپکے "پرفیوم میں مکس ہوئی پسینے کی سمیل مجھے اپنا عاشق نہ کر بیٹھے۔

وہ انہی ہنستے تیوروں کے سنگ اٹھتی واپس آکر پیروں میں جھولتے جولو کو اٹھا کر پلٹی۔

"وہ تو کر چکی ہے آل ریڈی"

وہ بھی اٹھ کر آنکھ مارتا ہوا پاس سے نہ صرف انیہ کی بیک پر ہاتھ پھیر کر جاتا بچاری کو حیرتوں کے سمندر میں غرق کر گیا جس سے اب اپنا بلش چہرہ سب سے چھپانا مشکل لگ رہا تھا۔

ذیشان نے ناشتہ بھی یہیں کیا پھر وہ تو چلا گیا، ارمان اور انیہ یونیورسٹی نکلے، اور آج بھی یہی ہوا کہ حرا کی نظریں سارا دن ہی جب جب انیہ کو محسوس ہوئیں ان میں اک کدورت تھی پر انیہ کو پرواہ نہیں تھی، اسے پتا تھا ایسے شر انگیز لوگوں سے دنیا بھری پڑی ہے۔

★★★★★★★★★★★

زالے کا دن بہت برا گزرا اور پھر شام میں اس نے ذیشان کا سٹیٹس دیکھا جہاں اس نے ائیر پورٹ کی پکچر لگا کر اپنے شوٹ کے بارے اپڈیٹ دی تھی، ساتھ میں اپنی ہاف ہاٹ سی پکچر بھی لگائی جس سے وہ اور تپی۔

مجھے اتنی باتیں سنا کر خود یہ کتنی جلدی نارمل ہوئے۔ شوٹ پر جا رہے" ہیں۔ مجھ سے پرمیشن بھی نہیں لی۔ اب انکو اس رنگین دنیا میں کہاں میں یاد آوں گی۔ بہت اچھا ہے، ایسے ہی لاپرواہ رہیں مجھ سے تاکہ جی سکیں ذیشان۔ میں خوش ہوں آپکو نارمل دیکھ کر۔ آپکا کام کتنا اہم ہے پتا لگ گیا "ہے۔۔۔

وہ خوش ہونا چاہتی تھی پر اعصاب پر بوجھ تھا، گھر میں غیر معمولی ہلچل بھی اس نے نوٹ نہ کی کہ ڈنر کی خاص تیاری کی جا رہی تھی، وہ بے دلی سے سر شام ہی اپنے روم میں آگئی۔

میٹرس پر بیٹھی بار بار ذیشان کا سٹیٹس کھول کر اسکو دیکھتی، وہ سلیفی پکچر تھی پر منہ کاٹ رکھا تھا، اب اس پر بھی زالے کو خوامخواہ غصہ آرہا تھا، وہ شاید اسے دیکھنا چاہتی تھی کہ اسکی آنکھیں کس حال میں ہیں۔

ابھی وہ اسی سوچ میں تھی جب ذیشان نے اسے وہی پکچر پرسنل میں پوری بھیج کر نیچے کچھ لکھا بھی تھا، زالے نے جس سپیڈ سے اسکا میسج اوپن کیا یہ اندر ائیرپورٹ سے فلائیٹ پکڑنے جاتے ذیشان صاحب کے دل کو مٹھی میں بھر گیا۔

میں خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ دس دن کا سٹے ہے میرا۔ کہا "

" تھاناں بہت کام ہیں میرے۔ اچھا کیا تم نے نہیں روکا

وہ میسج پڑھنے کے بعد بھی ذیشان کا پکچر میں چہرہ نہ دیکھ سکی، اسے لگا جیسے وہ رو دے گی، دل رات سے ذیشان کے لیے کچھ زیادہ ہی درد میں تھا۔

" مجھے کیوں پکچر بھیج رہے ہیں۔ نہیں دیکھ رہی "

وہ میسج ٹائپ کرے ناراض سی ہوئی، ذیشان نے مسکراتے ہوئے میسج تین بار پڑھا۔

دیکھوناں۔ میری آنکھوں کا کیا حال کیا ہے تمہاری یاد نے۔ دیکھواتنا سا"
"منہ نکل آیا ہے۔

وہ بھی آفت تھا، جان لینے کے درپر اترا تھا، وہ اپنے آنسو روک نہ سکی جب اس نے ہمت کیے ذیشان کو دیکھا، وہ بلاشہ بہت پیارا تھا لیکن ابھی وہ اسے مس کررہی تھی تو بلکل پیارا نہیں لگا۔

بلکہ وہ اس جلن میں تھی کہ ذیشان کو دس دن پتا نہیں کون کون سی لڑکی دیکھے گی، کون کون قریب آئے گی۔

" بلکل ٹھیک لگ رہے ہیں آپ، جھوٹے"

وہ اب بھی خفا تھی، بھلا ایسے کون ستاتا ہے۔

ٹھیک ہو کر دیکھاوں گا۔ تمہارا سر درد گیا؟ تم نے ابھی بھی نہ مجھے منایا"
"ہے نہ اپنی خیریت خود بتائی

وہ اپنی جگہ پلین میں بیٹھتے ہوئے اب بھی شکوے کرتا ٹائپ کر رہا تھا، زالے وہیں ترچھی سی میٹرس پر لیٹی۔

"اپنی خیریت خود نہیں بتاتے ذیشان"

وہ روہانسی ہوتے ٹائپ کرنے لگی، پتا نہیں آج صبح سے وہ دکھی ہوئی تھی۔

"بتاو پوچھ رہا ہوں۔ درد گیا ہے؟"

وہ پیار سے اس بار وائس نوٹ کر چکا تھا اور زالے نے جلدی سے اسکی آواز کو سنا جو بھاری لگ رہی تھی۔

"چلا جائے گا، آپ جائیں"

وہ روٹھ کر جواب ٹائپ کر رہی تھی۔

تم مجھے جتنا خود سے دور کرنا چاہتی ہو کر لو لیکن رہنا تمھیں پھر بھی میری" پسلیوں کے نیچے دھڑکتے دل میں ہی ہے۔ وہاں سے تم ہل بھی نہیں سکتی۔ اپنے درد مجھ سے علیحدہ مت کرنا زالے، میں جو یہ جدائی سہہ رہا ہوں صرف اس امید پر کہ ممکن ہے کل کو تم بھی مجھے سنبھال کر محبت کر

لو۔ضائع نہیں ہونا چاہتا اس ایک ہی ملی زندگی میں۔چاہا جانا چاہتا ہوں، تمہارے دل کی جانب سے۔میں لڑلوں، چڑلوں۔روٹھ جاوں لیکن تمہاری فکر سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔نہ تم یہ سمجھنا کہ تم مجھ سے اتنی دور بیٹھی ہو تو دور ہو بھی جاو گی۔کال نہیں کر رہا پلین ٹیک آف کرنے لگا ہے پر مجھے اپنی آواز سنا دو تا کہ مجھے تسلی ہو کہ تم ٹھیک ہو"

یہ سب سنے وہ اپنے آنسو روک نہ سکی،دل بھر آیا، بولنا مشکل تھا پر وہ اسے پریشان بھی کیسے کر دیتی۔

"میں ٹھیک ہوں ذیشان۔لڑکیوں سے دور رہیے گا"

وہ آواز کی ٹوٹ پھوٹ پر بھرپور قابو پائے بولی جسے ہیڈ فون کے تھرو سن کر وہ ٹیک لگاتے اداس سا مسکرایا۔

"یہ کہنے کی ضرورت نہیں تمہیں، مجھے پتا ہے تمہاری امانت ہوں میں۔چلو سی یو۔میسج کالز کر کے تنگ کرتی رہنا۔یہی تنکے کا سہارہ ہے مجھے۔آئی ریئلی مس یو زالے۔"

یہ آخری پیغام تھا جو وہ ہمت رکھتے کر پایا اور زالے سن پائی، لیکن اب یہ طے تھا وہ ذیشان کی یاد میں اس شخص کی طرح پاگل ضرور ہونے والی تھی، محبت کی تو خیر ہے صاحب، یہ عادتیں مار دیتی ہیں۔

آلین روم میں آیا تو زالے کو بلانے تھا پر وہ وہیں سو گئی اور جب وہ پاس آیا تو نظر زالے کے فون پر کھلی ذیشان کی پکچر پر گئی تو الوہی مسکراہٹ جناب کے ہونٹوں پر بکھری۔

میرا شیدائی بچہ، کبھی گی نہیں پر یاد کیا جا رہا ہے اپنے ان کو۔۔۔ آہ زالے "میں تمہارے یہ ڈر کب دور ہوتے دیکھوں گا۔۔۔ دعا ہے وہ دن جلد آئے۔ اچھا ہے سو گئی یہ۔ میں نہیں چاہتا اس بدر منصور کی کوئی غلط بات میری اس جان کے کانوں میں پڑے یہ آگے ہی پیپرز کی ٹنشن میں ہے۔ پتا نہیں کونسا نیا رائیتہ پھیلائیں گے اب میرے سسر صاحب"

آلین نے فون اٹھا کر سائیڈ رکھتے لحاف کھول کر زالے پر کروایا اور خود اسکے روم کی لائیٹ آف کرتے فکر مند سا باہر نکلا، چھ بجنے والے تھے، بدر منصور اپنے کہے کا پکا تھا تبھی آلین اب بس فیصلے کا منتظر تھا۔

اور پھر پورچ میں رکتی گاڑی کے ہارن پر آلین کے ماتھے پر فکر کی پرچھائیاں اتر آئیں۔

وہ بانی کو ایک بار پھر سمجھا چکا تھا کہ بدر صاحب سے تمیز سے رہے جبکہ خود وہ اپنے بیڈ روم میں آیا تو علیحہ میٹرس پر بیٹھی کوئی بک پڑھ رہی تھی۔

آلین کے پاس آکر بیٹھنے پر وہ کتاب سے نظریں اٹھا کر جب آلین کو دیکھنے لگی تو اسکی پریشانی بن کہے بھانپ گئی۔

"کیا ہوا آلین؟ اپ سیٹ لگ رہے ہو؟"

کتاب وہیں دوسری طرف رکھے وہ آلین کا ہاتھ پکڑ کر بولی، لہجہ ڈر سے لبریز تھا۔

"تمہارا سرپرائز آ گیا ہے۔ لیکن پہلے ایک پرامس کرو"

ایسی تمہید جان لیوا تھی۔

"ک۔۔کیسا پرامس؟"

وہ بے تاب ہوئی۔

"میں کہ مجھ سے دور رہنے کے کسی مشورے پر عمل نہیں کرو گی۔ میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتا۔ میں بہت جلد یہ جرم کی دنیا چھوڑ دوں گا۔ میرا بزنس کافی ہے ہم سبکی کفالت کے لیے۔ میں صرف تمہارا اور زالے کا آلین بن جاوں گا۔ لیکن آج صبح جب تم مکمل مجھے ملی، مجھے یہ احساس ہوا کہ تمہارے بنا اب سانس لینا بھی مجھ پر بھاری ہو گا"

وہ ایسی تمہیدوں پر دہل اٹھی، گھبرا کر تکیہ گود سے ہٹائے آلین کے گلے لگی، وہ اس افتاد پر نا چاہتے ہوئے بھی مسکرایا۔

"تم ایسی باتیں سوچا بھی مت کرو آلین۔ میں خود تم سے دور نہیں رہ سکتی۔ کون آیا ہے نیچے؟"

وہ سہمی تھی پر اختتام تک سنبھل کر روبرو ہوئی تو آلین نہ صرف خود اٹھا بلکہ اپنا خوبصورت ہاتھ علیحہ کے سامنے پھیلایا جسے تھامے وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی، جوتے پہنے۔

"تمہارے بابا۔ تم سے جو پوچھیں سچ کہنا۔"

وہ خوفزدہ تھا، اور وہ بابا کا سن کر آزردہ ہوئی۔

اب کی بار کوئی بیوقوفی کر کے تمہیں نہیں چھوڑنے والی آلین جاہ۔ اب" چڑیل کی طرح چپک گئی ہوں تم سے۔ تم میرے دور ہونے پر خوفزدہ "ہو، میں بتا نہیں سکتی تم ایسے کتنے پیارے لگ رہے ہو۔

وہ محبت اور درد میں اٹی فدا نگاہوں سے آلین کو دیکھ کر دلاسا دے رہی تھی کہ اسکا دل ہر وسوسے کی قید سے نکل گیا۔

میں پندرہ سال پہلے بھی ایسے ہی خوفزدہ تھا۔ یہ الگ بات تم نہ دیکھ" "سکی۔ تمہارے بابا بہت سرپھرے ہیں۔ تمہیں لے گئے اپنے ساتھ تو؟

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے آج جس طرح تڑپ رہا تھا، اب علیحہ کو اسکے ہونٹوں سے محبت کے اظہار کی بھی تمنا نہ رہی۔

تو کیا ہوا؟ میں تو تمہارے رنگ میں رنگ چکی ہوں۔ جتنا بھاگ لوں" اب، تھک ہار کر سکون لینے تو ان بازوؤں میں ہی لوٹوں گی۔ تم پریشان "کیوں ہو رہے ہو، میں اب تم سے دور نہیں ہونے والی۔

اپنے بازوؤں کو وہ آلین کے اطراف لپیٹے پشت پر باندھے سینے سے لگتی کانپتی بھیگی آواز میں یقین دلا رہی تھی اور آلین کو یقین آ بھی گیا۔

"تم صرف میری ہو"

وہ اسے بازوؤں میں بھینچ گیا، جبکہ یہ امرت اضافی تھا جو اس نے علیحہ کے کانوں میں انڈیلا۔

صرف تمہاری۔ اب چلیں۔ مجھے بابا کو دیکھنا ہے۔ ان کو بتانا ہے کیسے" انکے فیصلے نے مجھے پائمال کیا۔ میں بتاؤں گی تم میری محبت اور میرا مرہم ہو "تو وہ خفا نظر بھی نہیں ڈالیں گے تم پر۔

وہ درد بھری سرگوشیاں سہی پر سکون پہنچا رہی تھیں، یہاں تک کے آلین کی آنکھوں کے گوشے لال پڑے۔

"ہوپ سو۔"

آلین نے گہرا سانس بھرتے مایوسی سے کہا تو وہ امید افزاء نظروں سے مسکراتی آلین کے گالوں پر ہتھیلوں کو دبائے ہنسی اور اسکا ہاتھ جلدی سے تھامتے پیچھے ہوئی جسکے بعد وہ ساتھ ہی روم سے نکلے، بانی نے تمیز کا دامن تھاما تھا پر بدر منصور غصیلی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

اور پھر بدر کا صبر جواب دینے سے پہلے ہی گیسٹ لاونج روم میں کسی کے قدموں کی آہٹوں نے بدر منصور کی توجہ کھینچی تو وہ جو عتاب زدہ تھا، جیسے ہی انکی نظر آلین کے عقب سے نکلتی علیحہ پر گئی وہ پتھر بنا شخص اپنے دل پر بے ساختہ ہاتھ کی گرفت بنا گیا۔

پندرہ سال بعد اپنی بیٹی کو دیکھ کر بدر منصور کا پورا وجود گھوم گیا تھا، وہ خود بابا کو دیکھ کر آنسو سنبھال نہ پائی۔

"تم نے میری بیٹی کی ہمشکل لا رکھی ہے۔ کیا اس سے بچ جاو گے تم۔۔ت

میرے ہاتھوں سے آلین جاہ۔۔ تیری تو۔۔"

اس سے پہلے بدر منصور اذیت اور عتاب کے سنگ بے قابو ہو کر آلین پر جھپٹتے، وہ جلدی سے آلین کی ڈھال بنی بابا کے سامنے آئی، بدر منصور کا مکا بنا ہاتھ ہوا میں معلق تھا جیسے روتی علیحہ نے اپنے کانپتے ہاتھوں میں لے کر جب چوما تو بدر منصور کی پتھرائی آنکھیں موم کی طرح چھلک گئیں۔۔

"یہ آپکی علیحہ ہی ہے مسٹر بدر۔"

بدر منصور پر گویا آسمان گرا تھا، بازو خو بخود اپنی بیٹی کو سینے لگانے پر کھل گئے، وہ بھی بنا تاخیر کرے سارے ستم معاف کرتی انکے سینے لگی تو یہ منظر بانی اور آلین کو بھی رنج سے بھر گیا۔

"عل۔۔لیحہ۔۔۔ت۔۔ تم زندہ ہو۔ پر اس موئے کاظم نے کہا تم کھائیوں میں گر گئی۔ میں نے کتنا ڈھونڈا۔ کیونکہ اس حرام زادے کی بات پر نہ مجھے یقین تھا نہ تمہاری ماں کو۔ خود تو وہ مر گیا پر ہماری اذیت وہیں رہ

گئی۔ تمہاری لاش ملتی تو صبر آتا۔ ہمارا دل کہتا تھا تم زندہ ہو۔۔۔۔ تم کہاں تھی علیحہ۔۔۔اور اس خبیث کے ساتھ کیوں ہو تم؟"

بہت سے سوال تھے جنکا جواب یوں کھڑے کھڑے دینا ممکن نہ تھا،اور پھر علیحہ نے خود کے ساتھ بیتا ہر لفظ بابا کو بتایا جس نے بدر منصور کا پورا وجود خلاؤں میں ریشوں سا بکھیر دیا۔

وہ سمجھ نہ پائے کیا کہہ کر علیحہ کو دلاسا دیں کہ اپنا آپ زمین میں گڑھا محسوس ہو رہا تھا۔

"یہ میرے ہسبنڈ ہیں۔ میری محبت بھی۔ میں اپنا ماضی بھول سکی ہوں تو بس آلین کی وجہ سے۔ ممی کیسی ہیں بابا؟ وہ ٹھیک ہیں"

بدر نے خونخوار نگاہوں سے سامنے ہی براجمان سنجیدہ آلین کو دیکھا۔

"محبت۔ وہی جس نے تمہارا یونی میں دل توڑا تھا۔ دل توڑنے والے مرہم نہیں ہوتے۔ اور تم جانتی ہو یہ کتنا خبیث اور کمینہ انسان ہے۔ کاظم جیسے کتے کے حوالے کر کے میں پہلے ہی پندرہ سال سے پچھتا رہا ہوں۔ مزید تجھے

کسی ایسے کے ہاتھ نہیں چھوڑوں گا۔ تم چل رہی ہو میرے ساتھ۔ تمہاری "ماں بہت بیمار ہے، اسے تو تمہارا غم کھا گیا ہے

وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو علیحہ اور آلین بھی اٹھے۔

ن۔۔ نہیں بابا میں آلین کو نہیں چھوڑوں گی۔ مما کے پاس جاوں گی پر" "تبھی جب مجھے یہ اجازت دیں گے

وہ آلین کی آنکھوں میں ڈر دیکھ چکی تھی تبھی خود ہی بابا کو انکار کر دیا۔

اسکی مجال جو تمہیں روکے۔ نہیں اسکا فیصلہ میں کروں گا۔ تم چل رہی ہو" "میرے ساتھ

بدر منصور بے رحمی پر تلے تھے، علیحہ کا بازو بھی دبوچ لیا۔

ایک بار پہلے بھی تو فیصلہ لے چکے ہیں آپ اسکے لیے، کیا اسکے جسم اور" دل کا کوئی سلامت کونہ دیکھ لیا ہے جو پھر سے ضد کر رہے ہیں۔ علیحہ میری بیوی ہے اور اب اسکے لیے فیصلے لینے کا اختیار آپ سے زیادہ میرا ہے بدر "منصور صاحب

وہ بھی میدان میں آیا، کیسے برداشت کرتا ایک بار پھر علیحہ کا خود سے دور ہونا، وہ خود بابا کے ہاتھ دبوچنے کو چھڑوا رہی تھی۔

"ایک غلطی بار بار نہیں دہراوں گا۔یہ میری بیٹی ہے سمجھا تو، خون ہے میرا۔ابھی یہ میرے ساتھ جائے گی ورنہ یہیں تمہارا بھیجا سیک دوں گا آلین جاہ۔یہ تمہارے ساتھ رہے گی یا نہیں اسکا فیصلہ میں اب علیحہ کی سچی خوشی کا یقین کرنے کے بعد کروں گا۔"

بدر منصور ہٹ دھرمی پر اترے تو بانی بھی شور سنے اندر آیا لیکن آلین نے اسے گن تاننے سے منع کیا بھلے بدر منصور نے تان لی تھی۔

علیحہ نے سرخ ہوتی آنکھوں سے گن کو دیکھا جو بدر منصور نے آلین کے سینے پر تان رکھی تھی۔

"تم چل رہی ہو علیحہ یا کروں تمہیں بیوہ، اس جیسے منحوس کی بیوی سے بہتر ہے تم بیوہ ہو جاو"

علیحہ نے رحم طلب نظروں سے بابا کے سامنے آتے گن کو نیچے کیا، ہر طرف جیسے دہشت طاری تھی۔

"ن۔۔ نہیں بابا۔ میں چل رہی ہوں۔ آلین کو کچھ مت کہیں"

وہ منت کرتے سسکی۔

علیحہ! تمہاری ممی کو ضرورت ہے۔ رومت اب کسی میں ہمت نہیں" تمہیں مجھ سے دور کرنے کی۔ اور مسٹر بدر آپکو میرے پروفیشن اور آپکے حریف ہونے سے مسئلہ ہے ناں تو میں اب علیحہ کو تب ہی لینے آوں گا جب "اسکے لائق دیکھائی بھی دے سکوں آپکو

آلین بھلے علیحہ سے مخاطب تھا پر اسکی قہرناک نظریں بدر پر تھیں جو آگے سے مضحکہ خیز ہنسے۔

"اچھا تم یہ سب میری بیٹی کے لیے چھوڑ دو گے؟"

وہ تمسخرانہ ہوئے۔

"ہاں لیکن پھر آپکو بھی اپنی بیٹی کے لیے یہ سارے کرپٹ دھندے چھوڑنے ہوں گے۔ڈیل؟"

وہ جس ہوشیاری سے میدان میں شیر سا اترا، علیحہ روتے روتے بھی مسکرائی جبکہ بدر منصور سوچ میں پڑ گیا۔

"تم کر کے دیکھاو پھر میری باری پر آنا۔یہ ناممکن ہے لہذا اتنے دعوے مت کرو۔چلو میری جان۔چلتے ہیں۔دفع کرو اس منحوس کو"

بدر منصور جیسا سفاک آدمی اور باپ شاید ہی آلین نے کہیں دیکھا ہو، اور ستم کہ وہ جیسے علیحہ کو زبردستی لے جا رہا تھا، آلین کا پارہ چڑھا۔

"بابا۔۔پلیز۔۔"

وہ شکوہ کناں ہوئی تو بدر نے نجانے کس لحاظ میں گن نیچے کی اور پھنکارتا ہوا وہاں سے نکلا۔

"جلدی آو علیحہ میں منتظر ہوں باہر"

جاتے جاتے بھی وہ آلین کو گھور کر گیا جبکہ بانی کا بس نہ چلا اس آدمی کی کھلڑی اتار دے۔

علیحہ لپک کر آلین تک پہنچی تو بانی نے جلدی سے وہاں سے واک آوٹ کیا، وہ آلین کے گلے لگی تو آلین نے بھی بازووں میں بھرا۔

آلین۔ یہ بس انکا وقتی سردپن ہے۔ میں واپس آجاوں گی۔ تم اداس مت "ہونا"

علیحہ کا یقین دلانا آلین کو مسکراہٹ دے گیا اور گرفت بھی جکڑی گئی۔

میں واپس لے آوں گا تمہیں۔ یہ بھول جاو کہ اب تمہیں خود سے دور" رہنے دوں گا۔ بس تمہاری مما کے لیے لحاظ کر گیا تمہارے بابا کا۔ جاو اور ماں کے ساتھ رہو۔ ماں، باپ کی طرح سفاک نہیں ہوتی۔ تمہارا دل مزید ہلکا ہوگا ان سے دکھ بانٹ کر۔ وقت آگیا ہے میں بھی یہ گندے دھندے اس کو واپس لوٹا دوں جسکی یہ امانت تھے۔ صاف ہو کر ملوں گا تم "سے۔ صرف ایک شریف بزنس مین بن کر نہ کہ ساوتھ کوریا کا کرمنل

وہ اختتام تک جیسے شرارت سے آنکھ دبا گیا وہ بے اختیار ہنسی، اسے آلین کے فیصلوں پر خوشی تھی۔

"اپنا خیال رکھنا۔ میں کال کرتی رہوں گی تمہیں"

وہ ناز سے آلین کی گال پر لب رکھتے دور ہونے لگی پر وہ اسکی کمر جکڑتا اسکی سانسوں پر گرفت جما گیا، علیحہ کے سارے رنگ نچوڑ لیے تب جا کر دور ہوا تو وہ بکھرتی سانسیں سنبھالتی اسے روبرو ہونے پر محبت سے دیکھتی ملی۔

"کتنے دن ہوں دوری کے کیا پتا تو اتنا تو بنتا تھا، ایگریسو آلین کو معاف کر دینا۔ لیکن مجھے پتا ہے اب مجھ سے دور بھی تم کئی دن تک میرے خمار میں دھت آرام سے گزار لو گی۔ جاو۔ اور میرے پاس جلدی آنے کے لیے جانا"

وہ اس کی چاہت میں گلاب سا مہکتی، دل بنا دھڑکتی نا صرف دور ہوئی بلکہ آلین کی ہر بات پر آمین کہے وہاں سے چلی گئی تو اسکے جاتے ہی آلین زرد

موسموں سا مسکرایا تھا، اب جلال بخت کی انٹری ضروری ہو چکی تھی۔ ہائے اب مچنی تھی اصل تباہی لیکن کچھ دن بعد۔۔۔۔

★★★★★★★★★★★

علیحہ کے یوں بدر منصور کے ساتھ جانے کی خبر زالے پر کافی گراں رہی کیونکہ ابھی ہی تو آلین اپنی لائف میں سیٹ ہوا تھا مگر زالے کی فکر اس نے بلکل ویسے ہی ہٹائی جیسے علیحہ کی اور یقین بھی دلایا کہ وہ جلد علیحہ کو واپس لائے گا اور زالے کو تاکید کی کہ وہ ان معاملات کو نہ سوچے اور پیپرز ہوتے ہی ذیشان کے پاس جائے۔

علیحہ کا اپنی مما نادیہ سے ملن زیادہ دردناک رہا کیونکہ وہ ماں اپنی اکلوتی بیٹی کی موت پر یقین کرنے پر مجبور تھی حالانکہ انکا دل تو گواہی دیتا تھا کہ وہ یہیں اس دنیا میں ہے۔

بدر منصور ابھی علیحہ سے آلین نامہ سننے پر راضی نہ تھے مگر وہ جانتی تھی وہ بابا کو منا لے گی اور ویسے بھی آلین نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ یہ دن بس اپنی مما کے ساتھ گزارے، تو علیحہ نے یہ دس دن ایسا ہی کیا۔

یہ دس دن پر لگاتے گزرے جن میں سبکی مصروفیت کچھ خاص ہی رہی، ذیشان یہ دس دن اپنے شوٹس میں بزی رہا اور آج اس نے دن میں اسلامہ آباد پہنچنا تھا، یہ دس دن اس نے زالے سے رابطہ رکھا تھا، بھلے کم لیکن وہ دوان دس دنوں میں ایک دوسرے کے لیے ایک دوسرے جتنے ہی قریب آچکے تھے اور زالے گزشتہ شب ہی اپنے پیپرز سے فری ہوتے

ہی ماموں سے پرمیشن لیے فلائیٹ لے کر نکل چکی تھی اور وہ بھی دن تک پہنچنے والی تھی پر اس نے اپنے آنے کے بارے کسی کو انفارم نہیں کیا تھا ایون اسکا ارادہ بھی اسلام آباد پہنچ کر ہوٹل میں سٹے کرنے کا تھا، وہ ذیشان سے نہیں ڈرے گی، اس یقین کے ساتھ لوٹ رہی تھی۔

وہیں انیہ اور ارمان کی زندگی بہت ہی حسین تھی لیکن وہ ابھی تک منہ سے نہ کہہ سکا کہ اسکے جذبات انیہ کو لے کر کیا ہیں، حرا کی جانب سے حسد اور متنفر نگاہیں یہ دس دن چلتی رہیں مگر انیہ کی خوشی اسے کسی پریشانی کے بارے سوچنے نہ دیتی تھی۔

وہیں تیسری طرف جب سے جلال بخت کو پتا چلا کہ بدر منصور، یوں علیحہ کو لے گئے، وہ اپنے بکھیڑے سمیٹ کر پر تول رہا تھا کب اپنے اک آخری فرض کو نبھائے اور فائنلی وہ دن آگیا تھا کہ جلال بخت، وہ ساری سچائیاں

علیحہ اور اسکے پیرنٹس کو بتاتا جو یار ہونے کے ناطے اس پر قرض تھیں، ہاں وہ آلین سے روٹھا رہتا تھا پر یہ سچ ہے یار سے یار کا ٹوٹا ہونا، روٹھ کر بھی برداشت نہیں ہوتا، اور وہ کل ہی آلسن پہنچا تھا، رات لیٹ آنے کے سبب وہ آلین سے مل نہ سکا تھا مگر ناشتے پر زبردست ٹاکرے کی پوری امید تھی۔

وہیں چوتھی طرف رجا ہمدانی کی آرگنائز کی ری یونین پارٹی بھی آج رات اسکے فارم ہاوس پر تھی، ارمان نے تو صاف معذرت کرلی مگر ذیشان کو مزید کچھ یونی فرینڈز نے اصرار کرے آج کی پارٹی پر آنے کے لیے مجبور کر دیا لیکن یہ کوئی ری یونین پارٹی نہیں ایک جال تھا، رجا کے بھائی سے ذیشان کا فیشن کی دنیا میں سب سے بڑا ٹاکرا رہا تھا کیونکہ اب تک میل ماڈلز میں ذیشان حیدر ملک اور ارحم ہمدانی کے سوا ایسا کوئی میل نہیں تھا جس میں فیشن ویک ونر بننے کی قوت ہو اور تبھی اس نے اپنی بہن رجا سے جب یہ بات ڈسکس کی کہ وہ ذیشان کو اس انڈسٹری سے اوٹ کرنا چاہتا ہے تب

اس نے بتایا کہ وہ اسکا یونی فرینڈ ہے، اور کرش بھی، بس اسی وقت اس نے بھائی سے ہاتھ ملایا کہ وہ نہ ملا تو کم از کم بھائی کا کام کرے وہ بھائی کے نام لگی ساری پراپرٹی میں حصہ پالے گی۔ بس اس پارٹی میں اس نے اپنا منہ چھپا کر نازیبا پکچرز اور وڈیوز بنا کر وائرل کرنی تھیں، وہ پرپوز ذیشان کے ساتھ کچھ کا بھی سوچ رہی تھی پر جائیداد میں حصہ کا معاملہ، پسند سے بڑا تھا اور ذیشان کو بلکل اس سازش کے بارے کچھ بھی پتا نہیں تھا، اس نے یہی پلین کیا تھا کہ وہ بس دس منٹ جا کر سب فرینڈز وغیرہ سے مل کر واپس آجائے گا، اس پارٹی میں انکے کچھ ٹیچرز بھی آرہے تھے۔

★★★★★★★★★★★

"خوشی تو نہیں ہوئی ہو گی مجھے دیکھ کر؟"

جلال بخت کا ناشتے کی میز آکر آلین سے مسکراتے ہوئے سوال کرنا اس جانب بھی مسکراہٹ لے آیا۔

دشمن سالے سے پہلے تم عرصہ دراز تک میرے دوست رہے ہو، یقین" مانو میں اول رشتے ہی اہم رکھ کر ملتا ہوں۔ لیکن یہاں آنے کا مقصد ہو گا "یقینا؟

آلین سے ایسے پرسکون جواب کی جلال کو امید نہ تھی خاص کر تب جب علیحہ اس سے دور ہو چکی تھی۔

ہاں مقصد ہے۔ پہلا تم سے اپنی ذمہ داریاں واپس لینے آیا ہوں۔ پندرہ" سال بہت جرم اور ہوس کی دنیا میں بنا گندا ہوئے جی لیے تم اس پر تم داد "کے مستحق ہو۔ اسکے علاوہ ایک اور فرض بھی نبھانے آیا ہوں

جلال نے جولی کی سرو کی کافی لیتے شائستہ انداز میں شکریہ بھرا سر ہلایا جبکہ اسکے بعد پھر سے توجہ منتظر و متجسس آلین جاہ پر ڈالی، جو ٹیک لگائے آرام دہ انداز میں بیٹھتے کا انداز بدل چکا تھا۔

"اچھا ہوا۔ میں ویسے بھی یہ سب چھوڑنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ میں نہیں چاہتا ان دشمن دار اور غلاظت بھرے دھندوں سے میری زالے یا علیحہ پر آنچ آئے۔ تم اپنا دوسرا فرض کہو"

آلین کے لہجے میں روانی تھی، نرمی تھی، جلال بخت کے لب مدھر مسکرائے۔

"دشمن سالے سے واپس دوست بننے آیا ہوں"

وہ مسکراتی آنکھوں سے آلین کو دیکھنے لگا جبکہ آلین جاہ ہاتھ کا مکا بنانے اور پھر اس مکے کو جلال پر اپلائے کرنے کا سوچتا دانت نکوس گیا، اسکی حالت سے محظوظ ہوتے جلال بخت کا قہقہہ پورے ڈائنگ ہال میں گونجا۔

"مجھے نہیں چاہیے تم سا منحوس دوست واپس"

آلین یہ پندرہ سال جتنا تڑپا، آدھے سے زیادہ وجہ تو یہ آدمی تھا۔

"ارے ارے۔ ابھی تو آلین جاہ نے فرمایا کہ وہ پہلے رشتے کو مد نظر رکھ کر ملتا ہے۔ علیحہ کیا ملی تم تو اپنے اصولوں سے ہی بے وفائی پر اتر آئے ہو"

جلال نے محسوس کیا وہ ماضی کا سوچ کرب زدہ ہے تبھی تو اپنی نشست چھوڑے وہ اٹھ کر آلین کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا۔

"میں ناراض ہوں تم سے"

آلین نے جب جلال کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر مرہمی انداز میں دباو دیتا محسوس کیا تو ان آنکھوں میں شکائیت ہلکورا اٹھی۔

میں وہی ناراضگی ہی دور کرنے آیا ہوں، علیحہ کو ایک بار پھر تمہیں لوٹا کر" واپس دوست کے مرتبے پر آوں گا یہ وعدہ ہے میرا آلین جاہ۔ علیحہ کا بھائی بن کر میں بھول گیا تھا کہ تیرا یار بھی ہوں۔ بس اللہ کی مرضی یہی تھی کہ پندرہ سال تک وہ تجھ سے بھی مخفوظ رہے۔ جب ہم غلطیاں کریں تو ان کے سدھار کی سیکھ بھی لینی پڑتی ہے۔ تیری لاپروائی بڑی تھی تبھی سیکھنے کا

عمل بھی طویل ہو گیا۔ مرد کو اللہ نے عورت سے زیادہ عقل تبھی دی ہے کہ وہ کوئی غلط فیصلہ کرنے لگے تو مرد اسے روکے۔ پندرہ سال پہلے جو علیحہ نے کیا وہ بھی اسکی غلطی تھی پر تُو نے اسے غلطی کرنے دی یہ دگنا جرم تھا۔ یہی قانون فطرت ہے۔"

وہ اک اک لفظ کھرا کہہ کر آلین کے دل سے ساری ہی کدورت کھینچ گیا، آلین کی آمادہ سنجیدہ صورت تک کر جیسے جلال بخت کو اندر تک ٹھنڈ محسوس ہوئی۔

"اسکا باپ سر پھرا ہے"

آلین نے نظریں سی جھکائیں۔

"تیرا یار کم سر پھرا نہیں۔ چل آج آخری دن علیحہ کو اپنی ماں کی خدمت کرنے دے۔ کل وہ تیرے پاس ہو گی وہ بھی ان دونوں کی مرضی سے۔ یہ بتا میرا نچو نگڑا کدھر ہے۔ رخصتی کب کر رہا ہے اسکی؟"

جلال کا اشارہ زالے ہی کی طرف تھا، آلین تو جلال کے پہلے جملے پر اٹک کر رہ گیا، پھر ہنس پڑا۔

"اپنے ماموں کی طرح دھواں دار محبت کے سفر پر نکل چکی ہے۔ اسے سمجھدار لوگ رخصتی ہی کہتے ہیں"

آلین کے جملے میں شوخی بھی تھی اور شرارت بھی۔

بس مامے نے تباہی کم مچائی ہے ناں۔ کسر میرا وہ بچو نگڑا پوری کرے گا۔ ویسے تُو نے ان ڈائریکٹ مجھے نا سمجھ کہا ہے ناں اس پر اب میں تم دو کے ولیمے کے بعد اب زالے کی شادی تک کباب کی ہڈی رہوں گا تم دو کے بیچ"

اپنے ارادوں سے باخبر کرتے جلال کی آلین کی معصوم مسکین بنی شکل دیکھے ہنسی نکلی تو خود آلین کو بھی مسکرانا پڑا۔

لیکن وہ مسکراہٹ بے انتہا خوبصورتی کے پیمانوں کو چھو رہی تھی، دوستانہ چھلکاتی، یہ سمجھاتی ہوئی کہ یاری کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔

★★★★★★★★★★★★★★

یونیورسٹی کے بعد ارمان پارکنگ میں کھڑی گاڑی میں بیٹھا انیہ کا ہی منتظر تھا، ساتھ میں ذیشان سے بات کر رہا تھا جو ملک حویلی دس منٹ پہلے ہی پہنچا تھا، تین بج چکے تھے۔

"تو واقعی نہیں چل رہا پارٹی پر؟"

ذیشان اپنے لیے کچھ اچھا اور کلاسی پہننے کو ڈھونڈنے کے بیچ ارمان سے مخاطب تھا جسکی نظریں یونی کے انٹرنس پر تھیں۔

نہیں۔ وہ سارے مراثی تیرے ہی رشتہ دار ہیں، تو ہی بھگت۔ شوٹ کیسا"
"رہا تیرا؟

ارمان نے تو سرے سے ہی جان چھڑوائی۔

"سچ بتاوں تجھے، اپنے شوق سے دل اچاٹ ہو گیا میرا۔ مجھے کبھی اتنی وہشت نہیں ہوئی لوگوں سے جتنی اس بار، خود پر جمی آنکھوں سے ہوئی۔"

ذیشان کے لہجے کی اداسی، ارمان کو مسکراہٹ دے گئی۔

"وہ سیانے کہتے ہیں کہ بچہ اگر غلط شوق پال لے اور ماں باپ کی نہ سنے تو اسے شوق پورا کرنے دو، اک دن آئے گا جب وہ سمجھ جائے گا یہ شوق نہیں اسکی تباہی تھی پر تب تک دیر ہو جائے گی۔ شکر کر بنا دھکا کھائے عقل آگئی تجھے۔ ویسے بھی اس پیشے میں مرد کو بے حیا ہونا پڑتا ہے، اور اسکی تو مرد کو اپنی بیوی کے آگے ہونے کی بھی اجازت نہیں میرے عزیز"

یہ سارا افلسفہ سننے کے بعد ذیشان کے آفت دماغ میں بس آخری جملہ سمایا۔

"بیوی کے سامنے بھی نہیں؟ نا کر یار"

ذیشان کو لگتے صدمے پر ارمان ہنس پڑا۔

"بے حیائی اور محبت میں فرق ہے ذیشو۔ چل تیاری کر جا کے پارٹی کی میں بھی انیہ کو گھر ڈراپ کر کے آفس نکلوں گا۔ ان فسادی لوگوں سے بچ کر رہنا۔ مجھے تیرا یہ گینگ تو یونیورسٹی میں ہی اتنا ذہر لگتا تھا، اب تو خیر دفع کر"

ارمان نے بھلے ریڈ ملی تاکید کی ہو پر ذیشان کی چھٹی حس ویسے ہی اسے محتاط کر چکی تھی۔

"ٹھیک ہے۔اچھا سن تیری لاڈلی کے پیپرز تین دن سے ختم ہو چکے ہیں۔کب جارہا ہے اسے لینے؟"

بے قراری تھی کہ ذیشان کے لب و لہجے پر ختم تھی۔

"تُو کل سے آفس سنبھال پورا، میں چلا جاتا ہوں۔"

ارمان نے شریر ہوتے آفر کی۔

"نہیں اس سے اچھا ہے میں خود ہی لے آؤں اسے"

ذیشان کو آفس بیٹھنے سے ہی تو موت آتی تھی، ارمان مسکرایا۔

"چل مل کر ڈیسائیڈ کرتے ہیں اس بارے۔"

ارمان نے بیچ کی راہ نکالی جبکہ رابطہ منقطع کرنے کے باوجود انیہ ابھی تک باہر نہیں آئی تھی۔

ارمان نے دو منٹ مزید انتظار کیا اور پھر انیہ کا نمبر ملایا، انیہ کا فون سوئچ آف پائے ارمان کے ماتھے پر فکر بھری شکنیں اتریں۔

وہ گاڑی سے نکل کر اندر داخل ہوا، کافی سارے سٹوڈنٹس ابھی بھی اندر ہی تھے تبھی ارمان سیدھا کلاس روم ایریا کی طرف گیا، انیہ کچھ اسائمنٹ سبمنٹ کروانے حرا میم کے کہنے پر فائلز روم گئی تھی مگر جب وہ باہر نکلنے لگی تو اس چھوٹے سے آفس کا ڈور باہر سے لاک ہو گیا اور وہ تھا بھی لکڑی کا

اور سٹاف روم کے کافی آگے تھا تبھی وہاں پر انیہ اس ڈور پر لاتیں مکے بس برساتی رہی مگر باہر کسی کو سنائی نہ دیا اور ستم کہ اس روم میں صرف اسائنمنٹس اور ضروری فائلز رکھی جاتیں تو کوئی ایگزاسٹ ہول یا کھڑکی تک نہ تھی، انیہ کا بیگ بھی کلاس روم میں تھا کہ وہ ارمان کو فون کرتی اور چارج ختم ہونے کے سبب اسکا فون بھی بند ہو گیا، جبکہ انیہ کو یہاں حرا نے لاک کیا وہ بھی بس ایویں جلن میں، ارمان ایک گھنٹے تک یونیورسٹی میں انیہ کو ڈھونڈتا رہا، ٹیچرز سٹاف اور یونیورسٹی کے ورکرز کے سوا باقی سارے سٹوڈنٹس جا چکے تھے۔

"کیا کیا ہے آپ نے انیہ کے ساتھ؟ اگر اس میں آپ شامل ہوئیں تو جیل میں گھسیٹوں گا آپکو"

پرنسپل نے سٹاف روم میں ہی تمام ٹیچرز کو اکھٹا کیا، ارمان کی برداشت حرا کو دیکھے دم توڑ ی تو بنا لحاظ کے اس پر چلا اٹھا جو ابھی ڈرامے سے فی الحال مزہ لے رہی تھی۔

"مجھ پر بہتان لگا رہے ہیں آپ مسٹر ارمان۔ مجھے کیا پڑی ہے اپنی سٹوڈنٹ کے ساتھ کچھ کرنے کی۔ پرنسپل میم مجھے جانے کی اجازت دیں ورنہ میرا سر پھٹ جائے گا"

حرا تھوڑا ڈر بھی رہی تھی کہ اگر وہ پکڑی گئی تو سچ میں جیل والا معاملہ نہ ہو جائے۔

"جب تک میری بیوی نہیں ملتی، کوئی یہاں سے نہیں ہلے گا۔"

ارمان نے قہر آلود نگاہوں سے حرا کو وارن کیا جبکہ پرنسپل اور وائس پرنسپل دونوں ہی ارمان کی کیفیت سمجھ رہے تھے، یونی کی بلڈنگ بہت بڑی تھی اور تبھی دوبارہ سے ہر جگہ، ہر سٹور کی اگین تلاشی کا کام شروع ہوا اور تبھی پریشانی میں ارمان نے ذیشان کو کال کر دی، اس نے سبکو بتا دیا، اور سب ہی انیہ کے لیے پریشان ہو چکے تھے، دو گھنٹے ہونے والے تھے پر کہیں سے انیہ کا نام ونشان نہ مل رہا تھا، ذیشان بھی یونیورسٹی پہنچ آیا اور وہ لوگ سٹاف روم میں ہی تھے جب پرنسپل کا ہی ملازم کچھ فائلز رکھنے جب اس سٹور میں گیا تو دروازہ کھولتے ہی اسکی نظر فرش پر گری انیہ پر گئی، اسکے چیخنے پر سب اندر لپکے تو انیہ بے دم پڑی تھی، حرا کے چہرے کی بھی ہوائیاں سی اڑیں کیونکہ انیہ کو بیہوش دیکھ کر وہ بھی ڈر گئی تھی۔

ارمان اور ذیشان اندر لپکے تو ارمان نے جلدی سے انیہ کو بازووں میں بھر کر باہر لایا، سارے ٹیچرز اور دونوں پرنسپل پریشان تھے، انیہ کو ارمان نے

کاوچ پر بیٹھایا تو خود حرا جلدی سے شرمندہ سی پانی کا گلاس لائی، ذیشان نے جب ارمان کی آنکھوں میں حرا کے لیے غصہ دیکھا تو حرا سے گلاس لیے وہ خود آگے آیا۔

انیہ گھبرا جانے کی وجہ سے بیہوش ہوئی تھی اور تبھی پانی کے چھینٹے اسے ہوش میں لوٹا گئے، ارمان نے اسکا ہاتھ دیوانگی سے چوما جو آنکھیں کھول کر کچھ دیر ارد گرد کے ماحول کو سمجھنے کی کوشش ہی کرتی رہی۔

سب ٹیچرز اور پرنسپل اسکو فکر و محبت سے تک رہے تھے جبکہ ٹانگوں میں بیٹھے ارمان کو دیکھتے وہ مکمل ہوش میں آئی۔

"کیا ہوا تھا بچے؟ تمہیں اندر کس نے بند کیا؟"

خود میڈم جھک کر انیہ کی گال سہلا کر پوچھنے لگیں جبکہ حرا کا رنگ فق ہو رہا تھا۔

"پ۔پتا نہیں میڈم، میں تو اسائنمنٹس رکھنے آئی تھی۔ دروازہ تب کھلا تھا پر جب میں واپس نکلنے لگی تو لاک تھا۔ آئی ایم سوری ارمان۔۔ آئی ایم سوری میڈم میں نے آپ سبکو پریشان کر دیا"

وہ روہانسی ہوئی تو ارمان نے اسے سہارہ دیتے سب کے سامنے اپنے سینے سے اٹھا کر لگایا تو وہ جلدی سے اس میں چھپ گئی۔

"کسی نے لاک کیا ہے اسے۔ جس نے بھی یہ حرکت کی ہے اس سے حساب لیے بنا میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ پرنسپل میم مجھے آپ سے انصاف کی توقع ہے"

ارمان کا شک کس پر ہے یہ اسکی غصیل نظریں سبکو باور کروا چکی تھیں، جبکہ حرا کی تو اب نظریں اٹھنے سے قاصر تھیں، انیہ بے جان سی ارمان کے سینے لپٹی تھی۔

"آپ فکر مت کریں پروفیسر ارمان۔ جس نے یہ حرکت کی ہے اسے سخت سزا ملے گی۔ آپ پرسکون ہوں۔ لے جائیں اسے، وہ ٹھیک نہیں لگ رہی"

ارمان کو خود بھی ابھی انیہ کی فکر تھی تبھی وہ اشارے میں سب کہہ آیا، وہ لوگ باہر آئے تو ذیشان نے بھی پیار و شفقت سے نڈھال سی انیہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔

ڈرا دیا تم دونوں نے۔اب گھر پہنچو میں بھی بی جی کو لے کر آتا"

"ہوں۔انہوں نے دس کالز کرلی ہیں دس منٹ میں۔

ذیشان نے دونوں کو تاکید کی اور خود بھی نکلا جبکہ انیہ کی طبیعت کے پیش نظر وہ اسے قریب ہی کلینک لایا مگر ڈاکٹر نے معائنہ کیا تو بس ہلکا سا سٹریس ہی ملا، وہ پانی وغیرہ پینے اور کھانا کھانے سے کچھ بہتر ہو گئی تھی۔

جبکہ ارمان کی جان تو اب بھی حلق میں اٹکی تھی، وہ اسکے پاس ہی بیڈ پر بیٹھا۔

"ٹھیک کہا تھا ذیشان نے، تڑپ بنا ہجر سہے ہماری محبت میں کبھی نہیں گھلتی۔تمہاری گمشدگی کے یہ دو گھنٹے مجھ پر دو صدیوں کے ہر لمحہ تڑپنے کا قہر ڈھا گئے انیہ"

وہ خود دنگ تھی کہ وہ شخص کبھی اسکا چہرہ، کبھی رخسار، کبھی آنکھوں کا جائزہ لیتا اور جب وہ ٹھیک محسوس ہوتی تو گلے لگا کر خود کو طمانیت دیتا ہوا محبت کا نیا روپ لے چکا ہے۔

"ایسے کیوں پریشان ہو رہے ہیں، میں ٹھیک ہوں ارمان"

جانے کیسے ہمت کر کے وہ بول سکی کہ اس شخص کو دلاسا دے سکے۔

"کیونکہ تم محبت ہو میری، میری جان پر بن آتی ہے جب تم اداس تک ہو۔"

انیہ کے چہرے پر دفعتاً خوشی کے پھول کھلے تھے۔

"آپ نے مجھ سے پہلی بار اظہار کیا ہے ارمان شیرازی"

وہ پر خمار ہنسی۔

میں نہیں مانتا ایسا ہے۔ یہ سچائی تمہیں بس میرے ہونٹوں نے ہی نہیں"
بتائی تھی، میرے ہر رویے، میری ہر نزدیکی اور میرا ہر محبت بھرا

"تمہاری طرف بڑھتا قدم اس اظہار سے لبریز رہا ہے اب تک

جانے یہ کیسا سحر پھونکا تھا ارمان نے کہ انیہ کی ہنسی کو حیا کے رنگ لگے۔

میں اس منحوس حرا پر کیس کروں گا، تم پر جان لیوا اٹیک کرنے کی کوشش "
کی اس حاسد نے۔ کہہ دیا ہے پرسنپل سے کہ میں تبھی جاب کنٹینو کروں
جب وہ اسے مجرم کو نکالیں گے۔اس لیے تمہیں اب سیٹ ہونے کی
ضرورت نہیں۔ گھر چلتے ہیں، سب پریشان ہیں۔ سکو بتا بیٹھا تھا کہ تم نہیں
"مل رہی

وہ اسکا ہاتھ پکڑے اٹھائے کلینک سے نکلا، سفوکیشن کے سبب وہ اسے
قریب ہی کلینک لایا تھا پر وہ بہتر تھی تو وہ لوگ وہاں سے جلدی فری ہو
گئے۔

اسکے لیے گاڑی کھول کر بیٹھائے وہ خود بھی دوسری طرف سے بیٹھا تو ابھی
بھی اسے انیہ کی رنگت پیلی لگ رہی تھی۔

"انیہ !ادھر آو"

وہ گھبرائی ہوئی تھی پر جب ارمان نے پکارا تو فورا اسے اسکے گلے لگتی اسکے وجود میں گم ہوئی۔

آج آپ نے مجھ سے محبت کا اظہار کیا ہے، گلے لگ کر بھی شرم آرہی ہے "
مجھے"

وہ معصومیت سے اسکی گردن پر ہاتھ باندھتی ہنستی ہوئی بولی تو ارمان نے اسکا چہرہ پکڑ کر روبرو کیا اور اسکے ہونٹوں کو چھوا، پوری شدت سے، ان پر اپنے سبب پیاس جگاتے وہ دھیرے سے پیچھے ہوا۔

میں چاہتا ہوں تم روزاب کچھ ایسا کرو کہ میں تم سے اظہار محبت کرنے پر "
مجبور ہو جاوں۔گھر چلیں؟ یا میرے ساتھ رہ کر پہلے پوری گھبراہٹ اور ڈر
دور کرنے ہیں"

وہ اسے خود سے لگائے ہی فرصت سے نہار رہا تھا کہ کیسے وہ لڑکی ارمان کی سنگت میں پل پل نکھرتی ہے، رنگ بدلتی ہے۔

"Your kiss has fixed everything..."

بس مجھے پیاس لگ گئی ہے"

وہ شرماتی ہوئی ارمان سے دور ہوتے منمنائی تو وہ ہنس کر وہیں ہولڈر میں رکھی پانی کی بوتل نکال کر پر تپش نگاہوں سے تکتا انیہ کو تھما گیا۔

"حالانکہ تمہاری پیاس بجھ جانی چاہیے تھی، پر انہیں منار ہار ئلکس"

جناب اپنا سحر جھٹک کر گاڑی سٹارٹ کر چکے تھے جبکہ انیہ کیا بتاتی کہ پیاس اس بندے کے پاس ہونے نے بڑھائی ہے، ان ہونٹوں کے لمس تو بس انیہ کی جان لیتے ہیں ہائے۔

★★★★★★★★★★★

وہ دس منٹ پہلے اسلامہ آباد پہنچی تھی، شام کے پانچ بج چکے تھے، اس نے ہوٹل سائن ان کیا اور آکر پہلے تو شاور لے کر فریش ہوئی۔ اس بار اسکے

ساتھ اسکے گارڈز نہیں آئے تھے، وہ صرف ذیشان کو سرپرائز دینے آئی تھی۔

"مجھے پتا ہے آپ خوشی سے پاگل ہونے والے ہیں مجھے دیکھ کر، میں صرف آپکے لیے سب چھوڑ آئی ذیشان۔ کیونکہ میں ڈروں یا گھبراوں، میرا آپکے بنا گزارہ مشکل ہے۔ میں نے سوچا نہیں تھا آپکو اتنا مس کروں گی۔ آپکی بازووں میں موجود راحت نے پہروں بے قرار کیا مجھے، میں یہ سب آپکو بتانے آئی ہوں"

وہ خوشی سے بھری تھی، اپنے دامن سے لپٹے ہر ڈر کو اتار پھینک آئی تھی۔

گرم پانی سے شاور لینے کے بعد اسے تھکن اتنی محسوس ہوئی کہ اس نے تین گھنٹوں کے بعد کا آلارم لگایا اور پہلے نیند پوری کرنے کا سوچا کیونکہ اچانک باہر بارش شروع ہو گئی تھی جس وجہ سے وہ اسکے رکنے کے بعد ہی جانے کا سوچ رہی تھی، جبکہ دوسری طرف ذیشان پارٹی میں جانے سے

پہلے بی جی کے ساتھ شیرازی ہاوس آیا کیونکہ انیہ کے ساتھ جو یونی میں ہوا اس نے سبکو پریشان کر دیا تھا۔

لیکن جب وہ لوگ شیرازی ہاوس پہنچے تو انیہ اور ارمان گھر نہ تھے۔

وہ دونوں پھر سے ہوسپٹل گئے تھے۔

سب خیر سی ناں؟ وہ تو کہہ رہا تھا انیہ ٹھیک ہے۔ پھر ہسپتال کیوں فائزہ" "بہن؟

مہرین تو ہسپتال کا سن کر ہی گھبرا گئیں، ذیشان بھی فکر مند تھا۔

پتا نہیں رنگ پیلا پڑ گیا تو ارمان زبردستی لے گیا۔ شاید دو گھنٹے بچی گھٹن" "میں رہی تھی تو ڈر گئی ہے۔ فکر نہ کریں آتے ہوں گے بچے

فائزہ صاحبہ نے تشفی کروائی جبکہ ذیشان بھی کچھ دیر بیٹھا پھر اسے پارٹی پر جانا تھا تبھی بی جی کو تب تک ارمان کے گھر چھوڑے وہ نکل کر باہر پورچ میں کھڑی گاڑی تک آتے آتے ارمان کو کال ملا چکا تھا۔

ارمان نے دوسری بیل پر کال اٹھائی، وہ رپورٹ لینے ہی لیب میں آیا ہوا تھا، اسکے ہاتھ میں ہی فائیل تھی جب ارمان نے کال پک کی۔

جانو! خیر ہے ناں۔ ہم ادھر آئے تو پتا چلا تم لوگ ہوسپٹل گئے"

"ہو۔ ٹھیک ہے انیہ؟ زیادہ گھبرا گئی ہے کیا؟

ذیشان کو پریشانی جکڑے تھی اور ارمان کو عجیب سا درد گھیرے ہوئے تھا، آج ہی اس نے انیہ سے اظہار کیا اور آج ہی اسے زندگی کی اتنی بڑی خوشی مل گئی تھی، ڈاکٹر کے بقول انیہ پریگننٹ ہے پر اسکے لیے بلڈ ٹیسٹ ہوا تھا کیونکہ یہ بہت جلدی اور سنیپل پریگننسی تھی جو یورین ٹیسٹ میں بھی ابھی پاسیبل نہ تھا۔

"مجھے لگتا ہے میرا اظہار محبت کچھ وکھرے انداز میں اللہ نے قبول کر لیا"

ارمان نے وہیں رک کر فون کان اور کندھے کے بیچ ٹکاتے صبر سا ختم ہونے پر خود ہی وہ رپورٹ کھولنی شروع کی، جبکہ اپنی گاڑی کا ڈور کھولتا ذیشان خوشگوار سی ہنسی لیے ٹھٹکا۔

جانو ویر! میں جو سمجھا ہوں بات وہی ہے ناں۔۔۔پر تُو نے کب تھر تھلی "

"مچائی جو اتنی جلدی حسین رزلٹ آگیا

ذیشان کا دماغ ان چیزوں میں ہی تو چلتا تھا جبکہ بلڈ ٹیسٹ پازیٹو دیکھتے ارمان نے گہرا سانس بھرتے اس خوشی کو ڈائجیسٹ کیا۔

تجھے بتا کر یا اعلان کر کے مچاتا؟ نکما۔ دو ہفتے سے کیا ہم ملکی حالات پر بحث "

"کر رہے تھے۔

ارمان کی خوشی چھپائے نہ چھپ رہی تھی۔

ہاہا چل کنفرم بتا تا کہ واپسی پر میں تیرے کاکے یا کاکی کی میٹھائی لے کر "

"لوٹوں

ذیشان تو دگنا ایکسائیڈ تھا۔

"یس۔۔میں نے کر دیکھایا۔۔۔"

ارمان کی مسکراتی سرگوشی پر اس جانب ذیشان کھل کر مسکرایا۔

تُو نے نہیں۔ میری انیہ چڑیل نے۔ چل آجا گھر یہاں سارے منتظر" ہیں۔ باقی کی سیلبریشن میرے آنے کے بعد کرتے ہیں۔ میں زراری "یونین پارٹی نمٹا کر آیا

ذیشان نے مسکراتے ہوئے تاکید کی اور رابطہ توڑے وہ چاچو بننے کی خوشی پر خوشی سے ہنستا ہوا اپنی گاڑی میں سوار ہوا، جبکہ دوسری طرف ارمان شیرازی کے چہرے کی چمک بنا کچھ کہے بھی بتا رہی تھی وہ ایکسٹرا مسرور ہے۔

روم میں پہنچا تو یہاں کی فی میل گائنی مہناس صاحبہ اس وقت انیہ کے پاس ہی اسکے سر کے بھاری پن کے بارے پوچھ رہی تھیں جب دونوں کی نظر بیک وقت ارمان پر پڑی جسکے ہاتھ میں بلڈ رپورٹ تھی، انیہ کا دل ارمان سے زیادہ اس بلڈ رپورٹ کو دیکھ کر کانپا۔

منہاس تک پہنچے ارمان نے نہایت سنجیدگی سے وہ رپورٹ انھیں دی اور اس بیچ انیہ کو دیکھنے لگا جسکی بے تاب نظریں منہاس کے ہاتھوں میں موجود

اس کاغذ پر تھیں اور پھر وہ منہاس صاحبہ کو مسکراتا دیکھے نیلی پیلی پڑنے لگی۔

"میر اشک ٹھیک تھا، آپ پیر نٹس بننے والے ہیں، ایک ویک کی پریگننسی ہے۔ بہت ہی سموتھ اور ایزی۔ اور سب سے اچھی بات کہ آپکی وائف فزیکلی بہت فٹ ہیں۔ ڈرپ ختم ہو تو آپ انکو لے کر جا سکتے ہیں۔ میڈیسن میں کچھ وٹامنز اور دوسری انرجی سپلیمنٹس ہی ہیں۔ میں نرس کے ہاتھ پریسکپشن بھیجواتی ہوں۔ اگین کنگریچولیشن!"

ڈاکٹر تو خوشی کی نوعید سنائے انیہ کو منی سا ہارٹ اٹیک دے کر جا چکی تھیں پر ارمان ضرور فکر مند ہو کر فورا پاس بیٹھا کہ کہیں یہ لڑکی چلانے ہی نہ لگ جائے، اور ایسا ہی ہوا، ارمان کے وہیں ساتھ ہی بیٹھنے پر وہ جلدی سے آنسووں کو بمشکل روکے ارمان کے گلے میں بازو ڈالے ساتھ جا لپٹی، باقاعدہ ہچکیوں کو بھر بھر کر روئی جب ارمان نے اسکو اپنے بازووں میں بھینچا۔

"یہ رونے والی بات نہیں ہے، دادی جان بہت خوش ہوں گی"

ارمان کو سمجھ نہ آیا اس لڑکی کو اس وقت کیا کہہ کر سنبھالے تو جو سمجھ آیا کہہ دیا۔

م۔۔مجھے آپکی خوشی کے سوا کسی کی پرواہ نہیں۔آ۔۔آپ کو دکھ ہوا ہوگا" ناں کہ آج اظہار کیا اور آج ہی یہ کباب کی ہڈی لے آئی۔آئی ایم سوری ا۔۔ارمان۔۔۔یہ خود آگیا ہے۔۔۔میں نے تو بہت دعا کی تھی یہ ابھی نہ آئے، پر اسکو بھی لگتا ہے آپ سے پیار و یار ہے تبھی ہمارے ہنی مون سے پہلے ہی آگیا ہے"

وہ ہچکیوں سے روتی، اس وقت اپنے ہوش میں نہ تھی، بچوں کی طرح شکائیتیں کیے اور صفائیاں دیے گئی جو ارمان پر سرور و مسرت کے نئے نئے در کھول رہی تھیں۔

ہم اسکے آنے کے بعد فرصت سے ہنی مون منا لیں گے، ناٹ آ بگ ایشو۔ رہی بات پیار کی تو شاید اسے تم سے پیار ہو اور یہ تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر جیلس ہو رہا ہو آسمان پر بیٹھا تبھی سرپرائز دینے آگیا۔"

وہ سارے آنسو جو انیہ نے بہائے انکی تلافی ایک ہی بار ارمان نے کی، اسے خود سے ذرا دور کیا جو آج پورا دن ہی ہلکان رہنے کے سبب مرجھا گئی تھی۔

"ا۔۔ارمان، مجھے شرم آرہی ہے۔ یہ بہت جلدی ہو گیا ہے۔"

وہ نظریں سی چرانے لگی، وہ یوں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"کوئی پوچھے اس قدر ٹیلنٹ کا تو سارا ملبہ مجھ پر ڈال دینا۔ لیکن تمہیں شرمندہ ہوتے نہ دیکھوں۔ یہ پسند آیا مجھے"

انیہ جو ابھی تک ارمان کے اظہار محبت میں اٹکی تھی، اب اس پر خوش ہوتے ارمان کو دیکھتی رہ گئی، اب غور کیا کہ وہ تو دنیا جہاں سے زیادہ سکھی لگ رہا ہے۔

"م۔۔مجھے بھی۔"

وہ گھبرایاسا مسکرائی، ارمان نے اسکی گال سہلاتے زرا جھک کر ماتھا چوما جو انیہ کے بھاری حلق کو ہلکا کرنے میں معاون رہا پھر اپنی سگنیچر کس کی جو انیہ کے نرم سی نرم شدت کے باوجود چودہ طبق روشن کردیتی تھی۔

"تھینکیو۔"

وہ تھوڑا بلش کیا، مسکرایا تو اسکی آنکھوں کے گوشے لال پڑے، رخساروں کی ٹپ پر بھی گلال اترے اور انیہ بس یہیں تھم گئی، اس نے ہرگز ایسی حسین خوشی کرہ ارض پر اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی، وہ یونہی بنا پلکیں چھپکائے ایک دوسرے کو کئی گھنٹوں دیکھ سکتے تھے پر انیہ نے خجالت میں ڈوبتے اپنی خالی ڈرپ کہ طرف اپنے جناب کا دھیان دلوایا تو وہ اسکا سر چومے پاس سے اٹھا تاکہ نرس کو بلا سکے کہ یہ نیڈل اتار کر ہمیں جانے کی اجازت دے۔

انیہ نے مسکرا کر اپنی رخسار پر رینگ کر گرتے آنسو کو رگڑ کر اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے اللہ کا شکرادا کیا جس نے اسے سچ میں پورا جہاں سونپ دیا تھا، وہ اس قدر شرما رہی تھی کہ سرخیوں کا جہاں لگ رہی تھی۔

★★★★★★★★★★★

زالے نو بجے اٹھ چکی تھی اور سب سے پہلے اس نے کیپ منگوائی اور ہوٹل سے نکلنے سے پہلے اس نے ایسے ہی ذیشان کی لوکیشن اسکے نمبر کے تھرو نکالی بس یہ کنفرم کرنے کے وہ ملک حویلی ہے یا شیرازی ہاوس نہ گیا ہو مگر یہ دیکھ کر زالے فکر مند ہوئی کہ ذیشان کی لوکیشن ایک گھنٹے کے فاصلے پر کسی ہل پوائیٹ سائیڈ جگہ پر آ رہی تھی کیونکہ رجا کی آرگنائز کی پارٹی اسکے بھائی کے فارم ہاوس پر تھی جو اسلامہ آباد سے کچھ دور بنے پر فضا مقام پر واقع تھا۔

"یہ گھر آتے ہی آرام کے بجائے یہاں کدھر گئے ہیں؟ جاوں یا نہیں؟"

زالے کو پتا تھا ذیشان پاکستان آچکا ہے تبھی تو وہ اس وقت ذیشان کا تھک ہار کر گھر پر سونا امید کر رہی تھی مگر اب پریشانی اور فکر کے ساتھ الجھن بھی ہوئی کہ وہ اس جگہ کیا کرنے گیا ہو گا۔

کوئی پرسنل کام بھی ہو سکتا ہے زالے، پیچھا کرتے بہت بری لگو گی" تم۔ لیکن میں انکے لیے آئی ہوں۔ ایسے ہی تو سرپرائز دینا کہتے ہیں۔ جاتی ہوں۔ بھلے کام میں بزی بھی ہوئے تو میرے لیے سب چھوڑ چھاڑ دیں گے۔"

اول تو وہ خود کو منع کر رہی تھی مگر پھر نجانے کس احساس کے تحت وہ اپنے ہوٹل سے اسی لوکیشن کو کیپ والے کو دیے روانہ ہوئی جبکہ دوسری طرف ذیشان، وینیو پر پہنچا تو اسے جو خفیف سار گریٹ تھا وہ بھی مٹا کیونکہ اسکی یونیورسٹی کے لگ بھگ تمام ہی بڈیز اس پارٹی میں آئے تھے، سچ میں کالج اور یونیورسٹی کی یادیں تازہ ہونے والا ماحول تھا کیونکہ ذیشان کی

ترجیحات اب مختلف تھیں، وہاں آئی حسین حسین نازیبا لباس میں موجود لڑکیوں کی توجہ کا مرکز بلیک میں دمکتا ذیشان حیدر ملک تھا مگر اسے اپنے چند یونی دوستوں کے علاوہ کسی کو دیکھنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

رجا بھی فائنلی اپنے بھائی کے ساتھ پارٹی میں آئی تو سب نے ہوٹنگ کی، کافی ساری گیمز تھیں جو وہ بہن بھائی وہاں موجود چھچھورے لڑکیوں اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے جبکہ ارحم، رجا کا بھائی ہے یہ شاکنگ تھا جو ذیشان کو لگا کیونکہ فیشن کی دنیا میں وہ اسکے مقابلے کا ماڈل تھا اور نیچر وائز حاسد ٹائپ بھی تھا، چونکہ ذیشان کا اب زرا ماڈلنگ کو لے کر دل کھٹا تھا تو اسے آج ارحم کی متنفر اور زہریلی نظروں کی بھی پرواہ نہ محسوس ہوئی، ہاں جب رجا جو محفل میں سب سے حسین لگ رہی تھی، کسی صورت ذیشان کی توجہ نہ پا سکی تو خود ہی اسکے پاس آئی۔

ذیشان نے زرا مروت میں اپنے دوستوں سے زرا الگ ہوتے رجا کے پاس رکنے پر اسکی طرف لاپرواہی سے نظر ڈالی، رجا کا اور میک آپ دیکھ کر

ذیشان کا دل خراب ہوا اوپر سے اس نے ہونٹوں پر جو گندے رنگ کی چمکتی لپ سٹک لگائی تھی اسے تو دیکھ کر ہی گند الگ رہا تھا۔

یونہی جناب کے خیالوں میں اپنی بنا میک والی زالے اتری، وہ اسے کئی بار بس اک لپ ٹنٹ میں ہی تو ملا تھا، وہ تب بھی ہوش اڑانے والی تھی جبکہ یہاں بظاہر حسن کا میلا ہو پر ذیشان حیدر ملک کی دلچسپی صفر تھی۔

تھینکیو تم آئے ذیشو، آج کی اس پارٹی کا ایک مقصد ری یونین تھا دوسرا" میں تمہیں پرپوز کرنا چاہتی ہوں۔ تم ہمیشہ سے اچھے لگتے تھے مجھے۔ اگر تمہاری لائف میں کوئی نہیں تو میں آجاوں؟ آئی ریلی لائک یو ذیشو۔ یہ بات میں پبلکلی صرف تمہاری مرضی کے بعد اناونس کروں گی۔ تو پلیز انکار "مت کرنا۔

یہاں رجا نے فرط جذبات میں ذیشان حیدر کے دونوں ہاتھ پکڑے وہیں کیپ سے باہر نکلتی زالے نے فارم ہاوس کے گیڈ پر کھڑے چوکیدار کو ذیشان حیدر کا حوالہ دیا تو اس نے فوری اندر آنے کی اجازت دی جبکہ جیسے

ہی زالے اس فارم ہاوس کے پورچ میں انٹر ہوئی، پہلی ہی نظر ذیشان اور اسکے ہاتھوں پر جا ٹھہری جسے رجا نے زبردستی پکڑا ہوا تھا، زالے کا ہاتھ وہیں لان کے کنارے لگے گلاب کے پھولوں پر گیا جسے اس لڑکی نے بڑی طرح گھوٹا کہ کانٹوں نے اسکی ہتھیلی کو لہولہان کر دیا۔

رجا! مجھے پتا ہے تم مجھے پسند کرتی ہو، میں بھی یونی تک کافی فلرٹی تھا اور" اگر اب بھی ہوتا تو شاید ہاں کہہ بھی دیتا لیکن میں اب اس سب فینٹسی سے آگے نکل چکا ہوں۔ میرے پاس میری اپنی محبت نام کی دنیا ہے۔ سو یہ جو "میرے ہاتھ پکڑنے کی جرت آج کی ہے، یہ آخری ہونی چاہیے

زالے انھیں بس دیکھ رہی تھی، سن نہ پائی جبکہ ذیشان نے جب اپنے ہاتھ چھڑوائے تب زالے نے روکا سانس سسکی کی صورت بھرا اور رجا اس کو یہ عزت والی تنبیہ راس نہ آئی تبھی اس نے بنا ذیشان کو سنبھلنے کی مہلت دیے اسکی گردن میں بازو لپیٹے اسکے ہونٹوں کو فوکس کیا مگر ذیشان کے بروقت

منہ پھیر نے پر رجا نے ذیشان کے رخسار کو چوما اور تبھی کچھ دور کسی نے ان دو کی فوٹوز بھی لیں۔

زالے مزید برداشت نہ کرتے روتی ہوئی انہی پیروں واپس بھاگی اور گیڈ سے نکلی جبکہ ذیشان نے اس بے شرم لڑکی کو خود سے دور کیے نہ صرف زوردار تھپڑ سے اسکی تواضع کی بلکہ اپنی گال اسکی کی گردن میں لپٹے اسٹائلش پٹے سے صاف کرتے اسے لان کی گھاس پر پھینکے اپنا بوٹ اس گلے کے رومال پر رکھا، رجا کو پڑتے تھپڑ پر کئی لوگ پارٹی چھوڑے ان دو کی طرف دوڑے، ارحم بھی اس سے پہلے آکر ذیشان کے منہ پر تھپڑ مارتا، ذیشان نے اسکی بازو روکتے بری طرح مڑوری کہ وہ دلخراش کوکا، میوزک رک گیا تھا، سب حراساں نظروں سے ذیشان کے عتاب کو دیکھ رہے تھے اور رجا بھلے اپنے مقصد میں کامیاب تھی پر بھائی کو ذیشان کے ہتھے لگے دیکھ کر وہ بھی گھبرا گئی۔

اگر اپنی بہن کو غیرت نہیں سیکھا سکتا تو زندہ گاڑ دے۔ مشکل لگے تو مجھے" کہنا میں یہ بخوشی کروں گا۔ آج کے بعد تم یا تمہاری بہن میرے سامنے آئے تو تم دو کو کسی کے آگے منہ دیکھانے لائق نہیں چھوڑوں گا۔ "سمجھے

ارحم کی ساری اکڑ جھاگ بنی جب ذیشان نے اسے دھکیل کر رجاہی کے پیروں میں گرایا اور رجا کو حقارت سے دیکھتے ہی وہ پوری پارٹی کے سارے رنگ اجارتا ہوا وہاں سے بپھری موج بنا نکلا، مگر گیڈ سے نکلنے کی دیر تھی کے سامنے کھڑی زالے کو دیکھ کر ذیشان کے پیروں سے زمین سی سرکی، تھوڑا سا آگے روڈ پر اسکی کیپ کھڑی تھی۔

وہ گئی نہیں تھی، سرپرائز دینے آئی تھی تو دل چاہا اپنا کام پورا کرے، ذیشان حیدر اپنا دم سادھ چکا تھا۔

ذیشان کو لگا یہ اسکا وہم ہے، پر وہ سچ میں تھی۔

زالے کی آنکھوں میں تیرتی اجنبیت و تکلیف پر ذیشان کے پیر اور بھاری ہوئے۔

وہ نزدیک آیا، آنکھیں ملیں، دل دھڑکے۔

"ز۔۔زالے۔۔۔۔ تم سچ میں ہو؟"

ذیشان کی سرخ ہوتی آنکھیں بھیگیں، وہ چہرہ اذیت سے جھکا گئی، شاید ذیشان کو دیکھنے کی ہمت جمع کی تھی۔

آپکو سرپرائز دینے آئی تھی پر آپ نے مجھے دے دیا۔ جس ڈر سے چھٹکارہ" پانے کو مجھے کئی سال لگے وہ ڈر سود سمیت مجھ سے واپس چپکانے کے لیے " تھینکو سو مچ

ذیشان کو اتنا اندازہ تھا کہ وہ کچھ دیکھ چکی ہے پھر وہ کیا سمجھ رہی ہے یہ ذیشان کا سر بھاری کرنے لگا۔

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔ میں بتاتا ہوں"

وہ قریب ہوئے اسے پکڑنے لگا پر وہ یوں دور سرکی جیسے وہ آگ ہو اور چھو کر پگھلا دے گا۔

اسکا گریز ذیشان کے سینے میں تیر بن کر اترا۔

مجھے سنائی اور دیکھائی دینا ہی تو بند ہو گیا۔ان ہاتھوں سے مجھے مت "

"چھوئیں

وہ اس سے ڈر کر دور سر کی یہ ذیشان کے لیے مرنے کا مقام تھا۔

تمہیں کتنا یاد کیا۔ تمہیں یہ سننا چاہیے۔جو دیکھا ہے اسے مجھ سے شئیر "

"کرو۔ میں بتاوں گا سچ کیا ہے

وہ ایسے لہجے میں کب بولتا تھا جو ہارنے جیسا ہو۔ وہ تب بھی نہ پگھلی۔ شاید

ابھی اعتبار کی سیڑھی پر قدم رکھنا باقی تھا۔

"بس یہ کافی ہے ذیشان حیدر ملک۔۔"

آنکھوں میں غصے کی سرخی بھرے وہ بولی تھی

پر ذیشان کو لگا اس پر چینخی ہے۔

پلیز زالے! بنا بات کلئیر کیے تم میرے ساتھ ایسا گھناونا سلوک نہیں کر "

"سکتی۔ تمہیں سنائی دے رہا ہے؟

وہ اسکی بازو پکڑے روک کر اپنے سامنے پلٹائے پست

سا چلایا، چہرہ سرخ بھبھول تھا کہ جانے کتنی برداشت سے گزرا ہو اور وہ اس کے چھونے پر درد سے بھر کر رہ گئی۔۔

"مخلص لوگ انتظار کرتے ہیں۔ جگہ جگہ منہ نہیں مارتے"

وہ اس پر آسمان گرا کر اس کے ہاتھ سے اپنی بازو چھڑوا گئی۔ جبکہ ذیشان حیدر کو لگا وہ جس جگہ کھڑا ہے۔ وہیں دھنس گیا ہے، وہ اپنی کیپ کی طرف بڑھی۔

تم نے میری مخلصی ابھی دیکھی ہی کہاں ہے۔ مت جانا زالے مجھ سے "دور"

وہ اسے پکار کر چلایا تھا پر وہ تو اندھیروں کی مسافر تھی۔ سیاہ بخت تھی، ماضی کی دلدل میں دھنسا کنول تھی۔ چلی گئی۔

کیپ میں بیٹھی اور جب تک ذیشان اس تک پہنچا وہ گاڑی جا چکی تھی۔

پہلے تو کہیں نہیں گئی۔ اب ضرور جاوں گی۔ میں کہنے آئی تھی کہ آپ "میرا سکون ہیں ذیشان۔ پر۔۔

وہ سسکیاں بھرتی رودی، اسکی آواز میں پھیلی دلخراشی نوحوں میں بدل گئی تھی۔

"!زالے۔۔۔"

وہ اسے اب بھی تکلیف سے پکار رہا تھا جب وہ آس پاس کہیں نہ تھی۔

اسے اس تاریک گھٹن سے بھری رات میں بس
ہوا کے دوش پر بکھری زالے کی خوشبو زندہ رکھے ہوئے تھی۔

اور وہ، ناسمجھ، بے اعتبار، بزدل اور ڈرپوک زالے
سمجھ رہی تھی وہ اب کسی کو دیکھائی نہیں دے گی۔رات ہو جائے گی پر وہ اسے جب تک پکارتا۔

ایسا ممکن نہ تھا۔

ذیشان وہیں کھڑا تھا جب عقب سے ہنستا ہوا ارحم گیڈ سے نکلا، اسکے ساتھ اسکی شاطر بہن رجا بھی تھی۔

"چچ چچ۔۔"

اپنی آنکھیں رگڑے ذیشان پلٹا وہ دو کمینے بہن بھائی اس پر ہنس رہے تھے۔

کیریئر بھی گیا اور چھوڑی بھی۔۔۔بہت افسوس ہوا۔ تمہاری فوٹوز ہیں "

اس موبائیل میں۔اب تم میرے مقابلے میں نظر نہیں آوگے ذیشان حیدر

ملک میں تمہیں اتنا گندا کروں گا۔رہی بات رجا کو دفنانے کی تو اس نے جو

کیا میرے کہنے پر کیا۔۔۔ہاہا اب تم جا کر اپنے شوق اور عشق کے اجڑنے کا

"ماتم مناو۔۔۔سی یو

ذیشان نے ان دو کو کچھ بھی نہ کہا بس قریب آکر رکا تو ان دونوں شاطر بہن

بھائی کو ذیشان کی جرت پر سانپ سونگھا۔

"میری طرف سے بھاڑ میں جاو۔"

ذیشان نے دونوں پر لعنت بھیجی اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور اگلے ہی

لمحے گاڑی وہاں سے جا چکی تھی، وہ بی جی کو تو بھول ہی گیا تھا، یار کی خوشی

بھی دماغ سے نکلی بس زالے کی تلاش تھی جو یاد رہی لیکن جیسے ہی ذیشان

کی گاڑی وہاں سے گئی تبھی زالے درخت کی اوٹ سے باہر نکلی، وہ زیشان

سے ہوئی ان دو بہن بھائی کی بات سن چکی تھی تبھی تو اسکے دماغ میں اس وقت آگ لگ چکی تھی، وہ کچھ دور جاتے ہی کیپ سے نکل کر واپس چلی آئی تھی کیونکہ اسے لگتا تھا ذیشان سے زیادتی کر آئی ہے اور قدرت نے اسے بہت جلد تلافی کا موقع بھی دے دیا۔

تم دونے کس کے ذیشان حیدر ملک سے پنگاہ لیا ہے اب میں بتاتی" ہوں۔ تُو تو گئی لمبی چھپکلی اور تو مردود ماڈل۔۔۔ تیرے منہ پر ایسا لعنت کا ٹھپہ لگاوں گی کہ تو بس ایک ہی ٹائپ کے شوٹ میں سلیکٹ "ہو گا۔۔۔ لعنتیوں کے فیشن شوٹ میں

وہ دو واپس اندر چلے گئے، ذیشان نے زالے کا ہر نمبر ٹرائے کیا پر وہ سب بند کر چکی تھی، پہلے جو ذیشان کے مجرم تھے انھیں سبق سیکھانا تھا پھر وہ ذیشان سے معافی مانگنے کے قابل ہوتی اور ابھی اسے اپنے زخمی ہاتھ کی بھی رتی برابر بھی پرواہ نہ تھی۔

★★★★★★★★★★★

انیہ اور ارمان کے پیرنٹس بننے کی نیوز شیرازی ہاوس میں خوشی کی لہر جگا چکی تھی، فائزہ اور شازمہ کے ساتھ ساتھ مہرین کے بھی خوشی سے پیر زمین پر لگنے سے قاصر تھے اور وہ مائیں اتنی خوش تھیں کہ انیہ کی تمام شرم، ان لاڈوں تلے دب گئی، شیرازی ہاوس میں گویا رات جشن والی بن گئی جبکہ دوسری طرف زالے بھی اپنے کام لگ چکی تھی۔

"زالے! پہنچ گیا میرا بچہ؟"

ابھی آلین کی آنکھ لگی ہی کہ زالے کی کال پر وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا، زالے کا نام فون سکرین پر دیکھتے ہی فوراسائیڈ میز پر پڑا فون اٹھا کر کال پک کی اور کان سے لگایا۔

"ماموں میں پہنچ گئی ہوں لیکن ابھی بہت ضروری کام کے لیے کال کی ہے۔ مجھے کچھ لوگ چاہیں۔ پلیز اٹس ارجنٹ۔۔ کیوں اور کس لیے اسکا ٹائم نہیں ہے۔ مجھے کچھ غنڈے چاہیں آپکے یا جلال انکل کے"

وہ اس وقت سڑک کنارے کھڑی تھی، روڈ پر آتی جاتی گاڑیوں کے سبب اسے کچھ حوصلہ تھا ورنہ وہ یوں اکیلی کوریا تو گھوم سکتی تھی پر اسے پتا تھا پاکستان میں رات اکیلی لڑکی کا باہر ہونا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

"اوئے کس کی شامت آئی میرے لاڈو کے ہاتھ سے۔ اچھا رکو میں جلال کو کہتا ہوں۔ گن بھی چاہیے؟"

آلین نے لحاف پرے کرتے پیر زمین پر رکھے اور اٹھ کر بیڈروم سے نکلا۔

"نہیں ماموں، ایک ٹیٹو ماسٹر چاہیے۔ اور دو لوگ جو ایک آدمی کو دبوچ سکیں۔ پلیز ماموں دس منٹ کے اندر اندر یہ کام کریں بہت ارجنٹ ہے"

زالے ارد گرد دیکھتے درخت کے ساتھ لگی بولی تاکہ آتی جاتی گاڑیوں میں بیٹھے لوگوں کی اس پر نظر نہ پڑے۔

"ٹھیک ہے میرا بچہ۔پر جو کرنا دھیان سے۔میں وہاں سے جلال کے لوگوں کو بھجواتا ہوں تمہارے پاس"

آلین نے فوراہی رابطہ توڑا جبکہ اس سے پہلے زالے فون واپس بند کرتی،ذیشان کی کال پر اسکے ہونٹوں پر زخمی سی سمائیل اتری۔

"میں آپکی یہ تڑپ آج ختم کر دوں گی پر پہلے یہ فرض نبھالوں۔سوری مجھے آپکی کال کاٹنی پڑے گی"

زالے نے دل پر پتھر رکھتے اس اذیت کی بھٹی میں جلتے شخص کی کال کاٹی اور ماموں کو اپنے ہوٹل کا ایڈریس بھیجے وہ خود بھی فون سوئچ آف کرے ہوٹل جانے کو کیپ روک چکی تھی۔

ذیشان کی حالت ابتر تھی،سچ میں اسکا حلق درد سے گھٹ رہا تھا اور ستم کہ وہ چینخ بھی نہ پا رہا تھا۔

جب تک وہ ہوٹل کی پارکنگ میں پہنچی، جلال نے وہیں اسلامہ آباد کے گھر میں موجود تین تگھڑے باڈی گارڈ زالے کے سامنے آرکے، رات کے دس بج چکے تھے۔

"ہمیں جلال سر نے کہا آپکو ہماری مدد چاہیے"

انہی تین میں سے ایک نے مودب ہوتے دریافت کیا۔

"ہاں۔گاڑی ہے تم لوگوں کے پاس؟"

زالے نے محتاط نظروں سے ارد گرد دیکھتے سرگوشی کی۔

"جی میم"

زالے شکر کا سانس بھرے مسکائی۔

تھینک گارڈ۔مجھے ایک ٹیٹو ایکسپرٹ ابھی چاہیے یا ٹیٹو پین۔تو تم اسکا" بندوبست کرو اور ہاں مجھے تین چالیس زندہ اور بڑے لال بیگ چاہیں۔ہم "نکلتے ہیں اپنے مین کام کے لیے

زالے نے ایک گارڈ کو ڈیوٹیز دیے وہیں چھوڑا جبکہ باقی دو کے ساتھ وہ روانہ ہوئی، اسی فارم ہاوس پر جہاں ان دو بہن بھائیوں کو وہ انہی کی جگہ سبق سیکھانے والی تھی۔

راستے میں زالے نے دونوں گارڈز کو باقی ڈیٹیل سمجھادی، دونوں کے پاس گنز تھیں۔

زالے نے فارم ہاوس کا گیٹ آنے پر گارڈ کو روکا جبکہ وہ تینوں ہی گاڑی سے باہر نکلتے فارم ہاوس کی طرف بڑھے۔

"ایک چوکیدار ہے اسے بیہوش کر دینا۔ معصوم سا آدمی ہے کچھ چوٹ نہ آئے اسے۔اور ہاں صرف مین ٹارگٹ کو دبوچنا ہے"

زالے نے دروازے کے پاس رکے دونوں کو بریف کیا جو فرمابرداری سے سر ہلاتے بپھری موج بنے اندر بڑھے، چوکیدار کی گردن کو زرا ساد بانے کی دیر تھی کہ وہ وہیں راستے میں ہی لام لیٹ ہوا، پورچ میں کھڑی گاڑیاں جاچکی تھیں، اسکا مطلب تھا سب مہمان چلے گئے، خودر جا اور ارحم بھی

جانے والے تھے بس وائن کی بوتلوں کو ٹھکانے لگانے رکے تھے اور پھر وہیں باہر لان میں لگی کرسیوں پر بیٹھے پتا نہیں کس بات پر قہقہے لگا رہے تھے۔

زالے نے پلٹ کر ایک گارڈ کی طرف چمکتی آنکھوں سے ہاتھ پھیلایا جس نے زرا دیر سوچنے کے بعد گن زالے کے ہاتھ میں دی۔

"جلال سر نے کہا تھا آپکو گن چلانے کی پرمیشن نہیں"

گارڈ کو اپنی نوکری کی فکر تھی۔

"چل کر و بھائی، مجھے اسکو پکڑنے کی پوری پرمیشن ہے۔"

زالے نے ایک ہی جھمپ مارتے ٹھیک رجا اور ارحم کے پاس جا کر ہیلو کیا تو وہ دو لمحے میں سفید پڑے، زالے کے ہاتھ میں گن پھر اسکے پیچھے کھڑے دو ہٹے کٹے غصیل گارڈز، دونوں بہن بھائیوں کی ہوا ٹائیٹ ہوئی۔

"ت۔۔ تم۔۔ تم وہی لڑکی ہو ناں جو ذیشان کو میرے ساتھ دیکھ کر بھاگی تھی۔۔۔ کیا مسئلہ ہے۔ ایسے گن لے کر کیوں آئی ہو؟

رجا کی آواز کانپی تو ارحم بھی ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ان گارڈز کو دیکھے سہما جنکی

بازو ہی ارحم کے منہ سے ڈبل تھی، اسی لمحے عقب سے تیسرا گارڈ ٹیٹو میشن

اور ایک جار لیے وہیں آچکا تھا، زالے نے دونوں بہن بھائی کے چہروں پر

پھیلے ڈر کو دیکھتے دو قدم دونوں کی طرف بڑھائے۔

آج میں تم دو کو وارننگ سزا دینے والی ہوں۔تا کہ دوبارہ تم دو ذیشان "

حیدر ملک کے بارے برا سوچنا تو دور انکے دو فٹ تک قریب آنے سے پہلے

ہزار بار سوچو۔گارڈز انکو زرا اندر لے چلو۔۔۔یہاں خوبصورت سی رات

"انکی گندی چینخوں سے ڈسٹرب ہو گی

زالے کے کہنے کی دیر تھی کہ تیسرے گارڈ نے وہ لال بیگ والا پلاسٹک کا

جار اور ٹیٹو پین زالے کو تھمایا اور اشارہ ملتے ہی ایک گارڈ نے رجا کو دبوچا اور

دو نے ارحم کو اور اندر لے کر بڑھے۔

زالے بھی مسکراتی ہوئی پیچھے ہی لپکی۔

زالے نے ذیشان پر گندی نظر ڈالنے والی رجا پر تیس کے قریب لال بیگ الٹ کر اسکی چینخیں سنیں اور اسکو اچھے سے تڑپا کر ذیشان حیدر ملک کی بدنامی بنتی ان تمام پکچرز اور سارے مواد کو نکلوایا جبکہ چھ ماہ تک رہنے والا کالا لووزر نام کا ٹیٹو زالے نے ارحم کے ہاتھ بندھوا کر ماتھے پر بنایا جس بیچ وہ بچارا رونے پر اتر آیا، چینختا رہا کہ اسکا منہ ہی اسکا سب کچھ ہے مگر زالے نے کوئی رحم نہ کھایا، لال بیگ ایک ہی جان لینے کو کافی تھا، پھر تو وہ تیس تھے اور رجا کی نیم جان حالت دیکھے زالے نے اسکے چینخنے پر اک آخری اسکی شرٹ کے گریبان پر رینگتا لال بیگ اپنے ہاتھ میں پکڑا تو وہ پھڑ پھڑایا، ارحم بھی سرخ ہوتی آنکھوں سے خوفزدہ سا زالے کو دیکھ رہا تھا جبکہ رجا کی تو مسلسل ہچکی بندھی تھی۔

"تمہارا یہ ٹیٹو چھ ماہ رہے گا مسٹر ارحم ہمدانی۔ ویسے تو میک آپ سے چھپ جائے گا پر جب تم اکیلے میں اپنا تھوبڑا دیکھو گے تو تمہیں تمہاری اصلیت دیکھائی دے گی۔ اور یاد رکھنا اگر تم نے کوئی بدلا لینے کا سوچا تو اگلی بار یہ ٹیٹو

قبر تک تمہارے ساتھ جانے والا ہو گا۔ کرمنلز سے اچھی سلام دعا رکھتی ہوں، ایک اشارہ کروں گی تو یہ سانڈ جیسے گارڈ بغل میں تمہاری مونڈی دے کر کام ختم کر دیں گے تمہارا۔ لہذا بے بی، اس سیکھ سے سبق لینا۔ رو مت۔۔۔۔"

ارحم اس ساری اہانت کو اس وقت سہنے پر مجبور تھا کیونکہ جو بھی ہو وہ اچھے سے جان چکا تھا یہ لڑکی عام نہیں ہے۔

اور تم رجا ڈارلنگ۔ تمہارے ان ہونٹوں کو کاٹنے کا دل تھا پر تمہاری چڑھتی جوانی پر بخش دیا تمہیں۔ آج کے بعد اگر تم نے ذیشان حیدر ملک کو سوچا بھی تو یہ لال بیگ یاد کر لینا"

لال بیگ کا سنتے ہی رجا چینخی کیونکہ جو زالے کے ہاتھ میں تھا وہ بھی پھڑ پھڑا رہا تھا جسے زالے اگر چھوڑتی تو سیدھا وہ رجا کے منہ پر جا پٹختا۔

"ن۔۔ نہیں میرے باپ دادا کی توبہ اگر میں اسے سوچوں بھی۔پ۔پلیز مجھے کھولو۔اسے دور کرو۔۔م۔۔مجھے شاور لینا ہے۔۔مجھے گند الگ رہا ہے۔۔۔"

رجا کی دلخراش سسکیوں پر زالے نے لال بیگ کو مڑ کر پیچھے کی طرف پھینکا جبکہ خود تمسخرانہ مسکرا کر دونوں بہن بھائی کا حال دیکھے ہنسی۔

"چچ چچ۔۔ کیا حال ہو گیا تم دو کا۔حالانکہ میں نے نہ گالی دی، نہ جھگڑا کیا نہ گولی چلائی۔۔۔ چلو گارڈز انکا سافٹ وئیر ہو گیا اپڈیٹ۔اب ہم چلتے ہیں۔دوبارہ کوشش کرنا مجھ سے تم دو کا سامنا نہ ہو۔ویسے تو میں یہ کڈنیپ کر کے ٹارچر کرنا چھوڑ چکی ہوں پر اگر تم دو نے مجھے ان فیوچر غصہ دلایا تو سیریل کڈنیپر سے سیدھی سیریل کلر بن جاوں گی۔ذیشان حیدر ملک کو اکیلا مت سمجھنا تم دو، انکی پرسنل کئیر ٹیکر ہوں میں۔اتنا تعارف کافی تھا۔چلو گارڈز"

وہ اپنے دوسرے ہاتھ میں موجود گن گارڈ کو دیتی، دونوں کی رہی سہی ہستی دہلائے باہر نکلی تو تینوں گارڈز بھی زالے کے پیچھے ہی نکل گئے، ارحم نے جھٹکے سے ہاتھ کھولے تو رجا چینختی ہوئی اپنے ہاتھ جھٹک رہی تھی، ارحم نے اسکے ہاتھ کھولے تو وہ روتی چینختی گالیاں بکتی اپنے کپڑے جھاڑتی وہاں سے نہانے دوڑی جبکہ ارحم نے جب پلٹ کر اپنا چہرہ وہیں لاونچ میں لگے مرر میں دیکھا تو ماتھے پر لکھا لوزز دیکھ کر اسکا دل کیا اپنا ہی منہ نوچ لے، بچارا اپھنکار ہی سکا تھا کیونکہ وہ بیس سالا سیریل کڈنیپرا اپنے پیچھے دشمن نہیں بزدل چھوڑ کر گئی تھی۔

تینوں گارڈز نے جب تک اسے ہوٹل ڈراپ کیا ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔

وہ مسکرا کر تینوں کو دیکھنے لگی۔

تھینکیو سوچ، تم تینوں کے ارجنٹ آنے کی وجہ سے میں یہ کر پائی۔ جلال "انکل کو میرا تھینکیو لازمی کہنا اور ہاں پھر کبھی ضرورت پڑی۔۔۔

اس سے پہلے زالے بولتی وہ اسکی بات کاٹ گئے۔

"ہمیں اپنا اور ذیشان سر کا خفاظتی ٹولا ہی سمجھیں زالے میم، یہ کر کے ہمیں خوشی ہو گی۔ان بہن بھائیوں سے خطرہ ہو سکتا ہے سو ہم نظر رکھیں گے آپ دو پر"

زالے بے حد مشکور ہوئی، یہی تو چاہتی تھی۔

"آگین تھینکیو سو مچ گائز۔۔۔ گڈ نائیٹ"

زالے نے تینوں کو سی آف کیا اور خود گہرا سانس کھینچے یوں مسکرائی جیسے اعصاب سے بہت بڑا بوجھ ہٹا ہو، اپنی جینز میں دبا فون نکالے وہ سردی سی فیل ہونے پر ہوٹل کے اندر داخل ہوئی، ریسپشن پر رک کر اپنے روم کی کی لی اور وہاں کھڑے ریسیپشنسٹ کپل سے رات کا سلام لیتی وہ ابھی اپنے کمرے میں ہی پہنچی کہ اسکا فون دوبارہ بجا، اور دو کالز ایک ساتھ آرہی تھی، ماموں اور ذیشان کی۔

دونوں پر زالے کو پیار آیا۔

"ماموں کو میسج کرتی ہوں، ذیشان کی کال اٹھا لیتی ہوں"

زالے تین لائنز کا میسج ٹائپ کرے ماموں کو بھیجا تو آلین کی کال خود ہی آف ہوئی اور ماموں نے آگے سے پیار والا سٹیکر بھیجا جبکہ ذیشان اس بیچ پانچویں بار کال کر رہا تھا۔

وہ اب تک سڑکوں کی خاک چھان رہا تھا، ارمان، بی جی، انیہ سبکی کالز کاٹ دی تھیں اور وہ سب سمجھ رہے تھے ذیشان پارٹی میں بزی ہے۔

زالے نے کال پک کی تو دل عجیب تکلیف میں اس طرف بھاری ہانپتی سانسوں کو محسوس کرے اترا۔

زالے! صفائی کا موقع دو مجھے۔۔ایسے مت کرو۔ میں سچ میں پاگل ہو "جاوں گا"

نا جانے کتنا درد تھا اس شخص کی بے بس آواز میں، زالے نے بے ساختہ اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔

اسے ذیشان کی اکھڑتی سانسیں کہیں کا نہیں چھوڑ رہی تھیں، لمحے میں اسکی آنکھیں لال پڑیں۔

"میں ہوٹل میں ہوں۔ لوکیشن بھیجوں تو آئیں گے ابھی میرے پاس؟"

زالے کی آواز بھی اس شخص کی تکلیف میں کمی لانے کے بیچ بھاری پڑی، ذیشان نے کار ڈور اوپن کیا اور گاڑی سے گردن مسلتا شرٹ کے بٹنز نوچتا باہر نکلا۔

کب سے ڈھونڈ رہا ہوں تمہیں ظالم لڑکی، ابھی بھی تم کال نہ اٹھاتی تو خود" کے ساتھ کچھ کر بیٹھتا۔ کیوں نہیں آنا چاہوں گا تمہارے پاس جب میری ساری راحتیں، میرا آرام، میرا سکون تم لوٹ کر مٹھی میں دبا چکی ہو۔ بھیجو لوکیشن لیکن اتنا بتا دو مجھے سنو گی ناں؟ میری برداشت کچھ اچھی حالت میں نہیں ہے اس وقت زالے۔۔ آئی ایم ویری ہیلپ لیس۔۔۔ میں تم سے "بے وفائی کرنے سے پہلے مر جانا پسند کروں گا

وہ اسکی ٹوٹی آواز کا درد دل تک محسوس کر رہی تھی تبھی تو اس سے بولنا مشکل ہوا۔

کتنی دیر وہ چپ رہی، کیونکہ ڈر تھا اگر بولی تو آواز کرچیاں بن جائے گی۔

ایسے نہیں کریں پلیز۔ آئی نو ویری ویل کہ آپکو بے وفائی کرنی آتی ہی" نہیں ذیشان۔ آپکی برداشت کو جتنا آزمانا تھا آزما لیا ہے۔ آجائیں میرے "پاس

وہ مزید بات نہیں کر سکی اور فوراً اسے روتے ہوئے کال کاٹی اور اپنی لوکیشن اسے بھیجتے وہ اسی اذیت میں ڈوبی جب میٹرس پر بیٹھی تو اب ہاتھ کا درد محسوس ہوا، زالے نے جب ہتھیلی پھیلا کر سامنے کی تو پورے ہاتھ میں سرخ خراشیں تھیں، یہاں تک کہ ہتھیلی میں اک کانٹا بھی دھنسا تھا پر اسے محسوس ہی نہ ہوا، ہتھیلی بلیڈنگ سے تھوڑی سوجھ گئی تھی، اسکے ہاتھ ویسے بھی بچوں کی طرح نازک تھے۔

وہ ہاتھ کو مٹھی کو دبا کر سر عقب سے لگا گئی، دل ابھی بھی درد میں تھا کہ اس نے ذیشان کا بہت دل دکھایا ہے اور ستم کے زالے کو منانا بھی مشکل لگ رہا تھا اس شخص کو جو روٹھتا ہی نہیں تھا۔

جبکہ ذیشان فوراً سے پہلے ساری اذیت معاف کرتا زالے کی اک پکار پر اسکی طرف چل پڑا۔ اف یہ دیوانہ آدمی، نجانے اب کونسے قہر ڈھانے والا ہے۔

★★★★★★★★★★★

"کیا۔۔؟ وہ پاکستان آئی۔ اتنا سب ہو گیا۔ یار مجھے تو بتاتا۔۔۔۔"

ارمان خود ہی مہرین کو واپس ملک حویلی ڈراپ کرنے گیا تھا، کیونکہ ذیشان کا ان سب نے بارہ تک انتظار کیا پھر مہرین نے خود ہی اجازت طلب کر لی۔

وہاں سے واپس آنے سے پہلے ارمان نے پھر سے ذیشان کو کال کی تو ذیشان نے پک کی جو ہوٹل ہی جا رہا تھا، سارا کچھ ارمان کو بتایا تو ارمان بھی پریشانی

میں مبتلا ہوا، پہلے تو مہرین بی جی کو ذیشو کی خیریت کا میسج کیا پھر اپنی گاڑی میں بیٹھے باہر نکلا۔

کیا بتاتا یار۔۔ دماغ بند ہو گیا تھا میرا۔اس نے بلایا ہے مجھے۔ میں اسکی غلط "فہمی دور کر دوں گا۔ ویسے تو لگ رہا ہے اسے خود احساس ہے۔ صاف دل ہے شاید سمجھ گئی ہے کہ اس سے ذیشان حیدر دل لگی یا بے وفائی ہر گز نہیں "کر سکتا

ذیشان کی ابھی بھی حالت بری تھی،اسے زالے کو منانے کی فکر کھائے جا رہی تھی،ارمان کو نا جانے دونوں پر کیوں اتنا پیار محسوس ہوا کہ گرے آنکھیں چمک اٹھیں۔۔

ضرور کر۔ معصوم سی ہے، سمجھ جائے گی۔اور ہاں گھر آنے کی ضرورت "نہیں۔آج اسکے ساتھ رہنا"

ارمان کے دبے سے انداز میں جتانے پر ذیشان نے یہ پہلی مسکراہٹ دی تھی۔

"مطلب تو مجھے اسکے ساتھ رات گزارنے کی پرمیشن دے رہا ہے جانو؟"

اس وقت بھی ذیشان کے ایسے بے باک سوال پر ارمان کو تسلی ملی کہ اسکا نمونہ ٹھیک ہے اور سب سنبھال لے گا۔

"وہ تیری ہے۔اسکی ہر رات بھی اصولا تیری ہے۔ صبح شیرازی ہاوس آ تو ہنستے ہوئے آنا دونوں۔ ساری غلط فہمیاں اور دوریاں دور کرکے۔تجھے ایسی پرمیشن دینے والا میں کون ہوں ذیشو، تو ہم سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے۔ تیرا پیار ہم سبکے پیار پر بھاری ہے۔ میری دعا ہے وہ تجھے سمجھے اور تیری قدر کرنا سیکھ لے۔ تو بس اس دنیا میں ایک ہی ہے۔اور ہاں۔۔ نکاح نامہ گاڑی سے نکال کر جیب میں رکھنا۔ایسا نہ ہو صبح تم دو کو ایک کمرے میں موجود پانے پر اگلے جیل میں بھرتی کروادیں"

ارمان کی ایک ایک بات، اسکا اک اک حرف ذیشان کو سکون و تسلی سے بھر گیا لیکن وہ زالے کو منائے بنا سانس بھی ٹھیک سے نہیں لے سکتا تھا۔

" تھینکیو یار۔ مجھے اس وقت ایسی ہی تسلی چاہیے تھی۔ ملتے ہیں صبح "

ذیشان نے مسکرا کر کال کاٹی کیونکہ وہ اپنا نکاح نامہ اپنے والٹ میں لے کر گھومتا تھا، اس پر ہی جناب مسکرائے۔

جبکہ ارمان جب واپس آیا تو ابھی تک فائزہ صاحبہ فکر میں جاگ رہی تھیں اور انیہ بھی انہی کے پاس تھی۔

"ٹھیک ہے ذیشو۔ تھوڑا بزی تھا۔ ہو گئی ہے بات۔ دی جان کو بھی تسلی دے آیا ہوں۔ آپ سب بھی ایزی ہوں۔ ریسٹ کریں"

ارمان نے بتایا تب جا کر فائزہ اور شازمہ کی فکر دور ہوئی۔

"الحمداللہ! پھر سے بہت مبارک ہو تم دونوں کو میرے جگر کے ٹکرو۔ جاو آرام کرو تم بھی"

فائزہ صاحبہ کی تو مراد بر آئی تھی آج۔

جبکہ وہ دونوں شب بخیر کہے گئیں تو انیہ نے پلیٹ میں پڑا آخری رس گلہ بھی اٹھایا جسے ارمان نے جھک کر اسکے ہاتھ سے لے کر واپس پلیٹ میں رکھا، انیہ نے معصومیت سے سر اٹھایا ہی کہ ارمان نے اسے سنبھلنے کی

مہلت دیے بنا اپنی بازووں میں بھر کر اٹھایا، دونوں کی سانسیں ایک دوسرے کے چہرے پر پھیلتے فسوں طاری کر گئیں۔

"میرے سامنے تم تین رس گلے کھا چکی ہو، پیچھے بھی کھائیں ہوں گے اور ابھی اس آخری پر بھی نظر ڈال لی۔ اتنے میٹھے ہضم کیسے کرو گی؟ تمہیں پتا ہے اس ایک میں کتنی کیلریز ہیں؟"

ارمان نے اسے اٹھائے ہی رس گلوں کے نقصان کا پورا درس سنا دیا۔

"کیا کروں، دل چاہ رہا ہے میٹھا کھانے کو۔ روک نہیں پا رہی تھی خود کو"

انیہ نے ارمان کی گردن میں اپنے دونوں ہاتھ لپیٹے معصومیت سے مسئلہ بتایا۔

"ایسے تو تم پہلے ہی منتھ موٹی ہو جاو گی۔ میں تو ففتھ منتھ میں تمہیں تھوڑا ہیلتھی امید کر رہا ہوں"

وہ روم میں آ چکے تھے، ارمان کو وہ محبت سے تکتی اسکی فکر سنے ہنسی۔

آپ کہتے ہیں تواب سے میٹھے کو ہاتھ بھی نہیں لگاتی۔ موٹی بری لگوں گی"
"آپکو؟

وہ جیسے فوراً سے فکر مند ہوئی، ارمان اسے اس پر سے نظر نہ ہٹائی
گئی، نظروں میں وارفتگی سمٹی۔

"بری کا لفظ دوبارہ مت کہنا۔ تم کیا ہو میری بتاؤ؟"

وہ اب تک اسے اٹھائے ہوئے تھا، انیہ کے دل کی دھڑکن سی ارمان کے
قریب ہونے پر بڑھی۔

"میں محبت"

وہ فوراً مخمور اترائی۔

محبت ہو تو بری کیسے لگ سکتی ہو۔ بس ایسے ہی منع کر دیا۔ تم منع مت "
ہونا۔ تمہیں جو اچھا لگے، مجھ میں اور اس پوری دنیا میں۔ سب ملے گا
"تمہیں۔

وہ آنکھیں جھپکنا ہی بھول گئی، وہ اس وقت یہ مان دیتا بہت حسین لگ رہا تھا۔

"مجھے اگر دنیا کے ساتھ آپکی چوائز ملے تو میرا فیصلہ ہر صورت آپکے حق میں ہو گا ارمان۔ تو آپ مجھے ملتے رہیں بس۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے"

وہ قناعت کر رہی تھی، بھلا ایسے کیسے چلتا، وہ تو چاہتا تھا انیہ فرمائشیں کر کر اسکا سر چاٹ جائے پر یہ تو بس محبوبہ ہونے تک آفت تھی، بیوی اور جسم کا لباس بنتے ہی امن پسند بن جاتی تھی۔

"میں تمہیں مل چکا ہوں۔ تم میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہو"

لفظوں میں احترام محبت اور بہت سا خمار تھا کہ وہ شرمگیں مسکائی۔

"آپ بھی۔ کیا بے بی کی سیلبریشن نہیں کرنی؟"

ارمان اسے جھک کر میٹرس پر منتقل کرتا کرتا انیہ کے جھجھک بھرے سوال پر بے اختیار مسکرایا۔

دور جانے کے ارادے کو پس پشت ڈال کر وہ اسکے ساتھ ہی لیٹے انیہ پر زرا سا کہنی کے سہارے سے جھکا۔

"کی تو ہے سیلبریشن۔۔جس سے تم نے پتا نہیں کتنی ہزار کیلریز گین کی ہیں"

وہ شرارت پر اترا تھا،انیہ پہلی بار اسکی طلب کر رہی تھی یہ بات ارمان کو اک الگ ہی سرور دے رہی تھی۔

"اب ایک سیلبریشن،ان کیلریز کو برن کرنے کے لیے بھی چاہیے مجھے"

وہ ارمان کی آنکھوں میں دلیری سے جھانکی،وہ گرے ہونے کے باوجود انیہ کو گہرا ڈوبو لیتی تھیں۔

"تم نے پہلی بار کہا ایسا۔۔کیا مجھے پاگل کرنا چاہتی ہو؟۔مجھے لگتا تھا تم ساری زندگی میری ہی کوششوں سے مجھے ملو گی۔میں چاہتا ہوں تم یونہی خود بھی اپنی خواہش کہو۔ہمیشہ انیہ۔"

وہ اسکے مطالبے پر خوش تھا اور وہ محترمہ شرما کر چہرہ پھیر گئیں، گال دہک گئے۔

"جب ایک لڑکی کو اسکے شوہر کی طرف سے ہر طرح کا سکھ ملتا ہے تو وہ تب ہی جا کر اتنی باہمت ہوتی ہے کہ اپنی ذات کی فطری حیا کے پردے میں کچھ دیر اپنے محرم کو خود لے آئے۔ مجھے سارے سکھ دے دیے۔ اب میری ڈیمانڈ بڑھ گئی ہے"

وہ چہرہ چرانے کی بھرپور کوشوں میں تھی، ارمان نے جھک کر اسکی گال پر دیوانگی سے لب رکھے پھر چہرہ اٹھائے انیہ کا ماتھا چوما، انیہ نے سکون سے آنکھیں میچتے چہرہ واپس ارمان کی طرف پھیرا تا کہ وہ بقیہ سارے لمس بھی ارمان سے وصول کر کے اترا سکے، پر وہ اسکے ہونٹوں پر جھکتے جھکتے رکا، انیہ کے چہرے پر دھنک رنگوں کا بسیرا ہوا۔

یہ ڈیمانڈ ہمیشہ بڑھنی چاہیے۔ تمہارے ساتھ باتیں ہوں، لڑنا ہو یا"

رومینس ہو۔سب انجوائے کرتا ہوں۔ کیا میں پاگل واگل ہوں مسیز

"ارمان؟

اف ارمان کا شرارتی روپ تو زیادہ دیوانہ کر رہا تھا اور انیہ ہلکان تھی اب اس بندے کو اور کتنا چاہیے۔

"جی۔۔بہت بڑے"

وہ بھی جواباً ہنس پڑی اور ہنستے ہنستے دونوں ہی ایک دوسرے کی طلب سے شدید سا بھر گئے، جواب صرف ایک دوسرے کو روح تک اتارنے پر ہی مدھم ہو سکتی تھی،اور اسکی شروعات ارمان نے اسکی ہر سانس قبضے میں کر کے کی جو سانسوں کے اس سنگم پر بھی مسکراتی، ارمان کے ہوش اڑانے کی پوری سازش رچا چکی تھی۔

★★★★★★★★★★★★★★★

زالے نے عشاء پڑھ کر چینج کیا اور روم کی کھڑکی کا پردہ ہٹائے وہ گھٹن سی ہونے پر سرد ہوا میں سانس بھرنے لگی، چھوٹی سی براون شرٹ کے ساتھ وائیٹ ٹراوزر پہنے، کندھے تک آئے بال کھولے، پیروں میں موزے چڑھائے وہ اداس سی کھڑی تھی کہ تبھی روم پر دستک ہوئی، پردہ جما کر وہ جلدی سے پلٹی۔

زالے کی آنکھوں میں دفعتا تیر گی اتری، وہ فورا سے ڈور کے پاس آئی اور کھولا تو سامنے وہ کھڑا تھا، بلیڈز بازو پر رکھے دکھتی سرد آنکھوں سے زالے کی آنکھیں کھوجتا ہوا، فل بلیک میں، سر کے بال بے ترتیب، آنکھیں غیر معمولی سرخی میں ڈوبی تھیں اور شرٹ کے دو بٹن بھی کھلے تھے، کف فولڈ تھے، شرٹ پینٹ کے اندر تھی بس یہ ترتیب سلامت تھی، تب بھی زالے کو وہ سکون کا جہاں لگا، جو اسکی دہلیز تک اک پکار پر چلا آیا تھا۔

زالے کے دل کو دھکا سا لگا، اس نے فوراً ذیشان کو اندر آنے کا راستہ دیا اور ڈور بند کیے پلٹی تو وہ بھی اسکی طرف گہرا سانس لیے پلٹ چکا تھا، اسے دیکھ نہیں پا رہا تھا تو نظریں کمرے کے چار سو پھیریں، روم لگژری تھا، اور ہیٹ کا انتظام بھی تھا کہ بنا کسی بلینکٹ کے سونا بھی آسان ہو۔

"گندی گال دھوئی؟"

وہ اسے دیکھتے سرگوشی میں بولی تو ذیشان نے بنا دیکھے سر اثبات میں ہلایا، زالے کی آنکھیں اسکی بچگانہ جنبش پر سرخ پڑیں۔

زالے نے ایک ہاتھ دھیرے سے اٹھا کر ذیشان کی گال سے جوڑا اور دوسرے کانپتے ہاتھ کو بڑھا کر ذیشان کے ہاتھ سے اسکا بلیذر لیا اور میٹرس پر رکھے وہ دونوں ہتھیلیوں کی ٹھنڈک ذیشان کے چہرے پر رکھے نزدیک سرکی۔

وہ اب بھی اسکے چہرے کے تکلیف بڑھاتے نقش دیکھ رہا تھا پر آنکھوں کو نہیں، وہ اس وقت بہت کمزور ہو رہا تھا، وہ مضبوط تھی شاید کہ ذیشان کے ٹوٹے وجود کو سنبھال لیتی۔

زالے نے زرا سا پیروں پر اٹھتے ایک ہاتھ ہٹایا اور اپنے ہونٹوں کو ذیشان کی گال پر رکھے چوما، ذیشان کا پورا ناراض جہاں بس اس لڑکی کی اتنی سی مٹھاس پر راضی ہو گیا، وہ جس طرح اسے دیکھ رہا تھا، اب کی بار نظریں زالے کی چھلک کر جھکیں۔

دونوں ہاتھ ذیشان کے اطراف لپٹے اسکے سینے سے جا لگی، ذیشان نے فورا بازو اسکے اطراف باندھے کیونکہ وہ اسے گلے لگانے کو تڑپ رہا تھا اور ذیشان کے بازووں کی جان لیوا گرفت ملنے کی دیر تھی کہ زالے اسے سینے میں چہرہ دیے پھوٹ کر رو پڑی جیسے اس شخص کی رہی سہی جان بھی لے لینا چاہتی ہو، ذیشان نے اسکی کمر پر ہاتھوں کو پھیرے اسکی یہ خود ساختہ تکلیف کم کی پر ابھی فورا مشکل تھا۔

م۔۔میں اس دنیا کی سب سے بیکار وائف ہوں۔آئی نو۔۔سب سے ظالم "
بھی۔میں نے جو آپکو کہا، مجھے جلدی معاف مت کریے گا۔مجھ سے بہت
سے منتیں کروائیں۔کیونکہ میں نے غلطی کی۔آپ پر شک کیا، بھلے کچھ
"ل۔۔لمحے ہی سہی۔

ذیشان کے لیے آخری تین لفظ ہوش دلانے والے تھے ورنہ وہ زالے کے
قدموں میں فنا ہو چکا تھا۔

"مطلب اب شک نہیں رہا؟ کس نے تمہاری غلط فہمی دور کی؟ بتاو مجھے "

وہ اپنی آواز کا درد چھپا نہ سکا، نہ بھاری پن، اسے اپنے سینے سے دور کرنا چاہا پر
وہ مزید شدت سے لپٹی کہ ذیشان کا دل کپکپا گیا۔

"آپکی محبت کی شدت نے"

وہ ہنوز اس میں چھپی رو رہی تھی، اس لیے نہیں کہ اس نے ذیشان کو ہرٹ
کیا، اس لیے کہ اس نے اپنے سکون کو بے سکون کیا، وہ اسکی بازووں میں
قید دنیا جہاں سے سکھی تھی پر اب رونا روکنا دو بھر تھا۔

"زالے! پلیز کلیئر کرو سب"

وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر زبردستی کھولتا سامنے تو لایا پر نظر جب زالے کے ہاتھ پر گئی تو ذیشان کا دل کٹ گیا، اسکا ہاتھ بری طرح سرخ ہو رہا تھا۔

"پھر ہاتھ کانٹوں پر چلا گیا۔۔۔"

ذیشان نے پریشانی سے اسکا ہاتھ پکڑ کر دیکھا تو وہ روہانسی ہوئے اسکے پوچھنے سے پہلے ہی بولی، شکوہ کناں وہ بھوری آنکھیں زالے کا دم نکال رہی تھیں۔

تم مجھے کانٹوں پر پھینک دیا کرو، یہ مت کیا کرو خود کے ساتھ۔ کچھ"

"ہے۔ آئنٹمنٹ وغیرہ

وہ اسکو پکڑ کر کاوچ پر بٹھائے اسکے قدموں میں ہی بیٹھا تو وہ مزید پھوٹ پھوٹ کر روتی سر نفی میں ہلا گئی، اسکی ہچکی سی بندھی۔

روکیوں رہی ہو۔۔۔ مجھے رلاو۔۔ خبردار تم روئی زالے۔۔۔ میں اسکے"

لیے کچھ لاتا ہوں۔ مے بھی ہوٹل والوں کے پاس کچھ ہو۔ سٹاپ

"کرائنگ

وہ اسکے قدموں سے اسے ڈانتا ہوا اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے جھک کر سر چومے دلاسے کی طرح سمجھا کر اٹھ کر روم سے گیا تو زالے نے اپنے ہاتھ کو دھندلائی آنکھوں میں دیکھا۔

یہ کیسا انسان بنایا ہے آپ نے۔۔۔روٹھتا ہی نہیں۔م۔۔میں انکو منانا" چاہتی ہوں۔پلیز اللہ تھوڑا ناراض کر دیں انھیں مجھ سے ورنہ میرے دل کا گلٹ کیسے جائے گا۔انکی آنکھیں میری وجہ سے نم ہوئیں،وہ میری وجہ سے "مرجھائے ہوئے ہیں۔میں ی۔یہ برداشت نہیں کر پا رہی،پلیز ہیلپ می زالے کا پورا جسم رونے کے سبب کانپ رہا تھا،وہ آہٹ پر سر اٹھا کر دیکھنے لگی،وہ روم کا ڈور بند کیے ہاتھ میں زخموں پر لگانے والی کو آئنٹمنٹ لیے ٹھیک زالے کے سامنے ہی گلاس ٹیبل بلکل اس سے جوڑے بیٹھا

سپاٹ، سنجیدہ اور دلبرداشتہ سا تھا اور زالے کو دیکھے بنا اس نے زالے کا ہاتھ نرماہٹ کے سنگ اپنے خوبصورت اور مضبوط ہاتھ میں لیا اور آئنٹمنٹ کا کیپ اتارے لگانے ہی لگا جب زالے نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

"زالے! ہاتھ سوجھ رہا ہے تمہارا۔ پلیز اپنا ہاتھ دو"

وہ اب بھی نظر نیچے کیے سختی سے ڈانٹتے بولا پر وہ ضدی بن گئی، وہ اسکی آنکھیں خود پر جمی چاہتی تھی۔

مجھے لگا جو ممی کے ساتھ ہوا، میرے ساتھ بھی وہی ہو گا۔ میں ہمیشہ ایسا ہی "

"سوچتی تھی۔ میں آپ سے ڈرتی تھی ذیشان۔ بہت ڈرتی تھی

وہ اس سے بات کر رہی تھی پر وہ سننے کے باوجود اسے ابھی دیکھ نہیں سکتا

تھا، دل عجیب سے درد میں تھا۔

"مجھ سے کیوں ڈرتی تھی تم۔۔"

وہ کرب سے اسکی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں دبائے بولا، آواز دب سی گئی۔

"آنکھوں میں دیکھ کر پوچھیں، ایسے مجھ سے کچھ بولا نہیں جائے گا۔"

وہ اسکو دیکھنا چاہتی تھی جو اتنے قریب بیٹھ کر بھی چھپنے کی کوشش میں تھا۔

"مشکل ہے۔ رونا بند کرو"

وہ واپس ہاتھ کھینچ رہی تھی اور ذیشان سے اس پر دوالگانا دوبھر ہو رہا تھا۔

"نہیں کر رہی۔ دیکھیں مجھے ذیشان خدا کے لیے"

وہ اسکے چہرے سے لگے چلائی پر وہ تب بھی نہ بولا، زالے کے رونے میں شدت آئی اور اسکا رونا ذیشان پر بھاری تھا، وہ اسے پکار رہی تھی، یوں کہ اسکے ہونٹوں کی شکائیت ذیشان کے ہونٹوں تک محسوس کن ہوئے پہنچی، ذیشان نے وہ ملائم پھیلتے ہونٹ کچھ دیر پہلے اپنے ہونٹوں کے ساتھ فیل کیے اور یہ لمحہ اسکا سر چکرانے کا سبب بنا، وہ خود ہی ہوش کرتے پیچھے ہٹی، پر ہنوز رو رہی تھی، نظریں جھکا گئی، ذیشان نے اسکے دور ہونے پر بے ارادہ زالے کی بازو مٹھی میں لی، پر وہ جیسے ہانپ گئی، ذیشان نے خود کو سنبھالا بھی اور قابو بھی کرے کچھ دیر خاموشی سے خود پر جبر کیا۔

"رومت، مجھے دیکھنے دو اپنا ہاتھ۔۔۔"

وہ اسکے ہاتھ کو اس بار اپنے ہاتھ میں زبردستی کھینچ کر دبا گیا کیونکہ وہ بار بار کھینچ لیتی تھی۔

"تبھی میں نے آگیا ہے واپس ملک رحیدر ذیشان بگھڑا والا پہلے لگا مجھے ۔۔م

اتنا بڑا بہتان لگاتے ایک بار بھی نہیں سوچا، کہا تھا میں نارمل لڑکی نہیں۔

"مجھے معاف کر دیں گے ناں؟

وہ ابھی زالے کو دیکھنا برداشت نہیں کر سکتا

تھا تبھی اسکے زخمی ہاتھ کو ہی سارے مرہم دینے میں لگا تھا۔

"تمہیں خود پر اتنا یقین ہونا چاہیے تھا کہ تم سے جڑنے کے بعد مجھ میں جتنے

بگھاڑ آئیں گے انکا تعلق صرف تم سے ہو گا، کسی غیر عورت یا وجود کا اس

میں کوئی دخل نہیں۔مجھے کوئی گلہ نہیں، تم میری چھوٹی سی محبوبہ ہو تم پر

ایسے سو ستم بھی معاف ہیں۔بس رونا بند کرو تاکہ میں تمہارا

"چہرہ دیکھ سکوں

مرہم وہ بھلے ہاتھ کو دے رہا تھا پر دوا زالے کے دل پر لگ رہی تھی، وہ

ذیشان کے شانے سے جا لپٹتی خود بھی چہرہ چھپا گئی۔

ذیشان کا ہاتھ اسکے زخمی ہاتھ پر مرہم لگانا بھول گیا، وہ کتنی دیر تک اسکے قریب رہی اور ذیشان حیدر ملک کی سانسیں توازن میں نہ آ سکیں۔

"میں بہت بری ہوں ذیشان۔ آئی ایم سوری۔ مجھے تکلیف ہوئی۔ میں وہ برداشت ن۔۔ نہیں کر سکی۔ مجھے لگا جیسے چھو وہ آپکو رہی ہے۔ لیکن دم میرا گھٹ رہا ہے۔ ک۔۔ کیوں ڈالی مجھے ایسی عادت اپنی۔۔۔ ہاں۔"

وہ اب تک اسکے شانے سے لگی اس سے بات کر رہی تھی جس نے اسکے ہاتھ کو دائیں کرتے زالے کو کاوچ سے اٹھائے خود پر منتقل کرتے اپنے سینے لگایا، وہ بچوں کی طرح اسکی گود میں اس سے چپکی ہوئی گردن کے پاس دبی آہیں بھر رہی تھی۔

"تم نے بھی تو مجھے اپنی عادت ڈالی ہے۔ میں کس سے شکائیت کروں؟"

وہ بھی اپنی جگہ برحق تھا، وہ رونا سنبھالتی سامنے ہوئی تو بھیگی سانسیں کھینچ کر منہ پھلائے ذیشان کو دیکھنے لگی جو اسکی گلابی ناک دیکھ کر ویسے ہی مسکرا دیا۔

"م۔ مجھ سے کریں۔اور کسی سے نہیں۔جو ہے بس مجھ تک رہے"

اس کے چہرے پر پھیلتا کرب شدت پکڑ رہا تھا،ذیشان کا دل اس لڑکی کی ایک ایک بھیگی سانس پر مرکز سے ہل رہا تھا۔

سب کچھ تم تک ہی تو رہ گیا۔ مجھ میں مجھ سے زیادہ اتر کر بھی خوش نہیں ہو تم۔ایک ایک لمحہ میں نے کس اذیت میں کاٹا ہے، حساب لینے پر آوں تو تمہاری جان خطرے میں پڑ جائے۔سب کچھ تم تک ہے زالے۔میں تم سے بہت سیریس ریلشنشپ میں جکڑ چکا ہوں۔ سمجھو اس بات کو۔کیوں "رو رہی ہو۔میرا دل ہول رہا ہے

وہ اب بھی چپ نہ ہوئی، روتی رہی، اسے دیکھتی رہی۔

"آئی مس یو سو مچ ذیشان"

وہ زخمی ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑواتی پھر سے ذیشان سے لپٹی، اسکو دبوچ رکھا تھا جیسے ڈر ہو وہ بھاگ جائے گا، جبکہ وہ صدمے کی سی کیفیت میں تھا

کہ جسے اپنے دل سے لگانے کے لیے وہ یہ دو ہفتے تڑپا ہے آج وہ خود ہی دور ہونے پر راضی نہیں۔

ایسے گود میں بیٹھی رہو گی تو بس اس چھوٹے سے بے بی پر لاڈ آئیں گے" مجھے۔ وائف کی طرح بیہیو کرو پھر میں بتاتا ہوں میں نے کتنا مس کیا۔ چلو "چھوڑو۔ نہیں بھاگ رہا زالے

وہ اسکے گھوٹنے پر پریشان ہوا جو سچ میں ڈری تھی کہ وہ دور نہ ہو جائے، ذیشان کی بے باک چھیڑ خانی پر وہ نا صرف دور ہوئی بلکہ جلدی سے اسکی گود سے نکل کر واپس سامنے کاوچ پر بیٹھی، ذیشان کی درد میں ڈوبی آنکھیں زالے کی فرمابرداری پر خمار و پیار سے اٹ گئیں۔

★★★★★★★★★★★

"میں نے کتنا مس کیا یہ سننے کے لیے اتنی بے قرار ہو؟"

زالے کے روبرو جا بیٹھنے اور آنسوؤں کو رگڑ کر مٹانے نے ذیشان کو کچھ شرارت کے موڈ میں دھکیلا، وہ آنکھیں جھکائے نفی میں سر ہلائے چہرہ دوسری طرف گما گئی تو ذیشان کی محبت سے بھری نظریں بھی اس رخ مہتاب کے تعاقب میں گئیں۔

"بتاؤ ناں۔۔ہے۔ستارے نہیں دیکھنے آج"

زالے نے پھر سے نفی کی، وہ اسے دیکھتا بے ساختہ مسکرایا۔

"بادل ہیں باہر"

وہ وہیں سے کھڑکی کی طرف دیکھنے لگی، ابھی بھی بارش کے بعد کی چمک کھڑکی کے پار سے بھی دیکھی جاسکتی تھی۔

دوسرا آپشن ہے ناں، مجھے دیکھ لو۔جیسے میں تمہیں دیکھ کر بات نہیں کر پا" رہا تھا تو تمہیں تکلیف ہوئی، ویسے مجھے دے رہی ہو۔کم از کم تم مجھے دیکھ تو "سکتی ہو ناں۔۔۔میں تمہارا وہی زیشان ہوں جسے مس کرتی رہی ہو

دھیرے سے زالے کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں دباکر ریکوسٹ کی تو وہ مشکل سے ہی سہی اسے دیکھنے لگی پر پلکیں بھیگی تھیں۔

"تم ایسے بہت پیاری لگ رہی ہو"

اسکی بھیگی آنکھیں ذیشان کو اترانے پر مجبور کر گئیں تو وہ بول بھی بیٹھا۔

"بے بس اور اداس؟"

وہ فورا بولی، بھیگی سانس بھرتے اور ہچکی لیتے ہوئے۔

تمہیں ایسا لگا پر مجھے تو سپیشل فیل ہو رہا ہے کہ میری طرح اللہ نے"

"تمہارے دل میں بھی میرے لیے تھوڑے ہی سہی جذبات ڈال دیے

وہ اسے تکتی" تھوڑے "پر نظریں جھکا گئی، یہی سوچ رہی تھی کہ وہ تو آخری حد پر کھڑی ہے پھر ذیشان کو اسکے جذبات تھوڑے کیوں لگے، وہ یہی سمجھ رہی تھی شاید اسے ہی جذبات عیاں کرنے کا ڈھنگ نہیں۔

"ہاں بہت تھوڑے"

اسکی آواز کا روٹھا پن کسی کو راحت دے گیا۔

جذبات تھوڑے ہی سہی تم مجھے کسی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتی"
زالے، اور اس بات پر میں بہت خوش ہوں۔۔ کم جذبات پر کمپر ومائز بھی
"کر لوں گا۔

جب وہ لڑکی مزید دور دور سے جان لیتی محسوس ہوئی تو ذیشان نے اسکے
ہاتھ کو ہلکا ساد باتے جان بوجھ کر لہجہ بدلا کہ وہ درد ساہونے پر اس کے
قریب ہوئی، وہ ساری خفگی بھول گئی جب ذیشان کے پاس ہوئی، دل چاہا
اپنے جذبات بتادے پر وہ اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے ایک ہی لمحے بھی اپنے
اندر گھول کر زالے کو فنا کر دے گا۔

مجھے بھی پتا چل گئی ہے یہ بات۔ اور اتنی جلدی معاف نہیں کریں۔ تھوڑا"
غصہ دیکھائیں۔ تھوڑا ایٹیوڈ دیکھائیں۔ یکدم سے پیار نہیں کرنا۔۔۔ میں
"منانا چاہتی ہوں آپکو

وہ روبرو بیٹھی سسکیاں بھرے خود کے لیے ذیشان کو اکسا رہی تھی اور اس شخص کا بس نہ چلا آنکھیں جھپکانا بھی چھوڑ دے بس زالے کو دیکھتا رہے، اسکا چہرہ خفظ کرلے۔

ابھی تم پر سکون ہو جاو، یہ سب فرصت سے کروں گا۔ سنو ہاتھ کو گیلا" "مت ہونے دینا

ذیشان نے پیار نہ کرنے والی بات پر ہاتھ چھڑوائے اور آئنٹمنٹ کا کیپ بند کیے وہ اسکو سائیڈ رکھے نظریں چرا گیا۔

زالے نے سر ہلایا اور زرا سا آگے کو کھسک کر بیٹھے اپنے دونوں ہاتھ ذیشان کے ہاتھوں میں دوبارہ سے تھمائے جنھیں وہ نرمی سے اپنے ہاتھوں میں بھرے بھوری آنکھوں میں وفا اور انس سمیٹ لایا، دیوانگی اور جنونیت تو ان آنکھوں کا نہ جھٹلایا ہوا حصہ تھے۔

میں جلدی آجاوں گی آپکے پاس واپس، پر اپر بارات لانی ہو گی آپکو آلسن" میں، مجھے آپکی دلہن بھی بننا ہے۔ اور آپ کو اجازت ہے میری عادت خود

کوڈالنے کی۔ کچھ بھی کہنے کی۔ مطلب ساری اپنی باتیں صرف مجھ سے

"کریں ذیشان

وہ تھوڑا سا جھجھکی پر پھر اختتام تک ذیشان کے نظریں جھکانے پر پر اعتماد ہوئی جو زالے کی اجازتوں پر پاگل ہو رہا تھا، پیار امڈ امڈ کر آرہا تھا پر روکنے کی بھرپور کوشش میں تھا۔

ہمم۔۔ تو ٹاپک بھلے محبت ہی کیوں نہ ہو۔؟ جس سے تم چڑتی تھی کیونکہ " میری باتیں تو ایسی ہی ڈبل مینیگ ہوں گی جو تمہیں تنگ کریں گی، تو اگر

"یہ اجازت دے رہی ہو تو پرا پر دو

وہ باز آنے والی چیز کہاں تھا، منہ پھاڑ کر اپنے کرتوت کہے کہ وہ سدھرنے والی چیز نہیں، زالے نے فوراً سے نظریں چرائیں، کیونکہ وہ اسکو جی بھر کر دیکھنے کو آنکھیں زالے پر ڈال چکا تھا۔

کچھ بھی۔ اب سے بس آپکی مرضی چلے گی۔ کیونکہ جو میں نے کیا اسکا یہی "

"جرمانہ ہے

ابھی وہ بات مکمل نہ کر پائی کے وہ میز سے اٹھے زالے کے ساتھ جا بیٹھا، زالے نے پھول جاتے سانس کو قابو کرتے گھبرا کر گردن گماتے اپنے ساتھ لگ کر بیٹھے ذیشان کو دیکھا۔

وہ اسکے اتنے قریب بیٹھنے پر جم سی گئی تھی،اوپر سے وہ جس طرح محبت میں دھت نگاہیں لیے تاڑ رہا تھا، زالے کا درجہ حرارت ویسے ہی شوٹ کرنے کے دہانے پر تھا، ذیشان کی بھاری انگلیاں زالے کے رخساروں اور گردن کی جلد سے مس ہو رہی تھیں اور وہ یہ سب برداشت سے زیادہ جان رہی تھی۔

تم پر سب جرمانے معاف ہیں، لیکن تم میری نظروں سے اوجھل ہونے " کی بات مت کرو، دوبارہ آلسن نہیں جانے دے رہا، بیس گھنٹے کی جدائی تو بس جاتے ہی سہنی ہو گی، میرے لیے تمہیں دیکھے بنا کاٹا جاتا ایک ایک لمحہ حرام ہے اور میں یہ بات چھپا نہیں سکتا۔ میں بس تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ میری اور کوئی دلچسپی نہیں ہے اس دنیا میں۔ ہم آلین اور علیحہ کو

یہیں بلوالیں گے شادی کے لیے لیکن میں تمہیں اب زرا دیر بھی خود سے
"او جھل نہیں کر سکتا۔ت۔۔تم سمجھ رہی ہو مجھے ؟

وہ اسکے پاس بیٹھا اپنے ٹوٹے پھوٹے جذبات سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا اور زالے کی آنکھوں پر نمی کی تہہ چڑھ گئی،اس نے اپنے چہرے کو چھوتے ذیشان کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھوں کی ملائم سی گرفت جمائی۔

میں سمجھ رہی ہوں۔ایک لمحے کے لیے بھی دور"
نہیں۔۔۔مطلب۔۔۔مجھے تو ابھی اپنا خواب پورا کرنا ہے۔بیسٹ میڈیکل یونیورسٹی میں جانا ہے۔اس بیچ تو بہت سے لمحے ہم مل نہیں سکیں گے۔تو یہ مشکل نہیں ہو گا؟م۔۔میں اپنا بتاوں تو تین چار دن تو بنا اداس
"ہوئے رہ سکتی ہوں لیکن اسکے بعد بس۔۔۔

وہ معصومیت سے حساب کتاب کرتی ذیشان کو سچ میں مسکرانے پر مجبور کر گئی لیکن جب وہ آخری جملہ کہتے کہتے رکی تو ذیشان کی خوشی کو اور رنگ لگے،موسم خوش تھے کہ انکا یہ چہیتا بھی دل کھول کر مسکایا ہے۔

تم رہ سکتی ہو زالے، تمہیں کونسا محبت ہے مجھ سے۔ رہی بات دوری کی تو" ابھی تو تمہارا رزلٹ آئے گا۔ کافی منتھ ہیں۔ کیا پتا اس بیچ میں خود ہی تمہیں دیکھ دیکھ کر بور ہو جاؤں اور عشق کا بخار ہلکا ہو جائے۔ پھر تمہیں کس نے "پوچھنا ہے۔ بنتی رہنا ڈاکٹر

زالے جو دم سادھے بیٹھی تھی، ایسے بے یقین جواب پر سچ میں وہ آنکھوں کی ٹھہری نمی جب رخسار پر رینگی تو ذیشان کے ہونٹوں سے شرارت بھری مسکراہٹ لمحے میں غائب ہوئی۔

وہ بس خود کو بے قابو اور بے خود ہونے سے روکنے کو جوک مارنے کی فضول کوشش کر بیٹھا تھا۔

"س۔۔سچ میں یہ تڑپ اور محبت ختم ہو جائے گی؟"

زالے کے کانپتے لہجے پر ذیشان کا دل کند چھری سے کٹا، فوراً اسے نفی کرتے اسے دلاسا دیا۔

"یہ میں نے بس چھیڑا تھا تمہیں"

وہ پیار سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے وہ آنسو پورا بہنے سے پہلے ہی انگوٹھے کی پور میں جذب کر گیا پر وہ تو دکھی ہو گئی تھی۔

"د۔۔دل میں درد ہوا آپ کے چھیڑنے پر"

وہ روتے ہوئے بمشکل بول سکی، ذیشان سے مزید اسے دور رکھنا اجیرن تھا تبھی تو پوری شدت سے زالے کو اپنی بازووں میں بھرے سینے سے لگایا اور وہ ڈرتی ہوئی لگ بھی گئی کیونکہ وہ زالے کو بس گلے لگا ہی چپ کروا سکتا تھا۔

"دوبارہ کبھی نہیں چھیڑوں گا۔ تم پلیز یہ آنسو خود سے دور کر دو۔ میں نے بہت مس کیا تمہیں زالے۔ بہت زیادہ۔ میرا بس چلے میں تمہیں یہیں رکھ لوں ساری عمر۔ انہی بازووں میں۔ اب تم بتاو کتنا مس کیا مجھے؟"

وہ اس وقت اسکے گلے لگی سہمی تھی کیا جواب دیتی، مس تو تب کرتی جب اسے بھولتی، وہ تو زندگی کا خوشنما سکھ بن چکا تھا۔

مس ک۔ کا تو پتا نہیں۔ بھولی نہیں اک لمحہ بھی۔ آپ نے مجھے دو ہفتے "

بہت پریشان رکھا، ہرٹنگ باتیں کیں۔ ایسے شو کیا جیسے میں ظالم ہوں اور

"آپ مظلوم۔ پتا ہے آپکی جلی کٹی پر کتنا روتی تھی

اٹکتے بھیگے لہجے میں وہ بولی تو ذیشان نے بازو مزید مضبوطی سے جکڑے، یہ

لڑکی مارنے پر اتری تھی۔

"اب یہ مت کہنا پیپرز میں نے خراب کر دیے"

وہ روٹھا ہوا جوابا بولا تو زالے نے بھی بازو اسکے اطراف اپنی ننھی منھی

گرفت کے سنگ جکڑے۔

"نہیں۔ وہ بیسٹ ہوئے ہیں۔ مجھے خراب کر دیا ہے۔"

وہ پھر اداس ہوئی۔

چلو اسکی سزا مجھے مل جائے گی۔ میرا ایک خریف پیچھے پڑا ہے۔ شاید بدنام "

"کرے کچھ پکچرز لیں انہوں نے میری۔ وہ جو رجانے کیا سب پلین تھا

زالے اسکی بات سنے جلدی سے روبرو ہوئی، وہ اس بات پر بلکل اپ سیٹ نہیں تھا۔

مجھے سب پتا ہے۔اور ان کے پاس اب کوئی پکچرز نہیں ہیں۔میں نے "
"چھین لیں

زالے یہ سب کہنا نہیں چاہتی تھی پر منہ سے نکل گیا۔

واٹ ؟پر کیسے ؟تم کب ملی ان سے۔تم نے کیسے چھینا یہ سب۔۔زالے کیا"
"چھپا رہی ہو مجھ سے ؟

وہ پریشان ہو گیا تھا تبھی زالے بھی بتانے پر مجبور ہوئی۔

میں واپس آئی تھی اسی وقت ذیشان۔اور تبھی ان دو کی آپ سے بات"
سنی۔مزہ چکھایا ہے دونوں کو۔آپکو زندگی میں کبھی پریشان نہیں کریں گے۔اور نہ آپ یہ بات کہنا کہ آپکو کوئی سزا ملے گی۔ایسا میں کبھی نہیں چاہوں گی۔مجھے ج۔۔جتنا بھی ہرٹنگ باتیں کہہ کر رلا لیں تب بھی میں "آپکی کسی سزا پر راضی نہیں۔

وہ پتھرایا ہوا یہ سب سن رہا تھا، گویا قوت گویائی سلب ہو گئی ہو۔

"ویٹ آمنٹ! کیا کیا تم نے ان کے ساتھ؟ ٹیل می زالے"

وہ سخت پینک ہو تا زالے کی بازوؤں کو دبوچ گیا، یہ لڑکی کسی مشکل میں نہ پڑے یہی بات دل نگلنے لگی۔

اس رجا پر تیس لال بیگ ڈالے اور ارحم کے فارہیڈ پر چھ منتھ تک رہنے "والا لوزر کا ٹیٹو بنا دیا۔ پلیز یہ مت پوچھیے گا میں نے اتنے سے ٹائم میں کیسے "کیا

وہ ساری سٹوری سنانے کے بلکل موڈ میں نہ تھی جبکہ ذیشان صدمے میں تھا کہ یہ سب اس لڑکی نے کیا۔

ی۔۔یہ سب تم نے کیا؟ زالے۔۔یہ مت کہنا کہ یہ تم نے میرے لیے "کیا ہے"

وہ خود کو ذیشان کی بازوؤں کی سخت گرفت سے چھڑوانے میں ناکام تھی پر یہ جواب بھی دینا مشکل ہوا۔

"میں آپ پر آتی آنچ بھی برداشت نہیں کر سکتی ذیشان"

جب دیکھنا مشکل ہوا تو زالے نے آنکھیں چرا کر جھکاتے کہہ دیا۔

"یہ محبت تو نہیں ہے ناں؟"

اس کا جھکا چہرہ ٹھوڑی کو پکڑے اوپر اٹھائے آنکھیں ملائیں۔

"نہیں تو"

وہ بھیگی آنکھوں سے مسکراتی جھوٹ گڑھ گئی۔

مجھے کیوں لگ رہی ہے، ہاں۔ میری فیل خراب ہے یا میں پورا ناکارہ ہو "

"گیا؟ ٹیل می پلیز

وہ سانس روک کر ذیشان کو دیکھنے لگی۔ جو بس ہارنے والا تھا، تو گویا اس لڑکی

کا فرار بس یہیں تک تھا۔

"آئی مس یو سو مچ کیونکہ آئی لائک یو۔ اور کچھ نہیں پتا مجھے"

وہ پھر سے ذیشان سے لپٹ گئی جبکہ ذیشان نے اسکو خود میں مانو بھینچ سا لیا، وہ جانتا تھا یہی زالے کا اقرار ہے پر دل کمبخت اس لڑکی کے ہونٹوں سے سننا چاہتا تھا۔

بٹ آئی لو و یو و۔۔۔لائک والی تو میرے کیس میں سٹیج ہی نہیں آئی" زالے۔آئی ریئلی لو و یو۔میں جانتا ہوں کوئی کسی کے بنا نہیں مرتا لیکن دل کی خواہشیں ٹالتے رہو تو ہم اپنے اندر مر کر دفن ہو جاتے ہیں۔میں تم سے جڑی اپنی کوئی خواہش کبھی دبانا نہیں چاہتا نہ تمہیں دبانے دوں گا سو تم مجھے پلیز کہہ دینا جب بھی لگے میں تمہارے پیار کو ڈیزرو کرتا ہوں۔کیونکہ مجھے اپنے اندر مر کر دفن نہیں ہونا۔مجھے تمہارے ساتھ ایک آئیڈیل زندگی جینی ہے"

وہ یہ سب اسے گلے لگائے بولا اور زالے اک اک لفظ کے ساتھ مہکی، مسکرائی اور روئی۔

"ذیشان"

وہ اسکی بازووں کو ہٹائے مچلی تو وہ بیقرار سا اسے روبرو لایا۔

"میں آپ پر یقین کر رہی ہوں ذیشان۔ اسے توڑنے سے پہلے یاد رکھیے گا کہ اس بار میں بھی اسکے ساتھ ٹوٹ کر ختم ہو جاوں گی۔ میں بھی آپکے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ جینا چاہتی ہوں"

وہ تمہید باندھ رہی تھی، اک باوفا کے سنگ، وہ اسے بھی زالے کی معصومیت ہی گردان گیا، یہ اس لڑکی کے ذیشان کی محبت سے بچنے کے حربے تھے۔

"میں ایسا سوچوں بھی تو جان نہ نکل جائے۔ کیوں اتنی فکروں میں پڑی ہو۔ تمہیں ہر ٹنشن سے آزاد کردے گی میری موجودگی۔ اب بتاو مجھے میں قریب آسکتا ہوں تمہارے؟ اگر نہیں تو میں تمہیں دیکھے بنا چلا جاوں گا تو اس پر اداس مت ہونا۔ مجھے اس وقت تم چاہیے ہو، تھوڑی ہی دیر سہی پر بہت سی۔۔۔"

وہ اسے سن کر سن ہی پڑ گئی، جیسے جسم سے اس تقاضے پر جان سی نکل گئی

ہو۔

وہ زور سے ذیشان سے واپس لپٹی، اسکے وجود کے ڈر ذیشان پر شر کی طرح

سوار ہوئے۔

اگر آپ مجھے دیکھے بنا اٹھ کر چلے گئے تو میں تو اداس نہیں ہوں گی پر "
میرے اس دل کی گارنٹی نہیں ہے جس کو آپ قبضے میں لے چکے ہیں۔ کیا
"اتنا آسان ہوتا ہے ذیشان ؟ ملتے ہوئے سکون سے انکار کرنا
وہ اسکے سینے میں آسودگی سے بسی ہوئی تھی، نہیں چاہتی تھی وہ پاس سے

ہلے تک، اٹھنا تو دور کی بات تھی۔

"سکون ؟ کہاں ہے سکون تمہارا ؟"

وہ اس تقاضے سے لپٹے جواب کو کرتے بے چین ہو گیا تھا، آواز ڈوب کر

ابھرتی زالے کی سماعت میں اتری۔

اسکے پاس جو بنا دیکھے اٹھ کر جانے کی بات کر رہا ہے۔ میں آپ سے کچھ نہیں مانگتی، میرے پاس رہ جائیں تھوڑی دیر۔ کم از کم تب تک جب تک میری گھبراہٹ دور نہیں ہوتی۔ یہ ڈر نہیں جاتا کہ آپ نے مجھے معاف کر "دیا اور کبھی نہیں روٹھیں گے

وہ خود کو روک نہیں پائی، ذیشان نے آنکھیں سی موند کر گہرا سانس بھرتے خود پر ٹوٹتا جبر اس حکایت دل پر واپس تنکا تنکا جوڑا، اور اس بار وہ خود ہی ذیشان سے زرا دور ہوئی۔

"اپنے سارے ڈر مجھے دے دو زالے، اپنا آپ بھی دے دو تھوڑا سا۔ تمہاری مسکراہٹ ہنسی اور سکون کا سبب بنوں، ایسا ہی بنا چاہتا ہوں۔ جب اتنی بڑی بات پر نہیں روٹھا تو چھوٹی چھوٹی باتیں سوچوں گا بھی نہیں۔ تم بھی بار بار مجھے ہرٹ تو نہیں کر سکتی۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں۔ بس تمہاری موجودگی چاہیے مجھے، تم نہ ملی تو تم سمیت پوری دنیا سے "ناراضگی۔۔ وہ بھی پکی والی۔۔۔

وہ سب سن رہی تھی تبھی تو خود کو روک نہ سکی کہ آنکھیں نرماہٹوں اور مہربانیوں کے بجائے مطلوب زاویوں پر اتر آئیں، وہ اتنی گم تھی ذیشان حیدر میں کہ اسکے ہونٹ یوں مسکرائے جیسے وہ خوابوں کی دنیا میں جا پہنچی ہو جہاں اسکے ایک ہاتھ میں ذیشان کا ہاتھ تھا تو دوسرے میں آسمان کا سب سے چمکتا ستارہ۔

ایسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھو گی تو بیٹھنا چھوڑ و لیٹنے والا ماحول بنا دوں گا۔ خطرے کو دعوت مت دو۔ میرے حصے کی انرجی تو تم نے ویسے ہی رو کر بہادی۔ میں فکر مند ہوں زرا قریب آیا تمہارا رونا ہی پھر سٹارٹ نہ ہو جائے"

زالے کا چہرہ ذیشان کے بازوؤں میں بھرنے پر گلال چھوڑ گیا، وہ سمجھ نہ پائی اب اس آدمی کو کیا کہے جو اسے اتنے مخمور خیالات سے اتنی بے دردی سے کھینچ لایا کہ بچاری کے کان دھواں اگلنے لگے۔

م۔میر اایسا مطلب نہیں تھا۔ذی۔۔ذیشان کیا کیا بولتے ہیں"

"آپ۔دیکھیں میر امطلب تھا۔۔۔کہ

وہ بوکھلاہٹ میں لپٹتی اتنی پیاری لگی کہ آج جب ذیشان نے بے بس سا ہوتے فاصلہ سمیٹ کر اسکی ٹھوڑی پر ہونٹ رکھ کر دباو دیتے چومی تو وہ آج اپنی اس حرکت پر معافی مانگنے کے کسی موڈ میں نہ تھا، بھلے ذالے کا دل رک جاتا۔

"سوری کریں"

وہ اپنی ٹھوڑی پر ہتھیلی جما کر گھوری۔

"کروالو سوری۔۔یہی تو مطلب تھا تمہارا"

ذیشان کی ڈھٹائی سوا نیزے پر تھی، زالے سے سنجیدہ رہنا مشکل ہوا، دل کی حالت تو ویسے ہی غیر تھی۔

"یہ م۔۔مطلب نہیں تھا"

وہ سرگوشی میں کہے احتجاج کرنے کو لب کھول ہی پائی کہ انھیں ذیشان حیدر نے اپنے ہونٹوں کی اک وارفتہ سی سازش میں جکڑتے گھول لیا، وہ اس اچانک حاوی ہوتے شکنجے پر اسکی بازووں میں دھیرے سے قید ہوتی سوچنے سمجھنے کی ہر حس سے لاتعلق کردی گئی۔

"اب سوری کر سکتا ہوں۔ کیوں کہ اب میں نے واقعی حد توڑی ہے۔ معافی ملے گی مجھے"

اپنی گردن کے پاس چھپی زالے کی میٹھی سی گرم سانسیں فیل کرتے ذیشان نے شوخ مسکرا کر بازووں میں اسکے نرم سے وجود کو سہلایا، سرگوشی کی تو وہ مزید کسمساتی اس میں سمٹنے لگی۔

"آپ نے مجھے توڑا ہے۔ ایسے نہیں ک۔۔ کریں ذیشان۔"

نرم مگر کپکپاتی سرگوشی ذیشان میں مزید سرور برپا کر گئی۔

"ہسبنڈ کو ایسے نہیں روکتے"

وہ اپنے لہجے کو سنجیدہ کر گیا، تو وہ بھی جیسے دل کی دھڑکنیں توازن میں لے آئی۔

"ہسبنڈ نہیں آپ بس میرے ذیشان ہیں"

ایسے مان لٹا کر وہ چاہ رہی تھی ذیشان اپنی حد توڑنے پر پچھتائے، ممکن ہی نہ تھا۔

"یہ سب سے کم اور نرم محبت تھی اس لیے کہ ابھی صرف سکون بنا ہوں تمہارا تو میرے سینے لگ کر میری بازوؤں میں قید ہو تم۔ جس دن کہو گی میں محبت ہوں تمہاری، میں تمہیں اپنی روح میں قید کر لوں گا زالے، یہ چھوٹی سی حد تو بہت عام چیز تھی۔ مجھے نہیں پتا یہ کیسی محبت ہے لیکن تم بھلے میرے پاس رہ کر بھی میری آنکھوں سے دور ہوئی تو میں پاگل ہو جاوں گا۔ اور تم مجھے پاگل مت ہونے دینا۔"

وہ اب تک ٹھیک سے سانس رواں نہ کر سکی، چہرہ سانس نہ لینے پر پیلا پڑا، وہ یوں تھی جیسے اسکے وجود میں سارا لہو ٹھنڈا پڑ گیا تھا، وہ اسے زبردستی پکڑ کر سامنے لایا، یہ لڑکی ایسے سکتے میں جاتی جیسے بت ہے۔

"سانس لو میری جان۔ ورنہ مجھے دینی پڑے گی۔"

وہ اسکی رنگت تکتے دھمکا گیا تو زالے نے ہانپ کر سانس لیتے رخ بدلنا چاہا پر وہ اسے کھینچ کر اپنے گلے واپس لگا کر زالے کا ہلنا تک ناکام کر گیا۔

تم سے گلے لگا رہوں۔ بس اور کچھ نہیں چاہیے۔ مجھے اب لگ رہا ہے میرا" دل جگہ پر آجائے گا۔ تم مجھے اپنے پاس روک لو پلیز۔ میں صبح ہوتے ہی چلا جاوں گا۔ میں ان بازووں سے ابھی تمہیں نکالنے کی ہمت نہیں رکھتا "زالے۔

وہ خود کہاں ہمت رکھتی تھی یہاں سے زرا بھی دور سرکنے کی۔

"ر۔۔رک جائیں میرے سکون"

وہ ہوش میں آئی اور ایسی آئی کہ اسکا یہ کہنا ذیشان پر خماری طاری کر گیا، کتنی ہی دیر وہ ہل تک نہ سکا۔

"زالے یار! ایسے مت کرو۔ خراب کر دو گی تم ہماری لو سٹوری"

وہ اخیر بے بس ہوا پر وہ جوابا دھیما سا مسکرائی۔

"او کے سوری۔ منہ سے نکل گیا۔"

وہ فورا سے بہانہ بنا گئی، ذیشان نے اسے روبرو کیا جواب نظریں اٹھانے میں بلکل ناکام تھی۔

"کیا تم نے عشاء پڑھی؟"

زالے اسکے سوال پر جلدی سے آنکھیں اٹھا کر ذیشان پر جما گئی۔

"جی۔"

وہ جلدی سے پراعتماد ہوتے بولی۔

"میں پڑھ لوں؟"

زالے کو اسکے سوال پر پیار آیا۔

"ضرور۔پڑھ لیں۔"

جلدی سے جواب دیا تو وہ اسکی گال دو انگلیوں اور انگوٹھے میں بھرے جب اسے نہار رہا تھا تو زالے کا دل اوپر نیچے ہوا۔

"تب تک کیا کرو گی؟"

وہ اسکے پہلو سے اٹھنا کتنا مشکل جان رہا ہے یہ زالے سمجھ رہی تھی۔

"آپکے فون میں گیم ڈانلوڈ کروں گی پھر کھیل لوں گی"

زالے نے زیشان کے اوپر جھکتے چالاکی سے اسکے اپنی طرف بینڈ ہونے پر جینز کی جیب سے دبا فون تو نکال لیا پر ذیشان نے اسکی کمر دبوچ لی۔

"اپنے فون میں کیوں نہیں کرو گی؟"

وہ اسکی نزدیکی پر گھبرائی پر سوال پر زرا حوصلے و شرارت میں لوٹی۔

"کیونکہ میں بڑی ہو گئی ہوں"

وہ شوخی سے مسکائی تو ذیشان کھل کر ہنسا۔

بڑی زالے تو دیکھیے جی۔ تم میرا فون رکھ لو۔ خود کو مجھے دے"

"دو۔ڈیل۔۔۔

وہ اسکی گرفت ہٹاتے کاوچ پر ٹھیک سے بیٹھی۔

"نماز پڑھیں۔ تہجد ہو جائے گی کچھ دیر میں۔"

زالے نے فون پر توجہ دیتے نولفٹ کا سائن کیے چلتا کیا تو وہ اسکی کھینچی گال کی سرخی پر ڈھیرے سے پیار دیتا بنا دیکھے ہی اٹھ کر چلا گیا جبکہ زالے نے فون گود میں رکھتے گردن اٹھا اٹھا کر اس طرف دیکھا جہاں وہ گیا تھا۔

دس منٹ تک وہ وضو کیے اچھے سے ٹاول سے ہاتھ اور چہرہ صاف کرتا روم میں آیا تو جب جائے نماز اٹھانے کاوچ کی طرف آیا تو جان بوجھ کر گیم میں گم زالے کی گردن پر اپنا ٹھنڈا ہاتھ لگاتے مسکرا کر گیا، وہ بس زور سے آنکھیں میچ گئی، جب کھولیں تو وہ نماز شروع کر چکا تھا، زالے نے فون غیر ضروری شے کی طرح میز پر رکھتے ذیشان کو دیکھا جو نماز پڑھتا ہوا زیادہ پیارا

لگا، پندرہ منٹ میں ذیشان نے نماز پڑھی اور اس بیچ زالے مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھی، آنکھوں کو سکون مل رہا تھا۔

جب ذیشان نے نماز ختم کی تو زالے نے دیکھا وہ بس چپ چاپ ہاتھ باندھے سامنے غیر مرئی نقطے کو دیکھ کر مسکرا رہا ہے تو وہ اٹھ کر ذیشان کے ساتھ ہی جا بیٹھی۔

"مسکرا کیوں رہے ہیں؟"

زالے ساتھ سے آگے سرک کر بچوں کی طرح ذیشان کے منہ کو تکتی معصومیت سے بولی، ذیشان نے اسکو دیکھ کر سمائیل گہری کی۔

"میں سوچ رہا ہوں واقعی مشکل کے ساتھ آسانی رکھی گئی ہے۔ جیسے اسکی چھوٹی سی مثال کہ تمہاری جدائی، مشکل اور تمہارا آج میرے ساتھ ہونا آسانی ہے"

وہ اس کو بھی زالے سے ریلیٹ کرے گا اس نے سوچا نہیں تھا تبھی تو لاجواب ہو گئی تھی۔

"آپ بچپن سے اتنے اچھے تھے؟"

وہ اسکی بازو سے لگ کر بیٹھی بولی۔

نہیں۔ بہت سڑا ہوا بچہ تھا۔ جسے اسکے گھر والوں نے سب سے چھوٹا سمجھ "

" کر اگنور کر دیا ہو۔ اچھا مجھے بی جی نے کیا، ارمان نے کیا، انیہ نے کیا

وہ اپنا نام سننا چاہتی تھی تبھی تو گال پھلا لیے۔

"ہاا۔ میرا نام نہیں لیا"

وہ جلدی سے اسے مظلومیت سے دیکھنے لگی۔

"تم نے تو بگاڑا ہے مجھے"

زالے کے گال بلش ہوئے۔

"دعا مانگ لیں"

وہ اسکا دھیان دعا پر ڈلوا کر اٹھنے لگی تو ذیشان نے اسے پکڑ کر واپس بٹھایا۔

"تم مل گئی اب اور بچوں کی دعا مانگ لوں؟"

زالے نے زور کا مکا ذیشان کے شانے میں مارا تو جناب کراہ اٹھے۔

"اچھا اچھا ایسے والا تنگ نہیں کروں گا۔ مشکل سے چپ کروایا تھا۔ مت رونا۔ میرا بے بی تم ہی کافی ہو۔"

وہ لاڈ پر مان گئی۔

"اب اٹھ جائیں جائے نماز سے"

وہ خود اٹھی تو ذیشان وہیں ڈھیٹ بنا فرش کے قالین پر ہی لیٹا، زالے نے آنکھیں نکالیں۔

"اٹھا مجھے۔۔دیکھوں کتنی ہمت ہے۔ پکڑو"

وہ اسے تنگ کر رہا تھا، زالے اسے ہلا بھی نہیں سکتی تھی جانتا تھا وہ۔

"ذیشان! ایسے زمین پر اچھے نہیں لگ رہے"

وہ روہانسی ہوئی۔

"تمہارے قدموں میں بچھا ہوں زالے"

زالے کا پارہ اس عاشقی کے کیڑے پر اس سے پہلے چڑھتا وہ اس کھڑی زالے کا ہاتھ کھینچ کر خود پر گرا گیا، جناب کے پاس سے اوپر آ گرتی اس نازک آپسراہ نے بھی اچھے خاصے ہلا دیے پر زالے کو آنچ بھی نہ آئی۔

"ی۔ یہ کیا ہے ذیشان ؟"

وہ اسکے چہرے تک اٹھتی جھک کر منمنائی۔

"وہی تو۔ کیا ہے زالے یہ۔ کیا حال کر دیا ہے تم نے میرا۔"

وہ اسکی بات پر وہیں اسکے شانے پر سر رکھ گئی، پوری ذیشان پر لیٹی تھی، وہ بھی سکون میں تھا۔

"اب یہ حال ٹھیک کیسے ہو گا؟ میکو بتائیں ناں ؟"

زالے نے اسکے سینے میں چھپتے ہی زرا آنکھیں اٹھائیں۔

"تیکو کیوں بتاوں ؟"

وہ بھی اسی طرح لاڈ میں بولا تو زالے مسکائی، وہ بھی مسکرایا۔

آپکو کیڑوں سے الرجی ہے ناں۔ویسے تو یہ لگژری روم ہے پر آپکی فکر "

"ہے مجھے

زالے کی بات پر وہ خوشگوار حیرت سے مسکرایا۔

"تمہیں کیسے پتا؟"

وہ متجسس تھا۔

لالہ کے منہ سے نکلا تھا۔میرے مائینڈ میں رہ گیا۔اٹھ جائیں۔ہم کاوچ پر "

"یا میٹرس پر بیٹھتے ہیں۔

وہ اسے پیار سے سمجھانے لگی۔

"بیٹھ کر تھک گیا ہوں۔لیٹنے دو گی؟ مجھے کمپنی بھی چاہیے ساتھ تمہاری"

وہ اتنے پیار سے کہہ رہا تھا،زالے فوراً اسے اس پر سے نیچے منتقل ہوتے اٹھ بیٹھی۔

"اوکے۔پر یہاں سے اٹھیں"

اس بار جناب فرمابرداری سے اٹھ گئے۔

"میٹرس یا کاوچ ؟"

وہ اسے کنفوز سی دیکھنے لگی۔

"تم جہاں کمفرٹیبل ہو"

ذیشان نے فیصلہ زالے پر چھوڑا تو اس نے میٹرس چنا۔

ذیشان نے بیڈ کے سرہانے کی طرف چاروں نرم تکیے سیٹ کیے وہیں بیٹھے ٹیک لگائے لیٹا اور جب اپنے دونوں بازو زالے کے لیے کھولے تو وہ بھی مسکراتی ہیلز اتارے خود بھی ذیشان کی بازو پر سر رکھے ساتھ ہی لیٹی، ذیشان نے اسکے اطراف بازو لپیٹی جس سے وہ بے دھیانی میں بھی دور نہیں جا سکتی تھی، وہ اسے ہلنے بھی نہ دیتا، دور ہونا تو دور کی بات تھا۔

ذیشان۔ کسی کو نہیں پتا میں پاکستان آئی ہوں۔ تو آپ صبح صبح مت جانا" "یہاں سے۔ ہم ساتھ شیرازی ہاوس چلیں گے۔ اوکے

وہ حکم دے رہی تھی جو مست شہزادہ بنا بس زالے کو فرصت سے دیکھنے، سننے اور محسوس کرنے میں مصروف تھا۔

"ابھی دور جانے کی بات مت کرو۔ابھی بس میرے ساتھ رہو"

وہ اسکی ہر بات میں بس اپنی خوشی لا دیتا اور وہ تکتی رہ جاتی۔

ساتھ نہیں۔پاس۔شیو نہیں کی آپ نے۔دیوداس کی سستی کے بجائے"

مہنگی کاپی لگ رہے ہیں۔آپکو ہمیشہ کلین شیو میں دیکھا۔ایسے نظر لگ

"جائے گی آپکو

وہ یہ والا دھیان تو اب دے پائی تھی،ذیشان کو رشک آیا کہ وہ اسے توجہ

دے رہی ہے۔

"تم آنا ناں میرے روم میں، یہ فریضہ خود نبھا دینا۔"

وہ ایسے مشورے پر گھبرائی۔

"م۔۔میں کیسے؟اور بہانہ کیا کروں گی؟"

وہ جلدی سے پریشان ہوئے اشتیاق لہجے میں لائے بولی۔

"کہنا ذیشان کو گفٹ اور پھول دینے آئی ہوں"

وہ شرارت اور پیار سے ایسے تقاضے پر مسکرائی۔

"کیا گفٹ چاہیے ؟اور کس کلر کے پھول ؟"

وہ پیار سے بھری اور متجسس تھی۔

"گفٹ میں کسیز اور ہگز، پھولوں کا رنگ تم چنو گی۔۔۔ڈیل ؟"

وہ ذیشان کی گال سے لگ کر کی سرگوشی پر ایکسائیڈ ہوئی پر شرمائی بھی،اب تک ذیشان کے ہونٹوں کے دہکتے لمس کی حرارت سانسوں میں گھلی تھی تو شرم سی آگئی۔

"اوکے۔۔۔میں سو جاوں ؟"

وہ ڈرے ڈرے منمنائی۔

سو جاو۔مجھے بھی بہت سی نیند کا حساب چکانا ہے۔جاگ کر پھر قریب "

"آوں گا تمہارے۔تھوڑا سا لیکن مکمل۔گڈ نائیٹ

زالے کا ماتھا چومے وہ اسے تھوڑا سا سینے کی جانب منتقل کرے زالے کی رات مہکا گیا اور آپنا آپ بھی۔

"سنو! یہ تو بتایا ہی نہیں کہ محبت کرو گی مجھ سے ؟"

وہ آنکھیں موند ہی پائی جب ذیشان کے بے تاب سوال پر واپس آنکھیں کھول کر چہرہ اٹھائے دیکھنے لگی۔

جلد بتاوں گی۔ابھی مجھے آپکے پاس کچھ یاد نہیں رہا۔ذیشان! مجھے معاف "کر دیاناں؟"

وہ دم ہارتی منمنائی اور ذیشان اسکے ہونٹوں سے نظر ہٹا نادو بھر مانتے آنکھیں ہی میچ گیا جس پر زالے نے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپایا۔

"میرے لپس ابھی ابھی بیکار ہیں"

وہ اسکو بازووں میں بھینچے جو بولا اسکا مفہوم سمجھ کر وہ سر تا پیر ٹھنڈی پڑی۔

"میرے تو بیکار نہیں رہے۔۔مجھے کیا"

وہ اتنی مطلبی ہو گی ذیشان جان کر آہ بھر گیا۔

"کتنی مطلبی ہو تم؟"

وہ اسے بازووں میں بھینچتا بولا تو زالے سے چہرہ باہر نکالا تو دونوں کی آنکھیں پھر آن ملیں،وہ یہ الزام سہہ نہ سکی اور ذیشان کے لپس کو ملائم سا

اوپر ہوتے چھوا، اور پیچھے ہوئی۔ ذیشان کی آنکھیں سارے درد سے نکل آئیں، ساری نیند ہوا ہوئی۔

آپکے معاملے میں چاہ کر بھی مطلبی نہیں ہو سکتی۔ میں آپ کی محبت کی اس "
" چھاوں سے کبھی نکلنا نہیں چاہتی ذیشان۔ مطلبی نہیں کہنا مجھے

وہ کچھ زیادہ ہی روتو ہو رہی تھی، ذیشان تو سرور کی نجانے کس کیفیت میں ڈوبا تھا۔

" نہیں کہوں گا۔ روئی تو تمہاری ناک چبا جاوں گا "

وہ اسکی دھمکی پر آنسو گلے میں گھوٹ گئی۔

تمہیں پتا ہے حسین سانس کونسے ہیں زالے، یہ جو ہم ابھی لے رہے "
" ہیں۔ ہماری سانسوں میں ایک دوسرے کی خوشبو گھلی ہے

زالے نے زرا چہرہ پرے کرنا چاہا پر ذیشان نے کرنے نہ دیا، وہ پھر ڈر رہی تھی۔

"ڈرو مت۔ میں کچھ نہیں کر رہا۔ کس بھی تبھی کی کہ بتاؤں کہ کس کے لیے شادی نہیں، شادی کے لیے کس کرنے والا ذیشان حیدر بن گیا ہوں۔ تم نے چھیڑا تھا مجھے یاد ہے"

وہ اسکی گھبراہٹ لمحے میں دور کر گیا جبکہ زالے کی نیند آنکھوں سے لٹ سی گئی۔

"مجھے نیند نہیں آ رہی ذیشان"

وہ بے بسی سے منمنائی تو تبھی ذیشان نے پیٹ پر ہوتی عجیب سی اچینگ پر زالے کو خود سے دور کیا، وہ اٹھ بیٹھی۔

"کیا ہوا۔ دیکھوں؟"

زالے نے ذیشان کی شرٹ پیٹ سے اوپر کی تو بیلی بٹن کے ارد گرد ریڈ نیس دیکھے وہ اسے سیدھی کروٹ کروا گئی۔

"دیکھا کر والی الرجی۔ کہا تھا زمین پر رات کے وقت کیڑے ہوتے ہیں پر آپکو تو سستا دیوداس بننا تھا۔ پورا پیٹ ریڈ ہے۔

وہ ڈانٹنے لگی تبھی ذیشان نے اٹھ کر زالے کے دیکھتے ہی اپنی شرٹ نکال کر اسے نیچے کی طرف جھاڑااور میٹرس سے اٹھ کھڑا ہوا، زالے اسکو دیکھ نہ سکتی چہرہ موڑ گئی۔

"تمہاری بات نہ ماننے کی سزا ہے۔ شاور لیتا ہوں ٹھیک ہو جائے گی۔"

زالے جلدی سے اٹھ کر اسکی طرف بڑھی تو ذیشان واش روم میں جاتے جاتے رکا۔

مجھے دیکھنا نہیں ہے بس آپکی فکر ہو رہی ہے۔ میڈیسن کے بنا صرف"

"نہانے سے ٹھیک ہو جائے گی ناں؟

وہ دم سا سادھے جواب کے لیے پریشان ہوئی۔

"نہانے کے بعد مجھے خود کو ہیٹ آپ کرنا ہو گا تب ٹھیک ہو گی۔"

ذیشان نے اسکے کان کی طرف جھک کر معنی خیزی سے کہا جو بے دھیانی میں اپنا ہاتھ ذیشان کے پیٹ پر نرمی سے سہلا بیٹھی، فورا اسے نظریں اٹھائیں۔

"روم کافی گرم ہے۔"

زالے نے فوراً حل دیا۔

"پر تم تو آئس کیوب ہو۔"

ذیشان نے دانت پیسے پر زالے کو سچ میں تب سمجھ نہ آئی۔

"دیکھیں۔ میں ٹھنڈی نہیں ہوں"

زالے نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے گال سے جوڑے جو گرم تھے۔

جتنا تم نے مجھے ہاتھ لگایا ہے، تمہیں بھی شاور کی نیڈ ہے ورنہ تمہیں بھی "

"ایفیکٹ ہو گا۔

زالے کو ڈرانے کی دیر تھی کہ وہ ذیشان سے پہلے اندر دوڑی، ذیشان ہنستا ہوا پیچھے ہی لپکا جہاں وہ شاور کھول کر اس میں ہاتھ لے جا کر پانی دیکھ رہی تھی جو برف کی طرح ہو رہا تھا اور تبھی ذیشان نے گرم پانی والا نل پریس کیا، وہ ابھی بھی گرتے شاور تلے کھڑی پانی چیک کر رہی تھی اور تبھی

ذیشان نے اسکے پیچھے کھڑے ہو کر زرا سا دھکا دیا تو زالے ٹھیک شاور تلے

جاتی ساری کی ساری کپڑوں سمیت بھیگ گئی۔

منہ سے پانی کے فوارے چھوڑتی وہ کچھ کوستا ہوا ڈانٹ بھی رہی تھی جس پر

ذیشان ہنس پڑا۔

تمہیں بلکل ایفیکٹ نہ ہوتا۔ میں نے پرینک کیا ہے۔ تمہاری کمپنی چاہ رہا"

"تھا یہاں

مکمل زالے کے بھیگتے ہی ذیشان نے شاور آف کیا تو زالے اسکی چالاکی پر

بال پیچھے کرتی سرخ آنکھوں سے غصیلی گھوری جو دانت نکال رہا تھا۔

شرم نہیں آئی یہ کرتے ہوئے۔ ابھی پانی گرم بھی نہیں ہوا تھا۔ بچو "

"میرے پاس تو کپڑے ہیں۔ آپکا کیا ہو گا کالیا

اس سے پہلے ذیشو سنبھلتا، زالے نے پوری چالاکی سے اس بار ذیشان کے

اوپر والا شاور کھولا اور زرا پیچھے ہٹی تو ذیشان صاحب بھی جینز سمیت گیلے

جبکہ زالے منہ پر ہاتھ رکھے ہنستی چلی گئی۔

"یہ کیا کر دیا بد تمیز۔ گیلی پینٹ کے ساتھ میں سو کیسے سکوں گا؟ تمہارے یہ تنگ پاجامے میرے پیر پر بھی نہیں چڑھنے۔ آہ زالے! پانی سچ میں ٹھنڈا تھا۔"

ذیشان نے شاور بند کرتے اپنے آپ کو سنک مرر میں دیکھتے دہائی دی، زالے کو اپنی شرارت پر افسوس ہوا۔

"سوری ذیشان! مستی میں کر دیا۔ کیا گھر چلے جائیں گے؟ میں نہیں جانے دوں گی"

وہ جلدی سے پاس آئی، آنکھیں پھر چھلکنے کو بیقرار تھیں۔

"اوکے ڈونٹ وری۔ جاو میں اسے ڈرائے کر لیتا ہوں۔ وہ دیکھو ڈرائے کلینز۔۔۔"

ذیشان کی نظر کارنر پر گئی تو زالے نے بھی جلدی سے گردن گمائی۔

"اوہ شکر ہے۔۔ اچھا جب ڈرائے ہی کرنی ہے تو پہلے اچھے سے گیلے تو ہو جائیں"

اس سے پہلے ذیشان سنبھلتا اس بار زالے نے دوسرا مووںگ شاور ہینڈل سے اتار کر ذیشان پر کھولا جواب سچ میں معصوم سا منہ بنا گیا، زالے نے بچارے کا جو کچھ سو کھا رہ گیا وہ بھی گیلا کر دیا اور ذیشان نہ آہ کر پایا نہ شکائیت۔

"یا اللہ! یہ کیسی ٹھنڈی بیوی دی ہے۔"

ذیشان نے اپنے مقدروں کو پیٹا جبکہ مسلسل یہ لڑکی جب کھی کھی کرتی برداشت نہ ہوئی تو ذیشان نے ایک ہی جھٹکے سے اس سے مووںگ شاور لیتے واپس ہینڈل میں اٹکایا اور اوپر والے دونوں کھول کر اس نے زالے کو اپنی بازو کے حصار میں بھرا، زالے کی ساری شرارت ہوا ہوئی جب وہ واپس ذیشان کے حصار میں رکتی بھیگنے لگی۔

میں پہلی بار کسی کے ساتھ اتنا ہنسی ہوں۔ اور یوں بھیگی ہوں۔ یہ تھوڑا" کرنج ہے لیکن میں اس مومنٹ کو اپنی لائف کے اچھے لمحوں میں درج کر "رہی ہوں

وہ دھیرے سے ایڑیوں کے بل اٹھتی ذیشان کے مضبوط کندھوں کے گرد بازو پھیلاتی اسکی گردن میں ہاتھ لپیٹ گئی، ذیشان نے اسے جھمپ سا لگاتے زرا اٹھایا کیونکہ تھوڑی تو یہ ہڈیوں کی مشین بھاری تھی۔

"میں تمہیں ہر جگہ ساتھی چن چکا ہوں، آئی لو یو"

وہ امید میں تھا کہ اس لڑکی کے منہ سے نکلوا لے گا۔

"آئی لووو۔۔۔"

وہ رک گئی، یہ کیا غضب ہونے لگا تھا۔

"آئی لو دس شاور۔۔۔"

جلدی سے چہرہ اوپر اٹھایے زالے نے شاور کے نیچے چہرہ کیا تو ذیشان نے اسکی گردن کی ابھری رگوں پر ہونٹوں کی گرفت جمائی، وہ مچلی، ذیشان نے نرم ستم شہہ رگ کی حدود تک کیے اسے نیچے اتارا۔

"جاو چینج کر کے بستر میں گھسو۔ میں نہا کر آتا ہوں"

زالے نے حجاب آلود سے چہرے کے سنگ سر کو جنبش دی اور جلدی سے ڈریسنگ روم میں دوڑی، اسکا بیگ وہیں تھا، زالے نے ٹاول سے پہلے بال ڈرائے کیے پھر وہ خود کو ڈرائے کرے دوسری شرٹ اور ٹراوزر پہنے گیلے کپڑے وہیں ایک سائیڈ رکھے باہر آئی تو روم کے گرم ٹمپریچر کے باوجود وہ آکر لحاف میں گھسی۔

اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا تو ہلکا سا درد فیل ہوا، جلدی سے اٹھ کر وہ ڈریسنگ میز کے سامنے رکی تو گردن کے بیچ میں سرخ نشان دیکھے زالے کے پیروں سے جان نکلی، وہ ٹھیک سامنے دیکھائی دیتی گردن پر تھا۔

"اف ذیشان۔اب بچ جائیں مجھ سے"

وہ منہ بھلائے لحاف میں واپس گھسی، آدھے گھنٹے بعد وہ باہر تو آیا پر ٹاول میں، کپڑے سوکھ تو گئے تھے ہر ان میں نمی تھی تبھی اپنی پینٹ جناب نے وہیں کاوچ پر رکھی، زالے ہونق بنی اس اندر سے نکلتی چیز کو دیکھ کر صدمے میں تھی، وہ پلٹ کر زالے کو دیکھتا ہنسا۔

نہیں اترتا میری جان، بہت ٹائیٹ ہے۔اور ویسے بھی اتر بھی جائے۔ہم" شیم شیم نہیں ہونے دیتے۔دس منٹ میں میری عزت کی محافظ سوکھ جائے گی"

اب یہ محافظ ذیشان نے پینٹ کو کہا تبھی توزالے نظریں نیچی کرے ہنس کر واپس لحاف میں گھسی اور لحاف ناک تک کرے وہ کن اکھیوں سے ابھی بھی ذیشان کو دیکھ رہی تھی جو مرر کے سامنے اپنے مسلز کو سٹریچ کر کے شوخیاں مار رہا تھا۔

"کیسا لگ رہا ہوں جانا؟"

آئینے سے خود پر نظریں جمائی زالے کو دیکھتے ذیشان نے آنچ دیتے ہوئے جان بوجھ کر اتنی بری طرح انگڑائی لی کہ زالے کا دل اچھل کر حلق میں آیا کہ ابھی گرا کہ اول ابھی۔

"یا اللہ میں اتنی گناہ گار تو نہیں تھی۔یہ کیا چیز دے دی شوہر کی جگہ"

زالے نے پورا منہ لحاف میں گھسایا اور بڑبڑائی باآواز بلند کے ذیشان ہنستا ہوا اس تک آیا اور دونوں ہاتھ زالے کے دائیں بائیں رکھے جھکا، اندر لحاف میں چھپی زالے میں کپکپاہٹ اتری۔

"تمہارا شوہر کتنا پیارا ہے، شکر کے بجائے شکوہ کر رہی ہو۔"

زالے نے پھر سے لحاف ناک تک نیچے سر کایا تو وہ جن بنا گھور رہا تھا۔

آپ نے آئینے میں اپنی انگڑائی دیکھنی تھی پھر اٹھتا آپکا اس خوبصورتی سے "

"اعتبار۔

زالے نے منہ بسورا۔

"کیا اتنی گندی تھی؟"

وہ اسکی ناک سے ناک دباتا رازداری سے بولا۔

"آپکا ٹاول سلپ کرنے والی تھی۔"

زالے نے افسوس سے اطلاع دی، وہ اسکی گال سے کھردری گال رگڑتا ہنسا۔

"وہ نہیں ہوتا۔ تم انگڑائی کا بتاو"

وہ ہنسی روک کر پھر بہکا سا بولا تو زالے نے شرمگیں ہوتے واپس لحاف میں منہ کر لیا۔

"سمجھ گیا۔ میری انگڑائی، تمہارا ایمان ہلا گئی۔۔۔اہمم اہمم۔۔۔۔۔لالالالا"

ذیشان نے اپنی پتلون صاحبہ کو اٹھا کر زرا نمی چیک کی تو ہیٹ سے وہ بہتر ہوئی تو جناب نے اسے اٹھایا اور مٹکتے ہوئے گنگناتے واپس اندر گھسے اور اسکے مٹکنے پر زالے جو پھر آنکھیں لحاف سے نکال چکی تھی، ہنس پڑی۔

"آپکو کسی کی نظر نہ لگے ذیشان"

دعا کرتے وہ حسین ہو گئی، جناب واپس آئے تو اپنی اصل ڈیسنٹ حالت میں تھے، آکر اپنی شرٹ بھی پہنی اور زالے نے جلدی سے اپنے پہلو میں جگہ دی۔

"Can we cuddle and sleep?"

زیشان نے اسکے ساتھ ہی لحاف میں گھستے بازو پھیلائیں، زالے نے اسکے ہاتھوں کو اک نظر دیکھا اور پھر سر ہلاتی اسکی بازووں میں جا سمٹی۔

"آہ یہ سکون زالے۔"

بے ساختہ زالے کو سینے لگاتے اسکے منہ سے نکلا۔

"آپکے ساتھ ہر لمحہ سپیشل ہے۔ یہ نیند بھی۔ اور کل کو رت جگے بھی بہت خاص ہوں گے"

وہ اسکے چہرے کو دیکھتے بولی تو ذیشان پہلے تو سمجھا نہیں پھر اپنے لایعنی دماغ کے فتور نے بھڑکایا کہ یہ لڑکی اہم اہم والی راتوں کا اشارہ دے رہی ہے۔

"رت جگے کس سینس میں؟"

جناب کے دل نے غیرت دلائی کہ بیٹا وضاحت کروا لے پھر خوش ہونا۔

"میں پڑھا کروں گی آپکی گود کرائے پر لے کر۔ وہ والے ذیشان۔ آپکو بھی جگایا کروں گی"

ایک دم سے وقت بدل گیا اور جذبات بدل گئے، ذیشان کا منہ یکدم بنا۔

میری جان تم ابھی سو جاو۔۔ پھر کی پھر دیکھیں گے۔اور ہاتھ گیلا کر"
"دیا۔اف زالے۔

اس سے پہلے وہ مزید دماغ کھاتی، ذیشان نے اسے خود میں گھوٹ کر لحاف پرے دے مارا کیونکہ جناب کو ویسے ہی جذباتی تپ چڑھ گئی تھی، زالے تو فوراآنکھیں موند گئی پر بچارا ذیشو اسکا ہاتھ دیکھتے ہی نرمی سے چومتا اپنی گردن سے لپیٹ گیا۔

آہ ذیشو آہ۔۔۔جو بھی تھا جب زالے کی نیند میں اترنے پر بھاری سانسیں فیل ہوئیں تو وہ جلدی سے اسے زرا سامنے کرتے مسکرایا، ٹن ہو چکی تھی تبھی تو پیار آنے ہر ذیشان نے اسکا ماتھا چوما اور دل کے مزید تقاضوں پر اسے شٹ آپ کال دی اور خود بھی آنکھیں موند لیں۔

★★★★★★★★★★★

صبح صبح جلال بخت کو اپنے گھر دیکھ کر علیحہ پریشان ہو گئی تھی، نادیہ صاحبہ سو رہی تھیں جبکہ بدر منصور ابھی جاگنگ پر نکلے تھے اور اسی بیچ میڈ نے علیحہ کو انکے آنے کا بتایا، جس طرح وہ بنا بتائے بھاگ آئی، اب انکا سامنا کرنے کے لیے اپ سیٹ تھی، کیا کہے گی کہ اتنے سالوں کی مہربانی کا یہ صلہ دیا۔

جلال کو میڈ نے ناشتہ اور کافی پیش کی پر انہوں نے بس کافی لی، علیحہ کے قدم لاونج ایریا تک جاتے من وزنی ہو گئے۔

لیکن اس نے ہمت کی اور جلال بھائی کے سامنے گئی، آنکھوں میں شرمندگی لیے وہ اسے آتا دیکھے ہی مسکرایا، بنا کسی شکوہ کناں نگاہ کے۔

"اس سے پہلے آپ کچھ کہیں میں معافی مانگتی ہوں جلال بھائی، ایسے بنا بنائے آنے کی۔ پتا نہیں تب مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔ آپ مجھے ڈانٹ لیں، آپ کا حق ہے"

وہ آکر انکے سامنے ہی کاوچ پر بیٹھی نروسنیس کے سنگ ہاتھوں کو مڑورے افسردگی سے بولی، جلال کے اطمئینان میں فرق نہ آیا۔

"میں ڈانٹنے نہیں آیا تمہیں، وہ سچ بتانے آیا ہوں جو پندرہ سال سے میرے پاس آلین جاہ کی امانت تھے۔ کچھ لیگل ایشوز کی وجہ سے مجھے پندرہ سال پہلے ساوتھ کوریا کے بہت علاقوں سے ڈی پورٹ کر دیا گیا تھا، لیکن میرا کافی بزنس یہاں تھا۔ جن سچائیوں کی میں بات کر رہا ہوں وہ تب تم تک آتیں تو مہلک ثابت ہوتیں سو میں نے آلین کو اپنے یہاں کے کافی شہروں کا کام سنبھالنے کا کہا، اور بدلے میں وہ سارے سچ دبا لیے جو تمہاری تکلیف بڑھاتے"

علیحہ انکے بنا تمہید ہی بات کا آغاز کرنے پر گھبراہٹ ترک کرے پریشانی میں مبتلا ہوئی، تبھی آہٹ پر بدر منصور اندر آئے تو جلال کے ساتھ ساتھ علیحہ بھی اپنی جگہ سے اٹھی۔

کونسے سچ کی بات کر رہے ہو تم؟ کیا تم یہاں آلین جاہ کے حمائتی بن کر "
"آئے ہو؟ کون ہے یہ علیحہ؟
بدر کی نظروں میں تپش بنا غور دیکھی جا سکتی تھی، علیحہ جلدی سے جلال
کے سامنے ڈھال بنتی بابا کو دیکھنے لگی۔
یہ جے بی یعنی جلال بخت ہیں بابا۔ وہی جن کے پاس میں پندرہ سال تک "
"رہی ہوں۔
علیحہ کے تعارف نے بدر منصور کی آنکھوں میں دفعتاً نرمی لائی۔
"تو یہ آلین کو کیسے جانتا ہے؟"
بدر منصور کے ماتھے پر اب بھی شکنیں جوں کی توں تھیں اور یہ سوال اپنے
جواب سمیت علیحہ کے لیے بھی ویسا ہی مطلوب تھا۔
اسکے بعد وہ لوگ بیٹھے اور جلال بخت نے اپنا ماضی سنایا۔
آلین نے کس طرح کاظم کو مار کر اسے غائب کروانے سے لے کر علیحہ کی
مینٹل کنڈیشن، آلین کا علیحہ کی خبر رکھنا۔ یہ سارے حقائق قیامت خیز

تھے، آج بدر منصور کی آنکھیں بھی سرخ پڑیں تھیں، جبکہ علیحہ کی حالت شاید ہی کسی لفظ میں پروئی جاسکتی تھی، وہ ریزہ ریزہ بکھرتی رہی اور اس سے آلین واقف ہونے کے باوجود دور رہا، ابھی اسے یہ انصاف بھی لاانصافی ناانصافی لگ رہا تھا۔

"آلین کو اتنے سال دور نہیں رہنا چاہیے تھا جلال"

بدر منصور بہت دیر بعد کچھ بول سکے، اور یہی شکائیت تو علیحہ کی آنکھوں میں بھی تھی جب اس نے جلال کی طرف تاسف سے دیکھا۔

علیحہ کی ڈاکٹر کے بقول، آلین کا اسکے ساتھ رہنا بہتر نہیں تھا۔ علیحہ کا آپ" دو سے ملنا تک اسکی مینٹل کنڈیشن کے لیے نقصان دہ تھا۔ یہ ان بیک ٹو بیک حادثات سے بہت بری کنڈیشن میں تھی بدر صاحب۔ اور آلین تو میرے پیر بھی پکڑ چکا تھا کہ اسے علیحہ دے دوں لیکن میں نے اسے بہن بنایا تھا، کیسے اس کو دے دیتا جو خود ٹوٹا پھوٹا تھا۔ دو ٹوٹے لوگ ایک دوسرے کو اور بکھیر دیتے۔ علیحہ کا پندرہ سال تک آپ دو سے اور آلین سے دور

رہنے کا سبب میں ہوں۔ میں بس یہ چاہتا تھا یہ مر نہ جائے۔اس کے مجھ پر بہت احسان ہیں، میری ماں کو پندرہ سال سنبھالا، بنا کسی صلے کے۔ میں بھی یہ چاہتا تھا یہ جب آپ سبکو واپس ملے تو ویسی ہی علیحہ بن کر ملے جیسی آپ لوگوں کے ہاتھ سے کھوئی تھی۔ سوان پندرہ سالوں کا قصوروار اگر کوئی ہے تو وہ میں ہوں مسٹر بدر۔"

اپنی خطا کا اعتراف کرنا بہت بھاری فرض ہوتا ہے لیکن جلال بخت نے یہ کیا، بدر منصور کی آنکھیں ندامت سے جھکی تھیں تو علیحہ کی اس بات پر نم تھیں کہ وہ ایک ایسے انسان سے محبت کر بیٹھی ہے جو نجانے کس ڈھیٹ مٹی سے بنا ہے۔

ماحول میں کچھ دیر جیسے سناٹا سا چھا چکا تھا۔

"اب تم کیا چاہتے ہو جلال؟"

کچھ دیر خاموشی کا دورانیہ طویل ہوا تو بدر منصور نے جواب طلبی کی غرض سے جلال کی طرف دیکھتے پوچھا جس نے بس اک نگاہ علیحہ پر ڈالی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

میں چاہتا ہوں آپ علیحہ کو میرے ساتھ آلین کے لیے رخصت کر "دیں"

بدر اپنی نشت سے اٹھے، علیحہ بھی اٹھی۔

"وہ خود نہیں آئے گا؟"

بدر منصور کا لہجہ نرم ہوا۔

اسے بھیج دیں میرے ساتھ ابھی کیونکہ جس طرح آلین سے علیحہ چھینی " تھی اب میں واپس لوٹا کر اپنے بھاری دل کو ہلکا کرنا چاہتا ہوں۔ رات میں "آپ اور نادیہ صاحبہ ہمارے ساتھ ایک فیملی ڈنر کریں۔ کیا خیال ہے؟

جلال کی پیشکش بہت خوبصورت تھی، بدر منصور ممکن تھا زندگی میں پہلی باریوں آسودہ مسکرائے تھے جبکہ علیحہ دم سادھے بابا کا منہ تکنے لگی۔

"ہم ضرور آئیں گے۔ علیحہ ؟ کیا تم جانا چاہتی ہو میری جان ؟"

اول جملہ وہ جلال بخت کا سینہ تھپک کر بولے تو اختتام انہوں نے رونے کو بس تیار علیحہ کو پکارتے کیا جو بابا کے سینے لپٹتی مزید ضبط قائم نہ رکھ سکی، اسکے درد بھرے رونے نے بدر منصور اور جلال بخت دونوں کو غمگیں کیا۔

جاو اسکے پاس۔ رات میں اور تمہاری ماں تم دو کو ساتھ دیکھ کر دل و جان" سے قبول کر لیں گے۔ اگر آلین نے کاظم کو نہ مارا ہوتا تو میں مار دیتا علیحہ۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ مجھے بھی قائل کر گئی۔ اب تم دو ایک لمحہ بھی دور رہنا ڈیزرو نہیں کرتے۔ رہی بات تمہاری جلال، شاید علیحہ کا سگا بھائی بھی اسکے لیے وہ نہیں کر پاتا جو تم نے کیا اس لیے آج سے ہماری ایک اولاد نہیں، دو ہیں۔ علیحہ نے بتایا تمہاری ماں جی کا۔ تو اب سے تم ہمیں اپنی "فیملی سمجھ سکتے ہو

جلال تو بس فرض نبھانے آیا لیکن یہ جو مان ملا یہ اسے سچ میں نہال کر گیا، علیحہ تک مسکرائی جب بابا نے جلال کو اپنی فیملی کہا۔

"آپ میری سنگدلی کے باوجود ایسا کہہ رہے ہیں؟"

جلال کی آواز بھاری پڑی۔

"یہ سنگدلی دیکھائی دے رہی ہے پر در حقیقت اگر میری بیٹی آج نارمل ہے تو اسکی وجہ تمہارے دور اندیش فیصلے ہیں جلال بخت۔ رات مجھے اور نادیہ کو تم سب کے ساتھ ڈنر کرے بہت خوشی ہو گی کہ ہم مدت بعد اپنے سب بچوں کے ساتھ ایک اچھے ماحول میں مل بیٹھیں گے"

بدر منصور کے فیصلے نے ماحول کی بوسیدگی ختم کر دی، دل سکون سا پا گئے جبکہ علیحہ بابا اور مما سے ملنے کے بعد جب پورچ میں رکی جلال کی گاڑی کے پاس آئی تو وہ ابھی باہر ہی کھڑا تھا، علیحہ کے چہرے پر لکھی تحریر پڑھنے کی کوشش میں تھا۔

ناراض مت ہونا اس سے۔ وہ یہ سارے غلط کام مجھے واپس ہینڈ اوور کر چکا" ہے جو تیراسال سے کر رہا تھا۔ اور ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں میں تمہیں "علیحہ

وہ جسکی پلکیں پہلے ہی نم تھیں، ایسی سوختہ جان تمہید پر آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔

جس دن اس نے کاظم کو قبر میں گاڑا تبھی ڈرنک ہو کر ڈرائیو کرنے کے" بیچ اسکا بھیانک ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس میں اسکے سر کی کوئی وین کٹ گئ تھی، اسکی دو سرجریز ہوئیں۔ مجھے اسکے ڈاکٹر کی آج صبح کال آئی کہ اسکی کنڈیشن سٹیبل نہیں ہے تو پھر سے ایک سرجری ریکمنڈ کی ہے ورنہ وہ سننے کی حس سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو سکتا ہے۔ یہ بات میں تمہیں اس لیے بتا رہا ہوں کہ اسے خود بھی نہیں پتا۔ جیسے تمہارا خیال رکھا، تیرا سال سے اسکے ڈاکٹرز سے بھی رابطے میں رہا ہوں۔ اسے یہ کلبز اور سمگلنگ کی ایز آ گینگسٹر ذمہ داریاں دینے کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ زالے اور تم سے توجہ ہٹا

کر کسی اور چیز میں مصروف ہو اور یہی حل تھا کیونکہ عام مصروفیت اسکا دھیان بٹا نہیں سکتی تھی۔اور اب جب تم اسکے بارے سب جان چکی ہو تو بس اتنا کہوں گا اسکا مرہم بننا، جو تھوڑے گلے شکوے ہیں وہ پینڈنگ کر لینا"

علیحہ کی پلکیں بھیگیں پھر گال، جبکہ جلال نے اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا تھا۔

"ک۔کب ہے سرجری؟"

علیحہ کی آواز سی اٹکی۔

"دو ہفتے بعد۔تب تک میں کور یا ہی ہوں۔"

جلال کی موجودگی کتنی بڑھی ڈھارس ہے وہ اس سے واقف تھا، علیحہ کی آنکھوں میں تشکر ہلکورا۔

"اسکی جان کو ت۔۔تو خطرہ نہیں ہے ناں؟"

وہ جانتی تھی سب ٹھیک ہے پھر بھی ایک بار جلال بھائی سے تسلی چاہتی تھی، جلال کے لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے۔

تم ہوناں اسکے پاس۔ سارے خطروں کو اس سے دور کر چکی ہو"

علیحہ۔ اب ہم سب بس تم دو کے سکھ دیکھنا چاہتے ہیں۔ سرجری کے لیے منالو اسے، وہ کافی پین فل ہے تو پہلے بھی دونوں بار پیٹ پیٹ کے منایا تھا اسے۔ روح اور دماغ کے درد سہہ لیتا ہے پر نکما جسم کے درد سہنے کا سوچ کر مرتا ہے"

لہجہ محبت اور تڑپ سے بھرا تھا پر جلال کا یہ انوکھا انداز ہی اسے ممتاز بناتا تھا، علیحہ کی مسکراہٹ بھی لوٹ سی آئی۔

"منالوں گی۔ میں پیچ مار مار کر ٹرین کر دوں گی اسکو جسمانی درد کے لیے۔"

علیحہ کے لیے جلال نے کار ڈور اوپن کیا تو علیحہ کی شرارت بھری بات پر دونوں ہی ہنس پڑے۔

بہترین خیال بچے۔ دل تو میرا ابھی چاہتا ہے اسے رکھ رکھ کر مکے ماروں پر "کیا کروں جتنا اسے اتنے سال چپ کی مار ماری ہے وہ سہہ بھی گیا اور یہ بہت "کافی ہے۔ چلتے ہیں۔ راہوں میں آنکھیں بچھی ہوں گی محترم کی

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے جلال نے یہ سب کہا تو ماحول خوشگوار کرنے کو پر علیحہ کی پلکیں اٹکے نمی کے قطروں سے بوجھل ہو گئیں، بس اس بات کو سوچ کر کہ اسکو اذیت دیتے اس مردود کو کسی اور نے نہیں آلین نے خود سزا دی، وہ رونا نہیں چاہتی تھی پر آج اسکی محبت معراج پر پہنچی تھی، رونا ان چشمان میں اترتا جا رہا تھا۔

★★★★★★★★★★★

رات تین بجے سے اسلامہ آباد میں ہلکی پھلکی بارش ہو رہی تھی اور زالے سات بجے ہی اٹھ کر کھڑکی میں کھڑی خوبصورت سا موسم انجوائے کر رہی تھی اور تب تک بارش بہت تیز ہو گئی تھی، گھر ہوتی تو اس پاگل کرتی پھوار

میں بھیگتی پر یہاں ہوٹل کے لان میں جانا مناسب نہیں تھا کیونکہ بہت سے لوگ سردی کی بارش سے لطف لے رہے تھے، ٹھنڈی یخ ہوا زا لے کے مسرور چہرے اور بالوں سے ٹکرا کر اٹکیلیاں کرتی دیکھائی دے رہی تھی، روح تک سرشار کررہی تھی۔

تیز بارش کے سبب بوندوں کی ٹھنڈک چہرے تک آرہی تھی، اسے بارش کو دیکھ کر اپنا اور ذیشان کا آلسن میں ڈانسنگ فلیڈ میں بھیگنا یاد آیا تو لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ ہمک آئی، اسی غیر ارادہ سے ٹرانس میں ہی وہ رخ پھیرے گردن پیچھے کیے ذیشان کو دیکھنے لگی جو کروٹ کرے گہری نیند میں سو رہا تھا۔

ذیشان کو دیکھ کر، اسکی موجودگی پائے وہ گھبرا کر واپس مڑ گئی، ابر آلود صبح کے سبب دور دور تک اندھیرا پھیلا تھا۔ بارش اور بادلوں کی چمک اندر اور باہر سب اندھیرے کو زائل کر رہی تھی۔

ذیشان نے کروٹ سیدھی کی تو جمائی لیتے آنکھ سی کھولے میٹرس پر ہاتھ پھیر کر اپنی راحتوں کی ہم نشین کو تلاشا، نیند کی وادیوں سے اس لڑکی کی غیر موجودگی، ذیشان کو کھینچ لائی تو وہ آنکھیں کھولتے ہی ونڈوز کے ساتھ کھڑی

زالے کو دیکھے جاگا اور اپنا فون سائیڈ سے اٹھا کر ٹائم دیکھا، نیند کے خمار میں دھت جناب مسکرائے۔

تمہارا میرے آس پاس ہونا ہوش و حواس کی دنیا میں آنے کا پہلا سکھ اور " فائدہ ہے زالے۔ تم کتنی میری ہو کاش میں تمہیں بتا پاوں کہ بس تم یہاں جو کھڑی دکھائی دے رہی ہو یہ بھی کتنا پر سرور ہے۔ میری دھڑکنوں کی رفتار بڑھا رہا ہے، یہ سوچنا کہ تم اپنی مرضی سے میرے پاس ہو، میرے جذبات کو تمہارے لیے نہ سہنے لائق بنا ڈالے گا۔ میں خود کو روک نہیں سکوں گا، تم کیا بن گئی ہو؟ میری رگوں میں لہو کی جگہ تم ہو۔ دل میں

دھڑکن کی جگہ تمہارا احساس ہے، ایسے لپٹی ہو مجھ سے کہ میں اکیلا واحد وجود کچھ نہیں رہا۔ کسی کام کا نہیں رہا"

وہ سر سے لے کر زالے کو پیروں تک نہار کر اپنے جذبات سوچ رہا تھا، وہ جب بارش سے کھیلتی مسکراتی تو اسکے ساتھ ذیشان مسکرایا، جب اس نے اپنے کندھے تک آئے بالوں کو سنوارا، وہ یوں تھا جیسے زالے کی انگلیوں کی پوریں آنکھوں سے چوم رہا ہو، اور بالوں کو گن رہا ہو۔

پھر خود ہی دھیان بھٹکایا کیونکہ ذیشان کو آس پاس نادیدہ حرارت محسوس ہونے لگی تھی، اور اسکے ہاتھوں وہ اس لڑکی کو محبت بھرا نقصان دے دیتا، ذیشان نے بیڈ سے اتر کر ڈریسنگ کے سامنے رکتے اپنی شرٹ اتاری تاکہ الرجی کے سائن دیکھ سکے، پر ایک دائیں کندھے پر ہلکی سی سرخی کے سوا اور کہیں کوئی نشان نہ تھا۔

شاور لینے کے لیے پھر شرٹ اتارنی تھی تبھی یہ سوچ کر پہنے بنا ہی وہ ننگے پیر ہی بالوں میں ہاتھ پھیرتا ٹھیک زالے کے عقب میں جا رکا کہ وہ جو اپنے دھیان میں تھی اس میں چھپ سی گئی۔

زالے نے اپنے عقب میں کسی کا احساس پالیا، ذیشان کا سینہ زالے کی پشت سے مس ہو رہا تھا اور اسکا ہاتھ زالے کی کمر تک سرکتے ہوئے پیٹ کی جانب جا رہا تھا، وہ بارش دیکھنا بھول گئی، اسی ذرا فاصلے کو قائم کرے ذیشان نے اسکے بال اسکی عقب والی گردن سے ہٹائے جب گردن کی پچھلی طرف اپنے ہونٹوں کو رکھتے چوما تو ذیشان کا وہ ہاتھ جو پیٹ پر تھا، جکڑ چکا تھا، زالے کی سانس لمحہ بھر تھمی۔

"تو کیسی لگی میرے ساتھ گزری پہلی رات آپکو زالے ذیشان؟"

کھڑکی سے باہر تکتی دھیرے سے وہ ذیشان کی بازوؤں کے مضبوط اور سنگین حصار میں قید ہوئی تو ہونٹوں کو حصار نے والی مسرور اور شرمگیں

مسکراہٹ سمیت اس نے چہرہ پیچھے کرتے ذیشان کو ارمانوں سے لبریز نگاہوں سے دیکھا، وہ پاگل نہ ہوتا تو کیا کرتا۔

"اگر کہوں بہت پیاری تو خوشی سے پھول تو نہیں جائیں گے؟"

سانس اس شخص کی قربت میں پر زور سا بھرتے زالے نے معصومیت کے سنگ تمہید باندھتے جناب سے پوچھا۔

"نہیں۔ میں خوشی میں ہماری کیوٹ لو وسٹوری خراب کر دوں گا"

جواباً ذیشان نے آنچ دیتے لہجے میں زالے کی جبین آگے سر کے چومی تو وہ اسکے لمس کی بے خودی پر جھینپ گئی۔

"وہ کیسے؟"

زالے باز آنے کے کسی موڈ میں تھی، یہ جانتے ہوئے کہ سامنے آگ ہے، دہک جائے گی۔

میری جان! ایسے سوال صبح صبح نہ کرو۔ ایک تو تم میرے بہت زیادہ پاس "ہو دوسرا بیوی ہو، تیسرا میری محبوبہ۔ تو رسک ہو گا جاناں"

زالے نے گھبرا کر واپس کھڑکی سے باہر جھانکا، اسکا پورا وجود اس معنی خیزی پر لرز گیا تھا۔

"تمہیں میرا کس کرنا کیسا لگا؟"

زالے کی چپ پر ذیشان اسکے چہرے کی جالائن پر ہونٹوں کو سہلاتے اسکا چہرہ اپنی طرف کرے ان ہونٹوں پر جھکتے جھکتے آنکھوں سے جا ملا تو زالے کے چہرے پر لہو سمٹ آیا۔

وہ اپنے جبڑے کے گرد جما ذیشان کا ہاتھ ہٹاتی سامنے دیکھنے لگی جہاں سے آتی سرد ہوا اب ذیشان کو بھی محسوس ہو رہی تھی۔

اوکے یہ کچھ زیادہ مشکل سوال ہے، یہ بتاو کل میرے ساتھ وقت کیسا رہا"

"تمہارا۔ یہ تو بتا سکتی ہو

اپنا ہاتھ زالے کی گردن کے گرد مدہوشی سے سہلائے وہ اسکے سر سے گال جوڑتا کسی طرح بس کل کی بات ہی کرنا چاہتا تھا اور زالے اسکے دونوں ہاتھوں کی حرکت پر اسکے سینے میں مائل ہو کر سمٹتی جا رہی تھی، زالے نے

اسکے پیٹ پر رینگتے ہاتھ پر سچ میں سانس بند محسوس کیا تبھی پکڑ کر روک گئی

پر گردن پر جمے ذیشان کے ہاتھ اور عقب سے جڑے دھڑکتے دل کا کیا

کرے سوچ کر ٹھنڈے پسینے آرہے تھے۔

ہے۔۔کوئی ریسپانس دیتے ہیں آگے سے۔تم اپنی جان کی دشمن بن رہی"

"چپ رہ کر۔۔۔سے سمتھنگ

زالے کی خاموشی سے اکتائے ذیشان نے اسکے بالوں میں چہرہ چھپاتے

گھمبیر سی سرگوشی کی جو منت زیادہ تھی۔

"سچ میں دوں ریسپانس؟"

پھر سے زالے نے اپنا چہرہ پیچھے گمایا، آنکھوں میں جھجھک تیر رہی تھی، وہ

چہرہ اسکے بالوں سے نکالے بے تاب ہوا۔

"آفکورس"

ذیشان نے اسے پکڑ کر مزید یہ نہ دیکھ پانے کا صبر ختم محسوس کرتے جھٹکے

سے اپنی طرف پلٹایا لیکن بازووں سے نکلنے کی پرمیشن نہ دی جو اس اچانک

افتاد پر لہرا کر ذیشان کی بازوؤں میں آسماتی سانس روک کر رہ گئی، اسکے شرٹ لیس ہونے پر وہ جو دھڑکی وہ الگ۔

"آر یو شیور؟ خود کو سنبھال لیں گے؟"

سانس بحال کرنے کے ساتھ ایسے خمار سے سوال کر کے وہ ذیشان کا سانس ضرور روک دینا چاہتی تھی۔

اب مجھے نہیں سنبھالنا خود کو، اب تمہیں سنبھالنا ہے۔ کیونکہ میں تو پیار" "کرتا ہوں تم سے

ایسا روح جھنجھوڑتا جواب ملتے ہی زالے نے اپنی گھبراہٹ اور مسکراتی آنکھیں سنبھالیں اور ذیشان کے گلے میں بازوؤں کو ہار سا پروتی اسکے گلے لگی کہ ایڑیاں خود بخود اس لمبو سے لپٹنے پر اوپر اٹھ گئیں، وہ پوری شدت سے اس سے لپٹی تھی کہ ہوا کا گزر بھی ناممکن تھا، ایسا گلے لگی کہ ذیشان کی سانس سچ میں متاثر ہوئی۔

ذیشان کے لیے رات کے بعد یہ زندگی کی خوبصورت صبح آئی جب زالے نے اسے اتنے پیار سے گلے لگایا جیسے آج وہ ذیشان کو خود میں سمیٹ لینا چاہتی ہو، خود بخود ذیشان کے بازو اسکے نازک سے وجود کے گرد جکڑے گئے اور تشنگی میں لا متناہی اضافہ ہوا۔

ہوتا ہی گیا اور دونوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم۔۔ مجھے کسی اور لائق نہیں چھوڑنا چاہتی یہ چھوٹی سی بیوی میری"

ایسے خلاوت و گرم جوشی پر خود بخود وہ بڑبڑایا، آواز پر انس و مدہوشی کا غلبہ تھا۔

"میں بس آپ سے بہت خوش ہوں ذیشان۔"

وہ بولنے لگی اور وہ مزید اسے خود میں گھوٹنے کے چکر میں تھا، بس نہ چلا اس خوشی پر اپنی محبت کا سارا جہاں اس لڑکی پر وار دے۔

"میں نے زندگی میں کبھی دوست نہیں بنائے ذیشان، لیکن آپ سے اس بار ملنے کے بعد سے میرے پاس ایک بہت اچھا دوست موجود ہے آپکی صورت۔ میں کل رات بارہا آپکی محبت ہونے پر اترائی ہوں۔ میں آپکو کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑوں گی میں نے خود سے بھی پرامسس کیا ہے اور آپ سے بھی۔ اور سب سے بڑی بات میں اب کبھی نہیں ڈروں گی۔ واش روم کا ڈور بھی بند کرلوں گی اب کیونکہ کل آپ کے ساتھ واش روم کی مستی نے میرے ڈر ختم کر دیے۔۔ اور اس پر ہنسنا نہیں ہے پلیز"

وہ اسکی مخمور مستی طاری کرتی باتیں سنتا نہ ہنسنے کے حکم پر مسکرایا ضرور تھا لیکن آفت خیز۔

"میں بہت بہت بہت خوش ہوں آپکے ساتھ"

زالے کی آواز اس بار خوشی سے کپکپائی تھی، ذیشان نے اسے اپنے روبرو لایا تو زالے نے جلدی سے اپنے بکھرتے بال سمیٹ کر نظر اسکے سینے پر پڑنے سے روکتے آنکھوں تک اٹھائی۔

★★★★★★★★★★★★

لیکن میں نہیں ہوں۔ مجھے تو ابھی تمہیں واش روم میں گھس کر تنگ کرنا" تھا جب تم لاک لگائے بنا میرے سہارے اندر بیٹھی ہوتی۔ یہ کیا کر "دیا، تمہارے سارے ڈر بھگا دیے

جناب کا ڈرامائی افسوس بھانپ لیتی بھی وہ غصیل ہوئی، ناک پھولا لیا، یہ کرتے وہ سچ میں کارٹون لگی، مقصد بیچ کے فسوں کو کم کرنا بھی تھا ورنہ وہ اس وقت ایسا لگ ہی نہیں رہا تھا کہ زالے کا دل اس سے لپٹے ہاتھ ہٹانے پر امادہ ہوتا، یہ کیفیت بچگانہ تھی پر زالے کو محسوس ہو رہی تھی۔

ہاا! مطلب یہ پلین تھا آپکا۔ میں نہیں بول رہی۔ جا رہی ہوں آج ہی کو ریا" "واپس

روٹھے روٹھے خطرناک تیوروں سے وہ ذیشان کی بازووں سے نکلتی جا کر سینے پر بازو لپیٹ کر منہ دوسری طرف کیے کھڑی ہو گئی جبکہ وہ پھر سے اسے بازووں میں بھرتا اپنے سینے سے لگا گیا کہ زالے اسکے سہارے پر خود کو چھوڑ بیٹھی۔

"یہ مزاق میں بھی نہیں کہنا زالے"

زالے کی گردن سے لپٹے بال ہٹائے ذیشان جان نثاری سے وہاں جھکا تو ذیشان کے ہونٹوں کی شدت جلد میں اتری اور اثر سمیت سینے کے پار ہوئی تو اسکی حدت نے گردن کی جلد میں اتر کر زالے میں سنسنی اتاری۔

"اوکے نہیں کر رہی مزاق۔آپ بھی نہ کریں"

گھبرا کر واپس روبرو ہوئی تو ذیشان نے نا سمجھی کے سنگ آئیبرو اچکائے۔

"کیا؟ میں نے کب کیا مزاق"

ذیشان نے فوراً نفی کی تو وہ ایڑیوں پر اٹھے ہاتھ ذیشان کے پیٹ پر ٹکاتی کان کی طرف جھکی۔

"مزاق کی بات نہیں کی"

وہ سرگوشی کرتے پیچھے ہٹ کر چہرہ جھکا گئی، ذیشان نے اسکی گال پکڑ کر کھینچی۔

"بس اس کیوٹنس کے چکر میں بچ جاتی ہو مجھ سے۔"

وہ خود دور ہوا تو زالے کا سانس توازن میں آیا۔

آپ ریڈی ہوں پھر شیرازی ہاوس نکلتے ہیں۔ میں آپکا ہی ویٹ کر رہی " تھی۔"

زالے نے بال سمیٹتے بتایا جو اپنی شرٹ بازو پر رکھے نہانے جا رہا تھا۔

"یاد آیا۔ تمہیں مزے کی نیوز تو سنائی ہی نہیں۔ یہاں آو"

وہ واش روم میں گھسا اور دو سیکنڈ بعد گردن باہر نکالی تو زالے کے چہرے کی رنگت میں ایسے بلانے پر گلال اترے۔

"نہالیں پھر سنا لیجیئے گا"

زالے نے نظر اس پر سے ہٹائی اور جلدی سے مشورہ تھمایا۔

"نہیں یہاں آو۔ابھی سنانی ہے مجھے"

زالے نے قریب آتے جب اندر نظر ڈالی تو شرٹ کے ساتھ وہاں ذیشان کی پینٹ بھی ہینگ تھی یہی دیکھتے وہ آتے آتے واپس پلٹی۔

کیا اتنی ضروری ہے جو یوں دروازے کے پیچھے اٹک کر سنانی ہے۔میں" "ویٹ کر سکتی ہوں

نروسنیس کے مارے زالے کے ماتھے پر نمی آئی،ذیشان نے بہت دقت سے مسکراہٹ روکی۔

"تم پھپھو بننے والی ہو"

وہ جو سخت گھبرائی تھی،یہ سنتے ہی دوڑ لگا کر دروازے تک پہنچی،آنکھیں بے یقینی سے بھری تھیں،اسکی سپیڈ دیکھ کر ذیشان سر ہلاتے پر خمار سا مسکرایا۔

"س۔۔سچ میں؟واقعی؟"

وہ رونے کو بیتاب تھی۔

"ابھی مت رونا ورنہ ایسے ہی باہر نکل آوں گا"

اس سے پہلے وہ روتی، دھمکی پر آنسو کیا سانس بھی سات درجے نیچے تک روک گئی۔

"ن۔ نہیں رو رہی۔ آپ آرام سے نہا لیں"

اپنی آنکھیں رگڑتی وہ جلدی سے گھومی تو جناب پیار بھرا ہنسے ڈور بند کر چکے تھے، زالے نے جلدی سے فون تک پہنچے ارمان لالہ کا واٹس ایپ کھولا، بارش کی وجہ سے اور انیہ کے آرام کی خاطر آج ارمان نے اسے ریسٹ دی جبکہ خود کو یونی کے لیے ہی تیار ہو رہا تھا جب زالے کا میسج دیکھے بیڈ سائیڈ کی طرف آیا۔

"کیا سچ میں آپ بابا بننے والے ہیں لالہ؟"

زالے کے سوال کو دیکھتے ارمان کی آنکھیں بنا ہونٹوں کا ساتھ دیے مسکرائیں، وہ گہرے آنکھیں بستر میں گم انیہ پر جا ٹھہریں۔

میرا پہلا بچہ تم ہی رہو گی پھر بھی۔ مس کر رہا ہوں۔ کب تک پہنچو گے "

یہاں "؟

زالے جو میٹرس کے کنارے ٹک کر بیٹھی تھی، لالہ کے جواب پر آنکھیں

دھندلائیں۔

بس دس منٹ تک نکل رہے ہیں۔ میں تھوڑی جیلس ہو سکتی ہوں آپکے "

بے بی سے "؟

آنسو سنبھالنے کے بیچ ہی وہ ٹائپ کرنے لگی۔

کیوں؟ کیا تمہیں جیلس ہونا چاہیے زالے۔ کہ میں نے جو شدت "

تمہارے معاملے میں رکھی وہ اب کسی کو نصیب نہیں ہو گی تا عمر۔ میں نے

ساری عمر بس تمہیں سنبھالنا چاہا، میں رولاتا رہ گیا۔ سنبھل تو تم خود ہی

گئی، رلانے والا کریڈٹ مجھے مل گیا "

وہ ایسے جواب پر فوراً سے انھیں کال ملا بیٹھی۔

آپ نے مجھے کبھی نہیں رلایا۔ میں آپکے پیار کے اظہار کے لیے تڑپ کر" خود روئی جب بھی روئی۔ لیکن اب سب بدل گیا ہے لالہ۔ اب کوئی بھی "زالے کو پیار نہ کرے تب بھی میں کسی حسرت کو پاس آنے نہیں دوں گی

وہ اس وقت بند واش روم کے دروازے کو تک رہی تھی جسکے پار وہ تھا جس نے زالے کی زندگی سے حسرت و محرومی کو ختم کیا تھا۔

"پتا ہے ذیشان جو ہے تمہارے پاس"

ارمان کے جیلس ہونے کی مہک اتنے پار سے بھی زالے کو محسوس ہوئے ہنسا گئی۔

"آپکا دیا تحفہ ہے میرے پاس۔"

وہ مان نبھانے جانتی تھی، ارمان کی روح تک سرشار ہوئی۔

تمہارے پیچھے پاگل ہو گیا تھا وہ۔ تم سے محبت کرنا بس میں نہیں ہے" زالے۔ نہ میرے تھا، نہ آلین جاہ کے نہ اب ذیشان کے۔ کچھ روحیں بس دنیا میں الگ الگ نوعیت سے چاہے جانے کے لیے آتی ہیں۔ میں سچ میں

تمہیں مس کر رہا ہوں، ٹھیک سے گلے لگانے لے لیے جسکا ڈھنگ ابھی

" بھی نہیں پر یقین ہے تمہیں تکلیف نہیں ہو گی

وہ بھاری آواز میں بولا توزالے کا دل بھاری کر گیا۔

آئی نو لالہ۔اینڈ آئی مس یو ٹو۔میری طرف سے انیہ کو پیار کریں"

"ابھی، زور والا آرہا ہے۔وہی ہے آپکو ہم سبکو واپس لوٹانے والی۔

ایک بار پھر وہ گرے آنکھیں انیہ پر جار کیں،اور ارمان کیا بتاتا وہ اس پر رات اتنا پیار لٹا چکا ہے کہ اب اسے چھوتا بھی تو وہ بکھر جاتی،اپنی جنون خیزیاں یاد آکر آنکھیں لال کر چکی تھیں تو وہ سب کیسا تھا یہ سوچنا ہی جان لیوا ہے۔

"کرتا ہوں۔تم لوگ جلدی آو۔ناشتہ ساتھ کریں گے"

ارمان نے شفقت سے کہے رابطہ توڑا توزالے بھی وہیں میٹرس پر پیچھے کو گری من ہی من میں مسکانے لگی۔

ارمان زرا نزدیک آیا تو وہ کسمسا کر انگڑائی لیتے کسی کا ایمان ڈگمگا کر آنکھیں کھول بیٹھی تو پاس ہی بیٹھتے ارمان کو دیکھے گھبرا کر اٹھ بیٹھے بیڈ کی پشت سے جا لگی۔

"ایسی سیلبریشن نہیں کہا تھا"

وہ ڈرا اڈرا بولی۔

"میں ایسی ہی سمجھا۔ تم نے کونسی کہا تھا وہ بتاو، ابھی کر لیتے ہیں"

بازو سے پکڑے ارمان نے اسے اپنی طرف گھسیٹا تو وہ چہرہ، زرا ارمان سے پیچھے سر کا کر گھوری۔

"آپکی شرٹ پھاڑ دوں گی میں"

انیہ نے اپنے نیلز اور پنجے میں ارمان کی سینے سے شرٹ لی تو وہاں آل ریڈی سلوٹیں آ گئیں۔

"اتنی خطرناک سیلبریشن چاہ رہی تھی تم، میں ایویں ساری رات تم پر معصوم سا پیار لٹاتا رہا۔ ابھی شرٹ تو تم نے ویسے ہی خراب کر دی۔ اسے اتارو تمہارا ارمان سے جڑا یہ ارمان اتاروں"

ارمان کے خطرناک ارادوں پر وہ چینخی اور اسکے چینخنے پر ارمان نے اسے بیڈ کی پشت سے جوڑے اس پر جھک کر اسکی روح لرزائی۔

"وہ م۔۔ معصوم پیار نہیں تھا۔ وہ آپ نے مجھ سے ڈنر کیا اپنا"

ارمان کے ہونٹوں کو شہ رگ کی طرف سرکتا محسوس کیے وہ شکوہ کر اٹھی۔

"بھوک لگی تھی زور کی اس لیے۔"

ارمان نے اسکی سانسیں گرفت میں لیتے کمر میں بازو لپیٹ کر اسے واپس اوپر اٹھاتے اپنے روبرو کیا جو سچ میں اسکے چھونے سے بکھر رہی تھی۔

"ار۔۔مان۔۔ میم حرا کا نمبر لینا پڑے گا مجھے۔"

وہ اس سے دور مچلتی گھوری۔

"مجھے بس تمہارا نمبر چاہیے۔"

ارمان باز نہ آتے اسکا دم نکالنے کے در پر تھا کہ وہ پھر سے چینخی۔

"ا۔۔ارمان! مت کریں کیوں جان لینا چاہتے ہیں۔"

وہ سچ میں رونے لگی تو ارمان نے پیار سے اسکا ماتھا چومے سینے میں بسایا۔

شکر کرو جلدی ماں بننے کی نیوز مل گئی تمہیں ورنہ فارم میں تو میں آیا ہی نہیں تھا ابھی۔پھر تمہیں بتاتا جان لینا کیا ہوتا ہے انیہ جو تم ہر بار میرے سامنے آتی ہو میں خود کو کیسے سنبھالتا ہوں تم کبھی نہیں جان سکتی۔چلو اٹھ کر فریش ہو۔زالے اور ذیشان آرہے ہیں۔ناشتہ مل کر کریں گے۔"

اپنی تمام تر دھمکیاں دیتے ہی وہ پاس سے جب اٹھا تب انیہ کا سانس بحال ہوا۔

شکر ہے آپکی توجہ ہٹے گی مجھ سے۔زالے اللہ بھلا کرے تیرا میری جان"

اس سے پہلے ارمان کمرے سے نکلتا، انیہ کے ہاتھ ہوا میں بلند کرنے پر وہ نا صرف روم کو لاک لگاتا واپس آیا بلکہ جب اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا تو انیہ وہیں صدمے سے تکیے پر گر پڑی، ارمان اپنی شرٹ کے بٹن واپس بند کیے پریشانی سے اس تک پہنچا۔

"انیہ! میں کچھ نہیں کر رہا۔ صرف ڈرا رہا تھا۔۔۔۔"

وہ اسکی گال تھپک کر پاس ہی بیٹھ کر جھکتے بولا تو وہ جو ڈرامہ کر رہی تھی ناچاہتے ہوئے بھی آنکھیں کھولتی خود پر جھکے ارمان کو دیکھتے ہنسی۔

"اگر تمہاری اس ایکٹنگ پر میرا دل بند ہو جاتا؟"

ارمان نے اسکی گردن پر دھیرے سے ہاتھ لپیٹے انیہ کا سر اوپر کرتے قہر ناک نظروں سے گھورتے پوچھا۔

"یہ دل تب بند نہیں ہوتا جب میں آپ سے پناہ مانگتی ہوں؟"

سوال کے بدلے سوال کرنا تو انیہ پر سجتا ہی بہت تھا کہ ساری سزاوں کے رخ بدل دیتا۔

"نہیں۔ تمہاری جرت ہی کیوں ہوتی کہ تم مجھ سے پناہ مانگو"

وہ اسکے لفظوں کی شدت پر اسی کے سہارے پر واپس اٹھ بیٹھی۔

"نہیں مانگتی اب"

منہ بگھاڑ کر گال پھلائے۔

مانگ لیا کرو۔ میں نے کونسی دینی ہے خود سے پناہ۔"

"ناممکن۔۔ ممنوع

اسکے سرسراتے لمس اور جملے انیہ کے جسم کا خون جما گئے، اس سے پہلے وہ کوئی جوابی اظہار کرتی وہ دور ہوا۔

اب تم نے مجھے اکسایا تو میں تمہیں دن تک روم میں ہی نہیں خود میں قید" ہونے کی سزا دوں گا تو بھاگ جاو کیونکہ تمہاری اس وقت خوشبو میرے "صبر کا قتل کر رہی ہے

ارمان نے خود پر بہت جبر کرتے دھمکایا تو انیہ نے جلدی سے آزادی کو غنیمت مانتے اسکے پہلو سے اپنے اطلسی وجود سمیت خود کو دور کیا۔

"یہاں کھڑی ہو کر دماغ خراب اور جذبات اوٹ آف کنٹرول کر رہی ہو" بچاری جوتے پہن رہی تھی پر ارمان کی اٹھ کر اپنی طرف آتے دی دھمکی پر کان کی لو تک سرخ ہوئی۔

"اف ارمان۔ جا رہی ہوں۔۔۔"

بنا جوتے پہنے ہی وہ شال سے خود کو کوور کرتی جیسے بنا پیچھے دیکھے بھاگی، ارمان خود آفت انگیز مسکراتا ہوا آئینے کے سامنے رکے اپنی شرٹ کی سلوٹیں جھاڑتا ہوا روم سے نکلا پر انیہ اندر جا کر خود کو قید کرے بظاہر تو ارمان سے دور تھی پر اس سحر کا کیا کرتی جو اب اسے بات بے بات ہنسا کر شرمگیں مسکراہٹ دینے والا تھا۔

ارمان کی جانب سے ملا یہ نیا سا احساس بہت جان لیوا تھا۔

وہیں ذیشان جب تک شاور لیے باہر نکلا تو زالے اسی کے چھوڑے بستر کی سلوٹیں کروٹ کر کے ہاتھ سے ہٹھاتی انھیں دیکھے بازو پر سر رکھے مسکرا رہی تھی جب ذیشان نے ٹاول وہیں ہینگ کرے اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ

پھیر کر چند پانی کے قطرے مٹھی میں لیتے ہی لیٹی زالے کی گردن کی طرف ٹپکائے تو وہ جلدی سے سیدھی ہوئی، تھوڑے گلال چہرے پر کھلے۔

"میں نے لالہ سے بات کی وہ مس کر رہے ہیں مجھے ذیشان"

اس سے پہلے وہ خوشی کی زیادتی سے چھلک جاتی آنکھوں سے بتاتے اٹھنے لگتی وہ اس پر جھکتا زالے کو واپس میٹرس سے لگا گیا۔

"ہم کب بنیں گے زالے؟"

ذیشان کی نکھری نم سی موجودگی ٹھنڈک اور سوال ماحول کی گرماہٹ کا سبب بنا۔

"ک۔۔کیا؟"

وہ ہچکچاتے بولی۔

"وہی جو انیہ اور ارمان بننے والے ہیں"

وہ سنجیدگی سے کوسوں دور تھا۔

دوبارہ ہم رخصتی سے پہلے ایک روم میں نہیں آئیں گے بس"

"فائنل۔ اٹھیں

اسے خود سے پرے دھکیل کر میٹرس پر گراتے زالے جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی پر عاشق صاحب ویسے ہی لام لیٹ پڑے گہری نگاہوں سے زالے کو تاڑ رہے تھے۔

اور رخصتی کے بعد روم سے نکلیں گے نہیں۔ ابھی تمہاری مان لیتا"

"ہوں۔ بعد میں تمہیں میری ماننی ہو گی بس اسی ڈیل پر اٹھوں گا

زالے کی اسکی بے باک ڈیمانڈ پر پوری آنکھیں باہر آ گریں، کان کی لو تک سرخی اتری۔

"یہ کیا پاگل پن ہے ذیشان ؟"

وہ سوال کرتے ہانپ سی گئی۔

"میرا تمہارے لیے جنون ہے یہ"

وہ اب بھی ڈھیٹ بنا تھا۔

"اف !اوکے اگر رخصتی سے پہلے ایک بار پھر سے ہم ایک روم میں آتے

"ہیں تو بعد کے لیے یہ پاگل پن چھوڑ دیں گے ؟

وہ بچگانہ انداز میں اس کے سر پر کھڑی سوال کر رہی تھی جب ذیشان نے

اسکے پہلو میں گرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے دبایا۔

"سوچنا بھی مت۔ چلو ایگری کرو تا کہ میں اٹھوں"

زالے زچ نگاہوں سے دیکھتے سر خم کر گئی،وہ ٹارزن کی طرح میٹرس سے

اٹھا تو زالے ڈر کر دور ہوئی۔

"یہ بہت ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں آپ میری شرافت کا ذیشان"

زالے نے پیچھے ہٹ کر کر کے اپنے حواس یکجا کیے۔

"ابھی سٹارٹ بھی نہیں کیا۔ چلو۔اپنی یہ رخصتی سے پہلے ایک روم سٹے

"والی بات سے مکر نا مت۔ آجاو میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں

وہ اسکے دل کی دھڑکنیں بنا چھوئے ہی تیز کرتا اپنا فون بلیزر اور گاڑی کی چابی

لیے کمرے سے نکلا تو زالے کو کافی منٹس خود کو کمپوز کرنے کے لیے درکار

تھے کیونکہ ٹانگیں کانپ رہی تھیں تو اسے ڈر تھا، فوراً چل پڑی تو گر جائے گی۔

★★★★★★★★★★★

"مجھے بس کافی دو جولی"

سر میں ہوتے عجیب سے درد پر آلین کافی لیٹ اٹھا پر ناشتے کی ٹیبل کو دیکھے اکتاہٹ ہوئی تو جولی کو مخاطب کیا جو کافی مگ وہیں لے کر آتی زرا فاصلے پر رک گئی۔

"یہ لیں آلین سر۔ ٹیبلیٹ دوں سر درد کی؟"

وہ کن پٹی کو انگلیوں کی پوروں سے مسل رہا تھا، جولی کے متفکر سوال پر اسکے ہاتھ سے مگ لیے سر نفی میں ہلا گیا تو جولی واپس چلی گئی، جلال نے گاڑی جاہ مینشن کے پورچ میں روکی اور اک نظر پریشان سی علیحہ پر مرکوز کیے

نظریں ہٹائیں اور سانس کھینچتا ہوا باہر نکلا، علیحہ کی سائیڈ آئے کار ڈور اوپن کیا تو وہ فوراً سے باہر نکلی۔

"مجھے ایک اہم کام سے نکلنا ہے۔ تھوڑی پرائیویسی دے رہا ہوں دوسرے لفظوں میں۔ رات ڈنر پر ملتے ہیں۔ جاو اسکے پاس اور رات تک سرجری کے لیے منا لینا اسے"

جلال نے ہدایات کیں اور علیحہ کے مسکرانے سے زرا حوصلہ وصولتا وہیں سے واپس گاڑی کی طرف بڑھا، آلین نے کافی مگ وہیں رکھا اور گاڑی کے ہارن پر وہ باہر نکل آیا تو نظر گیٹ سے نکلتی گاڑی کے بعد علیحہ پر پڑی جو گیٹ کی طرف دیکھ رہی تھی، جیسے ہی پلٹی، ہلکی ہلکی دھوپ میں کھڑے آلین کو دیکھ کر اسکے دل تک راحت پہنچی۔

"تم آگئی"

آلین نے اپنی بازو کھولی تو علیحہ وہیں سے سر ہلاتی آلین کے پاس رکی اور اسکی بازوؤں کی وسعت دیکھنے کے بعد آلین کی آنکھیں دیکھتے ہی وہ خود کو اسکے سپرد کرے گلے لگی۔

میں ہمیشہ کے لیے آگئی آلین۔ تھوڑی دیر کے لیے بھی اب تمہیں اکیلا نہ "چھوڑنے کے لیے۔ میں نے تمہیں بہت مس کیا"

گلے لگ کر وہ بہت سے اعتراف بھول گئی، آلین کو اندازہ تھا، جو بازوؤں میں کائنات بھر لیں وہ اس وجود کے دل کی ہر گہرائی پر کھ لیتے ہیں۔

"اجازت دے دی تمہیں بابا نے؟"

علیحہ کو پکڑ کر سامنے کیے وہ ابھی بھی اس خدشے میں تھا کہیں یہ لڑکی پھر چھن نہ جائے۔

مجھے کسی کی اجازت پہلے بھی کہاں روک سکتی تھی، یہ تو بس ہمارے مقدر" میں لکھا تھا کچھ دن مزید دور رہنا۔ تم نے مس کیا مجھے۔ بتاو کتنا کیا۔ کالز پر تو "سیریس آلین تھے، بس میری فکر چھلکتی تھی تمہارے لب و لہجے سے

وہ اسکی سننے کے موڈ میں نہ تھی، آلین خوشگوار حیرت میں ڈوبا مسکرایا۔

"ہاں فکر تھی کہ اپنا بنا کر دور بھیجا ہے تمہیں، میرے بنا پاگل نہ ہو جاو"

وہ سراسر شرارت پر اترے سر کے درد کو یکسر فراموش کیے ہوئے تھا، علیحہ کی آنکھیں محبت نچاور کر رہی تھیں۔

مجھے تم سے بہت لڑنا ہے، ناراض بھی ہونا ہے۔مکے بھی مارنے ہیں"

"تمہیں لیکن اس سے پہلے کچھ اور کہنا ہے

وہ تمہید باندھ رہی تھی پر اس بیچ آلین نے محسوس کیا اسکی آواز کانپ رہی ہے اور وہ خوشی کی زیادتی کا شکار بدحواس سی ہے۔

"تمہارا پورا وجود وہ کہہ رہا ہے آل ریڈی"

آلین نے اسکے کانپتے وجود کو اپنی بازووں میں بھرتے سنبھالا تو وہ آنکھیں جھکا گئی، آنکھیں میچتے ہی کچھ آنسو رخساروں پر بہہ نکلے۔

"ک۔کیا آلین؟"

آنسووں سے بھری آنکھیں اٹھا کر وہ آلین کو دیکھتے بمشکل بول پائی۔

"یہی کہ تمہاری مجھ پر سخت قسم کی نیت خراب ہو رہی ہے"

آلین کے دھواں چھوڑتے جواب پر وہ اپنے آنسووں کو ہتھیلوں سے رگڑتی ہاتھوں کو آلین کے سینے پر ٹکا کر تکنے لگی۔

"اور تمہارا فرض ہے میری نیت پوری خراب کر دو"

وہ چہرہ اٹھائے بضد سی حق جمارہی تھی اور یہ اکسانا آلین جاہ کو مائلِ ستم کرنے کو کافی ثابت ہوا۔

تمہیں کس نے کہہ دیا میں بگھڑا آدمی ہوں، میں ازل سے شریف النفس" "ہی رہا ہوں علیحہ۔ہاں بگھڑی بیوی کے ارمان ضرور پال رکھے ہیں اب اسکا چہرہ نظروں کے حصار میں بھرے علیحہ کو خود سے لگاتے آلین نے اپنی شرافت کا ارمان بتا کر خود قتل کیا۔

تم ہمیشہ سے یہی چاہتے تھے کہ سب میں کروں تا کہ بے" شرم، ضدی، بے باک، بری اور جذباتی کے سارے لقب میرے حصے آ "جائیں

نروٹھے پن میں غصے کی ملاوٹ لیے وہ جلدی سے بولی،اس شخص کی تیز پر تپش مہکتی سانسیں چہرے پر پڑے علیحہ سے سانس لینا ہمیشہ دشوار کر دیتی تھیں۔

"تم یہ سب میرے لیے ہو سکتی ہو، پورا حق ہے"

وہ مسکرادیا تو علیحہ نزدیک ہوئی، علیحہ کے ہاتھوں کی انگلیاں آلین کو اپنی کمر میں دھنستی محسوس ہو کر خمار میں مبتلا کر گئیں،وہ معصومانہ تشدد کر رہی تھی جیسے یہی آلین کے سر درد کا علاج ہو، پھر مزید رہا سہا فاصلہ سمیٹ کر اس نے آلین کی گردن پر دانت گاڑے،اتنے آرام سے کہ آلین کو بس دانتوں کے مس ہونے کا احساس ہوا۔

"تم ناشتہ نہیں کر کے آئی؟"

آلین نے اسکو بازووں میں جذب کرتے سرگوشی کی تو یہیں علیحہ کی بے باکی، شرم میں بدلی۔

"ناں۔۔"

وہ اسکی گال سے گال جوڑے ہی مسکا کر منمنائی۔

"تبھی مجھے کھانے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔ تمہاری اطلاع کے لیے بتا دوں، فطرت نہیں بدلتی علیحہ۔ تم شرمیلی تھی اور وہی رہو گی۔ آجاو ناشتہ کرا دوں تمہیں"

وہ کچھ نہ بولی بس آلین کے ساتھ ہی اندر پہنچی، جولی اور بانی دونوں ہی ایک بار پھر اس گھر کی رونق لوٹ آنے پر مسرور تھے، آلین جو ناشتے سے بیزار تھا، علیحہ کے ساتھ اس نے پر اپر ناشتہ کیا، وہ بھی خاموش رہی، بس گاہے بگاہے آلین کو دیکھتی رہی۔

جولی تمام برتن سمیٹ چکی تھی پر ابھی تک آلین اور علیحہ وہیں بیٹھے تھے، وہ میرون کلر کے سادہ سے جوڑے میں گولڈ ہیلز پہنے، بالوں میں گولڈن آلین کا دیا ہی کلپ لگائے بس ہلکا سا لپ گلوز لگائے بھی حواسوں پر چھا رہی تھی۔

آلین نے اپنا ہاتھ علیحہ کے ہاتھ میں دیتے ہی اسے کرسی پر بیٹھے بیٹھے اپنی طرف کھینچا تو وہ ایک ہاتھ میز کے کنارے پر جما کر اسکی طرف سرکی۔

"آئی وانٹ یو"

آلین نے اسکے ہاتھ کو لبوں سے جوڑتے فسوں خیز سرگوشی کی۔

"ایک شرط ہے۔میری بات مانو گے"

علیحہ کرسی سے اٹھ کر آلین کے پاس آکر رکی تو آلین نے کرسی سے سر ٹیک کر اوپر نظریں اس حسینہ پر جمائیں۔

"اب کیا منوانے والی ہو؟"

آلین بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"کچھ ہے ناں۔وعدہ کرو پہلے"

علیحہ کی آنکھوں میں شدت تھی۔

"وعدہ۔۔"

وہ مان گیا اور تبھی علیحہ نے اسکا ہاتھ پکڑا اور روم کی طرف بڑھی۔

"سر درد ہے"

وہ اسکا ہاتھ روم میں پہنچتے ہی کھینچ کر دروازے سے علیحہ کو لگاتے دروازے کو بند کر گیا۔

"دور تو نہیں کر سکتی، بھلانے کی کوشش کر سکتی ہوں"

بے یقینی تھی پر انداز آگ لگا دینے والا تھا۔

"اچھا یہ لٹا ہوا آلین قبول ہے تمہیں؟"

اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر اس مرہم بنی علیحہ کو اپنے سینے لگایا۔

"میں نے ہی تو لوٹا ہے۔مجھے کیسے قبول نہیں ہو گا۔"

آنکھوں میں تپش، خوبصورت آواز کا بھاری ہونا اور اس میں تیرتی حدت، سب ہی آلین کی آتی جاتی سانس سست کر گئی۔

"تم اتنی مہربان کیوں ہو رہی ہو مجھ پر؟"

مکمل علیحہ کے آگے بے بس ہونے سے پہلے وہ تشویش کا شکار ہوا، وہ لب بستہ مسکائی اور آگے کو بڑھتے خود ہی آلین کی سانسوں کے سنگم پر سانس بھرا کہ وہ ساری تشویش بھول گیا۔

"تم نے پہل کی ہے۔ میں تو صلہ دے رہی ہوں"

وہ آلین کے رخسار پر محبت کی تپش پہنچائے زرا سامنے ہوتی اسکی دیوانہ کرتی مست آنکھوں میں جھانکی۔

"میں نے صلہ نہیں مانگا"

وہ اب بھی سفید پوش تھا، کبھی کچھ مانگنا ہو تو ہمیشہ وہ شخص ہارا تھا۔

"حق چھیننے کا بھی تو ہنر نہیں تمہارے پاس"

وہ اسکے بالوں میں ہاتھوں کی ملائم پوریں داخل کرتی آلین کو مکمل اپنے بس میں کرے خود بھی اسکے شکنجے میں آچکی تھی۔

"پھر کیا ہے میرے پاس؟"

وہ زرا اپنی جان چھڑوائے دور ہوا، علیحہ نے برا منایا کہ وہ دور ہوا تو ہوا کیسے۔

تمھارے پاس وہ ہے آلین جاہ کہ میں پور پور بکھری عورت تمھارے "

" چھوتے ہی جڑھ گئی۔ اور کوئی سوال نہیں تو میں حق جمالوں اپنے ؟

وہ کسی طرح بھی آج آلین کو وہ سارا سکون دینا چاہتی تھی جو اسے آلین کی محبت اور حفاظت نے دیا۔

" کیسے جماو گی حق "

وہ ایسے لمحات میں پٹر پٹر کر رہا تھا جب مرد خضرات کی بس سانسیں بولتی ہیں، علیحہ نے اس بار جب گردن پر دانت گاڑے تو آلین کو سچ میں درد ہوا۔

" ایسے تو تم مجھے مار دو گی آدم خور "

وہ نازک بننے کی کوشش میں بڑ بڑایا اور دور ہوا تو علیحہ نے اسکا گریبان پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

میں بہت پیار کرتی ہوں تم سے آلین۔ میں پاگل ہوں تمہارے "
لیے۔ میں تمہیں اپنی ہر تکلیف میں پکاری ہوں۔ اتنی محبت ہے مجھے تم
سے، جب جب مجھے درد ہوا میں نے تمہارا نام لے کر خود کو زرا راحت
دی۔ جیسے تمہیں پکارنا ہی آرام دیتا ہو۔ تم نے کاظم کو مارا؟"

وہ اسکے آخری سوال پر تھم سا گیا، علیحہ کی سرخ آنکھیں اسکا چہرہ زرد کر گئیں۔

"ک۔۔ کس نے بتایا تمہیں؟"

آلین نے وہ درد بھری مسکراہٹ دیکھتے پوچھا جو علیحہ کے ہونٹوں پر بکھری تھی۔

تم دور نہ رہتے آلین۔ میں تم سے کبھی نہ ڈرتی۔ تم یاد آکر میرے ڈر دور "
کرتے تھے، تمہیں سوچ کر ہی میرے دن رات کٹتے تھے، تم میری محبت
تھے۔ تم نے اور جلال بھائی نے ایک عورت کی محبت کو بڑا فار گرانٹڈ لیا
پندرہ سال۔ تم کیوں دور رہے مجھ سے، تمہیں میری سسکیاں، میری

تڑپ، میری پکار محسوس نہیں ہوئی۔ ہر رات میں تمہیں یاد کر کے روتی کہ آلین میرے پاس آجاو ناں۔ تم کیوں ساری رکاوٹیں توڑ کر نہیں آئے۔ کیوں مجھے تڑپنے دیا خود کو بھی سزا دی۔ بولو"

وہ یکدم ہی سسک کر رو پڑی، یہ گزرے سال ایسے خسارے تھے کہ دل پر ناسور کی طرح پوری شان سے براجمان تھے، وہ خود درد کی گہرائی میں اترا۔

"کیونکہ میں خود مینٹلی ٹھیک نہیں رہا تھا۔ کاظم کو مارنے کی خوشی تھی پر پھر بھی وہ میرا پہلا قتل تھا علیحہ اس برائی کی دنیا میں آنے پر۔ میں بہت نرم دل انسان ہوں۔ میں تم تک کیسے آتا کہ میری خود سے جنگ بڑی وحشی ہو گئی تھی۔ لیکن وہ سب بھول جاو، میں تمہیں وہ سارے سال بھلا دوں گا۔ تم اب میرے پاس ہو تو ہر لمحہ ہم دو کا ہو گا"

آلین نے اسکے روتے چہرے سے پناہ مانگی، پر علیحہ کا درد جانے کا نام نہ لے رہا تھا۔

"تم نے اسے زندہ گاڑ دیا؟"

علیحہ نے بھیگی سانس کھینچی تو آلین نے اسکا ماتھا چوم کر اسکے بلکتے تڑپتے دل کو شانت کیا۔

"ہاں۔ جیسے اس نے تمہیں گاڑا"

آلین کی آواز دبنے لگی۔

میں بھی اسے ایسے ہی مارنا چاہتی تھی آلین۔ اس نے تمہاری امانت میں "خیانت کی تھی۔ اس نے تمہاری علیحہ کو چھوا تھا۔

علیحہ کی ہچکی سی بندھی، وہ بچوں کی طرح بلک اٹھی تھی، آلین کے پاس حرف دلاسانہ تھا سوائے اسکے کہ وہ اسکی اٹکتی سانسوں کو تقویت دیتا، اپنے گلے لگالیتا۔

"مجھے معاف کر دو آلین۔"

وہ اسکے سینے لگی روتے گڑگڑائی تھی۔

"مجھے بھی کر دو"

وہ بھی اسی کی طرح افسردہ ہوا۔

"کر دیا میں نے"

وہ سامنے ہوتی اپنے ملائم ہاتھوں میں آلین کا چہرہ بھر گئی۔

"میں نے بھی کر دیا۔"

آلین نے اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر چہرے سے ہٹائے اپنی گردن کے گرد لپیٹا اور علیحہ کی کمر بازووں میں بھری۔

سرجری کرواو گے ناں۔ تمہاری سننے کی حس خطرے میں ہے۔ جلال" بھائی نے بتایا۔ یہ سر درد تو میں ٹھیک کر دوں گی پر اگر تم علیحہ کو سن نہ سکے تو یہ برداشت نہیں ہو گا مجھ سے۔ پہلے تو نہیں لیکن اب پاگل ہو جاوں "گی۔ پلیز

وہ جلدی سے اصرار کر اٹھی، سرجری کا سنتے ہی آلین کا چہرہ تاریک پڑا۔

"وہ بہت پین فل ہوتی ہے علیحہ"

آلین ڈر رہا تھا۔

"تم مجھے سن نہ پاؤ یہ پین فل نہیں ہو گا؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

"ہو گا۔"

وہ مرجھا سا گیا۔

"پلیز"

وہ منت کر اٹھی۔

"ہمم۔۔اوکے۔ تمہارے لیے یہ درد پھر سہہ لوں گا۔"

آلین کے اقرار پر وہ اسکے گلے لگی پھر رو پڑی، پھر آلین کے کان کو چومتے اسکا سر ماتھا، سب چوما، جیسے محبت میں پاگل دیوانی ہو۔

"بس کر دو مجھے چوم چوم کر گھسا دو گی"

آلین نے کسیز سے اکتاتے منہ بنایا تو وہ بھیگی آنکھوں سے ہی ہنس پڑی۔

"میں تمہیں گھسانے ہی تمہاری لائف میں لوٹ آئی ہوں۔ تم بہت سال رہ لیے اپنے۔اب میرے، صرف میرے ہو کر رہو"

آلین نے اسکے اس خوبصورت بہکے موڈ پر خود بھی رہی سہی شرافت کو خود سے دور کیا اور علیحہ کی بے تکلف محبت تب مدھم پڑی جب آلین کی کم سے کم شدتیں بھی علیحہ کا حلق دبانے پر اتر آئیں، ہاں اب وہ بھاگ نہیں سکتی تھی، آلین جاہ اسے ہلنے تک نہیں دے سکتا تھا، اتنا بے بس ہو گیا کہ دل پھر سے اس لڑکی کو روح میں اتار لینے کو مچل اٹھا تھا۔

★★★★★★★★★★★

وہ دونوں شیرازی ہاوس پہنچ چکے تھے، ملازم نے زالے کا بیگ اسکے روم میں پہنچایا جبکہ پورچ سے مین گھر کی راہداری میں آنے تک بھی دونوں ہلکے سے بھیگے کیونکہ آج موسم کی بھیگی برستی شیطانیاں عروج پر تھیں، زالے تو چینج کرنے بھاگی جبکہ ذیشان، ناشتے کی میز پر سب کے ساتھ ہی آکر بیٹھا تھا۔

ارمان اور انیہ ساتھ اتنے پیارے لگے کہ ذیشان نے دونوں کا صدقہ اتار لیا۔

خود فائزہ اور شازمہ خوش تھیں کہ انکے سارے بچے آج انکے ساتھ ہیں۔

"یہ مان گئی؟"

ارمان نے اپنے ساتھ بیٹھے ذیشان کو سرگوشی میں پکارا جو فائزہ دادو کے ہاتھ کے پراٹھوں پر انکا جھریوں والا ہاتھ چوم رہا تھا۔

"ہاں جانو ویر۔ایسی مانی ہے کہ تجھے بتاوں تو جل بھن جائے پر کیا ہے ناں میں نے ڈیسائڈ کیا ہے زالے اور اپنے قریب ہونے کو راز رکھوں۔تو نظر لگا دے گا"

ذیشان نے ارمان کے کان میں گھستے سلگایا، فائزہ صاحبہ اب انیہ اور وہیں آتی اپنی زالے کو لاڈ دیے اسے بھی پاس ہی بٹھائے شازمہ کو کہہ کر ناشتہ سرو کروا رہی تھیں جو مسکراتی ہوئی ارمان اور ذیشان کو سرگوشیاں کرتا دیکھے انیہ سے باتیں کر رہی تھی۔

"منحوس! اب تو مجھے جانو مت کہہ۔ بہن دی تو ہے اپنی تجھے"

ارمان نے کندھے پر ٹہوکا دیا تو ذیشان نے پراٹھے کو ساس میں ڈپ کرتے لطف اندوز ہونے کے بیچ زالے کو دیکھا۔

وہ جانو مانو نہیں ہے، وہ روح ہے میری۔ میرا جانو تو ہے جس نے یہ کوہ نور" مجھ سے کم حیثیت کو تھمایا۔ تو واقعی اسے مس کر رہا تھا یا لارا لگایا۔ دیکھ اگر "اب تو نے میری گڑیا کو اپنی حسرت میں رلایا تو میں تجھے کوٹ دوں گا

ذیشان نے جواباً تپ کر گردن موڑی تو ارمان کتنی دیر ذیشان کو ہی تکتا رہ گیا، جیسے کوئی پر اثر لفظ ڈھونڈ رہا ہو۔

"سب کے سامنے کہوں تو رعایت ملے گی ذیشو صاحب؟"

ارمان کی آنکھیں یار کے آگے ہر طرز سے مسکراتی تھیں، ذیشان کے چہرے پر بہاروں کو مات دیتے رنگ بس یہ سوچ کر آئے کہ اب زالے مسکرائے گی اور ذیشان کے اگلے کئی دن گروی رکھ دے گی۔

"ہاں کہو۔اسے بتا تونے اسے مس کیا۔اپنی دادی اور بیوی کے سامنے کہو"

ذیشان نے پورا رعب جما کر حکم صادر کیا تو ارمان نے گھسر پھسر روکتے اب سامنے دیکھا جہاں لیڈیز مسکرا کر ابھی سے بے بی کی شاپنگ کے پلینز بنا رہی تھیں۔

"آپ دونوں کو یہ خوشی بہت مبارک ہو لالہ۔اس گھر کی اس راحت کو کسی کی نظر نہ لگے۔انیہ کا بہت خیال رکھیں یہ ویک سی ہیں۔میں اور دادی جان بھی آپکا پورا خیال رکھیں گے انیہ۔"

زالے خود ہی اپنی جانب متوجہ ارمان کو دیکھتے مسکرا کر بولی تو ارمان نے بھی تائید میں سر ہلایا۔

"ضرور خیال رکھوں گا۔اس گھر کی ایک راحت تم بھی ہو۔مس کیا میں نے تمہیں۔پیپرز کیسے ہوئے؟اور ماموں کیسے تھے؟"

ارمان کے ایسے کھلے اظہار پر جہاں فائزہ، شازمہ اور انیہ شاکڈ تھیں وہیں ذیشان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تب آئی جب زالے مسکرائی۔

"آپ نے مجھے واقعی مس کیا اب یقین آگیا لالہ۔ پیپر زا یک دم مست۔ اور ماموں بھی چوکس ہمیشہ کی طرح۔ نہ بھی ہوں تو بن جاتے ہیں میرے لیے۔"

وہ خوشی سے بتا رہی تھی۔

"تمہاری اور ذیشان کی باقاعدہ شادی کا سوچ رہا ہوں۔ دو ہفتے تک۔ میری کچھ اوٹ آف سٹی میٹنگز ہیں اسکے بعد رکھتے ہیں۔ تم یہاں سے رخصت ہونا چاہو گی یا آلسن سے۔ جو تم چاہو گی وہی ہو گا"

ارمان نے آج سب کچھ زالے پر چھوڑا، وہ اس اہمیت پر پاگل نہ ہوتی تو کیا کرتی۔

"لالہ! میں اسکا فیصلہ آپ اور ماموں پر چھوڑنا چاہتی ہوں کہ یہ آپ دو مل کر ڈیسائیڈ کریں اور دونوں کی ایک ہی مرضی ہو۔ یہ میری خواہش ہے

وہ اپنی خواہش باآسانی کہہ گئی، سب مسکرائے، زالے کا اس پیچھے کیا مقصد ہے یہ بھی سب جان گئے۔

"ہمم۔ تو تم چاہتی ہو میں آلین کے پاس جاؤں۔؟"

ارمان سنجیدہ ہوا تو زالے بھی زرا گھبرائی کہ پھر سے لالہ ڈانٹ نہ دیں۔

نہیں آپ کال بھی کر سکتے ہیں۔ ماموں سے بات کرنا کہیں بھی بہت "

"ایزی ہے۔

وہ پیار سے قائل کر رہی تھی۔

کال پر بات مجھے مناسب نہیں لگ رہی۔ میں میٹنگز کے بعد جاؤں "

گا۔ تمہارے ماموں کے پاس۔ تمہاری خوشی کا معاملہ ہے، مل بیٹھ کر ڈیسائیڈ کریں گے ویسے بھی میں آلین جاہ سے خود بھی اک ملاقات چاہتا ہوں۔ اس سے تمہیں ذیشان کے لیے سلیقے سے تو مانگنا بھول گیا۔ تب تک تم ذیشان کے ساتھ شادی کی تیاریاں کرو۔ انیہ ہیلپ کرے گی اسکا ڈریسنگ ٹیسٹ کمال ہے۔ دادی جان کا جیولری کی سلیکشن میں کوئی ثانی

نہیں۔اور ذیشان کو میں شادی تک بزنس کی ذمہ داری سے بری کر رہا ہوں
"کہ یہ صرف تمہارے لیے ایویلیبل رہے

ارمان کے آخری جملے پر زالے تو حیا سے نگاہ جھکا گئی پر ذیشان کا دل اچھل کر
حلق میں آیا۔

واہ رے یار۔یہ کونسے انتقام لے رہا ہے۔یہاں اک لمحہ دو بھر ہے اور دو"
ہفتے۔اوہ میرے ربا۔اور دو ہفتے ساتھ رہ کر دور دور رہنا۔۔۔تو چاہتا ہے
"میرا صبر کر کر کے ککھ نہ رہے۔ارمان تو اتنا ظالم کیوں ہے؟

ذیشان کی بھوک پھراڑی،ارمان اپنے کان میں اترتی بے بس سر گوشیوں پر
اپنی کافی انجوائے کرتا مسکرایا۔

ابھی کچھ دیر پہلے تو نے کہا کہ تو نے ڈیسائڈ کیا ہے زالے اور اپنے قریب"
"ہونے کو راز رکھے گا۔اب کیوں مر رہا ہے؟

ارمان نے جوابا تپایا تو ذیشان کا منہ سا بنا،ارمان کو یہ کر کے اخیر راحت ملی۔
"تو ناں ایک نمبر کی۔۔۔"

ذیشان نے کوستے ہوئے کہا۔

خرافاتی چیز ہوں۔پر کیا کروں ایسا ہی ہوں۔میں بھی یہی چاہتا ہوں تجھے "
میری بہن اتنی ترس ترس کہ ملے کہ تو اسکی قدر کرے اور اسے دل سے لگا
"کر رکھے، کوئی دکھ نہ دے، کبھی نہ رلائے۔دیکھ کتنا سپورٹیو بھائی ہوں۔

ارمان نے اس بار ہنسی بمشکل روکی تو ذیشان بھی آفت خیز مسکرایا۔

ہاں پھر نہ کہنا مجھے اتنی جلدی ماموں کیوں بنایا۔۔سپورٹیو بھائی ہی "
"بن۔۔سالانہ بننا

ذیشان کو شرم آنی بھول گئی،ارمان نے زور سے شوز والا بھاری پیر ذیشو کے
پیر پر مارا تو ذیشان کراہ بھی نہ سکا۔

"خبر دار! پانچ سال تک یہ گل کھلایا تو نے۔"

ارمان نے وارننگ دی۔

خود دو ہفتوں میں یہ گل کھلا دیا اور میری باری پانچ سال۔۔ کیوں"

جی۔۔ او جا او۔ بڑھاپے میں باپ نہیں بننا مجھے۔ اب تو چیلنج ہے بیٹا۔ ہفتے

"میں باپ بن کر دیکھاوں گا تجھے

ذیشان نے بھی تہیہ کر لیا جبکہ ارمان کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا، یہ بے شرم یار

ایسی خرافاتی چیز تھا کہ ارمان جیسے آدمی کو بھی شرم آگئی۔

"سو کمینے اور خبیث مرے ہوں گے۔۔۔"

اس سے پہلے ارمان دانت پیس کر جملہ پورا کرتا وہ جناب فورا بول اٹھے۔

تو میرا جنم ہوا ہو گا۔ بلکل ٹھیک جواب۔۔ اب بس کر گھسر پھسر۔ مجھے"

میری بیوی کو پورے دھیان سے تاڑنے دے۔ یہ کھاتی ہوئی بھی حور لگتی

"ہے، محبوب کی ہر ادا ہی ہوش اڑاتی ہے

ذیشان کی کمینگی عروج پر تھی اور ارمان کے پاس ابھی شوز اتارنے کا اختیار

ہوتا تو سیدھا اس آدمی کے سر پر برساتا۔

"چھچھورا آدمی۔"

ارمان کے بڑبڑانے پر ذیشان مسکرا کر ناشتے سے ہاتھ روکے بس اپنی ٹیک لگا کر کافی پی رہا تھا اور نظریں ٹھیک سامنے بیٹھی زالے پر تھیں۔

جو ناشتہ کرتے ڈسٹرکٹ ہو رہی تھی، تب تو سانس بھر کر رہ گئی جب ذیشان نے پاوٹ بناتے اسے فلائنگ کس کی، زالے نے ارد گرد دیکھتے گھبراہٹ میں بال کان کے پیچھے اڑساتے دوبارہ جب کن اکھیوں سے ذیشان کو دیکھا تو وہ اب بس مسکرا رہا تھا اور زالے سے یہاں سب کے بیچ بیٹھنا بھی مشکل تھا۔

ناشتے کے بعد بھی بارش نہ رکی تو ذیشان نے پھر بھی اجازت لی کیونکہ بی جی پریشان تھیں پر جاتے جاتے زالے کو اشارہ کیا کہ اسے دروازے تک سی آف کرے جس سبب وہ بنا اعتراض اسکے ساتھ باہر گاڑی تک آئی اور چھتری لی کیونکہ بارش بہت تیز تھی، اب بھی موسم ابر آلود اور آفت تھا، دس ہو چکے تھے پر شام کا سماں تھا۔

"تو پھر؟ دو ہفتے رہ لیں گے دور یا کوئی بندوبست کروں؟"

وہ اسکے ساتھ ہی چلتی گاڑی کے پاس رکی تو ذیشان نے گاڑی سے لگ کر کھڑا ہوتے زالے کے ایک ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا، زالے نے گھبرا کر ارد گرد نظریں گمائیں، چھاتے کی چھاؤں دونوں پر سایہ فگن ہوتی بارش کی براہ راست پڑتی تیز شدت سے دونوں کو بچا رہی تھی۔

"کرو ناں۔ میں اک پل دور نہیں رہ سکتا۔ اور یہ بے مسئلہ بس تمہیں پتا ہے"

لہجہ بے تاب و بے قرار تھا، وہ اس بیچ کی قربت کا احساس رکھنے کے باوجود اسکے نزدیک کھڑی جنبش تک کے لائق نہ بچی تھی کیونکہ اس وقت آس پاس کوئی ملازم نہ تھا، چوکیدار انکل بھی اپنے کیبن میں بارش سے بچ کر جا چکے تھے۔

"میں آپکے ساتھ تو نہیں چپک کر رہ سکتی۔ رسم و رواج کا احترام کرنا چاہیے۔ اصولاً کل جو ہمارے بیچ ہوا وہ بھی قبل از وقت تھا ذیشان۔

نرماہٹوں کے سنگ وہ اصولی بات کرے ذیشان کے دل سے چھیڑ خانی کر گئی، دوسرے لفظوں میں اکسا گئی۔

"اصولوں کی ہمارے بیچ کوئی جگہ نہیں۔"

زالے کی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر دوسرے ہاتھ سے چھتری کی سٹک پکڑ کر زالے کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ میں لیے وہ اسکے ہونٹوں کو لاک کر چکا تھا، اور یہ بے خودی اتنی شدید تھی کہ بہت جلد خود پر قابو نہ رکھ پانے پر وہ دور ہوتے معذرت بھری نظریں زالے پر ڈال گیا جو یوں دیکھ رہی تھی جیسے اسکے پورے وجود سے جان نکل گئی ہو۔

"تم ایسے مت دیکھو۔ شرمندہ ہو رہا ہوں۔ میں بہت فضول ہوں"

چھتری اسکے سرد ہاتھ میں تھمائے وہ زالے کو پکڑ کر پیچھے کرے اس سے پہلے کار ڈور اوپن کرتا وہ ذیشان کی شرٹ آستین سے مٹھی میں دبوچ کر اسے روکے چھتری کے سائے میں واپس لائی۔

ایسے چھپ کر آپ ہر اصول توڑ لیا کریں خیر ہے، لیکن جو کرلیں اس کی "معافی مت مانگا کریں ذیشان۔ مجھے نہیں لگتا میں آپکی کسی خواہش کو رد کر کے کبھی خوشی محسوس کر سکتی ہوں۔ یہ باہمی تقاضے ہیں"

وہ حیا سے لبریز آنکھیں جھکا کر اپنا ہاتھ ذیشان کے دل پر رکھ چکی تھی، جس پر اگلے ہی لمحے ذیشان کا مضبوط ہاتھ، غلاف بن گیا۔

"باہمی تقاضے؟ آر یو شیور۔۔؟"

وہ اسکی ٹھوڑی اوپر کرے مسکراتی آنکھوں سے زالے کا دم نکالنے کے چکر میں تھا۔

"ہاں کسی کو بتایئے گا مت۔"

وہ بنا نظر ملاتی ذیشان کی گال پر ایڑیوں کے ذریعے اٹھتی اپنے وہی سراہے جاتے ہونٹوں کو لگاتی وہاں سے چھتری سمیت بھاگی یہ جانے بنا وہ دیوانہ وہیں کھڑا بھیگ رہا ہے، وہ جا چکی تھی اور ذیشان نے اپنے آپ کو بھیگتا دیکھتے آنکھیں اٹھا کر برستے آسمان کو دیکھا۔

کیا سچ میں اس نے باہمی تقاضا کہا میرے اللہ ؟ کیا سچ میں ؟ میں اسے ایسے " چھوتا پسند آیا ہوں ؟ وہ ڈیمانڈ نگ ہو رہی ہے۔ میری چھوٹی سی بیوی بڑی ہو گئی۔ اف اف۔۔۔۔ کتنی ظالم ہے۔ او جھل ہو گئی۔ ہاتھ بھی نہیں ہلایا کہ میرا اتھما دل حرکت کر پائے۔ اب میں تمہیں دوبارہ ملنے تک پھر بولا یا بولا یا پھروں گا۔۔۔ یہ محبوب اتنے ظالم کیوں بنائے آپ نے مولا "

ذیشان کا بس نہ چل رہا تھا پوری دنیا کو اک طرف کر کے اپنے ارد گرد کے سب منظروں کو زالے تک محدود کر دے، ہائے کتنا مشکل تھا ذیشان کا وہاں سے جانا۔

ایک تو وہ ویسے ہی اوٹ آف مائینڈ اوپر سے ملک ہاوس جانے کے راستے دو گاڑیوں نے اچانک اسکی گاڑی روک لی، جناب اپنے مست خیالات سے نکلے تو دونوں جیپس بارش کے بیچ ہی رکیں تو ان میں سے نکلتے غنڈوں کو دیکھتے ذیشان نے بھی جلدی سے ڈیش بورڈ ڈراسے اپنی گن نکالی۔

پتا تھا یہی ہو گا۔ میری گڑیا۔۔۔ تم نے یہ کونسے کتے بلے لگا دیے میرے"
پیچھے وہ بھی تب جب میں پیور عاشق بنا ہوا ہوں۔ اب یہ عاشق انکو سیکے گا
"کیسے۔ عاشق تو جنگ میں بھی پھول پیش کر دیتا ہے

ذیشان نے ان تعداد میں سات کے قریب غنڈوں کے بیچ نکلتے لوزز والے ٹیٹو والا ماتھا دیکھتے سمائیل دی اور اپنی گاڑی سے باہر نکلا، گن صرف ارحم کے پاس تھی، باقی لوگ لاٹھیاں اٹھائے پھنکار رہے تھے۔

"ٹیٹو تو بڑا سج رہا ہے۔"

ذیشان نے مسکرا کر ارحم کو آگ لگائی۔

"تمہارے دل میں سوراخ بھی بہت سجے گا"

ارحم نے گن ذیشان پر تانی، بارش اب بھی تھی پر شدت کم ہو چکی تھی۔

وہ تو آل ریڈی ہو گیا دوست، وہیں سے میری وہ سیریل کڈ نیپر گھسی"
"میرے اندر۔ ویسے اسکی وارننگ کو سیریس نہ لے کر اچھا نہیں کیا تم نے

اتنے لوگوں کے بیچ بھی ذیشان بلکل نارمل تھا، جبکہ ارحم کو بیچ میں مرنے کی خواہش ہی یہاں گھسیٹ لائی تھی، ذیشان نے بڑی چالا کی سے گاڑی سے نکلتے وقت ہی تھانے میں کال کردی تھی جہاں بابا کے ہی دوست انچارج تھے۔

"اسے تو وہاں گھساوں گا جہاں سے نکل بھی نہ سکے"

ارحم نے اپنی موت کو بلایا تھا کیونکہ ذیشان نے اس بات پر کوئی لحاظ نہ کرتے جھانپڑ ارحم کے منہ پر مارا، اسکے سات لوگوں کے کان بند ہو گئے جبکہ خود ارحم کی سماعت بھی سائیں سائیں کرنے لگی۔

تمیز سے دوست، ورنہ تمہیں نہ کہیں گھسنے لائق چھوڑوں گا نہ نکلنے۔ شکل" پہلے ہی بگھڑوالی۔ کیا ہاتھ پیر بھی تڑوانے کے موڈ میں ہو۔ ایک اکیلا آدمی "دیکھ کر آ گئے مجھ سے مقابلہ کرنے۔ ہمت ہے تو ایک ایک کر کے آو

ذیشان نے اپنی گن شرافت سے پینٹ میں گھسائی جبکہ ارحم نے بھی گن اپنے کانپتے ساتھی کو جب پھینکی تو اس بچارے سے کیچ بھی نہ ہوئی، اس پر بھی ذیشان تمسخرانہ مسکرایا۔

ارحم نے آگے لپک کر ذیشان کو ہٹ کرنا چاہا پر ذیشان نے اسکے ہوا میں معلق ہاتھ کو بازو سے دبوچ کر مڑوا کہ اسکی دلخراش دھاڑوں پر اسکے ساتوں لوگ ڈنڈے اٹھائے پھنکارے۔

روک انکو۔مجھے یا میری گاڑی کو آنچ آئی تو اسکا نقصان تیرے حلق سے "

" نکالوں گا۔

ذیشان کو اپنے سے زیادہ بی ایم ڈبیلو کی فکر تھی جو ابھی میلی بھی نہ ہوئی تھی۔

"ر۔۔رک جاو منحوسوں"

ارحم جو ذیشان کے بازووں میں قید تھا، مسکینت سے بڑبڑایا تو اسکے لوگ پہلے ہی کانپ رہے تھے، فورا رک گئے۔

"اب بتا۔ پنگاہ لے گا؟ یا مڑوڑوں تیری گردن۔؟"

ارحم بن پانی کی مچھلی ذیشان کی توانا بازو میں قید تھا۔

ن۔۔ نہیں لوں گا۔ چھوڑ دے حرام زادے میرا دم گھٹ رہا ہے۔ سانڈ "

" کی اولاد

ارحم کو جو سمجھ آئی بکا جبکہ ذیشان نے اسے جھٹکے سے آزاد کیا۔

"اب اس سانڈ کی اولاد سے دو فٹ دور رہنا۔اب نکلو ادھر سے "

ذیشان نے غرا کر سات کے سات مسٹنڈوں سمیت ارحم کو بھی قہر آلود وارننگ دی جبکہ اس سے پہلے ذیشان واپس اپنی گاڑی کی طرف جاتا، ارحم نے بپھرتے سانڈ کی طرح لپک کر اپنے آدمی سے لوہے کی راڈ لی اور ذیشان کے پیچھے سے اس پر پوری قوت سے برسائی، ذیشان یکدم رکا، راڈ بڑی طرح کاندھے کی ہڈی پر لگی تبھی تو دو لمحے ذیشان کا دماغ مفلوج ہو گیا۔

اس سے پہلے وہ کراہتے پلٹ کر اپنی گن نکالتا، پولیس کی گاڑی دیکھتے ہی ذیشان نے فوری گن واپس رکھے وہیں اپنی گاڑی کے بونٹ پر جھکتے چلانا

شروع کر دیا، پولیس کی گاڑی رکی تو انسپکٹر جلدی سے باہر نکلا، پولیس اور اہل کاروں کو دیکھتے ہی ارحم کے ہاتھ سے راڈ خوف کے سبب نیچے گری، جبکہ ارحم سمیت اسکے سارے کارندوں کو حراست میں لیتے جب انسپکٹر کراہتے ذیشان تک پہنچا تو ذیشان کے چہرے پر سرخی چھلکی تھی اور اس نے اپنے کاندھے پر ہاتھ جما رکھا تھا۔

"تم ٹھیک ہو بچے ؟"

ذیشان کو سچ میں بھیانک درد تھا۔

اسے لے جائیں سر۔ یہ مجھے مارنے والا تھا۔ مار دیا بلکہ۔۔ آہ میرا" "کندھا۔ کیسی غنڈا گردی ہے۔ سخت سزا دیں اسے اور اسکے ساتھیوں کو درد سے زیادہ پاورفل ذیشان کی ایکٹنگ تھی اور وہ انسپکٹر بھی دوست کے بیٹے کو ہی مظلوم سمجھ رہا تھا، ارحم کو تو احتجاج کا بھی موقع نہ ملا۔

بے فکر ہو جاو۔ شبیر۔۔۔ہو سپٹل پہنچاو ذیشان کو۔ اور پہنچ کر مجھے اطلاع" دینا۔ انکی ٹیو نگ تو میں کرتا ہوں آج تھانے جا کر۔ بہت گرمی چڑھی ہے "چھوٹے نواب صاحب کو۔ ڈالوان منحوس سستے موالیوں کو گاڑی میں

ذیشان کو بابا کے دوست کی وجہ سے رعایت ملی ورنہ گن اسکے پاس بھی تھی، خیر ارحم کی ٹیو نگ تو ہونی تھی پر ذیشان کے ہو سپٹل پہنچنے نے ملک حویلی اور شیر ازی ہاوس میں ضرور تھر تھلی مچا دینی تھی۔

ذیشان کے کندھے کی ہڈی کریک ہو گئی تھی اور تبھی پولیس کے نزدیک وہ مظلوم ثابت ہوا، ڈاکٹر نے ذیشان کے کہنے پر ارمان کو ہی انفارم کیا جو یونی میں تھا، کلاس کے بیچ ہی کال آئی تو تھوڑی دیر باہر نکلا، خود تو کلاس چھوڑ نہیں سکتا تھا تبھی زالے کو کال کی جو انیہ اور جولو کے ساتھ ہی لاونج میں بیٹھی مووی دیکھ رہی تھی۔

لالہ کی کال پر وہ فورا معذرت کرے اٹھ کر ایک طرف آئی اور کال پک کی۔

"ذیشان ہوسپٹل ہے ایک حادثہ ہوا ہے۔ کندھے کی ہڈی کریک ہوئی ہے۔ مجھے تھوڑا ٹائم لگے گا اس لیے اسکے پاس جاو زالے۔ گھر میں ابھی کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں"

زالے بس حادثے پر ہی تھم گئی، ہاتھ بے اختیار سینے پر جا جما۔

"لالہ ! وہ ٹھیک تو ہیں ؟"

زالے کی آواز کانپی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ ایک دن ہوسپٹل رکھیں گے اسے۔ نکلو اسکے پاس میں جوائن کرتا ہوں۔"

ارمان نے مصروف متفکر انداز میں کہہ کر کال کاٹی اور اپنی پریشانی بھرپور چھپائے وہ انیہ کے پاس جا کر رکی۔

"انیہ مجھے ایک اہم کام سے نکلنا ہے۔ ہم یہ موؤی بعد میں دیکھتے ہیں۔ آپ ریسٹ کرلیں۔ کب سے بیٹھی ہیں۔"

انیہ نے اسکے چہرے کی طرف دیکھتے سر ہلایا۔

ٹھیک ہے میری جان اپنے کام نمٹاو۔ میرے ساتھ جو لو ہے۔ نیند آئے تو"
"سو جاوں گی۔

انیہ نے اسے اجازت دی تو زالے نے جلدی سے روم میں پہنچ کر اپنے جوتے بدلے اور ہیلز پہنی، اور شال لیتی وہ کمرے سے نکلتی باہر پورچ تک آئی تو ڈرائیور انکل ایکسٹرا گاڑی کے پاس ہی کھڑے تھے۔

"میں لے جاوں گاڑی؟"

زالے نے پاس رکتے نرمی سے پوچھا۔

میں چھوڑ آتا ہوں زالے بی بی۔ دراصل ایک گھنٹے تک مالکن جی نے"
"مارکیٹ نکلنا تھا۔ تو یہی گاڑی ہے۔ میں ڈراپ کر دیتا ہوں

زالے نے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے ہوسپٹل چلنا ہے کسی عزیز کی عیادت کو"

زالے نے مزید بتایا تو ڈرائیور نے گاڑی کا ڈور اوپن کیا۔

"ٹھیک ہے زالے بی بی"

ڈرائیور خود بھی بیٹھا اور گاڑی شیرازی ہاوس سے نکلی، تبھی زالے نے گھبراہٹ میں ذیشان کا نمبر ڈائل کیا، اسکی ایک بازو پر آرم ہولڈر چڑھ چکا تھا اور دوسرے ہاتھ پر فلوئیڈ ڈرپ لگی تھی۔

فون بج رہا تھا پر وہ بس سن ہی سکا۔

زالے پورا سفر سخت پریشان رہی۔

ہوسپٹل پہنچتے ہی وہ جب مطلوبہ روم میں پہنچی تو نرس، ذیشان کی ڈرپ اتار چکی تھی، زالے کو آتا دیکھتے ہی ذیشان کے چہرے پر رونق لوٹی۔

نرس کے نکلتے ہی وہ تیزی سے آگے آتی پاس بیٹھے ہی ذیشان سے گلے لگی پر احتیاط برقرار تھی۔

وہ اپنا ہاتھ اسکے اطراف گھیر گیا۔

"کیا ہوا؟ ذیشان یہ کیسے ہوا؟"

اسکی آنکھیں چھلک گئی تھیں، وہ زالے کے لپٹنے پر کراہا جو تھا۔

"تم سے دوری کے نتائج ہیں جاناں"

وہ روبرو ہوتی دونوں ہاتھوں میں ذیشان کا مرجھایا چہرہ بھرے اسکے پھیکے جوک پر مسکرا بھی نہ سکی۔

"بی سیریس پلیز"

وہ روہانسی ہوئی۔

"ارحم کو کیڑے کاٹ رہے تھے۔اب آرام آگیا ہوگا اسے"

ذیشان سے زالے کو مزید تنگ نہ کیا جاسکا،دفعتاً زالے کا دماغ گھوما۔

میں چھوڑوں گی نہیں اب ان دو کو۔میری وارننگ کے باوجود انہوں نے"

"آپکو چھونے کا سوچا بھی کیسے۔

اسکے کاندھے کی ہڈی کریک ہوئی تھی پر ذیشان کو لگ رہا تھا اسکا سارا درد زالے کو محسوس ہو رہا ہے۔

تمہاری وارننگ سے بلی کا بچہ نہ ڈرے،وہ دو تو نواب زادوں کی بگھڑی"

اولاد ہیں۔تم بس مجھ پر رعب جما سکتی ہو۔آپس کی بات ہے ڈرتا میں بھی

"نہیں تم سے

ہوسپٹل کے بیڈ پر بیٹھا وہ زالے کو پریشان نہ کرے تبھی چھیڑ رہا تھا۔

"نہیں ڈرتے آپ مجھ سے؟ آر یو شیور؟"

زالے نے بھیگی چشمان پھیلائے آئبرو اچکائے تو ذیشان نے اسکا ملائم ہاتھ پکڑے اپنے سینے کے مزید نزدیک کھینچا۔

"ڈرتا ہوں۔ جب تم کسی وجہ سے ڈر جاو۔ وہ زالے ڈراتی ہے مجھے"

وہ اسکے ہاتھ کو دباتا، آنکھوں میں محبت اور لہجے میں شدت بھر لایا تھا۔

"میری جان نکل گئی تھی سن کر۔"

وہ اسکی گال بے خودی میں چومتے بہت پیار سے اسکے بیرڈ کے بالوں کو سہلاتی بولی، اور ذیشان تو اسکی عنایت پر مبہوت تھا۔

پتا ہوتا کے ایسے میرا چہرہ دیوانگی سے چوموگی تو پہلے ہی ہوسپٹل پہنچ "آتا۔"

ذیشان نے اسکے ہاتھ کی پوریں چومیں تو زالے کی نظریں سی جھک گئیں۔

"فضول بک بک نہیں کریں۔ میں اس ارحم کو مار آوں گی اب"

وہ پھر سے جذباتی ہوئی تو ذیشان نے اسے مزید سینے میں بھینچا کہ وہ بیٹھے ذیشان پر حاوی سی ہو گئی، اتنی نزدیکی پر ایمان خراب ہونا فطری تھا۔

ضرورت نہیں۔ پولیس سیٹ کر دے گی اسے۔ تمہیں کوئی نقصان نہ "
دے اس لیے اس معاملے سے دور رہو۔ میرے پاس رہو۔ دو ہفتے میری تیمارداری کرو ناں زالے۔ اس بہانے تم میرے پاس رہو گی۔ اللہ کو بتایا میں نے کہ میں نہیں رہ سکتا تم سے دور تو دیکھو کیسے وسیلہ بنایا انہوں
"نے۔ مجھ سے دور نہ جایا کر یار

زالے اسکی باولی باتیں سنے کبھی مسکرائی تو کبھی سانس لینا روک گئی، یہ آدمی سچ میں پاگل ہو چکا تھا۔

یہ اچھا وسیلہ کہاں ہے۔ آپ درد میں ہیں ذیشان۔ اپکا پورا بازو درد میں "
ہے۔ ایسے میرے پاس آنے کا کیا فائدہ جب میں آپکا درد دیکھ کر دگنی دکھی
"ہو جاوں۔

وہ اسے ایسے پاگل پن سے باز رہنے کے جتنے مشورے دیتی بیکار تھے۔

تمہارا ہاتھ بھی تو درد میں تھا کل، دکھی بھی ہوا میں لیکن پاس رہنے سے "
سب اچھا ہو گیا۔ اور میرے لیے ہر وہ چیز جو تمہیں میرے اتنے قریب
لائے بہترین وسیلہ ہے۔ تمہیں کیسے بتاوں میں تم سے
وحشیوں، نادیدوں، حسرت کے ماروں اور دیوانوں سا پیار کرنے لگا
"ہوں۔

زالے کی حسیں وہ ایسی دیوانگی سے مفلوج کر چکا تھا، وہ کچھ بولنے لائق ہی
نہ بچی تھی۔

"ذیشان! میں پریشان ہو رہی ہوں۔ آپکی دیوانگی پر۔ "

وہ پھر سے بھیگی آواز میں بہت پاس، سانسوں کے سنگم پر منمنائی۔

"حالانکہ رشک آنا چاہیے تمہیں۔ "

وہ برا ماننے کی طرح بولا۔

تم آس پاس رہو گی ناں یہ دو ہفتے۔ رخصتی تک میں دور نہیں رہ سکتا۔ تم "
نظر آنی ضروری ہو۔ تمہارا لمس مطلوب ہے جیسے سانس کے لیے

اکسیجن۔ پلیز زالے۔ میرے پاس رہو۔ مجھ سے دور مت جایا کرو۔ میری

" نظروں میں رہو میں اوور ہو رہا ہوں ناں؟

اپنی جنون خیزیاں کہتا کہتا وہ زالے کی سرخ ہوتی آنکھیں دیکھے اختتام تک

اپنے رویے پر افسردہ ہوئے بولا تو وہ بے اختیار سر نفی میں ہلا گئی۔

"ایسی اوور ایکٹنگ کہاں سے سیکھی؟"

وہ اسکے شانے سے لگتی مسکرائی تو ذیشان بھی دبا دبا مسکرایا۔

"روٹھ بھی سکتا ہوں ایسے دل دکھاتے سوال پر"

وہ منہ بنا کر بولا تو وہ جلدی سے سر اٹھائے ذیشان کا چہرہ تکنے لگی۔

"میں منالوں گی۔ ہمت آگئی ہے مجھ میں"

وہ پر اعتماد تھی۔

"کیسے منائے گی میری گڑیا؟"

وہ جان بوجھ کر گڑیا بولے جتا گیا تو وہ گھوری۔

"سوال ٹھیک کریں پہلے"

دونوں ہاتھوں کو زیشان کی گردن سے جوڑے روٹھ کر وار ننگ دی تو زیشان کا دل بیٹ مس کر گیا۔

"کیسے منائے گی مسیز زیشان حیدر۔۔۔۔۔"

ابھی سوال مکمل ہی ہوا کہ زالے نے اپنے گلاب ہونٹوں کی نرمیاں، فقل بنا کر زیشان کے ہونٹوں پر سجادیں، جوان گلاب کی پنکھڑیوں کو محسوس کرنے سے پہلے ہی ان کے دور ہونے پر جلد ہوش میں آگیا۔

پھر وہ زرا دور ہوئے بہت مشکل سے زیشان سے آنکھیں ملا سکی جو حیرت کے سمندر میں دفن ہو چکا تھا۔

"ایسے منالیا کروں؟"

وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی اور زیشان کا دل چاہا اس معصوم اور معصومیت دونوں کا قتل کر ڈالے۔

"ایسے منانا ہے تو تھوڑی دیر تو قریب رہا کرو۔ اتنی جلدی دل کو قرار نہیں آتا۔ بے چینی بڑھ جاتی ہے"

ذیشان نے اسکی گال سے لب مس کرتے سمجھایا تو وہ سر تا پیر گلاب ہونے لگی۔

"یہ ہوسپٹل ہے۔ایسی باتیں نہیں کریں۔بس مجھ سے ناراض نہ ہوں تو"
"میں یہ نکمی کوشش نہیں کروں گی

وہ ارادے ہی بدل گئی۔

"میں زیادہ سنگین ناراض ہو جاوں تو منانے کی شدت بڑھ سکتی ہے ؟"

وہ جانتا تھا وہ گھبرا رہی ہے پھر بھی اسکے چہرے کے رنگ نکھارنے پر تلا تھا۔

"آپ سنگین کیوں روٹھیں گے بھلا ؟"

وہ پھر سے دم دیتی کیفیت میں اتری شکوہ کناں ہوئی۔

"تاکہ تم مجھ تک ٹھہر جاو منانے کے بیچ"

وہ اسکی طلب سے منور آنکھوں سے پریشان ہانپتا سانس بھر گئی۔

"!ذیشان"

ایسے نازو لاڈ سے پکارنے والی ذیشان کے نزدیک ظالم تھی۔

زالے! تمہارے قریب بھی تمہیں مس کرتا ہوں۔ کیا ہو گیا ہے"

"مجھے؟ میری روح میں اترو گی تو ہی قرار آئے گا مجھے

وہ جانتا تھا زالے کی ہمت اسکی سکت سے زیادہ آزما رہا ہے پر سچ میں بے بس تھا۔

ب۔۔بس! مزید کچھ نہیں کہیں خدا کے لیے۔ میں پریشان ہو رہی"

"ہوں۔ جسٹ ہگ می۔

وہ مزید ذیشان کو دیکھ نہ سکی تو اسکی بازو کے حصار میں لپٹی اسکے سینے سے لگ گئی۔

تم میرے پاس آئی۔ تھینکیو۔ رات رک جانا۔ یہ لوگ کچھ ٹیسٹس کے"

"لیے روک رہے ہیں رات۔ رہو گی ناں۔ میرے پاس؟

گلے لگا کر بھی وہ جیسے اسکے لیے بے قرار تھا۔

"مجھے اپنی روح میں اتارنے تک آپ یہ والی بات منہ سے نہیں کہیں گے

پہلے پرامس کریں پھر رکوں گی"

وہ ڈر میں مبتلا تھی،اف ذیشان حیدر کا جان لیوا مسکرانا، زالے کے جسم و بالوں سے اٹھتی مسحور کن خوشبو میں اسکا گم ہونا آفت تھا۔

"آئی پرامس۔اب تمہیں بنا کہے اور پوچھے اپنا بناوں گا۔تمہاری یہ انوکھی اجازت مل گئی"

زالے نے خود کو کوسا کہ یہ کیسے خرافاتی آدمی کو کہہ بیٹھی۔

"اف ذیشان۔۔۔میرا مطلب"

اس سے پہلے وہ اسکے حصار سے نکلتی،ذیشان نے مزید بھینچ لیا۔

"یہیں رہو۔تمہارا کوئی مطلب سنائی نہیں دے گا ابھی۔میں تمہیں گلے لگا کر دنیا سے کٹ آف ہو جاتا ہوں زالے۔آئی لو یو سو مچ"

زالے نے مزاحمت ترک کی اور زرا چہرہ گماتے ہونٹوں کو ذیشان کے کان سے مس کیا۔

"اجازت ہی تھی وہ۔ آئی لو و۔۔۔"

زالے کی سرگوشی اس نے پوری نہ ہونے دی۔

"دو ہفتے بعد پلیز"

وہ سختی سے روک گیا تو وہ اسکے کان کے پاس مسکرائی، لوگ ہنسی سنتے تھے، ذیشان نے اسکی توبہ شکن مسکراہٹ سن لی۔

"جیسا آپ کہیں"

وہ اسکے کان کے نیچے چہرہ گھسا کر چومتی بازو اسکی گردن میں حائل کر گئی جو یہاں بینڈ دوسری بازو کے باوجود بہت پر سکون تھا۔

★★★★★★★★★★★★

"آپ نے سٹاف سے تفتیش کی؟"

یونی سے آف کرنے سے پہلے ارمان، پرنسپل آفس آیا تھا، اپنے موقف پر ڈٹا تھا یہ دیکھ کر یونی کے اونرز متفکر تھے کیونکہ وہ ارمان کے جاب چھوڑنے کی دھمکی پر کچھ پریشان تھے اور نہ ہی حرا کو جاب سے نکال سکتے تھے، وہ بلاشبہ ایک بہترین پروفیسر تھی۔

ہم چاہتے ہیں کسی انتہائی قدم سے پہلے آپ دو ٹیبل ٹاک کرلیں۔ مے بی" "کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔۔ آیئے مس حرا

پرنسپل نے اول تمہید ارمان کو دیکھ کر باندھی اور دونوں نے آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارہ بھی کیا تھا جبکہ ساتھ ہی آفس کے ڈور میں کھڑی حرا کو اندر آنے کی اجازت دی جسکے بعد ارمان کے جبڑے کسنا فطری تھا۔

حرا آکر ارمان ہی کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

آپ دونوں ہی ہماری یونیورسٹی کا سرمایہ ہیں سو ہم کسی کو بھی کھونا نہیں" چاہتے۔ سو ریکوسٹ ہے کہ ہمیں اس ٹائم مشکل میں نہ ڈالیں اور جو مسئلہ "ہے وہ حل کریں۔ ایکسکیوز می

دو تلواروں کو ایک نیام میں چھوڑے پرنسپلز دونوں ہی وہاں سے چلے گئے جبکہ حرا نے ہی ڈرامائی کھانس کر متوجہ کرنے میں پہل کی۔

"آئی لائک یو۔۔۔"

حرا کے کہنے کی دیر تھی کہ ارمان کے ماتھے پر لاتعداد بل پڑے۔

"کیا بکواس کی؟"

ارمان نے پُر تپش ہوتے گھورا تو حرا کے چہرے کی رنگت سے بدلی۔

آئی لائک یو تبھی مجھے آپکی وائف بلکل اچھی نہیں لگی۔ میں چاہتی تھی وہ" دور ہو جائے آپ سے پر جب میں نے آپکی اسکے لیے فکر دیکھی تو مجھے اپنی حرکت پر دکھ ہوا۔ آئی ایم سوری۔ پسند پر اختیار نہیں پروفیسر ارمان۔ میں "معافی چاہتی ہوں۔ آپ جاب سے ریزائن ناں کریں۔

حرا کے منہ پر خباثت چھائی تھی تبھی تو ارمان کو اسکی کسی بات پر یقین نہ تھا۔

"اچھا اب پسند نہیں رہا؟"

ارمان کا لہجہ اب بھی کھردرا تھا، حرا نے جلدی سے سر نفی میں ہلایا۔

"بہت پسند ہیں۔"

وہ جلدی سے اپنی اوقات پر آتی کرسی سے اٹھی تو ارمان نے اسکے ارد وں سے خود کو محتاط کیا۔

ہمم۔مجھے اپنی وائف پسند نہیں ہے۔بس زبردستی کی فکر تھی وہ۔۔مجھے" بھی تم پسند ہو۔کیا کر سکتی ہو میرے لیے۔۔میری بیوی کو پتا نہ چلے کچھ ایسا "ہو

ارمان نے لہجہ اب بھی سپاٹ رکھا جبکہ حرا کی چمکتی آنکھیں بتا رہی تھیں جیسے اسے نجانے کونسا خزانہ مل گیا ہو۔

میں آپکے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔ہم اپنا رشتہ اس سے اور دنیا سے چھپا" "لیں گے۔کسی کو خبر نہیں ہو گی

حرا اٹھی تو ارمان نے بھی اٹھ کر حرا کے بہکے تاثرات کا محظوظ ہوتے جائزہ لیا۔

"ہمم۔۔شادی کرنا چاہتی ہو مجھ سے؟"

ارمان کو لگا شاید یہ لڑکی تھوڑی سی اچھی نکل سکتی ہے پر یہ ارمان کا وہم نکلا۔ وہ ارمان کے گلے ہی پڑ گئی اور ارمان کا دل سلگ اٹھا جب حرا نے اسکی گردن میں بازو لپیٹ کر للچائی نگاہوں سے ارمان کو دیکھا۔

"نہیں۔مجھے شادی کی فکر نہیں۔بس آپکا ساتھ مل جائے"

حرا کے بازو گردن سے اچھوت کی طرح پکڑ کر ارمان نے فوری پرے کیے۔

ہاں !تاکہ مجھ سے دل بھرے تو تم کسی نئی آسامی کو دبوچ لو۔ عورت حیا" کا دوسرا نام ہوتی ہے لیکن تم سی عورتوں نے اس نام کو بدنام اور رسوا کر دیا ہے۔یونیورسٹی میں ماں باپ اپنے بچوں کو دل پر پتھر رکھ کر بھیجتے ہیں مگر آگے سے اگر استاد تم سے ہوں تو انکا فیوچر شرطیہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ سوری ٹو سے مگر اب ریزائن مجھے نہیں تمہیں کرنا ہو گا۔میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں اور میرا فرض ہے اسکے لیے اسکے ارد گرد کا ماحول پر سکون "بناوں۔۔۔۔پرنسپل صاحبان یہیں ہیں

ارمان کے پیچھے ہٹنے کی دیر تھی کہ حرا ڈر کر جب پلٹی تو دونوں پرنسپلز ڈور میں کھڑے مشتعل نگاہوں سے حرا کو دیکھ رہے تھے۔

ہم آپکے کردار پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتے مس حرا لیکن آپ یہاں" مزید قابل برداشت نہیں۔ بہتر ہوگا کہ اپنا ریزائن دیں اور تشریف لے جائیں۔ ہمیں وہ استاد چاہیں جو آگے اپنی اچھی عادات ٹرانسور کر سکیں نا کہ "وہ جنھیں خود اچھے برے کی تمیز سیکھنے کی ضرورت ہے

دونوں پرنسپلز کے عتاب سے حرا سمجھ چکی تھی کہ یہاں اسکے دن ختم اور بہت عزت سے ارمان نے اسے بے نقاب کیا کہ نہ وہ مزید انتقام میں گرفتار ہو نہ یہاں کا ماحول اسکی انیہ کے لیے بے چینی والا بچے۔

حرا نے ندامت سے نظریں جھکائیں اور چپ چاپ آفس سے نکل گئی، ارمان نے ویسے ہی گھوم کر دونوں یونی اونرز کی جانب سے نرم مسکراہٹ وصول کی۔

" تھینکیو مجھے اس مسئلے کو نمٹانے کا موقع دیا آپ دونوں نے۔"

وہ نرم مسکراہٹ کے سنگ جواباً بولا۔

شکریہ آپکا کہ آپ نے یہ معاملہ بہت سمو تھلی حل کیا۔ ہمیں خوشی ہے"
"کہ آپ ہمارے ساتھ جاب کنٹینو کریں گے

ارمان نے خفیف سی سر کو جنبش دی۔

"انیہ کے یہاں ہونے تک بس۔اسکے بعد کی کوئی گارنٹی نہیں"

ارمان نے سیدھے سے بمب گرایا تو دونوں محترمین فکر مند ہوئے۔

وہ تو ہم آپکی انیہ کے لیے فکر دیکھ کر ہی سمجھ گئے تھے کہ آپ اسی کی وجہ"
سے اپنا بزنس چھوڑ کر یہاں ہیں پروفیسر ارمان۔ چلیں جیسا آپکی خوشی۔ ہیو
"آ گڈ ڈے

وہ ان کے سمجھ جانے پر ممنون ہوا اور آفس سے نکلا، پارکنگ تک پہنچا تو نظر
حرا پر گئی جو اپنا لیٹر دے کر خود بھی جا ہی رہی تھی۔

اب تم انتقام میں مت جلنا۔اپنی حرکتیں درست رکھو تا کہ آئندہ ایسی"
"انسلٹ نہ ہو۔

ارمان کی تاکید پر وہ کینہ توز نگاہیں ارمان پر ڈالتی پاس آ رکی۔

انتقام نہیں کہیں گے اسے۔ پر مجھے بیوقوف بنانے کی سزا ڈیو ہے آپ"

"پر۔ تھوڑا سا تو سہنا ہو گا آپکو۔ پھر ہمارے راستے جدا

وہ اب بھی کوئی شرم کھانے کے موڈ میں نہ تھی۔

"تم مجھے دھمکا رہی ہو؟"

ارمان کا سوال حد درجہ مطمئین ہو کر آیا۔

نہیں۔ بتا رہی ہوں کہ پسند کو پسند رہنے دینا چاہیے ورنہ سنگین نتائج نکل "

" سکتے ہیں۔

حرا کہہ کر رکی نہیں پر ارمان واپس شیرازی ہاوس پہنچنے تک تھوڑا اپ سیٹ

رہا۔

دادی جان اور شازمہ کو خود ذیشان کا بتایا تو وہ دونوں اپنے بچے کو دیکھنے

ڈرائیور کے ساتھ ہوسپٹل نکلیں اور وہاں پہنچیں تو مہرین اور ہالہ بھی آئی

ہوئی تھیں جبکہ خود وہ ایک آن لائن میٹنگ لیتا جب روم میں آیا تو انیہ اسی وقت سو کر جاگی تھی۔

"دور رہو۔ شاور لے لوں پھر گلے لگنا"

انیہ کے قریب آنے پر ارمان نے اسے سختی سے روکا، انیہ کا منہ بنا۔

وہ ارمان کے پیچھے جار کی جو ٹاول لیتا نہانے جا رہا تھا۔

ایسے بھی کونسے جرمز لے آئے ہیں جو مجھے چمٹ جائیں گے۔ آئی وانٹ" "ہگ ناو

وہ ارمان کے ہاتھ سے ٹاول جھپٹ کر زبردستی گلے لگ گئی، ارمان نے بازوؤں میں انیہ کو فوراً ہی بسایا تو انیہ کے لب مسکا دیے۔

"حرا گلے پڑی تھی۔۔۔"

انیہ جو سرور سے لپٹی تھی، سنتے ہی کرنٹ لگے انسان کی طرح ارمان سے دور ہوئی، اسکی آنکھیں خفیف سا نم ہوئیں۔

"کیا؟ وہ منحوس آپکے گلے پڑی۔ کیوں ارمان۔ اس نے ایسی جرت کیوں کی۔ اور آپ نے کیوں لگنے دیا۔ ہاں۔۔ آپکو پتا ہے ناں آپ میرے ہیں۔ ایک ایک انچ میرے ہیں تو کیوں گلے پڑی وہ ناگن؟"

لمحہ لگا تھا انیہ کو ہائپر ہونے میں، رو پڑنے میں، بھیگی سانسیں بھرنے میں، ٹوٹ جانے میں۔

ارمان نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور اسکی ہانپتی سانسیں اپنی نرم مہربان سانسوں سے پر سکون کر لیں، کتنی دیر تک وہ اسے اپنے طریقے سے ہوش میں لانے کے بعد دور کر سکا پر اب تک اسکی پلکوں پر شبنم اٹکی تھی۔

ارمان نے انیہ کے بولنے سے پہلے ہی چند سانسیں لیتے ساری بات بتا دی، انیہ کا دکھ، غصے میں بدلا، پھر دھیرے سے محبت میں بدل گیا۔

"کتنی کمینی عورت نکلی وہ۔ ناجائز تعلق بنانے والی گندی عورت"

انیہ نے غصے سے آنسو رگڑے۔

"ہاں ناں۔ شادی کی آفر لے لیتی تو بے عزت ہونے سے بچ جاتی"

ارمان کا دل چاہا انیہ کو مزید جیلس کرے۔

"اور آپ کر لیتے شادی ؟"

انیہ نے آس سے نظریں اٹھا کر ارمان کے شرارت پر آمادہ چہرے کو دیکھا۔

"تم سے کروں گا چاروں شادیاں۔۔۔ لکھوا لو کہیں"

وہ منفرد تھا تو اسکی یقین دلانے کی ادائیں بھی نیاری تھیں، انیہ کی جان میں جان آئی۔

آپ نے بہت مہذبانہ انتقام لیا ہے۔ مجھے آپ سے پھر پیار ہو گیا ہے پر"

"اب وہ کچھ اور نہ کرے ارمان

انیہ کا رشک اختتام تک پریشانی میں بدلا تو ارمان نے اسے اپنی بازوؤں میں بھرا۔

"تمہیں پھر پیار ہو گیا۔ یہ اہم ہے بس۔ باقی باتیں نہایت غیر اہم"

وہ اسے گھیر کر اپنی سمت لایا تو انیہ کی توجہ بس ارمان پر آرکی۔

"بہت پیار۔"

انیہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اتری جسے ارمان نے قطرہ قطرہ اسکے ہونٹوں سے فرصت و توجہ میں شدت ملا کر اتنا دیکھا کہ اسکے ہونٹوں تک پہنچی۔

تم جیلس ہوئی ابھی۔ مجھے اچھا لگتا ہے تمہارا میرے لیے اتنا جنونی ہونا۔ یہ" میری شدتوں کو سانس دیتا ہے۔ میرے جذبات کو ابھارتا ہے۔ تمہاری ہر

ادا انیہ

"۔ آئی لو ودس لٹل گرل

فسوں تو آپسی جنون خیزیاں بڑھا گئیں اور حدت

ارمان کے اظہار نے طاری کی، انیہ کو اس سے بچنے کا ہر ہنر آ چکا تھا۔

"اینڈ آئی لو ویو ٹو بگ بوائے"

بے ساختہ انیہ کی شریر ہنسی نے ارمان کے موسم، رنگ، نظارے اور دل کے سارے بے وقت سنگین ارادے ٹال دیے۔

"انیہ۔۔"

وہ آنکھیں دیکھائے گھورا۔

"ابھی آپ نے پٹڑی سے اتر جانا ہے سو سنبھال لیں اپنا آپ۔ ابھی دن باقی ہے"

انیہ کا دم نکلا بس سوچ کر ہی، ارمان کی آنکھوں کے کنارے خمار اترا۔

"شام ہو رہی ہے۔ تبھی رات سے کنکشن جڑھنے لگتے ہیں اس وقت میرے۔ تم نے ریسٹ کیا؟ مجھے ڈنر میں ہر روز ایکسٹرا چاہیے ہو تم"

انیہ نے سر اٹھاتے ان پر خمار گرے آنکھوں کی مستی سے سہم جاتے گال پھلائے۔

"شازمہ دادو نے بہت کچھ بنانے کا سوچا ہے ڈنر میں تو پیٹ بھر لیجئے گا پورا۔"

انیہ نے مشورہ تھما دیا، خود ہاتھ نہ آنے کے چکروں میں تھی۔

"تمہاری بھوک ہنوز رہے گی۔ وہ تم سے ہی مٹے گی۔ تم بچنا چاہتی ہو تو راتوں کو مٹھی میں دبا کر روک لو۔ ویسے بھی تمہارے ساتھ میں ہر لمحے کو دھیرے سے بسر کرنا چاہتا ہوں۔"

ارمان کا اتنا سارا اظہار، انیہ کی جان پر بن رہا تھا۔

"اب بس کریں۔ خوشی بہت زیادہ سنبھال نہیں سکتی ہوں"

انیہ کی آواز لرز سی گئی۔

تمہیں تمہاری خوشی سمیت سنبھال سکتا ہوں۔ یہ فکریں کوئی کرنے والی"

"ہیں۔

یقین دلانے کی شدت خاص تھی اور انیہ مبہوت ہی تو رہ گئی۔

شاور لے لیں۔ اس گندی کے ہاتھوں کا ٹچ بھی آپ پر برداشت نہیں"

"مجھے

انیہ نے مصلحتاً ارمان کے بگھڑتے ارادوں کو دیکھ کر دور ہوتے تاکید کی۔

تبھی پہلے شاور لینے کا سوچا تھا۔ تم بھی ریڈی ہو، ذیشو کا کندھا فریکچر ہوا"

"ہے۔ اسکو ہوسپٹل دیکھ کر آتے ہیں

انیہ نے پریشانی کے سنگ جواباً ارمان کو دیکھا جو اسکا ماتھا چوم کر فکر سے آزاد

کر گیا۔

"اسے کیا ہوا؟"

انیہ کا دل دہل گیا تھا۔

بس یہ لمبی کہانی ہے۔ خود سن لینا اس سے۔ میں فریش ہو لوں پھر نکلتے "

"ہیں

ارمان نے معاملہ راز ہی رکھا تو انیہ نے مسکرا کر او کے کہہ کر اجازت دی۔

وہ دونوں جب تک ہوسپٹل پہنچے، باقی فیملی کے افراد عیادت کر کے جا چکے

تھے، زالے کو بھی کچھ دیر اس عاشق سے چھٹکارہ ملا کیونکہ انیہ اور ارمان

کے سبب ہی سہی پر ذیشان نے زالے کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

تمہیں بھی چین نہیں آتا پنگے باز آدمی۔ دونوں ایک جیسے ہو۔ خدانخواستہ "

" کہیں اور چوٹ لگ جاتی تو؟

انیہ نے آغاز ہی ڈانٹ سے کیا، ذیشو پر آتی آنچ وہ بلکل خود کی تکلیف جو

سمجھتی تھی جبکہ زالے اور ارمان سب کے لیے کافی اور سینڈوچ لینے کیفے

گئے تھے۔

"تو آ گئی ہے ناں میری چڑیل۔اب ڈانٹو مت مجھے۔اور ہاں ارمان کو لے کر زرا جلدی نکل لینا۔"

زرا جو ذیشان کو شرم آئی ہو، الٹا وہ انیہ اور ارمان کو کباب کی ہڈیاں کہہ رہا تھا۔

انیہ نے کھینچ کر ذیشان کی گردن پر تھپڑ مارا۔

"شرم تو نہیں آتی تمہیں۔ ہم تمہاری عیادت کو آئے ہیں اور تمہیں اپنی پونڈیوں سے فرصت نہیں۔ ٹھیک پڑے ہو بیٹا۔بچاری زالے کو پتا نہیں کتنا پریشان کرتے ہو گے۔ معصوم سی ہے شکائیت بھی نہیں لگاتی ہو گی"

انیہ نے ابھی تو بال نوچنے تھے، پر اس ہلے آفت کے پر کالے پر رحم کھا بیٹھی۔

"جتنا ارمان تمہیں پریشان کرتا ہے میری بیٹی، اس سے کم ہی میں زالے کو کر رہا ہوں۔ ورنہ تم دو کی طرح میں بھی کوئی گڈ نیوز سناتا

زیشان نے اپنی گردن پر ہاتھ سہلاتے چبا چبا کر کہا جس پر انیہ کے کانوں سے سچ میں دھواں اٹھا۔

اف خرافاتی آدمی۔ یااللہ یہ ہم نے زالے بیچاری کو کس ڈیش کے ہتھے "چڑھا دیا۔ کہیں شرم وحیا والا آرگن مفلوج تو نہیں ہو گیا؟

انیہ نے اس بار کان دبوچا تھا۔

"اف تم بھی ارمان کی طرح جلادن بن گئی ہو۔ رحم کھا لڑکی۔"

بچارگی سے ذیشان کے دہائی دینے پر انیہ نے مسکرا کر کان چھوڑا۔

"ٹھیک ہو جاناں۔ اپنی شادی پر ناچنا نہیں ہے کیا؟"

اس بار لہجے میں پیار تھا۔

اپنے ارمان کو کہہ ناں کہ زالے ابھی دے دے مجھے۔ میں چھلانگیں "مارنے لگوں گا

انیہ نے اپنا سر پیٹا۔

"اف ذیشو! تو پاگل کر دے گا مجھے۔"

انیہ نے اٹھ کھڑا ہوتے جانے کی تیاری پکڑی تو ذیشان کے ہنسنے پر واپس سانڈ سا گھورتی پلٹی۔

اچھا میری چڑیل نہیں تنگ کرتا تمہیں۔ زرا یہ تو بتا اس ٹھنڈے نے آئی "لو ویو کیسے کہا تجھے۔ پکا سیکریٹ رکھوں گا پرامسس"

ذیشان، عورتوں کی طرح جسکے لیتے انداز میں انیہ کو واپس بٹھا گیا تو وہ بھی سہیلیوں کی طرح آئی لو وو والا قصہ سنانے لگی۔

جبکہ دوسری طرف آلین کی کال سنتی زالے پر ہی ارمان کی نظریں تھیں جو وہیں کیفے میں بیٹھا تھا اور زالے کاونٹر پر کھڑی انیہ کی کافی اور سینڈوچ بنوا رہی تھی۔

جی ماموں بچت تو ہو گئی پر زرا اس ارحم اور اسکے سگوں کا آپ خود علاج "کریں۔ دوبارہ اگر اس نے ذیشان کو چھوا تو میں مار ڈالوں گی اسے"

وہ شدید غصے میں تھی، جبکہ دوسری طرف نادیہ اور بدر آ چکے تھے اور علیحہ ڈنر کے لیے تیار ہوئے ابھی روم سے نکل کر سب کے پاس گئی تھی پر آلین، زالے کی کال پر رک گیا۔

"تم کچھ مت کرو۔ میں خود سیٹ کرتا ہوں اسے میری جان۔ خوامخواہ پنگے مت لو۔ تمہاری نئی زندگی شروع ہو رہی ہے اس لیے پرانی بھول جاو۔ ذیشان کے پاس رہو۔ ارحم یا اسکا کوئی آدمی ذیشان کے پاس بھی نہیں بھٹکے گا اب"

ماموں سے یہ سب ڈسکس کرے وہ تھوڑی پر سکون ہو گئی ورنہ ذیشان کے لیے ڈر گئی تھی۔

"ٹھیک ہے ماموں۔ آپ علیحہ آنی کے ساتھ مزے کریں پھر۔ لالہ ایک دو ہفتے تک آئیں گے آپکے پاس۔ تو مل کر ڈیسائیڈ کریے گا کہ میری اور ذیشان کی شادی یہاں ہو گی یا وہاں"

آلین کے چہرے پر خوشگوار حیرت پھیلی۔

"وہ یہاں آئے گا؟ مجھ سے ملنے؟"

آلین کا اشتیاق برقرار تھا اور تبھی زالے نے پلٹ کر اپنی کافی انجوائے کرتے ارمان لالہ کی طرف دیکھا۔

جی ہاں۔ وہ بدل گئے ہیں۔ مل کر تفصیل بتاوں گی آپکو ماموں۔ آپ مجھے "ڈنر کی پکس بھیجیۓ گا۔ فیملی سیلفی

وہ اچھی خبریں سناتی اختتام تک تاکید کرے مسکائی۔

"میری فیملی سیلفی اب تمہارے اور ذیشان کے بنا ادھوری ہے۔"

آلین ہو اور مان دینا بھول جائے، ایسا کیسے ممکن تھا، زالے کو اترانا پڑا۔

آپکی یہی باتیں آپ سے پیار پر مجبور کرتی ہیں۔ چلیں اپنے سسرالیوں کو "ٹائم دیں

وہ انیہ اور ذیشان کی کافی بنوا چکی تھی تبھی ماموں سے بھی اجازت طلب کی۔

"ہنہ! سیدھا سیدھا کہو ناں اپنے ان کے بنا رہا نہیں جاتا"

آلین نے دانستہ شرارت کی، یہ بندہ رہ گیا تھا بس چھیڑنے کو۔

"ماموں مت پوچھیں کتنا تنگ کر رکھا انہوں نے مجھے۔ آپ تو میری سائیڈ رہیں"

فوری وہ ماموں سے لاڈ وصولنے لگی، آلین ہنسا تو زالے نے ماموں کی کھنکتی ہنسی کا چپکے سے صدقہ اتارا۔

"میں ہمیشہ اپنے لاڈو بچے کی سائیڈ ہوں۔ ایسے ہی چھیڑ رہا تھا"

جناب نے فورا ہتھیار ڈالے۔

"آپکی یہ ہنسی مدت بعد سنائی دی ماموں۔ صدقہ واجب ہے اسکا۔ علیحہ آنی کے ساتھ ایسے ہی خوش رہیں۔ وہ آپکی خوشی ہیں اور یہ محسوس کیا جا سکتا ہے۔ جتنے سال انکو خود سے دور رکھا اب اتنا پاس رکھیں۔ جیسے لالہ بابا کے رینک پر فائز ہو رہے ہے، میں چاہتی اب یہ خوشی آپ بھی علیحہ کو دیں۔ میں آپ دو کے بچے کو جان سے زیادہ پیار کروں گی، اور مجھے وہ چاہیے"

لہجہ بھیگا تو جذبات کے دباو نے آواز بھی بھاری کی، اس جانب بھی خاموش محبت کا جہاں تھا جو آلین کی آنکھوں میں تیر رہا تھا۔

ان شاءاللہ! اب جذباتی نہ کرو مجھے۔ جاو اپنے ان کو ٹھیک کرو۔ بعد میں بات کرتا ہوں"

ماموں کا یوں بات نہ کر پانا، نا چاہتے ہوئے بھی زالے کو افسردہ کر گیا، کال کٹنے کے بعد وہ فون اپنی جینز میں دباتی دونوں آرڈر لیتی ارمان کے پاس رکی اور ٹیبل پر رکھے۔

"کیا ہوا؟"

زالے کی بھیگی پلکیں دیکھ کر ارمان نے بے قراری سے پوچھا۔

ماموں سے بات کر رہی تھی تو کچھ جذباتی باتیں ہونے کے سبب اداس ہو گئی میں۔ ٹھیک ہو جاوں گی لالہ"

وہ ٹال گئی اور تبھی ارمان مگ میز پر رکھے اٹھا، زالے نے دم سادھتے ارمان کو دیکھا۔

ٹھیک ہو جاوں گی مطلب؟ ٹھیک ہو جاو۔ کیا باتیں جذباتی کر گئیں"
"تمھیں۔ وہ آدمی پریشان تو نہیں کر رہا؟

اول جملے حق جماتے کہے تو اختتام تک زالے نے محسوس کیا وہ برہم ہوا ہے۔

ہر گز نہیں۔ بس میں انکے لیے اداس ہوئی۔ وہ مجھے پریشان کر ہی نہیں"
"سکتے

وہ جب آلین کا ذکر کرتی تو بے تحاشہ محبت اور انسیت سے کرتی تھی۔

"اور میں؟ میں پریشان کرتا آیا ہوں؟"

زالے کے لیے ارمان کی ایسی توجہ سچ میں یوں تھا کہ اسکے ہاتھوں میں قارون کا خزانہ آگیا ہو۔

"اب نہیں کر رہے۔ پہلے بہت کیا"

وہ صاف گوئی سے شکوہ کرتی سچ میں چھوٹی سی زالے لگی جو جھوٹ نہیں بول سکتی تھی، جسے سب کہنے کی عادت تھی۔

"کچھ دن پہلے مجھے آلین کی طرف سے کچھ ایسی چیزیں ملیں جو مجھے احساس ندامت میں جھونک گئیں زالے۔ میں جانتا ہوں یہ مناسب وقت نہیں پر تمہاری مما، ہمارے بابا کی قاتل نہیں بلکہ ابراہیم شیرازی ہی وہ سیاہ سایہ تھا جس نے ہم دونوں کی ماں کو نگل لیا۔ یہ غلط فہمیاں مجھے تم سے کوسوں دور لے گئیں ورنہ اس دنیا میں سب سے زیادہ پیاری مجھے تم ہو۔"

یہ ساری حقیقتیں نہ جان کر بھی زالے کو پتا تھا سچ وہ نہیں جو سب جانتے ہیں اور آلین نے اس سے دو سال پہلے اک وعدہ کیا تھا کہ وہ مناسب وقت پر اسے اسکے ددھیال کا حق دار پیار لوٹائے گا اور وہ وعدہ وفا ہوا۔

"انیہ اور ذیشان سے بھی زیادہ؟ آنے والے بے بی سے بھی زیادہ؟"

نمی آنسو بن کر زالے کی آنکھوں میں اٹکی تھی۔

"یقیناً۔ تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ میں نے خود پالا ہے تمہیں۔ تمہارا سارا بچپن جیا ہے۔ تبھی میں آلین سے ایک بار مل کر اپنی کی زیادتی اور سفاکی کی معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ سلیقے سے تمہیں اس سے اپنے زیشو کے

لیے مانگنا چاہتا ہوں۔اور یہی آلین جاہ کی مہربانیوں کا وہ صلہ ہے جو تھوڑا "سہی پر اسکے لیول تک پورا اتر سکتا ہے

یہ دن زالے کی زندگی میں بہت سا تڑپ اور ترس کر پہنچا تھا تو کیسے نہ اسکی آنکھیں بھیگتیں۔

میں بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہوں لالہ! مما سے بھی زیادہ۔ماموں" "اور ذیشو سے بھی زیادہ

انہی بھیگی آنکھوں سمیت وہ ارمان کو اہم بتاتی مسکرائی تو آج سنگدل لالہ کو بازو کھولنے سے پہلے سوچنا نہ پڑا۔

تم ذیشان کو اس فہرست میں اول رکھو اب۔وہ تمہاری سب سے زیادہ" "چاہت کا حقدار ہے۔میں یا آلین بلکل جیلس نہیں ہوں گے

زالے نے ان بازوؤں میں سما کر بلکل وہی محسوس کیا جیسے ایک بچہ ماں کی آغوش میں محسوس کرتا ہے۔

وہ اتنے ماہر تو ہیں ہی لالہ کہ میری کوشش کے بنا ہی اول تک آ"
جائیں۔مجھے انکے معاملے میں کوشش کا جبر نہیں کرنا پڑتا۔ تھینکیو انکو
"میرے لیے سوچنے کے لیے۔

وہ ارمان کے سینے لگی آسودگی کا جہاں بنی بولی اور ارمان شیرازی کا بولتا سکون بھی گرے آنکھوں سے چھلک رہا تھا۔

" تھینکیو ہماری زندگیوں کا خوبصورت حصہ بننے کے لیے زالے۔میرا بچہ "
ارمان نے محبت سے زالے کا سر چوما تو وہ تڑپ کر سامنے ہوئی۔

اب مجھے کوئی دکھ نہیں کہ میں نے اپنے پیرنٹس کو نہیں دیکھا۔میں نے "
"آپکو جو پا لیا لالہ۔

وہ چاہت کی سراپا شکل بنی رشک میں تھی،ارمان کی شفقت و محبت ملنا اسے اترا ہٹ دے رہا تھا۔

وہ روبرو ہوئی تو یوں تھی جیسے زالے سے زیادہ مسرور فرد ہی اس دنیا میں دوسرا نہیں ہے۔

وہ دونوں ہی مسکراتے واپس آئے تو انیہ تب تک بھی بگھڑے ذیشو کی کلاس ہی لینے میں مگن تھی۔

ارمان اور انیہ آدھا گھنٹہ رکے اور پھر اجازت لی کیونکہ رات سٹے کی صرف زالے کو پرمیشن ملی تھی۔

★★★★★★★★★★★

دیکھیں نواب صاحب! غلطی آپکے بیٹے کی تھی۔ ہم اپنا کام کر رہے" تھے۔ یہ دن دیہاڑے کسی کو پیٹ رہا ہے۔ لگام ڈالیں اسے ورنہ آج تو آپکے لمبے ہاتھ کام آئے اور ایف آئی آر درج نہیں کی میں نے تبھی ضمانت ہو گئی اگلی بار نہیں ہو گی۔ میری مانیں تو اسکی اور ذیشان کی صلح کروا دیں "ورنہ پھر تھانے کے چکر تو لگتے رہیں گے

تھانے دار کی وارننگ پر رات تک ارحم کی ضمانت تو ہو گئی پر ارحم کے والد صاحب اس پر سخت برہم تھے، ارحم کے ماتھے کا ٹیٹو دیکھ کر انکو بس ارحم پر ترس آیا ورنہ جو حرکتیں انکی اولاد کی تھیں، سڑنے دیناہی عقل مندی تھی۔

"کس نے کیا یہ؟"

سمیر آفندی نے پارکنگ سے گاڑی نکالنے کے بیچ ارحم کے ماتھے کی طرف اشارہ کیا تو ارحم کے ناک کے نتھنے مزید پھیلے۔

"ذیشان کی گرل فرینڈ ہے شاید۔ غنڈی کہیں کی۔ میں ان دونوں سے بدلہ لے کر رہوں گا ڈیڈ"

ارحم کا پارہ ابھی تک ہائی تھا، پھر جو چپیڑ پڑی وہ بھی ذاتی تھی۔

"اسکی گرل فرینڈ کو میں دیکھتا ہوں۔ تم ذیشان سے صلح کرو۔ اسکے باپ کے مجھ سے لمبے ہاتھ ہیں۔ تمہاری وجہ سے وہ ہوسپٹل میں ہے، اپنے

حریفوں سے مردوں کی طرح مقابلہ کرتے ہیں پر جو تم نے اور تمہاری نکمی

"بہن رجا نے طریقہ چنا وہ سراسر بکواس ہے

سمیر کے دماغ میں کیا چل رہا ہے یہ ابھی ارحم بھی سمجھنے سے قاصر تھا، جبکہ وہ منہ بنا کر ڈیڈ کو دیکھا رہا تھا کہ اس نے کچھ غلط نہیں کیا۔

"کیا کریں گے آپ اس لڑکی کا؟"

ارحم نے گردن گما کر تجسس سے پوچھا تو سمیر ہمدانی کی آنکھیں خباثت و غصے سے بھریں۔

وہ مجھ پر چھوڑ دو۔ تم جاو ہوسپٹل اور معافی مانگو ذیشان سے۔ میں ڈراپ "

"کرتا ہوں۔ واپس کیپ لے کر آجانا

سمیر ہمدانی نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو ارحم مزید سوال جواب نہ کر سکا، رجا تو آج صبح کی فلائیٹ سے ہی ڈر کر واپس بیرون ملک چلی گئی تھی پر لگتا تھا ارحم اور اسکے ڈیڈی کے سخت خراب دن شروع ہو چکے تھے۔

★★★★★★★★★★★★★

زالے ان دو کو سی آف کرنے سے پہلے اپنا فون ذیشان کو دے گئی تا کہ وہ بور نہ ہو کیونکہ ذیشان کا فون ڈیڈ ہو چکا تھا، پھر وہ وہیں لان میں دس بیس منٹ ٹہلتی رہی۔

جب واپس آئی تو ذیشان کو فون میں بزی دیکھتے ہی ڈسپنسر سے پانی پیے وہ چیئر پر آ کر بیٹھی۔

دور کیوں ہو۔ادھر آو۔دوسرے محلے جا بیٹھی ہو کہ تمہاری خوشبو بھی "مجھ تک نہیں پہنچ رہی"

فون سے زرا توجہ ہٹائے ذیشان نے بے تابیوں و بے صبریوں کی حد کی تو زالے چیئر قریب گھسیٹ لائی پر ذیشان کے لیے وہ اب بھی کوسوں دور تھی۔

"آپ کے پاس ہی ہوں ذیشان۔حوصلہ بھی کسی چڑیا کا نام ہے۔"

تنگ آتے وہ پاس ہی جوڑے کرسی گھسیٹ گئی، ورنہ یہ آدمی تاڑ تاڑ کر ہی درجہ حرارت ہائی کر دیتا، ذیشان نے ہاتھ بڑھا کر اس نک چڑھی کی گال کھینچی، وہ پہنچ میں آئی تب جا کر ذیشان کو سکون ملا۔

"ایسے نام کی تمام چڑیا اڑ گئیں۔اب تو تمہیں دیکھتا ہوں تو سانس آتی ہے"

زالے کی چڑ میں خفیف سا خمار گھلا کیونکہ وہ بلکل سنجیدہ نہ تھا۔

"کونسی فلم دیکھی ہے میرے پیچھے، آپکو فون اس لیے دے کر گئی تھی؟"

زالے نے آئیبر واچکائے، ذیشان اسکا پکڑا ہاتھ کھینچ کر زالے کو پاس سر کا لایا۔

فون پر تو میں دھواں دار آتے پیار کو کنڑول کرنے کا طریقہ ڈھونڈ رہا

"تھا۔پر سالا سارا مواد میرے جذبات کو ابھارنے والا ہی ملا۔اب کیا ہو گا؟

یہ بہکا آدمی اپنی مسکین شکل سے ہنسا رہا تھا اور لفظوں سے نادیدہ آگ لگا رہا تھا۔

"ادھر دیکھائیں زرا کیا دیکھ رہے تھے"

زالے نے اسکے سامنے گود میں رکھا فون اٹھایا اور کرسی سے اٹھے ساتھ ہی بیٹھی مگر ہسٹری دیکھتے زالے کے کانوں سے دھواں چھوٹا۔

ہوسپٹل رومینس۔۔آگے کم کر رہے ہیں جو اسکو سرچ کرنے کی"

"ضرورت پیش آئی

زالے نے ہسٹری ریمو کرتے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا پر جب اپنے پھر سے ذیشان کے پاس بیٹھنے کو فیل کیا تو جلدی سے اٹھنے لگی۔

"اٹھنا مت یہاں سے۔جان نکل جائے گی میری"

کانوں میں پڑتی دھمکی پر وہ گردن ذیشان کی طرف گما گئی۔

"اتنی میں آکسیجن"

سراسر جناب کی تڑپ کو مزاق لیا گیا۔

"اس سے کہیں زیادہ ضروری"

زالے کو خود پر جھکائے گہری نگاہوں سے زالے کے رخساروں اور ہونٹوں کو دیکھنے کے بیچ کہا۔

"آپکو پتا ہے۔لالہ نے گلے لگایا مجھے۔ سر چوما۔اور کہا کہ مما، بابا کی قاتل نہیں تھیں۔بلکہ بابا نے ہی اپنی دونوں وائفز کو نگل لیا۔ایسے کیوں تھے بابا؟وہ محبت کے معاملے میں آپ جیسے کیوں نہیں تھے ذیشان؟"

وہ یہاں قریب آئی تو دل خود بخود ذیشان کے سامنے کھل گیا،لحظہ بھر وہ بھی خاموش ہو گیا تھا۔

"کیونکہ سبکو اپنی عورت کی قدر ہو ایسا ممکن نہیں زالے۔ہر مرد الگ ہے،ہر مرد کی نفسیات بھی الگ ہے۔تمہاری اور ارمان کی مائیں تمہارے اور انیہ جیسی لکی نہیں تھیں۔اور قسمت کے فیصلے ہم انسان نہیں بدل سکتے۔تم بس انکے لیے دعا کر دیا کرو۔تمہارے حصے میں میری جو محبت ہے اس میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہو گا"

وہ سنجیدہ کتنا خوبصورت لگا تھا،زالے کسی پیمانے میں بھر نہ سکی،اسے مبہوت ہو کر دیکھتی گئی۔

"کاش مما کو بھی آپ جیسا کوئی ملتا۔بابا نہ ملتے۔"

وہ اب تک غمزدہ تھی جبکہ نا جانے کیا سوچ ذیشان مسکرایا۔

"کیا میں اچھا ہسبنڈ ہوں؟"

وہ بھی اترانا چاہتا تھا۔

"آپ بیسٹ سے بھی اوپر ہیں۔"

اعتراف کتنا نقصان دہ ہے یہ جانتے بھی وہ خوش دلی سے کر گئی۔

میں ماڈلنگ اور فیشن کی دنیا چھوڑ رہا ہوں۔ میں خوش نہیں اس سب "
" سے۔ میں چاہتا ہوں مجھے دیکھنے والی لڑکی اب بس تم ہو

زالے کا ماتھا چومے جب وہ یہ انکشاف کر رہا تھا تبھی دروازے میں کھڑے ارحم کے چہرے پر مسرور مسکراہٹ سجی، مطلب اسکا جب حریف ہی ہٹ رہا تھا تو پھر کوئی دشمنی باقی نہیں رہی تھی۔

"واو! یہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔ میں خود بھی نہیں چاہتی کوئی آپکو دیکھے۔"

زالے کی خوشی نے ذیشان کو بھی آسودہ کیا جبکہ ارحم نے تھوڑا پیچھے ہٹے دروازے پر دستک دی تو زالے جلدی سے ذیشان پر سے ہٹے اٹھی۔

اجازت پر جب ارحم اندر آیا تو زالے اٹھ کر کھڑی خفگی سے اس کو گھوری

جبکہ ذیشان سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"میں یہاں معافی مانگنے آیا تھا ذیشان۔ جتنا بھی میس کریٹ کیا۔ تمہیں

ہٹ کیا۔ بس اپنے شوق کے بیچ میں اپنے ڈیڈ کی بھی نہیں سنتا۔ میں

شرمندہ ہوں"

ذیشان کو نجانے کیوں ایسا لگا کہ ماڈلنگ چھوڑنے والی بات اس نے سنی ہے

ورنہ یہ آدمی اتنی جلدی سدھرنے والی شے نہ تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اپنی منحوس شکل لے کر آنے کی۔؟ وارن کیا تھا

ناں تمہیں۔؟"

ذیشان سے پہلے زالے سامنے آئی، ارحم کو غصہ تو بہت تھا پر ابھی اسے

ذیشان کے اپنی راہ سے ہٹ جانے کی خوشی تھی تبھی زالے کی ٹون اور

نظریں سہہ گیا۔

"تم اچھی تھی میں بیچ تک جب رجا۔ ہے نتیجہ کا اسی یہ بس مارا تھپڑ نے اس بھی لگ رہی تھی اس معاملے میں لیکن اب بات میرے اور ذیشان کے بیچ ہے۔ اسے تو تم نے تاعمر کے لیے ڈرا کر واپس بھیج دیا، پر ایک اچھی چیز ہوئی، وہ بابا کی مجھے دی پراپرٹی کی لالچ میں تھی یہ کھل گیا۔ ایکچولی وہ میری سگی بہن نہیں۔ اور بابا کا میں سگا ہوں تو انکی جائیداد کا وارث بھی میں ہوں۔ اس سے پہلے وہ مزید کوئی حرکت کرتی، میں نے اپنے حصے سے کچھ چیزیں اسکے نام ٹرانسور کیں اور وہ چلی گئی۔ میرا آخری مسئلہ اب ذیشان ہے۔ تم بیچ سے ہٹ جاو ورنہ میرے ڈیڈ تمہیں خود ہٹا دیں گے"

زالے کو وہ ڈرا نہ پایا، الٹا ذیشان ہلے کندھے کے باوجود اٹھ کر بیڈ سے اترا تو زالے اسکی طرف بڑھی مگر ذیشان نے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔

"یہ ڈیڈ کی دھمکی تجھ سا ممی ڈیڈی ہی دے سکتا تھا۔ اپنے ساتھ ساتھ اپنے باپ کو بھی وارن کر دینا کہ اگر تم دونے مزید کوئی شرارت کی تو میں تم

دونوں کو بتاوں گا کہ اصل ذیشان حیدر ملک کون ہے۔اب اپنی معافی سمیت نکل جا"

ذیشان لڑنے کے موڈ میں نہیں تھا پر ارحم کی حرکتیں ہی پٹنے والی تھیں۔

"بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں۔میں تو او کے ہوں پر ڈیڈ میرے بہت غصے میں ہیں کہ انکے وارث کو جیل پہنچانے کی جرت کس نے کی۔میرا ویسے بھی تین ماہ کا اوٹ آف کنٹری ٹور ہے تو میں چلا جاوں گا۔ڈیڈ کو تم دونوں مل کر ایسے ہی جواب دے دینا جیسے مجھے دیا۔سی یو بڈیز"

ارحم نے کمینگی سے بات مکمل کی اور تمسخرانہ سا مسکرائے کمرے سے نکلا تو زالے جلدی سے ذیشان کی راہ میں آئی۔

"مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے کہ یہ ہمیں دھمکی دے کر گیا ہے"

زالے کے اڑے رنگ دیکھ اور خدشے سنے ذیشان کا گندا موڈ یکدم خوشگوار ہوا۔

"یہ واقعی دھمکی تھی۔پر میں کیوں ڈروں؟میرے پاس تم ہو ناں"

ذیشان نے بیس سالا سیریل کڈنیپر کی دکھتی رگ چھیڑی کیونکہ معاملہ اب زالے کی محبت جاننے کا تھا۔

میں نے کڈنیپنگ چھوڑدی۔ہاں آپکی خفاظت ضرور کروں گی۔ مرتے دم تک"

زالے نے ٹوٹتے لہجے کو بھرپور یکجا کرتے بات سنبھالی،ذیشان کی آنکھوں میں سرور ہلکورا۔

"اور ایسا کیوں کرے گی تو؟"

ذیشان نے اپنا ہاتھ زالے کی گردن کے گرد جماتے اسکا چہرہ اپنے چہرے کے قریب لاتے چمکارتے لہجے و مسرور بہکی نگاہوں سے تکتے پوچھا۔

"کیونکہ آئی لو۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی،ذیشان نے اسی ہاتھ کے انگوٹھے کی پور زالے کے ملائم لبوں پر قفل کی مانند رکھی۔

یہ بتانے سے زیادہ کر کے دیکھانا، پھر رہا سہا بھی تمہارے لیے مستانہ نہ "
ہوا تو نام بدل دینا۔ کچھ تھریکنگ ہونے والا ہے لائف میں، وائبز آرہی
"ہیں

ذیشان اتنی خطرناک پیشن گوئی کرتے مسکرا رہا تھا اور زالے کو لگا اسکا دماغی توازن بگھڑ چکا ہے، مزید مستانہ ہونے کی گنجائش باقی نہیں رہی، زالے نے اسکا انگوٹھا جو اسکے لپس کو رب کر رہا تھا، ہاتھ سمیت ہٹایا۔

"ہوپ سو یہ آخری تھرل ہو لائف کا"

وہ ڈرا سا منمنائی۔

"میری بیوی کو تھرلز کی کمی نہ ہو گی۔ آئی سوئیر"

زالے اسکی مستی بھری مسکراہٹ کی گرویدہ ہوئی، وہ جان میں قوت بھرنے جیسی رنگین تھی۔

"یقین آگیا۔ اب سو جائیں صبح تک"

زالے نے اسکو پکڑے واپس میٹرس تک لے جاتے پوری قوت سے بٹھایا۔

"آجا ہوسپٹل سے بھاگ چلیں۔ میں بہتر فیل کر رہا ہوں۔ مستی کریں گے پوری رات"

زالے جو اسکو پکڑ کر لٹانے کے ارادے میں تھی، ایسی آفر پر آنکھیں چنی کیے گھوری۔

"آپکی مستی کی نوعیت چپکنا ہی ہے، سب جانتی ہوں"

زالے اسکی چکنی باتوں میں نہ آئی۔

"بنا چپکے سانس لینا سیکھا دو مجھے"

زالے کے ہونٹوں پر تبسم مچلا۔

"ذیشان۔۔ کیا کروں میں آپکا؟"

وہ مسکراتی ہوئی اکتاہٹ کا شکار اتنی پیاری لگی کہ ذیشان کتنی دیر اسکے مکھڑے سے نظریں نہ ہٹا سکا۔

"مجھے اپنے دل میں چھپالو"

ذیشان کا اسکو ایک بازو سے جکڑ کر چہرہ اسکے سٹمک میں چھپانا الو ہی مسکان سونپ گیا، زالے اسکے سر کے بالوں میں ہاتھ کی انگلیاں داخل کرتی گھبرایا سا مسکرائی جو ہونٹوں کی پہنچ میں آتی زالے کو چھو کم گدگداز یادہ رہا تھا۔

پلیز سو جائیں۔ کل آپکی شیو کرنے آپکے گھر اور روم میں آوں گی اس" رشوت پر ہی مان جائیں۔ میں نہیں چاہتی آپ مزید جاگ کر خود کو میرے "لیے بے چین کریں ذیشان۔

وہ مدہوش ہوا تھا، اس رشوت نامی آفر پر جھٹ سے پیچھے ہوا اور چہرہ اٹھا کر کھڑی زالے کے آمادہ تاثرات تکنے لگا۔

"پرامس؟"

وہ دگنی بے چینی سے بڑبڑایا۔

"پکا پرامس۔ بنا کسی سلیپنگ ڈیمانڈ کے سونا ہے یہ بھی حکم ہے"

زالے کا حکم بہت اہمیت کا حامل تھا، وہ مان گیا تو زالے کے پیچھے ہٹتے ہی جناب اپنی ہلی بازو کو بنا حرکت دیے لام لیٹ ہوئے تو زالے نے کھڑے تکیے سیدھے کیے اور پاس ہی بیٹھی۔

"جاو کرسی پر تشریف لے جاو۔ میں سو جاوں تو میرے جتنے مرضی پاس آجانا۔ ایسے میرے جاگتے میں اتنے پاس بیٹھو گی تو ڈیمانڈ نہیں ڈیمانڈز کا سنگین مسئلہ ہو جائے گا"

ابھی زالے کو اپنا ہی فیصلہ اپنے لیے دشوار لگا کیونکہ وہ اسکے پاس دل کھول کر مسکرانے لگی تھی۔

"مجھے دور بھیج رہے ہیں؟"

زالے نے ہونٹوں کو راونڈ کر کے باہر کو پھولاتے لاڈ وا داسی سے پوچھا تو ذیشان نے بڑے جبر سے آنکھیں بند کیے ہاتھ بڑھا کر زالے کی گالوں کو اندر کی طرف چہرہ پکڑتے دبوچا۔

"ہاں دور ہو جاو ورنہ کھا جاوں گا تمہیں"

زالے اپنے جبڑے سے ذیشان کا ہاتھ ہٹا کر پیار سے چومتے فرمابرداری سے اٹھی اور اس بار جا کر صوفے پر کشن سینے پر لپیٹے جا بیٹھی، ذیشان نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"مجھے اتنی پیاری کیوں لگ گئی ہو تم؟"

جناب تکیے کو ڈبل کرتے گردن زرا اونچی کرے زالے سے مخاطب تھے جو مزے سے ٹیک لگائے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

"ہوں ہی پیاری۔"

محترمہ کو خوش فہمیاں پالنا بھی قبول تھا اب۔

"میری محبت نے پیارا بنا دیا۔"

جناب کو بھی دور سے چھونے میں مہارت حاصل تھی، ہاں وہ دیکھ کر ہی زالے میں دھڑک جگا سکتا تھا۔

"سو جائیں"

زالے نے نظریں چرائیں۔

"ائی مس یو"

ذیشان کو کہاں چین تھا۔

"میں پاس سے ہی اٹھ کر آئی ہوں ذیشان ہو کیا گیا ہے آپکو۔اب اگر آپ نہ سوئے تو نرس کو کہوں گی انجکشن لگا دیں انھیں نیند کا۔"

یہ آخری دھمکی بچی تھی زچ ہوئی زالے کے پاس۔

"ظالم عورت۔ سو رہا ہوں"

ذیشان نے دوسرا تکیہ نکال کر منہ پر رکھا کیونکہ اسے دیکھتا رہتا تو نیند آنے کا سوال پیدا نہ ہوتا، زالے نے واپس ٹیک لگاتے مسکرا کر خود بھی آنکھیں بند کر لیں، لیکن پھر نا جانے کیا یاد آیا کہ بند آنکھوں سے ہی مسکرا دی۔

★★★★★★★★★★★

"میں خوش ہوں"

وہ ساتھ ہی واک کر رہے تھے، زالے کو لے کر ارمان کا ایکسپریسیو رویہ انیہ نے بھی محسوس کیا تھا، وہ واک روک کر ارمان کے چہرے کو دیکھنے کے بیچ شادماں سا مسکرا دی۔

"فائنلی! مجھے آج لگا بھی کہ آپ دو سچ میں بہن بھائی ہیں۔ زالے کو جو آفت کا گولا ہم نے دے دیا وہی بچاری کو ہلکان کرنے کو کافی ہے۔ ضروری تھا کہ وہ باقی معاملات میں سکون پائے۔"

انیہ کو مسرت محسوس ہوئی جسکا اس نے برملا اعتراف بھی کیا، وہ لوگ شیرازی ہاوس گاڑی پارک کر کے کچھ دیر واک پر نکلے تھے، موسم بہت حسین ہو رہا تھا۔

"کیا وہ بہت تنگ کر رہا ہے اسے ؟ اسکی کلاس لوں ؟"

زالے کی فکر کے پیش نظر ارمان نے تشویش عیاں کی تو انیہ ہنس کر نفی میں گردن گھما گئی۔

"آپ سے کم"

شرارت میں شرمگیں رنگ گھلے، ارمان کے چہرے کا تناو زائل ہوا۔

ہنہ! میں نے ابھی شروع بھی نہیں کیا تنگ کرنا۔اس بے بی کے سیشن "

"سے فری ہو جاو پھر فرصت سے کروں گا۔

ارمان کے ارادوں سے بے باکیت چھلکتی محسوس کیے انیہ کی آنکھیں سی چمکیں۔

ٹھیک ہے۔جان بھی حاضر۔بتائیں کیسا فیل ہو رہا ہے اب آپکو۔ایکسپریسو "

"ہو کر؟

وہ درخت کے پاس جاتی ارمان کی بازو کا سہارہ لیے رک گئی، لہجے سے تجسس بھری ہمک چھوٹی۔

"تمہارا ہو کر کیسا لگ رہا ہے، کبھی یہ تو نہیں پوچھا تم نے"

سیدھی باتیں کرنا زرا مشکل تھا، وہ ارمان کے سارے داو پیچ سمجھتی تھی۔

یہ آپ عملی طور پر بتاتے رہتے ہیں۔بتائیں ناں ارمان۔کیا آپ کا دل اب "

"سکون میں ہے؟

وہ اسکی ہر کیفیت جاننے کو بے تاب تھی، چاہتی تھی وہ ہر بدلاو شئیر کرے۔

"ہاں بہت۔ لیکن ایک بار آلین جاہ سے مل لوں۔ ایک بزنس ٹرپ کے سلسلے میں کل نکل رہا ہوں۔ واپسی آلین جاہ سے ملاقات پر ختم ہو گی۔ میں واپس آکر کچھ بہتر بتا سکوں گا۔"

ارمان کی مخصوص سنجیدگی برقرار تھی، انیہ اسکی بازو سے لگے پھر سے چلنے لگی۔

"آپکی یہ ملاقات بہت اچھی رہے گی ارمان، آپ نے جو پہل کرنے کا سوچا اس کے لیے بہت ہمت درکار ہوتی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں آپکے ان بدلتے رنگوں کو اتنے قریب سے جی رہی ہوں۔ جب تک ہمارا بے بی آئے گا، اسکی ممی تو اسکے ڈیڈی کو پورا بدل چکی ہوں گی۔۔۔"

اول تمام جملے نرم چاہت سے کہتے وہ اختتام تک سر اٹھائے اپنا اشتیاق ظاہر کرتی ہنسی۔

"ہم نہیں بدلتے انیہ! ہم وقت کے بہاو کے ساتھ خود کو سانچوں میں ڈھالتے ہیں۔ جیسے شادی سے پہلے والا کولڈ ارمان تمہارے لیے ہی بہتر تھا ناں کہ کسی لڑکی کو قریب بھٹکنے نہ دیا۔ تمہیں پورا ملا گیا، بنا کسی آنکھوں تک کی ملاوٹ کے۔ ہاں جو کچھ اس روپ میں کھویا، اسکا نقصان تمہارے ملنے کے فائدے تلے دب گیا۔ سو مجھے نہ پہلے والے ارمان پر کوئی پچھتاوا ہے نہ اب والے پر ہو گا۔ میں نے خود کو جس شیلڈ میں چھپایا تھا وہ مجھے ہی پروٹیکٹ کرنے کو تھی اور شاید مجھ سے جڑوں کو بھی میری سرد مہری سے بچانے کو تھی۔ ہر چیز کا مناسب وقت ہوتا ہے، جیسے تمہارا میری زندگی میں آنے کا مقرر وقت تھا"

اک اک حرف سے ارمان نے ایسا بہت کچھ جتایا جو سننے اور چاہنے کی انیہ نے بہت مدت سے خواہش کی، وہ لوگ واپس شیرازی ہاوس آ چکے تھے، انیہ اسکے بازو سے اب تک لگی مبہوت ہوئے اسے تک رہی تھی جیسے کوئی زمین زادہ، بلندیوں پر فائز اونچے کسی آسمان کو دیکھتا ہے۔

"انسان جیسا بھی سرد ہو، من پسند بیوی اسے موم کر ہی دیتی ہے۔"

وہ اترا ہٹ کے سنگ پورچ کے کنارے رکی جہاں دوسرے قدم پر نرم ملائم سبز گھاس کی باڑ تھی، فضا میں دھند تھی یا دھواں سمجھنے سے عقل قاصر تھی یا پھر کبھی کبھی خمار بھی آنکھیں دھندلا دیتا ہے۔

"تمہیں کس نے کہا تم من پسند ہو؟"

ہاتھ نہ آنے کے ارمان کے پرانے پینترے تھے پر اب وہ لڑکی اسے تسخیر کر چکی تھی تو ہاتھ نہ آنے میں ماہر تھی۔

جسے دیکھ کر ہی آپکا پھیکا سڑ و موڈ، بہار ہو جاتا ہے وہ صرف من پسند نہیں" وہ دل کی جان ہی ہو سکتی ہے۔اور سنیں ناں! مجھے آپکے منہ سے پیار کا "اظہار سن کر نشہ ہوتا ہے اور ابھی مجھے شدید طلب ہے۔کہیں ناں

ٹھنڈی یخ رات میں جب آس پاس ہر زی رو نیند و خمار میں دھت تھا، یہ لڑکی سینے سے براہ راست لگی بس اک اظہار کی طالب تھی، ارمان نے اسکی کمر کے گرد بازو لپیٹے اپنے نزدیک سرکایا۔

"نشہ حرام ہے"

اسکے کان میں جھک کر شرارت بھری من مرضی دیکھائی، پر بات ابھی لفظی ہی تھی۔

باخدا مجھ پر آپ سے جڑے سارے نشے حلال ہیں۔ میرے پاس اجازت "نامہ بھی ہے

وہ رسان سے باز وار مان کی گردن میں ہار سے پروئے اداؤں اور قہر نا کیوں پر اترتی مسکرائی۔

"وہ جسے دوسری زبان میں نکاح نامہ بھی کہتے ہیں؟"

ارمان کا معصوم بن کر کیا سوال شر بھری چنگاری تھی، وہ میٹھا مسکائی، پھر ہنسی۔

"تے ہور کی میری سمرن"

وہ چہک گئی اور جب ارمان کے سامنے ایسے کھل کر ہنستی تو وہ بھول جاتا دنیا میں راحتیں اور بھی ہیں۔

"آئی لو و یو راج"

ارمان کا اسی مستی میں دیا جواب انیہ کے رنگوں میں چاہت، گلال، انس اور دلکشی سرائیت کر گیا۔

وہ فوراً اسے گلے لگا لی گئی، جیسے رات نے خنکی کو دبوچ کر اب اپنے سینے لگانا شروع کر دیا تھا۔

وہ سچ میں گلفام سی تھی، جس نے ارمان شیرازی جیسے پتھر کو پگھلا یا تھا۔

دونوں مسکراتے، ایک دوسرے کو نہارتے، نظر لگاتے، دھڑکاتے بہت ہی حسین لگتے تھے۔

★★★★★★★★★★★

آلین اور علیحہ کو تحائف دینے کے ساتھ اسکے پیرنٹس نے دونوں کو رنگز پہنائی تھیں جو انکی ایک خواہش اور رسم تھی، وہ آلین کے ساتھ دمکتی

چمکتی، کسی ہیرے موتی سی تھی، اسکی زندگی کے پندرہ سال تو آلین کی قربتوں کے چند لمحے ہی نگل گئے تھے، بستر مرگ پر پڑی ماں کو چند دن بیٹی کا ساتھ ملا تو وہ گلاب سا کھل گئیں، بدر منصور نے علیحہ کے بدلے اپنے ہر غلط دھندے سے دستبرداری کا فیصلہ لیا تھا اور بلکل ایسے ہی اب جلال کی دی ذمہ داریاں واپس جلال کے پاس تھیں اور آلین، وہ اب علیحہ کے سوا کسی کا رہا ہی کہاں تھا۔

وہ پانچوں ڈنر پر سیچ میں ایک خوبصورت فیملی لگ رہے تھے، جلال کو فیملی ملی تھی، اس نے علیحہ کو ان سب کے لیے سنبھالا یہ اسکا وہ احسان تھا جو یہ چاروں کبھی اتارنے کے بارے سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

ڈنر کے بعد کافی دیر وہ سب گپ شپ کرتے رہے، علیحہ اپنی زندگی کے بہترین لمحے جی کر دل و جان تک خوش تھی اور اسکی خوشی کا آلین نے سب کے بیچ بھی صدقہ اتارا، بار ہا بلائیں لیں۔

ان تینوں نے ہی بدر اور نادیہ کو روکا مگر وہ بے آرامی نہ بننے کا کہتے روانہ ہو گئے کہ آج مدت بعد ان دو کو بھی راحت بھری نیند لینی تھی۔

جلال اور آلین دونوں کو سی آف کرنے کے بعد واپس جاہ مینشن ہی جا رہے تھے جب آلین نے جلال سے ارحم کے بارے ڈسکس کیا۔

فکر مت کرو تم۔ارحم کی اسکے اہل و عیال سمیت لگامیں کسنا میرا کام" "ہے۔تم بس اب علیحہ کے ہو۔فکروں کے نہیں ہو آلین

وہ خوبصورتی سے ڈانٹتا اچھا لگا، آلین نے رک کر مہربان نظروں سے جلال بخت کو دیکھا۔

"تھینکیو"

بنا مہلت دیے آلین پوری قوت سے جلال کے گلے لگا، شاید یہ محبت بھری ممنونیت کا منفرد انداز تھا جو آلین پر سجتا تھا، پہلے تو جلال حیرت زدہ ہوا پھر دگنی گرم جوشی سے آلین کو اپنے مضبوط سینے میں بھینچ لیا۔

"جلدی سے ماموں بنا مجھے پھر تھینکیو دیتا اچھا بھی لگے گا تو پیارے"

جلال نے اسے گھوٹ کر روبرو کیا تو آلین کی سنجیدگی میں اضافہ خود جلال نے بھی روبرو ہوتے محسوس کیا۔

"پہلے اس نے کہا وہ ماں نہیں بن سکتی، پھر کہا بن سکتی ہے۔ میں تھوڑا کنفوز ہوں۔ اس سے نہیں کہا کہیں ہرٹ نہ ہو۔ کیا کرنا چاہیے مجھے؟

جلال اپنے بھولے یار کی سادگی پر لٹ ہی تو گیا، پھر جیسے یہ سنجیدگی زائل کرنے کو خرافاتی سی شرارت سوجھی۔

"تو بس وہ کر جس سے بچے پیدا ہوتے ہیں، باقی کنفوژن کچھ دن تک خود کلئیر ہو جائے گی۔ اگر کچھ ماہ تک وہ امید سے نہیں ہوتی تو ڈاکٹر سے کنسلٹ کر لینا۔ اب سال انتظار مت کرنا۔ آگے ہی دیر ہو چکی ہے۔"

اول شرارتیں، وہ اپنی اختتامی فکر سے دور کر چکا تھا، آلین نے یوں دیکھا جیسے دل سا بے فکر ہوا ہو۔

"تو نے شادی نہیں کرنی؟ کب تک ایری غیری لڑکیوں کے ساتھ مزے لے گا؟"

آلین کی جوابا فکر پر جلال کھل کر ہنسا۔

"میری ماں اسی پر تو جوتے تک مار دیتی تھی آلین! پر کیا کروں ایک عزت دار عورت والی چیز نہیں ہوں سو جیسا ہوں انہی جیسوں کے ساتھ وقتی مزہ ہی ٹھیک ہے۔ ویسے بھی میرے دھندے فیملی رکھنے والے نہیں۔ تو نہ ڈھولا ہوسی نہ رولا ہوسی۔"

وہ ہوا میں اڑاتا مست انداز میں بولے آلین کو بھی مسکراہٹ دے گیا۔

"اور بچے؟"

آلین کا سوال سنے وہ قہقہہ لگاتا آدمی نرم انسیت بھرا مسکرایا۔

"تیری اور علیحہ کی اولاد، تم دو سے زیادہ میری ہو گی۔ مجھے وہی کافی ہے۔ آپن کے عیش ہیں۔ بس اب زالے کو دلہن بنا دیکھتے ہی ہم آزاد پنچھی اپنے سفر پر روانہ۔ تو خوش رہ اور اسے خوش رکھ آلین۔ قسمت تم دو پر مہربان ہوئی ہے۔ نظر سے محفوظ رہو"

وہ دونوں پرانے دور کے یاروں میں بدل گئے تھے، یہ بہت قیمتی تھا۔

دونوں اندر آئے تو علیحہ سے فرمائش کر کے کافی بنوائی، جلال تو مست بندہ تھا باتیں کرتا وہیں لاونج میں سو گیا پر آلین کا سکون اب علیحہ کے پاس ہی تھا۔

وہ کافی لیٹ روم میں آیا، علیحہ کو امید نہیں تھی اسکے آنے کی پھر بھی وہ آلین کے روم میں آنے کی آہٹ پر نہ صرف جاگی بلکہ اٹھ بیٹھی۔

اسکا جاگنا آلین کی ہارٹ بیٹ مس کر گیا، علیحہ کا اپنا گرم بستر چھوڑ کر اٹھنا اور آکر آلین سے لپٹ جانا، آلین کی روح تک سرشاری اتار گیا۔

آج میری زندگی واپس اسی خوشی سکون اور آرام میں ہے جو میں ہمیشہ " چاہتی تھی۔ میں بہت خوش ہوں آلین کہ میرے ماں باپ، میری محبت اور میرا مسیحا سب ہی میرے ساتھ تھے، خوش تھے۔ سب کتنا مکمل " تھا۔ سب کتنا پیارا تھا، میں تو نظر ہی اتارتی رہی

وہ پھولی سانسوں سمیت جانے کیا کیا بول رہی تھی پر آلین تو اسکے نرم گرم وجود کو خود میں بسائے سانس تک روکے ہوئے تھا، خود ہی علیحہ نے جب

اسکی چپ محسوس کی تو زبردستی آلین کی بازوؤں کا حصار توڑے روبرو ہوئی۔

"تم ٹھیک ہو؟"

وہ گھبرائی سی آلین کا جائزہ لینے لگی، دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھرے۔

"تم سن رہے ہو؟ کان ٹھیک ہیں"

وہ اتنا مدہوش و گم تھا کہ علیحہ کو ڈر گھیر گئے۔

"تمہیں سننے کے لیے کانوں کی ضرورت کسے ہے۔؟"

وہ ایسے جملے کی توقع میں نہ تھی تبھی مسکرادی۔

"آلین جاہ! تو چپ کیوں ہیں آپ؟"

وہ مسکراتی تشویش کسے نہ مار ڈالے۔

"مجھے ہمارا بچہ چاہیے"

آلین کی چپ جان لیوا تقاضے پر ٹوٹی، علیحہ نے نظریں سی چرائیں۔

"ہاں اب زالے پرائی ہوگئی۔اسکی کمی بھرنا چاہتے ہوگے تم"

یہ علیحہ نے بس چھیڑا پر وہ اسکے دونوں ہاتھ خود سے لپیٹے اپنے سینے سے لگاتا علیحہ کو بوکھلاہٹ میں مبتلا کر گیا۔

مجھے ہماری اولاد اس لیے نہیں چاہیے کہ زالے اب میں نے ذیشان کو" دے دی تو اسکی کمی پوری کرنی ہے۔مجھے اس لیے چاہیے کہ میں چاہتا ہوں میری اولاد میری محبت جنم دے۔میں نے بہت برا کیا تھا تب،ایک عورت کے لیے ماں بننا کیا ہے میں تب سمجھا علیحہ جب خود زالے کی دیکھتے ہی دیکھتے ماں بن گیا۔ماموں تو دو ماؤں کے برابر ہوتا ہے تو مجھے محسوس ہوا میں نے کیا قہر ڈھایا تھا تم پر،تم بر حق تھی۔پھر ہر لمحے مجھے میرا گلٹ مارتا رہا کہ میں نے جس وجہ سے تمہیں کھویا وہی تو ایک میرڈ کپل کا اصل سکھ ہوتا ہے۔آئی ایم سوری،مجھے معاف کر دو۔میں ہماری اولاد چاہتا ہوں "علیحہ،یہ میری شدید خواہش ہے

بہت سے قائل کرتے لفظ بس آلین کے آخری جملے نے کہہ دیے جس میں ایسی تڑپ تھی جو علیحہ کا دل مٹھی میں بھر گئی۔

"معاف کر دیا آلین جاہ۔ اتنے پیارے لگتے ہو معافی مانگتے ہوئے کہ جان بھی معمولی لگتی ہے لٹانے کے لیے۔ آج تم پر ہر دکھ درد معاف کرتی ہوں، پورے کا پورا"

وہ مسکرائی تو جیسے دلاسا سا آلین جاہ کے رگ و پے میں سرائیت کر گیا۔

"تو صبح ڈاکٹر کے چلیں، مے بی یو نیند میڈیکل ہیلپ ٹو کنسیو؟"

آلین نے بے قراری سے کہا تو علیحہ جلدی سے مسکاتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔

"کیوں تمہیں اپنی کار گردگی پر بھروسہ نہیں آلین جاہ! مجھے نہیں چاہیے کوئی میڈیکل ہلپ"

آلین کے ہونٹوں پر وہ سینے لگی خمار بھری مسکراہٹ ہمکا گئی۔

"سوچ لو! میں کافی سنجیدہ ہوں اس معاملے میں"

وہ اسے ڈرا رہا تھا۔

میڈیکل ہیلپ کے بعد بھی تو مجھے یہی سنجیدگی سہنی ہے۔تو کیری"

"اون۔

وہ سینے میں دبی منمنائی،اسکے تیور سب لوٹنے والے تھے۔

"سامنے ہوناں۔ایسے چھپ کے سنجیدگی سہنے کا کیا مزہ"

وہ اسکے چھیڑ خانی بھرے جملے پر روبرو ہوئی تو اسکے چہرے کا ہر نقش مسکارہا

تھا۔

تم نے نوٹ نہیں کیا پر تم ایسا بس میرے لیے مسکراتی ہو علیحہ۔خوش ہو"

"ناں واقعی میرے پاس؟

وہ دیوانگی میں دھت بولا،لہجہ بھاری پڑا۔

"کیسے یقین دلاوں؟"

وہ ہلکان سا بولی۔

شرمیلی علیحہ کو کچھ دیر سائیڈ کر کے حق جماو اپنے،شائد یقین آجائے کہ"

"علیحہ،آلین کے ساتھ واقعی خوش ہے

وہ فرمائش کر رہا تھا جو بہت ہی بے باک تھی۔

"ہھر کہو گے گھسا دیا"

وہ نروٹھے پن سے گال پھلا گئی۔

اتنا پیار کرو گی کیا؟ گھسا ہی دو آج ورنہ میں تمہیں خود میں گھول کر ختم کر "دوں گا

وہ اسکے گلال بھرے چہرے پر مزید سرخیاں اک بے خود جسارت سے گھول گیا کہ وہ احتجاج کرنے کا سوچتی رہ گئی اور آلین جاہ اس سے جواب سننے کے کسی موڈ میں نہ آتے علیحہ کی شرم خود ہی ٹھکانے لگانے پر تل گیا، اور اب ان دو کے بیچ کی بات بیچ میں ہی دب جانے والی تھی۔

★★★★★★★★★★★★

ایک نئی صبح زمین زادوں پر اتر چکی تھی۔

جب تک ارمان اور انیہ، ذیشان کو لیے گھر پہنچے، زالے نے مہرین دادو کی اجازت سے وہ سارے پھول ذیشان کے روم میں سجوا دیے جو ٹرک بھر کر آئے تھے، وہ خود بھی روم میں آئیں تو کوئی کونہ نہ تھا جہاں سرخ گلاب نہ تھے، مہرین نے ٹیرس پر لپکتے مسکراتی زالے کو اپنی بازوؤں میں بھرا، جبکہ ہالہ اندر کمرے میں ائیر فریشر چھڑک رہی تھیں، ذیشان کے سرپرائز ہونے کی خوشی انکی آنکھیں نم کر رہی تھی۔

پہلے مجھے تجھ پر غصہ تھا زالے، جیسے وہ تجھے چھوڑ کر جب آ کر رویا۔ میں "دہل گئی"

پورا ٹیرس بھی گلابوں سے سجا تھا، مگر زالے کی توجہ تو ذیشان کے رونے نے سلب کی، اسے لگا جیسے سانس رک سی گئی ہے۔

و۔ وہ روئے ؟ مہرین دادو میں نے تو بہت پیار سے رخصت کیا تھا" "انھیں۔

زالے کی آواز سی بھیگی تو مہرین کو زالے کی معصومیت پر جی بھر کر پیار آیا۔

رخصت پیار سے کر دیا غصے سے، ہجر بڑی کھوری چیز ہے پتر۔ بندہ کھا" جاتی ہے۔ لیکن آج جو تو اسکی واپسی پر یہ سب کر رہی ہے، مجھے یقین ہو گیا "کہ میرے ذیشو کے جذبات یکطرفہ نہیں

بات بہت گہری تھی اور ذالے کو گہری باتیں اچھے سے سمجھ آتی تھیں۔

کبھی نہیں۔ وہ بہت پیارے ہیں مجھے۔ میں آج انکو بہت سا سمائیل کروا" کے اس رونے کی تلافی کر دوں گی۔ آپ دونوں مائیں بھروسہ "رکھیں۔ میں آپکے ذیشو کو دوبارہ کبھی ہرٹ نہیں کروں گی

ہالہ بھی وہیں آئیں تو زالے دونوں کے اترے چہروں پر بیک وقت بہار لائی تو دونوں نے زالے کو اپنے سینے لگا یا۔

گاڑی کے ہارن پر دونوں لیڈیز کے ساتھ ساتھ زالے بھی تھوڑا گھبرا یا سا مسکرائی۔

"ہم نیچے جا رہے ہیں۔ ذیشو کو اوپر بھیجتے ہیں۔ پیارا سا سرپرائز کرنا اسے"

مہرین نے جاتے جاتے پھر سے زالے کا ماتھا چوما اور ہالہ کے ساتھ ہی نیچے چلی گئیں، زالے نے پورے کمرے کو ستائشی نگاہوں سے دیکھتے اور ایکسائٹمنٹ سے پھولی سانسوں کے سنگ خود کو سنبھالتے جلدی سے ٹیرس کے دروازے کے پیچھے خود کو چھپایا، صبح ابر آلود تھی تو ابھی تک دھوپ کا دور دور تک نشان نہ تھا۔

"میرا بچہ "

انیہ اور ارمان کے ہمراہ آتے سڑے بچے کو مہرین نے اپنے سینے لگایا پر جناب کا موڈ ہنوز بگھڑا ہوا تھا، انیہ اور ارمان نے شرارت بھرے آنکھ کے اشارے سے ذیشو کی دونوں ماؤں کو مدعا بتانے کی کوشش کی تو مسکراہٹ ان دو کے ہونٹوں پر بھی ہمک آئی۔

ابھی بہت تپا ہوا ہے آپکا بچہ۔ ہم نکلتے ہیں۔ شام میں آئیں گے خبر گیری" کرنے۔ باہر تو بس موسم ابر آلود ہے پر اندر گرج چمک کے ساتھ بارش کا امکان ہے"

جان بوجھ کر انیہ نے چھیڑا تھا تبھی تو جوابا ذیشان نے برہم ہو کر دیکھا۔

"ناشتہ کر کے جاؤناں دونوں"

ہالہ ان دو کو ایسے جانے دینا نہ چاہتی تھیں۔

"ہالہ جانی یونی سے لیٹ ہو جائیں گے۔شام میں چکر لگاتے ہیں"

انیہ اور ارمان نے اجازت لی تو ذیشان بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

"میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر ناشتہ کرتے ہیں"

اپنے افسردہ موڈ کو جبرا درست کرے وہ چینج کی نیت سے سیدھا اوپر آیا تھا، غصہ بھی تھا کہ زالے صبح جاگنے سے اب تک دیکھائی نہیں دی۔

تم میرے اٹھنے پر کیوں غائب ہوئی زالے۔میں تو رات بھی تمہارے

"وعدے پر یقین کر کے سویا تھا۔ظالم لڑکی

غصے سے بڑبڑاتے ذیشان نے جیسے ہی ڈور ناب گما کر اپنے روم میں قدم رکھا، سرخ گلابوں سے سجے کمرے نے ذیشان کو سر تا پیر ہلا کر رکھ دیا، ہر طرف سرخ روز تھے اور سب کے سب بہت تازہ، یہاں تک کہ کمرے

کی خالی جگہوں پر فرشی گدستے پڑے آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے، تمام تر پھولوں کو دیکھتا وہ آنکھیں موندتے ناجانے کونسی خوشبو فیل کرے مسکرایا۔

اور تبھی اسے لگا جیسے ساری دلچسپی تو کمرے کے کنارے پر اٹکی ہے، زالے اب تک دروازے کے پیچھے چھپی تھی، اور سمجھتی تھی چھپ جائے گی پر اسکے سانس لینے کی آواز تک وہ شخص دل پر محسوس کرتا تھا تو کیسے نہ جانتا کہ اسکے کمرے کو گلابوں سے سجانے والی خود بھی کہیں آس پاس ہی مہک رہی ہے۔

"آپکو کیسے پتا یہ میں آئی ہوں اور یہ سب میں نے کیا؟"

ذیشان نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتے اپنے روم میں گھسیٹا تو زالے ہانپ کر جب تک اسکے سینے لگی، ہانپتے، سنبھلتے، گھبراتے دو سوال کر ڈالے۔

میرے کمرے کو سرخ گلابوں سے سجانے کا حق بس تمہارے پاس" ہے ،اور محبت کرنے والے جان جاتے ہیں زالے ذیشان کہ انکا دل کس "سمت میں یا کسی جگہ دھڑک رہا ہے

محبت میں موجود سب سے خوبصورت سلیقے سے اس نے زالے کے بال سمیٹ کر اپنے گلے لگایا۔وہ ایسی بیوی تھی جس نے ارد گرد کے کئی سارے سرخ پھول صرف اس لیے خرید لیے تھے ،کہ اسے ذیشان حیدر ملک کو محسوس ہوتے اور سنائی دیتے اظہار کے بعد ،اسکو پھولوں کی زبان میں بھی مطمئن کرنا تھا کہ وہ اب تاحیات کے لیے ہر ڈر چھوڑے بس اسکی ہو گئی ہے۔

وہ ریڈ کلر کے سنپل سے ڈریس میں بالوں کو سٹریٹ کیے بس اک لپ گلوز اور کاجل لگا کر ہی آفت لگ رہی تھی ،ذیشان کے برابر آنے کو اس نے آج کچھ زیادہ لمبی ہیلز کیری کر رکھی تھیں۔

صبح غائب تبھی ہوئی۔ آئی ایم سوری کہ آپکا ماتھا بھی نہ چوم سکی جاتے "
ہوئے۔ لیکن آپ نے پھولوں کا رنگ مجھ پر چھوڑا تھا، مجھے یہی بہترین
لگے۔ جتنے صبح صبح ملے لے آئی۔ کمی ہے تو میرا دل رکھ لیں باقی پھولوں کی
" جگہ

ذیشان کا حصار ملتے ہی اس لڑکی کی موجودگی سراپا مہک بن جاتی
تھی، ذیشان نے زالے کے آگے اپنا سر خم کیا تو اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ
ہمک آئی۔

فوراً سے پہلے اپنے ہونٹوں کو ذیشان کے صبیح ماتھے سے جوڑا۔

وہ آسودگی محسوس کرے دھیما سا مسکرایا۔

میری ہر کمی تم سے پوری ہو گی زالے! تمہیں رکھ لوں پھولوں کی "
" جگہ؟

بہت مناسب تقاضا تھا پر زالے کے دل کی دھڑکن تھم سی گئی۔

" ہم اپنی اپنی جگہ بہت اچھے سج رہے ہیں، کیا خیال ہے "

مسکاتے خدوخال میں شرارت بھرے اس نے شوخی سے کہہ کر ذیشان کو

اپنے ساتھ ملانے کی بھرپور سازش کی تھی۔

"آئی رئیلی مس یو"

وہ اسے گلے لگائے دنیا بھول جانا چاہتا تھا۔

وہ بھی تو بوکھلائی سی ذیشان کی بازووں میں بلکل جامد قید ہوئی۔

"تین چار گھنٹے پہلے تو میں ہوسپٹل سے نکلی تھی ذیشان"

وہ شکوہ کر رہی تھی۔

میری بے تابیوں کا شکوہ نہ کیا کرو۔یہ بڑھ جاتی ہیں۔ہر لمحہ۔میں تک"

پیمائش نہیں کر پاتا زرا لے۔میں تمہیں خود میں بسا کر ہی پر سکون رہتا

ہوں۔اوران پھولوں کے ساتھ تو تم نے دل پر قہر ڈھایا میرے۔جو پہلے

"ہی تمہارے پیار میں کسی کام جو گا نہیں

وہ اسے بھرپور اپنے سینے لگائے بس بولتا جاتا تھا اور رکنے کا نام نہ لیتا، وہ

پر سکون تھی پر دل اب اسکا بغاوت پر خود بھی اترنے لگا تھا۔

تو کام جوگا کریں ناں۔اپنے کاموں پر واپس آئیں۔یہ ہڈی کریک کا درد تو" ہفتے میں مندمل ہو جانا ہے۔اپنی پہلی لائف میں واپس آئیں۔شوٹس نہیں ہیں آپکے کہ آپکا مائنڈڈائورٹ ہو جب تک پراپر یہ فیشن کی دنیا نہیں چھوڑتے۔۔۔لالہ کی آج بزنس ٹرپ پر روانگی ہے تو آپ آفس روز " جائیں۔ایسے مجھ سے دھیان ہٹے گا

وہ اسکی بازووں کا حصار ہٹائے اپنے ملائم ہاتھوں کی پوروں سے ذیشان کے رخساروں کو سہلاتی سمجھا رہی تھی۔

"میں دھیان ہٹانا نہیں چاہتا تم سے۔تم میرا مسئلہ کیوں نہیں سمجھتی ہو"

وہ اس سے ناراض ہوتے ہاتھ جھٹک کر مڑ گیا تو زالے نے جلدی سے سامنے آتے معصوم سی شکل بنائی۔

میں سمجھتی ہوں۔ایسے چڑیں تو مت۔چڑ چڑے ذیشان زرا پیارے "

" نہیں۔چلیں آپکی ہیئر ڈریسنگ کروں۔آئیں۔تھوڑے فریش نظر آئیں۔

وہ جلدی سے روٹھے صاحب کو گھسیٹ کر اٹیچ واش روم لائی تو ہوٹل والی مستی سوچتے دونوں کے دل کو کچھ کچھ ہوا۔

"تمہیں کیسے پسند ہوں میں؟"

وہ اسکا ہاتھ چھوڑتی سنک کے پاس رکے شیلف کھول کر شیونگ کٹ اور باقی سامان کا جائزہ لینے لگی، سوال پر فوراپلٹی۔

"تھوڑے میسی سے"

وہ قریب آتی ذیشان کے بال بکھیرتی ہنسی۔

"بس ٹھیک ہے نہیں کرنی کلین شیو"

وہ اکڑا۔

"ہیں۔پر یہ جو گردن تک بال ہیں انھیں تو ہٹانے دیں۔مجھے چبھتے ہیں"

وہ منہ پھلائے بولی تو ذیشان فوراسے زالے کے نزدیک آرکا۔

ہاں کلین کردو یہاں سے بس۔باقی میں میسی رہوں گا تھوڑا۔تمہیں پسند "ہے ناں

وہ اسکے لیے سانس لینے لگا تھا، یہ زالے کے لیے اترانے کی بہت بڑی وجہ تھی۔

تو پھر کہیں بیٹھیں۔ایسے تو ہاتھ کانپے گا میرا۔۔۔سٹول ہونا چاہیے"

"یہاں

وہ ارد گرد دیکھتی جلدی سے مسکرائی اور ذیشان کو پکڑے باتھ ٹب کے کنارے پکڑ کر بٹھایا تو زالے کی ذہانت کا ذیشو فین ہی تو ہو گیا۔

حالانکہ ہاتھ کے بجائے دل کانپنا چاہیے تمہارا جو مجھ سے اتنی دور دور "

"بھاگتی ہو

وہ اسے بٹھائے جلدی سے بیور شیف آئل مو ئچرائز لیے ذیشان کی گردن پر لگائے ان بھوری آنکھوں میں جھانک بیٹھی۔

"نہیں بھاگتی دور۔"

وہ یقین دلاتے جھک کر بولی، گردن کی طرف زرا زرا فیشل ہیر ز کے علاوہ ہلکی میسی بیئرڈ ذیشان کو سوٹ کر رہی تھی تبھی زالے نے بس ریزر لیا اور

بے ترتیب بیئرڈ کو اس نے ترتیب دینا شروع کیا، وہ ماموں کی اکثر داڑھی ٹھیک کرتی تھی تبھی بہت مہارت اور احتیاط سے وہ اپنا کام کر رہی تھی۔

وہ بار بار اسے دیکھنے لگتا تو گردن ہل جاتی اور زالے اسے ٹوک رہی تھی کہ اسے ذیشان کی گردن بہت پیاری تھی۔

"ہلیں مت۔ کٹ لگ جائے گا"

زالے نے احتیاط برقرار رکھنے کے بیچ ہی تیسری بار

دوبارہ ڈانٹا، پر اس جانب سدھرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا، بے خودی طاری تھی۔

اور یہ جو تم میرے پاس ہو کر میری آنکھوں میں کب سے نہیں دیکھ "

"رہی۔ اس سے میرے دل پر کٹ لگ گیا ہے

زالے کے ہاتھ تھمے۔ بے یقین نظروں سے اس نے ذیشان سے آنکھیں ملائیں۔

"مرہم کیسے لگے گا؟ دل کیسے بھرے گا آپکا مجھ سے ؟"

عاجزی سے سوال آیا، وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر زرا دور کر گیا۔

"محبوب ہی ایسے زندگی اور موت سے سوال اکھٹے کر سکتا ہے۔پر یہ محبوب سن لے، جب یہ مجھ سے نظریں ہٹاتا ہے تو میں پورا دنیا سے ہٹ جاتا ہوں۔ تم جس شہر میں بسو وہ پورا میری نظر میں آباد ہو۔ تم جس گلی کی مکین ہو وہ میری ملکیت ہو، تم جس دنیا کا حصہ ہو وہ بس مجھ تک ہو، تم سے ایسی شدید خواہشیں جڑی ہیں۔پوری کر دو۔ میرا دل اور میرا اپنا دامن پھر بھی تم سے نہیں بھرے گا۔ مرہم نہیں لگے گا"

زالے اسکے حرف حرف میں بسی دیوانگی پر مسکراتی مسکراتی وارفتہ نگاہوں پر اتر آئی تو ذیشان نے وہ دور کیا ہاتھ نزدیک کر لیا۔

"میں کبھی دل بھرنے نہیں دوں گی آپکا ذیشان"

وہ ریزر رکھتی دو میلی میٹر کمب والے ٹریمر سے بئیرڈ کے بالوں کا سائز بہت ہی لائیٹ کرنے کے بعد آفٹر شیو جو بہت ہی مدہوش خوشبو والا تھا

ذیشان کی گردن پر ہتھیلوں سے ٹیپ کرتی سیدھی ہوئی تو دوبارہ پیار آنے پر ذیشان کے گال کھینچے اور بال مزید بکھیرے۔

یو لک سو چارمنگ ود پراپر مینیجڈ فیشل ہیرز، وعدہ پورا کر دیا میں"

نے۔اب آپ شاور لینا چاہتے ہیں تو لے لیں۔میں بھی چلتی ہوں آپکی

"دونوں ممیز کے ساتھ مزے کا ناشتہ کرنے۔بھوک لگ رہی ہے

وہ خود بھی اٹھا اور آئینہ دیکھنے کے بجائے خود کو زالے کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"میں نہیں جانے دوں گا۔تم میری ہو"

ایک کندھا در د میں تھا پر دوسری بازو اور ہاتھ جیسے زالے کے جسم کی ساخت میں ڈھل گیا ہو۔

"میں آپکی ہوں ذیشان۔پوری"

وہ متفق تھی، وہ اتنی پیاری لگتی تھی ساتھ مل کر کہ بس یہ حد ہوتی تھی ذیشان کے صبر کی۔

"میں اس پر کس کر دوں گا۔۔۔"

وہ عاشق آوارہ بنے بولا تو زالے اسے دور کر گئی۔

نو ذیشان۔آپکے آفٹر شیو کی خوشبو نے مجھے آل ریڈی پاگل کر دیا" ہے۔مزید کوئی ستم مت ڈھائیں، میں نے یہیں ڈیرا جما لینا ہے۔ابھی رسم دنیا باقی ہے،ابھی دوریوں کے کئی دن باقی ہیں۔انھیں انجوائے کرتے "ہیں۔

وہ دور ہونے لگی تو ذیشان کا دل بیٹھنے لگا۔

"نہ کرناں۔پلیز"

وہ جیسے خود پر اختیار کھو رہا تھا۔

"پلیز ذیشان۔ٹانگیں میری آل ریڈی کانپ رہی ہیں۔"

وہ بیچارگی سے بولی۔

"تم بھی کانپ لینا ان کے ساتھ"

وہ ڈھیٹ بنا اپنا سکھ چاہ رہا تھا۔

فریش ہو کر آئیں ناں نیچے۔ ناشتہ کرتے ہیں۔ کبھی میری بھی سن لیا
"کریں

وہ منت پر اتری پر اتنے لاڈ سے کہ ذیشان رد نہ کر سکا۔

"سن رہا ہوں۔ بدلے میں میری بہت سی سنو گی ناں رخصتی کے بعد؟"

اف اس آدمی کی تڑپ۔

"ساری آپکی سنوں گی۔ اب سکون میں آجائیں"

وہ نرم لہجے میں لاڈ بھرا بولی۔

نہیں آرہا۔ نہ تمہارے دور ہونے کی بات پر آسکتا ہوں۔ جا چلی جا اور"
"دکھی کر دے مجھے

ذیشان نے منہ ویسے ہی بنائے کہا۔

آئی رئیلی لائک یو، میرا سکون ہیں آپ۔۔ چلتا پھرتا سکون۔ میں رخصتی"
تک آپکے آس پاس رہوں گی۔ دکھی ہونے نہیں دوں گی۔ آپکا خیال رکھنے
میں آپکی دونوں ممیز کے ساتھ ساتھ نظر آوں گی۔ میں اب آپکی ہوں

ذیشان، اب مجھے آپ سے کوئی چھین نہیں سکتا، تو سکون میں آجائیں۔ چند دن دے دیں بس پھر سانس بھی آپکی مرضی سے لوں گی"

زالے نے اسکی گال شدت سے چومی اور اس سے پہلے وہ اسے کہیں جانے لائق نہ چھوڑتا جلدی سے خود کو بچاتی وہاں سے نکلی، جب تک عاشق صاحب ہوش میں آتے روم تک پہنچے وہ اپنی خوشبو بکھیرے بنا اتنے بڑے قہر کا جواب لیے ہی جا چکی تھی اور اب ذیشان کو دو ہفتے، پھانسی کی سزا ہی لگ رہے تھے۔

★★★★★★★★★★★

اگلے دو ہفتے گزر چکے تھے، زالے اپنے اقرار محبت کے بعد ذیشان کے ہاتھ نہ آئی، ہاں وہ اسکی آنکھوں کے سامنے رہتی رہی پر خوب صبر آزمایا گیا، گویا

شوہر نامدار اور عاشق ناتواں کو عشق کی آگ میں جلا کر کندھن بنانے کا سلسلہ جاری رہا۔

ارمان کی کچھ اوٹ آف کنٹری میٹنگز تھیں اور اس بیچ وہ یونی سے آف لے کر گیا پر اپنے پیچھے انیہ کی سیکورٹی کا پورا بندوبست کیا کیونکہ حرا کے ساتھ جو بھی ہوا بہرحال اس طرف سے ریلکس رہنا ٹھیک نہ تھا۔

ارمان کل ہی آلسن جا چکا تھا جہاں وہ کل شام سے علیحہ اور آلین کا مہمان بنا ہوا تھا، جبکہ زالے کی موجودگی کے ساتھ دو دو ماؤوں کی تیمارداری کے سبب ذیشان اپنی شادی پر بنگڑے ڈالنے کو تیار ہو چکا تھا یعنی بازو ہلنے کے لائق ہو چکی تھی اور کندھے کی ہڈی بھی محفوظ تھی۔

علیحہ اور آلین کی زندگی کے بارے جان کر ارمان کو خوشی ہوئی، خاص کر اس عمر میں بھی ان دو کا اتنا چارمنگ کپل اک طبعیت بشاش کرنے والی چیز تھی، ارمان کی آج دن میں واپسی تھی لیکن مہمان نوازی تو اس نے پوری بٹور لی لیکن اصل بات پر وہ اب آیا جو کرنے وہ آلسن آیا تھا۔

خود ارمان کی آمد اور اسکے لہجے کی نرمی سے آلین کو کل سے اتنا اندازہ تو ہو ہی چکا تھا کہ ارمان کی تمام غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں۔

وہ اسے اپنے آفس لایا تھا، بہت بڑا ٹیکنالوجی اینڈ سافٹ وئیر کا کئی پرانچوں پر پھیلا بزنس تھا جو آلین کو اسکے بابا کی طرف سے ملا تھا، پچھلے کئی سالوں سے وہ جسکے سپرد تھا وہ آلین کا وفادار بانی تھا، لیکن اب آلین نے خود اپنی پوسٹ سنبھال لی تھی اور ارمان کے ساتھ ایز آ بزنس پارٹنر کام کی خواہش بھی کی تھی۔

جسے ارمان نے خوش دلی سے قبول بھی کیا تھا۔

ارمان اسکے تمام سٹاف سے ملنے کے بعد واپس آلین کے آفس آیا تو آلین نے دو سٹرونگ کافیز آرڈر کرنے کے بعد کاوچ ایریا کی طرف بڑھتے ارمان کو بیٹھنے کا اشارہ کیے خود بھی سامنے کی جگہ سنبھالی۔

"تمھیں پسند آیا سٹاف؟ یہ سب سنگاپور سے ٹرینڈ یافتہ ہیں۔ یہاں کچھ برازیل کے لوگ بھی ہیں۔ تمہاری جاوا میلوڈی وہیں کی کمپنی کے ساتھ

کام کرتی ہے ناں۔ تمہیں کوئی بھی کنٹری وائز ہیلپ چاہیے تو تم میرے
"سٹاف کو کبھی بھی ہائیر کر سکتے ہو۔

ارمان نے مسکرا کر سر ہلایا، وہ آلین کے رویے پر دنگ اور مسرور دونوں
تھا۔

میں آپکو ہمیشہ تنگ نظر اور سنگدل سمجھتا آیا ہوں۔مجھے علم نہیں تھا آلین"
جاہ کہ یہ سب ہمارے اپنے بنائے درجے ہوتے ہیں، اصل انسان تو ہمیں
لگتی برائیوں کے کہیں نیچے اپنی اچھائیوں سمیت چھپا ہوتا ہے۔میں نے
"ہمیشہ غلط سمجھا آپکو

ارمان کے سنجیدہ ہونے میں ایک تکلیف مخفی تھی، آلین کے ہونٹوں پر ازلی
مخصوص مسکراہٹ کا آنا بتا رہا تھا وہ یہ سب ہی امید کر رہا ہے۔

میں نے خود کو غلط ڈرا کیا تبھی ارمان، پرانی باتیں جانے دو۔سچ یہ ہے کہ "
میرے لیے جیسی زالے، ویسے تم۔میری نظر میں جتنی وہ معصوم رہی
ہے، تم بھی رہے ہو۔ کبھی کبھی ماں باپ کے کیے کی سزا اولاد کو بھگتنی پڑتی

ہے، تم نے بھی لاعلمی کے اتنے سال گزار کر شاید سزا ہی سہی۔ میں بتا دیتا تمہیں بہت پہلے ہی لیکن میرے نزدیک کسی کو اسکی کمزوری بتا کر ہرانا پستی کا سب سے گرا درجہ ہے۔ میں نے یہ سب تمہیں تب بتایا جب تم مضبوط اور خود مختار ہوئے۔ میں جیسے زالے کی تکلیف نہیں سہہ سکتا، ویسے ہی زالے کے لیے اسکے سب سے پیارے لالہ کی تکلیف بھی مجھے کبھی درکار نہیں رہی۔ اور مجھے ویسے بھی تم سے جو گلہ تھا وہ زالے کی خوشی دیکھتے کب کا مٹ گیا۔ اب بس یہ بتاو شادی کی ڈیٹ فائنل کی یا نہیں۔ کب آئیں ہم وہاں؟"

آلین نے تو معاملہ ہی ختم کر دیا، وہ ویسے بھی چھوٹوں سے معافی منگوانے کے حق میں نہ تھا۔

"ہم سب یہاں آئیں گے۔"

ارمان نے مسکرا کر بات سمیٹی، آلین کو یہ امید نہ تھی کیونکہ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ ارمان اور فائزہ اپنے گھر سے ہی زالے کو رخصت کریں گے۔

"یہ تمہارا فیصلہ ہے یا میرے لیے سوچ کر کہا؟"
آلین کو خوبصورت مسکراہٹ سمیت پوچھنا ہی پڑا۔

اس پر مجھ سے زیادہ حق آپکا ہے کیونکہ میں بھائی ہوں پر آپ دوماوؤں" جیسے ماموں۔ ہم سب یہیں آئیں گے اور یہیں دونوں کی شادی کے ایونٹس ہوں گے۔ مجھے لگتا ہے یہ کر کے ہم زالے کو بہت خوشی دیں گے۔ اور میرے دل میں بھی آپکی مہربانی کا کچھ صلہ لوٹانے کی خوشی جاگے گی آلین

"! جاہ

آلین کی خوشی بتا رہی تھی کہ وہ بھی یہی چاہتا ہے بس اس نے ارمان کے لیے سوچا تھا کہ وہ وہیں سے رخصت ہو۔

وہ تم پورا لوٹا چکے ہو ارمان شیرازی۔ زالے کو دل و جان سے اپنا کر۔ تو پھر" "جاو اور لے آو سبکو۔ میں اور علیحہ تم سب کے شدت سے منتظر رہیں گے۔

آلین نے خوشی ہمکتے انداز میں کہا تو ارمان بھی مسکرایا، یہ فیصلہ کر کے اسے دلی تسکین ملی تھی۔

جب یہ خبر ارمان نے انیہ کو سنائی تو وہ بھی بہت خوش تھی، زالے تو دو دن سے دادو کے شکنجے میں جکڑی مایوں بیٹھی تھی تبھی ارمان نے تینوں کو الگ الگ وڈیو کال پر لیا، ذیشان نے باقاعدہ فیشن انڈسٹری سے اوٹ ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور اسی سلسلے میں اسکے دو تین دن سے میگزینز میں انٹرویوز چل رہے تھے، وہ شادی سے پہلے یہ بکھیڑے نمٹانا چاہتا تھا۔

"یہ ماموں کی خواہش تھی یا آپکی لالہ؟"

زالے کے سوال پر سب ہی نرم مسکرائے کیونکہ وہ جو سننا چاہتی تھی، ارمان وہی کہنے والا تھا۔

یہ ہم دونوں کی خواہش ہے کہ تم آلین جاہ کے گھر سے رخصت ہو "زالے"۔

ارمان کے اس جملے سے چھلکتی راحت، انیہ، ذیشان اور زالے تینوں نے محسوس کی تھی اور اب اصل مستی تو آلسن میں ہونی تھی لیکن مستی سے پہلے کچھ ضروری حساب تھے جو چکانے باقی تھے۔

آلین کی سرجری آج رات تھی وہ ارمان کو سی آف کر کے بس سیدھا ہوسپٹل ہی جانے والا تھا۔

★★★★★★★★★★★

"پکڑو اسے زرا اس تکلیف کا احساس تو دلاوں اسے جو میرے بیٹے کو ہوئی۔ایک ٹیٹو کی تو وہ بھی حق دار ہے"

سمیر ہمدانی نے اپنے دو لوگ کام پر لگا رکھے تھے ،زالے کچھ دن سے گھر سے نکلی نہیں تھی مگر اس نے کچھ اونلائن منگوایا تبھی اسکا پارسل آنا تھا،اور جب ڈور بیل پر وہ خود باہر گئی تو سامنے کھڑا آدمی تو پارسل مین ہی تھا پر اسکے ہاتھ میں کوئی پارسل نہ تھا۔

"ذیشان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے،ایک شو کے دوران اس پر حملہ ہوا۔وہ صرف تمہیں دیکھنا چاہتا ہے۔"

زالے جو پارسل کی امید میں آئی تھی یہ بری خبر سنے کچھ دیر اسی آدمی کو گھورتی رہی جو مشکوک تو اسے دیکھتے ہی لگا۔

"کوئی ثبوت! ذیشان کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں۔"

زالے نے دروازے پر ہاتھ رکھے مضبوطی سے پکڑنے کے بیچ اس آدمی کو کھرا جواب دیا۔

اوکے مرضی ہے تمہاری، وہ کہہ رہا ہے زالے آئے گی تو ٹریٹمنٹ "

"کروائے گا

وہ آدمی چالاکی سے کہے اس سے پہلے جاتا، زالے نے اسے پیچھے سے پکارا۔

"اچھا رکو۔کیسے جائیں گے ہم؟"

زالے نے گیٹ ساتھ لگاتے باہر نکلتے ارد گرد دیکھا تو دائیں جانب روڈ پر گاڑی کھڑی تھی۔

"گاڑی ہے"

اس آدمی کے اشارہ کرنے پر زالے اسکے ساتھ جاتے جاتے پھر سے مشکوک ہونے پر جلدی سے جھکی اور سڑک پر پڑا نوکیلا پتھر اٹھالیا۔

جب تک گارڈ مڑا، زالے جلدی سے اپنے ہیلز سینڈل کو باندھنے کا ڈرامہ کرنے لگی۔

اس آدمی نے جیسے ہی پیچھے کا ڈور اوپن کیا، زالے ابھی اندر گھسی ہی کہ سمیر نے ہاتھ پکڑ کر زالے کو ساتھ ہی لا بٹھایا اور ڈور بند ہوا۔

زالے نے بوکھلاہٹ میں مٹھی میں دبایا پتھر سیدھا سمیر کے ماتھے میں جا کھونپا، وہ کراہا پر زالے کی کلائی پر گرفت ڈھیلی نہ کی۔

"تم تو بہت ہی سفاک لڑکی ہو، باپ کی عمر کا ہوں میں تمہارے"

زالے کے ہاتھ سے وہ پتھر لیتا سختی سے بڑبڑایا تو زالے نے اسکے ماتھے کی سوجن پر زرا غصہ ترک کیا۔

"تو حرکتیں بھی تو باپ والی کریں۔ کیوں کڈنیپ کرنا ہے مجھے؟"

زالے کو ماحول تو کڈنیپنگ والا ہی لگ رہا تھا تبھی تو اسکے منہ سے سلپ بھی ہوا۔

"ہاہا۔ کیا تم نے سب کو اتنا ویلا نکما سمجھا ہے۔اور تمہیں کڈنیپ کر کے مجھے کیا ملے گا۔ بس مجھے تو ایک چھوٹی سی سزا دینی ہے تمہیں بچے۔"

سمیر اسکے ڈر پر ہنسا ماتھے کے درد کو بھولے زالے کے دونوں ہاتھ پکڑے باندھتے ہنسا۔

زالے کی آنکھوں میں ڈر ہلکورا اٹھا۔

"ک۔۔کیسی سزا۔؟"

زالے انکی طرف دیکھتے ہکلائی۔

"تم نے ارحم کے ماتھے پر لوزر کا ٹیٹو بنایا، میں بھی بناوں گا پر تمہاری گال پر۔ باقی ارحم خوش ہے کہ ذیشان نے فیشن کی دنیا چھوڑ دی تو مزید مجھے کوئی شکوہ نہیں لیکن یہ ٹیٹو والا بہت غلط کیا تو تمہیں بتانا ضروری ہے بیٹا کہ ابھی

تمہاری عمر ہنسنے کھلینے کی ہے نہ کہ جوان لڑکے لڑکیوں کو زدو کوب کر کے

"ٹارچر کرنے کی

اب جا کے زالے کو ساری بات سمجھ آئی، ڈر کچھ زائل ہوا کیونکہ سمیر

ہمدانی کے انداز نظر میں بس خفیف سا غصہ تھا، کوئی خباثت نہ تھی۔

اس نے جو کیا، یہ سزا کم تھی۔ اگر ذیشان ماڈلنگ نہ چھوڑتے تو آپکا وہ"

بزدل لوزز خود کشی کر لیتا کیونکہ ذیشان کے ہوتے وہ لوزز ہی رہتا۔ نکما

کہیں کا۔ رہی بات مجھے سزا دینے کی تو پہلے اپنے بچوں کے کرتوت ٹھیک

کروائیں۔ اگر آپ نے میرا فیس خراب کیا تو میں آپکو جیل کروا دوں

"گی۔ میرے ماموں کے دوست ڈان ہیں

زالے نے بے خوف ہوتے اپنے ہاتھوں کو چھڑوانے کے پیچ بنا رکے

دھمکیاں دیں تو سمیر خفیف سا مسکرائے۔

"میں تو ڈر گیا۔ ہاہا۔ چلو بتاو کونسی گال پر بناوں ٹیٹو؟"

سمیر کے پاس بھی جو ٹیٹو پین تھا اسکی انک پرمنٹ نہیں تھی بلکہ یہ ٹیٹو ایک دن میں چلا جاتا۔

"جب مانتی نہیں آپ نے تو جس مرضی پر بنا دیں۔اب آپ سوچیں کہ آپکو کہاں کہاں ٹیٹو سہنا پڑے گا"

زالے دانت پیس گئی تبھی سمیر صاحب نے مسکراتے ہوئے ہی زالے کی دائیں گال پر آئی لوو یو ذیشان لکھ کر ہاتھ ہٹایا،زالے نے خونخوار نظروں سے سمیر کو دیکھا جواب شرارت سے ہنس رہے تھے۔

"اب ہوا میرا دل ٹھنڈا۔چلو جاو۔اور آگے سے ایسے پنگے مت لینا۔میری اولاد واقعی نکمی ہے تبھی اتنی کم سزا دے رہا ہوں بچے۔اگر کسی لائق ہوتی تو تم نہ بچتی۔چلو اب نکلو میری گاڑی سے"

سمیر صاحب کے چلتا کرنے پر زالے نے اپنے بندھے ہاتھوں کی طرف غصے سے اشارہ کیا تو وہ ہنس کر جلدی سے اسکے ہاتھ کھول گئے۔

"اسکی سزا کے لیے تیار رہیے گا مسٹر دشمن کے ڈیڈ"

زالے گاڑی سے اتری تو دھمکی دینا نہ بھولی تھی جبکہ سمیر اسکو جاتا دیکھتے ہنسے ہی کہ ساتھ ہی ذیشان باہر ہی آتے اندر جھانکا جہاں سمیر صاحب اب بھی مسکرا رہے تھے۔

"بنا دیا ٹیٹو؟ اوپس لگتا ہے میری شیرنی کے ہاتھ چلے آپ پر؟ چلیں اسکے لیے غلط سوچنے کی سزا تو ملی آپکو"

ذیشان کے پوچھنے پر وہ مسکرا کر اسکی طرف پلٹے جبکہ ماتھے پر بنے زخم سے ذیشان کو دلی تسکین ملی پر سمیر صاحب ہنس دیے۔

"ہاں ہے تو بہادر ماننا پڑے گا اور ڈرتی نہیں ہے کسی سے۔ اسے پتا چلا ناں کہ یہ تمہارا پلین تھا۔ وہاں ٹیٹو بنائے گی جہاں دیکھ بھی نہ سکو گے برخوردار"

سمیر صاحب اسے ڈرا رہے تھے جسے ڈر کا مطلب ہی نہ پتا تھا۔

اسکی فکر نہ کریں آپ۔ بابا کی سفارش پر بخش دیا میں نے آپکے سپوت کو" ورنہ میری بازوابھی بھی ہلکے درد میں ہے۔ ویسے آپ زالے کو کیا سزا "دیتے اگر میں نہ ملنے آتا آپ سے خود؟اور سچائی نہ بتاتا

یہ پچھلے ایک ہفتے کی بات تھی جب زالے کی گاڑی کا پیچھا کرتی گاڑی کا پتا کروانے کے بعد ذیشان کو پتا چلا وہ ارحم کے ڈیڈ کے لوگ ہیں بس حساب لینے وہ انکے آفس پہنچا،اور تبھی ذیشان نے ساری بات بتائی کہ کیسے ارحم اور رجا نے اسکو بدنام کرنے کا پلین بنایا اور اسی سبب زالے نے دونوں کو مزہ چکھایا اور تب سمیر کو سچائی کے بعد اپنی ہی اولاد گندی لگی تو انہوں نے ذیشان نے پھر ایکسکیوز کیا تھا۔

میں شاید اسے کڈنیپ کر کے کچھ دن قید رکھتا۔ لیکن تم نے مجھے بروقت " سب بتا کر اچھا کیا۔ رجا تو اب کبھی نہیں آئے گی رہی بات ارحم کی وہ تو اپنے ماڈلنگ کیئر ئیر کے پیچھے ہی کتے کی طرح لگا رہتا ہے،اسے جو چاہیے مل

گیا۔ تو دونوں مزید پریشانی نہیں بنیں گے۔ میری طرف سے تم دونوں کو

"شادی کے لیے بیسٹ ویشیز

ذیشان نے اول جملے پر خفگی عیاں کی پر اختتام تک دل نرم کر لیا، انھیں بائے کہے وہ شیرازی ہاوس انٹر ہوا تو پورچ عبور کرے لان سے ملحقہ رہداری پر رکا تو زالے، جو ٹیٹو کے دکھ میں بنا ٹیٹو کو دیکھے اپنی گال زور زور سے رگڑے لان میں بیٹھی رو رہی تھی، اسے دیکھے اپنا ماتھا پیٹ گیا۔

"ہو گئی اسکی بہادری صفر! آہ زالے میں تمہارا کیا کروں"

وہ فوراً اسے اسکی طرف دہائی دیتے دوڑا جس نے آہٹ پر جلدی سے اپنے آنسو رگڑے اور ایک ہتھیلی گال پر جمالی، پیلے کلر کی شارٹ کرتی اور میرون پلازو میں، ہیلز پہنے بال کھولے شال گرد لپیٹے وہ روتی ہوئی بھی ذیشان کو دیوانہ کر گئی۔

"ہے زالے! کیوں رو رہی ہے میری گڑیا"

وہ جلدی سے اسکے قدموں میں بیٹھا، اپنی شرارت پر ملامت کی جوزالے کی آنکھوں میں نمی بھر لائی۔

گڑیا نہیں ہوں میں۔اور آپ کیوں آئے۔جائیں۔دادی جان نے کہا"
"رخصتی تک ہمیں دور رہنا ہے۔

وہ اپنی گال پر ہاتھ رکھے ہی اٹھ کر بھاگنے لگی جب ذیشان نے اٹھ کر اسکی بازو دبوچ روک کر اپنی طرف پلٹایا۔

پہلے بتاو کیوں رو رہی ہو۔تم تو میری بہادر زالے ہو۔کسی نے کچھ کہا؟اور"
"یہ ہاتھ کیوں رکھا ہے۔چوٹ لگی ہے؟

ذیشان نے اسکا ہاتھ پکڑنا چاہا پر وہ سرک کر دور ہوئی، آنسو پھر آنکھوں میں امڈنے لگے۔

ذ۔۔ذیشان۔وہ ارحم کے ڈیڈ ہیں ناں۔اس جیسا ٹیٹو میری گال پر بنا"
دیا۔میں انکو کچھ کہہ بھی نہیں سکی۔بس ماتھا پھوڑا۔میرا دل چاہا انکو زور کی

لات ماروں پر پھر انکی عمر کا سوچ کر رہ گئی۔ میں تو میک آپ بھی نہیں کرتی

"اتنا، اسے چھپاوں گی کیسے ذیشان۔ ہماری شادی سپائیل ہو جائے گی کیا؟

رونے کے بیچ ہچکیاں لیتی وہ بتا کم بلک زیادہ رہی تھی، ذیشان سے اپنی

مسکراہٹ روکنا دوبھر تھا پھر بھی جناب سنجیدہ نہ نظر آئے، ٹوٹ کر زالے

کی ہچکیوں پر پیار آیا۔

"تمہیں صدمہ ٹیٹو کا ہے یا ہماری پر اپر شادی سپائیل ہونے کا؟"

وہ اسکی گال پر رکھے اسکے ہاتھ پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھے دلچسپی سے ان بھیگے

چشمان میں جھانکا۔

اگر یہ ٹیٹو گندا سا کوئی نام ہوا، تو آپ میرے پاس نہیں آئیں گے اسکا"

"صدمہ ہے

روہانسے ہوتے ایک تیسری تکلیف سے روشناس کرواتی وہ سچ میں بچی لگی۔

"گندا سا نام؟ مطلب"

ذیشان نے اپنا قہقہہ حلق میں دبایا۔

آئی ہیٹ یو ذیشان ۔۔ایسا کچھ لگ رہا ہے۔انہوں نے جب لکھا مجھے کچھ "

"کچھ فیل ہوا۔مجھے رونا آرہا ہے

وہ پھر سے بھیگی سانس بھر گئی۔

اچھا ہم انکے ماتھے پر مل کر کھسرا لکھ کر آئیں گے وہ بھی پرمنٹ "

"والا۔دیکھنے دو۔ہاتھ ہٹاو

اپنے تاثرات سنجیدہ رکھے وہ ان بھیگی آنکھوں کو مسکان بخش گیا۔

"ن۔۔نہیں ذیشان۔مت دیکھیں"

وہ اب بھی دکھی تھی پر ذیشان نے جب اسکی ہتھیلی ہٹائی تو آئی لو یو ذیشان دیکھتے،ذیشان کو زیادہ پیار سمیر صاحب پر آیا جنکو اس نے بس ذیشان لکھنے کا کہا پر یہاں تو ذیشان کی حسرت درج تھی۔

"ک۔۔کیا لکھا ہے ؟"

وہ ذیشان کی مسکراتی آنکھیں دیکھتی بے قراری سے بولتی ایڑیوں کے بل اسکے روبرو چہرے کے سامنے اٹھ آئی تو ذیشان نے ہاتھ بڑھا کر اسکا فیس پکڑا اور گما کر گال زور سے چومی۔

زالے حیران و پریشان سمجھنے سے اب بھی قاصر تھی۔

"کلنزنگ ملک اور سکرب سے ہٹ جائے گا یہ لیکن آئی لو ودس زالے۔"

وہ مدہوش مسکرایا پر زالے کی جان اب تجسس پر نکلنے والی تھی۔

"اف! بتائیں تو کیا لکھا ہے"

وہ بے چینی سے بولی اور تبھی ذیشان نے اپنا فون نکال کر فرنٹ کیمرہ آن کیا پر اسکے سامنے کرنے سے پہلے جناب اپنی حسرت اور اتنے دنوں کے ٹھرک کا معاملہ نمٹانے کے چکر میں تھے۔

"پرامس کہ اونچی آواز میں یہ لائن پڑھو گی تبھی دیکھاوں گا"

زالے اسکی تمہید پر فوری سر ہلائے مانی، اسے بس جلدی سے اپنی گال پر لکھی لائن کو دیکھنا تھا۔

جیسے ہی ذیشان نے فرنٹ کیمرہ زالے کے سامنے کیا، زالے نے اپنی گال کا جائزہ لیا پر وہاں لکھی لائن دیکھتے وہ گھبرا کر ذیشان کی آنکھوں میں جھانکی۔

"یہ کیا؟"

زالے کی حیرانگی بے حد پیاری تھی۔

"پڑھو ناں۔۔پرامس کیا تم نے"

ذیشان کے اصرار پر زالے جکڑ گئی تھی کیونکہ یہ اظہار تو وہ اسے رخصتی کے بعد دینے والی تھی۔

"میں فیس دھوتی ہوں۔۔"

زالے نے خود کو ذیشان کی بازوؤں سے چھڑوانے کی کوشش کی پر ناکام ہوئی۔

"جب تک یہ کیا لکھا ہے پڑھو گی نہیں۔ ہلنے بھی نہیں دوں گا"

ذیشان کے لہجے میں شدت وجنون تھا، زالے نے گہرا سانس لیتے ہتھیار ڈالے اور ذیشان کے کان کی طرف پیروں کو اونچا کرے اٹھی۔

"آئی لو یو ذیشان"

زالے کے لہجے میں ایسا کچھ نہ تھا کہ وہ کہیں لکھی سطر پڑھ رہی ہے بلکہ وہ تو سچ میں اظہار کر رہی تھی۔

" کبھی جب خود کہو گی یہ تو دوں گا جواب"

بازووں کی گرفت بنائے اتنے دنوں بعد زالے کو جی بھر کر گلے لگاتے ذیشان کو قرار ملا تھا، وہ بھی مسحور مسکائی اور اسکے حصار میں قید ہو گئی۔

"لیکن وہ میرے فیس پر ایسا ٹیٹو کیوں بنائیں گے بھلا؟ یہ کچھ عجیب نہیں؟"

زالے کو اب تک چین نہ آیا تو حصار توڑتی وہ اضطراب کے سنگ اصل مدعا جاننے پر تلی تھی اور آخر ذیشان کو شیرازی ہاوس کے اندر جانے کے بیچ محترمہ کو ساری تفصیل و شرارت بتانی پڑی، شازمہ اور فائزہ صاحبہ تو گھر نہیں تھیں پر کچن میں میڈ کھانا بنا رہی تھی۔

"کس قدر بد تمیز ہیں۔ میں نہیں بول رہی۔"

وہ شرارت پر غصہ ہوتی زینے چڑھی تو وہ پیچھے ہی اسکے روم میں آیا۔

"میں نے کہا تھا بس ذیشان لکھیے گا۔انہوں نے یہ باقی تین لفظ اس لیے ایڈ کیے کہ انکو میری باتوں سے پتا چل گیا کہ میں کتنا پیار کرتا ہوں تم سے۔"

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکی کلنزنگ ملک ہتھیلی میں ڈالی گال پر اپلائے کرنے کے بیچ ذیشان کے بازوؤں کے حصار میں آئی تو چہرہ گلال ہوا۔

"جو بھی ہے مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔ سر پھاڑ دیا میں نے۔ میں کتنی بری ہوں۔ایسے پرینک مت کریں دوبارہ۔"

وہ روٹھی تھی، ہنوز برا فیل ہو رہا تھا۔

"وہ تمہیں کڈنیپ کرنے کا سوچ رہے تھے ارحم ورجا کو ٹارچر کرنے کے بدلے تو اصولا جو انکا سر پھوٹا وہ گڈ ہوا۔تم نے جو کیا ایک دم ٹھیک کیا۔"

زالے نے پھر سے گردن گمائی تو اسکی خفگی اڑ چکی تھی۔

"پھر سہی ہے۔لیکن یہ چلا جائے گا ناں؟"

وہ پھر روہانسی ہوئی۔

"میں کروں؟"

زالے نے آفر پر جلدی سے ذیشان کی طرف گھوم کر اپنا ہاتھ ہٹایا تو ذیشان نے اسکی گال پر لگے کلنگنگ ملک سے مساج کرنے کے بیچ مسکراتی زالے کو دیکھا۔

کلنزنگ کے بعد سکرب کرنے سے وہ بلکل ریموو ہو گیا، ذیشان نے روز واٹر سے کاٹن کو گیلا کرے اسکی گال پر لگی ساری سکرپ کریم ریموو کی تو زالے کی گال چمک گئی۔

"ہو گئی۔"

وہ ویسٹ کاٹن ڈسٹ بن میں پھینکتے اسکے ماتھے پر جھکا اور اپنے ہونٹوں کی نرم شدت دھری۔

"آئی لوو یو ذیشان"

وہ بازو اسکے اطراف گماتی پھر سے اعتراف کر کے ذیشان کو مسرور کر گئی۔

"یہ خود کہہ رہی ہو؟"

وہ اسکے مسکاتے خدوخال تکتا سوال کر گیا۔

"نہیں آپکے فیس پر لکھا ہے"

زالے ہنس کر اس سے لپٹی تو ذیشان نے بھی بازو زور سے جکڑے۔

کیا دادی جان نے یہ بھی کہا کہ کس نہیں کرنی ذیشان کو؟ یا صرف ملنے پر"

"پابندی لگائی؟

ذیشان نے ویسے ہی اسے سینے لگاتے سرگوشیوں میں پوچھا تو زالے ہنستی

روبرو ہوئی۔

یہ کس کس بس آپ ہی کرتے ہیں، کوئی ایسا سوچتا بھی نہیں۔ آج فلائیٹ"

ہے ناں ہماری رات۔ تب کر لیئیجے گا کیونکہ ہم دونوں پہلے آلسن جا رہے

"ہیں باقی سب لالہ کے ساتھ دو دن بعد نکلیں گے۔

زالے نے صبر کا گھونٹ بھرنے کی پوری تاکید کی جبکہ ذیشان کا صبر ختم ہو

چکا تھا۔

تمہارے ساتھ پھر سے لمبی رومنٹک فلائیٹ لینا اف زالے اف! میں"

تمہارے ساتھ کے سکھوں پر واری۔ اچھا ایک کس کرنے دو پھر میں جا رہا

ہوں۔میر اصبر آزما کر تھکی نہیں ہو؟ یا ٹانگیں دو ہفتوں سے اب تک کانپ

"رہی ہیں؟

وہ اسے ناں کیسے کرتی کہ اب تو جواز ہی نہ تھا انکار کا۔

"پھر جانے نہیں دوں گی"

زالے نے چمکتی نگاہوں سے نہارتے وارن کیا، ذیشان اسکی دھمکی اچھے

سے سمجھ گیا تھا۔

"فلائیٹ میں بہت ساری پھر؟"

ذیشان نے دور ہٹتے فرمائش کی تو زالے منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی۔

"بائیس گھنٹے چپکے رہیے گا۔ابھی جائیں"

وہ جان چھڑوا کر بھگا رہی تھی۔

دیکھو لارا مت لگانا، پہلے ہی کافی پیار سنبھال کر بیٹھا ہوں۔ایسا نہ ہو اتنا جمع "

"ہو جائے کہ تمہاری نازک جان سہہ نہ پائے

دروازے کی طرف رخ کرنے کے بیچ ذیشان نے دھمکایا تو وہ لائن پر آتی فوراً اسکی راہ میں آئی۔

"اچھا پچھلا والا دو ہفتے کا پینڈنگ کر لیں، میں سچ میں بھر جاوں گی ایک ساتھ آپکے لاڈ پیار سے۔اور موٹی ہو گئی تو۔۔۔۔ نہیں۔"

ڈرامائی انداز میں اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے وہ سر نفی میں گماتی قریب رکتی سراسر شرارت کے موڈ میں تھی۔

"اب تم نہیں بچو گی۔ میرے ساتھ رہ رہ کر ڈرامے باز ہو گئی ہو۔اب تمہاری دادی جان بھلے گبر بن جائیں میں دو ہفتے کا حساب چکا کر جاوں گا"

زالے کو سنبھلنے کا موقع دیے وہ اسکو ہاتھ کمر میں لپیٹ کر اپنے سینے سے پٹختا اپنے بگھڑتے تیوروں کے سنگ بولا تو زالے کے چہرے کی رنگت اڑی۔

"ڈرامے باز تو نہیں ہوں۔ موٹی ہونے سے ڈری بس۔ میں چھوٹا سا بے بی موٹا برا لگوں گی"

وہ قربت کی شرانگیزیوں کے باوجود پر اعتماد ہوئی بنار کے بولی حالانکہ ذیشان کی بہکی نظریں لفظ چھیننے کی پوری کوشش میں تھیں۔

موٹی تو ہونا پڑے گا اور بڑی بھی۔ آفٹر آل تم میری آفیشل بیوی بننے جا" رہی ہو۔"

ذیشان کا لہجہ تپش چھوڑتا زالے کو ڈرا رہا تھا۔

ڈاکٹر بنتی زالے سے پنگے نہ لینا۔ کوئی پٹھا انجکشن ٹھوک دوں گی۔ دیں" "پیار اور چلتے بنیں۔ رات تک نظر نہ آئیں

وہ بھرپور بتانے کی کوشش میں تھی کہ وہ نہیں ڈرتی پر جب ذیشان اسکے نزدیک چہرہ کیے روک گیا تو زالے کے چہرے میں بھی رنگ گھلے۔

پیار ہے کوئی قرضہ نہیں جو ایسے مانگ رہی ہو۔ میں تمہیں سیدھا کردوں" "گا

ذیشان نے گھور کر ڈرانے کی کوشش کی۔

میں آپکو الٹا کر دوں گی اپنی طرح، یہ نہ کرنا آپ۔اچھاناں جلدی کریں"

"دادی جان کہیں گی زالے کتنی بد تمیز ہے۔اپنے ان کو ملنے بلایا

وہ دادی جان کا بہانہ پھر سے گھسیٹ لائی کیونکہ ہمیشہ ایسی نزدیکی میں کنفوز ہو جاتی تھی۔

"دادی جان کو کہنا کیا کروں صبر نہیں ہوتا"

وہ آنکھ کے معنی خیز اشارے سے زالے کو بلش کروا گیا۔

"مجھ میں بہت صبر ہے"

وہ نظریں سی چراتی مسکراہٹ کو چھپانے کی بھرپور کوشش لیے بولی اور جب ذیشان نے اسکی خود سانس لینے کی قوت اپنے استحقاق سے سلب کی تو وہ صبر والی بھی بے صبری نظر آئی، ذیشان کی آنکھیں راحت سی وصولنے پر مسکرائیں، زالے نے مسکرا کر دور ہوتے چہرہ دائیں طرف گمایا۔

"اتنے صبر کا کیا کرو گی میری جان؟"

ذیشان اسکی گال سے ہونٹ جوڑے معصومانہ سوال کرے زالے کی مسکراہٹ بے قابو کر گیا جس میں ڈھیر رنگ چھپے تھے۔

"آپ مجھے تنگ نہ کریں ناں ذیشان،"

وہ سینے میں خود کو چھپانے لگی، ڈھیروں شرم آڑے آرہی تھی، اس سے پہلے ذیشان کچھ کہتا، اسکے فون بجنے پر زالے بھی دور ہوئی تو فون سکرین پر انیہ کا نام دیکھے ذیشان بھی زرا سنجیدہ ہوا۔

"ہاں چڑیل"

ذیشان نے کال لگتے ہی فکر سے پوچھا۔

"ذیشو زرا یونی آ تیری ضرورت ہے مجھے"

انیہ ہانپتی آواز میں بولی تو ذیشان کے چہرے پر تشویش اُمڈی۔

"خیر ہے؟ کسی کو ٹپکا تو نہیں دیا جگو رانی؟"

ابھی بھی ذیشان کو چین نہ تھا۔

تو ٹپک جائے گا اگر نہ آیا۔ جلدی آناں یہ حرا مجھ سے منہ ماری کر رہی ہے "

"اور مجھے گالیاں نہیں یاد آ رہیں۔

انیہ نے خونخوار نظروں سے حرا کو دیکھا جو آگے سے انیہ پر ہنستی نظر آئی۔

ہاہا آتا ہوں۔ نئی گالیوں کا سٹاک لے کر۔ ویسے وہ تو یونی سے ریزائن کر "

"چکی ہے پھر کیا کر رہی ہے؟

ذیشان کو ارمان نے حرا والا معاملہ بتایا تھا تبھی اس نے پوری تفصیل جاننی

چاہی۔

چیزیں لینے آئی ہے اپنی، اور سیلری۔ اور کب سے مجھے کہے جا رہی کہ "

تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔ ارمان ہوتے تو اب تک یہ گنجی کبوتری بن چکی

ہوتی۔ جلدی آ مجھے بس اپنے بے بی کی فکر کہ اگر گالیاں دیں تو وہ بچارا کیا

"کہے گا کیسی ہے مما میری۔ میرے بحاف پر گالیاں دے اسے آ کر

انیہ نے غصے سے حرا کو گھوریاں دیں جبکہ ذیشان ہنس کر کال کاٹ چکا تھا۔

"آ جا میرے ساتھ "

اس نے زالے کو بھی پکڑ کر گھسیٹتے کمرے سے نکالا۔

"پر کہاں؟"

زالے ساتھ چلتی تجسس سے مرتے بولی۔

گالیاں دینے۔ارمان کی انیہ کو کسی نے تنگ کرنے کی جرت کی"

"ہے۔اصل کرمنلز بننے کا موقع تواب ہے میری سیریل کڈنیپر

وہ دونوں ساتھ ہی باہر نکلے تو زالے اسکے ساتھ ہی ذیشان کی گاڑی تک پہنچی

جہاں محترم اپنی حسینہ کے لیے کار ڈور اوپن کر چکے تھے۔

"اچھا پوری سٹوری سنائیں ناں"

زالے نے بیٹھتے ہی بے چینی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ذیشان کی

طرف اشتیاق سے نظریں گمائیں۔

سناتا ہوں راستے میں۔سیٹ بیلڈ باندھو۔کہیں اڑ کر ونڈو سے باہر گر گئی تو"

"میں کہاں ڈھونڈتا رہوں گا

وہ جو سنجیدہ تھی، اس آدمی نے قسم اٹھائی تھی سنجیدہ تو نہ رہنے دے گا، وہ اسکی طرف جھکا تو وہ ہنستی ہنستی ذیشان کو دیکھنے لگی، جو گال سے اسکی گال جوڑے سیٹ بیلڈ فکسڈ کرے زالے کو گدگدا رہا تھا۔

"یو آر ٹوٹلی میڈ"

وہ اپنی ہی دھن میں دھیما سا بولی پر ذیشان اسکے ہلتے لبوں کی جنبیش تک سن سکتا تھا، یہ تو پھر سرگوشی تھی۔

یس۔۔اونلی فار یو۔میں تمہیں چھونے کے اور تمہارے قریب آنے کے" "بہانے ڈھونڈتا ہوں زالے۔ایسا پاگل ہی کرتے ہیں۔میری جان

مخمور لہجے میں وہ زالے کو اپنے لفظوں سے سحر میں جکڑ کر پیچھے ہوا تو آج باخدا زالے کا دل چاہا اسکو پکڑ کر جکڑ لے، وہ جناب تو گاڑی سٹارٹ کر چکے تھے پر زالے اپنی بڑھتی خواہشات پر بوکھلائی سی مسکرا دی اور اپنی توجہ ذیشان کی بتائی حرا نامی سٹوری پر بمشکل مرکوز کی۔

★★★★★★★★★★★

آلین نے ارمان کو ائیر پورٹ ڈراپ کیا تو علیحہ کا میسج راستے میں ملا جو پہلے ہی ہوسپٹل پہنچ چکی تھی، سرجری مائنر تھی پر بہت پین فل تھی، آلین واپس پہنچا تو کچھ بلڈ ٹیسٹ ہوئے جسکے بعد اسے ایز آ پیشنٹ ہوسپٹل کے روم میں ایڈمٹ کر دیا گیا تھا۔

جلال بھی ابھی تک یہیں تھا اور اب اسکی واپسی زالے اور ذیشان کی شادی کے بعد ہی ہونی تھی۔

"پروٹوکول تو ایسے دے رہے جیسے بچہ پیدا کرنا اس نے، ہنہ۔ ہمیں تو نہ ملے ایسے وی آئی پی مساج سرجری سے پہلے"

جلال تو یہاں کے سٹاف کی کیئر پر ہی جل بھن گیا، سرجری سے پہلے آلین کو ایک کندھوں کے پین کو ریلیز کرنے والا مساج دیا گیا ساتھ میں سر کا بھی، جبکہ روم بھی بہت وی آئی پی تھا۔

"تم میری طرح نازک مزاج جو نہیں"

بیڈ پر تکیوں سے ٹیک لگا کر بیٹھا آلین، جلال کو جواب دینے کے بیچ مسکرایا کیونکہ خود کو نازک مزاج کہہ کر وہ علیحہ کو حیرت دے گیا جو کانوں کو ہاتھ لگاتی نظر آئی۔

میں تو سٹیل کا بنا ہوں۔یہی نرمیوں کا گولا ہے۔علیحہ تم اسکے ساتھ بور ہو" گئی تو بتانا بچے ہم واپس انگلینڈ یا پاکستان نکل لیں گے۔یہ آدمی تو اپنی "تعریفیں کر کے ہی تمہیں پکا دیتا ہو گا

جلال کوئی موقع ہاتھ سے جانے کیسے دیتا، شروع ہو گیا تھا بچارے کی حسینہ کو ورغلانے۔

"ٹھیک ہے بھائی، میں تو تیار ہوں جانے کو"

علیحہ نے جان بوجھ کر آلین کو تنگ کرنے کو کہا تو آلین کے منہ پھلانے پر دونوں مسکرائے۔

مت کرو بچے۔ غبارے کی طرح اسکے گال پھول گئے ہیں۔ چلو اسے "
بائے کہو، اور آ جاو۔ سر جری کچھ دیر میں شروع ہو گی۔ ہم تب تک زرا
"آلسن گھوم لیتے ہیں
جلال نے شرارت سے آلین کے بال بکھیرتے اجازت لی جبکہ جلال کے
جاتے ہی آلین نے علیحہ کا ہاتھ پکڑے پاس بٹھایا۔
میری سرجری ہو رہی ہو گی اور تم آلسن گھومو گی؟ تمہیں پریشانی نہیں "
"ہو گی میری؟
آلین کو جیلسی ہوئی تو علیحہ کو شدید طلب کے وہ اسے زرا اور جلائے۔
نہیں۔ آپریشن ناکام ہوا تو زیادہ سے زیادہ تمہاری سننے کی حس ہی تو جائے "
گی۔ اور تم نے کہا تھا ناں آلین کے مجھے سننے کے لیے تمہیں کان کی
"ضرورت نہیں۔ پھر مجھے کیا پریشانی؟
وہ پوری چالاکی سے آلین کو ستانے کے چکر میں تھی جو اسکی سازش بھانپ
بھی رہا تھا۔

تمہارے کہنے پر سرجری کروا رہا ہوں۔جب تمہیں فرق نہیں پڑتا تو نہیں کروانی بس۔ہٹو"

وہ روٹھا تو علیحہ نے اپنی شرارت فوراً ترک کی۔

"ارے ارے میں تو مزاق کر رہی ہوں بدھو! اور جلال بھائی بھی بس چھیڑ رہے تھے۔جب تک تمہاری سرجری مکمل نہیں ہوتی، ہماری سانسیں تھمی رہیں گی۔کیا تمہیں لگتا ہے آلین کہ تم اتنے غیر اہم ہو ہمارے لیے؟"

ساری شرارت سمیٹ کر علیحہ نے اسکے ہاتھ کو دباتے اک خوبصورت سوال پر اختتام کیا تو جناب کی چڑ کو نرماہٹ و خوشی بننے میں لمحہ لگا۔

"نہیں ہوں غیر اہم"

وہ امادہ نگاہوں سے مان گیا تو علیحہ بھی تائید میں مسکرائی۔

"تم نے زالے کو سرجری کا بتایا؟"

علیحہ کے سوال پر وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"نہیں! کل رات تک آلسن پہنچ جائے گی۔ کل ہی بتاؤں گا۔ ایسے وہ پریشان ہو جاتی۔"

آلین نے مناسب ہی سوچا تھا۔

"چلو یہ بہت اچھا کیا۔ سرجری کے بیچ ریلکس رہنا۔ کسی ٹینشن کو لینے کی ضرورت نہیں۔ تم مجھے بنا کان کے بھی سن لو گے یقین رکھو۔"

وہ اختتام تک سنجیدگی ترک کرکے پھر شرارت پر اتری تو آلین نے آئبرو اچکائے۔

"تم میرے کانوں کے پیچھے کیوں پڑی ہو۔"

وہ گھورا، پر علیحہ ہنس دی۔

"کیونکہ میں تمہیں تنگ کر کے خوشی محسوس کرتی ہوں۔"

وہ مسکراتا اعتراف کسی کی ہارٹ بیٹ مس کر گیا تھا۔

"اور میں تمہارے ہاتھوں تنگ ہو کر۔ آس پاس ہی رہنا میرے"

وہ اول جملے کے فورا بعد زرا بے قرار ہوا تو علیحہ نے زرا جھکتے آلین کی صبیح پیشانی محبت سے چومی۔

"کہو تو سرجری کریو میں ایڈ ہو جاوں، تمہیں گدگدی کروں گی؟"

وہ زرا فاصلہ بنائے سراسر مستی کے موڈ میں آلین کو سرجری کے ڈر سے نکالنے میں کامیاب تھی۔

"اتنا پاس بھی نہیں کہا۔ جاو۔ کبھی میری جان چھوڑ بھی دیا کرو"

آلین نے آنکھیں گمائیں تو وہ مسکراتی واپس اٹھ بیٹھی۔

"جب تک گھس نہیں جاتے، جان نہیں چھوڑوں گی"

وہ بھی چڑئیل ہے اسکا برملا اعتراف کرے ماہرانی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اچھا اور میرے گھسنے کے بعد؟"

آلین متجسس ہوئے سر پر کھڑی علیحہ کو دیکھتے استفسار کر گیا تو علیحہ کا گدگداتا چہرہ مزید روشن ہوا۔

پھر ہمارے بے بی کی باری۔۔۔ چلو بائے۔ ملتے ہیں تمہارے سافٹ وئیر "
"اپڈیٹ کے بعد

وہ یونہی مسکاتے انداز لیے کمرے سے چلی گئی پر آلین کا موڈ ضرور حسین کر گئی کہ وہ اکیلا ہی نا جانے کیا سوچ کر ہنس دیا۔

★★★★★★★★★★★

ذیشان نے ان دو کو یونی سے نکالے کیفے لایا جہاں اب وہ چاروں بیٹھے تھے اور حرا اور انیہ آمنے سامنے خونخوار نظروں سے ایک دوسرے کو گھور رہی تھیں، دونوں کے بکھرے بال بتا رہے تھے کہ ایک جاہلانہ جھڑپ زالے اور ذیشان کے آنے تک ہو چکی ہے۔

شام ہو چکی تھی اور تبھی ٹھنڈ ک بڑھنے کے سبب ذیشان نے اپنے سمیت تینوں لیڈیز کے لیے کافیز منگوائی تھیں تا کہ ٹھنڈے بند دماغ زرا حرارت پائے کھلیں۔

جی مس حرا؟ اپنا مسئلہ بتائیں ورنہ مجبوراً ہمیں کڈنیپنگ پر اترنا پڑے "گا۔ میری وائف سیریل کڈنیپر رہ چکی ہیں۔

ذیشان نے ہی آخر کار اپنا صلح جوئی کا فرئضہ نبھاتے بات شروع کی۔

اسی نے بدتمیزی کی، کہ میں اسکے ارمان کو چھوا کیسے۔۔۔ میں بتادوں تم" تینوں کو کہ وہ مجھے پسند کرتے ہیں۔ اس جاہل مطلق کو ان سا سینسیبل "آدمی کیسے پسند کر سکتا ہے

انیہ نے یہ برداشت نہ کرتے اٹھ کر پھر حملہ کرنا چاہا جب زالے نے بڑی مشکل سے بپھری انیہ کو سنبھالا۔

دیکھا تم دونے۔اسی بات پر ایکس ٹیچر ہو کر بھی یہ گالیاں کھانے لائق"

ہے۔ارمان اسے منہ نہیں لگاتے تھے،اورانہوں نے اسے یونی سے دفعان

"کیا تبھی یہ بہتان پر اتر آئی ہے

انیہ کا پارہ چڑھا جبکہ ذیشان اب قدرے سنجیدہ تھا۔

اچھا تو مس حرا کوئی ثبوت ہے اس بات کا آپکے پاس۔کیونکہ جس ارمان"

کی آپ بات کر رہیں وہ ضرور لیٹری سے نکلا ہو گا۔ہمارے ارمان کی چوائز

"آپ تو نہیں ہو سکتیں

لیٹری والی بات ذیشان نے اتنا سنجیدہ ہو کر کی کہ انیہ اور زالے بڑی مشکل

سے ہنسی روک سکیں جبکہ حرا کو اپنی دال یہاں گلتی محسوس نہ ہو رہی تھی۔

"ہاں ہے۔"

حرا کے دو لفظوں نے ان تینوں پر سکتہ طاری کیا،انیہ نے روتی شکل بنائے

زالے اور ذیشان کو باری باری دیکھا جو اسے ہائپر نہ ہونے کا اشارہ کر رہے

تھے۔

"اچھا۔ دیکھاو ثبوت"

ذیشان نے ہی یہ معاملہ نمٹانے کی خاطر حرا کو اکسایا اور تبھی اس نے اپنا فون نکالا اور وہاں موجود کوئی آڈیو پلے کی جسکے بعد ارمان کی آواز ابھری۔

ہمم۔ مجھے اپنی وائف پسند نہیں ہے۔ بس زبردستی کی فکر تھی وہ۔۔ مجھے" بھی تم پسند ہو۔ کیا کر سکتی ہو میرے لیے۔۔ میری بیوی کو پتا نہ چلے کچھ ایسا ہو"

یہ حرا نے اس دن ریکارڈ کر لی تھی اور اسی کے بل بوتے پر اس نے ارمان کو دھمکایا تھا، یہ ارمان ہی کی آواز تھی جس پر انیہ تو سچ میں رونے کے دہانے آئی اور زالے بھی حیرت و صدمے میں غرق تھی جبکہ ذیشان حیدر ملک ابھی بھی مسکرا رہا تھا کیونکہ ارمان نے صرف یہی نہیں حرا سے ہوئی پوری چیٹ ریکارڈ کر کے پہلے ہی ذیشان کے سپرد کر رکھی تھی کیونکہ ارمان کو پہلے ہی شک تھا کہ حرا کچھ نقصان تو نہیں دے سکتی پر انیہ کے دل میں غلط

فہمیاں ڈالنے کی کوشش کر سکتی ہے اور اس وقت ذیشان کو ارمان کی دور اندیشی پر سچ میں ٹوٹ کر پیار آیا۔

حرا کی آنکھوں میں خباثت چھلکی کیونکہ اسے لگ رہا تھا وہ کامیاب ہو گئی ہے۔

"میرے ارمان ایسا کیسے کر سکتے ہیں"

انیہ دہائی دیتی زالے سے لپٹ کر کوکی تو ذیشان نے اپنا سر پیٹا۔

"چپ کر چڑیل! حرا جی! پوری چیٹ آپ سنائیں گی یا میں سناوں۔؟"

ذیشان نے اول اس مگرمچھ کے آنسو بہاتی انیہ کو ٹوکا اور دوسرا جتاتی لتاڑتی نظروں سے حرا کو دیکھا جو گڑبڑائی۔

"ک۔۔کیا مطلب۔۔"

حرا کی چوری پکڑی جانے والی تھی،اسکے گھبرانے پر انیہ اور زالے نے بھی دم سادھا اور پھر ذیشان نے اس ڈرامے کا کلائمکس خود کرتے وہ ارمان کی بھیجی پوری چیٹ آڈیو پلے کی۔

جبکہ حرا کے چہرے کی رنگت بدلی، جیسے جیسے وہ آڈیو پلے ہوئی، انیہ اور زالے نے باقاعدہ اپنی شرٹس کی بازو اوپر کر لیں جبکہ ذیشان کو یہی امید تھی کہ اب حرا صاحبہ کسی کونے میں بھاگنے کی کوشش کریں گی۔

اس سے پہلے وہ واقعی اٹھ کر بھاگتی، ذیشان نے اسے بروقت دبوچا، حرا کے چہرے پر سفیدی کھنڈی۔

"کہاں حرا جی؟ ایسے کیسے جا رہی ہیں اب آپ۔ شرم کی تھوڑی ڈوز نہیں لیں گی ہم سے؟"

ذیشان کا مست سنسنی پھیلاتا انداز حرا کا حلق خشک کر گیا۔

"م۔۔مجھے جانے دو۔ میں۔۔"

حرا ڈر کر ہکلائی تبھی زالے اور انیہ بھی اٹھ کر اسکی طرف خونخوار نظروں سے دیکھتی بڑھیں۔

"اگر تم نے دوبارہ انیہ یا ارمان کو تنگ کیا تو میں تمہاری ٹھرک والی اس آڈیو کو تمہاری اے آئی تصویروں کے ساتھ وائرل کر دوں گا۔ پھر منہ چھپانے

لائق بھی نہیں رہو گی۔اور گندے گندے وی ایف ایکس ایفیکٹ بھی ڈالوں گا۔بدنام کر دوں گا اگر تم نے دوبارہ ان پر نگاہ بھی ڈالی۔ سمجھی؟"

حرا مرتی کیا نہ کرتی کہ مترادف فوری سہم کر سر ہلائے جارہی تھی جبکہ انیہ کو اب جا کر اس بھیگی بلی کو دیکھ کر تسکین ملی، جبکہ زالے نے ہنس کر ذیشان کی پشت تھپکی۔

"میں کچھ نہیں کروں گی پلیز اسے ڈیلیٹ کر دو۔آئی ایم سوری"

حرا دم دبا کر بھاگی جبکہ ذیشان نے فخریہ انداز میں کالر جھاڑتے دونوں لیڈیز کی طرف رخ کیا تو انیہ نے جلدی سے ذیشو کے دونوں گال دبوچ لیے۔

"میرا شہزادہ! یہ چیز۔اس بھیگی بلی کو دیکھ کر چس آگئی۔"

انیہ کے ہاتھ کراہ کر ہٹاتے ذیشان نے جواباً انیہ کی پونی سے نکلے بال سمیٹے جسے دیکھ کر زالے اور اسکی ہنسی نکلی کیونکہ حرا اور انیہ دونوں نے ایک دوسرے کو بالوں سے اچھا ہلا رادیا تھا۔

پر تجھے بھی گالیاں سیکھ لینی چاہیں میری بیٹی۔ کب تک بچاو کے لیے مجھے "
"بلائے گی۔ اب ذیشو کسی اور کا بھی ہے، سمجھا کرو

ذیشان نے کہا انیہ کو پر دیکھا اپنی والی کو جو آج خوامخواہ سرخ ہوئے جا رہی
تھی، انیہ کے اوئے ہوئے کر کے چھیڑنے پر وہ گلال مزید رنگ پکڑ گئے۔

کافی پینے کے بعد زالے اور ذیشو نے پہلے انیہ کو شیرازی ہاوس ڈراپ کیا پھر
دونوں رات تک رکے کیونکہ فائزہ نے دونوں کو ڈنر کے لیے روکا، زالے
ریڈی ہو کر ذیشان کے ساتھ ہی نکلی تو ائیرپورٹ سے پہلے وہ لوگ ملک
حویلی گئے۔

ذیشان جب تک ریڈی ہوا، زالے، مہرین اور ہالہ کے ساتھ کھیرا انجوائے
کرتی رہی۔

یہ سب بھی ارمان کے ساتھ ہی دو دن بعد آلسن جانے والے تھے مگر
ذیشان اور زالے کی آج ہی فلائیٹ تھی تو دونوں کو دونوں ماوں نے نو بجے
تک رخصت کر دیا، اور ذیشان کے لیے اب بھلے فلائیٹ بیس گھنٹے ہی ہوتی

یاسو کی، اسکی فلائیٹ اور لائف پارٹنر اسکے ساتھ تھی تو مزے ہی مزے، زہے نصیب!

★★★★★★★★★★★

"اب پنگے نہیں لے گی ارمان، ذیشو نے سہی والی گولی دی اسے۔ ایک پل تو آپکی آواز سنے میں بھی اسکے جال میں پھنس گئی۔"
ارمان نے فلائیٹ کے بیچ کال تونہ کی پر میسجیز کے تھروجب ذیشان سے ساری بات پتا چلی توانیہ کے دل ودماغ کی خیریت جاننے کو اسے کانٹیکٹ کیا۔
"تمہیں تو محبت سے زیادہ اعتبار تھا مجھ پر؟ میں اس پر ہرٹ ہوا"

سیڈ ایموجی کے سنگ ارمان نے میسج ٹائپ کیا، انیہ جو جولو کے ساتھ لاونج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی، جولو کو گود سے نیچے زمین پر اتارے وہیں کاوچ پر لام لیٹ ہوئی۔

محبت اور جیلسی ساتھ چلتی ہے ارمان، کوئی اور آپ پر نظر بھی ڈالے تو" کیوں۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ بس اسی لیے۔اور مجھے آپ پر پورا "اعتبار ہے، پوچھیں کیسے؟

وہ زرا بھی گھبرائے بنا الٹا مسکراتی ہوئی جواب لکھنے کے بعد بھیج کر جواب کی منتظر تھی جو ارمان نے اسکی سوچ سے بھی جلدی ٹائپ کر دیا۔

"کیسے؟"

وہ اسکا سوال پڑھے روح تک سرشار مسکرائی۔

اللہ اللہ کر کے تو میں نے اتنے چلے کاٹ کاٹ کر آپکو اپنی طرف راغب" کیا، میں تیز چالاک اور پیاری ایک ساتھ تھی تبھی آپکو قابو کیا۔ ہر لڑکی میرے جتنی ٹیلنٹڈ نہیں ہوتی کہ آپ جیسے بندے کو ہنڈل کر سکے۔ سو

مجھے پکا پتا ہے ارمان شیرازی کے آپکے جس دل کو انیہ پسند ہے ناں، اب

"اس دل کو ابد تک کوئی اور عورت بھا نہیں سکتی

وہ اک اک حرف کے ساتھ یقین باندھ کر ارمان کے اس بورنگ سے سفر کو مہکا گئی تھی، اسکی موجودگی بہت بڑا سہارہ تھی، تنہائیوں، سناٹوں اور وحشتوں کا توڑ تھی۔

"بے بی ٹھیک ہے؟ ذیشان نے بتایا تم دو کی جھڑپ بھی ہوئی؟"

ارمان اتنے قیمتی الفاظ کا اظہار ایسے دور سے نہیں دینا چاہتا تھا تبھی بات بدلی۔

وہ تو بالوں تک تھی، ہاہا سچی بتاوں پہلی بار اپنا آپ جاہل لگا جب اسکے بال"

"نوچے

وہ لکھتے ہنسی تو ارمان کو اسکی ہنسی جیسے دل تک محسوس ہوئی تبھی تو جناب مبہم مسکراتے منظروں کو ساکن کرتے نظر آئے۔

بہت اچھا کیا۔ مجھے ایسی جاہل بیوی سے کوئی مسئلہ نہیں۔ بلکہ یہ پسند آیا"

" مجھے۔ تمہارے بالوں کو تو کچھ نہیں ہوا ناں؟

ارمان کی فکریں سمیٹے وہ بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہنسی، وہ منظر جو یاد آ گئے۔

" یہ آپکی طرح کافی سخت ہیں"

وہ شرارت سے ٹائپ کرتے مسکرائی۔

" میں تو پگھل چکا ہوں"

جناب یاد دہانی کروا رہے تھے۔

" اوپس! ایک تو اتنے کم کم پگھلے ہیں کہ میری یادداشت سے نکل جاتا ہے"

انیہ نے شرارت والے ایموجی کے سنگ ٹائپ کیا۔

کھاناں بے بی سے فری ہو جاو، پھر تمہیں بتاوں گا۔ ابھی کے لیے ارمان کا"

" یہی ورژن تمہارے لیے بہتر ہے۔

ارمان نے ہوشیاری سے بات سمیٹی۔

" اف نو ماہ انتظار کیسے ہو گا؟"

انیہ اپنے تاثرات بھرپور ایموجیز کے تھرو بتا رہی تھی تبھی تو ارمان اس سے ایسے پھیکے انداز میں بات بھی انجوائے کر رہا تھا۔

"بتاو کیا کر رہی ہو؟"

ارمان نے پھر بات بدل دی۔

"آپکو مس۔ کتنے دن ہو گئے آپکو دیکھے"

انیہ نے اداسی عیاں کی اور دو سیکنڈ میں ارمان نے اپنی بیس سے تیس تصویریں انیہ کو بیک ٹو بیک بھیجیں۔

انیہ کے ہونٹوں پر سرور بھرا تبسم ہمکا۔

"اتنا کافی ہے میرا دیدار؟"

اپنی نئی تصویروں کے آخر میں ایک دل دھڑکتا سوال، دھڑکنیں بے کل کرتا تقاضا موجود تھا۔

جس نے آپ کی قربت میں زندگی کے حسین راحت بھرے لمحے بسر "

کیے ہوں اسکے لیے یہ بے جان تصویریں کبھی دیدار نہیں ہو سکتیں

"ارمان۔

وہ ساری تصویریں رات بھر آرام سے دیکھنے والی تھی، ابھی سوال کا جواب

دینا اہم تھا۔

"ایک بات کہوں؟"

وہ خوش تھا، اسکی خوشی چہرے سے چھلک رہی تھی۔

"ہاں کہیں ناں"

انیہ کی بے قراری پیغام سے لپٹی محسوس ہوئی۔

"آئی مس یو"

ارمان نے یہ پہلا میسج تھا جسکے ساتھ ہارٹ بھیجا وہ بھی دھڑکتا ہوا، انیہ کے

اتنے سارے جذبات واحساسات پر ارمان کا یہ تین لفظی جملہ سبقت لے

گیا۔

"جواب نہیں دو گی؟"

ارمان کے فون کی سکرین خاموش پڑی تھی تو وہ خود ہی اسے پکار بیٹھا۔

پہلے مجھے آپکے کہے ان تین لفظوں کے سحر سے تو نکلنے دیں جو میرا دل "

" مٹھی میں بھر چکے ہیں۔

وہ بولی اور ایسا بولی کہ ارمان کی مسکراہٹ کھل کر اسکے ہونٹوں کا احاطہ کر گئی۔

"اسی سحر میں رہو تب تک جب تک واپس نہیں آتا۔"

وہ اسے تاکید کر رہا تھا اور رانیہ بنا کہے بھی اسی طلسم میں بری طرح قید من ہی من میں کتنی دیر مسکراتی چلی گئی۔

آہٹ پر رانیہ نے گردن گمائی تو فائزہ دادو کو دیکھتی وہ جلدی سے فون سائیڈ کیے اٹھ بیٹھی، انکے ہاتھ میں ایک باکس تھا، پیچھے پیچھے شازمہ بھی آئی جسکے ہاتھ میں بھی ایک بیگ تھا۔

"یہ کیا ہے دادی جانو؟"

انیہ جلدی سے انکی طرف ہوئے بیٹھی تو فائزہ صاحبہ کے چہرے پر اک درد بھری مسکان ابھر کر معدوم ہوئی۔

"یہ میرا خزانہ ہے۔ دیکھنا چاہو گی ؟"

فائزہ شیرازی نے اس باکس کو کھولنے سے پہلے سوال کیا جس نے انیہ کی ایکسائٹمنٹ مزید بڑھادی۔

" بلکل دیکھنا چاہوں گی دادی جان"

وہ متجسس سی اس باکس کو دیکھنے لگی۔

فائزہ صاحبہ نے اس باکس کو کھولا تو اندر چھوٹے چھوٹے بچوں کے کپڑے تھے، انیہ کی آنکھیں خفیف سی اداس ہوئیں کیونکہ فائزہ نے ان چھوٹے چھوٹے کپڑوں کو نکال کر باقاعدہ چوما۔

"یہ کس کے کپڑے ہیں دادی جانو"

انیہ نے انکے ہاتھ سے چند ماہ کے بچے کے کپڑے لیتے اشتیاق سے پوچھا جو فی میل اور میل دونوں میں تھے۔

"یہ لڑکوں والے ارمان کے اور یہ چھوٹے چھوٹے گڑیا جیسے میری زالے کے۔ یہ دیکھو۔ یہ پہلا جوڑا ہے جو زالے نے پیدا ہونے کے بعد پہنا۔ اور یہ ارمان کا"

اتنا قیمتی اثاثہ سچ میں خزانہ ہی تھا، شازمہ بھی وہیں آ کر بیٹھیں کیونکہ ان دو کی اور بھی بہت سی چیزیں تھیں جو فائزہ نے سنبھالی تھیں، اور ارمان کی ماں کی بھی۔

"ہائے! یہ کتنے کیوٹ ہیں۔ یہ سچ میں قیمتی خزانہ ہے۔ آپ نے اتنے سنبھال کر رکھے دادی جانو؟"

انیہ نے جب ان چھوٹے چھوٹے کپڑوں کو چھوا تو وہ اب بھی یوں تھے جیسے نئے ہوں، شاید دونوں نے یہ زیادہ نہیں پہنے تھے۔

"میں ارمان اور زالے کے سبب ہی تو زندہ ہوں پتر، انکی ہر چیز سنبھالی ہے۔ کیونکہ میں انکے ہاتھ لگی کوئی چیز پھینکتی نہیں تھی۔ ان چیزوں کو سنبھالنے والی دادی کب ان دو کو کھو بیٹھی خبر نہ ہوئی"

انیہ نے سامنے سے اٹھے فائزہ صاحبہ کے ساتھ بیٹھے انکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"ارمان اور زالے بھی آپکی ہے۔ان دو کو آپ نے کبھی نہیں کھویا۔ زالے بھی آپکی ہے اور ارمان بھی۔ ہاں وہ دو اپنے اپنے ڈر و خدشوں میں گرے جذبات کا اظہار کرنا بھول گئے تھے پر اب ایسا نہیں ہے۔اور وہ دو سلامت ہیں تو آپکی وجہ سے کہ ماں باپ تو کب کے چلے گئے تھے، آپکی شفقت و محبت کا سایہ ہی انکو ہمت دیتا رہا۔ وہ دن دور نہیں جب ارمان اور زالے اسکا اعتراف کریں گے کہ آپ انکے جینے کی وجہ ہیں۔ کبھی اداس مت ہویئے گا۔اس گھر میں جو برکتوں کے سائے ہیں صرف آپکی بدولت دادی جانو"

وہ مان دینا اور حوصلہ بننا جانتی تھی، فائزہ صاحبہ اس چھوٹی سی بچی پر دنگ تھیں کہ وہ لاپرواہ سی لگتی لڑکی کتنی سیانی اور بھاگوں والی ہے۔

"میں قربان تجھ پر انیہ۔ میرا ارمان مسکرانے لگا ہے تو تو وجہ ہے اسکی پتر۔ تو نے ہی تو مجھے میرا کھویا پوتا لوٹایا ہے۔ پھر یہ پرپوتے یا پرپوتی کی

خوشی، میری تو ساری حسرتیں مٹا دیں تو نے۔ میری ہر سانس تجھے دعا دیتی ہے"

وہ اسے اپنے سینے لگا گئیں تو شازمہ سمیت انیہ بھی خفیف سا جذباتی ہوئی۔

تو پھر آپ کبھی مت کہیے گا کہ آپ نے کسی کو کھویا۔ یہ سب بہت "
خوبصورت ہے۔ ان دو کو دیکھائیے گا۔ آپ سے زور سے لپٹ کر آئی لو ویو
"نہ کہا تو میرا نام انیہ نہیں

وہ چہکتی مسکراتی اپنی آواز میں مہکتی خوشیوں کی نوعید لیے ہمت بندھانے کا فرض نبھا گئی، فائزہ شیرازی میں لاکھوں ہمت و حوصلے کے رنگ بھر گئی۔

ہاں! ضرور۔ اچھا یہ دیکھ۔ یہ ارمان کی ماں کی چیزیں ہیں۔ جو اس نے خود "
بھی استعمال نہیں کیں اور اپنی بہو کی نیت سے میرے پاس رکھوائیں۔ یہ
"سب اب تیری ہیں پتر

درد کے دائرے نے جیسے یکلخت وسعت پکڑی تھی، انیہ نے فوراً سے وہ بیگ تھاما جس میں سے نکلتی پہلی چیز سہاگ کے جوڑے کے ساتھ لیا دوپٹہ تھا جو بہت ہی دیدہ ذیب تھا، انیہ کے لب مسکرانے لگے۔

پھر بہت خوبصورت سے گولڈ ائیر رنگز تھے، ایک اسکارف تھا جو کشمیری تھا، جس کے ساتھ ستارے لگے تھے۔

"یہ ارمان کی ماں خود بھی پہنتی تھی، اس نے یہ اپنی بہو کے لیے بھی رکھا۔اور سب سے خاص چیز یہ کنگن ہیں جو اسکو منہ دیکھائی میں ملے تھے، یہ بھی اب تمہارے ہیں"

انیہ نے صرف اس خوبصورت سے اسکارف کو اٹھایا۔

"مجھے بس یہ پہننا ہے۔دادی جانو یہ کتنا پیارا ہے، مجھ پر تو بہت اچھا لگے گا"

وہ اس لمحے اسکارف سر پر لیتی بچپن کے کنارے آباد اک بچی لگی جسکی دلچسپی مہنگے کپڑے اور ملبوسات نہیں بس احساس تھے۔

ہاں۔ جب ارمان آیا اسے کہنا وہ پہنائے تجھے۔ یہ رسم بھی ہے ہماری۔ اور "
"شاید اپنی ماں سے جڑی یہ چیز تیرے ساتھ دیکھے اسے بہت اچھا لگے

دادی جان کی تجویز اس نے پلو سے جب باندھی تو اس کشمیری اسکارف کو خود سے لگاتی انیہ میں سرشاری سی اتری، اسکے بعد بہت سی فوٹوز بھی تھیں اور انکو دیکھنے کے بعد کوئی آنکھ نم ہوئی تو کوئی مسکرائی، یادیں سچ میں اگر جانے والوں سے جڑی ہوں تو قیمتی دولت ہی ہوا کرتی ہیں۔

★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★★

وہ دونوں ہمیشہ ساتھ رہنے کے لیے بنے تھے، یہ انکا ساتھ بولنے لگا تھا۔
بائیس گھنٹوں کی فلائیٹ اس بار ذیشان کو لمبی نہ لگی اور یہ ساتھ مزید حسین

تب ہوا جب ایک بار پھر فلائیٹ میں ذیشان اور زالے کی ملاقات ڈیورڈ سے ہوئی، ہاں یہ سچ میں اتفاق تھا، اور اس بار ڈیورڈ اکیلا نہ تھا، اسکے ساتھ اسکی محبت تھی۔

وہ لوگ وی آئی پی پیسنجرز تھے اور چاروں ساتھ ہی تھے، ڈیورڈ کو ایک بار پھر ذیشان سے مل کر بہت خوشی ہوئی تھی۔

زالے اور بینا ساتھ ہی گپ شپ کر رہیں تھیں اور وہ دو بھوری آنکھوں والے عاشق ایک ساتھ بیٹھے مسکرا رہے تھے۔

"آپکی دعا میں اتنا اثر ہے برو کہ میری سیون اٹیمنٹ ایسے قبول ہوئی جیسے یہی قبولیت پر پوری اترنی تھی۔ میں نے اتنا یقین کبھی اپنی محبت پر نہیں کیا جتنا اس دن آپکی دعا پر"

ڈیورڈ کے لہجے سے انسیت چھلک رہی تھی۔

"میری دعا کو قبولیت اس لڑکی نے دی، اس سے پہلے تک میں اک عیاش آدمی تھا بھائی"

ذیشان کی نظروں کا محور دائیں جانب بیٹھی زالے تھی جسے بینا بہت پسند آئی
تھی کیونکہ وہ زالے کو اپنے جیسی لگی۔

آپکو کس نے کہا کہ عیاش آدمیوں کی دعا رد ہوتی ہے۔ کبھی کبھی ہم"
عیاش ہوتے ہیں پر جانتے ہیں کس چیز میں؟ خلوص میں۔آپ سے پہلی
"ملاقات میں جان لیا تھا میں نے

ڈیورڈ سارا کریڈٹ ذیشان کو دے رہا تھا اور وہ لینے سے انکاری تھا، ذیشان
نے مسکرا کر کافی کا سیپ لیا۔

بس اس چیز کا احساس محبت کے بعد ہوا، آپ بتائیں ناں کیسے مانی آپکی"
"حسینہ؟

ذیشان نجانے کیوں خود کو اور زالے کو ڈسکس نہیں کرنا چاہتا تھا، اسے ڈر تھا
اسکی اور زالے کی محبت کو نظر نہ لگے۔

بس کیا بتاوں برو۔ ساتویں بار گیا تو اسکے قدموں میں بیٹھ گیا کہ یا میری ہو"
جاو یا اپنے ہاتھوں میرا چلتا دل بند کر دو۔ یا اگر ان آنکھوں سے مسئلہ ہے تو

نکال لو۔ میں تمہارے ڈر دور کرنے کو ان آنکھوں سے محرومی بھی سہہ لوں گا"

ڈیورڈ کے جذب بھرے جملوں پر ذیشان دھیما سا حیرت بھرا مسکرایا۔

"واہ منجھے عاشق"

ذیشان نے حوصلہ افزائی کی تو ڈیورڈ ہنسا۔

" اس نے کہا تمہیں کسی کی دعا لگی ہے ورنہ میں کبھی ہاں نہ کرتی۔ مجھے اس لمحے آپ یاد آئے۔ اب آپ بتائیں۔ آپکی والی کے ڈر دور ہوئے؟

ڈیورڈ کی دگنی بے قراری پر ذیشان بھی کھل کر مسکرایا۔

آپکو میری دعا لگی بھائی اور مجھے میری والی حسینہ دعا کی طرح آن لگی۔ بیڑا پار۔ شادی ہوئی آپ دو کی؟"

وہ اس پیارے کپل کو لے کر ایکسائیڈ تھا۔

"ہم لوگ یو ایس شکاگو جا رہے ہیں، شادی کے لیے۔ آپ دونوں سات آٹھ گھنٹے کا سٹے کر سکتے ہیں وہاں؟۔ آگے شکاگو سے آلسن تک آپکی ارجنٹ

"فلائیٹ میری طرف سے گفٹ ہو گا

یہ فلائیٹ پہلے یوایس ہی جانی تھی اور وہاں سے زالے اور ذیشان کی سولہ گھنٹے کی مزید آلسن کے لیے فلائیٹ تھی، ذیشان نے ڈیورڈ کی آفر پر مسرت بھراری ایکشن دیا کیونکہ ڈیورڈ کی آنکھوں میں ڈھیروں مان تھا۔

"زالے سے پوچھ لوں؟"

ذیشان کے سوال پر ڈیورڈ نے فورا مسکرا کر سر ہلایا اور تبھی ڈیورڈ اٹھ کر بینا کی طرف گیا تو زالے مسکرا کر دونوں کو دیکھتی واپس ذیشان کے ساتھ بیٹھی۔

"وہ بہت ہی سوئیٹ ہیں، مجھے پسند آئیں۔ ہماری وائبز میچ ہو گئیں"

بیٹھتے ہی زالے نے بینا کی تعریف کی تو ذیشان کے منہ پھلانے پر زالے نے جلدی سے ذیشان کی بازو سے لگ جاتے سمائیل کیا۔

"جتنی آپ کے ساتھ میچ ہیں اتنی کسی کے ساتھ نہیں ہو سکتیں۔"

وہ فورا ذیشان کو برا لگنے کے ڈر سے بات سنبھال گئی۔

بینااور ڈیورڈ کی شکاگو میں میرج سر منی ہے۔اس نے ہمیں انوائیٹ کیا"

ہے۔میں نے کہازالے سے پوچھ کر بتاوں گا۔کیاہم کچھ گھنٹے شکاگو میں

"سٹے کرلیں؟

وہ مبہوت ہوتی ذیشان کوتک رہی تھی،وہ اسکواہمیت دیتااتناپیارالگتاتھاکہ

وہ کچھ بول پانے لائق نہ بچتی۔

"مجھے کیااعتراض ہوگا"

وہ بے چینی سے مسکائی توذیشان نے بازواسکے گرد حصارتے زالے کواپنے

قریب سرکایا۔

میں تمہارے ساتھ ہر لمحہ گزارناچاہتاہوں۔چھ سات گھنٹے بہت ہوتے "

ہیں۔ایک دوسرے سے کسی لمحے لاپرواہی برتی جاسکتی ہے،دل کوبراالگ

سکتاہے۔میں تم سے پوچھ کر سانس لیناچاہتاہوں زالے یہ توپھر کسی کی

"میرج سر منی اٹینڈ کرنے کامعاملہ ہے

وہ سن وساکت سی ذیشان کاچہرہ تک رہی تھی،وہ اسے جن نظروں سے

دیکھتا تھا وہ جھٹلائی نہ جا سکتی تھیں۔

مجھ سے پوچھ کر سانس نہیں لینا کبھی، اتنا اختیار کسی کو نہیں دیتے"

"ذیشان۔ خاص کر محبوب کو۔ یہ کب ظالم بن جائیں پتا نہیں چلتا

وہ ایسے تڑپتے مشورے پر زالے کے ماتھے پر جھکتا اپنے پیار کی مہر ثبت کرے، زالے میں آسودگی اتارے زرا پیچھے ہوا تو زالے نے بند آنکھیں دھیرے سے کھولیں۔

میں کبھی تمہیں اپنے لیے ظالم لگا ان چند ہفتوں؟ جب سے ہم ملے؟ یہ"

"ایک رینڈم سوال ہے

سوال کی نوعیت اختتام تک بتانے کے باوجود وہ زالے کو متفکر کر گیا۔

ہاں بہت بار۔ جب جب آپ نے میرا کہا نہ مان کر خود کو تکلیف دی، اور"

"جب روئے

رونے والی بات بے ساختہ زالے کے لبوں سے پھسل گئی پر ذیشان نے نظریں ضرور چرا لیں۔

"لک ایٹ می، آپ سچ میں روئے؟ میرے لیے۔"

اسکے نظریں پھیرنے نے زالے کو سوال دہرانے کی ہمت بخشی۔

تڑپا بہت تھا، کب آنکھیں پگھل گئیں اس بیچ علم نہیں۔ یہ شکایت ضرور "بی جی نے لگائی ہو گی۔

وہ ہنوز چہرہ پھیرنے کے چکر میں تھا پر زالے نے اسکا ہاتھ پکڑے انگلی پر دانت گاڑے جو ذیشان کو متوجہ کرنے کا اس لمحہ اسے طریقہ سمجھ آیا۔

"اب تو نہیں تڑپا رہی میں؟"

زالے نے ان بھوری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کیا اور بنا ارادہ ہی ذیشان نے سر ہلا دیا، دونوں ہی مسکرا دیے۔

جتنی تم میرے قریب آتی ہو، میرا دل مزید قربت پر مچلنے لگتا ہے۔ میں" "اپنی یہ کیفیت تمہیں سمجھا نہیں سکتا زالے۔

وہ جیسے الجھ کر بڑبڑایا، زالے کی سانسیں بے ترتیب ہو گئیں۔

کوئی نہیں۔ کبھی نہ کبھی سمجھانے میں کامیاب ہو جائیں گے آپ۔ میں"

ان دو کی شادی کے لیے بہت ایکسائیڈ ہوں۔ ہم شکاگو بھی گھوم لیں

"گے۔ پری ہنی مون

وہ یکدم ہی پر جوش ہوئی تو ذیشان بس مسکرانے پر رک گیا ورنہ بات بڑھ

جاتی۔

ہنی مون اتنا پھیکا نہیں ہو گا ہمارا، وہ ایسا ہو گا کہ اسکا پراپر رزلٹ ملے گا"

"میری جان

ذیشان نے اسی سنجیدگی کے سنگ جب سرگوشی کی تو زالے کے مفہوم

سمجھتے اعصاب چٹخنے لگے۔

"رزلٹ نہیں چاہیے۔ پلیز"

وہ سہمی۔

"زبان دی ہے تمہارے لالہ کو"

ذیشان نے مجبوری مسکین بن کر بتائی تو زالے نے اس بار اسکے ہاتھ پر زور

سے دانت گاڑے کہ بچارا کراہ اٹھا۔

"کتنی گندی باتیں کرتے ہیں آپ دونوں۔ شرم نہیں آتی؟"

زالے نے آنکھیں نکالیں۔

یاروں میں سب سے پہلے شرم کا ہی قتل ہوتا ہے میری جان، ہسبنڈ " " وائف کے کیس میں یہ قتل بس ایک سیکنڈ میں ہو جاتا ہے

ذیشان کی منتق نرالی ہی تھیں۔

"اف! مجھے ڈاکٹر بننا ہے ذیشان"

وہ خفت کے سبب کانپتی آواز میں منمنائی۔

میں خود پڑھادوں گا اسکی ٹنشن نہ لو۔ پر اپنی دو دادیوں پلس ماوں کو ایک " کھلونا تو دینا ہوگا جاناں۔ ورنہ وہ دو مزید بڈھیاں ہو جائیں گی بور ہو کر۔ میں ان دو کا خوشی سے خون بڑھانا چاہتا ہوں۔ اور وہ خوشی میری اور تمہاری "اولاد ہوگی۔ پھر تم ریلکس ہو کر پڑھتی رہنا

زالے سے پہلی بار وہ اس طرح بچوں کی بات بے تکلفی سے کر رہا تھا کہ و شرمانے کے بجائے اس بندے کی سنجیدگی پر لٹ گئی۔

پہلی بار آپکی کسی بات پر شرم سے زیادہ پیار آیا مجھے۔ کوئی اعتراض نہیں"

"مجھے۔

وہ یوں مانی جیسے خود بھی یہی چاہتی ہو۔

"تمہیں پتا ہے تم دنیا کی سب سے فرمابردار بیوی ہو زالے"

ذیشان کو اس لڑکی پر اتنا پیار آیا کہ ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اوپر اٹھائے لٹا بھی دیا، وہ یوں تھی جیسے بہار ہو گئی ہو۔

مجھے آپ پیارے ہیں ذیشان، اپنی ہر خواہش، دیوانگی، شرارت اور بے"

"خودی سمیت۔

وہ صلہ لوٹانے میں دیر نہ کرتی تھی، ذیشان پنکھ سا ہوا، ایسا ہمسفر ملا تھا جس نے کوئی حسرت ادھوری نہ چھوڑی تھی۔

وہ لوگ شکاگو پہنچے تو سیدھے ڈیورڈ اور بینا کی فیملی سے ہی سیدھا ملنے گئے، یہیں ڈیورڈ کی فیملی تھی اور بینا کی صرف مما تھیں وہ بھی یہیں آچکی تھیں، شادی کی تیاریاں مکمل تھیں بس ڈیورڈ اور بینا کا انتظار تھا مگر سکی

توجہ یکدم ہی مین کپل سے ہٹ کر زالے اور ذیشان کی طرف آنا آج کے دن کا سب سے مسحور کن لمحہ ثابت ہوا۔

★★★★★★★★★★★

"کیسی کنڈیشن ہے بھائی ؟۔ سرجری ٹھیک رہی ؟"
آلین کی سرجری ہو چکی تھی مگر ابھی ڈاکٹرز نے صرف جلال سے بات کی تھی تبھی جب وہ ڈاکٹرز سٹاف سے مل کر آیا تو علیحہ بے قراری سے جلال کی طرف بڑھی۔
"ہاں الحمداللہ ! اتنی جلدی وہ ہماری بک بک سے جان نہیں چھڑوا سکتا بہرا ہو کر بچے۔ بس تھوڑا فیور ہو گیا اسے، سرجری کا سائیڈ ایفیکٹ
ہے۔ سرجری تو اتنی رسکی نہیں تھی،اس بندے کی نازک طبعیت مجھے
لے بیٹھتی ہے بس"

جلال کے لہجے کی محبت پر علیحہ کے ہونٹوں پر دھیمی مسکان چلی آئی۔

میں اس پر پریشان ہوں کہ پندرہ سال تک اس بندے نے سروائیو کیسے "

"کیا

علیحہ کی آنکھیں تیزی سے نم ہوئیں تو جلال نے اسکو شانوں سے تھامے

اپنی طرف دلاسا دیتی نگاہوں سے متوجہ کیا۔

جیسے تم نے کیا۔جب مقدر میں ملنا لکھا ہو علیحہ تو اللہ حوصلے بھی بڑے "

عطا کرتا ہے۔میں کبھی کبھی اکیلا بیٹھا تم دونوں کے حوصلے پر پریشان ہو جاتا

"ہوں۔بس اب کبھی دکھ کی آنچ بھی نہ دیکھو تم

جلال نے بہت شفقت سے علیحہ کی بھیگی آنکھوں میں امید بھری

مسکراہٹ بھری۔

"آمین !آپ کا بہت سہارہ ہے ہمیں"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی آبدیدہ ہوئی۔

سہارہ بس اللہ کی ذات کا ہے، میں تم دو تک اس سہارے کی ترسیل کا"

وسیلہ ہوں میرے بچے۔اب جاو اسکے پاس، میں گھر جاکر سوتا ہوں بڑی

"گندی نیند آرہی ہے

جلال نے منہ بناتے کہا تو وہ بھی مسکرایا اور علیحہ بھی مگر پھر سر سا چکرانے پر

وہ جلال کی بازو بے اختیار تھام گئی، جلال بخت خود دل تک علیحہ کے

لڑکھڑانے پر کانپا۔

"ٹھیک ہو بچے؟اس نکمے کی ٹنشن میں تم نہ بیمار ہو جانا"

جلال نے فکر بھری ڈانٹ دی تو علیحہ جلدی سے اپنے سہارے کھڑی

ہوئی۔

"ٹ ٹھیک ہوں بھائی، چکر سا آگیا۔شاید کافی دیر سے کچھ کھایا نہیں تبھی"

جلال نے اسکے ٹھیک ہونے کے باوجود اسے پکڑ کر بٹھایا۔

میں کچھ کھانے کو دے جاتا ہوں۔پھر جاوں گا۔تمہارا چہرہ یکدم پیلا ہو"

"گیا۔کہو تو ڈاکٹر کو بلاوں تمہیں دیکھ لے؟

جلال کی تشویش جوں کی توں تھی۔

"نہیں بھائی بس بھوک کی وجہ سے ہوا ہو گا۔ آپ فکر مت کریں۔"

علیحہ نے جلال کو بھرپور مطمئین کرنے کی کوشش کی۔

ٹھیک ہے۔ میں کچھ دے جاتا ہوں۔ بہتر فیل کرو تو جانا آلین کے پاس"

"ورنہ یہیں بیٹھی رہنا۔ میں کہہ جاوں گا تمہارے لیے روم کا

وہ اتنی توجہ پر شرمندہ ہوئی۔

"مجھے شرمندہ کر رہے ہیں بھائی"

وہ روہانسی ہوئی۔

بھائی شرمندہ نہیں کرتے، وہ بس خیال رکھتے ہیں۔ سینڈوچ کھاو گی یا کچھ"

"باہر سے لادوں؟

جلال اسکے چہرے کی رنگت پر سراسر پریشان تھا۔

جو یہاں ہوسپٹل کے کیفے سے مل جائے بس وہی۔ جس سے بھوک مٹ"

"جائے

علیحہ نے تکلف اک طرف کیا تو جلال کو خوشی ہوئی، بیس منٹ میں وہ جا کر

آیااور علیحہ کے لیے ملک شیک اور سینڈوچ لے کر آیا، پانی کی بوتل بھی تھی۔

"آپ بھی کھالیں بھائی"

علیحہ کے پوچھنے پر جلال نے بس اسکے سر پر ہاتھ رکھتے مسکرا کر دیکھا۔

تم اور آلین ٹھیک رہو۔ مجھے بس تم دو کے ٹھیک ہونے کی ہی بھوک لگتی" ہے۔ اپنا خیال رکھو، بہتر فیل کرو تو اسکے پاس چلی جانا۔ بارہ گھنٹے اسے ہوسپٹل ہی رکھیں گے تاکہ سرجری کے رزلٹ ایگزامن کر سکیں۔ میں "نکلتا ہوں۔ کچھ بھی چاہیے ہو کال می بچہ۔۔۔ اب آرام سے کھاو

جلال اسے کمفرٹیبل کیے وہاں سے گیا تو علیحہ کتنی دیر مسکراتی رہی، ایک سینڈوچ اور شیک پی کر وہ فل ہو گئی، چند گھونٹ پانی کے لیے وہ سیدھی کیئر روم کی طرف گئی جہاں سے باہر نکلتی نرس کو دیکھے علیحہ رکی۔

مل لیں، فیور کافی ہائی ہے باقی کان ٹھیک ہیں انکے اب۔ میں نے ڈرپ" "لگائی ہے، ہوپ سو اس سے انکا ٹمریچر کم ہو جائے

نرس وہیں کی لینگویج میں علیحہ کو آلین کی موجودہ کنڈیشن سے آگاہ کرے چلی گئی، علیحہ جلدی سے اندر داخل ہوئی تو آلین تکیے سے ٹیک لگائے لیٹنے کے انداز میں بیٹھا تھا، آنکھیں بند تھیں، دونوں کانوں کے گرد ہلکی سی سوجن اور سرخی تھی جبکہ سر کے بال بکھرے تھے جن پر علیحہ کو دروازے میں رکے ہی ڈھیر پیار آیا، ایک ہاتھ کی پشت پر ڈرپ نوزل فٹ تھا جس سے فلوئیڈ آلین میں جا رہا تھا۔

"پٹی تو بندھی ہی نہیں؟ کہاں سے ہوئی سرجری آلین؟"

علیحہ کی سرگوشی پر وہ بمشکل آنکھیں کھول سکا پر اسکا معصومانہ سوال مسکراہٹ دے گیا۔

"ریز انٹرنل سرجری تھی۔ سر میں اس قدر بھیانک درد ہے کہ اسکی شدت سے فیور ہو گیا۔"

وہ نازکی سے بولا، جبکہ وہ پاس ہی بیٹھی تو فکر یکدم پیار بنی۔

"!نخریلہ آلین"

آنکھیں خفیف سی نم ہوئیں۔

"نخریلا کہاں ہوں۔ابھی تو بیمار آلین ہوں"

جناب نقاہت بھرا احتجاج کرتے کچھ زیادہ ہی پیار بٹورنے کے موڈ میں تھے۔

"ٹھیک ہو۔میں نے امیجن کیا تھا کہ تمہارے دونوں کانوں پر پٹی ہو گی اور تم بھالو کے فسٹ کزن لگ رہے ہو گے۔ تم اور تمہاری بیماریاں سب ہی ڈیسنٹ ہیں"

یہ انوکھا سا گدگداتا خیال پیش کرے وہ کبھی مسکرائی، کبھی اپنی ہی بات پر ہنسی، آلین سے مسکرانا مشکل تھا پر علیحہ کی باتیں، اسکی موجودگی سب ہی راحت دیتی تھی کہ مسکراہٹ خود ہی ہونٹوں پر چلی آتی۔

"تم اتنا سب کیسے سوچ لیتی ہو علیحہ، ویلی نکمی"

وہ سر کی کن پٹی پر انگشت شہادت دہری کرکے مسلتا شاید اپنے درد کو دبا رہا تھا، علیحہ نے اسکا ہاتھ جلدی سے پکڑ کر سر سے دور کیا۔

"ایسے سر کو میرے سامنے مت چھونا دوبارہ، مجھے لگے گا میری موجودگی کسی لائق نہیں۔میں ہلکے سے دباوں؟ درد بڑھ گیا تو مجھے بول دینا"

وہ ذرا نزدیک ہوئے بیٹھی تو آلین نے اجازت پر بس آنکھیں موندیں، علیحہ نے بہت احتیاط سے انگلیوں کی پوروں کا دباو آلین کے ماتھے اور دونوں کن پٹیوں پر دیا، وہ درد زائل کر رہی تھی یا بڑھا رہی تھی اسکا تو علم نہیں، وہ چھو کر کوئی تکلیف مندمل تو شرطیہ کر رہی تھی۔

"ایسے میں کچھ بول نہیں سکوں گا علیحہ"

وہ سکون میں ہی بڑبڑایا تو علیحہ نے پوروں کے دباو کو زائل کیا۔

"درد ہو رہا ہے؟"

وہ بچوں کی طرح رونے کو مچل جاتی تھی، کہیں سے نہیں لگتا تھا وہ اتنی میچور ہے۔

"علیحہ!"

آلین نے اپنی آنکھیں اس بار بنا تھکاوٹ کے کھولیں۔

وہ جی جان سے قربان ہوئی۔

"جی کراں"

لہجے میں تڑپ تھی، آلین کتنی دیر علیحہ پر سے نگاہ نہ ہٹا سکا۔

"میری وہ زندگی جو تمہارے بنا کٹی، مجھے کب تک دکھ دے گی نہیں جانتا لیکن تم ہر لمحہ مجھے میرے خسارے بھلاتی جا رہی ہو۔ کسی کو ایسے محبت کہاں ملی ہو گی جیسی مجھے ملی۔ تم خوش ہو میرے ساتھ؟"

وہ اپنی فکریں یہاں بھی اٹھائے بیٹھا تھا، علیحہ نے سر آلین کے شانے پر ٹکا دیا اور اپنا ہاتھ اسکے سینے پر ہتھیلی کے سنگ رکھا۔

"ابھی تمہیں خوش ہونے کا یقین نہیں دلا سکتی پر تمہارے دل کو سکون دے سکتی ہوں۔ تم نے ناخوش علیحہ دیکھی ہوئی ہے، وہ جس نے اپنی کلائی کاٹی تھی۔ اب اس خوش علیحہ پر بھی یقین کر لو۔ میں کیسے سمجھاوں تمہیں میں ساری دنیا میں ممکن ہے اکلوتی اتنی مسرور عورت ہوں، جسکے پاس آلین جاہ ہے۔ تم ہر درد سے نکل آو پلیز۔ تمہیں درد میں دیکھ کر میرا دل

"گھلتا ہے

سر شانے سے اٹھائے علیحہ نے اسکا درد کرتا ماتھا چوم کر درد کھینچا تھا، درد زائل بھی ہوا۔

"ٹھیک ہوں اب میں"

وہ اسکے بہلاوے پر جوابا گھوری۔

"ہاں اتنی میں حکیم لقمان"

اس لڑکی کی ساری بچگانہ حرکتیں وادائیں بس آلین تک تھیں، وہ انہی کو جی کر شادماں تھا۔

میری پرسنل طبیبہ تو ہو۔ میرے ماتھے پر ہاتھ رکھو ناں اپنا۔ ٹھنڈا گرم"

"تمہارا ہاتھ سکون دے رہا ہے۔ ہٹانا مت

وہ ابھی نیند کی دوا کے زیر اثر تھا پر علیحہ کا ہاتھ اپنے ماتھے سے پورے ہوش میں جوڑا تھا اور وہ بھی خوشی خوشی اس مہربانی پر آمادہ تھی، آلین کے نیند میں اترتے ہی علیحہ نے جھک کر اسکے خشک ہونٹوں کو اک نرم محبت بخشی

تھی، نم سا احساس دلا کر آلین سے محبت کی تھی، پھر وہ واپس اٹھ کر اپنے ہاتھ کو ہولے ہولے آلین کے ماتھے پر پھیرنے لگی کیونکہ اسکا سکون آلین سے قطرہ قطرہ جڑا تھا۔

★★★★★★★★★★★

کچھ ہی دیر میں بینا اور ڈیورڈ کی شادی تھی اور سبھی فی میلز ایک وائٹ گاون پہننے والی تھیں اور میلز، ڈیورڈ کی طرح بلیک ٹیکسیڈو، اور یہی تھیم زالے اور ذیشان کو بھی فالو کرنی تھی۔

وہ لوگ روم میں تھے جو ان دو کے لیے تھا، ذیشان تو ریڈی ہو گیا تھا مگر زالے ابھی وہ اپنے سائز فٹ ہوتا سنپل سا وائیٹ فراک چینجنگ روم میں بدل رہی تھی، وہ فرنٹ پر پرل ورک سے بنا تھا اور اسکا والیوم بہت ہی پیارا اور گھیرے دار تھا۔

زالے نے ذیپ بند کیے بنا آئینے میں خود کو اس ڈریس میں فٹ دیکھتے

سمائیل دی اور جب ذیپ بند کرنے کو ہاتھ پیچھے کیے تو پہنچ نہ ہو سکی۔

"اف یہ اب بند کیسے کروں؟"

زالے نے الجھ کر سوچا مگر پھر ذیشان کا خیال آتے وہ ڈریس کو سینے سے سنبھالتی روم میں جھانکی جہاں وہ کف لنکس لگائے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتا گنگنا رہا تھا، پہلے تو زالے اسکی مدھر گنگناہٹ پر فدا ہوئی۔

"تم کیا چھپ کر تاڑ رہی ہو، اپنے شوہر کو حق سے دیکھنا اب تو سیکھ لو"

وہ بری طرح متذبذب ہوئی، امید نہیں تھی اسکی وارفتہ نگاہوں کو وہ سخن ور جانچ ڈالے گا۔

"میں تو بس۔۔۔۔"

وہ روم میں آئی تو ذیشان اسکے آگے کی طرف ہاتھ رکھنے پر حیران سا جب آئینے سے ہٹ کر قریب آیا تو زالے کے لفظ کھو گئے۔

"زیپ بند کروانی ہے؟"

ذیشان کے مسئلہ بھانپنے پر زالے بچوں کی طرح سر ہلاتی مسکرائی۔

"تو کہو ناں، اس میں بھی شرم آ رہی تمہیں؟"

وہ اسکی بازو پکڑ کر کھینچے اپنے سامنے پشت کر کے کھڑے کرواتا سوال سے زالے کی دھڑکنیں تیز کر گیا۔

"شرم تھوڑی سی"

وہ ذیشان نے ہاتھوں کے لمس پر جب لرزی تو ذیشان نے دھیان ان بے کل دھڑکنوں کی جانب جانے سے بہت دقت سے روکا۔

"اب اس شرم کو ختم کر دو ناں جاناں! کہو تو میں کر دوں؟"

ذیشان نے اسکی ذیپ بند کرنے کے بجائے جب مزید نیچے سرکائی تب وہ جلدی سے ذیشان سے دور ہوئی، آنکھوں میں بے چینی تھی۔

"ک۔۔ کیا کر رہے ہیں؟"

وہ بری طرح خفا ہوئی تو ذیشان نے اسے دونوں بازووں سے پکڑے اپنی طرف سرکایا وہ تھوڑا نہیں زیادہ چڑا۔

میں تمہیں ایسے فضول سوال کرنے کی اجازت نہیں دے رہا، نہ آج نہ "

"آج کے بعد کبھی۔

زالے اسکے بگھڑتے موڈ پر اپنی شرٹ کر ڈھیلا پڑتا گلا بھول گئی، دونوں ہتھیلوں میں ذیشان کا چہرہ بھرا۔

"خفامت ہوں،"

ذیشان نے ہاتھوں کو زالے کے اطراف لپیٹے اسی خفا انداز میں زیپ گردن کے نچلے کنارے تک بند کر دی تو وہ خوبصورت پرل نیکلس گلا زالے کی شیپڈ گردن پر خوبصورتی سے سج گیا۔

"کر دی بند"

ذیشان نے ہاتھ ہٹانے چاہے مگر زالے نے جلدی سے اسکے سامنے پلٹ کر اپنی گردن سے بال ہٹائے۔

"کھولیں اسے"

وہ پلٹ کر حکم دے رہی تھی، ذیشان کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔

"کھولیں اسے ذیشان۔"

وہ دوبارہ بولی تو ذیشان نے اسکا ہاتھ جو اپنی گردن سے لپٹا تھا ہٹایا اور دوسرا ہاتھ زالے کے گرد لپیٹے اسکو اپنے سینے سے لگاتے گردن پر بھرے ہونٹوں کو رکھتے نرم لمس رکھا تو زالے میں اک سکون سا اترا۔

"ایسے حکم دیتی تو تم جان لے گئی میری۔ آئی لو ود س"

وہ مدہوش ہوتا اسے خود میں بسائے زالے کو دھڑکا گیا، جو اسکے حصار میں واپس پلٹی پر تھوڑی گھبرائی ہوئی تھی۔

"ایسی زالے چاہیے آپکو؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

نہیں تو۔ پوری دنیا کو چھوڑ کر اپنی ڈریس کی زیپ اور ہیلز کی سٹریپس مجھ "سے بند کرواتی زالے بھی چلے گی۔ میری چادر میں چھپتی ہوئی بھی جان سے پیاری ہے، میرا چہرہ دوسری طرف گما کر میرے سینے لگنے والی زالے "کی تو کیا ہی بات ہے

وہ محبت بھرے لہجے میں بولتا زالے کو اپنے لیے انسیت سے بھر گیا، وہ کتنے

طرز کا مسکرا دی خود بھی نہ جانتی تھی۔

ذیشان ! میں سچ میں پیار کرتی ہوں آپ سے ، بہت پیار۔ میں بھی آپ" سے دور کبھی ٹھیک نہیں رہ سکتی، رونے لگوں گی۔ جیسے آپ روئے۔ یا شاید پاگل پن پر اتر آوں۔ میں نہیں جانتی تھی محبت بھی کوئی چیز ہے، لیکن آپ نے یقین دلا یا کہ ہے زالے ! کم از کم میری محبت کا سارا جہاں تو بس تمہارا ہے۔ میں آپکا چہرہ پھیر کر جب گلے لگی تھی تب میرے لیے پوری دنیا میں میری ٹوٹ پھوٹ کا علاج آپکا یہ سینہ تھا،اور میں ساتھ یہ بھی چاہتی تھی میری ٹوٹ پھوٹ دیکھنے سے آپکی آنکھیں بچ جائیں۔ جب میں آپکی چادر میں چھپی تھی، میرے اوپر سکھ کا سایہ لہرایا تھا۔ ابھی جب میں نے حکم دیا اس میں شرم وحیا ایک طرف کرے بس آپکے روٹھنے کا ڈر پاگل کر گیا مجھے۔ آپ میری دوری برداشت نہیں کرتے، میں اس عہد محبت میں آپکا زرا بھی روٹھنا نہ سہوں گی۔ آپ میرے لیے ممکن ہے محبت سے بڑھ کر ہوں۔ جن بھاری سانسوں کے بیچ میں بارہا آپکے گلے لگی، ان

"چند گلے لگنے کے لمحوں نے مجھے آپکا عاشق کر دیا

وہ سانس لیناان سارے جملوں میں بھول گئی، بس آج حواسوں پر ذیشان حیدر ملک تھا، جبکہ کسی کی حسرت آج میسر اظہار کی صورت اختیار کر گئی تھی، وہ تو صدمے میں تھا، اس نے بازووں میں زالے کو بھر اپر بھول گیا آگے کیا کرے۔

دل رک گیا تھا، ہارٹ بیٹس مس تھیں، سانس تھمی تھی، سب ساکن تھا۔

"ت۔۔ تم میری عاشق ہو؟"

بہت دیر بعد وہ یہ اک سوال کرنے لائق ہوا، زالے مسکراتا سادلبر داشتہ ہوئی، سر ہلایا کیونکہ ذیشان کی خوشی اس شخص کے پورے وجود سے عیاں تھی۔

"بہت بڑی تو نہیں پر چھوٹی سی سمجھ لیں"

اسی مسکراتے انداز میں وہ ذیشان پر اپنا سرور حاوی کر گئی جو بے اختیار بڑی نرمی کے سنگ اسکی سانسوں پر قابض ہوا، اس نے زالے کواپنی بازووں

میں جس شدت سے جکڑا، اسے اسی شدت سے اپنی سانسوں میں تحلیل کرتا گیا۔

پھر جیسے ہوس وحواس بہتر ہوئے تو دونوں بات کرنے اور اک دوسرے کو دیکھنے لائق ہو سکے پر اف ان دو کی آنکھیں مے خانے تھیں، ان دو کی سانسیں جام تھیں، ان دو کا مسرور ہونا، مے خانے و جام کا سر پر چڑھتا نشہ تھا۔

"تم چھوٹی سی بیوی میرا سب سے بڑا سکون ہو، میں تمہاری محبت بننے کی حسرت تمہارا دل سے ہوتے ہی پال بیٹھا تھا۔ مجھے زیادہ نہیں تڑپا یاناں۔ تم میری جان ہو زالے۔ تم سے میرا تڑپنا کبھی سہا نہیں گیا۔ تم ویسی ہی بن گئی جو مجھے قرار دے سکتی ہے۔ میں خوش ہوں اب۔ مجھے یقین ہے اب تم میرا سایہ رہو گی۔ تم سے ملتے سرور اور تسکین کو میں کسی پیمانے میں نہیں رکھ سکتا۔ تم بس تم ہو، میرے سر پر چڑھا ہوش و مدہوشی دونوں والا سکھ" وہ باولا ہی تو ہو گیا، اس نے زالے کے دونوں مخملی ہاتھ پکڑ کر شدت سے

چومے، بارہا ہونٹوں سے لگائے اور وہ اتنا خوش نظر لگ جانے کی حد تک

حسین لگ رہا تھا۔

"ب۔۔بس ایسے ہی خوش رہیں ذیشان"

وہ خود بھی خوشی سے بھری تھی کہ آواز کپکپا گئی۔

"بہت ہوں۔ نظر اتار دے ناں میری خوشی کی"

زالے کے دونوں ہاتھ کھینچ کر اپنی کاندھوں کے گرد لپیٹے وہ اس سے

تھوڑی سی بے باکی کا طلب گار تھا، زالے نے رحم طلب ہوتے ذیشان کو

دیکھا۔۔

ابھی ہم گیسٹ ہیں۔ جب دلہن بنی زالے سے یہی تقاضا کریں گے تو آپ"

"کی سوچ سے زیادہ ہوش اڑاتے انداز میں نظر اتاروں گی

وہ جلدی سے بچ نکلنے کی تدبیر لے آئی، پر ذیشان کیا کرتا کہ اسے محسوس

کرنے کو مچل رہا تھا۔

"ٹریلر دو ابھی"

وہ ضد پر اترا تو زالے نے بے بسی سے گہرا بھاری سانس لیا۔

ٹھیک سے سانس لے لو بس، ٹریلر بھی دلہن بن کر دے دینا۔ مجھ سے "

"تمہاری بھاری سانس برداشت نہیں زالے

وہ اسکا ماتھا چومے مشکل سے نکالے پر سکون کر گیا تو زالے اسکے قریب

مزید ہوتی گلے لگ گئی، اس لڑکی کا پوری شدتوں سے گلے لگنا بہت بھاری

قہر تھا۔۔

"آپ میرا سکون ہیں ذیشان"

وہ اسے بھرپور جکڑے بولی، آواز میں سلوٹ در آئی۔

جانتا ہوں۔ باہر چلتے ہیں۔ مجھے لوگوں کے بیچ جانا ہو گا سنبھلنے کے لیے۔ یہ "

"خلوت مجھے تمہارے سوا کسی کا نہیں چھوڑتی زالے۔

وہ یہاں سے نکلنے کو بے تاب تھا، زالے بھی تھی۔

کیونکہ آپ میرے ساتھ، میرے سوا کسی کے نہیں رہتے۔ چلتے "

"ہیں۔ میرا دل آپ سے زیادہ مچل رہا ہے

وہ لجائی سی اپنی کیفیت بتائے نظریں جھکا کر ہنسی تو ذیشان اسکی ہنسی پر ہی تھم گیا، یہ تو زالے ہاتھ پکڑ کر لے گئی ورنہ ذیشان کے بس میں پہلو یار سے ہلنے کی سکت و ہمت نہ رہی تھی۔

★★★★★★★★★★★

ارمان کی دن تک اسلامہ آباد واپسی ہو چکی تھی اور اب کل سب کی آلسن اکھٹی روانگی تھی تو یہی تیاریاں شروع تھیں، تمام فلائیٹس کا ارینج ارمان نے ہی کروایا تھا، سبکی طرف سے تمام ڈاکومنٹس جمع بھی اسی نے کروائے تھے۔

سب ہی زالے اور ذیشان کی شادی کے لیے ایکسائیٹڈ تھے، ذیشان کے ممی ڈیڈی اور سبلنگز سب ہی جا رہے تھے اور خوب مستی میلا سجنے والا تھا، ذیشان کے بقول تو ٹبر جمع ہونے والا تھا۔

ہاں ہولے ٹبر جمع پر اگر کسی نے مجھے اور زالے کو ویڈنگ نائیٹ تنگ کیا"

"میں سبکو جہاز میں بٹھا کر واپس چلتا کروں گا جانو ویر

ذیشان نے تو سیدھے سے وارننگ تھما دی تھی، ارمان کو اسکی بے تابیوں پر بھی پیار ہی آیا۔

تھوڑی غیرت کھا لے، وہ سب تیری خوشی میں شریک ہونے آرہے ہیں نکمے۔"

ارمان نے غیرت بھی کسے دلانی چاہی جس سے غیرت کا ناطہ چھوٹے مدت ہو گئی تھی۔

"ہنہ! کباب کی ہڈیاں"

ذیشان نے منہ بسورا۔

"یہ تو مجھے انیہ، بی جی اور دادی جان کو بھی کہہ رہا ہے؟"

ارمان نے آئبرو اچکائے تو جناب مسکین بنے مسکرائے۔

"تجھے کیسے پتا جانو"

بس یہ بے شرم آدمی اب ارمان کے واپس جاتے ہی پٹنے والا تھا۔

"رکھ فون بے شرموں اور بے فیضوں کے ناظم"

ارمان نے لعنتی لہجہ اپنایا، موصوف ابھی اپنی حسینہ کے ساتھ جاہ مینشن پہنچے تھے اور ارمان بھی کچھ دیر پہلے ہی سبکی فلائیٹس کنفرم کرے واپس شیرازی ہاوس پہنچا تھا، انیہ کو کافی کا کہہ کر فریش ہونے لگا تھا پر اس نکمے کی کلاس لینی اہم سمجھی۔

ہاہا انیہ آگئی ہو گی تبھی مجھے چلتا کر رہا ہے۔ کوئی نہیں ویرے، میرے پاس" "بھی ہے میری والی۔ ہنہ

فون بند کرتے بھی ذیشان اسے ہنستا گیا اور جب ارمان فون بند کرے مسکرا رہا تھا تبھی انیہ روم میں گرما گرم کافی کے ساتھ انٹر ہوئی، گلے تو وہ ارمان کے باہر لگ چکی تھی، ٹھیک والا ملنا باقی تھا۔

کوئی اتنا جان لیوا کیسے مسکرا سکتا ہے۔ ہمیں اپنی مسکراہٹ سے مار دیں" "گے آپ خضور

انیہ نے مگ سائیڈ میز پر رکھ کر کوور کرتے ارمان کو للچائی نظروں میں

شرارت بھرے دیکھا تو وہ فون ڈریسنگ ٹیبل کے کنارے رکھتا انیہ کی طرف بڑھا جو خود بھی فاصلہ سمیٹے پاس آ رکی۔

جینا شروع بھی نہیں ہوا ابھی اور تمہاری یہ نا قابل برداشت بات، مرنے" "کی فضول گوئی دوبارہ کی تو سانس بذات خود روک دوں گا تمہاری کمر میں بازو لپیٹ کر قوت لگاتے اس بانکی کو اپنے سینے سے گرے آ نکھیوں کی ڈراتی جنبش دیکھا کر جوڑا جو انیہ کے دل کی دھڑکن اور وجود کی حدت کو مس کر رہا تھا۔

"روک دیں، میں سانس رکنے کو مس کر رہی ہوں"

وہ دگنی لپٹتے، مائل ہوتے ارمان کے مزید قریب سر کی، لہجہ یاد کر کر ہلکان ہونے کی شدت سے اٹا تھا۔

"نہیں! میں مہربان ہوں بے بی ہونے تک۔ بتاو کیسی ہو؟"

ماتھے کو چوم کر بس پیار سے پوچھا۔

ابھی بہتر ہوں۔ اتنے دن دور رہ کر ملنے کے بعد فیل ہو رہا آپکو پھر سے "

"نئے سرے سے حاصل کیا ہو۔

وہ اپنی معصوم کیفیت بتا کر ارمان کو مسکان بخش گئی۔

"تو ہر ہفتے چلا جایا کروں؟"

وہ شرارت پر آمادہ تھا جب وہ گلے لگ گئی۔

"خبردار! میں نہیں سہہ سکتی"

روہانسی ہوئی۔

سہنے دوں گا بھی کیوں۔ بہت مس کیا۔ سر سے پیر تک۔۔۔ ناک کی ٹپ"

"تک تمہیں۔ بلکہ تم دونوں کو کیا۔

وہ اسکو خود میں بسائے اعترافات کی بارش میں انیہ کو بھیگو گیا، وہ سانس بھر کر رہ گئی۔ زرا احصار میں روبرو ہوئی۔

"ابھی سے حصہ دار بن گیا ناں بے بی؟"

وہ ناک پھلا گئی تو ارمان کے ارمان چھیڑ گئی۔

تمہارے وجود سے جڑا ہے، میرا حصہ ہے۔ کیا اسکا حصہ دار بننا جائز"

"نہیں؟

وہ خوبصورت جواب دیتا کہ انیہ کے پاس مزید سوال نہ رہتے۔

"ہے جائز! میں تو آپکو چھوتی ہوا تک سے بھی جل جاوں"

وہ لاڈ بھرا منمنائی۔

"جل جاو۔ میں بجھادوں گا"

وہ اسے شوخ ہوتے اکساتا بولا، اس سے پہلے انیہ کے گال پھولتے، ارمان نے اسکے ہونٹوں کے رنگ اپنی جنون خیزی سے چرا کر سانس پھلانا زیادہ مناسب سمجھا۔

"آہہ! ایسے کون بجھاتا ہے۔ایسے آگ مزید بھڑکتی ہے"

وہ سانسیں سنوارتی اسکے سینے پر ہتھیلیوں کو ٹکا کر دور ہوئے منمنائی تو ارمان کی گرے آنکھوں میں ہنستا خمار جگا۔

"بھڑکنے دو! تمہارا کیا جا رہا ہے۔"

وہ اب بھی شرارت پر اترا تھا، انیہ کے گالوں میں گلال اترے۔

"میرا حوصلہ جا رہا ہے"

وہ شکوہ کرنا نہیں چاہتی تھی، لبوں پر مچل گیا تھا۔

"واپس لے آوں گا، تم کہو"

وہ اسکی طرف سے اک اشارے کا منتظر تھا۔

میں ہی کیوں کہوں سب ؟آپ پر کیا صرف میرے حکم کی تعمیل فرض"

"ہے ؟آپ پر بھی طلب و خواہش جائز ہے ارمان

ارمان کتنی دیر اس لڑکی کے لفظوں میں جکڑا سانس نہ بھر سکا، یہ لڑکی

ارمان کی پوری دنیا تھی۔

مجھ پر بس تم جائز ہو، سر سے پیر تک۔پوری۔ایسی باتیں کرتی ہو تو میں"

"حیران رہ جاتا ہوں تم پرانیہ۔

وہ واپس سینے سے لپٹی۔

"حیران نہ ہوں ابھی۔قربان ہوں"

وہ اس سے لاڈ چاہتی تھی، دوری کے بعد ملنے کا تقاضا جو ٹھہرا۔

"رومنٹک شاور کے بعد ہوتا ہوں قربان"

ارمان نے اسے بازوؤں میں بھرا تو انیہ کے چہرے کی رنگت اڑی۔

"وہ ویڈنگ نائیٹ والا رومنٹک شاور؟"

انیہ نے بازو ہار سے ارمان کی گردن میں پروے تو وہ ٹھٹک کر رکا۔

"ویٹ! تمہیں ویڈنگ نائیٹ یاد آ گئی؟"

ارمان کا حیران ہونا دگنا کیوٹ تھا۔

"ہاں! پوری کی پوری۔ ہی ہی"

وہ یوں بازوؤں میں لپٹی ہنس کر ارمان کا رہا سہا ہوش بھی گل کر گئی۔

"بتایا کیوں نہیں بدتمیز"

وہ گھورا۔

"سرپرائز"

وہ اپنے نام کی ایک جو تھی۔

"تو پھر کیسا لگا سب؟"

وہ اسے لیے واش روم آچکا تھا اور انیہ کو آہستگی سے نیچے سنک کے پاس اتارے دونوں ہاتھ سلیب پر اٹکائے اسکی طرف جھکا۔

"وہ سب حسین ترین تھا"

انیہ نے نظریں سی چراتے ارمان کی شرٹ کے بٹنز کھولنے شروع کیے۔

"لیکن وہ رومنٹک شاور نہیں تھا انیہ "

ارمان نے اسکے کان میں سرگوشی کی تو انیہ کے ہاتھ تھمے۔

"پھر؟"

وہ گھبرا کر نظریں اٹھا گئی۔

"سن کر کیا کرو گی۔ فیل کرو، تم بس مجھے فیل کرنے کے لیے ہی بنی ہو۔"

ارمان کا اسے اپنے نزدیک کر کے فسوں خیزی سے کہنا اگلے کئی لمحوں تک انیہ کو کسی اور چیز کو سوچنے لائق نہ کر سکا۔

وہ جب فریش ہو کر نکلے تو انیہ کے بال اپنے ٹاول سے ڈرائے کرتے ارمان کی نظریں بلش کرتی انیہ پر تھیں، جو اول اول قربت جیسی محسوس ہو رہی

تھی۔

"آپکو مما یاد آتی ہیں ارمان"

ارمان کے ہاتھ لمحہ بھر رکے، انیہ کی آنکھوں میں آس تھی۔

"بہت زیادہ۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

وہ پھر سے دھیان انیہ کے بالوں پر دیے ہی نظریں چرا گیا۔

کیونکہ وہ مجھے بھی پیاری ہیں تو یاد آتیں۔ کاش میں انکو واپس لاسکتی۔ آپکو"

"ان میں سب سے زیادہ کیا پسند تھا؟

وہ جلدی سے حصار میں پلٹی اور ارمان سے ٹاول لے کر میٹرس کی طرف رکھا، بھیگے بال انیہ کو گھیرے ہوئے تھے تو اسکا سوال ارمان کو۔

انکا اسکارف! وہ بہت سوٹ کرتا تھا انھیں۔ ویسا اسکارف مجھے نہیں لگتا"

"دنیا میں کسی کو سوٹ کر سکتا ہے

انیہ کی آنکھیں چمکیں، وہ جلدی سے کبرڈ کی طرف بڑھی اور وہاں رکھا وہی کشمیری ملٹی کلر اسکارف لیے وہ ارمان کے واپس پاس آئی جس نے مما جیسا

اسکارف انیہ کے ہاتھوں میں دیکھتے حیرت وتڑپ سے انیہ کو دیکھا۔

"کیا پتا مجھے کر جائے"

وہ بھی اداس تھی۔

"ی۔۔یہ تمہیں کس نے دیا؟"

ارمان نے وہ اسکارف لیتے پوچھا تو انیہ کی مسکراہٹ میں درد گھلا۔

دادی جانو نے! کہا کہ آپکی مما نے یہ اپنی بہو کے لیے رکھوایا تھا۔ میں خود"

"کو تو اچھی لگی اس میں، آپ خود اوڑھائیں کیا پتا آپکو بھی لگوں

ارمان نے اپنے جذبات کو قابو کرتے وہ اسکارف کھول کر انیہ کے سر پر

اوڑھائے اسکے دونوں کارنر ایک دوسری جانب ناٹ کیے تو وہ انیہ کی

خوبصورتی پر دنگ رہ گیا، وہ اسکی مما کے بعد پہلی لڑکی تھی جو اس طرح کے

اسکارف میں ارمان نے سجی دیکھی۔

تم بہت میری لگتی ہو۔ ہر روپ میں۔ پر اس میں دل کا ٹکرا الگ رہی"

ہو۔ تم نے اس اسکارف کو ویلیو دی، تم نے میرے دل کو ویلیو دی انیہ۔ یہ

"سجا ہے تم پر۔ مما کی طرح۔۔۔۔ تھینکیو

آواز بھاری بھی پڑی اور کانپی بھی تبھی تو انیہ کا دل بھی لرزا۔

آپ کبھی انکومس کریں تو اس میں مجھے بھی شامل کر لیجئے گا۔ ہم اپنے اس "

خسارے کو آدھا آدھا بانٹ لیں گے۔ رہی بات سجنے کی، وہ تو میرا آپ کے

" ساتھ کھڑا ہونے کی دیر ہے بس۔

ایسے مان نبھانے، دلاسے دینے بس انیہ کو ہی آتے تھے، وہ مسکرایا، اسکے ہر

مو سے شدت چھلکی جب ارمان نے اسے گلے لگایا۔

"اس اسکارف کے ساتھ تمہیں کس نہیں کر سکتا تو پلیز اتار دو ابھی"

وہ ارمان کے گلے لگا کر التجاء کرنے پر زرا دور ہوئے شرارت سے مسکائی۔

"نہیں اتار رہی"

ضدی لاڈ چھلکاتے وہ سراسر ارمان کو تنگ کرنے کے موڈ میں تھی۔

"پلیز انیہ"

وہ اتنی ریکوسٹ پہلی بار کر رہا تھا۔

"اچھا اچھا رونے مت لگ جانا۔ اتار رہی ہوں"

اسی شرارت کے ساتھ انیہ نے اسکارف اتارا تو بھیگے بالوں کے سبب وہ بھی بھیگ سا گیا، تبھی انیہ نے اسے وہیں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا۔

"میں رونے والی چیز نہیں ہوں، رلانے والی ضرور ہوں۔"

جناب کے تیور ابھی کچھ دیر پہلے ہی سنبھلے تھے مگر پھر بگڑے دیکھ کر انیہ کو اپنی آنکھوں کے آگے تارے دیکھائی دینے لگے، خدا کی پناہ!

لیکن یہ جو انیہ نے مان ور شک عطا کیا اس پر وہ ارمان کی تمام تر محبت و شدت کی مستحق تھی۔

★★★★★★★★★★★

بینا اور ڈیورڈ کی شاندار شادی کی تقریب میں شرکت کرے ذیشان اور زالے کا شکاگو سے آلسن تک کا سفر ایک دوسرے میں گم رہ کر بیتا اور جب

تک وہ لوگ پہنچے، آلین بھی واپس جاہ مینشن آ چکا تھا مگر زالے نے جب آتے ہی ماموں کی سرجری کا سنا تو ان سے خفا ہوئی کہ انہوں نے پھر سے اپنی تکلیف چھپائی، پورا جاہ مینشن دلہن کی طرح سجا تھا، یہ تک زالے کو خوش نہ کر سکا، اسکی طبعیت میں پریشانی تو ماموں کو ریسٹ کرتا دیکھے ہی گھل گئی۔

"آپ ہمیشہ ایسا کیوں کرتے ہیں ماموں۔ میں ناراض ہوں سن لیں"

وہ سینے بھی لگی تھی اور ناراضگی بھی جتا رہی تھی، آلین کے ساتھ ساتھ روم میں انٹر ہوتی علیحہ بھی مسکرائی، ذیشان تو آتے ہی فریش ہونے چلا گیا تھا جبکہ جاہ مینشن کی ساری سجاوٹ کا کام جلال کے ذمے تھا تو وہ اپنے فرض نبھانے اور یار کے بحاف پر کام نمٹانے میں بزی تھا۔

"میرا بچہ! اتنی بڑی بات نہیں تھی۔ میں بس چاہتا تھا اپنی تکلیف تمہیں تب بتاوں جب ساتھ ہی تمہیں گلے بھی لگا سکوں۔ اتنی دور سے گلے لگنے کی حسرت زیادہ پریشان کرتی۔"

آلین نے اسکا سر چوما جو ماموں کے پاس ہی انکے سینے سے لگی بیٹھی اداسی کا جہاں لگ رہی تھی، علیحہ کا ان دو کو ساتھ دیکھنا اتنا حسین تو کبھی نہ تھا۔

"علیحہ آنی سفارش کریں گی تبھی معاف کروں گی ورنہ کٹی"

زالے نے جلدی سے پارٹی بدلی، وہ علیحہ کی مسکراہٹ کا حق ادا کر گئی۔

"علیحہ ! کر دو یار سفارش"

آلین نے مسکینیت میں حد کی تو زالے اور علیحہ دونوں ہی اس معصومیت پر فدا والا ہنسیں۔

چلو تم اتنا انسیسٹ کر رہے ہو تو کر دیتی ہوں۔ چلو زالے میری" جان ! معاف کر دو۔ اپنے ہلے جھلے ماموں کو۔ آئیندہ اگر اس نے کچھ بھی "چھپایا تو میں تمہیں مخبری کر دوں گی

علیحہ بھی دوسری طرف آکر بیٹھے مہربانی کا پیکر بنی مسکائی تو آلین نے گردن گما کر جیسے علیحہ کی گال سہلائی، وہ مومنٹ علیحہ کی آنکھوں میں خوشی اور زالے کی آنکھوں میں رشک بھر گیا۔

یہ چیز! تھینکیو علیحہ آنی۔۔اور سنیں آپ یہ صرف انکی وجہ سے بچے"

"ہیں۔دوبارہ آپکو ڈاون نہ دیکھوں۔میرے پیارے ماموں۔

بڑی ماں تو یہ لڑکی بس ماموں کی بنتی، وہ جی جان سے عہد کر رہا تھا اور زالے

ہو اور عہد سے ہٹنے دے ایسا ممکن ہی کب تھا۔

میرا لاڈو! اب جا کر ڈیکوریشن دیکھو۔جلال نے ڈھنگ سے کروائی یا"

"نہیں۔پسند نہ آئے تو کیڑے نکالو خوب فل اجازت ہے

اب زراماموں کی مسکراہٹ دیکھے وہ پر سکون تھی تبھی کیڑے نکالنے پر

ایکسائٹمنٹ سے بھرتی ماموں سے لپٹ کر اٹھی، چہرہ گدگداتے تبسم میں

گرا تھا۔

ایک کیڑا نکالتی ہوں پکا۔ہاہا۔۔آپ دونوں سے ملتی بریک کے بعد"

"بائے۔۔۔

وہ شوخی سے ہنستی جب کمرے سے نکلی تو علیحہ اور آلین اسکی کھنک پر ہی

مبہوت رہ گئے۔

میرا لاڈو خوش ہے، تم نے دیکھی اسکے لہجے کی مہک؟ محبت مل جانے کا" "کمال؟

وہ جلدی سے آلین کو دیکھتی سر ہلا گئی۔

"جس نے تمہیں دیکھ رکھا ہو، وہ اور کچھ نہیں دیکھ اور سمجھ سکتا۔"

وہ لاجواب کرنے میں ماہر تھی، آلین اسکی نظروں کی شدت بھانپتا اسے بازوؤں میں بھرے جب سینے سے جوڑ رہا تھا تو علیحہ نا جانے کہاں ہوتے درد پر کراہی، آلین نے گرفت نرم کی۔

"درد ہے کہیں؟"

آلین اسکے چہرے میں گھلتی ٹیسوں کے اثر کو بھانپے فکر سے بولا تو وہ مسکرائی۔

"پتا نہیں پیٹ میں بھاری پن اور درد سا ہے، میں نے ٹیبلٹ تو لی ہے۔"

علیحہ نے اپنی کیفیت بتائی تو آلین نے اسکا ماتھا شدت سے چوما۔

"آرام نہ آئے تو بتاؤ، ڈاکٹر کو دکھا آتے ہیں"

وہ ہوسپٹل کا سنے رحم طلب ہوئی۔

"ابھی تو ہوسپٹل سے نکل کر آئے ہیں آلین، پھر سے نہیں پلیز۔ ٹیبلٹ لی ہے آرام آجائے گا تم فکر مت کرو ناں۔"

وہ نارمل سے درد کو سمجھتے آلین کو بھی فکر سے آزاد کرنے پر تلی تھی پر آلین کو اسکا کراہنا تشویش میں مبتلا کر گیا تھا پر ظاہر نہ ہونے دیا۔

"اوکے نہیں کر رہا۔"

وہ علیحہ کو پرسکون کرنے کی خاطر مان گیا۔

"میں جا کر کھانے کو دیکھوں؟"

وہ آلین کی مسکراتی آنکھوں سے دانستہ نظریں چراتی بولی تو آلین نے نرم سی گرفت واپس جکڑی جس سبب علیحہ کو پھر درد محسوس ہوا۔

"مجھے بتاو پہلے تم زالے سے کتنا پیار کرتی ہو؟"

آلین کے سوال پر علیحہ اسکے سینے کی گرفت میں تھم گئی، پھر آسودہ مسکرائی۔

جتنا تم کرتے ہو، وہ بہت پیاری ہے۔ پازیٹیو وائبز ہیں اسکی۔ میں جیلس بھی نہیں ہوئی جب تم اسے پیار کرتے ہو۔ وہ بچوں جیسی ہے، جن پر بس لاڈ پیار آئے۔ آج تو کچھ زیادہ پیاری لگی جب تم سے منہ پھلا کر بات کر رہی تھی "

علیحہ کا خوبصورت جواب آلین کو سرشار کر گیا۔

"اسے ہمیشہ پیار دینا۔ وہ مجھ میں جیسے اپنے باپ کو ڈھونڈتی آئی ہے، آئی فیل تم میں آپی کو ڈھونڈنے لگی ہے۔ وہ اتنی پیور ہے تبھی تو میں اسکے لیے بیس سال سے بس ڈرتا آیا ہوں۔ لیکن اب میرے ڈر ختم ہو گئے۔ اسے ذیشان نے بہت پیار سے سنبھالا ہے۔ اسے اسکی حسرتوں سے نکالا۔ یہ ذیشان! کبھی کبھی مجھے میری دعاوں کا ثمر لگتا ہے جو میں اپنی زالے کے لیے مانگتا آیا ہوں "

جب آلین ذیشان کا ذکر کر رہا تھا، اسکی آنکھوں میں اک الوہی چمک تھی جو علیحہ نے بہت شدت سے محسوس کی۔

میں زالے کو پیار کرنے کے لیے سوچتی یا طے نہیں کرتی کہ اتنا کروں یا اتنا۔ یہ اٹو میٹک ہے آلین۔ تم اس میں کمی یا کوتاہی نہیں پاوگے۔ تم سے جڑی ہے وہ، میرے دل سے لگی ہے۔ بس تم اب صرف مجھ پر دھیان دو"

ساری فکریں سمیٹے وہ تاکید کرنے لگی، آلین کو اسکی تاکیدی آنکھیں بھا گئیں جو بولتی سمجھاتی اور ساتھ لتاڑتی محسوس ہوئیں۔

"میرا سارا دھیان تمہاری طرف ہے علیحہ"

آلین کے لب و لہجے میں چاشنی سے گھلی تو علیحہ کے بھاگ جاگتے محسوس ہوئے۔

"ثابت کرو"

وہ نخریلی بنی سوکھے جملوں پر مان جانے کے موڈ میں نہ تھی۔

"ثابت کیا تو بات بڑھ جائے گی، پیٹ کے درد کو دیکھو۔ پھر پنگے لینا"

آلین کے معنی خیز جملے پر وہ مسکراہٹ دباتی اسکے سینے میں چھپی، اسکا یوں کرنا آلین کو ہنسا گیا۔

جبکہ ڈیکوریشن دیکھتی زالے باہر لان میں جلال ماموں کے ساتھ کھڑی انکے کرروائے کام کو سراہتی یہی سوچ رہی تھی کہ اب کیڑا کونسا نکالے اور تبھی اپنے روم کی بالکونی میں ویسٹ پینٹ پہن کر ٹاول سے بال رگڑتے ذیشان کو دیکھے زالے کو شرارت سوجھی۔

"وہ بندہ سجاوٹ میں ایکسٹرا ہے جلال ماموں"

زالے نے انگلی پوائنٹ کرے جب کہا تو نا صرف جلال ہنسا، ذیشان بھی مسکراہٹ نہ روک سکا۔

"تمہیں کیڑا نکالنے کو کہا تھا، ڈائناسار نہیں میری گڈی"

جلال کے شرارت سے جتانے پر زالے کے بھی دانت نکلے، جلال تو کہہ کر دوسری طرف نکل لیا جبکہ ذیشان نے وہیں بالکونی کے کنارے رک کر اپنا ٹاول سیدھا زالے کے سر پر برسایا جسے محترمہ ہنس کر ہی کیچ کر چکی تھیں۔

"میں سچ میں ڈائناسار لگتا ہوں؟"

جناب ریلنگ پر جھکے فکر سے بولے۔

"زیادہ نہیں تھوڑے سے"

ہنسی روکتے وہ کہہ کر رکی نہیں فورا بھاگی۔

"رک جا آج تو گئی میرے ہاتھ سے"

ذیشان نے وہیں سے چھلانگ لگانے کا سوچا پر پھر اللہ کر کے جڑتی کندھے کی ہڈی کا سوچ گدھے نے ارادہ بدلا اور شرافت سے اندر ہو لیا کیونکہ اب ایسے رسک لینے سراسر نقصان جو تھے۔

★★★★★★★★★★★

دو تین دن تو انہی مستیوں اور شرارتوں کے سنگ بیت گئے، مہندی کی رات آگئی۔ آلسن میں سب پہنچ چکے تھے گویا جاہ مینشن خوشیوں کا گہوارہ بن گیا تھا، مہرین اور ہالہ کے ساتھ ذیشان اور رانیہ کی ساری فیملی جبکہ فائزہ اور شازمہ اور خاندان کے کچھ مزید لوگ، سب تو نہیں پر مین مین لوگ

پہنچ چکے تھے، ہر طرف رنگوں کی برسات تھی، علیحہ نے پیٹ درد کو لائیٹ ہی لے رکھا تھا کیونکہ اسکے بعد واقعی اسے فیل نہیں ہوا، وہ زالے کی شادی کی تیاریوں اور آلین کے ساتھ بزی رہی تو فیل نہ ہوا مگر شام سے طبعیت کچھ زیادہ بوجھل تھی کہ وہ مہندی کے فنکشن کو ویسے انجوائے نہ کر رہی تھی جیسے کرنا چاہیے تھا۔

مہندی کی تقریب یہاں کوریا کے تھوڑے ٹریڈ شنل وے میں تھی، زالے کو گاون سلک پرپل ڈریس پہنایا گیا تھا اور سر پر نیٹ کا ریڈ ایمبرا ڈری دوپٹہ گھونگھٹ بنا تھا اور فیملی کی ساری لیڈیز اسکے ارد گرد جھومتی وہاں کے روائتی مہندی سانگ پر گنگنا رہی تھیں، جبکہ لڑکوں کا فنکشن الگ تھا کیونکہ وہاں آتش بازی اور ڈھول ڈھمکا زور و شور سے جاری تھا۔

جبکہ زالے گھونگھٹ میں بیٹھی فون پر ذیشان سے چیٹ کر رہی تھی جو مرد حضرات کے ٹولے میں باہر لان میں قید تھا، ارمان نے فون کھینچنے کی دو بار

دھمکی دی پر وہ سرکار اپنی ہی مستی میں لگے تھے جیسے یہ جشن انکے لیے نہیں انکے پھپھا کے لیے ہو۔

"مجھے شرم آرہی ہے۔"

ذیشان نے اسکے میسج کے جواب میں اپنی زرا پرسنل تیار ہونے سے پہلے کی سلیفی بھیجی وہ بھی اتنی ہاٹ کہ زالے کے ہاتھ کانپے کہ گھونگھٹ کے پار سے کسی نے دیکھ نہ لیا ہو۔

"اب ٹھیک سے شرما"

ساتھ آنکھ ونگ کے ساتھ حکم آیا کیونکہ سیلفی شرٹ لیس تھی۔

"بدتمیز! میں کل ٹھیک کروں گی آپکو۔ساری گرمی نکالتی ہوں"

گھوری کے ساتھ جواب ٹائپ کیا۔

آج بھی روم کھلا ہوگا جاناں میرا، کل کی دھمکی اپنے بے تاب شوہر کو"

"مت دو۔کل تو تمہاری آواز بھی نہیں نکلنی میرے جلووں کو دیکھ کر جناب کچھ زیادہ ہی فری ہورہے تھے، پتا جو تھا کل تو فرینکنس کا دھماکہ کرنا

ہے۔

"آپ سے زیادہ پیاری ہوں میں"

زالے نے جلدی سے ٹائپ کیا، باہر سب رسموں میں بزی تھے اور یہ لڑکی اپنے ان سے لگی تھی۔

دیکھاو گی تو مانوں گا۔ چلو اب فون رکھو ورنہ تمہارا یہ لالہ جو مجھے گھور رہا، چپیڑ مار دے گا۔ انجوائے کرو اپنی جاتی آزادی آج۔ کل سے تو تم بس میری ہو گی۔ بائے جان۔ دروازہ آج کھلا ہو گا میرے روم کا اسے یاد رکھنا"

زالے کے ہاتھ خوامخواہ کانپے جا رہے تھے، ذیشان کی آخری سطر جسم سے سرد لہریں اٹھانے کا سبب تھی۔

میں اب کل ہی ملوں گی۔ دروازہ بند کر لیجے گا، مہمانوں سے جاہ مینشن بھرا ہے۔ کسی نے میرا ذیشان نامی سامان لوٹ لیا تو واپس غنڈی بن جاوں گی۔ بڑی مشکل سے شرافت پکڑی ہے میں نے۔ آپ بھی اپنی آزادی انجوائے کر لیں، کل کے بعد تو یہیں کہتے پھریں گے، ہائے شادی کا لڈو نہ

ہی کھاتا تو ٹھیک تھا۔ بائے۔ رکھ رہی ہوں فون ورنہ کسی اور کا پتا نہیں یہ دو

" دادیوں نے میری کلاس لے لینی ہے

مسکراتی مسکراتی ٹائپ کیے زالے نے فون رکھا تو اس جانب موصوف کے

دل کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔

" غیرت مر گئی ہے تیری "

ذیشان کو دانت دیکھاتا دیکھے ارمان نے لعنت کا اشارہ کیا تو ذیشان اس کو

کندھے سے ٹھوکا دیتا اور کمینگی سے ہنسا۔

" ہفتے میں باپ ایسے ہی تو نہیں بنتے ناں جانو ویر "

ذیشان کی آواز ڈھول ڈھمکے میں کم تھی پر ارمان کا شرم سے سرخ ہونا بتا رہا

تھا اس کمینے کی بات سن اور سمجھ لی گئی ہے، برادری کا احساس کیا ورنہ ادھر

ہی ذیشان کی ٹھکائی کر دیتا۔

خیر یہ مستی تو رات گئے تک چلی تھی، ہر کوئی بہت خوش تھا کیونکہ اس

شادی پر سب بہت زیادہ ایکسائیٹڈ تھے، مہمان سارے جاہ مینشن میں ہی

رکے ہوئے تھے تو سبکے کمروں میں جاتے جاتے رات کا ایک بج گیا۔

لاونج میں بس ارمان، انیہ، علیحہ، آلین، زالے جلال اور ذیشان تھے باقی سب ٹن ہو چکے تھے، سب ایونٹ کے شاندار ہونے کی ہی بات کر رہے تھے جب علیحہ کچھ طبعیت عجیب ہونے پر معذرت کرے اٹھ کر چلی گئ۔

آلین کی فکر اور علیحہ کی بگھڑتی طبعیت دیکھتے وہ چاروں بھی متفکر تھے۔

"میں سوچ رہا ہوں علیحہ کو لے جاوں ہوسپٹل، یہ آج بہت ڈاون تھی۔ تم لوگ بھی ریسٹ کرو۔ صبح مین ایونٹ ہے وہ بھی تھکا دینے والا"

آلین کا دھیان علیحہ سے لپٹا تھا اور وہ پانچوں بھی یہی چاہتے تھے۔

"ضرور ماموں۔ آپ دونوں جب تک ہو کر نہیں آتے ہم یہیں ہیں۔ جائیں انکے پاس"

زالے نے بھرپور دلاسا دیتے کہا تو آلین اسکی گال سہلائے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"اس دن ہوسپٹل بھی علیحہ کی طبعیت بگھڑی تھی۔ خیر اللہ خیر رکھے"

"سب

جلال بھی اٹھ کھڑا ہوا تاکہ جاکر بانی کو گاڑی نکالنے کا کہے۔

"آمین"

سب نے ہی بیک وقت کہا جبکہ آلین روم میں آیا تو علیحہ اسی وقت واش روم سے نکلی تھی اور ٹاول سے اپنا چہرہ اور گردن خشک کر رہی تھی۔

"علیحہ! کیا ہوا ہے؟"

وہ قریب آرکتے علیحہ کی مرجھائی صورت تکتے اسے بازوؤں میں بھر گیا۔

"وامٹنگ ہوئی ہے، ایسا لگ رہا تھا دل باہر آجائے گا"

علیحہ کے چہرے کی رنگت اب تک پیلی تھی پر آلین کے آدھے چہرے کی مسکراہٹ بہت کچھ سمجھ جانے کی ترجمان تھی۔

چلو ہوسپٹل چلتے ہیں۔ کل کا ایونٹ بھی تم ایسے مرجھائی رہی تو میں اداس "

"رہوں گا۔ باہر بھی سب فکر مند ہیں۔ آجاو

وہ بھرپور تسلی کا خواہشمند تھا۔

"ن۔۔ نہیں مجھے عجیب لگ رہا ہے"

وہ روہانسی ہوتی آلین میں چھپنے لگی۔

"عجیب کیوں؟"

وہ پیار سے پچکارتے بولا تو وہ ہچکچاتے روبرو ہوئی۔

"پتا نہیں۔"

وہ ناسمجھی سے بولی تو آلین نے اسکا ماتھا چومتے قرار بخشا۔

"آجاو۔ میں ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔ آو"

علیحہ میں کچھ ہمت آئی تو وہ آلین کے ساتھ ہی باہر آئی، زالے، انیہ، ارمان اور ذیشان سب فکر مند تھے، سب نے دعامیں رخصت کیا اور پورچ میں کھڑے منتظر جلال نے بھی خود علیحہ کے لیے گاڑی کا ڈور کھولا اور آلین کو آنکھوں ہی آنکھوں سے مسکرا کر کوئی اشارہ کیا تو دونوں کی مسرور نظر آئے، خیر جلال تب تک بے قرار رہنے والا تھا جب تک دونوں لوٹ نہ آتے۔

"تمہاری علیحہ آنی امید سے ہیں، لکھوالو مجھ سے"

انیہ سب کے لیے کافی بنانے گئی تو ارمان کی ایک کال آئی جسے سننے وہ کمرے میں گیا تبھی زالے نے ذیشان کے کان میں گھس کر پیشن گوئی کرنے پر جھٹ سے گردن گمائی۔

"ہیں! آپکو کیسے پتا میری حکیمہ"

زالے کے منہ سے بے ساختہ نکلا تو ذیشان مزید ساتھ جڑے بیٹھتا مسکرایا۔

بس انکے چہرے کے اڑے رنگ کہانی سنا رہے ہیں، دنیا دیکھ رکھی ہے میں نے۔ تمہارے ماموں کا بے بی آیا تو تم جیلس مت ہونا۔ مجھ سے آکر "لپٹ جانا بس

وہ حیران تھی پر اختتام تک ہنس دی، پوری توجہ ذیشان پر ٹکار کھی تھی۔

آپ کو پتا ہے میری سب سے بڑی خواہش انکی اولاد دیکھنا ہے۔ اگر یہ سچ" ہوا تو میں ان دونوں سے زیادہ خوش ہوں گی ذیشان۔ میرے ماموں کی اولاد میری حسرت ہے۔ اور رہی بات آپ سے لپٹنے کی، اسکے لیے مجھے اب

"کسی بہانے کی ضرورت نہیں۔ میرا پورا حق ہے

وہ مسحور کن سرگوشیوں میں بولتی گئی، جبکہ ذیشان نے اسکی مہندی سے سجی ہتھیلی پہلے سونگھی پھر دیوانگی سے چومی۔

تمہارا ہی تو حق ہے۔ تمہارے ہاتھوں کی خوشبو سے مل کر مہندی کی"

"خوشبو میں نشہ سا گھل گیا ہے۔ انجوائے کیا تم نے ایونٹ؟ میرے بنا

وہ اسکی اتنی توجہ پر بہار ہوئی، یوں انھیں کوئی بھی دیکھ لیتا تبھی وہ فاصلہ قائم کرتی احتیاط برت گئی۔

لالہ آتے ہوں گے اور انیہ بھی۔ اتنے نزدیک مت آئیں، میں کمفرٹیبل"

"نہیں۔ آپ کا پتا نہیں چلتا کب کیا کر دیں۔

وہ جواب تو بھول ہی گئی، اپنے ہونٹوں کو چھوتی ذیشان کی گرم سانسیں ہوش گنوانے پر تلی تھیں، وہ مسکرا کر ذرا دور ہوا۔

خود پر اتنا کنڑول تو ہے جاناں کہ دو لوگوں کے بیچ تمہیں شرمندہ نہ"

"کروں۔ ڈرو مت

وہ اسکے جملوں کی سچائی و بازگشت پر بس اگلے کئی لمحے اسے ہی تکتی گئی۔

"ڈرتی نہیں ہوں۔میں بس گھبرا جاتی ہوں۔ایونٹ آپ سے چیٹ کرنے کے ساتھ انجوائے کیا۔لیکن وہ پکچر نہیں دیکھی میں نے۔مجھے شرم آرہی تھی"

زالے نے نظریں سے جھکائیں۔

"ڈونٹ وری۔کل لائیو فلم دیکھا کر تمہاری شرم کا خاتمہ کردوں گا۔پھر تم میرے سامنے نظر چرانے یا جھکانے کو ضیاع سمجھا کرو گی۔تم مجھ پر سے نظریں نہ ہٹایا کرو"

بے باک گفتگو سے زالے کا لہو چہرے تک چھلکائے وہ اختتام بے تابی بھری تڑپ پر کرکے زالے کا موڈ یکدم بدل گیا۔

"جھپکا بھی نہ کروں؟"

وہ سوال کرنے میں جلد باز نکلی۔

"ناں۔میں چاہتا ہوں تم مستقل مجھے دیکھو،جب آنکھیں بند کرو تو مجھے

فیل کرنے کو بس، یا تب گلے لگی ہو یا اہم اہم یو نو واٹ آئی مین جو میری

کریزی طلب کا عنوان ہے، بھلے وہ قربت لمحہ بھر ہی کیوں نہ ہوں۔ ایسا

"سوچتا ہوں

وہ اپنی خرافاتی سوچیں بنا خوف زالے کے سامنے بکھیرے بیٹھا تھا، ڈر نہیں

تھا کہ وہ کیا سوچے گی، وہ تو جسم کا حصہ بن چکی تھی۔

آپکی سوچیں بے باک ہو کر بھی پیاری ہیں مجھے۔ آپ اپنا ہاتھ "

"دیکھائیں۔

وہ جلدی سے کچھ ڈھونڈنے کو ذیشان کا خوبصورت ہاتھ تھام گئی جہاں

ہتھیلی میں گول مہندی کا سکے جتنا نشان تھا۔

یہاں رسم کے مطابق مہندی کا دھبہ لگائے گولڈ کوائن دبایا تمہارے "

"ماموں نے پھر اس کوائن کو صدقہ کیا۔ رسم پیاری لگی مجھے

وہ مسکرا کر بتا رہا تھا، زالے نے اس میرون رنگ پر اپنا انگوٹھا سہلایا۔

زالے کے ہاتھوں کی مہندی بھی عنابی رنگ کی چڑھی تھی، تیز اور مہکدار

گھر بنی مہندی۔

"پیارے داماد کے لیے رسم بھی پیاری رکھی گئی ہے۔"

وہ نظریں اٹھائے زالے کو دیکھنے لگا جواب تک وہی رنگ دیکھ رہی تھی۔

"پیارا ہوں میں؟"

جناب ایسے سوال چسکے لینے کو کرتے تھے، زالے نے گال پھلاتے آئبرو اچکائے۔

"شک ہے؟"

وہ گھوری۔

تمہاری آنکھوں میں جھانک کر شک دور ہو جاتا ہے۔آ جا روم میں چل کر" تھوڑا رومینس کریں "

زالے اسکے اتنے آرام سے آفر کرنے پر سانس بھر کر رہ گئی، یہ بندہ سب کچھ کہہ جاتا تھا۔

"رومینس کے کچھ لگتے۔ماموں اور علیحہ آنی کی فکر ہے مجھے۔"

زالے نے برہمی سے دیکھا۔

"تمہاری فکر ہی تو دور کرنی ہے۔ یہاں تم دو لوگوں کے ڈر میں دبک کر مجھے چھو بھی ٹھیک نہیں رہی۔ تمہیں پتا ہے تمہاری کریونگ ہوتی ہے مجھے"

برہمی کو خمار و مدہوشی میں بدل کر یہ آدمی دل کے تار چھیڑ گیا تھا۔

"آہہ ذیشان!"

زالے اسکی دیوانگی پر سر تھام گئی اور تبھی وہ مزید مسرور و بہکا آدمی اسکے کان کی اور جھکا۔

"جیومیٹری بکس میں

پروٹیکٹر کی تخلیق اُس دن فضول لگی

جب ہاتھوں سے کسی بدن کے خم ناپے گئے

وہ ایک حسینہ

کہ جس کی کمر کا زاویہ

قوس قزح سے مشابہت رکھتا ہے

بیشک اُس کا حسن

اس بات کا مستحق ہے کہ

"ہر روز اُس پر ایک نئی نظم لکھی جائے

زالے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اتری، دلکش مسکراہٹ، گردن گما کر ذیشان کو دیکھنے لگی جو فرصت سے اسے نہار رہا تھا۔

"ابھی بس کمر پر لکھی نظم؟ کل کس پر لکھیں گے؟"

وہ اسے بھکنے نہ دینا چاہتی تھی۔

"کل تمہاری گردن پر۔۔۔اف ان ہونٹوں پر۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید پٹڑی سے اترتا، زالے نے ہاتھ کی ملائم پوریں اسکے بے قابو ہونٹوں پر رکھ دیں۔

"بس بس! حوصلہ"

وہ ساتھ ہی ہنسی، چہکتی ہنسی جو ذیشان کے اطراف پھول کھلا دیتی تھی۔

"چڑیل"

وہ منہ پھلائے اسکے شانے میں چھپ گیا جیسے ڈانٹ پر بچے چھپ جاتے ہیں۔

دور رہ آج میری بہن سے بگھڑے لاڈلے۔ادھر آو۔کیوں کندھا دے "
"رکھا اس ٹھرکی کو

ارمان نے دونوں میں ولن بنتے زالے کو پکڑ کر اٹھائے اپنے ساتھ لگایا تو ذیشان جھٹکے سے ہوش میں آیا اور آتے ہی ارمان کو بتیسی دیکھائی۔

"لالہ وہ۔"

زالے کا شرم سے گلا دبا۔

دل دے دیا۔ کندھا کیا چیز۔اف ایک تو ادھر جلنے کی بہت بو آرہی "
ہے۔میں چلا اپنی انو کو چھیڑنے۔ تمہاری کافی میں کچھ ملاتے ہیں تاکہ تم "
"سکون میں آجاو۔۔۔ ہنہ سٹریل سالا

وہ نیا نویلا دلہا شرٹ کی سلوٹیں جھاڑے،راج ہنس سے گردن اکڑائے

بھرم دیکھا کر گیا تو زالے کی گھبراہٹ، لالہ کے مسکرانے پر زرا دور ہوئی۔

"لالہ وہ میں بس بات کر رہی تھی ان سے"

زالے نے روبرو ہوتے بوکھلا کر کہا تو ارمان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"تمہارا ہی ہے وہ۔ بس تنگ کر رہا تھا اس کو۔ خوش ہے میرا بچہ؟"

وہ پر اعتماد ہوتی اختتام تک خوشی سے ہمکتا مسکرائی اور ارمان کے سینے میں چھپی۔

"بہت بہت بہت خوش"

خوشی کی شکل ہوتی کوئی تو یقیناوہ زالے ہوتی، ارمان کا دل اتنا شادماں کبھی نہ تھا۔

"ہمیشہ خوش رہو لالہ کی جان، سہاگن رہو۔"

اپنے گلے لگائے ارمان نے اسے دعائیں دیں تو کچن کے دروازے میں کھڑے وہ مہربان دلوں والے کرائم پارٹنر دل تک سرشار ہوئے، گویا آج انکی ریاضت کا صحیح معنوں میں پھل ملا تھا۔

اف یہ دو لوگ، کئی لوگوں کے لٹے پٹے سکون کو لوٹانے کے بعد خود بھی ایسے تھے کہ جیسے اللہ نے سب سے زیادہ رنگ انہی کو لگا دیے ہوں۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"تھینکیو سوچ۔ میں پورا خیال رکھوں گا اسکا"

آلین نے ڈاکٹر سے اجازت لی اور جب علیحہ کو لینے روم میں آیا تو وہ نروس سی میٹرس پر بیٹھی بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں لیے بیٹھی تھی، آہٹ ہوتے ہی وہ سہم کر اٹھتی لپک کر آلین کے پاس آئی جسکے چہرے پر درج سکون کا یقین ملتے ہی علیحہ کی آنکھیں بھیگیں۔

اس سے پہلے وہ رو دیتی، آلین نے اسے اپنے گلے لگا لیا، پھر بھی وہ رو پڑی۔

م۔۔مجھے ڈر لگ رہا تھا، یہ نیوز سن کر تم پہلے والے ظالم آلین نہ بن "جاو۔"

وہ ہچکیوں کی زد میں کانپتی آواز میں بولی کہ اسکے پورے وجود میں اس سکھ کا دوڑتا اثر آلین محسوس کر سکتا تھا۔

"ڈاکٹر نے بتایا کہ جب اس نے تمہیں ماں بننے کی خوشخبری سنائی تو تم خوفزدہ ہوگئی۔ یہ بات میرا دل چیڑنے سی تھی علیحہ۔ تم کب ان خدشوں اور اس خوف سے نکلو گی۔ میں تمہارے لیے ایسا کیا کروں"

وہ خود بھی اتنی بڑی خوشی پر سکھی تھا پر اس لڑکی کی حالت غمگیں کر گئی۔

"تمہارے بچے کی ماں بننا میری واحد خواہش تھی جو حسرت بن کر رہ گئی تھی تم سے بچھڑ کر۔ میں خوفزدہ نہیں تھی، میں خوشی کی زیادتی پر گھبرا گئی بس۔"

وہ اب بھی روئی روئی محسوس ہوئی ہوئی تو آلین کی غمگینی کچھ کم ہوئی کیونکہ اس روئے لہجے میں کہے لفظ پیارے تھے۔

"نمونی علیحہ۔۔ گھبرا گھبرا کر بڈھی ہو جانا"

روبرو ہوتے آلین نے اسکا ماتھا چوما جیسے اسکے تڑپتے دل کو ڈھیروں راحت

بخش رہا ہو، وہ بھی رونا چھوڑے مسکرادی، اسکی بھیگی آنکھیں آلین نے پیار سے پونچھیں۔

"تم بتاو، خوش ہو؟"

وہ اب بھی اک حسرت میں ڈوبی تھی، آلین نے آنکھوں کے اشارے سے اسے ایسی حسرتوں سے کوسوں دور رہنے کا کہا جس پر وہ ہنوز بے چین تھی۔

خوشی میری تم ہو، یہ نیوز میری بھی حسرت تھی جو تم نے پوری کر" دی۔ اب ہم مکمل ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں مرہم مل گیا ہے۔ اس سارے درد کا جو اکیلے اکیلے بہت زیادہ سہا۔ میں بہت سا زندگی میں خوش اس سے پہلے تب ہوا جب آپی نے مجھے بتایا میں ماموں بننے والا ہوں۔ زالے جب پیدا ہوئی تب تو وہ چھین لی گئی میری آپی چلی گئیں تو خوشی محسوس نہیں کر سکا۔ پھر عمر بیت گئی کہ خوشی کا لمس یاداشت سے مٹنے لگا، پھر اللہ نے مجھے میری علیحہ واپس کر دی۔ حالانکہ کہتے ہیں بے قدری کرو تو رزق ہو یا محبت، سب چھن جاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ بے قدری تو کبھی نہیں کی

تمہاری۔اور اب مجھے لگتا ہے میں باپ بننے کی یہ خوشی پا کر واپس جی اٹھا ہوں۔ تمہاری وجہ سے۔میں کتنا خوش ہوں بس میرے گلے لگ کر محسوس کرو کہ اتنا خوش تو پہلے کبھی نہیں ہوا"

لفظ کم تھے پر جذبات کا سمندر تھا جو آلین کے پاس تھا، جسکی مالک علیحہ تھی، وہ آج خود بھی جی اٹھی تھی، حسرتیں جب اللہ اپنی خزانوں سے پوری کرتا ہے تو انسان کچھ دیر سوچنے سمجھنے سے محروم ہو جاتا ہے کہ اس پر یہ کرم ہوا تو ہوا کیسے۔

یہ خبر جتنی آلین اور علیحہ کے لیے مبارک تھی اتنی ہی جلال بخت کے لیے ہوئی، اف اس دوست، اس بھائی کی خوشی کی انتہا نہ تھی، زالے کی خوشی دیدنی تھی، باقی ہر فرد شادماں تھا کہ رونق اور رنگوں میں اللہ نے کس خوبصورتی سے اضافہ کیا تھا۔اب سچ میں بنتا تھا، زہے نصیب۔

فجر کے بعد سب نے ہی پری ویڈنگ سیلبریشن کے ساتھ علیحہ اور آلین کے بے بی کی نیوز کو سیلبریٹ کیا جن میں بس دونوں دادیوں اور دادیوں کی سہیلیوں کو جگایا گیا تھا۔

باقی سب تو ٹن ہو کر نیند پوری کر رہے تھے۔

کیک پر ویلکم ہیپینس لکھوایا گیا تھا، یہ زالے اور زیشان کا ہی پلین تھا۔

"اللہ تم سبکو شاد رکھے میرے دل کے ٹکرو"

مہرین صاحبہ، ہالہ اور شازمہ نے علیحہ اور آلین دونوں کا ماتھا باری باری چومے انکو مبارک دی جبکہ فائزہ صاحبہ زرا خاموش تھیں مگر پھر یہ تلخی خود آلین نے انکے پاس آکر کم کی، وہ دونوں اک دکھی ماضی رکھتے تھے۔

باقی سب بھی مسکراہٹ روکے آلین اور فائزہ صاحبہ کی سمت متوجہ تھے۔

میں جانتا ہوں ہمارے تعلقات کبھی اچھے نہیں رہے لیکن اب ایسا لمحہ "

"ہے کہ میری خواہش ہے آپ مجھ سے اپنی ناراضگی ختم کر دیں فائزہ آنٹی

آلین کے خود پہل کرنے نے ان سکی آنکھوں میں جذبات و دکھ سے

مزین سرخی بھر دی جوان دو کو ساتھ دیکھنے کے خواہش مند تھے۔

غلط میں نے کیا آلین، تم سے زالے کو چھین کر۔ تم سے دور رکھ کر۔ میں"

بس اپنے گھر سے اٹھتے کئی جنازوں سے ڈر چکی تھی۔ میرے پاس بس ارمان

اور زالے بچے تھے۔ میرے جینے کا سہارہ۔ اور ان دونوں میں سے کسی کو

بھی کھونا نہیں چاہتی تھی۔ مجھے ڈر لگا کہ کہیں زالے تمہیں دے دی تو وہ

اپنے اصل کو بھول نہ بیٹھے۔ پھر میرا ارمان، اس بچی سے بہت اٹیچ تھا، یہ وہ

کھلونہ تھی جس نے میرے ارمان کو زندگی کی طرف لایا۔ میں ایک ماں

نہیں تھی، میں دہری ماں تھی۔ لیکن اس سب میں تمہیں بہت تکلیف

دی، اکیلے تو تم بھی تھے، بہن تو مقدر نے لے لی تم سے اور بہن کی نشانی ہم

"نے۔ مجھے معاف کر دو آلین بچے

آج فائزہ شیرازی اپنے تمام جرم تسلیم کیے بھیگی آنکھیں لیے بیٹھی

پچھتاوے کی مورت بنی تھیں، آلین جاہ کے لیے آسان نہیں تھا، اتنے سالوں کی اذیت بھولنا پر اسکے خمیر میں ہی شاید نرمی درج تھی کہ آج اس سے اس ماں کے آنسو برداشت نہ ہوئے، ہر کوئی حزن میں ڈوبا تھا۔

"آپ بڑی ہیں، آپ معافی نہیں مانگیں۔ زالے کی صحیح جگہ آپکے اور ارمان کے پاس ہی تھی۔ آپ نے جو کیا اپنے بکھرے کنبے کو جوڑنے کے لیے کیا۔ مجھے کوئی گلہ نہیں"

آلین نے تو معافی دے دی پر ارمان اپنی جگہ سے کچھ اعتراضات کے سنگ اٹھا تو زالے، ذیشان، انیہ، جلال، علیحہ اور مہرین صاحبہ، ہالہ، شازمہ سب ہی دم سادھ گئے۔

"لیکن مجھے گلہ ہے۔ آپ سب جانتی تھیں دادی جان، کہ بابا ہی اصل مجرم تھے۔ لیکن پھر بھی آپ نے مدت تک ذینیہ کو میرے ماں باپ کا قاتل بتایا مجھے۔ یہ تو آلین جاہ نے مجھے ثبوت دیے تو جانا ہوں، ورنہ آپ تو کبھی نہ بتاتیں کہ مجرم آپکی بہوئیں نہیں، آپکا بیٹا تھا"

آج جب بات چل نکلی تھی تو ارمان نے بھی کٹھور پن سے حساب مانگ لیا، اپنی بے اعتنائی کے بارے آر یا پار ہونے کا فیصلہ کر لیا، فائزہ صاحبہ شرمندہ تھیں، انکے پاس کوئی تسلی بخش جواب نہیں تھا لیکن آج وہ خاموش بھی رہنا نہیں چاہتی تھیں۔

"میں کیا کرتی۔ ماں جو ہوں۔ ماں تو بچوں کے عیب چھپانے کو ہی جیتی ہے۔ اتنے چھپا لیتی ہے کہ کبھی کبھی خود عیب دار بن جاتی ہے۔ میں تمہاری، آلین اور زالے سبکی مجرم ہوں۔ لیکن میں نے جو کیا تم دو کو اپنے پاس رکھنے کو کیا، اپنے دل سے لگا کر رکھنے کو۔ ذینیہ کو برا بنایا تاکہ زالے کبھی تم آلین کو نہ دو۔ میں شرمندہ ہوں میرے دل کے ٹکرے۔۔م"

وہ آج ہارے جواری کی طرح پشیمان تھیں، بکھری، ٹوٹی اور آزردہ، جنکے پاس معافی طلب کرنے کے سوا کچھ باقی نہ تھا۔

"بس شرمندہ نہ ہوں۔۔ میری نیت یہ نہیں تھی کہ آپکو گلٹ میں ڈالوں بس آپ کے بابا کے عیب چھپانے پر دکھی ہوں۔ اس پر دکھی ہوں کہ میں کئی

سال زالے کو خود سے دور رکھتا آیا، حالانکہ میرا دل اس پر مجھے ملامت کرتا رہا۔ میں خود میں گھٹ کر رہ گیا دادی جان! آپ میری تکلیف دیکھتی رہیں پر سچ نہیں بتایا۔ آج سب ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے دکھ ہے کاش سچ مجھے آپ "بتاتیں۔

حسرت کا گہرا غلبہ ارمان کے حرف حرف پر حاوی تھا جبکہ فائزہ نے اٹھ کر ارمان کا ہاتھ کانپتے ہاتھوں سے تھاما تو سب کے دل پسیج گئے تو وہ کیسے سخت دل رہتا جسکا دل اب انیہ نے موم سے بھی نازک کر دیا تھا۔

جو میں نے تیرے ساتھ کیا پتر، انیہ نے سنوار دیا آکر۔ میں خوش ہوں یہ" ملی تجھے۔ میرے بگھاڑ، سنوارنے والی اور میری زالے کو تیرا زیشو ملا۔ سب کو مرہم مل گیا تو مجھے بھی دل سے معاف کر دے۔ میں بہت پیار کرتی ہوں "تجھ سے اور زالے سے

زالے خود بھی ذیشان کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی، آج وہ ہاتھ چھڑوا کے بھاگی نہیں بلکہ اس نے گردن موڑ کر ذیشان سے اجازت لی تھی، آنکھوں ہی

آنکھوں سے چھو کر اجازت پائی اور جلدی سے جا کر دادی جان اور لالہ تک پہنچی۔

ارمان نے اک آزردہ نگاہ پاس رکتی زالے پر ڈالی جسکی آنکھوں میں رحم طلبی کا مرہم تھا، ارمان نے ہاتھ اٹھا کر زالے کے سر پر رکھا اور پھر دادی جان کی طرف نظریں جمائیں۔

جلال، علیحہ، انیہ، زیشان، آلین اور مہرین صاحبہ کے ساتھ دونوں دادیوں کی سہلیاں سب ہی جذباتی انداز سے دادی اور پوتے پوتی کو دیکھ رہے تھے۔

"معاف کردیں؟"

ارمان نے پھر سے زالے کو صلح جوئی سے دیکھا تو وہ جلدی سے آنسو سنبھالتی سر ہلا گئی جس پر فائزہ نے اپنے دونوں جگر گوشوں کو اپنے سینے لگایا اور وہاں موجود ہر فرد کی تھمی سانس بحال ہوئی تھی۔

یہ لمحہ انیہ اور ذیشان کے لیے سب سے قیمتی تھا، وہ انیہ کے گرد بازو حصارے کھڑا مسکرایا جیسے کہہ رہا ہو لو پارٹنر ہم سچ میں جیت گئے۔

ارمان ایسا ہے تو تیری وجہ سے انوو۔۔مجھے بھی میرا ہنستا کھلیتا یار لوٹا یا ہے "

"تو نے۔اللہ تجھے ٹویز دے

انیہ جو جذباتیت میں مبتلا تھی، جلدی سے گردن گمائے گھوری اس مہربان

کم زحمت زیادہ لگتی دعا پر۔

شرم نہیں آتی۔ٹویز ہوں تیرے بلکہ دس اکھٹے۔۔۔ویٹ پر اس میں "

تیرا کیا جانا ہے۔ بھگتا تو میری زالے نے ہے۔۔۔اپنی آہ واپس لیتی

"ہوں۔۔پر مجھے ٹونز نہیں چاہیں۔ سنبھالے گا کیا تو انکو؟

انیہ کا بس نہ چلا پیٹ میں اس ڈیش کے مکا دے مارتی، اتنی جذباتی سچویشن

میں ذیشان کے ہنسنے پر سب نے گردنیں گمائیں تو ذیشان نے سبکو اپنی

طرف دیکھتے جلدی سے اپنا بے قابو ہاسا سمیٹا پر ارمان اور زالے اچھے خاصے

گھورے تھے۔

علیحہ اور جلال بھی خوش تھے کہ آلین پر سے یہ آخری بوجھ بھی ہٹ گیا، یہ

جذباتی ملن جب تک سمٹا شادی کا دن شروع ہو چکا تھا اور اب ہونے والی

تھی دھما کے دار سیلبریشن، آخر کو آلین جاہ کے اکلوتی بھانجی کی شادی تھی تو پورے آلسن میں دھومیں مچی تھیں، بانی بھی خوش تھا، جولی مسرور تھی، اس جاہ مینشن میں یہ رونقیں اور خوشیاں کئی سالوں بعد لوٹی تھیں۔

★★★★★★★★★★★

سب کی دعاوں اور مرادوں کے بعد وہ لمحہ آہی گیا جب ذیشان حیدر ملک کو اسکی زالے آفیشیلی دینے کا فیصلہ ہوا، ذیشان کو سیلون سے ارمان نے پک کیا تو اپنی ہی لک زرا شائن کروائی مگر آج سارا حسن دلہے پر رہے تبھی ارمان نے بہت زیادہ تیاری سے گریز برتا، ویسے بھی دونوں خاندانی حسین تھے تو فرق کرنا مشکل تھا کون محفل پر طاری ہوگا اور کون حاوی۔

وہ لوگ واپس جاہ مینشن آچکے تھے، ایونٹ یہیں لان میں تھا، یہیں ساری سجاوٹ کی گئی تھی اور دلہے کی کچھ دیر میں انٹری تھی۔

"وہ مجھے سچ میں مل رہی ہے جانو ویر۔ مجھے یقین نہیں آرہا۔"

ذیشان نے بلیک کلر کا ٹیکسیڈو پہنا تھا جسکا بلیزر شائنی تھا جبکہ ویسے ہی کلاسی شوز جو اسکے پیروں پر جچ رہے تھے، دائیں کلائی پر ریسٹ واچ اور مڈ فنگر میں ارجمند کی مردانہ رنگ جسکا اپنا نکھار تھا، جبکہ پوری لک ایسی توبہ شکن کے مڑ کر ہر کوئی آج دلہے کو دیکھنا نہ بھولتا، دراز قد مضبوط سراپا، کھڑے خوبصورت نین نقش اور بھوری آنکھیں پھر چہرے پر تراشی شیو، جیل سپرے سے اک خاص تناسب میں میسی دیکھائی دیتے سر کے گھنے بال، دلکش ہونٹوں پر رقصاں مبہم سرشار مسکراہٹ، کہیں سے بھی تو آج ذیشان اگنور کرنے والا نہیں تھا۔

بس سنبھال کر رکھنا اسے، تجھے اپنا دل نکال کر دے رہا ہوں۔ ہول رہا" ہوں پتا نہیں تیرا پیار سہہ بھی پائے گی یا نہیں۔ شدتیں سہنا مہربان روحوں کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ مجھے بتا وہ تیرے ساتھ خوش رہتی ہے یا ابھی بھی "گھبراتی ہے؟

ارمان نے پرفیوم اٹھائے ذیشان کی گردن کی دونوں طرف ہلکا سا سپرے

کرتے واپس ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے اسکی آنکھوں میں دیکھتے بے قراری سے پوچھا تو ذیشان کی مسکراہٹ دیکھنے لائق تھی۔

"تجھے میرے ساتھ وہ بس میری رہتی ہے، وہ مجھے ہر روپ میں عزیز ہے۔ تجھے ہولنے کی ضرورت نہیں ارمان، جتنا شدید پیار تو کرتا آیا ہے اسی پیار میں تھوڑے سے مطلبی ردوبدل کے بعد میں اسے دگنی شدت سے چاہوں گا۔ رہی بات اہم اہم والی۔۔۔"

اس سے پہلے یہ بہکا دلہا پٹڑی سے اترتا، ارمان کے خفت کے مارے کان لال پڑے۔

"بکواس مت کر۔ وہ نہیں پوچھا"

ارمان نے اسکی شرٹ کے کالر کو جماتے نظریں چرا کر جھاڑا تو ذیشان کے لب مسکا دیے۔

"پوچھ لے ناں۔ تجھے دہرا حق ہے"

ذیشان نے لہکتے ہوئے اکسایا تو ارمان نے ذیشان کی شریر نظریں دیکھتے

سمائیل دی۔

"بتا۔۔۔شرم تو تجھے آنی نہیں ہے"

ارمان کے اجازت دینے کا انداز وکھرا تھا۔

وہ میرے ساتھ سکون میں آچکی ہے۔آگے سمجھ جا۔اب اتنا بھی بے" شرم نہیں کہ اپنی اور زالے کی ہر بات تجھے بتادوں۔دیکھ تو میرا یار ہوگا پر "سالہ بھی ہے۔۔ہنہ

وہ نخریلہ آج تو جان بنا ہوا تھا، نا جانے کیا ہوا کے ارمان نے بے اختیار زیشان کو اپنے گلے لگائے بھینچ لیا، یہ اک اظہار بھی تھا اور یہ ارمان کا اسے دعا دینے کا انداز بھی تھا، شکریہ کہنے کی اک ادا بھی تھی، ذیشان نے اس کٹھور دل سے یوں لگنے کے لیے بہت انتظار کیا تھا کیونکہ ارمان سب کرتا تھا، گلے لگانے سے خوف کھاتا تھا، اسے لگتا تھا جب ہم گلے لگتے ہیں تو اپنے چھپائے ہر ڈر، محبت کی ہر اس سامنے والے شخص کے لیے پالی شدت عیاں کر دیتے ہیں اور آج سے پہلے تک وہ اظہار سے کوسوں دور آباد رہنے والا

ارمان شیر ازی تھا۔

"مجھے پتا تھا انیہ تجھے انسان بنا دے گی۔ تو نے مجھے گلے لگانے میں اتنی دیر کر دی کہ اب میں ایموشنل ہو رہا ہوں۔ میں نے تیرا ایسا گلے لگانا بہت مس کیا جانو ویر۔ تجھے یاد ہے سکول تک ہم ایسے ہی گلے ملتے تھے اور پھر۔۔۔۔"

آج ارمان کسی صورت ذیشان کو اداس ہونے نہیں دے سکتا تھا تبھی اسکی مضبوط بازوؤں کو جکڑے روبرو لایا۔

"اور پھر مجھے گلے لگانے سے خوف آنے لگا۔ محبت کرنی اور چیز ہے، جتانی اور، جبکہ نبھانی اس سے بھی مختلف ذیشان۔ میں نے یہ سب تجھ سے اور انیہ سے واپس سیکھا۔ میں سمجھتا تھا میرے ڈر میری ذات کا ناسور بن چکے ہیں پر مرہم کی یہی ادا نرالی ہے کہ جب وہ ملتا ہے، زخم کیا، زخم کے نشان تک کو مٹا دیتا ہے۔ میں بہت خوش قسمت ہوں جسے تجھ سا بھائی، یار اور ہمدرد ملا، جس نے ہمیشہ میری طرف رہ کر مجھے حوصلہ دیا۔ میں اپنی زندگی

میں ہمیشہ تیری موجودگی چاہتا ہوں۔ تو میرے اندر جگر کا کام کرتا ہے جسکے بنا میری زندگی کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ تو نے جس محبت، عزت اور مان سے زالے کو سمیٹا، میں دعا کرتا ہوں تیرے اور زالے کے آسودہ لمحے تم دو کی رضا تک ٹھہر جایا کریں۔ بہت سا پاوا ایک دوسرے کو۔ میں بہت "پیار کرتا ہوں تجھ سے ذیشو! تو دنیا کا بہترین یار ہے۔ اور دلاسا بھی۔

آج جب ذیشان کی زندگی مکمل ہو رہی تھی تو جانو ویر نے بھی دل کے کونے کونے میں موجود حسرت کا توڑا تنے بردرانہ انسیت بھرے اعتراف سے کر دیا کہ حدیں ختم ہو گئیں، ذیشان کی آنکھیں سچ میں اتنی شفقت و محبت پر رنگ بدل گئیں۔

انیہ نے سچ میں اس آدمی کو بدل دیا تھا۔

مجھے رلانے کے پورے پلین بنا کر آیا ہے ناں تو۔ بول۔۔۔ ایسے کرتا" "ہے کوئی؟

ذیشان نے شکوہ کنائی جتائی، ہاں دل تھوڑا دکھا بھی تھا۔

نہیں کرتا۔ پر تو مستحق ہے۔ تو دنیا کے ہر سکھ کے لائق ہے۔ میں تجھے بتانا" "چاہتا تھا کہ تیری کیا اہمیت ہے

ہاں وہ دونوں اک جان تھے پر کبھی کبھی رشتوں کی تازگی اور ان میں جان لوٹانے کو اظہار بہت ضروری ہو جاتا ہے، وہ پھر سے گلے لگے تھے، ذیشان حیدر کا سکون میں آنا ضروری تھا، ارمان اپنی زالے کی محبت کو دکھی چھوڑتا ایسا ممکن نہ تھا۔

روبرو ہوتے ارمان نے شفقت سے ذیشان کا ماتھا چوما۔

"میری روتو جان"

ارمان کا ہنس کر کہنا ذیشان کی بجلی بھی لوٹا گیا۔

"ہنہ میں کسی کی جان جون نہیں سوائے اپنی زالو کے۔"

جناب اترا کر واپس آئینے کی طرف پلٹ کر اپنے نکھرے سراپے کو تاڑنے لگے تبھی ارمان نے کمر میں زور سے مکا ٹھوکا۔

لاڈ پیار کے لائق نہیں تو۔۔۔ مکا کھا۔ اور نکل آ باہر۔ مہمان تیرا دیدار"

کریں تاکہ۔۔ میں زالے کو دیکھتا ہوں۔ بیٹا اگر وہ زرا بھی ڈری لگی تو رخصتی کینسل کر دوں گا"

ارمان نے دلہے کو آج بھی دھمکانا شروع کر دیا جس پر ذیشان شر انگیز ہنسا کیونکہ زالے اس سے ڈرتی، ایسا اس نے چانس ہی نہ چھوڑا تھا۔

ارمان روم سے نکلا تو انیہ اپنا پستہ کلر میکسی ڈریس بمشکل سنبھالتی وہیں آ رکی تو ارمان اسکو سر تا پیر دیکھ کر وارفتہ مسکرایا، یہ سب کڑیاں بھی سیلون سے آج اپسرائیں بن کر آئی تھیں۔

اور انیہ تو پہچانی ہی نہیں جا رہی تھی اور ستم کہ گرے لینز بھی چڑھا کر ارمان کی نقل کرنے کی پوری سازش کر چکی تھی، ارمان کی شرٹ کا کلر بھی بہت لائیٹ پستہ تھا تو سب کپلز نے آج میچنگ کی تھی۔

"یہ آنکھوں کا کیا حشر کیا؟ تمہاری اپنی اتنی پیاری ہیں"

ارمان نے انیہ کے کرل بالوں کو ہاتھ بڑھا کر چھوا اور سوال پر وہ دونوں ہاتھ ارمان کے کاندوں پر ٹکائے زرا روبرو ہوئی، ہیلز پہن کر اور قہر ڈھاتی برابر

آنے کے چکروں میں تھی۔

"بس میرا دل چاہا کہ گرے آنکھوں کا مزہ لیا جائے"

وہ مسرور اور ہنگامہ پروری کے سنگ ارمان کے دل کے تار چھیڑ گئی۔

وہ تو تم لیتی رہتی ہو۔ میری آنکھوں کا مزہ۔۔۔دل کر رہا ہے تمہاری یہ "

"ساری تیاری قطرہ قطرہ کر کے بگاڑوں۔ یہ لپ سٹک لانگ لاسٹنگ ہے؟

ارمان اسکے سراپے سے اٹھتی، غیر محسوسانہ انداز میں چارسو حاوی ہوتی مہک میں مدہوش ہوئے آخری سوال انیہ کے عنابی لبوں کو تکتے کر گیا، انیہ بلش کی۔

آپ کے میسنے جنون کے آگے اسکا لانگ لاسٹنگ ہونا بھی نہیں ٹک "

"سکتا۔ کیا اتنی پیاری لگ رہی ہوں؟

وہ مخمور لہجے میں ارمان سے پوچھنے کے بیچ دبا دبا مسکرا رہی تھی۔

"ہاں تبھی تو ہل نہیں پا رہا"

وہ بدحواس لگا۔

آج ہلنا ہو گا کیونکہ دس ہزار لگا کر آئی ہوں خود پر میری سمرن۔ یہ لپ "

"سٹک شیڈ ہے بھی نہیں میرے پاس۔

انیہ نے چہرے کے پاس ہوتے سرگوشی کی۔

میں تمہیں دنیا کا ہر لپ سٹک شیڈ لا دوں گا۔ لیکن تمہیں ہمیشہ میرے "

"لیے میسر رہنا ہو گا۔ ہر لمحہ

انیہ کو اسکی دیوانگی پر پیار آیا، وہ دھیرے سے ارمان کے مضبوط سینے میں

چھپی۔

ہر لمحہ میسر ہوں۔ آپکے لیے دھڑکتی ہوں۔ آپ کے لیے اللہ نے مجھے "

دنیا میں اتارا۔ آپکے بچے کی ماں بننا صرف میرے نصیب میں ہے۔ میں

سب سے زیادہ آپکی ہوں ارمان۔ آپکے لیے میسر ہونے کو مجھے کسی شرط کی

"ضرورت نہیں۔ جو آپکی خواہش، وہ میرے لیے جان کی طرح عزیز

وہ خوبصورت دل والی ایسے اظہار کر کے ارمان کو کسی لائق نہ چھوڑتی

تھی، خود ہی سینے سے نکلتی وہ اپنے ہونٹوں کو ارمان کے ہونٹوں کے زرا

پاس مس کرتی شرما کر دور ہوئی تو موصوف اترا ہٹ میں کچھ زیادہ پیارے لگے۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔ آو زالے کی خبر لیں۔ بچاری کو آفت کا جہاں جو" "ملنے والا ہے۔ مل کر حوصلہ دیتے ہیں اسے

اس بار دونوں کے چہروں پر شرارتی مسکراہٹ رقص کی تو دونوں ساتھ ہی زالے کے روم کی طرف بڑھے جو دادیوں سے پیار سمیٹنے کے بعد دلہن بنی اب علیحہ اور آلین کے ساتھ تھی، سلور کلر کے لہنگے میں زالے ڈائمنڈ کی ساری جیولری زیب تن کیے کسی ڈائمنڈ جیسی ہی لگ رہی تھی، اسکے ڈریس میں بھی خاص چاندی کے دھاگے اور کرسٹل موتی ستاروں کا کام تھا جو آلین نے خاص ذالے کی شادی کے لیے بنوایا، چونکہ وہ نازک سی تھی تو لہنگا زیادہ ہیوی نہیں تھا نہ دوپٹہ، بس پوری شرٹ ایمپرائیڈ تھی، شرٹ تھوڑی پیچھے سے بیک لیس تھی مگر ڈوریوں سے بندھے ہونے کے سبب اور گھیرے دار دوپٹے کے کور نے اسے چھپا رکھا تھا، ناک کی بالی میں لٹکتے چھوٹے سے

اک موتی نے الگ ہی آفت مچائی ہوئی تھی، جیولری بھی ہیوی نہیں تھی پر بہت پیاری تھی، بال زالے نے میسی بن میں مقید کیے اسی بن پر دوپٹے کو اٹکائے سنبھال رکھا تھا۔

آلین جاہ نے نا جانے کتنی بار زالے کے اس روپ کا صدقہ اتارا۔

پھر ایک خوبصورت سا چوڑی دار بریسلٹ جو بلیک ڈائمنڈز سے جڑا تھا، زالے کی نازک کی کلائی میں خود پہنایا۔

"بہت پیارا ہے یہ ماموں"

زالے اسکی خوبصورتی پر فدا ہوئی۔

تمہاری ممی کا ہے، شادی سے پہلے پہنتی تھیں، بہت پسند تھا یہ " انھیں۔ جب تمہارے بابا کے ساتھ گئیں مجھے سوتا چھوڑ کر تو یہ میرے تکیے تلے اپنی نشانی رکھ گئیں، مجھے لگتا ہے تم اپنی ماں کی کوئی ایک نشانی ڈیزرو ضرور کرتی ہو۔ باقی انکی خوشبو تم سے ہمیشہ آئے گی اور وہ ہمیشہ "ہمارے ساتھ رہیں گی

آلین جانتا تھا وہ اس موقعے پر اپنے پیرنٹس کو مس کر رہی ہے، تبھی تو اتنا پیارا گفٹ دے کر آلین نے اسکو دلاسا دیا، زالے نے اس بریسلٹ کو چھوما تو اسکی آنکھیں بھیگیں، وہ ماموں کی بازووں میں سمٹی تو علیحہ کی آنکھیں بھی زرا نم پڑیں۔

"اہمم اہمم میں آجاوں؟"

جلال کی انٹری پر سب ہی جذباتی ٹرانس سے نکلے، وہ قریب آیا اور جھک کر زالے کا سر چوما اور اسکی حنائی ہتھیلی کھولے وہاں ایشین کنٹریز ٹور پیکج دو ماہ کا ہنی مون گفٹ رکھتے مسکرایا، زالے نے نظر اٹھائی تو جلال نے اسے آنکھ ونگ کی، علیحہ اور آلین بھی مسکرائے۔

خوب انجوائے کرنا میری گڈی۔ تم آلین کی طرح ہی مجھے پیاری ہو۔ اپنے" کام وام چھوڑے بس تمہارے ولیمے کا زردہ کھانے رکا تھا سچی۔ ورنہ میرا یار "تو میری ہی بہن لے اڑی۔ آپن تو مسکین غریب ہو گیا ناں

جلال کی حسرت پر وہ انکے بھی فورا گلے لگی، ہاں وہ جلال ماموں کا تھینکیو

اس لیے بھی کرنا چاہتی تھی کہ اسکے ماموں کی خوشیوں کو واپس لانے میں انکا بڑا ہاتھ تھا۔

"مسکین غریب ہوں آپکے دشمن۔ میں ہوں آپکی فرینڈ۔ ماموں کو اب علیحہ کے پاس رہنے دیتے ہیں"

وہ جلدی سے سکی لاڈلی بن جاتی تھی، جلال کا سیروں خون بڑھا اور آلین کی محبت بھری دوستانہ نظریں بھی وصول کیں۔

"ڈن میرا اپتر۔ میری دعا ہے روح زمین پر موجود ہر مخفی و عیاں راحت تمہارا اور ذیشان کا مقدر بنے۔ میرا چھوٹو سا بچہ۔"

جلال نے شفقت سے اسکا سر چوما تو وہ اتنی پیاری دعا پر آمین کرتی نم دیدہ مسکرائی، جلال مسکراتا باہر نکلا تو انیہ اور ارمان کی آمد مزید مسکراہٹوں کا سبب بنی۔

وہ لالہ کو دیکھتے فوراً سے انکے سینے لپک کر لپٹی تو انیہ، علیحہ تو مسکرائیں، آلین کے دل تک ٹھنڈک پہنچی، آج آنکھوں سے زالے کو

ارمان کے گلے لگا دیکھے حقیقی سکھ ملا تھا۔

"ستارہ لگ رہی ہو"

ارمان نے اسکا سر چومتے پیار سے کہا تو وہ روبرو ہوتی بھیگی آنکھوں سے ہی ایسی انوکھی ستائش پر ہنسی۔

"وہ جو بیش قیمتی ہو، وہ جسکی چمک کبھی ماند نہ پڑے۔ جسے روشنی کے لیے کسی سورج یا چاند کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ میں نے زندگی میں جو مما کے بعد شدید محبت کی وہ تم سے کی زالے۔ میں نے تب سے تمہیں اپنی بہن مان کر پیار کیا جب تم اپنی ماں کی کوکھ میں تھی۔ تبھی میری تم سے محبت اتنی شدید تھی۔ ہاں تم وہ وجہ ہو کہ میں موت کے دیا نے کھڑا ٹوٹا سہا، زندگی کی طرف لوٹا۔ اپنے پیرنٹس کی موت بھول گیا۔ تمہارے ان ننھے ہاتھوں نے مجھے جب چھوا، جب تم پہلی بار میری گود میں دی گئی۔ باخدا میں دنیا کا سب سے خوش انسان بن گیا۔ اتنی جلدی تمہیں رخصت کرنے کے بارے کبھی نہیں سوچا تھا پر ذیشان کو لے کر میں آنکھیں بند کیے پر سکون

ہوں۔ وہ تمہیں سنبھالنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ کبھی بھی تنگ کرے وہ

گدھا، بس چپ چاپ میرے پاس آجانا۔ تمہیں سمیٹ لوں گا اور اس

"گدھے کو سیٹ کر دوں گا۔ نظر نہ لگے اس روشن ستارے کو

ارمان کے اظہار، اعتراف نے ان تینوں نفوس کو دنگ کیا، حیرتوں کے

سمندر میں غرق کر دیا، کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔

ل۔۔لالہ! میں بھی دنیا میں سب سے زیادہ پیار آپ سے کرتی"

"ہوں۔ ممی سے بھی زیادہ

وہ بھی تو دل و جان سے قربان تھی۔

میرا بچہ! جانتا ہوں تبھی تو ہمیشہ تمہیں نظروں کے سامنے"

"!رکھا۔ تمہارے نا چاہتے ہوئے بھی۔ آباد رہو۔ آپ کا شکریہ آلین جاہ

وہ زالے کا ماتھا چومے اختتام میں آلین جاہ کی طرف متوجہ ہوا جس نے

آگے بڑھ کر زالے کے دور ہوتے ہی ارمان کو اپنے گلے لگایا تو جیسے ماحول

میں اک شفقت گھلی، انیہ نے زالے کو گلے لگایا۔

ماموں کہہ سکتے ہو تم بھی۔اتنے شیر جوان آدمی کا ماموں بننے میں مجھے "
"زرا ہچکچاہٹ نہ ہو گی۔

اف یہ آدمی کتنا پیارا تھا ناں، ساری زیادتیوں کو بھول کر گلے لگانا تو کوئی
آلین جاہ سے سیکھتا۔

"ضرور کہوں گا۔"

وہ روبرو ہوا تو اف مسکراہٹ اسکی اوپر سے گرے آنکھوں کی چمک۔

زالے دگنی خوش تھی کہ آج اسکی حسرتیں ساری دم توڑ گئیں اور اب دل
ہر فکر سے آزاد بس ذیشان حیدر ملک کا ہونے کو مچل رہا تھا۔

فائنلی یہ جذباتی سیشن مکمل ہوا تو آفتیں باہر نکلیں۔

فائنلی دلہا دلہن کی انٹری کا وقت آچکا تھا۔

زالے، علیحہ اور آلین کے ہمراہ پہلے باہر آچکی تھی اور ذیشان کے ممی بابا نے
اس کو باری باری لاڈ پیار دیے، باقی ذیشان اور انیہ کی پوری فیملی نے
ڈھیروں ستائش و پیار دیا مگر جب دلہے کی اپنے یار اور پارٹنر کے ساتھ

انٹری ہوئی تو جیسے ہر ادھوراپن ختم ہو گیا تھا۔

آگ لگ گئی تھی، رنگ دہک گئے تھے، موسم گلفام ہو گیا تھا۔

انیہ اور ارمان باقی گیسٹس کی طرف گئے تو دلہا صاحب تو وہیں تھم گئے، اسکی آنکھیں زالے پر جو جا کر ٹھہر گئی تھیں۔

"اسکا حسن دیکھنے اور سراہنے کو مجھے دو مزید آنکھیں چاہیں! میسر دو تو اس لڑکی کی آنکھوں پر ہی رک گئی ہیں۔ یہ وہی لڑکی ہے جو میری ہے۔۔۔؟"

بھرے مجمعے میں جب وہ دلہن بنی سامنے آئی تو ذیشان حیدر ملک اک کونے میں کھڑا دیوار کا سہارہ لیے بڑبڑایا کے سب نے دلہن کو چھوڑ کر گردنیں گمائے صدمے سے لڑکھڑاتے دلہے کو دیکھا تھا۔

وہ ایسا دیوانہ تھا جو اپنی محبت کو دلہن کے روپ میں دیکھ کر بدحواس ہو گیا، کیونکہ وہ پہلی بار سجی تھی اور پور پور ذیشان حیدر کے لیے کسی ہیرے موتی کی شکل اختیار کر آئی تھی۔ وہ ایسا بوکھلایا، ایسا مبہوت ہوا۔

کہ اسکی بدحواسی دور کرنے کو وہ ساری رسموں سے پہلے ہی ذیشان کے آکر گلے لگی تھی کیونکہ موصوف دل پر ہاتھ رکھ کر ڈرا چکے تھے۔

ہر طرف جیسے فسوں پھیلا تھا، کچھ کی نظریں جھکیں، کچھ مسکرائے، کچھ ہوٹنگ کرنے لگے، ارد گرد کی پر تپش نگاہوں کو محسوس کیے زالے اپنی بے اختیاری پر خائف ہوتی ذیشان سے جلدی سے دور ہوئی تو نظریں اٹھانا دوبھر ہوا۔

"یہ کیا کروادیا آپ نے مجھ سے؟"

زالے کی آواز کانپی اور وہ اسے شرمندہ کیسے رہنے دیتا، زالے کا ہاتھ پکڑے وہ پلٹ کر سب مہمانوں کے بیچ بنے راستے سے گزرنے لگا جہاں فرشی آتش بازی چل رہی تھی، سر سے پھولوں کی پتیوں کی برسات ہو رہی تھی۔

"وہی جو میں کرنا چاہتا تھا۔ سب کے سامنے تمہیں گلے لگانا۔"

وہ اسکے ساتھ چلتا اپنی بدحواسی سے مکمل نکل چکا تھا، زالے کے پاس ابھی

بھی سبکو دیکھنے کی ہمت نہ تھی، بیک گراونڈ پر رومنٹک میلوڈی میوزک تھا اور ہر آنکھ اس خوبصورت جوڑے پر رشک سے ٹکی تھی۔

"م۔۔میں سب سے نظریں نہیں ملا پا رہی۔اف ذیشان"

وہ سرتا پیر کانپی۔

"تم پورا ایونٹ مجھے دیکھ لینا"

وہ اسے مشورہ دیتا مسکرایا۔

"اتنی بے شرم ہوں کیا؟"

وہ اعتماد میں واپس آئی۔

سب کے بیچ گلے لگی ہو آکر۔کس رہ گئی تھی بس۔پھر سرٹیفائڈ بے شرم "کہتا تمہیں

جب سبکی نظریں روشنی کے ہالے میں چلتے ان دو پر تھی اس لمحے یہ آدمی اپنی بے باک گفتگو سے زالے کے کانوں سے دھواں نکالنے کے در پر تھا۔

"خدا کی پناہ! گلے لگنا کیوٹ ہے"

وہ خود کو تسلی دیتی پیاری لگی۔

"کس کیا ہے ؟"

وہ برا چھیڑ رہا تھا۔

"پردے کی چیز"

زالے نے ہمت کی سب کی طرف دیکھا تو سبکی آنکھوں کی محبت مزید تسلی

بنی۔

"آئی وانٹ کس ناو۔۔۔میری ٹھرک چیک کرو"

وہ اسکی بات پر گھبرا کر اسکی طرف دیکھنے لگی جو ٹھرکیوں کا باپ لگا۔

ذیشان خدا کے لیے۔جب مل گئی تو جی بھر کر کر لیجئے گا۔آگے ہی میں "

" گلے لگ کر آکورڈ سچویشن میں پھنسی ہوں

وہ ڈانٹ کر واپس نظریں پھیر گئی۔بس سٹیج آچکا تھا۔

"جی بھر کر؟آر یو شیور؟"

وہ لوگ اب سٹیج پر حاکم تھے،ہر کوئی اس نظر لگ جاتے حسین کپل کو دیکھنے

میں مصروف دعاوں کے خزانے دان کر رہا تھا۔

"جی۔فار ہیڈ کس تک کی اجازت نہیں۔پلیز منت کرتی ہوں"

زالے نے دبی سی ساتھ کھڑے ہی سر گوشی کی تو ذیشان کی محظوظ مسکراہٹ کتنوں نے دیکھی۔

"آج لاڈ نہیں ہوں گے۔آج بس میری دیوانگی دیکھو گی تم۔میں بہت ایکسائیڈ ہوں۔ہاتھ پکڑ لو تاکہ تھوڑا سکون میں آوں"

زالے نے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کے گرد دبتا محسوس کیے بھاری سانس لی کیونکہ وہ کچھ زیادہ ہی جان کو آرہا تھا۔

پورے فنکشن کے بیچ زالے کا دل جگہ پر نہ آیا،خود کو ذیشان کی نظروں میں محسوس کرتی رہی،ارمان کا دل تو تھا گولی والا بدلا لینے کا پر اسے ذیشان بنا کچھ پیے پلائے ہی ٹیلنٹڈ لگتا تھا تبھی جانے دیا۔

ہر کوئی بہت خوش تھا،یہ شادی سچ میں آلسن کی شاندار شادیوں میں ایک ثابت ہونے والی تھی کیونکہ ہر چیز بہت دلربا تھی،آلین جاہ کی لاڈلی فائنلی

اور آفیشلی زیشان کی ہو گئ تھی۔ زہے نصیب!

S MERWA MIRZA
NOVELS

رسموں کے بعد فائنلی ذیشان کے حوالے اسکی زالے کر دی گئ، تمام لیڈیز نے زالے کو روم تک پہنچایا جو ڈریس کے بوجھ سے تھک چکی تھی، دادیاں اور ساسوماں کے جانے کے بعد بس علیحہ اور انیہ تھیں زالے کے پاس جبکہ باہر مرد حضرات ابھی ذیشان کو چھوڑنے کے موڈ میں نہ تھے اور یوں بیٹھک لگی تھی جیسے صبح تک وہ لوگ نہ تھکنے والے ہوں نہ ہلنے والے۔

"یار مجھے اس ٹبر سے بچا کر نکال ناں۔ میرے کانوں سے خون نکلنے لگا ہے انکی سٹوریاں سن سن کر"

ارمان بھی وہیں تھا پر اپنی دہائی بولنے کے بجائے ذیشان نے میسج کر کے ارسال کی۔

"مجھے گولی دی تھی ناں۔ جس سے میری نائیٹ برباد ہوئی۔ بیٹا ان رشتہ داروں کو بھی وہی ریونج گولی سمجھ۔ میں کہتا ہوں انیہ کو کہ زالے کو کہے کہ چینج کر کے سو جائے"

ارمان نے بچارے دلہے کی دکھتی رگ ہی نوچ لی۔

"جانو ویر قسم سے کچھ ہو جائے گا مجھے۔ نا کر ظلم مجھ معصوم پر۔ نکال ناں مجھے ان جونکوں کے بیچ سے۔"

بچارا دہائیوں پر اترا تو ارمان کو کچھ ترس آیا تبھی بہانے سے وہ ذیشان کو تمام میلز کے بیچ سے نکال کر لے گیا، وہ لوگ سیدھے روم کی طرف گئے اور تبھی علیحہ تو ذیشان کو پیار سے دیکھتی کمرے سے نکل گئیں پر انیہ دروازے میں ڈان بن کر رکی تھی۔

ذیشان نے بیچارگی سے انیہ اور پھر پلٹ کر ارمان کو دیکھا۔

"اب یہ کیا ہے ؟"

ذیشان نے مظلومیت کی انتہا کی۔

"جیب خالی کرو میرے ویر۔ مفت میں زالے تھوڑی ملے گی"

انیہ نے ہاتھ پھیلائے آرڈر لگایا تو ذیشان نے اپنا والٹ جس میں کریڈٹ کارڈ بھی تھا نکال کر انیہ کی ہتھیلی پر رکھا۔

توسب لے پر مجھے جانے دے۔اور تم دونوں بھی نکلو شاباش۔ خبر دار "

"اب کسی نے ہمیں ڈسٹرب کیا

وہ چلتا کرنے کے چکر میں تھا جب ارمان نے اسکا عقب سے گریبان دبوچے گھسیٹ کر کمرے میں گھسنے سے روکا۔

"پورا جاہ مینشن جاگ رہا ہے اور تجھے اپنی پڑی ہے۔؟"

ارمان نے غیرت دلانی چاہی۔

میری طرف سے سبکو نیند کی گولیاں کھلا دے ویر، فائر کر دے آنسو گیس "

"پر مجھے جانے دے

انیہ اور ارمان نے بچارے کو مزید تنگ نہ کرتے جانے کی اجازت دی کیونکہ اب دلہے کا اتنا صبر آزمانا بھی ٹھیک نہ تھا۔

"تنگ کیا تو چھوڑوں کا نہیں تجھے۔۔۔ جا کیا یاد کرے گا۔"

ارمان جاتے جاتے بھی دھمکی دیتا گیا پر انیہ نے اسے بیسٹ آف لک کا اشارہ کرتے ضرور گدگدایا تھا۔

دونوں کے جاتے ہی ذیشان روم کا ڈور کھولتے اندر داخل ہی ہوا کہ نظر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی زالے پر گئی، ذیشان نے اپنا بلیذر عجیب سی گرمی محسوس ہونے پر وہیں اتار کر میٹرس پر پھینکا تو زالے جلدی سے پلٹی اور تبھی ذیشان کو اپنی شرٹ کے کف لنکس نکال کر بازو فولڈ کرتا اور خود کی طرف بے خودی سے بڑھتا دیکھے وہ ڈریسنگ کے ساتھ ڈر کر جا لگی، اتنی ٹھنڈک تھی کہ زالے کے پیر اب ہیلز میں برف ہو رہے تھے پر اس آدمی کو ٹھنڈک کا احساس ہونا ختم تھا۔

"ذیشان۔۔۔"

وہ اسکے پاس رکنے پر بے اختیار بھاری اور گھٹی سانس کے سنگ پکاری تو ذیشان نے دونوں ہاتھ اسکے رخساروں سے جوڑتے بنا کسی سوال جواب کے زالے کا ماتھا شدت سے چوما تو زالے کے جسم کی لرزش زرا قابو آئی۔

"زالے! تمہیں کھا جاوں گا آج۔"

وہ روبرو ہوتے اسکے ماتھے سے ماتھا جوڑے آنکھیں بند کیے بڑبڑایا پر وہ لب دباتی مسکرائی۔

"پہلے مجھے اس ڈریس سے آزادی دیں پھر جیسے کھانا ہے کھالیں۔ میں گر پڑوں گی ذیشان۔"

وہ مسکراتے مسکراتے روہانسی ہوئی تو ذیشان نے اسے زرا خود سے دور کیا۔

"تمہارے لیے سنپل سا ڈریس بھی لیا تھا آج کے لیے، پتا جو تھا اپنی نازک جان کا۔ خود چینج کرلو گی یا میں کرواوں؟"

ذیشان نے اسکے میسی بن پر اٹکے دوپٹے کو زالے کے وجود سے دور کرتے میٹرس کی طرف اچھالا تو زالے خود ہی ذیشان کے جب آگے پلٹی تو ذیشان

اسکی دودھیا کمر پر ڈوریوں کے دھنسے جنجھال پر جھر جھری لے بیٹھا۔

"اتنا ظلم ؟"

وہ اسکی کمر کے بالائی حصے پر جھک کر ہونٹوں کے لمس بکھیرتا سرگوشی میں بولا تو زالے کسمسائی کیونکہ ذیشان اسکی گردن کے پچھلے طرف ہونٹوں کی شدت بڑھا گیا۔

"ان ڈوریوں کو کھول دیں"

وہ بھاری سرگوشی میں بولی تو ذیشان نے اسکے کندھے کو چومتے زرا پیچھے ہو کر وہ ساری ڈوریاں اک اک کر کے کھول دیں، زالے کی شرٹ اب بس پیچھے کی ہک اور تھوڑی سی ذیپ پر اٹکی تھی، ذیشان نے اسے اپنی طرف پلٹایا اور اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھائے ہاتھ بڑھا کر اسکی شرٹ کو گلے سے زرا ہٹاتے ہی اسکی گردن کو دیوانگی سے چومنے لگا جس پر زالے نے اسکے بالوں کو مٹھی میں لے کر کھینچا۔

"تم انچ انچ ہونٹوں سے سراہنے لائق ہو"

اسی مدہوشی میں وہ اسکے رخسار تک آیا پر وہ ہونٹوں پر جھولتا موتی رقیب لگا تو دروازے پر ہوتی دستک ولن۔

زالے نے جلدی سے اپنی کندھوں اور گلے سے ڈھلکی شرٹ سنبھالی۔

"ذیشان! میں جاہ مینشن کمفرٹیبل نہیں۔ بہت لوگ ہیں یہاں"

اس سے پہلے وہ دروازے کی طرف جاتا، زالے نے اسکے گریبان کو دبوچ کر روکتے اسکی گال سے گال لگاتے منت کی۔

"ویٹ آمنٹ جاناں"

زالے اسکے سمجھانے پر جلدی سے اسکو چھوڑے ڈریسنگ ٹیبل سے اترتی اپنا دوپٹہ اٹھائے اپنے گرد لپیٹ گئی تو ذیشان نے اسے دیکھتے ڈور کھولا تو سامنے ذیشان کی ممی تھیں، وہ کچھ سپیشل دعائیں دینے آئی تھیں۔

ابھی انکو رخصت کیا کہ پھر سے دستک ہوئی۔

اب بھابھی آئی تھیں اور ایسا جب تین چار بار ہوا تو ذیشان نے دروازہ ہی ان لاک رہنے دیا اور زالے کے پاس آیا۔

ہم چل رہے ہیں۔ لیکن یہ ناک کی بالی مت اتارنا نہ جیولری نہ "

"ڈریس۔ میں خود اتاروں گا۔ گاڑی میں ملو مجھے باہر۔ چادر اوڑھ لینا بس

ذیشان نے اسے سنجید گی سے تاکید کی اور اپنا بلیزر اور ڈریسنگ پر رکھی گاڑی

کی چابی لیے وہ کمرے سے نکلا تو زالے نے بھی جلدی سے چادر جا کر کبرڈ

سے نکالی اور خود پر اوڑھے وہ باہر نکل گئی۔

دونوں رازداری سے جاہ مینشن سے نکلنے کے بعد ایک دوسرے کو دیکھ کر

شرارت بھرا مسکرائے۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

گو جسم سے اٹھتی سرد لہریں زالے کو گدگدا رہی تھیں پر وہ ایکسائٹڈ تھی۔

"یہ سرپرائز ہے جاناں۔"

وہ آج پر اسرار ہنڈسم بنا ہوا تھا، زالے نے ہاتھ بڑھا کر ذیشان کے تھائے پر

سہلایا تو ذیشان نے سرسری سی نظر خود کی طرف دیکھتی زالے پر ڈالی اور

گاڑی بریک لگا کر سڑک کنارے روکتے ہی اسکو بازو سے پکڑے اپنی

طرف کھینچ گیا، زالے کانپ سی گئی۔

ڈونٹ ٹچ می لائیک دس، کچھ کچھ ہوتا ہے۔ تم چاہتی ہو میں یہیں نگل "

"جاوں تمہیں؟

وہ اسکے ہونٹوں تک جھولتا وہ موتی گھورتے شدید جنونیت سے بولا کہ

زالے تک سہم گئی۔

"ن۔۔ نہیں۔ بس آئی وانٹ ٹو ہگ یو"

وہ جلدی سے اسکے گلے لگی، ذیشان نے اسکو اپنی بازووں میں بھینچ

ڈالا، رگ رگ میں مانو سکون سرائیت کیا تھا۔

"میں تمہیں چھونے کو مر رہا ہوں۔ ایسی کیفیت ہے میری زالے۔"

وہ اسکی آواز کی ہانپ پر مزید کانپی تھی، پر ذیشان نے ترس کھاتے اسے رہائی

دے دی۔

"ایسے مت کہیں۔ میں ہوں ناں۔۔۔ آپ مجھے چھو سکتے ہیں"

وہ اپنی نوز کی بالی اس سے پہلے کھینچتی، ذیشان نے اسکا ہاتھ روکا۔

"یہاں نہیں زالے! رحم کھاؤ خود پر"

وہ اسکی تنبیہ پر لرزتی ہوئی پلکیں جھکا گئی۔

تبھی ذیشان نے اسکی گال چومتے دور کرتے اسکا سیٹ بلیڈ فکسڈ کیا تو اسکی گال سے گال زور سے رگڑی، زالے کو یوں کرے وہ اپنے لیے تڑپا چکا تھا۔

"مت کریں ذیشان"

وہ روہانسی ہوئی تو ذیشان اس سے دور ہوا۔

"آج بہت کچھ کروں گا۔ ویٹ اینڈ واچ میری جان۔"

وہ واپس سیدھا ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا پر زالے سے اپنا آپ سنبھالنا دوبھر کر گیا تھا۔

آدھے گھنٹے کی ڈرائیو پر وہ لوگ فائنلی منزل پر پہنچ آئے تھے۔

ذیشان نے گاڑی روکی اور خود باہر نکلے وہ زالے کی طرف آیا اور ڈور اوپن کرے اسکی مخملی ہتھیلی، ہاتھ میں جکڑی اور باہر نکالا۔

"!ذیشان"

بے ساختہ زالے کے ہونٹوں سے سامنے کا منظر دیکھے اس کا نام نکلا جو زالے کی زندگی میں آیا ہی سرپرائز بن کر تھا، جاہ مینشن میں کوئی انکو سکون سے ایک دوسرے کے پاس ٹکنے نہ دے گا اسکی جناب کو پہلے ہی خبر ہو گئی تبھی تو اس نے زالے کے سٹے ہاوس کو اپنے اور زالے کے لیے ڈیکوریٹ کروایا، دور دور کسی زی روح کا نام و نشان نہ تھا، اوپر سے حسین سرد رات، ملن کی رات اور وہ بھی اتنی حسین جگہ جو زالے کے لیے فیورٹ جگھوں میں شامل تھی۔

میں نے کہا تھا ناں مجھے موقع ملے تو میں یہاں رات بسر کروں، بس مل "گیا موقع۔ آجاو"

وہ مبہوت و حیران سی ذیشان کا ہاتھ پکڑے جیسے ہی اندر داخل ہوئی، پورا سٹے ہاوس سفید، سرخ اور کالے پھولوں سے سجا تھا، لائٹنگ بھی تھی جن میں یہی تین رنگ تھے پر ملگجی پن اور فسوں ہنوز کمرے کی فضا میں تحلیل تھا۔

وہ اپنے سٹے ہاوس کو پہچاننے سے قاصر تھی، وہ گلاب کی طرح مہک رہا تھا، زالے اور ذیشان کے سراپوں سے اٹھتی مسحور کن مہک میں لپٹا تھا۔

زالے تب ہوش میں آئی جب اپنا آپ ذیشان کی بازووں میں محسوس ہوتے اس دلبر کے سینے سے جڑا لگا۔

"یہ بہت بڑا سرپرائز تھا، لیکن اس سے کم جو آپ کے میری زندگی کے بعد دل میں آنے پر ملا مجھے۔ آپ نے میرے ہر احساس کو ایسے سنبھالا کہ مجھے ہر لمحہ آپ سے پیار ہونے لگا ہے ذیشان۔ میں سچ میں آپکے ساتھ یہاں بہت سا وقت گزارنا چاہتی تھی اور یہ خواہش تب کی جب ہم یہاں پہلی بار آئے تھے۔ آپ میرا دل پڑھ لیتے ہیں؟"

وہ اسکے سینے لگی بھاری پڑتی سانسوں کے ساتھ سب کہنے کے بعد اختتام تک ذیشان کے روبرو ہوئی جو آج دیوانگی کا جہاں لگ رہا تھا۔

سب کی دعاؤں اور مرادوں کے بعد وہ لمحہ آہی گیا جب ذیشان حیدر ملک کو اسکی زالے آفیشیلی دینے کا فیصلہ ہوا، ذیشان کو سیلون سے ارمان نے پک کیا تو اپنی ہی لک زرا شائن کروائی مگر آج سارا حسن دلہے پر رہے تبھی ارمان نے بہت زیادہ تیاری سے گریز برتا، ویسے بھی دونوں خاندانی حسین تھے تو فرق کرنا مشکل تھا کون محفل پر طاری ہو گا اور کون حاوی۔

وہ لوگ واپس جاہ مینشن آچکے تھے، ایونٹ یہیں لان میں تھا، یہیں ساری سجاوٹ کی گئی تھی اور دلہے کی کچھ دیر میں انٹری تھی۔

"وہ مجھے سچ میں مل رہی ہے جانو ویر۔ مجھے یقین نہیں آرہا۔"

ذیشان نے بلیک کلر کا ٹیکسیڈو پہنا تھا جسکا بلیزر شائنی تھا جبکہ ویسے ہی کلاسی شوز جو اسکے پیروں پر جچ رہے تھے، دائیں کلائی پر ریسٹ واچ اور مڈ فنگر میں ارجمند کی مردانہ رنگ جسکا اپنا نکھار تھا، جبکہ پوری لک ایسی توبہ شکن کے مڑ

کر ہر کوئی آج دلہے کو دیکھنا نہ بھولتا، دراز قد مضبوط سراپا، کھڑے خوبصورت نین نقش اور بھوری آنکھیں پھر چہرے پر تراشی شیو، جیل سپرے سے اک خاص تناسب میں میسی دیکھائی دیتے سر کے گھنے بال، دلکش ہونٹوں پر رقصاں مبہم سرشار مسکراہٹ، کہیں سے بھی تو آج ذیشان اگنور کرنے والا نہیں تھا۔

"بس سنبھال کر رکھنا اسے، تجھے اپنا دل نکال کر دے رہا ہوں۔ ہول رہا ہوں پتا نہیں تیرا پیار سہہ بھی پائے گی یا نہیں۔ شدتیں سہنا مہربان روحوں کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ مجھے بتا وہ تیرے ساتھ خوش رہتی ہے یا ابھی بھی گھبراتی ہے؟"

ارمان نے پرفیوم اٹھائے ذیشان کی گردن کی دونوں طرف ہلکا سا سپرے کرتے واپس ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے اسکی آنکھوں میں دیکھتے بے قراری سے پوچھا تو ذیشان کی مسکراہٹ دیکھنے لائق تھی۔

"میرے ساتھ وہ بس میری رہتی ہے، وہ مجھے ہر روپ میں عزیز ہے۔ تجھے ہولنے کی ضرورت نہیں ارمان، جتنا شدید پیار تو کرتا آیا ہے اسی پیار میں تھوڑے سے مطلبی ردوبدل کے بعد میں اسے دگنی شدت سے چاہوں گا۔ رہی بات اہم اہم والی۔۔۔۔"

اس سے پہلے یہ بہکا دلہا پٹڑی سے اترتا، ارمان کے خفت کے مارے کان لال پڑے۔

"بکواس مت کر۔ وہ نہیں پوچھا"

ارمان نے اسکی شرٹ کے کالر کو جماتے نظریں چرا کر جھاڑا تو ذیشان کے لب مسکا دیے۔

"پوچھ لے ناں۔ تجھے دہرا حق ہے"

ذیشان نے لہکتے ہوئے اکسایا تو ارمان نے ذیشان کی شریر نظریں دیکھتے سمائیل دی۔

"بتا۔۔۔ شرم تو تجھے آنی نہیں ہے"

ارمان کے اجازت دینے کا انداز وکھرا تھا۔

"وہ میرے ساتھ سکون میں آچکی ہے۔ آگے سمجھ جا۔ اب اتنا بھی بے شرم نہیں کہ اپنی اور زالے کی ہر بات تجھے بتا دوں۔ دیکھ تو میرا یار ہو گا پر سالہ بھی ہے۔۔ ہنہ"

وہ نخریلہ آج تو جان بنا ہوا تھا، نا جانے کیا ہوا کے ارمان نے بے اختیار زیشان کو اپنے گلے لگائے بھینچ لیا، یہ اک اظہار بھی تھا اور یہ ارمان کا اسے دعا دینے کا انداز بھی تھا، شکریہ کہنے کی اک ادا بھی تھی، ذیشان نے اس کٹھور دل سے یوں لگنے کے لیے بہت انتظار کیا تھا کیونکہ ارمان سب کرتا تھا، گلے لگانے سے خوف کھاتا تھا، اسے لگتا تھا جب ہم گلے لگتے ہیں تو اپنے چھپائے ہر ڈر، محبت کی ہر اس سامنے والے شخص کے لیے پالی شدت عیاں کر دیتے

ہیں اور آج سے پہلے تک وہ اظہار سے کوسوں دور آباد رہنے والا ارمان شیرازی تھا۔

"مجھے پتا تھا انیہ تجھے انسان بنا دے گی۔ تو نے مجھے گلے لگانے میں اتنی دیر کر دی کہ اب میں ایموشنل ہو رہا ہوں۔ میں نے تیرا ایسا گلے لگانا بہت مس کیا جانو ویر۔ تجھے یاد ہے سکول تک ہم ایسے ہی گلے ملتے تھے اور پھر۔۔۔۔"

آج ارمان کسی صورت ذیشان کو اداس ہونے نہیں دے سکتا تھا تبھی اسکی مضبوط بازوؤں کو جکڑے روبرو لایا۔

"اور پھر مجھے گلے لگانے سے خوف آنے لگا۔ محبت کرنی اور چیز ہے، جتانی اور، جبکہ نبھانی اس سے بھی مختلف ذیشان۔ میں نے یہ سب تجھ سے اور انیہ سے واپس سیکھا۔ میں سمجھتا تھا میرے ڈر میری ذات کا ناسور بن چکے ہیں پر مرہم کی یہی ادا نرالی ہے کہ جب وہ ملتا ہے، زخم کیا، زخم کے نشان تک کو مٹا دیتا ہے۔ میں بہت خوش قسمت ہوں جسے تجھ سا بھائی، یار اور ہمدرد ملا، جس

نے ہمیشہ میری طرف رہ کر مجھے حوصلہ دیا۔ میں اپنی زندگی میں ہمیشہ تیری موجودگی چاہتا ہوں۔ تو میرے اندر جگر کا کام کرتا ہے جسکے بنا میری زندگی کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ تو نے جس محبت، عزت اور مان سے زالے کو سمیٹا، میں دعا کرتا ہوں تیرے اور زالے کے آسودہ لمحے تم دو کی رضا تک ٹھہر جایا کریں۔ بہت سا پیار ایک دوسرے کو۔ میں بہت پیار کرتا ہوں تجھ سے ذیشو! تو دنیا کا بہترین یار ہے۔ اور دلاسا بھی۔"

آج جب ذیشان کی زندگی مکمل ہو رہی تھی تو جانو ویر نے بھی دل کے کونے کونے میں موجود حسرت کا توڑ اتنے بردرانہ انسیت بھرے اعتراف سے کر دیا کہ حدیں ختم ہو گئیں، ذیشان کی آنکھیں سچ میں اتنی شفقت و محبت پر رنگ بدل گئیں۔

انیہ نے سچ میں اس آدمی کو بدل دیا تھا۔

"مجھے رلانے کے پورے پلین بنا کر آیا ہے ناں تو۔۔ بول۔۔۔ ایسے کرتا ہے کوئی؟"

ذیشان نے شکوہ کنائی جتائی، ہاں دل تھوڑا دکھا بھی تھا۔

"نہیں کرتا۔ پر تو مستحق ہے۔ تو دنیا کے ہر سکھ کے لائق ہے۔ میں تجھے بتانا چاہتا تھا کہ تیری کیا اہمیت ہے"

ہاں وہ دونوں اک جان تھے پر کبھی کبھی رشتوں کی تازگی اور ان میں جان لوٹانے کو اظہار بہت ضروری ہو جاتا ہے، وہ پھر سے گلے لگے تھے، ذیشان حیدر کا سکون میں آنا ضروری تھا، ارمان اپنی زالے کی محبت کو دکھی چھوڑتا ایسا ممکن نہ تھا۔

روبرو ہوتے ارمان نے شفقت سے ذیشان کا ماتھا چوما۔

"میری روتو جان"

ارمان کا ہنس کر کہنا ذیشان کی بجلی بھی لوٹا گیا۔

"ہنہ میں کسی کی جان جون نہیں سوائے اپنی زالو کے۔"

جناب اترا کر واپس آئینے کی طرف پلٹ کر اپنے نکھرے سراپے کو تاڑنے لگے تبھی ارمان نے کمر میں زور سے مکا ٹھوکا۔

"لاڈ پیار کے لائق نہیں تو۔۔۔ مکا کھا۔ اور نکل آ باہر۔ مہمان تیرا دیدار کریں تاکہ۔۔ میں زالے کو دیکھتا ہوں۔ بیٹا اگر وہ زرا بھی ڈری لگی تو رخصتی کینسل کر دوں گا"

ارمان نے دلہے کو آج بھی دھمکانا شروع کر دیا جس پر ذیشان شر انگیز ہنسا کیونکہ زالے اس سے ڈرتی، ایسا اس نے چانس ہی نہ چھوڑا تھا۔

ارمان روم سے نکلا تو انیہ اپنا پستہ کلر میسکی ڈریس بمشکل سنبھالتی وہیں آتی رکی تو ارمان اسکو سر تا پیر دیکھ کر وارفتہ مسکرایا، یہ سب کڑیاں بھی سیلون سے آج اپسرائیں بن کر آئی تھیں۔

اور انیہ تو پہچانی ہی نہیں جا رہی تھی اور ستم کہ گرے لینز بھی چڑھا کر ارمان کی نقل کرنے کی پوری سازش کر چکی تھی، ارمان کی شرٹ کا کلر بھی بہت لائیٹ پستہ تھا تو سب کپلز نے آج میچنگ کی تھی۔

"یہ آنکھوں کا کیا حشر کیا؟ تمہاری اپنی اتنی پیاری ہیں"

ارمان نے انیہ کے کرل بالوں کو ہاتھ بڑھا کر چھوا اور سوال پر وہ دونوں ہاتھ ارمان کے کاندوں پر ٹکائے زرا روبرو ہوئی، ہیلز پہن کر اور قہر ڈھاتی برابر آنے کے چکروں میں تھی۔

"بس میرا دل چاہا کہ گرے آنکھوں کا مزہ لیا جائے"

وہ مسرور اور ہنگامہ پروری کے سنگ ارمان کے دل کے تار چھیڑ گئی۔

"وہ تو تم لیتی رہتی ہو۔ میری آنکھوں کا مزہ۔۔۔ دل کر رہا ہے تمہاری یہ ساری تیاری قطرہ قطرہ کر کے بگاڑوں۔ یہ لپ سٹک لانگ لاسٹنگ ہے؟"

ارمان اسکے سراپے سے اٹھتی، غیر محسوسانہ انداز میں چار سو حاوی ہوتی مہک میں مدہوش ہوئے آخری سوال انیہ کے عنابی لبوں کو تکتے کر گیا، انیہ بلش کی۔

" آپ کے میسنے جنون کے آگے اسکا لانگ لاسٹنگ ہونا بھی نہیں ٹک سکتا۔ کیا اتنی پیاری لگ رہی ہوں ؟"

وہ مخمور لہجے میں ارمان سے پوچھنے کے بیچ دبا دبا مسکرا رہی تھی۔

"ہاں تبھی تو ہل نہیں پا رہا"

وہ بدحواس لگا۔

" آج ہلنا ہو گا کیونکہ دس ہزار لگا کر آئی ہوں خود پر میری سمرن۔ یہ لپ سٹک شیڈ ہے بھی نہیں میرے پاس۔"

انیہ نے چہرے کے پاس ہوتے سرگوشی کی۔

"میں تمہیں دنیا کا ہر لپ سٹک شیڈ لا دوں گا۔ لیکن تمہیں ہمیشہ میرے لیے میسر رہنا ہو گا۔ ہر لمحہ"

انیہ کو اسکی دیوانگی پر پیار آیا، وہ دھیرے سے ارمان کے مضبوط سینے میں چھپی۔

"ہر لمحہ میسر ہوں۔ آپکے لیے دھڑکتی ہوں۔ آپ کے لیے اللہ نے مجھے دنیا میں اتارا۔ آپکے بچے کی ماں بننا صرف میرے نصیب میں ہے۔میں سب سے زیادہ آپکی ہوں ارمان۔ آپکے لیے میسر ہونے کو مجھے کسی شرط کی ضرورت نہیں۔جو آپکی خواہش، وہ میرے لیے جان کی طرح عزیز"

وہ خوبصورت دل والی ایسے اظہار کر کے ارمان کو کسی لائق نہ چھوڑتی تھی،خود ہی سینے سے نکلتی وہ اپنے ہونٹوں کو ارمان کے ہونٹوں کے زرا پاس مس کرتی شرما کر دور ہوئی تو موصوف اتراہٹ میں کچھ زیادہ پیارے لگے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔ آو زالے کی خبر لیں۔ بچاری کو آفت کا جہاں جو ملنے والا ہے۔ مل کر حوصلہ دیتے ہیں اسے"

اس بار دونوں کے چہروں پر شرارتی مسکراہٹ رقص کی تو دونوں ساتھ ہی زالے کے روم کی طرف بڑھے جو دادیوں سے پیار سمیٹنے کے بعد دلہن بنی اب علیحہ اور آلین کے ساتھ تھی، سلور کلر کے لہنگے میں زالے ڈائمنڈ کی ساری جیولری زیب تن کیے کسی ڈائمنڈ جیسی ہی لگ رہی تھی، اسکے ڈریس میں بھی خاص چاندی کے دھاگے اور کرسٹل موتی ستاروں کا کام تھا جو آلین نے خاص ذالے کی شادی کے لیے بنوایا، چونکہ وہ نازک سی تھی تو لہنگا زیادہ ہیوی نہیں تھا نہ دوپٹہ ، بس پوری شرٹ ایمپرائیڈ تھی، شرٹ تھوڑی پیچھے سے بیک لیس تھی مگر ڈوریوں سے بندھے ہونے کے سبب اور گھیرے دار دوپٹے کے کور نے اسے چھپا رکھا تھا، ناک کی بالی میں لٹکتے چھوٹے سے اک موتی نے الگ ہی آفت مچائی ہوئی تھی، جیولری بھی ہیوی نہیں تھی پر بہت

پیاری تھی، بال زالے نے میسی بن میں مقید کیے اسی بن پر دوپٹے کو اٹکائے سنبھال رکھا تھا۔

آلین جاہ نے ناجانے کتنی بار زالے کے اس روپ کا صدقہ اتارا۔

پھر ایک خوبصورت سا چوڑی دار بریسلٹ جو بلیک ڈائمنڈز سے جڑا تھا، زالے کی نازک کی کلائی میں خود پہنایا۔

"بہت پیارا ہے یہ ماموں"

زالے اسکی خوبصورتی پر فدا ہوئی۔

"تمہاری ممی کا ہے، شادی سے پہلے پہنتی تھیں، بہت پسند تھا یہ انھیں۔ جب تمہارے بابا کے ساتھ گئیں مجھے سوتا چھوڑ کر تو یہ میرے تکیے تلے اپنی نشانی رکھ گئیں، مجھے لگتا ہے تم اپنی ماں کی کوئی ایک نشانی ڈیزرو ضرور کرتی ہو۔ باقی انکی خوشبو تم سے ہمیشہ آئے گی اور وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی"

آلین جانتا تھا وہ اس موقعے پر اپنے پیرنٹس کو مس کر رہی ہے، تبھی تو اتنا پیارا گفٹ دے کر آلین نے اسکو دلاسا دیا، زالے نے اس بریسلٹ کو چھوما تو اسکی آنکھیں بھیگیں، وہ ماموں کی بازووں میں سمٹی تو علیحہ کی آنکھیں بھی زرا نم پڑیں۔

"اہم اہم میں آجاوں؟"

جلال کی انٹری پر سب ہی جذباتی ٹرانس سے نکلے، وہ قریب آیا اور جھک کر زالے کا سر چوما اور اسکی خنائی ہتھیلی کھولے وہاں ایشین کنٹریز ٹور پیکج دو ماہ کا ہنی مون گفٹ رکھتے مسکرایا، زالے نے نظر اٹھائی تو جلال نے اسے آنکھ ونگ کی، علیحہ اور آلین بھی مسکرائے۔

"خوب انجوائے کرنا میری گڈی۔ تم آلین کی طرح ہی مجھے پیاری ہو۔ اپنے کام وام چھوڑے بس تمہارے ولیمے کا زردہ کھانے رکا تھا سچی۔ ورنہ میرا یار تو میری ہی بہن لے اڑی۔ آپن تو مسکین غریب ہو گیاناں"

جلال کی حسرت پر وہ انکے بھی فورا گلے لگی، ہاں وہ جلال ماموں کا تھینکیو اس لیے بھی کرنا چاہتی تھی کہ اسکے ماموں کی خوشیوں کو واپس لانے میں انکا بڑا ہاتھ تھا۔

"مسکین غریب ہوں آپکے دشمن۔ میں ہوں آپکی فرینڈ۔ماموں کو اب علیحہ کے پاس رہنے دیتے ہیں"

وہ جلدی سے سبکی لاڈلی بن جاتی تھی، جلال کا سیروں خون بڑھا اور آلین کی محبت بھری دوستانہ نظریں بھی وصول کیں۔

"ڈن میر اپتر۔ میری دعا ہے روح زمین پر موجود ہر مخفی وعیاں راحت تمہارا اور ذیشان کا مقدر بنے۔ میر اچھوٹو سا بچہ۔"

جلال نے شفقت سے اسکا سر چوما تو وہ اتنی پیاری دعا پر آمین کرتی نم دیدہ مسکرائی، جلال مسکراتا باہر نکلا تو انیہ اور ارمان کی آمد مزید مسکراہٹوں کا سبب بنی۔

وہ لالہ کو دیکھتے فوراً سے انکے سینے لپک کر لپٹی تو انیہ، علیحہ تو مسکرائیں، آلین کے دل تک ٹھنڈک پہنچی، آج آنکھوں سے زالے کو ارمان کے گلے لگا دیکھے حقیقی سکھ ملا تھا۔

"ستارہ لگ رہی ہو"

ارمان نے اسکا سر چومتے پیار سے کہا تو وہ روبرو ہوتی بھیگی آنکھوں سے ہی ایسی انوکھی ستائش پر ہنسی۔

"وہ جو بیش قیمتی ہو، وہ جسکی چمک کبھی ماند نہ پڑے۔ جسے روشنی کے لیے کسی سورج یا چاند کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ میں نے زندگی میں جو مما کے بعد شدید محبت کی وہ تم سے کی زالے۔ میں نے تب سے تمہیں اپنی بہن مان کر پیار کیا جب تم اپنی ماں کی کوکھ میں تھی۔ تبھی میری تم سے محبت اتنی شدید تھی۔ ہاں تم وہ وجہ ہو کہ میں موت کے دیا نے کھڑا ٹوٹا سہا، زندگی کی طرف لوٹا۔ اپنے پیرنٹس کی موت بھول گیا۔ تمہارے ان ننھے ہاتھوں نے

مجھے جب چھوا، جب تم پہلی بار میری گود میں دی گئی۔ باخدا میں دنیا کا سب سے خوش انسان بن گیا۔ اتنی جلدی تمہیں رخصت کرنے کے بارے کبھی نہیں سوچا تھا پر ذیشان کو لے کر میں آنکھیں بند کیے پر سکون ہوں۔ وہ تمہیں سنبھالنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ کبھی بھی تنگ کرے وہ گدھا، بس چپ چاپ میرے پاس آجانا۔ تمہیں سمیٹ لوں گا اور اس گدھے کو سیٹ کر دوں گا۔ نظر نہ لگے اس روشن ستارے کو"

ارمان کے اظہار، اعتراف نے ان تینوں نفوس کو دنگ کیا، حیرتوں کے سمندر میں غرق کر دیا، کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔

"ل۔۔لالہ! میں بھی دنیا میں سب سے زیادہ پیار آپ سے کرتی ہوں۔ ممی سے بھی زیادہ"

وہ بھی تو دل و جان سے قربان تھی۔

"میرا بچہ! جانتا ہوں تبھی تو ہمیشہ تمہیں نظروں کے سامنے رکھا۔ تمہارے ناچاہتے ہوئے بھی۔ آباد رہو۔ آپ کا شکریہ آلین جاہ!"

وہ زالے کا ماتھا چومے اختتام میں آلین جاہ کی طرف متوجہ ہوا جس نے آگے بڑھ کر زالے کے دور ہوتے ہی ارمان کو اپنے گلے لگایا تو جیسے ماحول میں اک شفقت گھلی، انیہ نے زالے کو گلے لگایا۔

"ماموں کہہ سکتے ہو تم بھی۔ اتنے شیر جوان آدمی کا ماموں بننے میں مجھے زرا ہچکچاہٹ نہ ہو گی۔"

اف یہ آدمی کتنا پیارا تھا ناں، ساری زیادتیوں کو بھول کر گلے لگانا تو کوئی آلین جاہ سے سیکھتا۔

"ضرور کہوں گا۔"

وہ روبرو ہوا تو اف مسکراہٹ اسکی اوپر سے گرے آنکھوں کی چمک۔

زالے دگنی خوش تھی کہ آج اسکی حسرتیں ساری دم توڑ گئیں اور اب دل ہر فکر سے آزاد بس ذیشان حیدر ملک کا ہونے کو مچل رہا تھا۔

فائنلی یہ جذباتی سیشن مکمل ہوا تو آفتیں باہر نکلیں۔

فائنلی دلہا دلہن کی انٹری کا وقت آچکا تھا۔

زالے،علیحہ اور آلین کے ہمراہ پہلے باہر آچکی تھی اور ذیشان کے ممی بابا نے اس کو باری باری لاڈ پیار دیے،باقی ذیشان اور انیہ کی پوری فیملی نے ڈھیروں ستائش و پیار دیا مگر جب دلہے کی اپنے یار اور پارٹنر کے ساتھ انٹری ہوئی تو جیسے ہر ادھوراپن ختم ہو گیا تھا۔

آگ لگ گئی تھی،رنگ دہک گئے تھے،موسم گلفام ہو گیا تھا۔

انیہ اور ارمان باقی گیسٹس کی طرف گئے تو دلہا صاحب تو وہیں تھم گئے،اسکی آنکھیں زالے پر جو جا کر ٹھہر گئی تھیں۔

"اسکا حسن دیکھنے اور سراہنے کو مجھے دو مزید آنکھیں چاہیں! میسر دو تو اس لڑکی کی آنکھوں پر ہی رک گئی ہیں۔ یہ وہی لڑکی ہے جو میری ہے۔۔۔۔؟"

بھرے مجمعے میں جب وہ دلہن بنی سامنے آئی تو ذیشان حیدر ملک اک کونے میں کھڑا دیوار کا سہارہ لیے بڑبڑایا کے سب نے دلہن کو چھوڑ کر گردنیں گمائے صدمے سے لڑکھڑاتے دلہے کو دیکھا تھا۔

وہ ایسا دیوانہ تھا جو اپنی محبت کو دلہن کے روپ میں دیکھ کر بدحواس ہو گیا، کیونکہ وہ پہلی بار سجی تھی اور پور پور ذیشان حیدر کے لیے کسی ہیرے موتی کی شکل اختیار کر آئی تھی۔ وہ ایسا بوکھلایا، ایسا مبہوت ہوا۔

کہ اسکی بدحواسی دور کرنے کو وہ ساری رسموں سے پہلے ہی ذیشان کے آکر گلے لگی تھی کیونکہ موصوف دل پر ہاتھ رکھ کر ڈرا چکے تھے۔

ہر طرف جیسے فسوں پھیلا تھا، کچھ کی نظریں جھکیں، کچھ مسکرائے، کچھ ہوٹنگ کرنے لگے، ارد گرد کی پر تپش نگاہوں کو محسوس کیے زالے اپنی بے

اختیاری پر خائف ہوتی ذیشان سے جلدی سے دور ہوئی تو نظریں اٹھانا دوبھر ہوا۔

"یہ کیا کروا دیا آپ نے مجھ سے؟"

زالے کی آواز کانپی اور وہ اسے شرمندہ کیسے رہنے دیتا، زالے کا ہاتھ پکڑے وہ پلٹ کر سب مہمانوں کے بیچ بنے راستے سے گزرنے لگا جہاں فرشی آتش بازی چل رہی تھی، سر سے پھولوں کی پتیوں کی برسات ہو رہی تھی۔

"وہی جو میں کرنا چاہتا تھا۔ سب کے سامنے تمہیں گلے لگانا۔"

وہ اسکے ساتھ چلتا اپنی بدحواسی سے مکمل نکل چکا تھا، زالے کے پاس ابھی بھی سبکو دیکھنے کی ہمت نہ تھی، بیک گراونڈ پر رومنٹک میلوڈی میوزک تھا اور ہر آنکھ اس خوبصورت جوڑے پر رشک سے ٹکی تھی۔

"م۔۔ میں سب سے نظریں نہیں ملا پا رہی۔ اف ذیشان"

وہ سر تا پیر کانپی۔

"تم پورا ایونٹ مجھے دیکھ لینا"

وہ اسے مشورہ دیتا مسکرایا۔

"اتنی بے شرم ہوں کیا؟"

وہ اعتماد میں واپس آئی۔

"سب کے بیچ گلے لگی ہو آکر۔ کس رہ گئی تھی بس۔ پھر سرٹیفائڈ بے شرم کہتا تمہیں"

جب سبکی نظریں روشنی کے ہالے میں چلتے ان دو پر تھی اس لمحے یہ آدمی اپنی بے باک گفتگو سے زالے کے کانوں سے دھواں نکالنے کے در پر تھا۔

"خدا کی پناہ! گلے لگنا کیوٹ ہے"

وہ خود کو تسلی دیتی پیاری لگی۔

"کس کیا ہے؟"

وہ برا چھیڑ رہا تھا۔

"پردے کی چیز"

زالے نے ہمت کی سب کی طرف دیکھا تو سبکی آنکھوں کی محبت مزید تسلی بنی۔

"آئی وانٹ کس ناو۔۔۔میری ٹھرک چیک کرو"

وہ اسکی بات پر گھبرا کر اسکی طرف دیکھنے لگی جو ٹھرکیوں کا باپ لگا۔

"ذیشان خدا کے لیے۔جب مل گئی تو جی بھر کر کر لیجئے گا۔آگے ہی میں گلے لگ کر آکورڈ سچویشن میں پھنسی ہوں"

وہ ڈانٹ کر واپس نظریں پھیر گئی۔بس سٹیج آچکا تھا۔

"جی بھر کر؟آریو شیور؟"

وہ لوگ اب سٹیج پر حاکم تھے، ہر کوئی اس نظر لگ جاتے حسین کپل کو دیکھنے میں مصروف دعاوں کے خزانے دان کر رہا تھا۔

"جی۔ فار ہیڈ کس تک کی اجازت نہیں۔ پلیز منت کرتی ہوں"

زالے نے دبئ سی ساتھ کھڑے ہی سر گوشی کی تو ذیشان کی محظوظ مسکراہٹ کتنوں نے دیکھی۔

" آج لاڈ نہیں ہوں گے۔ آج بس میری دیوانگی دیکھو گی تم۔ میں بہت ایکسائیڈ ہوں۔ ہاتھ پکڑ لو تا کہ تھوڑا سکون میں آوں"

زالے نے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کے گرد دبتا محسوس کیے بھاری سانس لی کیونکہ وہ کچھ زیادہ ہی جان کو آ رہا تھا۔

پورے فنکشن کے بیچ زالے کا دل جگہ پر نہ آیا، خود کو ذیشان کی نظروں میں محسوس کرتی رہی، ارمان کا دل تو تھا گولی والا بدلا لینے کا پر اسے ذیشان بنا کچھ پیے پلائے ہی ٹیلنٹڈ لگتا تھا تبھی جانے دیا۔

ہر کوئی بہت خوش تھا، یہ شادی سچ میں آلسن کی شاندار شادیوں میں ایک ثابت ہونے والی تھی کیونکہ ہر چیز بہت دلربا تھی، آلین جاہ کی لاڈلی فائنلی اور آفیشلی زیشان کی ہو گئی تھی۔ زہے نصیب!

..________________________..

رسموں کے بعد فائنلی ذیشان کے حوالے اسکی زالے کر دی گئی، تمام لیڈیز نے زالے کو روم تک پہنچایا جو ڈریس کے بوجھ سے تھک چکی تھی، دادیاں اور ساسوماں کے جانے کے بعد بس علیحہ اور انیہ تھیں زالے کے پاس جبکہ باہر مرد خضرات ابھی ذیشان کو چھوڑنے کے موڈ میں نہ تھے اور یوں بیٹھک لگی تھی جیسے صبح تک وہ لوگ نہ تھکنے والے ہوں نہ ہلنے والے۔

"یار مجھے اس ٹبر سے بچا کر نکال ناں۔ میرے کانوں سے خون نکلنے لگا ہے انکی سٹوریاں سن سن کر"

ارمان بھی وہیں تھا پر اپنی دہائی بولنے کے بجائے ذیشان نے میسج کر کے ارسال کی۔

"مجھے گولی دی تھی ناں۔ جس سے میری نائیٹ برباد ہوئی۔ بیٹا ان رشتہ داروں کو بھی وہی ریوینج گولی سمجھ۔ میں کہتا ہوں انیہ کو کہ زالے کو کہے کہ چینج کر کے سو جائے"

ارمان نے بچارے دلہے کی دکھتی رگ ہی نوچ لی۔

"جانو ویر قسم سے کچھ ہو جائے گا مجھے۔ نا کر ظلم مجھ معصوم پر۔ نکال ناں مجھے ان جونکوں کے بیچ سے۔"

بچارا دہائیوں پر اتر اتو ارمان کو کچھ ترس آیا تبھی بہانے سے وہ ذیشان کو تمام میلز کے بیچ سے نکال کر لے گیا، وہ لوگ سیدھے روم کی طرف گئے اور تبھی علیحہ تو ذیشان کو پیار سے دیکھتی کمرے سے نکل گئیں پر انیہ دروازے میں ڈان بن کر رکی تھی۔

ذیشان نے بیچارگی سے انیہ اور پھر پلٹ کر ارمان کو دیکھا۔

"اب یہ کیا ہے؟"

ذیشان نے مظلومیت کی انتہا کی۔

"جیب خالی کرو میرے ویر۔ مفت میں زالے تھوڑی ملے گی"

انیہ نے ہاتھ پھیلائے آرڈر لگایا تو ذیشان نے اپنا والٹ جس میں کریڈٹ کارڈ بھی تھا نکال کر انیہ کی ہتھیلی پر رکھا۔

"تو سب لے پر مجھے جانے دے۔ اور تم دونوں بھی نکلو شاباش۔ خبردار اب کسی نے ہمیں ڈسٹرب کیا"

وہ چلتا کرنے کے چکر میں تھا جب ارمان نے اسکا عقب سے گریبان دبوچے گھسیٹ کر کمرے میں گھسنے سے روکا۔

"پورا جاہ مینشن جاگ رہا ہے اور تجھے اپنی پڑی ہے۔؟"

ارمان نے غیرت دلانی چاہی۔

"میری طرف سے سبکو نیند کی گولیاں کھلا دے ویر، فائر کر دے آنسو گیس پر مجھے جانے دے"

انیہ اور ارمان نے بچارے کو مزید تنگ نہ کرتے جانے کی اجازت دی کیونکہ اب دلہے کا اتنا صبر آزمانا بھی ٹھیک نہ تھا۔

"تنگ کیا تو چھوڑوں کا نہیں تجھے۔۔۔ جا کیا یاد کرے گا۔"

ارمان جاتے جاتے بھی دھمکی دیتا گیا پر انیہ نے اسے بیسٹ آف لک کا اشارہ کرتے ضرور گدگدایا تھا۔

دونوں کے جاتے ہی ذیشان روم کا ڈور کھولتے اندر داخل ہی ہوا کہ نظر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی زالے پر گئی، ذیشان نے اپنا بلیذر عجیب سی گرمی محسوس ہونے پر وہیں اتار کر میٹرس پر پھینکا تو زالے جلدی سے پلٹی اور تبھی ذیشان کو اپنی شرٹ کے کف لنکس نکال کر بازو فولڈ کرتا اور خود کی

طرف بے خودی سے بڑھتا دیکھے وہ ڈریسنگ کے ساتھ ڈر کر جا لگی، اتنی ٹھنڈک تھی کہ زالے کے پیر اب ہیلز میں برف ہو رہے تھے پر اس آدمی کو ٹھنڈک کا احساس ہونا ختم تھا۔

"ذیشان۔۔۔"

وہ اسکے پاس رکنے پر بے اختیار بھاری اور گھٹی سانس کے سنگ پکاری تو ذیشان نے دونوں ہاتھ اسکے رخساروں سے جوڑتے بنا کسی سوال جواب کے زالے کا ماتھا شدت سے چوما تو زالے کے جسم کی لرزش زرا قابو آئی۔

"زالے! تمہیں کھا جاوں گا آج۔"

وہ روبرو ہوتے اسکے ماتھے سے ماتھا جوڑے آنکھیں بند کیے بڑبڑایا پر وہ لب دباتی مسکرائی۔

"پہلے مجھے اس ڈریس سے آزادی دیں پھر جیسے کھانا ہے کھالیں۔ میں گر پڑوں گی ذیشان۔"

وہ مسکراتے مسکراتے روہانسی ہوئی تو ذیشان نے اسے زرا خود سے دور کیا۔

"تمہارے لیے سنپل سا ڈریس بھی لیا تھا آج کے لیے، پتا جو تھا اپنی نازک جان کا۔ خود چینج کر لو گی یا میں کرواوں؟"

ذیشان نے اسکے میسی بن پر اٹکے دوپٹے کو زالے کے وجود سے دور کرتے میٹرس کی طرف اچھالا تو زالے خود ہی ذیشان کے جب آگے پلٹی تو ذیشان اسکی دودھیا کمر پر ڈوریوں کے دھنسے جنجھال پر جھرجھری لے بیٹھا۔

"اتنا ظلم؟"

وہ اسکی کمر کے بالائی حصے پر جھک کر ہونٹوں کے لمس بکھیرتا سرگوشی میں بولا تو زالے کسمسائی کیونکہ ذیشان اسکی گردن کے پچھلے طرف ہونٹوں کی شدت بڑھا گیا۔

"ان ڈوریوں کو کھول دیں"

وہ بھاری سرگوشی میں بولی تو ذیشان نے اسکے کندھے کو چومتے زرا پیچھے ہو کر وہ ساری ڈوریاں اک اک کر کے کھول دیں، زالے کی شرٹ اب بس پیچھے کی ہک اور تھوڑی سی ذیپ پر اٹکی تھی، ذیشان نے اسے اپنی طرف پلٹایا اور اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھائے ہاتھ بڑھا کر اسکی شرٹ کو گلے سے زرا ہٹاتے ہی اسکی گردن کو دیوانگی سے چومنے لگا جس پر زالے نے اسکے بالوں کو مٹھی میں لے کر کھینچا۔

"تم انچ انچ ہونٹوں سے سراہنے لائق ہو"

اسی مدہوشی میں وہ اسکے رخسار تک آیا پر وہ ہونٹوں پر جھولتا موتی رقیب لگا تو دروازے پر ہوتی دستک ولن۔

زالے نے جلدی سے اپنی کندھوں اور گلے سے ڈھلکی شرٹ سنبھالی۔

"ذیشان! میں جاہ مینشن کمفرٹیبل نہیں۔ بہت لوگ ہیں یہاں"

اس سے پہلے وہ دروازے کی طرف جاتا، زالے نے اسکے گریبان کو دبوچ کر روکتے اسکی گال سے گال لگاتے منت کی۔

"ویٹ آمنٹ جاناں"

زالے اسکے سمجھانے پر جلدی سے اسکو چھوڑے ڈریسنگ ٹیبل سے اترتی اپنا دوپٹہ اٹھائے اپنے گرد لپیٹ گئی تو ذیشان نے اسے دیکھتے ڈور کھولا تو سامنے ذیشان کی ممی تھیں، وہ کچھ سپیشل دعائیں دینے آئی تھیں۔

ابھی انکو رخصت کیا کہ پھر سے دستک ہوئی۔

اب بھابھی آئی تھیں اور ایسا جب تین چار بار ہوا تو ذیشان نے دروازہ ہی ان لاک رہنے دیا اور زالے کے پاس آیا۔

"ہم چل رہے ہیں۔ لیکن یہ ناک کی بالی مت اتارنا نہ جیولری نہ ڈریس۔ میں خود اتاروں گا۔ گاڑی میں ملو مجھے باہر۔ چادر اوڑھ لینا بس"

ذیشان نے اسے سنجیدگی سے تاکید کی اور اپنا بلیزر اور ڈریسنگ پر رکھی گاڑی کی چابی لیے وہ کمرے سے نکلا تو زالے نے بھی جلدی سے چادر جا کر کبرڈ سے نکالی اور خود پر اوڑھے وہ باہر نکل گئی۔

دونوں رازداری سے جاہ مینشن سے نکلنے کے بعد ایک دوسرے کو دیکھ کر شرارت بھرا مسکرائے۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

گو جسم سے اٹھتی سرد لہریں زالے کو گدگدا رہی تھیں پر وہ ایکسائٹڈ تھی۔

"یہ سرپرائز ہے جاناں۔"

وہ آج پر اسرار ہنڈسم بنا ہوا تھا، زالے نے ہاتھ بڑھا کر ذیشان کے تھائے پر سہلایا تو ذیشان نے سرسری سی نظر خود کی طرف دیکھتی زالے پر ڈالی اور گاڑی بریک لگا کر سڑک کنارے روکتے ہی اسکو بازو سے پکڑے اپنی طرف کھینچ گیا، زالے کانپ سی گئی۔

"ڈونٹ ٹچ می لائک دس، کچھ کچھ ہوتا ہے۔ تم چاہتی ہو میں یہیں نگل جاوں تمہیں؟"

وہ اسکے ہونٹوں تک جھولتا وہ موتی گھورتے شدید جنونیت سے بولا کہ زالے تک سہم گئی۔

"ن۔۔نہیں۔بس آئی وانٹ ٹو ہگ یو"

وہ جلدی سے اسکے گلے لگی، ذیشان نے اسکو اپنی بازووں میں بھینچ ڈالا، رگ رگ میں مانو سکون سرائیت کیا تھا۔

"میں تمہیں چھونے کو مر رہا ہوں۔ایسی کیفیت ہے میری زالے۔"

وہ اسکی آواز کی ہانپ پر مزید کانپی تھی، پر ذیشان نے ترس کھاتے اسے رہائی دے دی۔

"ایسے مت کہیں۔میں ہوں ناں۔۔۔آپ مجھے چھوسکتے ہیں"

وہ اپنی نوز کی بالی اس سے پہلے کھینچتی، ذیشان نے اسکا ہاتھ روکا۔

"یہاں نہیں زالے! رحم کھاؤ خود پر"

وہ اسکی تنبیہہ پر لرزتی ہوئی پلکیں جھکا گئی۔

تبھی ذیشان نے اسکی گال چومتے دور کرتے اسکا سیٹ بلیڈ فکسڈ کیا تو اسکی گال سے گال زور سے رگڑی، زالے کو یوں کرے وہ اپنے لیے تڑپا چکا تھا۔

"مت کریں ذیشان"

وہ روہانسی ہوئی تو ذیشان اس سے دور ہوا۔

"آج بہت کچھ کروں گا۔ ویٹ اینڈ واچ میری جان۔"

وہ واپس سیدھا ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا پر زالے سے اپنا آپ سنبھالنا دوبھر کر گیا تھا۔

آدھے گھنٹے کی ڈرائیو پر وہ لوگ فائنلی منزل پر پہنچ آئے تھے۔

ذیشان نے گاڑی روکی اور خود باہر نکلے وہ زالے کی طرف آیا اور ڈور اوپن کرے اسکی مخملی ہتھیلی، ہاتھ میں جکڑی اور باہر نکالا۔

"ذیشان!"

بے ساختہ زالے کے ہونٹوں سے سامنے کا منظر دیکھے اس کا نام نکلا جو زالے کی زندگی میں آیا ہی سرپرائز بن کر تھا، جاہ مینشن میں کوئی انکو سکون سے ایک دوسرے کے پاس ٹکنے نہ دے گا اسکی جناب کو پہلے ہی خبر ہوگئی تبھی تو اس نے زالے کے سٹے ہاوس کو اپنے اور زالے کے لیے ڈیکوریٹ کروایا، دور دور کسی زی روح کا نام ونشان نہ تھا، اوپر سے حسین سرد رات، ملن کی رات اور وہ بھی اتنی حسین جگہ جو زالے کے لیے فیورٹ جگھوں میں شامل تھی۔

"میں نے کہا تھاناں مجھے موقع ملے تو میں یہاں رات بسر کروں، بس مل گیا موقع۔ آجاو"

وہ مبہوت و حیران سی ذیشان کا ہاتھ پکڑے جیسے ہی اندر داخل ہوئی، پورا سٹے ہاوس سفید، سرخ اور کالے پھولوں سے سجا تھا، لائٹنگ بھی تھی جن میں یہی تین رنگ تھے پر ملگجی پن اور فسوں ہنوز کمرے کی فضا میں تحلیل تھا۔

وہ اپنے سٹے ہاوس کو پہچاننے سے قاصر تھی، وہ گلاب کی طرح مہک رہا تھا، زالے اور ذیشان کے سراپوں سے اٹھتی مسحور کن مہک میں لپٹا تھا۔

زالے تب ہوش میں آئی جب اپنا آپ ذیشان کی بازووں میں محسوس ہوتے اس دلبر کے سینے سے جڑا لگا۔

"یہ بہت بڑا سرپرائز تھا، لیکن اس سے کم جو آپ کے میری زندگی کے بعد دل میں آنے پر ملا مجھے۔ آپ نے میرے ہر احساس کو ایسے سنبھالا کہ مجھے ہر لمحہ آپ سے پیار ہونے لگا ہے ذیشان۔ میں سچ میں آپکے ساتھ یہاں

بہت ساوقت گزارنا چاہتی تھی اور یہ خواہش تب کی جب ہم یہاں پہلی بار آئے تھے۔ آپ میرا دل پڑھ لیتے ہیں؟"

وہ اسکے سینے لگی بھاری پڑتی سانسوں کے ساتھ سب کہنے کے بعد اختتام تک ذیشان کے روبرو ہوئی جو آج دیوانگی کا جہاں لگ رہا تھا۔

"تمہیں، تمہاری آنکھوں کو۔ جسم کو، روح کو۔۔ سبھی کو پڑھ لیتا ہوں۔ تمہیں یہاں میرے ساتھ اکیلے ڈر نہیں لگ رہا؟"

ذیشان نے اسکو گھیر کر اپنے قریب سرکایا جو آج آفتوں کے دور میں جو سکون کا پل ہوتا ہے اسکی مانند لگ رہا تھا، جسکے حصار میں آتے ہی سب سکون آور بن جاتا ہے۔

"ڈر کبھی کبھی نبھائے یاد لائے جاتے مان کے نیچے کہیں رہ جاتے ہیں۔ آج وہی کیفیت ہے۔ جب آپ نے میرے لیے بلیک روز لیے تب آپکے ہاتھ کیوں کانپے تھے ذیشان؟"

وہ یہ یاد دلا کر ذیشان کو کسی اور ہی ٹرانس میں لے گئی۔

"آہہ زالے! یہ ہاتھ اس لیے کانپے تھے کہ میں تمہارے آس پاس تب بھی کچھ سیاہ برداشت نہیں کر پایا تھا۔ میں تمہارے چار سو روشنی اور اجالے کا خواہش مند تھا، ایسے میں کالے پھول ہی سہی، مجھے خوفزدہ کر گئے کہ یہ کالے ہیں تو کہیں میری تم سے جڑی خواہشوں پر حاوی نہ ہو جائیں۔"

اپنے ان لمحات کے احساسات بتاتا ہوا وہ اپنے ہر تاثر سمیت زالے کے دل میں اتر گیا۔

"پھر ہوئے حاوی؟"

وہ مسکرائی، دھڑکنیں روکتا ہوا اس لڑکی کا مسکرانا۔

"نہیں میں تمہیں سفید سے سرخ تک گھسیٹ لایا۔ دیکھی میری چالاکی۔"

وہ خوشی و سرور سے مسکایا تو زالے نے جلدی سے اس کا چہرہ اپنے حنائی ملائم مہکتے ہاتھوں میں بھرا۔

"دیکھی پر صرف آپکی محبت۔۔۔"

وہ یقین دلاتے کتنی خوبصورت لگتی ہے اسے ذیشان کسی ترازو یا پیمانے میں نہیں رکھ سکتا تھا۔

"تمہارے یہ ہاتھ۔۔۔انکے چھونے کی قوت مجھے روح تک جھنجھوڑ دیتی ہے"

ذیشان نے دیوانگی سے اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے اپنی گردن میں ان بازووں کو حائل کرے زالے کو اسکے ویڈنگ ڈریس سمیت اپنے سینے سے لا جوڑا جو دونوں کے بیچ ابھی کافی بے چینی اور دوری پھیلانے کا موجب تھا۔

"بس ہاتھوں کی؟"

زالے نے برا منایا، وہ پوری پاس تھی تو بس ہاتھوں کی ستائش کیسے سہتی، ذیشان کا دل اش اش کر اٹھا۔

"اور بھی ہیں قوتیں؟"

ذیشان نے معنی خیز نگاہیں زالے کے خوبصورت چہرے پر پھیرتے اسکی ناک کی بالی اور اس میں لٹکتے سفید موتی کو ہونٹوں میں لیتے ہلکا سا کھینچا تو وہ ناک سے نکل کر زالے کے کان میں پہنے ائیر رنگ کے ساتھ لٹک کر گردن کے پاس جھولنے لگی۔

"ڈھونڈ لیں، میں نہیں بتاوں گی"

زالے نے چہرہ پیچھے ہی کرنا چاہا جب ذیشان نے وہ گلاب ہونٹ اپنی سانسوں کی حدت اور ہونٹوں کی قید بنا لیے، گردن کے ساتھ لٹکتی ناک کی بالی احتجاج کرتی رہ گئی کہ کچھ دیر پہلے تک زالے کے ہونٹوں پر وہ حاکم تھی پر اب ذیشان حیدر ملک تھا۔

وہ یہاں اپنے ہونٹوں کو استعمال لا کر ہی آج زالے پر سے ہر مصنوعی رنگ اتارنے والا تھا، اور اپنے رنگ برسانے والا تھا، زالے نے اسکے سینے پر مخملی سا دباو روکنے کو نہیں بلکہ ذیشان کو اجازتیں دینے کو ڈالا تھا، وہ دور ہونے کے فیصلے پر رضامند تھی پر دل کا کیا کرتی جو آج ذیشان کی ہر خواہش کے آگے قبل از وقت ہی سر خم کیے بیٹھا تھا۔

"تم آج بلکل بھی نہیں روکو گی مجھے ؟"

وہ خود ہی زرا اپنے آپ کو روک گیا، اسکو زالے پر اتنی رضامندی پر پیار آرہا تھا۔

"روک کر کیا کروں گی؟ بہت روک لیا"

وہ سانسیں استوار کرے نظریں زیرک کر گئی۔

"کسے ؟ مجھے یا خود کو"

وہ اسکا چہرہ اوپر اٹھائے آنچ دیتے لہجے میں بولا توزالے کچھ کہہ نہ سکی۔

"ہم دونوں کو۔"

باہمی جبر کا ذکر کرتے وہ ذیشان کو جکڑ گئی، وہ سچ میں آج بنا کچھ کیے ذیشان پر طاری تھی تو اسکی پیش رفت کو سراہتی مخملی موجودگی ذیشان کی حرارت بڑھا گئی تھی۔

"اسے اتارو یہ مجھے تمہیں فیل نہیں کرنے دے رہا۔ تم مجھے اپنی چھاوں، آنچل، لباس سب سمجھ لو۔ پر اسے اتارنے دو جاناں۔۔۔۔ میں تمہیں بھرپور محسوس کرنا چاہتا ہوں"

وہ اسکی چادر اور دوپٹے کو اتارنے سے پہلے اجازت لینے میں مچلا توزالے نے اسکے کہتے ہی اپنے ہاتھ پیچھے لے جاتے دوپٹے اور چادر سے خود کو آزاد کیا تو وہ ڈھلک کر زالے کے کندھوں پر آرکے۔

ذیشان نے اسکے وجود سے وہ دونوں ہٹاتے میٹرس کی طرف اچھالے اور زالے کی کمر تک ہاتھ لے جاتے ہک کو کھولنے کی جسارت کی تو زالے اسکے سینے میں سمٹ گئی۔

"رک تو جائیں"

وہ جھینپی سی بڑبڑائی۔

"رکنے کا موقع نہیں میری جان۔"

وہ اسکو بھرپور اپنا بنانے کو بہت بیتاب تھا۔

"بہت سارا پیار کرنا ہے مجھے آپکو۔ اتنی جلدی ہوش مت اڑائیں۔"

وہ بڑھتے تقاضوں کے لیے اپنا آپ کمزور جان رہی تھی تبھی تو التجا کر بیٹھی۔

"آہاں! آج میری چھوٹی سی بیوی پیار کرے گی مجھے۔ یہ سچ میں خوبصورت ہے ناں زالے۔"

وہ روبرو اسے لائے اسکی گردن سے وہ مہنگے زیور اتار کر ایسے پھینک رہا تھا جیسے وہ کچرا ہوں اور زالے کی خوبصورتی کو چھپانے کی کوشش میں مجرم بن گئے ہوں۔

"بہت خوبصورت! یہ دن اگر اچانک آتا میں کبھی آپکو قبول نہ کر پاتی لیکن آپ نے مجھے پہلے اپنی عادت ڈالی، پھر محبت میں مبتلا کیا، پھر میرے اندر اپنے لیے بے قراری اور تڑپ جگائی۔"

وہ مسرور تھی، ذیشان نے اسکے وجود سے ہر زیور دور کیا بس وہ بریسلٹ رہنے دیا۔

"کیونکہ میں چاہتا تھا ہم جب ملیں تو بس ایک دوسرے کی روح تک تحلیل ہو جائیں۔ رہی سہی ہر دوری سمٹ جائے۔ تمہارے جسم کی خوشبو مجھ پر اور میرے جسم کی خوشبو تم پر مسلط ہو جائے۔ ہماری سانسیں ایک دوسرے کے بنا ادھوری ہوں۔ ہمارے ہونٹ ایک دوسرے میں جذب ہو

جائیں، میرے ہاتھ تمہارے جسم کے ہر زاویے و تناسب کو ماپ لیں، میرا دل ٹھیک تمہارے سینے میں دھڑکتے دل کے ساتھ دھڑکنے لگے زالے اور تب میں تمہیں اپنے پاس لاؤں۔۔۔اور دیکھو میری ساری چاہتوں کا صلہ"

زالے کے ایکسٹنشنز میں سمٹے جوڑے کو کھولے وہ زالے کے کندھوں تک آتے بال کھولتا ان میں انگلیاں پھیرے الجھائے زالے کی گردن کی ابھری رگوں پر ہونٹوں کو رگڑنے لگا، اسکی گردن کی گھبراہٹ میں چھوٹتی نمی زبان پر لی تو جیسے نشہ بڑھنے لگا۔

"دیکھ رہی ہوں۔اور ممکن ہے کچھ مزید لمحوں میں بس آپکو محسوس کرنے کی قوت ہی ہر حس پر حاوی ہو جائے گی"

وہ اسکے گریبان کے گرد مٹھی جکڑتی سانس بھرتی روبرو ہوئی تو ذیشان نے اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر اسے پھر سینے سے لگاتے اسکی پھولی سانسیں

جکڑیں، وہ نرمیوں، مہربانیوں اور شدتوں کے بعد شر انگیزیوں اور شیطانیوں پر اترنے لگا تو زالے کا دم اور حوصلہ دونوں تھمنے لگا۔

"چینج نہیں کرو گی؟"

زالے کو ہتھیار ڈالتا محسوس کیے ذیشان نے اسکی پشت لاڈ سے سہلاتے فاصلہ سمیٹا۔

"ناں۔۔ مجھے آپ سے زرا دیر بھی دور نہیں ہونا۔"

وہ کسی صورت اس شخص کے طاری کیے خمار سے نکلنے پر راضی نہ تھی۔

"تمہارا ڈریس چبھ رہا ہے مجھے"

ذیشان نے آنکھ مارتے سرگوشی کی تو زالے کے ہوش پکڑتے ہی گال دہکے۔

"جو کرنا ہے کریں ڈریس کا پر مجھے دور نہیں کریں"

وہ خود پر اختیار دیتی پھر سینے لگی تھی۔

"سب کچھ کر لوں؟"

اک آخری اجازت لی گئی۔

"سب کچھ میں کیا کیا ہو گا؟"

دل سے لگے ہی ایسے آفت خیز سوال سے وہ ذیشان کو مسکراہٹ بخش گئی۔

"جو جو میرا دل چاہے گا، جو میری خواہش ہو گی"

وہ اسے سینے کی راحت بخشے مدہوش کن الفاظ کا سحر طاری کر رہا تھا جبکہ زالے زرا چہرہ اسکے سامنے لائی۔

"اور میری چاہت و خواہش؟"

محترمہ کے سوال میں اک شرارہ تھا۔

"کیا وہ مجھ سے مختلف ہو سکتی ہے۔ تم ہمارے اس رشتے کو مکمل کرنا چاہتی ہو؟"

سب سامنے تھا، رضا، مرضی، اختیار پھر بھی وہ زالے سے اجازت طلب کر رہا تھا، زالے اسکی نظروں کی گرمائش محسوس کن حد تک اپنے اندر اترتی محسوس کر رہی تھی۔

"میں ہمارے اس رشتے سے آبسیسڈ ہوں ذیشان۔ انتہائی رغبت ہے مجھے آپکے ساتھ سے۔ آپکا ہونا، میرے پاس ہونا نعمت ہے، آپکو پتا ہے آپ چاہے جانے کے لائق ہیں۔ اس لیے نہیں کہ آپ ہنڈسم اور چارمنگ کے ساتھ ایک کامیاب بزنس مین ہیں، یا آپکی پرسنالٹی چارمنگ اور پرکشش ہے، بلکہ اس لیے کہ آپ نے میرے لیے خود کو پورا بدل دیا۔ اپنا شوق تک چھوڑ دیا، کوئی نہیں کرتا ایسے۔"

وہ مسکرا رہی تھی، یا شاید ذیشان کی قربت میں لپٹ کر اپنے ڈر دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"یہ باتیں کرنے کے لیے پوری زندگی ہے۔ جاو چینج کرو جا کے۔"

ذیشان نے زالے کے دونوں گال کھینچتے مطلبی سے لہجے میں جتایا تو زالے خوامخواہ گلاب ہوئی۔

"مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے"

زالے نے اسکے ہاتھ کو پکڑتے کانپتے ہوئے قریب سرک کر بتایا۔

"میرے ہوتے ہوئے بھی؟ کیا آگ جلانے کی ضرورت ہے زالے؟"

وہ آتش دان میں ادھ جلی اور کچھ سلامت لکڑیوں کے ڈھیر کو سرسری تکے زالے کی برہنہ کمر پر اپنے دونوں گرم ہاتھ پھیرنے لگا جیسے اسکے جسم کی کپکپاہٹ مٹانے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کونسی آگ کی بات کر رہے ہیں۔ آج میں تھوڑی ڈبل مائنڈ ہوں تو کلئیر پلیز"

زالے نے اپنے دوسرے ہاتھ کو ذیشان کے سینے پر رکھا تو جیسے ذیشان حیدر ملک کے دل کی ساری جان زالے کی ہتھیلی میں آ گئی ہو۔

"تمہیں کیا بتاوں تم مطلبی سی بہت پیاری لگ رہی ہو۔ چلو چینج کو چھوڑو۔ میں آگ جلاتا ہوں تم کافی بناو"

زالے کو اپنے ساتھ لگا تا وہ اپنی تاکید سے اسے مسکراہٹ دے گیا جو ذیشان کے ساتھ چلتی دوسری طرف بنے کافی میکر کی طرف بڑھی جبکہ ذیشان نے لکڑیوں کی نمی چھو کر چیک کی پھر وہیں رکھے لائٹر سے وہاں موجود لکڑیوں کے چھلکوں کو آگ لگائی جو جب تک جل کر بجھے، لکڑیوں کو سلگانے میں کامیاب تھے، دھواں چمنی سے ہو کر اس ریسٹ ہاوس میں پھیلنے کے بجائے باہر نکلنے لگا اور اندر بس حرارت چھوٹنے لگی۔

ریسٹ ہاؤس کے چاروں اور پھیلی خنکی سمٹنے لگی، زالے نے دو مگ تیار کیے اور ملک پاوڈر اور شوگر ایڈ کیے کریمی کافی بنائی کیونکہ اس وقت اسکا موڈ کسی کڑواہٹ پر آمادہ نہ تھا۔

دونوں مگ جب تک لیے وہ پلٹی، ذیشان نے بھڑکتی آگ کی طرف دھیان دلوایا جسے دیکھتے زالے نے دونوں مگز میز پر رکھے واپس اٹھتے ذیشان کے پاس جاتے اپنے قدم روکے۔

وہ اسکے پاس آتے ہی بازو وا کیے اسے خود میں سمیٹ گیا۔

"اب بہتر ہے؟"

زالے اسکے سوال پر سر ہلا کر بنا آنکھیں جھپکائے بس ذیشان کو دیکھے جا رہی تھی۔

"مجھے بہترین چاہیے۔۔ کیا سچ میں مطلبی زالے بری نہیں لگ رہی؟"

وہ اسکے مزید نزدیک سرکتی واپس سے ذیشان کی بہکی نظروں سے آنکھیں چرا لیتی لپٹی جسکی جان لیوا موجودگی سارے صبر و برداشت پر کاری وار ثابت ہو رہی تھی۔

"تمہیں آج تک میں مطلبی برا لگا ہوں؟"

سوال شر انگیز تھا، وہ روبرو ہوئی اور مسکرا کر ذیشان کو دیکھا۔

"کبھی نہیں۔ میں سچ بتاوں تو خوش ہوتی تھی۔"

راز کی بات عیاں کرے وہ اڑا سا مسکائی۔

"تم مجھے بہکا رہی ہو۔"

جناب کی بس ہونے لگی تھی، گویا چھونے میں، پکڑنے میں، حصار نے میں جنونی شدت گھل رہی تھی۔

زالے نے آگے بڑھ کر ذیشان کی دائیں گال پر اپنے ملائم ہونٹوں کو جوڑا، پھر ایسی ہی محبت بھری مہر ذیشان کے صبیح ماتھے پر سجائی، وہ اسکی شدت پر دنگ تھا، اسکی حلاوت خیز نرمیاں ذیشان میں سرور انڈیل رہی تھیں۔

وہ اپنے ہونٹوں کی مہر ذیشان کی جالائن پر لگاتی اسکی مضبوط وینز والی گردن کی طرف بڑھی تو ہاتھ بڑھا کر پھر سے اسکا چہرہ دائیں جانب پھیرا، ذیشان اسکے ہونٹوں کی دیوانی نوازشوں پر سکون میں اترا ہوا تھا، وہ اسکی شرٹ کے دو کھلے بٹنز کے بیچ اپنی انگلی پھیرتی نیچے سینے تک لے جاتی پھر سے ذیشان کی خمار کے غلبے میں گری آنکھیں دیکھنے لگی۔

"کیا کر رہی ہو؟"

وہ وارفتہ نظریں لیے شرارت سے بولا۔

"نظر اتار رہی ہوں۔ آپکو پسند آیا میرا نظر اتارنا"

زالے نے اسکے سوال اور نظروں سے کنفوز ہوتے ڈر کر پوچھا تو ذیشان نے اسکو بازوں میں بھینچا، اسکے انہی ہونٹوں کو پوری شدت سے چھوا تو وہ سانس روک کر رہ گئی، ذیشان نے بے ساختہ اسے آزاد کیا تو زالے کے جسم کی لرزش محسوس کیے اسکی طرف فکر سے دیکھنے لگا جو چھ سات سیکنڈ بعد سانس لے سکی تھی۔

"معلوم ہوا کہ کتنا پسند آیا ہے؟ میں مزید بات نہیں کرنا چاہتا"

وہ اسکے جملے کو نہ سمجھتے روہانسی ہوئی۔

"پر کیوں ذیشان؟"

دونوں ہاتھ اسکے گریبان پر جمائے گھبراتے پوچھا تو ذیشان ہنس کر زالے کی جبین چوم گیا تو وہ آگے سے گال پھلا گئی۔

"زرا تمھیں روح میں بسا لوں، نس نس میں اتار لوں تاکہ یہ جسم توٹھکانے لگے۔ پھر ہم دل کی باتیں کریں گے، اس دل کی جس میں ہم بستے ہیں۔"

زالے کو اپنی کمر میں رینگتے ذیشان کے بھاری ہاتھوں کا لمس کچھ خیر والا نہ لگا تو ڈر سے آنکھیں پھیلیں۔

"ذیشان۔۔۔ن۔۔ نہیں۔۔ پلیز"

وہ اک آخری بار اسے ڈرتے پکاری مگر ذیشان نے اسکی پکار کے جواب میں زالے کو اپنے آپ سے ملوانے کا فیصلہ ہی کرنا تھا، جبکہ بھاپ اڑاتی کافیز کا دھواں ماحول کے فسوں بھرے معنی خیز سناٹوں میں گھلنے لگا جو درحقیقت سناٹے نہیں، دو ایک قالب میں ڈھلتے وجودوں کی آپسی سرگوشیاں تھیں۔

..________________________..

آسمان پر نکلے پورے چاند کو دیکھ کر علیحہ کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں، سردی کی شدت جیسے بڑھ رہی تھی ویسے جذبات، سکھ اور خوشی بھی بڑھ رہی تھی، اسے بالکونی کے دروازے میں کھڑا ہو کر ہلکی پھلکی خنکی کا احساس ہو رہا تھا پر جب آلین نے اپنے گرد اوڑھی گرم شال کو دونوں ہاتھوں سے

پکڑے علیحہ کے گرد اوڑھا کر بازو باندھے تو علیحہ کو لگتی ٹھنڈک کا توڑ ہوا، وہ زرا سا گردن گما کر پلٹی تو آنکھیں خوشی کی ذیادتی پر نم تھیں۔

"وہ زالے کو لے کر بھاگ گیا، بالکل ہی مستانہ ہے ہمارا داماد"

خود آلین کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"تمہارا شوہر کیا کم مستانہ ہے۔ کہو تو ڈوز بڑھا دوں گستاخیوں کی تا کہ تمہیں بھی ویسی مستانی فیلنگ آئے"

بالوں کو گردن سے ہٹائے آلین نے اسکی گردن چومی تو وہ اس شخص کے آسودہ لمس پر ہوتی بدحواس دھڑکنوں کو سنبھالتی آلین کے حصار میں پلٹی۔

"مجھے تم میں کوئی بدلاو نہیں چاہیے۔ تم ہمیشہ سے میرے لیے مسٹر پرفیکٹ تھے۔ لیکن میں زالے کے لیے بہت خوش ہوں۔ شاید اس لیے کہ ممتا کا احساس ہی ایسا ہے کہ وہ مجھے سچ میں اولاد جیسی پیاری ہو گئی۔ وہ بہت خوش رہے گی۔ تم اسکی بلکل فکر مت کرنا"

علیحہ کے مسکرا کر یقین دلانے پر آلین کو لمحے میں پیار آیا تھا، سچ کہتے ہیں جب عورت کے احساسات و جذبات کی فکر و قدر کی جائے، اسے سنبھالا جائے تو وہ دن بدن نکھرتی ہے، اور علیحہ کے معاملے میں یہ مقولہ سو فیصد درست تھا۔

"ان شاء اللہ۔ ذیشان پر پورا بھروسہ ہے مجھے"

آلین کے اعتماد پر علیحہ اسکے سینے سر لگاتی ساتھ جا لگی، اس حصار میں اسے دنیا جہاں کا قرار ملتا تھا۔

"زالے ابھی بہت چھوٹی ہے آلین! کیا وہ یہ رشتہ سنبھال پائے گی؟"

پرانی فکر بیٹھی تو نئی نے سر اٹھایا، آلین فکر پر کم، علیحہ کے کنسرن پر زیادہ مسرت محسوس کر رہا تھا۔

"اسے اس رشتے سمیت ہم مل کر سنبھال لیں گے۔ ویسے بھی جب محبت ساتھ ہو تو سب کچھ پاسیبل ہو جاتا ہے۔ سچی بتاؤں تو مجھے نانو بننے کا بھی بہت ویٹ ہے۔ لگتا ہے اللہ مجھے باپ اور نانا ایک ساتھ بنانے والا ہے"

اپنی خواہش یوں شرارت سے بتائے وہ علیحہ کو ہنسا گیا جو آلین کے دل کی بات جان کر کھکھلا دی تھی۔

"آمین آمین! کوئی نہیں میں اپنے بے بی کے ساتھ اسکا بے بی بھی سنبھال لوں گی۔ تم فکر مت کرو۔ بس سب خوش رہیں۔ جلال بھائی کے لیے بھی لڑکی دیکھیں؟"

اس بار علیحہ کی آنکھیں اس خیال پر چمکیں اور اسی لمحے ڈور پر دستک ہوئی تو علیحہ آلین کے حصار سے نکل کر سامنے ہوئی۔

اجازت پر جلال اندر جھانکا تو آلین اور علیحہ اس آدمی کی دراز عمر کا سوچ مسکرائے۔

"سوری گائیز کباب میں ہڈے کے لیے پر میں بہت بور ہو رہا ہوں۔ علیحہ اپنا آلین دوناں تھوڑی دیر۔ پلیز"

جلال کا یوں علیحہ سے آلین کو مانگنا بہت کیوٹ تھا، آلین نے خود ہی محترم کی طرف قدم بڑھائے تو علیحہ بھی ساتھ ہی آئی۔

"یہ مجھ سے زیادہ آپکا آلین ہے بھائی۔ دیا آپکو اسے۔۔ انجوائے۔۔ کافی چائے یا کچھ کھائیں گے؟"

علیحہ جلدی سے بہن بنی اپنے میاں کو نو لفٹ کا سائن دیکھائے دروازے کی طرف ہو لی اور بہن کی ایسی سخاوت پر مانو جلال کا سیر وں خون بڑھا۔

"تم ہمیں مزے دار سا کریمی پاستہ کھلا دو تو مزہ آجائے کیونکہ بھوک لگی ہے۔ میں اسے لے کر چلا۔۔۔ ویسے بھی کل چلا جاوں گا۔ تم دو کو ممکن ہے جلال بخت کی خدمت کا موقع جانے پھر کب ملے"

جلال نے فرمائش بھی کی اور تکلف بھی برتا تبھی علیحہ واپس پلٹی۔

"آپکی خدمت اور پرسنل کیئر کے لیے اب مجھے اور آلین کو ہی کچھ سوچنا پڑے گا۔ تاکہ آپکی بورئیت ہمیشہ کے لیے دور کی جائے"

علیحہ تو تجسس پھیلا رہی تھی، جبکہ جلال نے گھبرا کر دبا دبا مسکراتے آلین کو دیکھا۔

"ارے کباب کی ہڈی اتنی بری بھی نہیں ہے کہ تم لوگ مجھ پر بدلے کے لیے یہ ظلم ڈھاو۔ ویسے بھی میں بدر اور نادیہ کا نیا نیا لاڈو بیٹا بنا ہوں تو مجھے کچھ سال ابھی بس اسی رشتے کو انجوائے کرنا ہے۔ رہی بات خدمت کی وہ میں جب چاہوں گا آ کر تم دو سے کروانے کے ساتھ پر اپر نخرے بھی اٹھواوں گا۔ کیونکہ تم دونوں پر میرا پورا حق ہے"

بات ٹال تو دی گئی پر اس خوبصورتی سے کہ آلین اور علیحہ کو واقعی لگا جیسے جلال بخت ایک بیٹا، بھائی اور دوست ہی سج سکتا ہے، اسکی زندگی میں شاید اب کسی چوتھے رشتے کی گنجائش نہ تھی۔

"پورا حق ہے تیرا ہم پر۔ آخری سانس تک رہے گا"

اس بار آلین نے مان سونپا تھا اور جلال نے سینے پر ہاتھ رکھے اس مان کو وصولتے شوخ مسکراہٹ دونوں کی سمت اچھالی، جیسے یہی اس شخص کی کل چاہت ہو۔

علیحہ نے کچن کا رخ کیا جبکہ ان یاروں نے بھی زرا دل کی باتیں کرنے کا فیصلہ کرتے سٹنگ لاونج کا رخ کرلیا، جبکہ دوسری جانب آج ارمان کے دل کے بوجھ ہٹے تو وہ فائزہ شیرازی کے ساتھ ہی تھا، دادی جان کا دل اب تک غمزدہ تھا تو انیہ اور ارمان کے ساتھ شازمہ، مہرین اور ہالہ بھی انکے پاس ہی تھیں، سب کچھ دیر پہلے ہی سونے گئے بس اب انیہ اور ارمان رہ گئے تھے۔

انیہ نے ارمان کو دادی جان کے خزانے کی ہر بات بتائی، وہ خود بھی دادی جان کی محبت سے واقف تھا، معترف تھا پر کبھی کبھی رشتوں کے مان میں آتی دڑاریں بیچ میں تناو لے آتی ہیں۔

"انیہ کے آنے کا ایک اور فائدہ بھی ہوا کہ اب تجھے دادی کی پاریوں اور جیچھیوں سے الجھن نہیں ہوتی۔ مجھے اسکی سب سے زیادہ خوشی ہے"

وہ دادی جان کے سینے سے لپٹا اس وقت چھوٹا سا بچہ بنا تھا اور انیہ، فائزہ صاحبہ کے دوسری سائیڈ بیٹھی انکا ہاتھ دبا رہی تھی، دل کھول کر مسکرائی جبکہ ارمان نے چہرہ اٹھائے اعتراف میں اسے آنکھ ماری تھی جو انیہ کا گالوں میں گلال اتار گیا۔

"الجھن پہلے بھی نہیں تھی دادی جان! بس خفا تھا۔ آپ نے بابا کو کبھی سمجھانے کی کوشش نہیں کی؟ وہ جب اپنی بیویوں کے ساتھ بدسلوکیاں اور زیادتیاں کر رہے تھے تو آپ کیوں چپ رہیں۔ اولاد جب غلط کرتی ہے تو والدین کا فرض ہے ناں انکو روکیں؟"

یہ سب وہ بھول نہیں پا رہا تھا، جس باپ کو ہمیشہ ملزم مانا ہو وہ اچانک مجرم اور گناہ گار نکل آیا تھا، صبر و برداشت آنا مشکل ہو رہا تھا۔

انیہ اور فائزہ دونوں ہی اس اصولی سوال پر غمزدہ ہوئیں۔

"بہت روکا اس بدبخت کو۔ لیکن جب دل پر قفل لگے اور انسان رب سے دور ہو جائے اور خود ہی ہدایت و خوشنودی کی طلب چھوڑ دے تو اسکے لیے صرف دلدل بچتی ہے پتر۔ اللہ نے ایک اولاد دی وہ بھی ایسی کہ اسکے لیے دعا کرتے بھی لگتا ہے جیسے کوئی گناہ کر رہی ہوں۔ کیا کروں ماں ہوں۔ ماؤں کے دل دنیا جہاں کے لیے پتھر ہو سکتے ہیں پر جنم دی اولاد کے لیے نہیں۔ تم دونوں اپنے بچے کی بہت اچھی تربیت کرنا۔ جو غلطیاں میں نے اور تمہارے دادا نے ابراہیم کی پرورش و تربیت میں کی وہ کبھی مت کرنا۔ شاید یہی ہم سبکا مرہم ہو گا"

فائزہ شیرازی نے امید کی کرن دیکھا کر اپنی اولاد کے پھیلائے زہر کا تریاق کرنا چاہا جو تسلیم بھی کیا گیا، سراہا گیا۔

"ان شاء اللہ دادی جانو، ہم دونوں اور آپ بھی کریں گی تربیت۔ ابھی آپ نے اپنے پرپوتے پوتی کی پوری زندگی دیکھنی ہے۔"

غمگین ماحول کو انیہ کی امید بھری شرارت نے پیارا کیا تو جیسے سب خوبصورت ہوا۔

وہ دونوں جب روم میں آئے تو ارمان اس وقت بھی تھوڑا پریشان تھا۔

"کیا ہوا ارمان؟ اب کونسی فکریں ستا رہی ہیں"

وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو تھامے ارمان کی ساری فکریں بانٹنے کی متمنی تھی۔

"زالے کی فکر ہو رہی ہے۔ کال کروں ذیشان کو؟"

ارمان کی پریشانی و تڑپ پر انیہ مسکرائی اور خود ارمان کا فون لیے ذیشان کا نمبر ڈائل کیا، کال جا رہی تھی پر بچارا فون میٹرس کے ساتھ گرا وائبریٹ ہو ہو کر بند ہو گیا۔

انیہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"وہ بزی ہیں"

انیہ نے شرارت سے فون سکرین آف کرے فون میٹرس کی طرف اچھالا۔

"کہاں؟"

ارمان اس سے زیادہ بونگا سوال شاید ہی کر پاتا جسکا احساس جناب کو اگلے ہی لمحے ہوا۔

"آئیں بتاتی ہوں کس طرز کی مصروفیت ہے۔ جاننا چاہیں گے؟"

اپنی خوبصورت آنکھوں میں نیند کا خمار بھرے وہ اسکی گردن میں باہوں کا ہار پروے اپنی طرف مائل کرتی جناب کی کھوئی مسکراہٹ دریافت کر چکی تھی۔

"میں سچی بتاوں تو تھوڑا جیلس ہو رہا ہوں اب۔۔۔ یہ سچ ہے انیہ کہ میں اسے ذیشان اور آلین دونوں کے ساتھ اب بھی سوچ کر جلتا ہوں۔ یہ چیز کیسے ختم ہو گی یار پلیز ہلپ می۔ یہ اب بہت برا لگ رہا ہے مجھے"

وہ گھبرایا ہوا اپنی کیفیت انیہ سے بانٹ رہا تھا جو اسکے ہر خدشے کا علاج ہتھیلی میں لیے پھرتی تھی۔

"آپ مجھے اور ذیشو کو دیکھ کر کیوں نہیں جلتے؟ اب مجھے برا لگ رہا ہے۔۔ ہنہ"

وہ ارمان کو اپنا مسئلہ بھلا گئی، یوں روٹھ کر جان پر بن جاتی تھی۔

"ذیشان کے لیے تم دوست ہو۔ اسکی ہمدرد ہو۔ کرائم پارٹنرز، ایک دوسرے سے بڑھ کر مہربان۔ ایک جیسے ہو تبھی تم دو کو جب بھی ساتھ سوچتا ہوں فیصلہ نہیں کر پاتا کہ تم پر پیار زیادہ آ رہا ہے یا اس گدھے پر۔ میں نہیں جل سکتا تم دو کو سوچ کر اب زندگی بھر۔ یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔ وہ جو

شادی والا پنگاہ کیا تھا تم دونوں نے، تب تھوڑا بدگمان ہوا تھا لیکن وہ بھی اس لیے کہ تم میری محبت ہو اور مرد اپنی من چاہی عورت کے ساتھ کسی کا حوالہ نہیں سہہ سکتا۔ بھلے وہ جگری یار ہی کیوں نہ ہو"

وہ بھوری مدہوش آنکھیں، ارمان کے چہرے کی سرخی، جھنجھلاہٹ بھانپے پوری آب و تاب سے روشن تھیں، وہ روٹھنا بھول گئی۔

"تب آپکے جیلس ہونے نے مجھے اور زیشو کو تسکین، خوشی اور بہت سی راحت دی تھی۔ وہ تو اس پر راضی نہیں تھا۔ میں چاہتی تھی ایسا، تاکہ آپکی محبت اور آپکے اپنے لیے جذبات جان سکوں۔ جب جب آپ مجھے دیکھتے تھے میں دل تک آپکی اتری نگاہیں محسوس کرتی تھی۔ ہمیشہ آپکا خیال میرے حواسوں پر طاری رہتا تو کیسے ممکن تھا کہ اتنی شدت یکطرفہ ہوتی۔ آپکی ان بدگمانیوں نے ہی ہمیں ملایا۔ مجھے اپنی شادی جیسے ہوئی بہت پسند ہے۔ آئی لائک اٹ اینڈ آئی لو و یو"

وہ لڑکی محبت کا اظہار کرتی ارمان کے وجود کا حصہ بنی پر اسرار سی، حواسوں پر چھا جانے والی، جسکو ارمان کی خوشبو نے اس سمیت حصار ااور ہونٹوں کے کچھ ارمان برلائے گئے، سانسیں یکجا ہوئیں، ہونٹوں کی نرمیاں اک دوسرے میں گھلیں اور آنکھیں راحتوں کے مے خانے بن کر اک دوسرے پر سایہ فگن ہوئیں، لب اک دوسرے کو رہائی دینے کے بعد ایسا شیریں مسکرائے کہ ان دو کہ ممکن تھا آس پاس رقصاں اب سارے موسم یونہی میٹھے رہتے۔

"آئی لو ویو ٹو۔۔۔"

جواب چاہنا انیہ کا حق تھا اور جواب کے ساتھ اسے اپنے آپ میں تحلیل کر کے جواب دینا ارمان کی اولین خواہشات کی سطر۔۔

..________..

اک نئی خوبصورت سحر عالم جہاں پر بیدار تھی، آلسن کی سحر ویسے ہی حسین ہوتی تھیں، ان سردی کے بھرے بھرپور آغاز کے ماہ موسم رومانوی ہونے لگتا، بے وقت برسات گرتی، بے وقت دل دھڑکتے۔

زالے کی نیند اتنی گہری آج ہو ہی نہ سکی، روح تک اترتے نشاط کا اثر جسم کی تھکاوٹ بن گیا تو نیند پلکوں کی باڑ کے آر پار جھولنے لگی پر کسی اور کی پختہ نیند پر اسے جاگتے ہی جی جان سے پیار آیا تھا۔

وہ اسکو دیکھ کر خمار آلود مسکائی، ذیشان کی پر سکون نیند میں پلکوں کا رقص تب تب جاری ہوا جب جب زالے کی انگلیاں اس شخص کے چہرے سے اپنے بال سمیٹنے کے دوران جلد سے مس ہوئیں، وہ اوندھے منہ لیٹے ہوئے زالے کو اپنے بہت قریب کرے لیٹا تھا کہ نیند میں ہی اسکو اپنے پاس محسوس کیے کسمسایا اور اپنا چہرہ زالے کی ٹھوڑی اور کندھے کے درمیان یعنی گردن میں چھپالیا، ذیشان کی دبیز بھاری سانسیں زالے کی گردن کو جھلساتی اسکا پہلے سے دبا سانس منتشر کرنے لگیں۔

بھوری آنکھوں پر پلکوں کی چادر گرائے، زالے کے وجود اور اسکی خوشبو میں آسودگی بھری سانسیں کھینچتا وہ اس سے بے خبر سو رہا تھا کہ کسی کا سب کچھ لوٹا ہی نہیں، اپنا سب کچھ لٹا بھی بیٹھا ہے۔

زالے نے مبہوت ہوتے اسکے انداز کا صدقہ اتارا اور پھر شہادت کی انگلی ذیشان کی شیو کے بالوں میں پھیری، لرزتی حیا انگیز پلکوں کے بیچ پورے حوصلے سے ذیشان کو دیکھا۔

وہ اک چھوٹے بچے سا ہی تھا، زالے کو اسکی ہر شدت میں اک ابنارملٹی ملی جو اکثر بچوں سے منسوب ہوتی ہے پر وہ اس پر ہی بہت خوش تھی۔

وہ زالے کی ننھی پناہ میں اپنا مضبوط کسرتی وجود چھپائے نیند کی وادیوں میں بھی مدہوش تھا کیونکہ وہ اسے اپنے ہاتھوں میں بھرے محسوس کر سکتا تھا، اسکے ہاتھوں سے پہلے ہمیشہ اسکے سینے نے زالے کو چھوا تھا۔

"ذیشان! ہوش میں نہیں چھوڑا آپ نے مجھے۔۔ سونے کے قابل نہیں رہی میں اور خود۔۔ اتنے مزے سے سو رہے ہیں"

زالے نے گردن جھکا کر اپنے گلابی لب اسکے ماتھے پر رکھے ذیشان کی مدہوشی میں اضافہ کر دیا، وہ کتنی دیر وہیں اسکے ماتھے کو چومتی رہی اور جب واپس دور ہوئی تو وہ نیم آنکھیں وا کیے اسے ہی تکنے میں مصروف تھا، زالے کی جان لبوں پر آئی گویا لگا کہ ذیشان نے شکوہ سن لیا ہے۔

"سو رہا ہوتا تو تمہارے ماتھا چومنے کی قوت جگانے کے لیے ناکافی تھی۔ اک شکوے کی مار نہ ہوتی یہ نیند"

وہ اتنے قریب تھا کہ وہ زالے کو لگا وہ ذیشان کے وجود میں ہی گم ہو گئی ہے۔

"میں بس تھکن بانٹ رہی تھی۔ آپکو شکوہ لگا؟"

وہ نظریں چرانے لگی ان بھوری نگاہوں سے جو بھٹک رہی تھیں۔

"ہاں۔ موسٹ ڈیمانڈنگ والا۔ جسے میں نے ہماری گولڈن مارننگ میں شدت سے سوچ رکھا تھا"

وہ خود پر فریفتہ ہوتی ان گلابی لکیروں، نیند کے خمار اور محبت کی تپتی آگ میں دہکتی مدہوش آنکھوں سے لاج کھاتی پلکیں آہستہ سے جھکا گئی۔

"ذیشان! پلیز۔"

وہ کسی جائے پناہ کی تلاش میں مچلی جو کم از کم اسے ذیشان کے وجود کی حرارت و مہک سے کچھ دیر نجات دے تا کہ وہ سانس لے سکے۔

"مجھ سے دور جانے کی کوشش مت کرو۔ ولیمہ رات میں ہے تب تک تم اپنا آپ مجھ سے مت چھڑوانا"

والہانہ محبت آنکھوں میں لیے وہ اسکی مزاحمت روک گیا۔

"ذیشان۔۔"

وہ روہانسی ہوئی، پر وہ تو مدہوش و مست تھا، اسکی نظریں زالے کی آنکھوں پر جمتیں، وہاں سے ہٹتیں تو گداز ہونٹوں پر ٹک کر کئی جنتی زائقوں کی یاد تازہ کرے گدگداتیں، قرمزی رخساروں پر سرکتیں تو وہ انھیں ہونٹوں سے چھونے پر مچلا، کبھی اس سپید گردن پر ٹھہرے بے شمار سرخ نشانوں تک پہنچ کر مسکرائیں، وہ ذیشان کی قربت سے زیادہ آنکھوں کے جائزے پر موم سی پگھل رہی تھی۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔ خدا کے لیے بس ذیشان"

وہ تڑپ کر اسکی آنکھوں پر ہی ہاتھ رکھ گئی۔

"بس تب ممکن تھی کہ اگر میں تم سے بھر جاتا۔ میں نہیں بھر سکتا زالے۔ سنا تم نے؟"

بھاری ذیشان کی انگلیوں کو کمر میں دھنستا محسوس کیے وہ کراہ اٹھی۔

"س۔۔سنا۔ یر میں سانس نہیں لے پا رہی۔"

وہ ہکلائی، اسکی سانسیں غور کرنے پر واقعی ذیشان کو اٹکتی محسوس ہوئیں۔

"تمہیں جانے دیا تو میں سانس نہیں لے سکوں گا۔ میں سمجھتا تھا مجھے صبر آجائے گا تمہیں پا کر پر نہیں۔ تم جتنا ملتی ہو اتنی کم لگتی ہو۔ زالے کیوں جان کو آگئی ہو؟ بولو"

وہ استحقاق بھرے بھاری لہجے میں نقاہت سے سوال کرے زالے کو بلش کروا گیا۔

"میں اپنی اٹکتی سانسوں پر آپکی رواں سانسوں کو ترجیح دوں گی۔ مت دور ہونے دیں مجھے۔"

وہ کانپتے کمزور لہجے میں اجازت دے گئی تو ذیشان اسکے ہونٹوں کی زرا دیر مزید آزمائش کے بعد اسے خود سے دور کر گیا، زالے کی، آنکھوں میں تیرتی بے یقینی دیکھے وہ اسکے پاس سے اٹھنے لگا جب زالے نے اسکی بازو پکڑے پاس ہی لا بٹھایا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ جب کہا دور کر دیں تب نہیں کیا۔ جب کہا مت کریں۔ کر دیا۔"

وہ اسکے سینے کی اور سر کتے اسکے دور ہونے پر دکھی ہوئی، ذیشان نے اسکے ماتھے کو شدید محبت سے چوما۔

"تم میری روح کا سکون ہو۔ تم سے زرا دوری برداشت پر کاری وار لیکن کیا کروں۔ تمہیں جس نے مجھے عطا کیا اسکی بارگاہ میں خاضری بھی بہت ضروری ہے۔ میں اپنی جان کی ہر تھکن خود مٹاتا ہوں ناں کیوں رونے والا منہ بنا رکھا ہے اتنی حسین رات کے بعد۔ قطرہ قطرہ تمہیں ستانے والا اب ویسے ہی تمہیں آرام و سکون واپس بھی لوٹائے گا۔ یہی تو وہ محبت ہے میری تم سے جس میں دل آتے ہیں۔ جسم لگ گئے ٹھکانے، اب دل کا سکھ بنو میرا۔ میں تمہیں ہر پل صرف راحت دوں گا کہ تم بھول جاو گی تمہارا اک اداس بچپن گزرا ہے۔ تم اپنے اور میرے بچے کے ساتھ اپنے بچپن کو دوبارہ شروع سے جو یہ چاہتا ہوں اور میں تم دونوں کے لاڈ اٹھاوں، تم اسکی ماں نہ

بننا، تم اسکی طرح بچہ بن جانا، میں سنبھالوں گا تم دونوں کو۔ یہ دعا کرنی ہے مجھے تمہارے لیے اللہ سے۔ اور اس بیچ تم جتنا درد سہو میں اسے تمہارے لیے آسانی اور آرام میں بدلنے کی وش مانگوں گا"

اک اک حرف کسی اسم محبت کی طرح تھا جو وہ زالے پر پھونکتا گیا، اور وہ دلبرانہ مسکرائی، دلبر داشتہ ہوئی، سوہان روح یادوں سے اک دم نکال لی گئی اور ذیشان کے گلے لگ گئی جسے اس نے خود میں سمیٹ لیا۔

"ذی۔۔یشان، آئی لو یو سو مچ۔ میں آپکے ساتھ جب سے یوں، بہت سے ایسے اداس لمحے خوشی سے جی چکی ہوں جو سوچے نہ تھے کبھی مرہم پا سکیں گے۔ آپکی میرے بچپن کو لے کر یہ خواہش مجھے بہت پیاری لگی۔ میں ایسی مما ضرور بننا چاہوں گی، اس لیے نہیں کہ مجھے بچے پسند ہیں۔ بلکہ اس لیے کہ مجھے اپنا بچپن جینے کو ملے گا اور آپ مجھے سنبھالتے ہوئے۔ تھینکیو فار ایوری تھنگ۔ آپ بہت پیارے ہیں"

روبرو ہو کر اس نے ذیشان کے ہر حرف کی تعظیم نبھائی تو دونوں مسرور ہوئے پھر اک دوسرے میں جذب ہوئے، دونوں نے تروتازہ وجودوں پر ملن کی تھکن اتار کر نئی خوشبوئیں اوڑھے اللہ کے خضور شکر ادا کیا اور نماز ادا کرتے ہی وہ زالے کی گود میں جب لیٹا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی آمین کے ساتھ مسکراتی جھک کر اپنے ہونٹوں کو ذیشان کے ماتھے پر رکھ گئی۔

"ہفتے میں ماں بن جانا یار"

ذیشان کے آنکھ ونگ کرنے پر زالے کے گال دہکے۔

"اف ذیشان۔ ہم جائے نماز پر بیٹھے ہیں۔ شرم کریں"

زالے نے اسے ڈانٹا جو پھر سے بے شرم ذیشان بن کر نہار رہا تھا۔

"تو کونسا بے شرمی کی بات کی۔ میری جان اک جائز تقاضہ ہی تو کیا تمہارے حسین شوہر نے۔ مجھے ارمان کو چڑانا ہے ناں جاناں۔ اف اسکی شکل دیکھنے والی ہو گی جب ہفتے بعد ہی وہ ماموں بنا گھومے گا۔۔ ہاہا"

وہ اسکے ہنسنے پر اور شرمائی۔

"ہفتے میں دراز اور ایمزون کا پارسل نہیں آتا۔بےبی کدھر سے آئے گا۔بس چپ کر جائیں۔"

زالے نے اسے منع کیا کیونکہ وہ یہ سب سن کر ریڈ ریڈ ہو رہی تھی۔

"شرما رہی ہو؟"

ذیشان نے اسکی گال کھینچی تو وہ اور سرخ رو ہوئی۔

"شرمانے کے سوا اور کچھ کرنے لائق ہوں کیا؟"

زالے نے منہ بگھاڑا، جبکہ ذیشان اٹھ بیٹھا اور ایک ہی جھٹکے میں اس چھوٹی سی جاناں کو اپنی باہوں میں بھر لیا، زالے اسکے تیوروں پر سٹپٹائی۔

"مجھے پیار کرنے لائق۔صبح سے لے کر شام تک، شام سے لے کر صبح تک۔۔۔مجھے پیار کرو"

اسے اسی انداز میں واپس پھولوں کی پتیوں سے ڈھکے میٹرس تک لے جاتے ذیشان کا لوفرانہ انداز میں گنگنانا، تمام ڈر، شرم اور ہچکچاہٹ کے زالے کی ہنسی کو اس سٹے ہاوس کا محبوب قہقہہ بنا گیا، وہ بے بس تھی پر وہ بے تاب بھی بس ذیشان حیدر ملک کے لیے تھی، انکی زندگی کا کومہ لگ گیا تھا، فل سٹاپ تو ناممکن تھا کیونکہ وہ ہمیشہ ساتھ رہنے والے تھے۔

ولیمے کا فنکشن رات میں تھا اور تینوں کپلز ہی خوشی، محبت اور دسترس کے استعارے تھے، جہاں ذیشان اور زالے ولیمے کے بعد ہنی مون پر نکلے وہیں باقی مہمان بھی آلسن کو خیرباد کہتے رخصت ہوئے اور آلین علیحہ نے سبکو ہمیشہ کی مہمان نوازی بھی آفر کی تھی۔

وہ دو تو تھے ہی اب خوشی سے بھرے اور اب ذیشو صاحب اس ٹور کے بعد شرطیہ ارمان شیرازی کو ماموں بنانے والے تھے اور اسکا انتظام جلال بخت ٹور ارینج کیے کر چکے تھے، اللہ بھلا کرے جلال بخت کا، فیوچر کے کئی کاکوں

کے پیارے دادا یا نانا کہلانے والے غیر شادی شدہ جناب اپنی لائف میں اور مستی میں گم ہی سجنے والے تھے۔

یہ خوشیاں یہیں تک نہیں تھی، یہ اپنا پن، یہ خمار جانم اب ان سبکی زندگیوں کا ضروری حصہ تھا اور ہمیشہ رہنے والا تھا۔

..____________________..

After Weeks....

"میرا یہاں سے جانے کو بلکل موڈ نہیں ہے زالے! ابھی تو آدھا ٹور بھی نہیں ہوا"

رات کی فلائیٹ سے زالے اور ذیشان کی سیدھا آلسن فلائیٹ تھی پھر وہاں سے اسلامہ باد کیونکہ انیہ اور ارمان بھی ایک ویک سے آلسن میں ہی رک

کر علیحہ اور آلین کے لاڈ اور مہمان نوازی وصول کر رہے تھے اور چاروں کا ساتھ ہی واپس جانے کا پلین تھا مگر ذیشان کا دل دو ہفتے گھوم کر اور زالے کو خود سے چپکا کر بھی نہ بھرا تھا، وہ لوگ دو دن سے شہر روم میں ہنی مون کے لیے تھے اور یہاں کی خوبصورتی، پرایویسی چھوڑ کر جانا ذیشان کو دوبھر لگ رہا تھا۔

زالے جو اپنے کپڑے سوٹ کیس میں ٹھوس رہی تھی، شرٹ لیس ہی بستر پر ترچھے سینے کے بل لیٹے ذیشان کو دیکھے دونوں بازو سینے پر لپیٹے گھوری۔

" آدھے ٹور سے پہلے ہی آپ مجھے پورا کھا چکے ہیں۔ ایک ہفتے سے آئینے میں اپنی شکل نہیں دیکھی میں نے ذیشان "

اپنی بے بسی اور ذیشان کی جان لیوا موجودگی کا سوچے چہرہ جب سرخ ہوا تو وہ خود ہی چہرہ پھیرتی کبرڈ کی طرف بڑھی، ذیشان نے جلدی سے چھلانک

مارتے بستر سے نکل کر زالے کو عقب سے دبوچتے ہی اپنے بازوؤں میں بھرا، زالے کے ہاتھ کبرڈ کھولتے کھولتے تھمے۔

"اتنی کہاں بزی تھی تم، شکل ہی نہیں دیکھ سکی؟"

وہ اسکی گردن کی اور سرک کر ناک رب کرے اسکی گال چومتا معنی خیزی سے بولا تو زالے کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ جگی۔

"چسکے مت لیں۔ آپ ایک ہفتے میں باپ بننے کے چکر میں مجھے غائب کر دیں گے۔ ذیشان ہم دونوں کافی ہیں ناں ابھی۔ دیکھیں میں کتنی ویک ہوگئی آپ سے ڈر ڈر کر"

لاڈ ملنے کی دیر تھی کہ محترمہ فوراً پلٹ کر ذیشان کے برہنہ مضبوط سینے پر ہتھیلیوں کو جمائے شکوہ کرنے لگیں اور ان شکوہ کرتی گلاب کی پنکھڑیوں پر وہ جس طرح ٹوٹ پڑا، زالے مزاحمت کرتی ہی رہی پر ذیشان نے اسے گرا دیا

کی طرح اٹھا کر ایسے اپنے کندھے پر ڈالا جیسے وہ سچ میں اس ہاتھی کے مقابلے کوئی وزن نہ رکھتی ہو۔

"ز۔۔ذیشان۔میں لالہ کو شکائیت کروں گی اور ماموں کو بھی"

ذیشان نے اسے اسی طرح اٹھاتے کمرے سے نکلتے ہی اٹیچ سوئمنگ ایریا کی طرف قدم بڑھائے جو یہ سارا دو دن سے جلال نے زیشان اور زالے کے لیے بک کروایا تھا، وہ لوگ وی آئی پی کپل تھا جسے روم میں کچھ بڑے ریسٹورنٹس میں بھی فری انٹری ملی تھی۔

"کیا شکائیت کرو گی۔کہ ذیشان مجھ سے اپنے حق ہر لمحہ وصول کر رہا ہے۔وہ تو شاباش دیں گے مجھے۔تم نے ان دو کی پھرتیاں نہیں دیکھیں کیسے ہفتے دو ہفتے میں دونوں باپ بنے۔میرا بھلا نہ ہونے دینا چڑیل"

وہ لوگ سوئمنگ پول کے کنارے تھے اور تبھی ذیشان کو بچاری پھدکتی ننھی بیوی پر ترس آگیا، زالے ابھی شاور لے کر نکلی تھی اور اب اس آفت کے

ارادے ٹھنڈے سوئمنگ پول میں جانے کے دیکھ کر اسے ویسے ہی سردی فئل ہونے لگی تبھی وہ ذیشان سے لپٹنے لگی۔

"اندر چل کر لپٹو مجھ سے، باہر تو ہیٹ بڑھا رہی ہو میرے پاس آکر۔"

ذیشان نے اسے کمر سے ہولڈ کیا پر وہ بری طرح بچی بنی چینخی کیونکہ پیروں کے تلوے اسکے پانی کو چھو کر پورے جسم میں کرنٹ دوڑا چکے تھے، اوپر سے اس آفت بلا کی باتیں خدا کی پناہ کان کی لو تک سرخ کر رہی تھیں۔

"ذیشان میں آپکے بچے کی ممی بنوں نہ بنوں۔ آپ مصر والی مصالحے والی ممی ضرور بنا دیں گے مجھے۔ ظالم انسان پانی دیکھیں برف ہو رہا۔"

زالے اس کو ڈبو چتی سوئمنگ پول میں کودنے سے خوفزدہ الٹا ذیشان کو کوسی جسکے دانت آجکل باہر ہی رہتے تھے۔

"جاناں! مجھ سا شعلہ پاس ہونے کے باوجود تم ٹھنڈ سے کیوں ڈرتی ہو۔ چلتی پھرتی بغل میں آگ ہے تمہارے۔ کباب کی ان چار ہڈیوں کے پاس جانے کا پلین تم نے بنالیا کم از کم تھوڑے مزے تو کر لینے دو رات تک"

وہ اس وقت کیا وہ پچھلے ایک ہفتے سے شرم اتار کر جی رہا تھا، زالے کا دل چاہا روئے پر اس آدمی کو ناں کرنے کا حوصلہ کہاں سے لاتی۔

"اسکے بعد ہم ڈیٹ پر چلیں گے۔ ہمارے ہنی مون کی لاسٹ ڈیٹ۔ تم حسب وعدہ ساڑھی پہنو گی اور میں تمہارا دلایا ٹکس۔۔ آگ لگا کر جائیں گے

Rome

میں"

زالے جو ڈر رہی تھی یکدم ہی ذیشان کی فرمائش پر تھم کر رہ گئی۔

"آپ بنا کچھ کیے بھی ارد گرد آگ لگاتے رہتے ہیں، کیا زالے کو جلا کر بھسم کرنے کا ارادہ ہے مسٹر ذیشان"

وہ اسکی گردن میں بازو لپیٹے پول کے کنارے تھی اور پیر ذیشان کے اسکے پانی کی سطح سے کچھ اوپر تک اٹھا رکھے تھے کیونکہ وہ اسکو کمر میں بازو لپیٹ کر خود سے لگا کر اٹھائے ہوئے تھا۔

"نہیں۔ تمہیں اپنے اندر جذب کر لینے کا ارادہ ہے۔"

کہتے ہی ذیشان نے اسی طرح زالے کو اپنے سینے سے لگائے ہی ٹھنڈے پول میں جھمپ کیا تو زالے کی پانی میں جاتے ہی ٹھٹھری ہوئی سسکی محسوس کرے وہ جلدی سے پول کی سطح سے ابھر کر جب تک اوپر آیا وہ بری طرح اس سے لپٹی کانپ رہی تھی کہ اتنی نزدیکی بس کچھ سنگین ہی کروانے کا سبب بن سکتی تھی۔

"ہے! تم بھیگی ہوئی جان پر بن جاتی ہو۔ میرا بس چلے میں تمہیں یونہی بھیگوئے رکھوں، کبھی پانی سے، کبھی اپنی محبت کی برسات سے کبھی اپنی

شدتوں سے بخشے آنسوؤں سے۔۔۔اف تم مجھے روح تک اتر کر اور شیدائی کر چکی ہو"

وہ اسکے بھیگے سراپے کو محسوس کر رہا تھا پر دھیان توزالے کی بھیگی زلفوں پر تھا جو سرخ و سپید گردن سے چپکی تھیں، اسکے ہونٹ زرا سی سردی کے باعث جامنی ہو گئے، اور شرم سے سرخیاں یہ آدمی دلا رہا تھا۔

"ذ۔۔زیشان! پانی بہت ٹھنڈا ہے پلیز رحم کریں"

وہ اتنی حسین قربت میں کپکپائی تو ذیشان اسکے بے زوق ہونے پر بدمزہ ہوا۔

"پانی میں آگ لگانا میرا کام ہے، تم بس مجھے محسوس کرو میری جان۔"

وہ خود بھی بھیگا ہوا اس شام کو لاج دلا رہا تھا، اسکا خوبصورت فگر اور جسم سے نچڑتا پانی، بھیگے بے ترتیب صبیح پیشانی پر ڈھلکے بال اور شر انگیزیوں کی شدت سب ہی زالے کے لیے وبال سے کم نہ تھا۔

"ذیشان! کوئی دیکھے گا تو نہیں؟"

وہ ارد گرد دیکھتے خوفزدہ ہوئی، پچھلے دو دن سے وہ اس طرف آنے سے بھاگ رہی تھی پر اب پھنس گئی تو اسے ڈر لگا کوئی انھیں دیکھ نہ لے۔

"کیوں ایسا کیا کرنا ہے؟ جو کوئی دیکھ نہ لے"

ذیشان نے بہکی سمائیل دیتے آنکھ دبائی تو وہ اسکے شانے پر دانت گاڑ گئی۔

"میری جان یہ ساری جگہ دو دن کے لیے ہماری ہے، ہم چھوٹے چھوٹے کپڑوں میں بھی گھوم سکتے ہیں۔"

ذیشان نے محترمہ کا غصہ اور ڈر ساتھ مٹایا تو وہ پھر سے کانپ کر ذیشان کے دھیرے سے گلے لگی کیونکہ پوری باڈی سن محسوس ہو رہی تھی۔

"آپ ہی گھومیں چھوٹے کپڑوں میں۔ میری شرم ابھی سلامت ہے"

وہ منہ پھلائے بولی تو ذیشان اسکی کمر کے بالائی اور زیریں طرف مدہوش لہر میں ہاتھ پھیرے زالے کی ٹھنڈ کا توڑ کرنے میں لگا مسکرایا۔

"ماننا پڑے گا، میرے ساتھ جو بیس گھنٹے گزارنے کے بعد ہی میں نے تمہیں بے شرم کر دیا تھا اپنی طرف سے پر اف تمہارے خمیر میں ہی بے شرمی کی جگہ کیوٹنس بھری ہے اللہ جی نے اور مجھ معصوم کو پھر تمہارے حصے کا بھی بے شرم ہونا پڑتا ہے۔"

وہ آفت باز آنے کے موڈ میں نہ تھا، زالے ہنس رہی تھی وہ بھی گلے لگ کر۔

"ذیشان! آپ مجھے پاگل کر دیں گے۔ چلیں اب نکلتے ہیں بہت ہو گیا مزہ"

وہ مزید ٹھنڈ اور اس آدمی کی یہ بھیگی موجودگی و قربت نہیں سہہ سکتی تھی تبھی جلدی سے پیچھے ہٹی پر ذیشان نے اسے واپس بازوؤں میں ہولڈ کیے ایک بار پھر پول کے اندر ڈبکی لگائی، دونوں پھر سے بھیگ گئے، وہ

ہانپتی، بگھڑے سانس لیتی جب سرخ آنکھوں سے دیکھتی تو زیشان کو سرور ملتا، دل چاہتا اسے کھا جائے۔

"اچھا بس، رونا مت۔ تمہارے یہ بٹر سکچ جیسے لپس مجھ سے ریکوسٹ کر رہے کہ ان پر ترس کھاوں"

زیشان نے ایک ہاتھ زالے کو ہولڈ کے لیے یوز کیا جبکہ دوسرا اپول سے جڑے فرش پر رکھتے وہ باہر نکلا۔

"شکریہ آپکا۔ رکھیں ترس پاس۔ اچھے سے جانتی ہوں آپکا ترس"

باہر نکلتے ہی وہ بھاگنے لگی پر پھسل کر واپس زیشان کے باہوں میں آ جکڑی، وہ اسکی بے بسی پر ہنسا۔

"آئی لوو بٹر سکچ"

وہ معنی خیزی سے زالے کے چہرے پر جھکے اپنی پسند کی ساری مٹھاس اور نمی اپنے طریقے سے جذب کرے ہی پیچھے ہوا، زالے کا چہرہ خون چھلکانے لگا۔

"ذیشان !"

رونے کے دہانے پر اسے پکاری، اسکی گردن میں چہرہ چھپایا جیسے رحم کی طالب ہو۔

"ایسے جب مجھ سے پناہ مانگنے کے لیے مجھ سے لپٹ جاتی ہو تو میں بدتمیز اور ڈھیٹ بن جاتا ہوں۔ نہ کیا کر ایسا۔ بس قبول کیا کرو مجھے زالے میں تمہارے لیے آخری سانس تک ہر جذبے سے بھرا رہنے والا ہوں۔ چلو چینج کرو اور ایک تھوڑی کم رومنٹک ڈیٹ سے زرا خود کو پرسکون کرو۔ کوئی گستاخی نہ ہو گی اب شدید والی۔۔۔ میرے دل دا ٹوٹا، توں انی سوہنی کیوں پیدا ہوئی ایں۔۔۔۔"

وہ جب شد تیں بخشتا تو اختتام ایسے اعتراف سے کرتا کہ زالے مبہوت رہ جاتی، آج تو اختتام تک ہنس پڑی۔۔

"تاکہ آپکا ایمان بگھاڑ سکوں۔ڈیٹ کے بیچ بھی نو کس نو ہگ۔۔بس ڈانس کی اجازت ہو گی اور ڈنر کی۔نو چپکا چپکی۔۔۔پرامس کریں"

اب اتنا فری ہونے کا بھی نہیں کہا تھا جتنی یہ موصوفہ ہو گئی۔

"ایسا پرامس کون کافر کرے جب پتا ہو تم میری دلائی ساڑھی پہننے والی ہو۔میں تو سیدھا بہک کر تمہارے دامن سے آلپٹوں گا۔اف چل ناں پہن ساڑھی۔تاکہ میں کچھ ایڈوانس خرافاتی گستاخیاں کر کے ہنی مون کا اینڈ بھی تباہی والا کر دوں"

زالے کے کانوں سے دھواں چھوٹ گیا،بچاری پچھتائی کے کس بلا کو کیا کہہ بیٹھی، فوراجان چھڑوا کر دور ہوئے بھاگی۔

"آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔اف ذیشان"

ہانپتی کانپتی جس طرح وہ روم کی طرف دوڑی، وہ شوخا بھی ہنستا ہوا پیچھے ہی چل پڑا، پر زالے کو تپا کر اسے سچ میں قرار ملتا تھا۔

..________________________..

"اسے بخش دو علیحہ۔ تم جانتی ہو وہ ایک عورت کا بن کر نہیں رہ سکتا"

پچھلے ایک ہفتے سے علیحہ، میزبانی کے ساتھ ساتھ مشن لالہ کی شادی پر لگی تھی اور اب جب معاملاے بس طے ہونے کے دہانے پر تھے تو آلین کو لگا اس بھائی کی سر پھری بہن کو اک بار سمجھالے، جلال بخت کی شادی کی پوری تیاریاں ہو چکی تھیں علیحہ اور اسکے پیرنٹس کی طرف سے۔

آلین اس وقت روم میں ہی تھا، جناب فون پر مصروف کچھ میلز دیکھنے کے دوران بولے تو گفٹس پیک کرتی علیحہ نے گھور کر آلین کو ڈرانے کی کوشش کی۔

"انکی یہی گندی عادت تو چھڑوانی ہے۔ مما نے بتایا جب میں انکے پاس نہیں تھی تو ابرش نے سنبھالا انھیں۔ بہت اچھی اور پیاری نیک بچی ہے۔ مجھے یقین ہے جلال بھائی کو بدل دے گی۔ ویسے بھی اسکے پیرنٹس ہیں نہیں۔ اور مما بابا کو لگتا اسے چچا اسے پیار نہیں کرتے، کبھی بھی کسی کے بھی پلے چڑھا دیں گے۔ وہ جلال بھائی سے جڑے گی تو مما بابا کے پاس آفیشلی بیٹی بھی بن کر آجائے گی۔ ایسے میں بھی مطمئین رہوں گی کہ مما بابا اکیلے نہیں اور جلال بھائی بھی ایک حلال رشتے میں بندھ جائیں گے۔ تم ٹنشن کیوں لے رہے ہو۔ بھائی کو دو دن بعد سرپرائز دیں گے ہم۔۔۔"

علیحہ تو اپنا فیصلہ کر کے بیٹھی تھی۔

"اور اگر اس نے مجھے کوٹ ڈالا کہ میں بھی سازش میں شریک ہوں پھر۔۔۔ میں تو منع کرتا رہا ہوں تمہیں۔ مجھے اپنے اس ڈان بھائی سے بچا لو گی پھر؟ وہ جو میری درگت بنا کر تمہیں سرپرائز دے گا اسکا کیا علیحہ؟"

آلین کو تو اپنی پڑی تھی تبھی تو علیحہ ہنسی یہ آدمی جلال بخت سے ڈرتا بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔

"تم مت ڈرو ناں آلین۔ تمہارے آگے علیحہ کھڑی ہے"

وہ گفٹس چھوڑتی اٹھ کر پاس آئی اور آلین کے قدموں میں ہی بیٹھتے فسوں خیزی سے بولی تو آلین کی مسکراہٹ میں بھی خفیف سا خمار گھلا۔

"پر یہ تو بیٹھی ہوئی ہے"

وہ شریر ہوا تو علیحہ اٹھ کر اسکے تھائی پر آ بیٹھی، لاڈ سے بازوؤں کو آلین کی گردن میں حائل کیا۔

"نہیں۔ ٹھہری ہوئی ہے علیحہ۔ تمہارے چار سو۔ میں چاہتی ہوں جس شخص نے میرے، تمہارے اور اب میرے پیرنٹس کے لیے اتنی مہربانیوں کو یقینی بنایا وہ خود بھی خالص سکھ ڈیزرو کرتا ہے۔ چاہے جانا۔ ابرش حسر توں میں پلی لڑکی ہے۔ وہ جلال بھائی سے جڑی تو بہت پیار کرے گی۔ اور جب

حلال نشہ ہی اتنا جان لیوا ہو تو آدمی کیونکر کسی حرام شے کی طرف بھٹکے گا؟ وہ دیکھنے میں بھی کسی پری سے کم نہیں۔ جلال بھائی کو قابو کرلے گی۔"

علیحہ کا یقین بہت مستحکم تھا اور اسکی آلین کو ایکسٹرا راحت تھی۔

"جیسے تم نے مجھے قابو کیا اپنا حسن دیکھا دیکھا کر"

آلین کے بہکنے پر وہ آگے سے گھوری۔

"ہا! میں نے کونسا حسن دیکھا کر تمہیں مائل کیا۔ اتنی تو سادھی روح ہوں میں۔ شرم کرو آلین ایسے الزام لگاوگے کیا اب مجھ معصوم پر"

وہ ڈرامائی سا جذباتی پیاری لگی کہ آلین کے ہاتھ کچھ گستاخیوں پر اترنے لگے۔

"ہاں تم نے یہ صحراحی دار گردن، یہ ہونٹ۔ یہ آنکھیں اور یہ فگر دیکھا کر مائل کیا مجھے۔ چالاکو علیحہ"

آلین کی صاف گوئی پر وہ اندر اندر سے مسکرائی پر اوپر اوپر سے حیران و پریشان ہونے کی اعلی ایکٹنگ کی۔

"اور خود۔اپنے آپ کو دیکھو۔ابھی بھی اک جھلک سے سو دو شیزائیں مار گراو۔بڈھے ہو کر بھی جان کو آنے والے آلین اگر تم پندرہ سال پہلے مجھے ملتے تو تب تو دو حسن کے جہاں مل کر واقعی کو لیپس ہو جاتے ناں۔۔۔"

وہ براہ راست نہ سہی پر اپنے آپ کو حسین کہہ کر آلین کو مسکراہٹ بخش گئی اور یہ سچ تھا،وہ اب بھی عین جوانی جیسی مست تھی۔

"یہ تم نے ان ڈائریکٹ خود کو حسین کہاناں۔۔۔ہنہ خوش فہم علیحہ"

وہ جلدی سے گھورتے اسکو پکڑتے بولا تو وہ ہنسی،اسکی کھلکھلاتی ہنسی آلین کے اندر ہزاروں پھول کھلا دیتی تھی۔

"حسین ترین کہا ہے۔جیلسو آلین"

وہ بھی بچگانہ انداز میں بولی، آلین کی مسکراہٹ خمار سا بنی۔

"جلال کے لیے تم اور تمہارے پیر نٹس جو کر رہے ہیں اسکے لیے تھینکیو"

وہ علیحہ کا ماتھا چومتے شرارت سے نکلا تو اعتراف کر کے علیحہ کو بھی خوشی بخشی۔

"تم ساتھ ہو یعنی میرے؟"

وہ ایکسائٹڈ ہوئی۔

"آخری سانس تک۔۔۔"

وہ قربان ہوا۔

"یاھوو! اب آئے گا مزہ۔۔ آج اسکے چچا فار میلٹی کے لیے آرہے ہیں۔۔ مما بابا نے بلوایا۔باقی سب ڈن ہو گیا بس یہ رسم نمٹانی تو میں انیہ کو

لے کر جاؤں گی۔ آپ اور ارمان پلیز کچن میں کوئی مل کر ریسپی بنانے کے چکر میں اسکا پھر کباڑہ نہ کر دیجیئے گا"

یہ لاسٹ تین دن کی بات تھی جب انیہ اور علیحہ کو گہری نیند سلا کر ان ماموں بھانجے نے رات کے وقت پاستہ بنا کر مووی انجوائے کرتے کھایا پر صبح کچن دیکھ کر جولی کی چینخیں نکلیں اور بچاری علیحہ کے آگے منت کر اٹھی کہ ان دو کو کچن سے دور رکھیں تبھی تو علیحہ نے وارن کیا۔

"بہت مدت بعد ارمان ملا تھا تو میں نے اسکے ساتھ کچھ اسکے بچپن کی یادیں باٹنے کو وہ کمپنی دی تھی۔ اس چکر میں کچن کیا پورا جاہ مینشن کبارہ بن جاتا کسے پرواہ۔ وہ میرے لیے زالے اور ذیشان جیسا ہی عزیز ہے۔ اور اسکی انیہ بھی"

آلین کے لہجے سے بس محبت چھلکی تھی اور علیحہ فدا ہو جاتی تھی۔

"میں صدقے تمہاری اس دریا دلی پر۔"

علیحہ نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ماتھا چوما۔

"میں واری تمہارے سوکھے پیار پر"

وہ جوابا منہ بسورتا کیوٹ لگا۔

"گیلا پیار پھر سوکھنے میں ٹائم لگائے گا اور ابھی مجھے نکلنا ہے سو سوکھے پر ہی گزارہ کریں سرتاج۔ ویسے بھی میرا بے بی کہتا ہے میں تمہیں کم ہی منہ لگایا کروں"

علیحہ اٹھنے لگی پر اس بات پر آلین نے اسے جان بوجھ کر دبوچا اور زبردستی علیحہ کے سوکھے پیار والے پلین پر اپنی شدت و دیوانگی سے پانی پھیرا کہ علیحہ اسکی چیٹنگ پر مچل کر رہ گئی۔

"مار دوں گا میں تمہیں اگر کم پیار کا لفظ زبان پر لایا۔"

آلین کی شدت پسندی پر وہ گھبرائی اور پھر اسکے سینے میں شرما کر جب چھپی تو آلین کے ہونٹ مسکرا دیے۔

"مار دیتے ہو جب بناوارن کے میری سانس روک دیتے ہو۔ تمہارا ہر بار چھونا نئی آسودگی بخشتا ہے مجھے۔ میں اس پوری دنیا میں سب سے زیادہ تمہاری ہوں۔ تم سے محبت رکھتی ہوں۔ اپنے ماں باپ اور بچے سے بھی زیادہ۔ آلین جاہ! تم اس جہاں کا وہ قیمتی اثاثہ ہو جسے کھو کر جہاں کی جان باقی نہ رہے گی۔ آئی لو ویو سو مچ۔"

وہ روبرو ہوئی تو تھمی سانسیں، چہرے کی سرخیاں، قربت کا رعب اور باہمی انسیت کا سحر اک فسوں برپا کر رہا تھا، آلین کا دل مچلا، ایسے اظہار محبت پر۔

اور اب وہ آلین کو کچھ دیر خود میں مبتلا رہنے پر مجبور کر چکی تھی، اتنی پیاری اور حسین بن کر۔

"آئی لو ویو ٹو۔"

وہ جانتی تھی وہ سب سے زیادہ پیار زالے سے کرتا ہے تبھی ایسا کبھی بھی نہیں چاہا تھا کہ آلین بھی کہے وہ سب سے زیادہ پیار کرتا ہے۔

"سب سے زیادہ۔"

مگر آج آلین نے یہ کہہ کر علیحہ کے سکھوں کے تاج میں اک اور ہیرے کا اضافہ کرے اسے رہا سہا بھی اپنے نام کر لیا، دونوں ایک دوسرے کی سانسوں کے سنگم پر سانس بھرتے مسرور ترین افراد تھے جو اس روح جہاں پرستاروں سے روشن تھے، وہیں دوسری طرف انیہ صاحبہ بھی آگ لگانے میں بزی تھیں۔

"اب تک جیلسی برقرار ہے؟ اب تو سب کچھ ہو گیا ہو گا ارمان"

واپسی سے پہلے انیہ نے سبکے لیے گفٹس لیے تھے وہی پھیلا کر دیکھتے وہ سنجید گی سے لیپ ٹاپ کھول کر کاوچ پر نیم دراز ارمان کو دیکھتی شرارت سے

بولی، ارمان نے سکرین سے نظر ہٹائے پہلے تو نا سمجھی سے انیہ کو دیکھا پر جب بات سمجھ آئی، ہونٹوں کے اندر سے کہیں اندر تک مسکراتا معلوم ہوا۔

"اچھا کیا ہوا ہو گا؟"

محترم نے نظریں لیپ ٹاپ سے اٹھاتے انجان بننے کی پوری کوشش کی، انیہ اسکی یہ جان بوجھ کر اوڑھی سنجیدگی سمجھ گئی تھی جس سے وہ گدگدانے کی کوشش میں مصروف تھا۔

"وہی، آپکے ماموں بننے والی سازش۔۔۔۔اہمم اہمم۔ اگر ابھی بھی آپ زیشو سے جل رہے ہیں تو بتائیں میں کہتی ہوں واپس لے کر آئے ہماری زالے کو"

انیہ نے فوراً سے مسکراہٹ سنبھالنے کے ساتھ آفر کی، ارمان نے لیپ ٹاپ سکرین گراتے اٹھ کر انیہ کے پاس رکتے اسے مسکراتی گہری نظروں سے

نہارا جو سر اسر گلاب ہوتے چہرے سے سر اٹھائے ارمان کو دیکھنے میں لگی دم سادھے ہوئے تھی۔

"اب واپس زالے مجھے نہیں ملے گی، وہ ذیشان کی ہو چکی ہے۔ سپر نگ کی طرح جتنا اسے کھینچ لیں، جانا اس نے اسی شوخے کے پاس ہے۔ تو میں سوچ رہا ہوں دل بڑا کر لوں اور جلنا چھوڑ دوں۔ مجھے اس میں آپکی رائے در کار ہے مسیز ارمان"

یہ آدمی جتنا ڈیسنٹ تھا، انیہ اتنی بونگی، جلدی سے اٹھ کھڑی ہوتی جس طرح بچوں سا اچھلتے ارمان سے لپٹی وہ خود ہی بوکھلایا، انیہ کے دانت اندر تب ہوئے جب وہ گرنے سے بمشکل بچا کر بازووں میں مقید کی گئی۔

"گر جاتی تو؟ ایسے اچھلنا کب چھوڑو گی۔؟"

اب گھنٹہ کلاس طے تھی، انیہ نے ارمان سے لپٹے ہی اسکے بیڈ سے نیچے اتارنے پر سمائیل دی اور زرا روبرو ہوئی پر ہنوز بازووں میں قید تھی۔

"نہیں چھوڑ سکتی۔ خوشی کا اظہار ایسا ہی ہونا چاہیے ناں ارمان کے آپکے آس پاس والے بوکھلا جائیں۔ آپکی گھبرائی صورت پر پیار آتا ہے مجھے"

ادائیں تو اس لڑکی پر ختم تھیں۔

"میں گھبراتا بس تمہارے لیے ہوں۔"

وفائیں بھی تو اس مردجاہ پر ختم ہو جاتی تھیں۔

"مجھے پتا ہے۔ آپکو ایک بات بتاوں؟ جب سے آپ نے آلین ماموں کو ماموں کہنا شروع کیا اور فائزہ دادو نے آلین ماموں کو بیٹا بنایا ہے وہ خود بھی بہت خوش رہتے ہیں۔ ہم ویک ہو گیا یہاں ہیں، مجھے ایسا لگ رہا یہی ہمارا میکہ ہو۔ وہ دو محبت سے کتنا بھرے ہوئے ہیں، آلین ماموں نے ہمیں جو شادی پر فارم ہاوس گفٹ کیا آپ نے اسے دیکھا بھی نہیں ارمان۔ میں چاہتی ہم یہاں سے جا کر اسکا وزٹ لازمی کریں۔۔۔ شاید اس سے آلین ماموں اور علیحہ آنی کو ایک چھوٹا سا تھینکس ملے گا اور خوشی بھی"

یہ سب ارمان کو یکسر بھول گیا تھا پر انیہ کا ہر چھوٹی چیز کو لے کر سوچنا ارمان کو شدید مسرت دے رہا تھا۔

"میں اسے سچ میں بھول گیا تھا۔ جب لوگ ہی اہم نہ ہوں تو انکے دیے تحفے بھی اہمیت نہیں رکھتے ناں۔ لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔ ہم یہاں سے جاتے ہی فارم ہاوس پر زبردست ٹائم گزاریں گے۔ میں آلین اور علیحہ کو جانے سے پہلے انوائیٹ کروں گا کہ وہ دونوں بھی ہماری طرف آئیں تاکہ ہم بھی انکی مہمان نوازی کر سکیں۔ ایک ٹرائو کپل نائیٹ تو بنتی ہے فارم ہاوس میں تین ہاٹ کپلز کی"

وہ انیہ کی بات کا مان رکھتا پھر وہ اہم ہوتی یا غیر اہم، ویسے بھی ہم جن سے پیار کرتے ہیں انکا کہا ہر لفظ ہی قابل تعظیم ہوتا ہے۔

"ہاں ناں۔ اور کیا پتا تب تک ہمارے زیشو بھی بابا بننے کی نیوز سنا دیں۔۔ پھر تو پارٹی کی باقاعدہ تھیم بھی مل جائے گی۔ تین اپ کمنگ فادرز کے اعزاز میں پارٹی۔۔۔"

وہ اپنی بات کہے خود ہنسی تو ارمان بھی مسکرا اتا، اپنی بے قابو ہنسی چھپاتا ہوا دیکھائی دیا، اس طرح کے جبر کرنے اس پر جان لیوا حدوں کو چھوتے ہوئے سجتے تھے۔

"اس نے چیلنج کیا تھا ہفتے میں باپ بنے گا۔۔۔ میں اصل فکر منداس کمینے کی اس بات پر ہوں ایک ہفتے سے۔ زالے بچاری ہمیں مدد کے لیے پکار بھی نہیں سکتی اسکے آس پاس ہوتے۔ نہ ایسی مدد کرنے دے گا وہ بگھڑا اتر سا دیوانہ ہمیں"

اس بار انیہ بے ساختہ ہنس پڑی، ذیشان کی ہر بات نرالی تھی اور انیہ کے بقول وہ پیدا ہی الٹا ہوا تھا تبھی تو گدھے جتنا ہو کر بھی سدھرنے کے چانس نہ تھے۔

"ویسے زالے نے کہا مجھے وہ کل تک یہاں پہنچ جائیں گے۔ اب اتنی بھی کمزور نہیں آپکی زالے۔ ذیشو کو لگام ڈال لے گی۔ اور بننے دیں بچارے کو باپ، ورنہ ہمارے اور آلین ماموں کے بے بی کو دیکھ دیکھ سڑتا رہے گا۔ کالی بلی کی طرح"

ارمان نے آخری بات پر سر ہلاتے تائید کی کیونکہ کالی بلی ہی تو تھا وہ۔

"بلی سے یاد آیا، تمہیں اپنا جولو نہیں یاد آ رہا؟"

ارمان نے انیہ کی مسکراتی آنکھیں جولو کی یاد دلا کر اداس کیں۔

"آرہا ہے ناں۔ دل چاہ رہا اسے زور کی پاری کروں۔ اسکے گولو مولو وجود کو ہاتھوں میں سہلاوں۔ وہ بھی مس کر رہا ہو گا پر شازمہ دادو نے کہا تھا وہ اسکا خیال رکھیں گی"

انیہ نے اداسی سے بتاتے بتاتے اختتام تک سمائیل کی۔

"تمہیں دیکھ کر میرا ابھی کچھ یہی دل چاہتا ہے"

ارمان کی معنی خیزی پر انیہ الرٹ ہوئی، یہ آدمی اب اسے اپنی طرف گھیرنے کے چکر میں تھا۔

"میں گولو مولو نہیں، نہ صرف پیار پر نمٹ سکتی ہوں تو اگر مجھے تھوڑا سا پیار کر کے ترسانا ہے تو دو فٹ دور ہو جائیں۔ ویسے بھی میں علیحہ آنی کے ساتھ انکے گھر جا رہی ہوں۔ کچھ لوگ آ رہے جلال ماموں کے رشتے کے لیے"

ارمان نے حیرت سے انیہ کو دیکھا، یہ نیوز بیچ میں سرپرائزنگ تھی۔

"واٹ! پر جلال بھائی تو واپس چلے گئے تھے۔ اب وہ لوگ کیا جلال بخت کا فوٹو فریم دیکھنے آ رہے ہیں۔ یہ آلین جاہ بھی ناں، بچارے یار کو بھی پھنسا کر رہے گا"

ارمان کی خفت پر انیہ ہنسی۔

"ارے ناں میری سمرن۔ تو کتنی بھولی ہے۔ یہ سب آلین ماموں نہیں، جلال بخت کی لاڈلی منہ بولی بہن علیحہ اور نئے بننے والے والدین کی سازش ہے سمجھا کریں۔ آنٹی نادیہ اور بدر انکل نے جلال ماموں کو بیٹا کہا ہی نہیں سچ میں بنایا ہے اور وہ اپنی کسی دور کی بھانجی کو انکے لیے پسند بھی کر چکے ہیں۔ عمر میں کافی چھوٹی ہے پر پیرنٹس کی ڈیتھ ہو گئی تو اپنے چچا کے ساتھ ہوتی، بس فارمیلٹی کے لیے وہ لوگ آ رہے ہے۔ ورنہ وہ ابرش تو بخت ماموں کی ہو چکی سمجھیں۔ آلین ماموں تو بچارے اس سب میں معصوم ہیں۔ اف یہ بہنیں سچ میں آفت ہوتی ہیں"

اتنی سب عورتوں کی سازش جان کر ارمان حیران بھی تھا اور تھوڑا خوش بھی کہ چلو آلین اور علیحہ کی زندگی کو سنبھالنے والے کو بھی کوئی سنبھالنے والی آرہی ہے۔

"اوہ مائی گارڈ۔ تو یہ سازش چل رہی"

ارمان نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو انیہ آگے سے ہنسی۔

"جلال ماموں کو اچانک آلسن بلوا کر سرپرائز دینے والے ہیں وہ سب۔۔ یعنی انکے گھر والے۔ اچھا سنیں ناں۔ ہم بھی یہ شادی اٹینڈ کر کے ہی جائیں گے۔ اوکے ناں؟"

وہ ابھی سے ایکسائیڈ تھی، ارمان نے ہنستے ہوئے اس آفت کو اپنے گلے لگایا جو ہر وقت بس مستی پر آمادہ نظر آتی تھی۔

"ہاں ہاں پڑھائی تو آپکے ابا خضور کریں گے ناں۔۔۔ پتا ہے کتنی چھٹیاں ہو گئیں یونی سے؟"

وہ بھول گئی تھی کہ یہ بندہ اسکا کھڑوس پروفیسر بھی ہے۔

"اوپس! کھڑوس پروفیسر ارمان۔ اتنے اچھے موڈ کے بیچ پڑھائی کا نام لے کر میرے دانت کھٹے کر دیے آپ نے"

وہ روبرو ہوتی برے منہ بناتے بولی تو ارمان کی گہری آنکھوں کے کنارے خمار سا اترا۔

"ابھی دانت کیا، تمہارا منہ ،زبان اور حلق تک میٹھاس سے بھر دیتا ہوں"

ارمان کی بازووں میں قید وہ اسکے سینے سے لا جوڑی گئی پھر پوری رضا سے خوشبو خوشبو لوٹی گئی کہ سچ میں چند نشاط انگیز باہمی قربت کے لمحے انیہ کے اندر باہر مٹھاس حاوی کر گئے۔

وہ مدہوش ہو گئی کہ یہ شدت پسند آدمی اتنی چاہت سے بھی چھونے کی ابیلٹی رکھتا ہے۔

اسکی آنکھوں کی تیرتی حیرانگی پر گرے آنکھیں بھی مسکرائیں اور اسکے بعد بخشی گئی لمس کی شدت انیہ کے وجود سے جان کھینچ گئی۔

"زیادہ مٹھاس ہوگئی تھی، سوچا واپس لے لوں۔۔ جاو رشتے کروانے والی مائی بن سکتی ہو اب"

ارمان نے اسے جیسے ہی آزاد کیا، وہ لڑکھڑائی کہ اسکی ڈرامہ بازی بھانپنے کے باوجود ارمان نے اسے سرعت سے بازووں میں بھرے سنبھالا۔

"راج! تم بہت زیادہ نوٹنکی کرنے لگے ہو"

وہ خود بھی شرارت پر اترا تھا کہ انیہ فوراً ہی ہنسی کہ سارا ڈرامہ کلائمکس سے پہلے ہی فلاپ ہوا۔

"ہاں میری سمرن! تم پر جو چلا گیا۔۔۔ میں چلی بائے"

وہ کھکھلا کر ہنستی ارمان کے گال آگے کرنے پر پیار دیتی وہاں سے گئی تو کتنی دیر ارمان اسکی وجہ سے مسکراتا رہا اور پھر زرا آلین ماموں کو اس برپا سازش کی خبر دینے خود بھی باہر نکلا لیکن آگے جا کر پتا چلا کہ علیحہ صاحبہ نے آلین کو بھی سازش میں شامل کر لیا ہے۔ اب تو جلال بخت کا بینڈ بجنا پکا تھا۔

..________________________..

ٹھنڈے سوئمنگ پول میں جانے کے باوجود زالے کی طبعیت پر اثر نہ ہوا تھا اور یہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ سخت جان بنادی گئی ہے، جسکے مقدر میں زیشان حیدر ملک تھا اسے بھلا اب کسی شدت سے کیا ڈر تھا۔

وہ کچھ دیر پہلے ذیشان کے پہلو سے نجات پا سکی تھی کیونکہ سوئمنگ پول والے مومنٹ کے بعد ذیشان نے اسے واپس اپنے آپ میں گم کر لیا اور چونکہ ایک لاسٹ ڈیٹ فلائٹ سے پہلے ڈیو تھی تبھی موصوف اپنی خماریاں جھٹک کر شاور لینے گئے تھے مگر زالے، اپنی ساڑھی میٹرس پر نکال کر

پھیلائے خوامخواہ بلش کر رہی تھی، وہ لائیٹ ڈل گولڈن ساڑھی تھی جسکا بلاوز فل کورتیج اور ہاف بازووں والا تھا مگر ساڑھی کا پلو سنہری موتیوں اور ستارے کے کام سے لدا ہوا تھا، ہیلز بلیک اور ساری جیولری ذیشان کے فل بلیک ٹکس سے میچ تھی جسکے بلیذر میں اٹکا سلک رومال بھی زالے کی ڈل گولڈ ساڑھی سے میچ تھا۔

وہ اپنے ہی خیالات میں گم تھی جب ٹھنڈے ٹھنڈے جناب نے آکر عقب سے بازووں میں بھرا، زالے اک پل تو روم کے انورٹر کے سبب ہوتی ہیٹ کے باوجود ٹھٹھر گئی مگر پھر فوراً پلٹی تو محترم جسٹ ٹاول میں کھڑے ابھی بھی کسی شرافت کے موڈ میں نہ تھے، شام ڈھل گئی تھی پر اس آدمی کا موڈ ڈھلنے پر نہ آرہا تھا۔

"اب یہ ٹاول باندھ کر کیوں آئے ہیں؟ کوئی تو رحم کرنا سیکھ لیں۔ بتا رہی یوں پکڑ کر کھینچ دوں گی۔"

زالے اسکے ساتھ ٹچ ہونے پر بھی اب دھواں ہو رہی تھی اسی پر تو وہ آفت مچل رہا تھا۔

"ہاں تا کہ جو رہی سہی شرم ابھی بھی آتی ناں مجھے تمہارے سامنے اس سے بھی محروم ہو جاوں۔۔۔ چل اتار اور پھر کل تک بھاگ کر دیکھانا مجھ سے"

وہ ڈھیٹ بنا آگے سے اور اکسا رہا تھا، زالے کے گال لال پڑے تو آنکھیں گھوریاں دینے لگیں۔

"آپکو مجھ سے شرم آتی ہے؟ مطلب کیا میں صدمے میں ہوں۔ چٹکی کاٹیں زرا میں یہ بات ہضم نہیں کر پا رہی"

یہ لڑکی تو بچارے زیشو کو پھر پانی پانی کرنے پر تلی تھی، چاہتی ہی نہیں تھی کہ بخشی جائے۔

"ہاں ناں، اتو وسی ابھی بھی آتی ہے۔ جب سوچتا ہوں کتنا کچھ کر بیٹھا ہوں"

وہ اسکو واپس خود سے جوڑتے خمار آلود شرارت پر اترا تو زالے کی تھکاوٹ اسکے حصار میں آتے ہی جسم سے چھوٹنے لگی۔

"سب بہت خوبصورت ہے۔ آپ سے جڑا سب کچھ۔ میں جتنا کہہ لوں کہ آپ سے تھک گئی، ڈر گئی یا سہم گئی سب ڈرامہ ہے۔ یاد ہے ناں"

وہ اسکے ایسے روپ پر مر مٹا، جو زیشان کی پوری دنیا جکڑ لیتا تھا۔

"ازبر ہے۔ یہ پورا ہفتہ میں نے تم سے جڑے سارے ارمان پورے کیے زالے۔ میں تمہارے ساتھ رہا، اتنا قریب جتنی تم خود بھی اپنے قریب نہ تھی۔ ہم نے بہت سی جگہیں ساتھ گھومیں۔ ہم ہنسے۔ ہم نے مستی کی۔ ہم نے پیار کیا۔ بے شمار کیا۔ ہم نے وہ باتیں کیں جو کئی سال ساتھ گزارنے کے بعد بھی کپلز آپس میں کرتے شرما جاتے ہیں۔ مینز وہ سب جو میرے خرافاتی دماغ میں آیا تم نے مجھے کسی چیز سے نہیں روکا۔ تم میرے لیے اتنی میسر رہی کہ اف! میں تاعمر اس ایک ہفتے کے حصار سے نہیں نکل سکتا"

شرارت اک طرف کیے زالے نے جب اسکا یہ روپ دیکھا تو لگا جتنا کر چکی ہے وہ کم تھا، یہ شخص تو بس یہ ڈیزرو کرتا ہے کہ سر خم کر دیا جائے۔

اور سب سے خوبصورت بات تھی وہ دونوں پانچ وقت نماز ادا کرنے کا شرف بھی پا چکے تھے، زالے کو اپنی زندگی کسی امرت میں بدلی لگ رہی تھی، وہ اسکے ہر موڈ، ہر خوشی ہر اداسی کو بھی بچوں کی طرح سنبھالنے لگا تھا۔

"آپکی پوری زندگی اسی ایک ہفتے سی بنانا چاہتی ہوں۔ آپ خوش اتنے پیارے لگتے ہیں کہ دنیا جہاں کی خوشیاں خود آپکی طرف لپکتی ہیں ذیشان۔ میں اک لمحہ بھی آپکے ساتھ اس پر نہیں پچھتائی کہ میں نے آپ سے شادی کیوں کرلی۔ میں ہر لمحہ اترا رہی ہوں۔ صرف رومینس کی بات نہیں کر رہی۔ آپ مجھے سر تا پیر سنبھال چکے ہیں، میں اداس بعد میں ہوتی ہوں، آپ اسکا حل پہلے لیے بیٹھے ملتے ہیں۔ میں آپکے سینے لگی رہنا چاہتی ہوں۔ میں آپ کو خود پر حاکم چن چکی ہوں۔ آپ جو کہیں وہ میرے لیے حکم ہے سنا آپ نے؟"

اس سب حکایت دل کے بعد وہ کیسے نہ بہکتا، زالے اسکے اندر اٹھتی محبت کی طغیانیاں بھانپتی زرا محتاط ہوئے دور ہوئی تو وہ پکڑ کر واپس قریب کھینچ گیا۔

"ایسے اظہار کے بعد جب تم دور ہوتی ہو بس اس برائی کے سوا تم پرفیکٹ ہو۔ دور نہیں ہوتے جاناں، مسئلہ ہو جاتا ہے"

وہ اسے گھیرنے کے چکر میں تھا۔

"آپ اور آپکے مسئلے سننے کو عمر پڑی ہے۔ میں بھی شاور لے کر ریڈی ہوتی ہوں آپ بھی زرا انسان بنیں۔ پھر ڈنر پر نکلتے ہیں۔ فلائیٹ بھی ہے ناں۔۔ لیٹ نہ ہو جائے"

وہ کسی طرح اس جن سے پناہ کی طالب تھی جبکہ شاور کا سنے وہ ویسے ہی بن پیے بہکا۔

"ہاں اب کوئی پانی کو نہا کر مشروب بنانے جا رہا ہے اور ستم کہ میں اس امرت سے محروم رہوں گا۔"

اتنی چیزی لائن سنے زالے کا منہ بنا۔

"اف ذیشان! ٹھرکیوں کو کلاسیز دینا شروع کریں خوب پیسے کما لیں گے۔ بزنس میں تو آپکا دل لگتا نہیں۔ مطلب کا کام خوب کر لیں گے۔ ہٹیں۔ سنبھالیں اپنا ٹاول اترنے لگا ہے۔ بندے کو اپنی بچی کچی عزت کی پرواہ ہونی چاہیے۔۔۔"

خفت کے مارے لال لال ہوتی وہ بھاگ نکلی پر ذیشان کو قہقہہ لگا کر ہنسنے پر مجبور ضرور کر گئی۔

جب تک موصوف بلیک ٹکس میں جلوے بکھیرتے تیار ہوئے وہ بھی فریش ہوئے بالوں کو ڈرائے اور سٹریٹ کر چکی تھی، ساڑھی کا بلاوز اور اسکے ساتھ کا تنگ ٹراوزر پہن لیا تھا پر اب ساڑھی ایڈجسٹ کرنا ذیشان کی ڈیوٹی تھی، زالے نے سمو کی سا میک آپ کیا اور ساڑھی کھولے ڈھیلی بے ڈھنگی سے یونہی لپیٹے باہر روم میں آئی تو ذیشان جو اپنی شرٹ کے کالر کو سیٹ

کرنے کے ساتھ گردن پر پرفیوم سپرے کر رہا تھا، پلٹتے ہی مبہوت ہونے کے بجائے ہنسا جو تنبو کی طرح اتنی پیاری ساڑھی لپیٹ کر آگئی تھی۔

"اوہ زالے! تم میرے موڈ کو سپائیل کرنا نہ بھولا کرو۔ ساڑھی کی چینخیں نکلوا لیں ایسے لپیٹ کر"

وہ جب قریب آیا تو وہ وارننگ دیتی نظروں سے دیکھے زرا دور ہوئی، ذیشان ہنسا۔

"پرامس کریں پہلے ساڑھی پہناتے یہاں وہاں ٹچ نہیں کرنا"

وہ مزید پیچھے ہوئی تو ذیشان نے ایک ہی جھٹکے سے ساڑھی کا پلو کھینچا تو وہ گھومتی چلی گئی، پوری ساڑھی اسکے وجود سے اتر کر ذیشان کے ہاتھ میں تھی اور دوسرا ہاتھ زالے کی پتلی کمر کو دبوچ کر نزدیک لایا۔

"کہاں کہاں ٹچ نہیں کرنا۔؟"

وہ اسکے بوٹ شیپ ڈیپ گلے پر نظریں پھیرے جس معنی خیزی سے بولا، زالے نے زور سے مکا اسکے پیٹ میں دے مارا، پر اس ہاتھی کو فرق ہی نہ پڑا۔

"اوکے ظالم۔ نہیں کر رہا کچھ بس تمہاری رعنائیاں تاڑ لیتا ہوں۔"

شرافت ادھار مانگے زیشان نے اللہ اللہ کر کے ساڑھی کو ایڈ جسٹ کرنا شروع کیا اور پہنا دی، اسکا بلاوز پیٹ کو کافی کوور کر رہا تھا پر جہاں سے اسکی کمر دیکھائی دی زیشان نے وہیں ہاتھ جما رکھا تھا، زالے تھوڑی گھبرائی لگی پر زیشان نے اسکا ماتھا چومتے راحت سی بخشی۔

"روم میں آگ لگانے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ باقی کارومینس ہم پرائیوٹ فلائیٹ میں کریں گے۔ یہ جو پہنائی ہے اسے اتارنے کا شرف بھی مجھے دیجئے گا بعد میں اور یہاں وہاں پوری شدت سے چھونے کا بھی بیگم"

بہکتے نشیلے انداز میں وہ بس زالے کے گال بنا بلش ہی لال کر گیا، زالے بس نظریں سی چرا گئی اور شکر کیا یہ آدمی اسے لے کر نکلا تو سہی۔

ڈنر بھی روم کے ہی ایک بہت میجیکل اور وی آئی پی ریسٹورنٹ میں تھا، جہاں پورے ہال میں وہ دو تھے، اک طرف میوزیکل کریو تھا جو رومانوی موسیقی ترتیب دے رہا تھا، اور بیچ میں وہ کپل ڈانس کرتا ہنس کا جوڑا جسے اب کوئی بد نظر چھو نہ پاتی تھی کیونکہ وہ ایک دوسرے کی ہر سانس نظر اتارتے تھے، وہ مکمل لگتے تھے، بہت سی کمیوں کے باوجود بھی کیونکہ وہ پزل کے دو مسنگ پیسیز تھے جو ایسے آ ملے کہ اپنا پورا جہاں مدہوش کیے پھر رہے تھے۔

وہیں دوسری طرف باقاعدہ جلال بخت کی ابرش کے ساتھ منگنی کر دی گئی اور ستم کہ جلال اس سازش سے ابھی تک تو لا علم تھا پر لگتا تھا دو دن بعد اسے ہی نہیں کسی اور کو بھی بہت بڑا سرپرائز ملنے والا تھا اور یہ آپکو اگلے ایڈیشنل پارٹ میں پتا چلے گا۔

..________________________..

After few days...

آلسن میں زالے اور ذیشان کی واپسی پر انکو جلال بخت کی سرپرائز منگنی کا علم ہوا تو وہ دو بھی علیحہ آنی کو داد دیے بنا نہ رہ سکے اور اب وقت تھا جلال بخت کے جاہ مینشن آنے کا کیونکہ آج تھی اسکی اور ابرش کی سرپرائز ویڈنگ۔۔۔۔ٹن ٹنا ٹن۔

گزشتہ شب ہی علیحہ نے جلال کو آلین کی طبعیت کے بگھڑنے کا بتائے ارجنٹ ہانگ کانگ سے بلوایا تھا اور ابھی شام چھ تک اسکی فلائیٹ لینڈ کرنے والی تھی اور پورا جاہ مینشن ابرش اور جلال کی شادی کے لیے دلہن کی طرح سجا تھا اور وہ چھ کی چھ آفتیں بس جلال کے ری ایکشن کی منتظر تھیں۔

زندگی میں اچانک آتی خوشیوں نے نادیہ صاحبہ کے اندر بھی اک خوشی کی لہر بھر دی تھی، سچ کہتے ہیں، عورت کو اگر اسکے دل و دماغ کا سکون ملے تو وہ بہت سارے سال جی سکتی ہے۔

بدر منصور بھی خوش تھے، اپنی ہلکی پھلکی سیاسی مصروفیت کے ساتھ وہ زیادہ اب بزنس ہی سنبھالتے تھے کیونکہ علیحہ کو انکا سیاست میں ہونا پسند نہ تھا اور آلین کی بھی یہی شرط تھی۔

زالے اور زیشان تو سب سے زیادہ ایکسائیڈ تھے مگر یہاں کے چار باشندوں نے سچ میں دونوں کو امپریس کیا تھا۔

ابرش سچ میں اٹھارہ سال کی چھوٹی مگر بہت ہی سمجھدار لڑکی تھی، اسے بھی اس شادی کے سرپرائز ہونے کی خبر نہ تھی کیونکہ ایسے تو ابرش کے چچا بیچ میں کوئی پنگاہ کھڑا کر دیتے۔

تینوں لیڈیز ابرش کو ریڈی کر رہی تھیں جبکہ آلین باقی کام دیکھ رہا تھا تو جلال کو ائیر پورٹ سے پک کرنے کی ذمہ داری اس نے ذیشان اور ارمان کو دی۔

دونوں فرمابرداری سے جلال کو ائیر پورٹ سے نکلنے کیجول خلیے میں ہی نکلے کیونکہ تیار ہو کر جاتے تو جلال کو شک ہو جاتا اور علیحہ نے سختی سے سبکو منع کیا تھا کہ کوئی بھی لاسٹ مومنٹ تک سرپرائز خراب نہ کرے۔

"ہفتہ تو گزر گیا۔"

ارمان ہی ڈرائیونگ کر رہا تھا جبکہ ذیشان اپنی عجیب عجیب منہ بنا کر سیلفیاں لیے زالے کو بھیج رہا تھا جو آگے سے ہاتھ جوڑ رہی تھی کہ نہ تنگ کریں، پاس تو یہ آدمی تنگ کرتا ہی، دور زیادہ ڈبل شدید کرتا۔

ارمان کی آفت انگیز سرگوشی پر ذیشان ہنس کر گردن گمائے جانو ویر کو نہارنے لگا۔

"ایسے بہکے عاشقوں کی طرح مت دیکھ۔ جو پوچھا وہ بتا"

ارمان کی ایسی ڈائریکٹ ڈانٹ و خفت پر ذیشان اور شوخا ہوا۔

"ماموں بننے کا اتنا ارمان ہے ارمان تجھے، رہا نہیں جا رہا کیا جانو ویر"

اب ارمان سے اسے چھتر کھانے کی طلب تھی، یار کی لہو آشام گھوری پر ذیشان نے اپنی شرارت کو قابو کیا۔

"بہت ہی کوئی منحوس آدمی ہے۔ تو نے زیادہ تنگ تو نہیں کیا اسے؟"

ارمان فکر بھی کر رہا تھا پر عجیب سی ہچکچاہٹ کے سبب پوچھ بھی نہیں پا رہا تھا۔

"تو انیہ کو تنگ کرتا ہے؟"

ذیشان کے سوال پر ارمان نے سرسری مگر پریشان ہوتے ذیشو کو دیکھا۔

"نہیں۔ محبت ہے وہ میری۔"

ارمان نے فوری جواب دیا اور جواب دینے کی دیر تھی کہ زیشان بھی مسکرایا۔

"تیری زالے بھی تو میری محبت ہے۔تجھے جلن ہو رہی ہے کہ وہ میری جان بن گئی ہے؟ ہے ناں جانو ویر"

ذیشان کو چسکے لینے کی طلب تھی اور ارمان کیا کرتا ابھی تھوڑا بے چین تھا۔

"ہاں تھوڑی سی۔اسے اس رشتے کے تقاضوں سے زیادہ پریشان نہ کرنا ذیشو۔معصوم سی ہے۔میرے لیے تو وہ میرا بچہ ہے بس تبھی ہر سانس کے ساتھ اسکے لیے آسانی مانگتا ہوں"

ارمان کے لہجے سے چھوٹتے انس پر ذیشان کا دل جھوم سا اٹھا۔

"میں بھی اسکی آسانی ہی مانگتا رہتا ہوں اور اسکی خوشی بننے کی ہر ممکنہ کوشش کرتا ہوں۔کیا یہ کافی ہے تیری تسلی کو جانو؟"

اب کی بار گاڑی کی سپیڈ کم کرنے کے ساتھ ارمان نے پیار بھری نگاہ ذیشان پر جمائی۔

"بہت کافی ہے۔پر تیرے اس ہفتے میں باپ بننے کے دعوے کا کیا ہوا؟"

ارمان کی شرارت بھانپتے ذیشان نے منہ بسورا، اتنی ساری ایفرٹ کرنے کے بعد بھی اب تک کوئی نیوز نہ آنے پر وہ خود بھی اداس ہوا۔

"زخموں پر نمک مت چھیڑ ظالم آدمی۔اللہ جی پلیز بے بی میکنگ کا پراسیس فاسٹ کر دیں، میری عزت کا سوال بن گیا ہے"

ہاتھ بلند کیے ذیشان نے جب دعا کو ہاتھ اٹھائے تو ارمان نے زور سے جھانپڑ رسید کیا۔

"بے غیرت! کچھ شرم کھالیا کر۔تیرے لنگوٹی یار کے ساتھ سالہ بھی ہوں اب۔"

یہ غلطی ارمان کی تھی کہ اس نے غیرت سی چیز ذیشان حیدر ملک کو دلائی کیونکہ جناب کا تو عرصہ دراز سے اس سے ناطہ نہ تھا، دونوں ہی ہنسے اور چونکہ ائیر پورٹ آچکا تھا تو فل ایکسائٹڈ بھی تھے، خیر جلال کو پک کرنے کے بیچ دونوں نے بڑے ماتمی منہ بنائے جیسے آلین کے لیے پریشان ہوں تو جلال بخت جس نے کئی ملکوں کی خاک چھانی، کھڑے کھڑے سامنے والے کا نظروں سے پوسٹ مارٹم کرلیتا تھا وہ بھی ان منجھے اداکاروں کے آگے دھوکہ کھا گیا۔

خیر ذیشان اور ارمان نے اپنی بے قابو ہوتی سمائیل کو سارا رستہ سنبھالا کیونکہ سارا رستہ جلال ان دو سے آلین کے بارے ہی سوال کرتا رہا۔

سمجھ یہ بھی نہ آئی کہ ایک ہفتے میں اس خوش باش آدمی کو اب کونسے کیڑے نے کاٹ لیا پر بھولے جلال بخت کہاں جانیں کہ انکو جاہ مینشن میں کیڑا دور ایک ہائی وولٹیج کرنٹ لگنے والا ہے۔

جیسے ہی گاڑی جاہ مینشن کے تاحد نگاہ پھیلے پورچ میں رکی، جلال کی مشکوک نظروں نے ولا کی اب تک موجود سجاوٹ پر ساتھ بیٹھے ارمان اور پھر گردن پھیرے اک اچٹتی نظر پچھلے آفت کے گولے پر ڈالی۔

"کیا چکر ہے لڑکو! یہ سجاوٹ کیوں ہے اب تک؟۔۔۔اور تم دو کی مینسی شکلیں مجھے کب سے کچھ مشکوک کر رہی ہیں۔سچ سچ بتاو اس گھر کے اندر کیا کھچڑی پک رہی ہے"

جلال کی بارعب جواب دہی پر وہ دوہاٹ سخت لونڈے بھی گڑبڑاتے معلوم ہوئے اور ارمان نے آنکھ کے اشارے سے ذیشان کو کچھ کہا تو وہ فورا پیچھے سے کار سے نکلتا جلال کی طرف آیا اور ہاتھ پکڑے اسے زبردستی باہر نکالا۔

"آپ اندر چل کر خود ہی دیکھ لیں ناں۔ کھچڑی نہیں، بریانی ایڈ ہے مینو میں"

ذیشان کی زبان سے سارا سرپرائز سلپ ہونے سے پہلے ہی ارمان گاڑی کا ڈور بند کرتا پیچھے سے وارد ہوا۔

"مطلب ؟ کونسی بریانی۔۔۔مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے تم لوگوں نے مجھ سے وانٹڈ ڈان کو رشتہ داری کی وجہ سے چکر دے کر اغوا کر لیا ہے۔ دیکھو کسی سے میری سپاری تو نہیں پکڑ لی۔۔؟"

جلال کے خدشے سچ میں ارمان اور ذیشان کو گدگدا گئے، دونوں مسکرائے اور ہنسی بھی قابو کی۔

"ہاں ایسا ہی سمجھیں۔ لیکن اس سپاری سے آپکی جان کو نہیں، عزت کو خطرہ ہے"

ارمان لاکھ ذیشان کو آنکھیں نکال رہا تھا پر یہ شے لگتا تھا سچ میں یہیں بھانڈے کو پھوڑنے والی تھی۔

"کیا بڑبڑا رہے ہو یار"

جلال کے بدحواس شکوے پر ارمان نے خود ہی ذمہ دار ہونے کا ثبوت دیا اور انکے لیے راستہ چھوڑا۔

"اسے چھوڑیں آپ اندر چلیں"

کچھ دیر کی الجھن کے بعد آخر کار جلال نے اندر جانے کا فیصلہ لیا پر جاہ مینشن جس طرح باہر سے سجا تھا، دگنی چہل پہل، رونق اور بہار اندر تھی، اول تو آلین بلکل ٹھیک تھا اور یار کے ویلکم کے لیے موجود تھا، اور دوسری بات پلٹ کر ذیشان اور ارمان کو گھورا بھی، اوپر پھر مزید تشویش کی بات یہ تھی کہ نادیہ اور بدر بھی جب لاڈو شفقت سے اسے ملے تب تو جلال کو سچ میں لگا جیسے جس سے ڈرتا تھا یہ دل وہ گھڑی آ گئی۔

"یہ سب تیاری؟ تم سب نے آلین کی طبعیت کا جھوٹ بولا ناں۔۔ یہ کمینہ تو ہٹا کٹا ہے۔ دیکھو میں سسپینس سے مرنے والا ہو رہا ہوں اب بتا بھی دو"

جلال کی مزید بے قراری کا امتحان نہ لیتے فائنلی علیحہ خود روم سے باہر آئی، لاونج میں موجود سب نے آتی علیحہ کی طرف دیکھا جو جلال بخت کے سامنے آکر رک چکی تھی۔

"علیحہ! کیا ہو رہا ہے بچے؟"

سب میسنے گھنے لگے تو جلال کو امید تھی کہ بہن تو ضرور اس الجھن سے نکال دے گی جسکا اپنا چہرہ شرارت کا ترجمان تھا۔

"آپکی شادی"

علیحہ نے مسکراتے ہوئے بمب پھوڑا۔

"اچھا شادی۔۔۔۔۔ہیں کیا؟"

پہلے دو لفظ بے ارادہ اور نا سمجھی سے کہتے ہی جب وہ آخری دو لفظوں پر ٹھٹکا تو علیحہ سمیت سب ہی ہنس دیے جبکہ جلال نے سب کو ہی دیکھا ہی گھور کر کہ ہنسی فوری سنبھال لی گئی۔

"جی شادی! آپکے لیے ایک بہت ہی خوبصورت، سمجھدار اور پیاری لڑکی چنی ہے ہم سب نے۔ منگنی تو ہم نے ہفتے پہلے ہی کر دی تھی آپ دو کی مگر نکاح آج ہے اور یہ آپکی نئی فیملی کی طرف سے آپکو سرپرائز ملا ہے"

علیحہ کی ساری بات تحمل سے سنے جلال اسے رحم طلب نگاہوں میں لے گیا، یہ سچ میں سر پر گرنے والا سرپرائز ہی تھا۔

"یہ تم سب اپنے اپنے پارٹنر کے ساتھ بزی کیوں نہیں رہتے ہو کہ ایسی خرافاتی سوچیں آتی ہیں۔ میں شادی نہیں کر سکتا۔ گائز میری لائف ایسی نہیں ہے تم سب میری فکر کرتے ہو پر شادی نہیں چاہتا نہ مجھے ضرورت

ہے۔پتا نہیں کس بچاری کو زدو کوب کر کے تم لوگوں نے میرے لیے چنا۔۔۔۔"

جلال کی بیچارگی عروج پر تھی تو باقی سب نے یوں تاثر دیا جیسے ایک کان سے سن کر وہ سب دوسرے سے نکال باہر کر رہے ہیں۔

"خیال رکھو برخوردار! کہیں نکاح ہوتے ہی ہماری ابرش نہ تمہیں زدو کوب کر ڈالے۔"

اس بار بدر منصور نے چھیڑا تو جلال بخت بچارا سا منہ لے کر رہ گیا اور باقی سب ہنستے نظر آئے، انیہ اور زالے اندر دلہن کے ساتھ ہی تھیں جو بہت ہی خوبصورت کورین دلہن ہی بنی تھی، وائیٹ گاون ڈریس کے ساتھ، جو گلے سے تھوڑا سا وائیڈ تھا جبکہ بازو ساری نیٹ کی تھیں، وہ سچ میں بہت ہی خوبصورت دلہن لگ رہی تھی۔

"آپ بھی اپنے پارٹنر میں بزی ہوں، میں بس یہ چاہتی تھی۔ وہ دن دور نہیں جب آپ اس پر مجھے شاباش دیں گے۔ وہ آپکی زندگی کے بارے کافی کچھ جانتی ہے۔ پھر بھی آپ سے شادی کے لیے تیار ہے تو اسے اللہ کا فیصلہ سمجھ لیں بھائی۔ میں آپکو اکیلا نہیں دیکھ سکتی۔ اب تو ہرگز نہیں جب خود آلین کے ساتھ بہت خوش ہوں"

جلال کی اب بھی اعتراض کی کاوشوں کو مدنظر رکھتے علیحہ نے ہی اک بار پھر جلال کو قائل کرنے کی کوشش کی اور سبکو محسوس ہوا جیسے سچ میں وہ ہوا بھی ہے۔

"ہاں تاکہ تم ہمارے بیچ کباب کی ہڈی نہ بنو۔ میرا مقصد تو یہ تھا"

اب ماحول سنجیدہ تھا تو آلین نے بھی سنجیدہ گفتگو میں شرارت گھول دی، سب مسکرا دیے اور جلال بس اک آس و تاسف بھری نظر آلین پر ڈال کر رہ گیا۔

"تم سب نے قسم اٹھا رکھی ہے۔نہ جیواں گے ناں جین دیاں گے۔اچھا ٹھیک ہے پر اس لڑکی سے مجھے خود پوچھنا ہے، اگر اس نے کہا اسے اعتراض ہے تو یہ شادی نہیں ہوگی۔اور اگر وہ میرے بارے میں سب جاننے کے بعد بھی شادی پر آمادہ ہوئی بس تبھی یہ نکاح ہوگا"

آخر سب کی خوشی کا خیال رکھتے جلال نے اپنی تشفی کا معاملہ بھی سامنے رکھا، سب سوچ میں ڈوبے پر پھر فیصلہ جلال کے حق میں ہوا۔

ارمان اور ذیشان نے اپنی وائفز کو روم سے باہر بلوایا اور تبھی جلال کو خود ابرش سے بات کرنے کے لیے اندر روم میں روانہ کیا گیا کیونکہ کچھ دیر میں سب گیسٹس آنے والے تھے۔

جلال کے اندر جاتے ہی سب تھوڑے متفکر تھے کہ یہ آدمی نجانے اندر جا کر کیا کہہ دے، جلال نے اندر داخل ہوتے ہی کمرے میں موجود اس لڑکی کو دیکھتے قدم اسکی طرف بڑھائے جو دلہن بنی آنے والے کو دیکھتی چہرے

کے خدوخال میں گھلتی گھبراہٹ چھپا نہ سکی تھی، ایک ہفتے پہلے ابرش نے جلال کو انٹرنیٹ پر سرچ کیا تھا، اسکی مختلف ایپس پر آئی ڈی ڈھونڈی پر تصویروں میں نظر آنے والا جلال بخت اور یہ انسان یکسر الگ تھے، وہ بلاشبہ ایک پرکشش انسان تھا پر ابرش نے امید نہیں کی تھی کہ عمر میں جلال اس سے اتنا بڑا ہو گا، وہ پھر بھی ابرش کو نامنظور نہ تھا۔

"ان سب نے زبردستی کی تمہارے ساتھ؟"

پہلا سوال ہی پاس رک کر ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں دھنسا کر ابرش کے چہرے کے تاثرات کا تفصیلی جائزہ لیتے کیا تو ابرش نے جلدی سے نفی میں سر گمایا۔

"چالیس سے اوپر کا ہوں میں اور تم؟"

جلال کا لہجہ زرا سنجیدہ تھا، ابرش کے تاثرات سے بدلے۔

"انیس سال کی ہو جاوں گی جلد"

ابرش نے نظریں واپس نیچے کر لیں جبکہ جلال کو اسکی خوبصورتی سے زیادہ اسکی نظریں جھکائے رکھنا متوجہ کر رہا تھا، یا وہ نظریں اٹھاتی بھی تو اس مضبوط آدمی کی گردن، شانے یا سینے تک اٹھا پاتی۔

"انتہائی غیر مناسب ہے ہماری شادی، تم مان کیسے گئی بولو؟"

اب کی بار جلال کو تھوڑا غضب چڑھا۔

"میرے چچا میری شادی ستر سال کے بوڑھے انکل سے کر دیتے، علیحہ آپیا نے تو مجھے بروقت بچالیا۔ انہوں نے کہا آپ بہت اچھے ہیں، تھوڑے بڑے ہیں پر دنیا کے بیسٹ انسان۔ آپکو کیا میں پسند نہیں آئی؟"

پھر سے نظریں زیر ک کیے ہی ہاتھوں کو نروسنیس سے مسلتی ابرش نے سوال پر بات روکی۔

"مجھے بھی بوڑھا ہونے میں زیادہ ٹائم نہیں۔ پھر مجھ سے بچنے کے لیے کیا کرو گی؟"

سوال تھوڑا عجیب تھا پر ابرش کو محسوس نہ ہوا۔

"نہیں جانتی پر آپ مجھے اچھے لگے، اور جو انسان اچھا لگ جائے یا دل کو بھا جائے اس سے جڑا کچھ بھی پریشان نہیں کرتا"

وہ ایسے جواب کی امید نہیں رکھتا تھا تبھی تو جلال کچھ لمحے کچھ بول نہ سکا، وہ اسکی گردن، اسکے بال جو سیاہ اور کچھ سنہری جھلک دیکھا رہے تھے، اسکا پورا ڈریس، اسکی جھکی آنکھیں سب فرصت سے دیکھ کر نرم سنجیدگی میں مبتلا تھا۔

"میرے جوانی کے عروج سے اب تک کئی ناجائز تعلقات رہ چکے ہیں۔ ناجائز تعلق تو سمجھتی ہو گی ناں۔ بنا کسی رشتے لڑکیوں کے ساتھ سویا ہوں، ناجائز تعلق بنائے۔ اس کے بعد تو تم ہوش ضرور کرو گی۔ دیکھو میں تمہاری شادی بہت اچھی جگہ کروادوں گا، تمہارے چچا کو مہلت نہیں ملے گی

تمہاری زندگی خراب کرنے کی۔ کوئی تمہارا ہی ہم عمر یا کچھ سال بڑا لڑکا ڈھونڈوں گا۔"

ابرش کے اندر اٹھتی کپکپی اس نے مہارت سے دبالی پر اس بار وہ آنکھیں اٹھانے میں کامیاب تھی، سیاہ خوبصورت اداس آنکھیں، جلال کچھ لمحہ بے چین نظر آیا۔

"کوئی ناجائز اولاد بھی ہے آپکی؟"

ایک بار پھر امید سے الٹ سوال۔

"نہیں۔ لیکن میں بیوی کے لائق آدمی نہیں ہوں۔ میں فیملی سپورٹیو انسان نہیں۔ میری ماں میری حرکتوں اور عادتوں سے بہت دیر پہلے ہی مر چکی ہوتی پر علیحہ کے سبب وہ اتنے سال جی لیں، بس تبھی علیحہ کا کہا میرے لیے حکم ہے لیکن میں تمہاری زندگی خراب کردوں گا ابرش۔ اس لیے اپنے حق میں خود فیصلہ لو اور ایسا لو کہ تمہارا ذہنی سکون بنے"

جلال نے اسے بھرپور فکر جتاتے سمجھایا پر وہ بس خاموشی سے جلال کو دیکھتی رہی۔

"میرا دل کسی ہم عمر یا کچھ سال بڑے لڑکے سے شادی پر بھی کبھی آمادہ نہیں ہو گا۔ بلکہ میں شادی ہی نہیں کروں گی کبھی"

ابرش نے کہہ کر واپس نظر جھکالی، جلال کا سر گھوم گیا۔

"واٹ! لیکن ایسا کیوں کرو گی۔ تم ابھی بچی ہو۔ تمہاری لائف میں بھی وہ سب آئے گا جو ہر لڑکی کی زندگی میں آتا ہے۔ ادھر دیکھو ابرش میری طرف"

وہ منہ پھیر گئی تبھی جلال نے اسے بازو سے پکڑے جب اپنے سامنے پلٹائے دوسری بازو بھی پکڑی تو وہ بے اختیار ہی جلال کے قریب آگئی اور ستم کہ جلال کو اس نزدیکی سے فرق پڑا۔

"میں پچھلے کئی دنوں سے خود کو آپکی امانت سمجھ کر جی رہی تھی، تھوڑا انس ہونے لگا تھا۔ ایسے میں آپ مجھے اپنے رنگین ماضی کا بتائیں گے اور میرے ہی ہو کر مجھے کسی اور سے شادی کی ترغیب دیں گے تو کیا مجھ سے برداشت ہو گا؟"

ابرش کے لہجے اور آنکھیں دونوں نمی کی زد میں تھیں جبکہ جلال
تو "میرے" پر ہی پتھر بن گیا، کس قدر حق جما گئی تھی وہ لڑکی پہلی ہی ملاقات میں۔

"ابھی ہمارا نکاح نہیں ہوا۔ میرا فرض ہے تمہیں ہر چیز و سچائی سے خبردار کرنا۔"

جلال کو بات کرنے کے لیے سوچنا پڑا، وہ سامنے تھی، قریب تھی۔ دلہن بنی تھی۔

"آپ اگر وعدہ کریں کے بقیہ زندگی اپنا ہر تعلق مجھ سے جوڑیں گے، میں آپکے گندے ماضی کو بھول جاوں گی"

وہ بہت بڑا دعوی کر رہی تھی۔

"یہ آسان نہیں ہوتا۔ تم ناسمجھ ہو ابھی" بھاری گھنبیر لہجہ گریز کی چاشنی سے لپٹا تھا۔ جلال نے اسکی بازووں کو ہاتھوں کی گرفت سے آزاد کیا اور فاصلہ سمیٹ گیا۔

"جتنی سمجھ جینے کو چاہیے اتنی تو ہے ہی۔ آپ توبہ کر لیجئے گا۔ اللہ بھی معاف کر دیتا ہے تو پھر بندوں کی کیا ویلیو؟"

وہ پر امید تھی۔

"بیوی کی بہت ویلیو ہوتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کے ماضی سے تاعمر جھلستی رہتی ہے۔ میرے بابا بھی ایسے ہی تھے، مجھ سے ہزار درجہ برے۔ میری ماں جیسے جلی سلگی میں اسکا اللہ کے بعد دوسرا گواہ ہوں۔ بابا ہر روز نئ عورت کے

ساتھ سو کر آتے اور میری ماں ہر روز مرتی۔ میں کچھ سمجھدار ہوا تو انکا بابا سے رشتہ تڑوانے کی جدوجہد کرنے لگا، ایسا نہیں تھا وہ امی سے پیار نہیں کرتے تھے، بس وہ گندی خصلت کے مالک تھے۔ جب میں نے امی کو طلاق لینے پر مجبور کیا تو بابا نے توبہ کرلی وہ اب کسی غیر عورت کو چھوئیں گے نہیں۔ میں اسکا بھی گواہ ہوں کہ پھر بابا سچ میں صرف امی کا بن کر رہے لیکن میری ماں کی تکلیف میں انکا سدھرنا کمی نہ لا سکا۔ بابا یقین دلاتے دلاتے دنیا سے چلے گئے، جب علیحہ مجھے ملی تھی ہم بابا کی موت کے دکھ میں گرے تھے۔ میری ماں مرجاتی اگر مجھ سے بدبخت بیٹے کے سہارے ہوتی لیکن انکی کچھ زندگی لکھی تھی کہ علیحہ کو ہمارے پاس بھیج دیا۔ تبھی کہہ رہا ہوں تم بھی تکلیف محسوس کرو گی۔ جب جب میرے قریب آو گی میرے کیے اعتراف جرم تمہیں نوچ لیں گے۔ تو ابھی وقت ہے سنبھل جاو"

وہ اپنی زندگی کی پوری کہانی کھڑے کھڑے سمیٹ گیا اور ابرش کتنی دیر اس پر سے نظریں نہ ہٹا سکی، وہ انسیت جو منگنی کے سبب تھی، یکدم کسی نئے جذبے میں بدلی۔

"میں آپکے قریب آکر کوشش کیا کروں گی بس آپ کو ہی یاد رکھوں۔ باقی ساری دنیا بھول جاوں۔ مجھے اپنی زندگی کی مختصر سہی پر کہانی سنا کر آپ نے تھوڑا تو اپنایا ہے، اور یوں تھوڑی سی اپنالی جاتی لڑکی کو آپ کسی اور قابل تو نہیں چھوڑ رہے ناں۔۔"

ابرش کے لہجے میں آس تھی، جلال حیرت کا شکار تھا مگر نہیں وہ پریشانی تھی کہ یہ لڑکی آنکھوں دیکھی مکھی کس دل سے نگلنے پر آمادہ ہے۔

"میں نے تمہیں نہیں اپنایا۔ بس سمجھا رہا ہوں"

وہ اپنانے والی بات پر عجیب سے انداز میں جھٹلا گیا تو وہ بے رنگ سا مسکرائی۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہی آپکے سامنے کوئی بات۔ آئی لائک یو"

وہ اعتراض و گریز جھنجھلائے ہی سمیٹ گئی، جلال کے پاس کوئی حرف نہ رہا، الٹا وہ اس لڑکی کے بات سمیٹنے کے انداز پر مضطرب ہوا۔

"ابرش!"

وہ خفیف سی خفگی میں مبتلا گھورا۔

"شادی کرلیتے ہیں"

وہ باز نہ آئی۔

"تم سمجھ نہیں رہی میری بات۔۔۔؟"

اب کی بار غصہ تھا جلال کی جلالی آنکھوں میں۔

"مجھے کچھ ناجائز کرنے پر مجبور کررہے ہیں اب آپ۔۔۔"

ابرش نے جس طرح جواب دیتے بے بسی عیاں کی جلال کو لگا اب یہاں سے نکلنا ہی سیو ہے۔

"واٹ! کیا کر لو گی تم۔۔۔ ہو کتنی اور بات دیکھو اپنی بد تمیز"

جلال کا پارہ چڑھا۔

"آپ میرا موجود ہونا نہیں دیکھ رہے تو مجھے اپنی بات کہاں نظر آئے گی۔ میں نے بنا سوچے کہہ دیا سوری۔۔ میں آپکو کھونا نہیں چاہتی۔ دور سے اچھی نہیں لگی تو شاید قریب سے لگ جاوں"

ابرش نے افسردہ ہوتے ہی رخ بدلنا چاہا جب وہ اسکے فیصلے پر پلٹنے کا خیال ترک کرے تھم سی گئی۔

"میں تم سے شادی کر رہا ہوں۔ تمہارا گناہ گار ہونا برداشت نہیں کر پایا"

جلال کہہ کر رکا نہیں اور روم سے نکل گیا پر ابرش پر ضرور صدمہ اتار گیا، جبکہ باہر سب جلال کے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر زرا خوف زدہ نظر آئے مگر جلال نے جب سبکو شادی کرنے کا بتایا تو گویا خوشی کی لہر سی ہر طرف دوڑ گئی۔

لیکن پورے ایونٹ کے بیچ جلال اور ابرش میں بات نہ ہوئی پر وہ دو سب کی خوشی پر ضرور مسکراتے نظر آئے۔

رسموں وغیرہ میں زیادہ ٹائم ویسٹ نہ کرتے جلال بخت کے ساتھ ابرش کو رخصت کیا گیا کیونکہ اب جلال کا گھر تو بدر اور نادیہ کا گھر تھا تو ابرش وہیں رخصت ہوئی تھی۔

علیحہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا جب وہ لوگ بارات کو سی آف کرے واپس جاہ مینشن کے اندر آئے، سب تھک بھی چکے تھے پر خوش بھی تھے۔

کل ولیمے کے بعد زالے کی بھی ذیشان کے ساتھ اسلامہ آباد رخصتی والی روانگی تھی اور انیہ ارمان کی بھی۔

لیکن ابھی بھی آلین اور علیحہ کا دل نہیں بھرا تھا چاروں سے پر کیا کرتے، سب کے کام کاج اور دھندے بھی اہم تھے۔

..________________________..

"اف ذیشان! میں نہیں کر رہی ٹیسٹ"

وہ لوگ ارمان اور انیہ کے روم میں جاتے ہی خود بھی روم میں آئے پر ذیشان اسے پریگنسی ٹیسٹ کرنے پر مجبور کرے تنگ کر رہا تھا۔

"پلیز ناں! میری تسلی کے لیے کر لو۔"

وہ اسے عقب سے بازوؤں میں بھرے قائل کرنے میں لگا تھا جب زالے نے گھبرا کر آئینے کے عکس سے ہی ذیشان کو پریشان ہوتے دیکھا۔

"آپ کیوں اتنے پاگل ہیں۔ دو ہفتے میں کونسی پریگنیسی شو ہوتی ہے ذیشان۔؟"

اب کی بار پیار سے سمجھایا گیا۔

"رئیر کیسیز میں ہو جاتی ہے۔ تم میرے لیے اتنا نہیں کر سکتی؟ ویسے بھی ہفتے سے ڈبل اوپر دن ہو گئے ہماری شادی کو اب"

وہ اتنا ڈھیٹ تھا ہر معاملے میں کہ زالے بس انکار کا سوچ ہی پاتی، کرنا مشکل تھا۔

"اور اگر پازیٹو آ گیا ٹیسٹ؟ میں صدمے سے مر ور گئی تو؟"

زالے کا دل سوکھے پتے سا کانپ رہا تھا۔

"مجھ سے قہر سے نہیں مری تم۔۔ یہ نیوز تو ویسے بھی زندگی جیسی ہوتی ہے۔ تمہیں کیوں لگتا ہے زالے کہ میں تمہیں آنچ بھی آنے دوں گا۔ تم جانتی نہیں یہ سب کسی شرط کی وجہ سے نہیں ہے بس اس باپ بننے کے

احساس کے لیے ہے جو پہلی خواہش بنا تھا میری تمہیں پاتے ہی۔ میں تم سے مزید کنکٹ ہونا چاہتا ہوں۔ بہت زیادہ"

زالے کا دل جو ڈر رہا تھا، مسکرا اسا دیا، وہ اسکے لیے اتنا ہر صورت کر سکتی تھی۔

"اوکے میں ٹیسٹ کرتی ہوں پر آپ مجھے اکیلا چھوڑیں اس کے لیے پلیز۔"

زالے مان گئی تو زیشان نے اسکی گال چومتے فورا آزاد کرے اجازت دی کہ وہ خود ہی ذیشان کی خوشی پر بلش کرتی وہاں سے چلی گئی۔

پانچ منٹ میں زالے نے اپنا کام کیا مگر باہر انتظار میں چکر کاٹتے زیشان کا تو پتا نہیں، زالے کا دماغ ضرور الٹا کیونکہ پریگنیسی سٹرپ پر ایک لائن تو پیور ریڈ تھی پر دوسری اتنی لائیٹ پنک کے بمشکل غور کرنے سے نظر آرہی تھی اور اس سٹرپ کے پیک پر لکھا تھا اگر دوسری پنک لائن ہے تو ٹیسٹ دوبارہ کریں۔ زالے کا دماغ الجھا۔

"اب یہ کونسی دنیا کا رزلٹ آگیا۔نہ ہاں میں نہ ناں میں۔"

زالے نے سٹریپ اٹھائی اور الجھن حل کرنے وہ روم میں آئی، ذیشان فورا اسکی طرف آیا۔

"ذیشان! یہ تو عجیب سا رزلٹ آیا ہے۔اسے نو سمجھیں یا یس؟"

ذیشان کو وہ سٹرپ دیکھاتی معصومیت سے منمنائی تبھی ذیشان بھی حیرت بھرا مسکرایا۔

"یہ تو بیچ میں لٹکا دیا تم نے مجھے نکمی۔ چلو ہم ہوسپٹل چل رہے ہیں۔ تمہارا بلڈ ٹیسٹ کروانا ہے مجھے ابھی"

ذیشان نے فورا سے فون اور گاڑی کی چابی اٹھائی پر زالے کو وہیں صدمے سے جما دیکھے رکا۔

"اس وقت؟ ذیشان بہت نیند آرہی ہے۔ کل چلتے ہیں پلیز"

رونا بس آنکھوں تلک امڈ آیا تھا۔

"ابھی اور اسی وقت۔ میں ساری رات تم پر رومنٹک ظلم ڈھاوں گا اگر منظور ہے تو نہیں جاتے"

ذیشان کے پاس آلسی بنی زالے کو ٹھیک کرنے کے لیے دھمکیوں کی کمی کہاں تھی، زالے کا دل لرزا۔

"جاتے ہیں۔ میں زرا اسے پھینک آوں اور ہاتھ دھو کر آتی ہوں"

زالے جلدی سے جان چھڑوا کر بھاگی تو ذیشان ہنس دیا، تھوڑا اپنی جذباتی حرکتوں پر ایکسائٹڈ بھی تھا۔

خیر آدھے گھنٹے تک وہ ہوسپٹل تھے، بلڈ ٹیسٹ کی رپورٹ ویسے تو دو گھنٹے بعد ملتی تھی مگر ذیشان نے ریکوسٹ کی کہ انھیں زرا جلدی ہے تبھی جیسے ہی رپورٹ کی ریڈنگ آن لائن آئی، اسے مل گئی جسے وہ ڈاکٹر کو دے آیا تھا جو پانچ منٹ میں آنے کا بول چکی تھیں۔

زالے اندر روم میں ہی میٹرس پر بیٹھی تھی، کافی نروس بھی تھی۔

"ذیشان! مجھے ڈر لگ رہا ہے"

پاس بیٹھے ذیشان کا ہاتھ تھامے وہ باقاعدہ کانپتی محسوس ہوئی تبھی تو محترم نے بازو گرد حصار کر اپنے ساتھ لپٹایا۔

"کیوں جاناں! سوچو اگر رپورٹ پازیٹو آتی ہے تو تمہارا کیا ہو گا۔ تم پر اتنا پیار لٹاؤں گا کہ خود میں گھول لوں گا۔ سہہ لو گی میرا مزید پیار؟"

اس وقت وہ آفت بچاری کو مزید ستانے پر تلا تھا جسکی پلکیں عجیب سے احساس نے نم کیں۔

"اگر پازیٹو آتا ہے سب تو پلیز کسی سے نہیں کہیے گا ابھی۔ میں نے شرم سے مر جانا ہے ذیشان۔ میں ریکوسٹ کر رہی ہوں"

وہ سینے میں سمٹ کر بھاری سانس لینے لگی تبھی ذیشان نے اسے خود میں بھرپور سا سمیٹا۔

"تم حکم کر سکتی ہو۔ ریکوسٹ کا سوچنا بھی مت۔ اب ریلکس ہو جاو۔ یہ سب نیچرل ہے۔ ہر لڑکی کے ساتھ ہوتا ہے۔ تم تو میری ایکسٹرا بہادر جان ہو تو میری طرح ایکسائٹڈ ہو جاو شاباش"

وہ لاکھ سمجھالیتا، لاڈ جتالیتا، وہ ابھی ٹھیک نہیں تھی اور رہی سہی کسر رپورٹ لے کر آتی ڈاکٹر نے پوری کی۔

ذیشان نے زالے کو زرا خود سے دور کیا اور اٹھا تبھی ڈاکٹر گھبرائی زالے اور ذیشان کے پاس آر کی تھی، زالے نے سختی سے ذیشان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا جیسے ابھی ڈاکٹر ہاں کہے گی اور زالے کی جان نکل جائے گی۔

"باڈی ایزی ٹو کنسیو تھی انکی اور وقت بھی بہترین تھا، یہ امید سے ہیں۔ کیئر کریں ایکسٹرا کیونکہ ابھی سٹارٹ ہے۔ بہت مبارک ہو آپ دونوں کو۔"

ڈاکٹر نے جب یہ خوشی کے لفظ کہے، زالے کی ذیشان کے ہاتھ پر جمی گرفت ڈھیلی پڑی، ذیشان اپنی بے قابو خوشی سنبھالے ڈاکٹر صاحبہ کا شکریہ ادا کیے انکے روم سے نکلتے ہی زالے کی طرف متوجہ ہوا جو ذیشان کے بیٹھتے ہی اسکے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"یہ رونا میرے ایکسٹرا پیار کو سہنے کی وجہ سے ہے زالے؟"

اس لڑکی کے نرم و ملائم وجود کو اپنے مضبوط سینے میں چھپائے ذیشان نے اسکے رونے میں شدت خود میں بھینچتے کم کی اور سوال بھی دلچسپ پوچھا تھا۔

"ن۔۔نہیں۔ اپنے وجود سے جڑی آپکی اک اور خواہش کی تکمیل رلا گئی مجھے۔ ی۔۔یہ سچ میں ہو گیا ذیشان۔۔۔۔م۔۔میں۔۔۔؟"

وہ روتی روتی بدحواس ہوئی تو ذیشان اسے روبرو لایا، ٹوٹ کر پیار آ رہا تھا۔

"ہاں ناں۔۔سچ میں۔کر دیکھایا آپن نے۔اب سینہ تان کر ان دو کو کہہ سکوں گا میں بھی بابا ہوں۔۔۔"

وہ اسکے ارادوں پر اور سہمی۔

"خدا کے لیے ذیشان۔کچھ ویک تک نہیں پلیز۔۔۔مجھے مارنا چاہتے ہیں آپ؟"

زالے کی آواز گلے میں بیٹھی۔

"ہاں۔اپنی محبت سے۔۔۔۔"

ذیشان نے اسکی ناک چومتے چھیڑا۔

"پلیز ناں"

وہ منت کر اٹھی۔

"آجاو واپس چلیں۔۔۔تمہیں انرجی کی ضرورت ہے"

ذیشان نے اسکو کمر میں ہاتھ لپیٹے اٹھایا تو وہ انرجی والی بات پر خوفزدہ ہوئی۔

"م۔۔مجھے تنگ نہیں کریں"

وہ بے قراری سے بولی تو زیشان نے اسے اپنے گلے لگایا، وہ ٹوٹی شاخ سی اسکے وجود میں سمٹ گئی۔

"بہت کروں گا اس بچے کے آنے تک۔۔۔"

زیشان نے قسم اٹھا رکھی تھی کبھی نہ سدھرنے کی، وہ لوگ گاڑی تک آئے تو ذیشان نے خوشی سے چمکتے ہوئے اپنی ہلکان حسینہ کے لیے کار ڈور اوپن کیا اور پھر اسے بٹھائے خود بھی دوسری طرف سے آکر تشریف رکھی۔

وہ اب تک روہانسی، رونے والی شکل بنائے جب سیٹ بیلڈ فکس کر رہی تھی تو ذیشان نے اسکی بازو پکڑتے اٹھا کر اپنی طرف کھینچا تو زالے ذیشان پر جھک آئی، آنکھیں اب بھی شکوے سے لبریز تھیں۔

"یہ کیا کر دیا آپ نے میرے ساتھ ؟"

زالے کی آنکھیں پھر سے بھیگیں۔

"وہ جو تم نے اچانک میری زندگی میں آکر ہلچل مچائی، مجھے دیوانہ کیا اپنا۔ یہ اسکا ریونج ہے جاناں۔ میں تمہیں کبھی نہیں بتا سکتا کہ میں تم سے کتنا خوش ہوں۔ وہ لفظ ہی نہیں بنے جو میرے اس زالے نام کے سکھ کو بیان کر سکیں۔ ہم اس بے بی کو بی جی کے سپرد کرے اپنی زندگی جلد نارمل کر لیں گے تم گھبرانا مت۔ نہ تمہارا ڈاکٹر بننے کا خواب ایفیکٹ ہو گا اس سے۔ بس میں تم سے تا عمر کے لیے مزید کنکٹ ہو گیا اسکی خوشی افف۔۔۔ میری جان! میں تم سے آج جا کر کچھ بھرا ہوں۔۔ لیکن مکمل بھروں گا یہ کبھی سوچنا بھی مت"

زالے کے سارے ڈر، خدشے، گھبراہٹ ذیشان کے ہونٹوں کا اک بھرپور لمس سمیٹ گیا، جو زالے کو اپنے اندر تک زائقے اتارتا محسوس ہوا، وہ اسکے

ہر طرح کے چھونے پر بس ہیل کرتی تھی، کچھ بولنا مشکل تھا تبھی اسکے سینے میں سمٹ کر رہ گئی۔

..________________..

بدر اور نادیہ کی ڈھیر دعائیں اس نئے کپل کو ملی تھیں، ابرش کو وہ خود کمرے میں چھوڑ کر آئی تھیں پر وہ کافی زیادہ نروس تھی تو واپس آ کر بدر کو اشارتاً کہا کہ جلال کو روم میں بھیجیں کیونکہ وہ بدر صاحب سے گپیں لگانے میں بزی تھا، ابرش تو جہاں ڈریسنگ کے سامنے کھڑی تھیں وہیں جمی تھی جب دروازے پر آہٹ پر گھبرا کر پلٹی، جلال بخت اپنی پرکشش پرسنالٹی اور مخصوص سنجیدگی کے ہمراہ اندر داخل ہوتے ہی ابرش پر اک بھرپور نگاہ ڈالنا نہ بھولا۔

پر وہ اتنی کنفوز اور گھبرائی تھی کہ جلال نے اپنا کوٹ اتار کر ہینگ کرنے کے بیچ نگاہوں کا زاویہ و شدت دونوں بدلیں اور بنا کوئی بات کیے شرٹ کی

آستینیں کھول کر کف چڑھائے فون لیے صوفے پر جا بیٹھا جیسے تھک گیا ہو۔

ابرش اسکے مخاطب نہ کرنے پر مزید اسی جگہ گڑ گئی کیونکہ جلال ایک ہاتھ سے سر کے بال سنوار کر فرصت سے فون پر بزی تھا جیسے بہت ہی اہم کام کر رہا ہو۔

کچھ دیر تو ابرش نے یہ خاموشی اور لاتعلقی سہہ لی اور پھر اپنا ہیوی ڈریس سنبھالتی وہ بیڈ کراس کرے کاوچ کے ساتھ سے ہوتی ہوئی واش روم جاتے جاتے رکی اور کاوچ کے پاس رک کر اک بار پھر جلال کو دیکھا۔

"مجھے دیکھا بھی نہیں انہوں نے، کیا فائدہ میرا پھر سجے سنورے رہنے کا"

دل مسوس لیتی وہ جانے لگی پر جلال نے فوراً گردن اٹھائی پر جب ابرش پلٹی، وہ چالاکی سے دھیان واپس فون پر جما گیا، ابرش کو لگا اک کوشش خود بات کرنے کی کر لی جائے۔

"میں نے کچھ کہنا ہے"

وہ اسکو دیکھتی صوفے کی بازو پر بیٹھی جو کاوچ پر آرام دہ انداز میں بیٹھا فون سکرول کر رہا تھا، سرسری سی نظر ابرش پر ڈالی پر تب بھرپور دیکھنے پر مجبور ہوا جب وہ صوفے کی مخملی بازو سے سلپ ہوتی جلال کے ساتھ گرتے ہوئے آ بیٹھی، اس مومنٹ پر جلال کی آنکھیں ابرش کی گھبراہٹ پر زرا مسکرائیں۔

"مجھے کچھ کہنے کے لیے وہ جگہ بھی مناسب تھی پر یہ بھی اچھی ہے"

جلال نے فون غیر ضروری چیز کی طرح سامنے رکھا اور جان بوجھ کر ابرش کی طرف کھسک کر بیٹھا تو وہ فورا اسکی بازو کے ساتھ آ لگی۔

"کہو"

جلال نے اسکے چہرے کی طرف جھکتے اپنے اک قہر جیسے لفظ پر زور دیا تو اسکی قربت پر ابرش کا ماتھا اتنی ٹھنڈک کے باوجود عرق آلود ہوا۔

"آپ ک۔۔ لچھ پوچھ لیں۔ مجھے میری بات بھول گئی"

بمشکل سمٹی سانسیں کھینچے ابرش نے بات بنائی، جلال محظوظ ہوا۔

"اچھا یہ بتاؤ تم نے جب کہا کچھ ناجائز کر بیٹھوں گی۔ اس ناجائز میں کیا چھپا تھا، ہگ یا کس؟"

ایسے سوال سے بہتر تھا وہ دم دے دیتی، چہرہ سرخیاں چھوڑتا اندر برپا حشر کی خبر جلال کو دے گیا۔

"استغفر اللہ! میں تو مکا مارنے کا سوچ رہی تھی۔۔۔ وہ تب ناجائز ہی تھا ناں"

جلال اسکی ہانپتی جوابی کاروائی پر کھل کر مسکرایا جو بات بنانے کے چکر میں بگاڑ بیٹھی۔

"میں کچھ جائز کرنے کا سوچ رہا ہوں"

جلال کی نظریں ابرش کی گردن پر سرکیں پھر اسکے گلابی ہونٹوں پر آرکیں، گلا اسکے ڈریس کا ڈیپ نہیں تھا پر وائیڈ بوٹ شیپ تھا جس سے اس لڑکی کی گردن کا بھرپور حصہ آویزاں تھا۔

"ک۔۔ کیا؟"

ابرش نے اپنے بال کانوں کے پیچھے ارسائے تبھی جلال نے ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرہ ٹھوڑی سے اٹھائے انگوٹھے کی پور نیچلے لپ سے مسل کر لپ سٹک مٹائی، ابرش سانس روک کر رہ گئی، تب تک سانس رکا رہا جب تک اسے اپنے زیریں ہونٹ پر جلال کا استحقاق جذب ہوتا محسوس نہ ہوا، بقیہ لپ سٹک تو باہمی نرم قربت کی بھینٹ چڑھی، وہ نرمی روا رکھتے ہی شدت بڑھنے پر خود دور ہوا تو ابرش کا ہاتھ جلال کی شرٹ کے گریبان تک بے اختیار جکڑا گیا، سانسیں منجمد ہوئے جلال کی ایسی قربت پر دہائی دیتی محسوس ہوئیں اور اس لڑکی کو یہ نیا احساس دل وجان سے شرطیہ بہاراں کرنے کا موجب تھا۔

"جاؤ سو جاؤ"

جلال نے اسکا ہاتھ پکڑے خود سے دور ہونے دیا اور فون واپس اٹھا لیا۔

ابرش نے اسکے فون کو جھپٹ کر دوسری طرف میز پر رکھ دیا، اسے برا لگا۔

"سو جاؤ جا کے ابرش"

وہ اس بار خفا ہوا تو وہ جلدی سے اسکے سامنے گھوم کر بیٹھی۔

"میری ڈریس کی ہک کھول دیں"

جلال کے ہاتھ بے قابو ہو جاتے اسی ڈر سے وہ اسے چھو نہ رہا تھا مگر جب وہ سامنے بیٹھی بال گردن سے ہٹا گئی تو جلال کو اسکی ڈریس کی ہک کھولنی پڑی، ابرش چپ چاپ سامنے سے اٹھ کر چلی گئی کے جلال کو اپنا دھیان بھٹکانے کے لیے فون یوز کرنا پڑا۔

وہ چینج کرے لوز سی شرٹ اور پاجامے میں بال کھولے جب واپس آئی تو جلال نے نظر تو اٹھا کر ڈال لی پر ہٹانی دوبھر ہوئی اور ابرش مسکراہٹ چھپائے جا کر بیڈ پر پائنتی کی جانب بیٹھی، جان بوجھ کر چہرہ بھی موڑا، کمرے کا جائزہ لینے لگی، جلال نے کچھ دیر تو اپنی برداشت کا یہ مظاہرہ سہا مگر پھر ابرش کی مسکراہٹ تب بڑھی جب پانچ منٹ بعد اسے اپنا آپ جلال کی بازووں میں محصور محسوس ہوا، وہ اسکے ساتھ ہی آ کر بیٹھا تھا، ابرش کے بالوں میں چہرہ چھپائے، انداز میں اک تڑپ سی تھی، اس شخص کے دل کی بھاری دھڑکنیں اور جمی سانسیں ابرش کو اپنے گرد محصور محسوس ہو رہی تھیں۔

"آپکو مجھے یقین دلانا نہیں پڑے گا کہ آپ نے ناجائز ہر تعلق چھوڑ دیا۔ میں یقین ہی مضبوط کر لوں گی اپنا۔ اور وہ یقین ہی آپکو میرا ایماندار بنا دے گا۔ میں نے زیادہ رشتے نہیں پائے اپنی زندگی میں۔ نہیں جانتی محبت بھرے احساسات اور رویے کس طرح کی راحت دیتے ہیں لیکن آپ کو دیکھتے ہی میں نے خود کو کہہ دیا تھا اب یہی انسان ہے جسکے ساتھ مجھے باقی

زندگی رہنا ہے، آپ نے اپنی زندگی جتنی عجیب پائی، یہ سب برائیاں آپ میں آنا کوئی بڑی بات نہیں۔ جب ہمیں سمجھانے اور سنبھالنے والے ہی اپنی تکلیفیں جھیل رہے ہوں تو ہم اکثر بہتر رہنمائی و توجہ نہ ملنے پر بھٹک جاتے ہیں۔ آپ کے ساتھ بس یہ ہوا، ورنہ ہر گناہ کی معافی اللہ ضرور دیتا ہے بس نیت یقین وعاجزی سے بھری ہو۔"

وہ نرم لہجے میں بولتی گئی اور جلال اسکی ہر بات جیسے عجیب آسودہ کرتی محسوس کرنے لگا، یہ سچ تھا وہ واقعی سمجھدار تھی۔

"میری طرف پلٹو"

جلال نے اسے ملائم انداز میں اپنی طرف گما کر بٹھایا تو ابرش کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں اک حسرت کا عنصر جگا تھا۔

"میرے جب پیرنٹس کی ڈیتھ ہوئی، اور چچا مجھے اپنے گھر لے گئے تو میں سارا دن گھر میں پڑی رہتی۔ کام کاج اور بس تھک ہار جانا۔ زندگی اتنی گھٹن

تھی کہ کیا بتاوں آپکو۔انکی بیوی اور بچے بہت تیز تھے، میں ویسی نہیں تھی۔ لیکن انکے ساتھ دو سال رہ کر بہت کچھ سیکھا۔پتا ہے میرا دل بھی بہت زیادہ پریشان ہونے پر ناجائز چیزوں اور خیالوں کی طرف جاتا تھا۔میں ٹی وی میں دیکھتی تھی ناں جب تو دل کرتا تھا میرے لیے بھی کوئی شہزادہ آئے اور مجھے لے جائے۔ بہت سا پیار کرے جیسے ڈراموں میں کرتا تھا۔ لیکن کچھ نہیں ہوتا تھا۔میں الٹا گناہ گار ہو جاتی تھی ایسا سب سوچ کر۔تو یہ سب فطری ہوتا ہے۔کچھ خود کو روک لیتے ہیں بھٹکنے سے کچھ نہیں روک سکتے۔بے بسی بہت بری چیز ہے، بے سکونی ظالم۔۔ہم سکون کی اک بوند کو تڑپ رہے ہوتے ہیں تب عقل شعور نہیں تمیز کرتا کہ یہ سکون جائز ہے یا ناجائز۔۔۔۔آپ سمجھ رہے ہیں میری باتیں؟"

خود کو دیکھتے جلال کو چپ محسوس کرے وہ بدحواس ہوئی کے نجانے وہ شخص اسے سمجھے گا یا نہیں۔

"میں تمہاری باتیں ہی سمجھ رہا ہوں اس وقت، بہت خاص باتیں کرتی ہو۔ گہرے زخموں کا درد چھلک رہا ہے تمہارے حرف حرف سے۔"

جلال کا جواب سنے وہ کچھ دلاسا سا پا گئی۔

"ہاں ناں۔ اکیلی اور تنہا رہ کر تپی ہوئی ہوں"

خفیف سا سلگنے کے ساتھ ہی زرا مسکرائی تو جلال بھی ساتھ مسکرایا۔

"آپ کے کام کا بتایا علیحہ آپی نے کہ آپ انگلینڈ کے ڈان ہیں۔ کوریا کے بھی۔ پر مجھے اس سے کوئی مسئلہ نہیں۔ پتا ہے میرا فیورٹ کورین ڈرامہ ہے ناں جو اس میں بھی ہیرو گینگسٹر ہے اور بڑا ابھی۔ تو مجھے تو یہ سب بہت کول لگ رہا ہے۔ آپ کہیں گے کیسی باتونی لڑکی ہے چلیں میں چپ ہو رہی ہوں۔ اب بتائیں اب کچھ"

اپنی باتوں سے وہ جلال کو خوشی دے رہی تھی پر خود کو لگا زیادہ بولی ہے تبھی چپ ہوئی۔

"بولتی رہو"

جلال نے اسکی ٹھوڑی پر ہاتھ کی پکڑ جماتے چہرہ اوپر کرتے حکم دیا تو ابرش کی پلکیں سی لرزیں، گال بلش ہوتے لال پڑے۔

"آپ صرف سنیں گے؟"

ابرش کو اب جا کر اپنے اور اسکے بیچ کی نزدیکیوں کا احساس جاگا پر اب بہت دیر ہو چکی تھی، وہ جلال بخت کے حصار میں جذب تھی۔

"دیکھنا، محسوس کرنا اور سننا، میرے نزدیک بولنے سے افضل ہے۔ کسی باکردار عورت کو چھوتے دور، دیکھتے بھی ڈرتا ہوں پر تمہارے پاس گھر جیسا احساس ہے۔ مدت بعد یہ احساس ملا، آخری بار جب بہت سالوں پہلے بابا نے امی کو اپنی ایمانداری کا نیا نیا یقین دلایا تب ملا یہ احساس جب امی نے خوش ہو کر مجھے گلے لگایا اور بولیں کے وہ بہت خوش ہیں پر وہ وقتی تھا۔ اسکے بعد میں اس لائق ہی نہ بن سکا کبھی کہ وہ گلے لگاتیں۔"

حسرت کا پورا جہاں جلال کے سنجیدہ جملوں میں پنہاں تھا۔

"میں لگالوں گلے؟"

ابرش کے زرا اسکی جانب دیکھ کر مان لٹانے کے جلال کو کچھ کہنے لائق نہ چھوڑا، بے بس سا کر دیا۔

"تم آل ریڈی میری بازوؤں میں قید ہو، اسے گلے لگانا ہی کہتے ہیں آئی تھنک"

وہ سہولت سے بات بنا گیا مگر ابرش نے نفی کرتے ہی دونوں ہاتھ کھولتے اسکی گردن میں بازو ہار سے پروئے جب رہے سہے فاصلے کو سمیٹ کر جلال کو گلے لگانے کی ننھی سی کوشش کی تو ان آنکھوں میں اک جلن جگی، پہلی بار کوئی عورت اتنے قریب آکر جسم کے بجائے دل کو بھائی تھی، وہ بے اختیار ہی اسکے نازک وجود کو مزید بازوؤں میں جکڑ گیا، وہ یہاں اس جگہ جلال کو اپنے ہونے کا احساس دلاتی خوش تھی۔

"زیادہ گلے لگنا مجھے کبھی پسند نہیں رہا۔نادیہ امی گلے لگاتی تھیں بس، یا جب امی زندہ تھیں تو کوئی کمی لگے تو در گزر کریں پر مجھے لگتا ہے گلے لگنا ایسا ہو تا ہے"

وہ خود امید سے زیادہ سکون ملنے پر زرا بوکھلائی تھی،چند لمحوں میں کسی کا دل جیتنا کسے کہتے ہیں یہ آج جلال کو معلوم ہوا تھا،وہ اسے دور کرنے پر راضی ہی نہ تھا۔

" بلکل ایسا ہی ہو تا ہے ابرش، مجھے پسند آیا"

وہ زرا اسے خود سے دور کرے دیکھتے بولا تو ابرش کے چہرے پر اپنی کوشش کے کامیاب ہونے کی خوشی دیکھتے اور دل کو اچھا لگا۔

"اب تو آپ سونے کا نہیں کہیں گے ناں؟"

ابرش نے آنکھوں کی شرارت سمیت جلال کو دیکھتے شرمگیں لہجے میں پوچھا توجناب بناسوچے سر نفی میں ہلا گئے۔

"تم چچا کی بیوی اور بچوں کے ساتھ رہ کر ان جیسی ہو گئی ہو۔"

جلال کا لہجہ مسکرا رہا تھا۔

"یہ آپ نے میری بے تکلفی سے اندازہ لگایا ناں؟"

ابرش نے فوراً سے سوال کیا۔

"نہیں۔ تمہارے منہ پھٹ ہونے سے"

وہ مسکرایا تو ابرش بھی بلش کرتی ہنسی، آنکھیں جھکا لیں۔

"ظاہر ہے ان لوگوں کے بیچ اپنا بچاؤ کرنے کے لیے مجھے بھی تو بہادر ہونا تھا ناں"

ہر جواب اس لڑکی کے پاس تھا، جلال نے مسکرا کر اسے آزاد کیے اٹھنا چاہا تو ابرش اسکا ہاتھ پکڑے روک کر بٹھا گئی، یہ بلکل غیر ارادہ تھا۔

"کہاں جا رہے ہیں؟"

اپنی خفت مٹانے کو وہ بات بنا گئی۔

"چینج کرنے۔۔۔کیوں نہ جاوں؟"

محترم کی نظریں کچھ بدلیں، ابرش کو گھبراہٹ دینے لگیں۔

"چھوڑیں۔کیا کریں گے چینج کرکے۔باتیں کرلیں۔۔۔"

نظریں جھکائے ہی مشورہ دیا۔

"صرف باتیں نہیں کرسکتا۔"

جلال کی معنی خیز نظریں ابرش کو چھیڑنے لگیں۔

"تو کس نے کہا صرف باتیں کریں؟"

وہ بدحواس سا بڑبڑا تو بیٹھی پر جلال کی بدلتی نگاہوں کو بھانپتے نظریں چرا کر اس سے پہلو رخ بدلتی، جلال نے اسے کمر میں بازو لپیٹے اپنے سینے سے کھینچ کر لگا یا۔

اور اسکے بعد جس نرم شدت سے باہمی رشتے کی اجنبیت جلال نے دور کی، اب کی بار وہ من موہنی پہل ابرش نے کی، اور عورت کی پہل مرد کو بہکانے میں کسی جام سے زیادہ پاور فل اثر رکھتی ہے۔

لگ رہا تھا اجنبیت کے الف سے ت تک حرف مٹنے والے تھے پہلی ہی شب، زہے نصیب!

..________________________..

"کہاں گئے تھے تم لوگ؟"

ذیشان اور زالے گھر تو پہنچ گئے پر گاڑی کے ہارن پر وہ چاروں باشندے فکرو پریشانی سے پورچ میں کھڑے ملے، آلین نے ہی سوال کیا جبکہ زالے کا دل چاہا کہیں جا کر چھپ جائے، ویسے تو اسے ذیشان پر بھروسہ تھا کہ وہ یہ بات چھپا لے گا پر جس طرح وہ چار مشکوک و فکرمند سامنے کھڑے تھے، یہ بونگا شوخیاں مارتے ہی سب اگل دیتا۔

"ہم اوٹنگ پر نکلے تھے، زالے کا دل گھومنے کا چاہ رہا تھا ماموں۔ آپ لوگ کیوں اٹھ گئے۔ سب ٹھیک ہے"

ذیشان کے سنجیدہ جواب نے ان چاروں کے ساتھ زالے کا کانپتا دل بھی نارمل کیا۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔ بس گاڑی کا ہارن سنے ہم لوگ آ گئے کہ سب ٹھیک تو ہے۔ میرا بچہ ٹھیک ہے؟"

ارمان نے ہی زالے کے چہرے کی اڑی ہوائیاں بھانپے پچکارا تو وہ لالہ کے آ کر سینے میں سمٹی۔

"ٹھیک ہوں لالہ"

وہ تھوڑی کمزور پڑی تو بقیہ تین آفراد نے جس مشکوک انداز میں ذیشان کو دیکھا، بہت کوشش کی مسکراہٹ روکے پر بے قابو ہوئی۔

آلین نے چونک کر ارمان کو دیکھا، وہ لوگ کچھ کچھ سمجھ گئے تھے، جبکہ انیہ نے جس طرح ذیشان کو آنکھ ماری وہ آفت ادھر ادھر دیکھ کر ہنسی قابو کرنے لگا، جبکہ علیحہ بھی خفیف سا مسکرائی اور ارمان اسکا دل چاہا اس ذیشو کو یہیں گاڑ دے۔

"یہ سب اتنے ٹیلنٹڈ ہوں گے زالے بچاری کو اندازہ نہیں۔ یا اللہ آپ گواہ ہیں کہ میں نے کچھ نہیں بتایا ان چاروں کو۔ یہ ارمان تو مجھے زندہ بنا فرائے کیے نگل جائے گا، کیسے گھور رہا ہے"

ذیشان کو سبکی نظریں محسوس کیے جان کے لالے پڑ چکے تھے جبکہ زالے خود ہی لالہ سے دور ہوئی تو آلین نے بھی پیار سے بازو کھولے، وہ ماموں کے سینے سے لگ گئی تو آلین انیہ اور علیحہ اسے اندر لے کر بڑھے جبکہ میدان میں اب صرف دانتوں کی نمائش کرتا ذیشان اور گھورتا ہوا ارمان بچے تھے۔

"کیا وہ امید سے ہے؟"

ارمان نے پاس رکتے ذیشان کو گردن سے دبوچا تو ذیشان نے شاہ رخ خان کی طرح کنفوز ہاں ناں والا تاثر دیا کہ ارمان نے زور کی چپیڑ گردن پر ماری تو جناب کا کنفوز تاثر ہاں میں بدلا۔

"جانو ویرا اچھا ہے ناں جلدی جلدی بچوں کے کام سے فری ہو جائیں گے۔پھر میں شرافت سے تمہاری بزنس میں ہیلپ کروں گا اور زا لے ڈاکٹر بنے گی۔بے بی کو سنبھالنے کے لیے بی جی اور ہالہ ہیں۔"

ذیشان کی پلاننگ سنتے ارمان خفیف سا مسکرایا اور پکڑ کر اس گدھے کو اپنے سینے بھینچ لیا کہ خود ذیشان جو پٹنے کے ارادے میں تھا،ایسے رد عمل پر تھرا سا اٹھا۔

"بہت خیال رکھنا اسکا اور جب تک وہ کمفرٹیبل نہیں ہوتی یہی شو کریں گے کہ ہم اس نیوز کے بارے نہیں جانتے۔میں سبکو منع کر دوں گا کہ اپنی خوشی

زالے کے سامنے کنٹرول رکھیں۔ اگر تم نے زالے کو زرا بھی تکلیف ہونے دی تو میں تمہیں پھینٹی لگاؤں گا۔"

ارمان کے خوش ہونے پر ذیشان کی خوشی کو دگنے رنگ لگے۔

"وعدہ کرتا ہوں اسے سنبھال لوں گا، تو واقعی خوش ہے جانو ویر؟"

ذیشان کا دل خفیف سا ابھی بھی پریشان تھا اور ارمان کیا بتاتا کہ یہ خوشی ویسی تھی جیسے زالے کے ذینیہ کی کوکھ میں ہونے کی خبر پر محسوس ہوئی تھی۔

"بہت خوش۔ آجا اب اندر۔ اسے کمرے میں لے جا۔ میں باقیوں کو سمجھا دوں گا"

وہ دونوں ساتھ ہی اندر آئے تو کسی نے بھی زالے کو محسوس نہ ہونے دیا وہ نیوز جان گئے، وہ روم میں خود ہی نیند کا بہانہ کیے چلی گئی تو سب ہی ذیشان کے گرد ہالہ بنا گئے، جبکہ آلین کی نظر بس روم کی طرف جاتی زالے پر تھی، وہ کتنا خوش ہے یہ اسکی آنکھوں کی سرخی بتا رہی تھی، انیہ اور علیحہ بھی

نیوز کی تصدیق پر پر جوش تھیں جبکہ ذیشان کی توجہ جب بیٹھے آلین پر گئی تو وہ انکے قدموں میں جب بیٹھا تو آلین نے محبت بھری سرخ آنکھوں والی نظر ذیشان کے خوبصورت چہرے پر ڈالی۔

"آپکی لاڈلی کا پورا خیال رکھوں گا یار سینٹی نہ ہوں۔"

وہ آلین کی فکریں بخوبی جانتا تھا، آلین نے مسکرا کر ذیشان کی گال تھپکی۔

"نہیں بس آپی کی یاد آگئی اس نیوز پر۔ وقت بہت جلدی گزر جاتا ہے۔ مجھے تم پر پورا یقین ہے تم ہر طرح زالے لیے سوٹ ایبل ہو۔ بس اسے سٹرونگ رہنے کا کہنا، وہ کافی شائے ہے تو مے بی اس پر بھی پریشان ہوتی رہے۔ سنبھال لینا۔ اب جاو اسکے پاس"

وہ ماموں کی تھپکی پر مسکرایا اور انیہ نے بھی صدقہ اتارتے مبارک دی جبکہ علیحہ نے بھی پیار بھری نگاہ ڈالی، ذیشان کے جاتے ہی جہاں انیہ خوشی سے ارمان کی بازو کے حصار میں سمٹی وہیں علیحہ نے بھی آلین کے پاس بیٹھے اسکا

ہاتھ تھاما جو آلین کو تسلی دینے کا انداز تھا، وہ سب خوش تھے اور دگنی خوش زالے روم میں پہنچ کر تھی کیونکہ اسے لگا ذیشان نے مہارت سے معاملہ سنبھال لیا ہے تبھی جب وہ روم میں آیا تو وہ بھاگ کر آتی اسکی کھلی بازووں میں آبسی۔

"تھینکیو! ابھی سب سے یہ نیوز چھپانے کے لیے ذیشان"

مشکور کے ساتھ وہ جذباتی بھی تھی، ذیشان کو ہنسی آئی جسے محترم نے بڑی مشکل سے حلق و ہونٹوں کے پار دبایا۔

"تمہارے لیے کچھ بھی میری جان"

ذیشان نے اسکا ماتھا چومتے ڈھیروں سکون زالے میں اتارا، وہ ہنوز بلش کر رہی تھی، چہرہ سرخیوں میں نہایا تھا۔

"اب بتائیں۔ کس انرجی کی بات کی تھی؟"

وہ جلدی سے اسکے سینے کے قریب سرکی ہی جب ذیشان نے اسکی سانسوں پر گرفت جماتے اسے اپنے سحر میں جکڑا۔

"ذیشان!"

وہ اسے روکنے کو منمنائی۔

"شش! پیار آرہا ہے مجھے اور تمہیں سمیٹنا ہو گا مجھے میرے ہر جذبے سمیت۔ خوبصورت اور مکمل زندگی مبارک ہو جاناں۔"

اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرے ذیشان نے اسکی ہر گھبراہٹ کو ایسی نوعید سے راحت میں بدلا کہ وہ دو جسم اک قالب میں ڈھلتے ڈھلتے امر ہو گئے۔

..________________________..

جلال اور ابرش کے ایک ہونے نے یہ ثابت کیا کہ جب اللہ کوئی فیصلہ کرتا ہے تو بہترین مصلحت شامل رہتی ہے۔ وہ دو جن حالات سے گزر کر ایک دوسرے تک پہنچے تھے، ایک دوسرے کا مرہم بنے اور پھر بدر اور نادیہ کا بھی ارمان پورا ہوا کہ جس شخص نے انکی بیٹی کو سنبھالا آج ان سب نے مل کر جلال کے لیے بھی کچھ اچھا کرے صلہ لوٹایا اور سب سے نہال علیحہ تھی، آلین کو سکون ملا، خوشیاں مانو سب کی زندگیوں میں ٹھہر گئیں۔

ولیمہ شاندار رہا اور پھر آلین اور علیحہ کے پیار کے حصار میں وہ چاروں آلسن کو خیر آباد کہہ کر روانہ ہو گئے، ایک منتھ بعد جا کر زیشان نے زالے کی مرضی کے بعد بے بی کی نیوز اپنی فیملی میں اوپن کی اور سبکی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا، ویسے تو وہ چار نفوس جانتے تھے پر سب نے زالے کی پرواہ کی اور نیوز جب خود زالے کی مرضی کے بعد بریک ہوئی تبھی مبارکباد و دعاوں کا سلسلہ شروع ہوا جسکے لیے منتھ بعد خود آلین، علیحہ، جلال اور ابرش پاکستان آئے اور حسب وعدہ ارمان اور انیہ کے فارم ہاوس میں کپلز ڈنر ہوا لیکن فرق یہ تھا

کہ تین کے بجائے چار ہاٹ کپلز نے تباہی مچائی تھی، زندگی اپنی خوبصورت ڈگر پر چل نکلی تھی، خمار جانم کا ہر کردار خوش و مسرور تھا، سب بے حد آسودہ تھے۔

اور پھر ان خوشیوں میں کچھ ماہ بعد اضافے دنیا میں تشریف لائے، انیہ اور ارمان کو اللہ نے بیٹے سے نوازا اور علیحہ نے بھی ایک بیٹے کو جنم دیا۔ جبکہ ابرش کے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوئی مگر سب سے آفت کپل کے ہاں اکھٹے ٹونز تشریف لے آئے، زالے نے دو بہت ہی صحت مند بچوں کو جنم دیا، یہ سچ تھا اسکی اتنی کم عمری میں ٹونز پریگنسی بہت رسکی تھی پر اسے ذیشان نے ان نو ماہ اک لمحہ بھی خود سے دور نہ کیا اور زالے جس بھی درد سے گزری ہو، وہ آفت کا پرکالہ خوش تھا کہ اکھٹے ہی دو بچے آگئے اب وہ زالے کا فگر کبھی دوبارہ خراب نہ ہونے کا سوچ کر دل کو تسلیاں دیتا پایا گیا، دو بچے سنبھالنے ایک ساتھ مشکل تھے پر زالے اور ذیشان کو انکی دادیوں نے فیل ہی نہ ہونے دیا کہ وہ دو دو بچوں کے پیرنٹس ہیں کیونکہ خضرا ذیشان کو ہالہ

سنبھالتیں اور خذیفہ ذیشان کو مہرین صاحبہ، خود زالے کو چند ماہ اپنے ایکسٹرا بگھڑے فگر کو واپس ٹھیک کرنے میں لگے اور پریگنسی کے بیچ ہی اسکی گریجویشن بھی بہت اچھے رینک سے پوری ہوئی، فگر مینٹین کرنے کے بعد جب خضرا اور خذیفہ کچھ سنبھل گئے تب زالے نے میڈیکل یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا، اور ذیشان شرافت سے ارمان کے ساتھ بزنس کے لیے سنجیدہ ہوا، یہ سب اب ایک ساتھ خوش تھے کیونکہ کسی کی لائف میں اب کوئی حسرت باقی نہ تھی، علیحہ اور آلین کی زندگی انکے بیٹے نے مکمل کی تو ارمان کی خواہش انیہ سے جڑے اس ننھے بچے سے پوری ہوئی جو فائزہ اور شازمہ کی بھی زندگی بن کر آیا تھا، جلال نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ باپ بنے گا ہر ابرش نے زندگی میں آکر سب کچھ ہوا کے جھونکے سے بدل دیا۔یہی تھی خمار جانم کی داستان جو آپکو بھی کسی خمار میں اختتام تک مبتلا کر کے چھوڑے گی۔

The End....❣